

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# فَيْضُ الْمَلَكِ

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ حَسَنٍ سَيِّدُ الْأَكْبَرِيِّ  
أَبُو وَثَّابَةَ

## فَيْضُ الْمَلَكِ

ابن حَجَرٍ الْقَسْبَلَانِيِّ

مُسْتَرْخِصٌ مِنْ مَلِكِي

١٢١١٠

تَسْلِيمٌ  
عَلَى الْوَالِدِ الْأَبِي

تَسْلِيمٌ  
عَلَى الْوَالِدِ الْأَبِي

عَاطِفٌ بِهَذِهِ تَعْبِيرٌ مَشْفِقٌ  
بِرَبِّهِ وَوَالِدِهِ وَوَالِدَتِهِ

### مَكْتَبَةُ مَحَبَّةِ الْحَرَمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربعہ

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# فَيْضُ الْبَابِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ أَبُو الْحَسَنِ سَيِّدُ الْكُوفِيِّ

وَأُرْوَاهُ

## فَتْحُ الْبَابِ

ابن حَجْرٍ الْعَسْقَلَانِي

شَرْحٌ صَحِيحٌ بِخَطِّ

www.KitaboSunnat.com

جلد ۱۰

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل آسدا آبادی

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الحلیب

بِخَسَنِ اهْتِمَامِ

عَبْدِ اللطيف رَبَّانِي مَدِينَةِ

حافظ پلازہ مچھلی منڈی

نیوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحت الحدیث

ہملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

# فیض الباری ترجمہ فتح الباری

24401

جلد چہارم

اسب و ریخ



مصنف	علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمہ اللہ
دوسرا ایڈیشن	اگست 2009ء
ناشر	مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ	10000
www.KitaboSunnat.com	
کپوزنگ ڈیزائننگ	حافظ عبدالوہاب
	0321-416-4260

مکتبہ اصحاب الحدیث

18.7.16

## مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، چھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823, 0301-4227379

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

www.KitaboSunnat.com

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.  
 اما بعد! عرض کرتا ہے خادم اہل اللہ فقیر اللہ غفر اللہ لہ ولوالدہ کہ عنایت الہی سے پارہ دہم اس کتاب کا شروع ہوا اہل حدیث کہ اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا خیر کو جلد با تمام پہنچادے اور اس عاجز مہتمم اور مترجم کا اللہ جل جلالہ خاتمہ بخیر کرے۔ آمین یا رب العالمین۔  
 یہ شروع ہے بیچ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

بَابُ تَقْوِيمِ الْأَشْيَاءِ بَيْنَ الشَّرَكَاءِ  
 بِقِيَمَةِ عَدْلِ  
 فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ نہیں خلاف ہے درمیان علماء کے اس میں کہ بائنا عروض اور تمام اسبابوں کا قیمت کرنے کے بعد جائز ہے یعنی اگر کچھ اسباب کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو اور وہ اس کو آپس میں بانٹنا چاہیں تو اس کو قیمت کر کے بانٹیں اور اگر بغیر قیمت کرنے کے اس کو بانٹیں تو اس میں اختلاف ہے سوا اکثر علماء تو اس کو جائز رکھتے ہیں جبکہ آپس کی رضامندی سے ہو اور امام شافعی کہتے ہیں کہ منع ہے اور دلیل ان کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے کہ اس شخص کے حق میں جو مشترک غلام سے اپنا حصہ آزاد کرے پس وہ حدیث نص ہے غلام میں اور اس نے باقی کو اس کے ساتھ لاحق کیا ہے (فتح)۔

۲۳۱۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ سا جھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے لیے مال ہو کہ غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو ساتھ قیمت انصاف کے یعنی برابر بغیر کسی اور زیادتی کے تو وہ غلام آزاد ہے یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے آزاد کر دے یعنی سارا غلام اسی کے مال سے آزاد ہو اور شریک کا کچھ نہ جائے گا اور اگر اس کے پاس اس قدر مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہو اس سے جو کہ آزاد ہو یعنی اور شریکوں کے حصے آزاد نہ ہوں گے وہ بدستور غلام رہیں گے۔

۲۳۱۱ - حَدَّثَنَا عَمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ يَشْفِقُصَا لَهُ مِنْ عَيْدٍ أَوْ شِرْكًا أَوْ قَالَ - سَيِّبًا وَكَانَ لَهُ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيَمَةِ الْعَدْلِ هُوَ عَتِيقٌ وَإِلَّا فَقَدْ عَتِقَ مِنْهُ مَا عَتِقَ. قَالَ لَا أَدْرِي قَوْلُهُ عَتِقَ مِنْهُ مَا عَتِقَ قَوْلٌ مِنْ نَافِعٍ أَوْ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۳۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو اس پر واجب ہے اپنے مال سے اس کو بالکل آزاد کر دینا یعنی جبکہ ہو اس کے پاس مال بقدر قیمت اس کی کے اور اگر آزاد کرنے والوں کے پاس مال نہ ہو تو اس غلام کے انصاف کی قیمت ٹھہرائی جائے پھر بقدر حصے اور شریکوں کے غلام سے محنت مزدوری کروائی جائے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے یعنی نہ تکلیف دی جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ دشوار ہو اس پر۔

**فائدہ:** ان حدیثوں کی پوری شرح کتاب الحقیق میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ساجھی کے غلام کو بانٹا جائے تو اس کو قیمت کر کے بانٹا جاوے اور یہ حدیث حجت ہے واسطے امام شافعی کے کہ مشترک چیز کو بدون قیمت کرنے کے بانٹنا درست نہیں لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ غلام کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن نہیں بخلاف اور اسبابوں کے کہ ان کا بانٹنا بدون قیمت کے ممکن ہے پس اور سب قسم کے اسباب اس کے ساتھ ملحق ہوں گے۔

قسمت میں قرعہ ڈالنے کا بیان

**فائدہ:** اور بیان اس جگہ حصوں کا بیچ قسمت کے اور ضمیر قسم کی طرف پھرتا ہے ساتھ دلالت قسمت کے پس ذکر کیا قسمت کو اس لیے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (فتح)

۲۳۱۳۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدوں پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور جو ان میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا مکان ٹھہرایا سو بعضوں نے اُس کے اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ اس کے نیچے رہے جب انہوں نے پانی چاہا تو اپنے اوپر والوں پر گزرے تو نیچے والوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے حصے کے مکان کو پانی کے لیے پھاڑ لیں اور اپنے اوپر والوں کو آمد و رفت کی تکلیف سے بچائیں تو اچھی بات ہے سو اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو ان کی خواہش پر چھوڑا یعنی

۲۳۱۲۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيضًا مِنْ مَمْلُوكِهِ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ فِي مَالِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ فَوَمَّ الْمَمْلُوكُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ.

بَابُ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِهَامِ فِيهِ

فَأَنَّ هَلْ يُقْرَعُ فِي الْقِسْمَةِ وَالْإِسْتِهَامِ فِيهِ

۲۳۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَأَقِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوا لَوْ أَنَا خَرَقْنَا فِي نَصِينَا خَرَقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا

جہاز توڑنے سے منع نہ کیا تو اوپر اور نیچے کے سب ہلاک ہوئے یعنی ڈوبے اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لئے تو اوپر والے خود بھی نیچے اور نیچے والے بھی سب نیچے۔

أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا وَإِنْ أَخَذُوا عَلَيَّ  
أَيْدِيَهُمْ نَجَوْنَا وَنَجَوْنَا جَمِيعًا.

**فائدہ:** یعنی جو لوگ کہ ایک شہر یا ایک گھر میں رہتے ہوں اور بعض ان میں سے گناہوں اور خلاف شرع کاموں سے بچتے ہوں اور بعض گناہوں میں مشغول ہوں اور متقی لوگ باوجود قدرت کے گناہگاروں کو بد کاموں سے نہ روکیں تو آخرت کے عذاب میں دونوں شریک ہیں اگر دنیا میں عذاب آئے گا تو سب برباد ہوں گے خواہ متقی لوگ بد کاموں سے راضی ہوں یا ناراض جیسے کہ کشتی اگرچہ مضبوط ہو لیکن ایک سوراخ سے ڈوبتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بانٹنے کے وقت حصوں میں قرعہ ڈالنا درست ہے وفيہ المطابقة للترجمة اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشہادات میں آئے گی۔

**بابُ شَرِكَةِ الْيَتِيمِ وَأَهْلِ الْمِيرَاثِ.**  
باب ہے بیان میں شرکت یتیم کے ساتھ اہل میراث کے

**فائدہ:** واو معنی مع کے ہے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے اس پر نہیں جائز ہے شریک ہونا یتیم کے مال میں مگر یہ کہ واسطے یتیم کے اس میں مصلحت راجح ہو۔ (فتح)

www.KitaboSunnat.com

۲۳۱۴۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے دو دو تین تین چار چار عائشہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے! مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے والی کی پرورش میں ہوتی ہے یعنی جیسے کہ چچیرا بھائی ہو شریک ہے وہ ولی کو اس کے مال میں کہ دونوں کو ایک مورث سے مشترک پہنچا ہے سو خوش آتا ہے ولی کو مال اس کا اور خوبصورتی اس کی سواں کا ولی چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے پس دے اس کو مہر میں مثل اس چیز کے کہ دے اس کو غیر اس کا سواں کو ان سے نکاح کرنا منع ہوا مگر یہ کہ ان کے لیے انصاف کریں اور پہنچائیں ان کو اپنے طریقے پر مہر سے یعنی ان کو پورا مہر دیں اور ان کو حکم ہوا کہ یہ

۲۳۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
الْعَامِرِيُّ الْأَوْبَسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ  
سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي  
عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ح  
وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ  
شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ  
سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ  
تَعَالَى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا إِلَىٰ وَ  
رُبَاعٍ﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هِيَ الْيَتِيمَةُ  
تَكُونُ فِي حَجْرٍ وَلَيْهَا تَشَارِكُهُ فِي مَالِهِ  
فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالَهَا فَيُرِيدُ وَلَيْهَا أَنْ  
يَنْزَوَّجَهَا بغيرِ أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا  
فَيُعْطِيهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيهَا غَيْرُهُ فَهِيَ

کہ نکاح کریں اس سے جو خوش لگے ان کو عورتوں سے سوائے ان کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگی یعنی دیکھا کہ بعض جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اس کا دالی اس کو نکاح میں لائے جو وہ اس کی خاطر کرے گا غیر نہ کرے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت مانگی اس کے نکاح کی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی تو کہہ اللہ تم کو رخصت دیتا ہے ان کی یعنی ان سے نکاح کرنا درست ہے اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں سو یتیم عورتوں کو حکم ہے جن کو تم نہیں دیتے جو اس کے لیے مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو اور جو چیز کہ اللہ نے ذکر کی کہ تم پر پڑھی جاتی ہے کتاب میں وہ پہلی آیت سے یعنی اور وہ یہ ہے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو خوش لگیں تم کو عورتوں سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَتَرَعْبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ تو وہ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے یتیم لڑکی سے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو جبکہ مال اور خوبصورتی میں کم ہوتی ہے تو ان کو منع ہوا کہ یہ کہ نکاح کریں اس عورت سے جس کے مال اور جمال میں رغبت کریں یتیم عورتوں سے مگر ساتھ انصاف کے لیے منہ پھیرنے ان کے کے اس نے یعنی وقت کم ہونے مال اور جمال کے یعنی جب تم مال اور جمال کم ہونے کے وقت یتیم لڑکیوں سے نکاح نہیں کرتے تو پھر ان کے مال اور جمال بہت ہونے کے وقت بھی ان سے نکاح نہ کرو نہیں تو مناسب ہے کہ دونوں کا نکاح عدل میں برابر ہو۔

أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسَطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَىٰ سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ وَأَمْرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَىٰ قَوْلِهِ ﴿وَتَرَعْبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُعْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَىٰ الَّتِي قَالَ فِيهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسَطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللَّهِ فِي الْآيَةِ الْآخِرَىٰ ﴿وَتَرَعْبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ يَعْنِي هِيَ رَعْبَةٌ أَحَدِكُمْ لِتَيْمَّتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالَ فَهَذَا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَعَبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَعْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر سورہ نساء میں آئے گی ان شاء اللہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شریک



ہونا یتیم کے مال میراث میں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر یتیم عورتیں خوبصورت ہوتی تھیں تو ان کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور ان کے مال کھا جاتے تھے نہیں تو ان کے مال کے طبع سے ان کو روک رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائزے دلی کو یہ کہ نکاح کرے اس عورت سے جو اس کی پردوش میں ہو لیکن نکاح پڑھنے والا کوئی غیر ہو۔ (فتح)

بابُ الشَّرِکَةِ فِی الْأَرْضِیْنَ وَغَیْرِهَا۔  
زمینوں وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان۔

۲۳۱۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کو ہر چیز میں کہ نہ بانٹی گئی ہو یعنی غیر منقول میں کہ شراکت میں ہو پھر جبکہ حدیں واقع ہوں یعنی ملک مشترک تقسیم کی جائے اور راہیں پھیریں جائیں یعنی ہر ایک کے حصے کی راہ جدا ہو جائے تو شفعہ نہیں۔

۲۳۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشفعہ میں گزر چکی ہے اور مراد اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جائز ہے باثنا زمین اور گھر کا اور یہی ہے مذہب جمہور کا برابر ہے کہ گھر بڑا ہو یا چھوٹا اور مستثنیٰ کیا ہے بعضوں نے اس گھر کو جو نہ فائدہ اٹھایا جائے ساتھ اس کے اگر تقسیم کیا جائے تو اس کا باثنا منع ہے۔ (فتح)

بابُ إِذَا اقْتَسَمَ الشَّرِكَاءُ الدُّورَ وَغَیْرِهَا فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوعٌ وَلَا شُفْعَةٌ۔  
جب تقسیم کر لیں آپس میں شریک گھروں وغیرہ کو تو نہیں ہے ان کے لیے رجوع اور نہ شفعہ۔

۲۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

۲۳۱۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ شفعہ کے ہر چیز میں کہ نہ بانٹی گئی ہو پھر جب حدیں واقع ہوں اور راہیں پھیریں جائیں تو شفعہ نہیں ہے۔

۲۳۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقَسَّمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ باندھا ہے بخاری نے ساتھ لازم ہونے قسمت کے اور نہیں ہے حدیث میں مگر نفی شفعہ کی لیکن یہ اس لیے ہے کہ شفعہ کی نفی سے رجوع کی نفی لازم آتی ہے اس لیے کہ اگر شریک کو رجوع کرنا جائز ہوتا تو البتہ پھر آتی شرکت پس پھر آتا شفعہ۔ (فتح)

بابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ  
جائز ہے شریک ہونا سونے اور چاندی میں اور اس چیز

بابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

وَمَا يَكُونُ فِيهِ الصَّرْفُ. میں کہ اس میں بیع صرف ہوتی ہے اور وہ درہم اور اشرفیاں ہیں۔

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ شرکت صحیحہ یہ ہے کہ نکال ہر ایک مثل اس چیز کی کہ نکالے ساتھ اس کا پھر دونوں چیزوں کو آپس میں ملائیں یہاں تک کہ ان کی تمیز نہ ہو سکے پھر دونوں اکٹھے اس میں تصرف کریں مگر یہ کہ ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دے اور نیز اجماع ہے اس پر کہ شرکت ساتھ درہموں اور اشرفیوں کے جائز ہے لیکن اگر ایک کی طرف اشرفیاں ہوں اور ایک کی طرف سے درہم یا پیسے ہوں تو اس میں اختلاف ہے پس منع کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے مشہور قول میں اور کوفیوں نے مگر ثوری نے کہا کہ جائز ہے اور زیادہ کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے یہ شرط کہ دونوں صفت میں بھی مختلف نہ ہوں مانند درست اور ٹوٹے ہوئے درہموں کے اور مطلق چھوڑنا بخاری کا ترجمہ مشعر ہے ساتھ مائل ہونے اس کے کی طرف قول ثوری کے اور یہ کہا کہ مایکون فیہ الصرف تو مراد اس سے مانند درہموں مغشوشہ اور ڈلی سونے چاندی وغیرہ کی ہے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اکثر کہتے ہیں کہ صحیح ہے ہر مثل چیز میں اور یہی صحیح تر ہے نزدیک شافعی رحمہ اللہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خاص ہے ساتھ نقد سکے والے کے یعنی مانند روپیوں اور اشرفیوں وغیرہ کے۔ (بخ)

۲۳۱۷ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَثْمَانَ يَعْنِي ابْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْمُنْهَالِ عَنِ الصَّرْفِ يَدَا بَيْدٍ فَقَالَ اشْتَرَيْتُ أَنَا وَشَرِيكَ لِي شَيْئًا يَدَا بَيْدٍ وَنَسِيئَةً فَجَاءَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلَنَاهُ فَقَالَ فَعَلْتُ أَنَا وَشَرِيكِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَسَأَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَا كَانَ يَدَا بَيْدٍ فَخَذُوهُ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَذَرُوهُ.

۲۳۱۷ - سلیمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو منہال سے پوچھا کہ چاند سونے کو آپس میں ہاتھوں ہاتھ بیچنے کا کیا حکم ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے ایک شریک نے ہاتھوں ہاتھ اور ادھار ایک چیز خریدی یعنی نقد سے پھر ہمارے پاس براء بن عازب رضی اللہ عنہ آئے تو ہم نے ان سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اور میرے شریک زید بن ارقم نے کہا اسی طرح کیا تھا اور ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہو اس کو لے لو اور جو وعدے کے ساتھ ہو اس کو چھوڑ دو۔

**فائدہ:** بیع صرف یہ ہے کہ سونے کو سونے سے بیچے اور چاندی کو چاندی سے بیچے یا ایک کو دوسری کے ساتھ بیچے اور تحقیق گذر چکی ہے بیع باب بیع الورق بالذہب نسبیہ کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے تفریق صفقہ کی یعنی جمع کرنا دو بیعوں کا ایک عقد میں پس جو بیع صحیح ہوگی وہ صحیح ہو جائے گی اور جو صحیح نہ ہوگی وہ باطل

ہو جائے اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ احتمال ہے اس نے دو مختلف عقدوں کی طرف اشارہ کیا ہو اور تائید کرتی ہے اس احتمال کی وہ چیز جو ہجرت کے باب میں آئے گی کہ میرے ایک شریک نے موسم کے دعویٰ پر کچھ درہم ادھار بیچے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے اور ہم یہ بیع کرتے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہاتھوں ہاتھ ہوں اس کا کچھ ڈرنہیں اور جو ادھار ہو تو وہ صحیح نہیں بنا بر اس کے پس معنی مَا كَانَ يَلْدَا يَبِيدُ فَحُدُوهُ کے یہ ہیں کہ جس بیع میں تعارض واقع ہو وہ صحیح ہے اور اس کو جائز رکھو اور جس میں تقابض فی المجلس واقع نہ ہو وہ صحیح نہیں پس اس کو چھوڑ دو اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ دونوں ایک عقد میں ہوں۔ (فتح)

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالْمُشْرِكِينَ فِي الْمَزَارَعَةِ.

جائز ہے مسلمانوں کو شریک ہونا ساتھ ذمی اور مشرکین کے زراعت میں۔

۲۳۱۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دی حضرت ﷺ نے زمین خیبر کے یہودیوں کو اس شرط پر کہ وہ اس میں محنت کریں اور کھیتی بونیں اور ہو یہودیوں کے لیے آدھا اس چیز کا جو اس سے پیدا ہو۔

۲۳۱۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے زمی میں یعنی جائز ہے مسلمان کو شریک ہونا ساتھ ذمی کے اور مشرک اس کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے اس لیے کہ جب عشر دینا کر کے امام سے امان لے تو وہ بھی ذمی کے معنی میں ہوتا ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف مخالفت اس شخص کی جو اس کو جائز نہیں رکھتا مانند ثوری اور لیث اور احمد اور اسحاق کے اور یہی قول ہے امام مالک رضی اللہ عنہ کا لیکن جائز رکھا ہے اس نے اس کو جبکہ ہو تصرف کرنا سامنے مسلمان کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ خوف ہے کہ داخل ہو مسلمان کے مال میں وہ چیز کہ نہیں حلال مانند ہے بیان کی اور مول شراب اور سور کی اور جمہور کی دلیل ہے کہ حضرت ﷺ نے یہود خیبر سے معاملہ کیا اور جب کہ حراعت میں معاملہ کرنا جائز ہے تو اس کے غیر میں بھی جائز ہوگا اور اس کے جائز ہونے کے سبب سے حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ لیا باوجودیکہ ان کے مال میں ہے جو کچھ کہ ہے یعنی حرام مال سے مانند سود اور مول شراب اور سور کے۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَمِ وَالْعَدْلِ فِيهَا.

بکریوں کا بائنا اور ان میں انصاف کرنا یعنی برابری کرنا بغیر کمی زیادتی کے۔

۲۳۱۹۔ عقبہ بن سفيان سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بکریاں دیں کہ وہ ان کو قربانی کے لیے آپ کے اصحاب پر

۲۳۱۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي

تقسیم کرے تو بکری کا ایک بچہ یعنی سال سے کم کا باقی رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو قربانی کر لے۔

الْخَيْرِ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَفْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ صَحَابًا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّحْ بِهِنَّ أَنْتَ.

**فائدہ:** شرکت میں ابتدا وکالت میں اس حدیث کو وارد کرنے کی توجیہ گزر چکی ہے اور اس کی باقی شرح قربانی کے باب میں آئے گی۔

انا ج وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ

**فائدہ:** یعنی ہم مکمل چیزوں میں سے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہے شرکت ہر چیز میں کہ ملک ہو اور صحیح تر نزدیک شافیہ کے خاص ہونا شرکت کا ہے ساتھ ہم مکمل چیزوں کے اور سبیل اس شخص کی جو ارادہ کرے شرکت کا ساتھ عرض یعنی ساتھ اور اسباب کے سوائے سونے اور چاندی کے نزدیک ان کے یہ ہے کہ جو بیچے بعض اسباب اپنا جو معلوم ہے ساتھ بعض اسباب دوسرے مرد کے جو معلوم ہے اور اجازت دی اس کو تصرف میں اور ایک وجہ میں نہیں صحیح ہے مگر نقد مضروب میں کما تقدم اور مالکیہ سے ہے کہ مکروہ ہے شریک ہونا کھانے میں اور راجح ان کے نزدیک جواز ہے۔ (فتح)

وَيَذَكُرُ أَنَّ رَجُلًا سَاوَمَ شَيْئًا فَغَمَزَهُ  
آخَرُ فَرَأَى عُمُرًا أَنْ لَهُ شَرِكَةٌ.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرد نے ایک چیز کی قیمت چکائی اور دوسرے نے اس کو آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کیا یعنی اور اس نے اس کو خریدتا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس دوسرے کو بیچ میں شرکت ہے یعنی وہ بھی اس چیز میں شریک ہے۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شرکت کے لیے کوئی صیغہ شرط نہ کرتے تھے اور کنایات کرتے تھے اس میں ساتھ اشارہ کے جبکہ ظاہر قرینہ ہو اور یہی ہے قول مالک رضی اللہ عنہ کا اور نیز امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کوئی اسباب بیچ کے واسطے پیش کیا جاتا ہو اور کھڑے ہوں وہ شخص جو خریدتے ہیں اس کو تجارت کے لیے سو جب ان میں سے ایک خریدے اور دوسرا اس میں شریک ہونا چاہے تو لازم ہے اس کو یہ کہ اس کو اس میں شریک کر لیں اس لیے کہ اس نے فائدہ اٹھایا ہے ساتھ ترک کرنے زیادتی کے اوپر اس کے اور ایک روایت میں یہاں اتنا زیادہ ہے کہ امام بخاری نے کہا کہ جب ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ مجھے اپنے ساتھ شریک کر پس جب چپ رہے تو ہوگا شریک اس کا نصف میں۔ (فتح)

۲۳۲۰۔ حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی ماں زینب اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تو اس نے کہا کہ یا حضرت اس سے اسلام کی بیعت کیجئے تو حضرت نے فرمایا کہ یہ چھوٹا ہے بیعت کے لائق نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ اس کا دادا عبد البر بن ہشام اس کو بازار کی طرف لے جاتا تھا اور اناج خریدتا تھا اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس سے ملتے تھے تو اس سے کہتے تھے کہ ہم کو اس میں شریک کر لے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے لیے برکت کی دعا کی ہے تو وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ پوری سواری کو پونچتا تھا یعنی اس کو بقدر بوجہ اونٹ کی فائدہ ہوتا تھا پھر اس کو ہی گھر کی طرف بھیجتا تھا۔

۲۳۲۰۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ عَنْ زُهْرَةَ بِنِ مَعْبِدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايَعَهُ فَقَالَ هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ وَعَنْ زُهْرَةَ بِنِ مَعْبِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَيَقُولَانِ لَهُ أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيَشْرِكُهُمْ فَرَبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعُثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ.

فائدہ: اور موافق ترجمہ کے اس حدیث سے یہ لفظ ہے کہ وہ دونوں کہتے تھے کہ ہم کو اپنے ساتھ شریک کر لے اور وہ ان کو شریک کر لیتا تھا اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے اور نہیں منقول ہے ان کے غیر سے وہ چیز جو اس کے مخالف ہو پس یہ حجت ہوگی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹے لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرنا جائز ہے اور اس شخص سے مباہلت کو ترک کرنا جو کہ بالغ نہ ہو اور طلب معاش کے لیے بازار میں داخل ہونا اور برکت کو طلب کرنا جب کہ وہ اس میں موجود ہو۔ اور اس میں رد ہے اس پر جو یہ گمان کرتا ہے کہ فراخی حلال مال سے مذموم ہے اور نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بھی ہے کہ آپ کی دعا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی۔ (فتح)

غلام میں شریک ہونے کا بیان۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيقِ.

۲۳۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کر دے تو واجب ہے اس پر آزاد کر دینا تمام غلام کا اگر اس کی قیمت کے برابر اس کے پاس مال ہو قیمت کیا

۲۳۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جائے قیمت انصاف کی اور شریکوں کو ان کے حصے کی قیمت دی جائے اور غلام کی راہ چھوڑ دی جائے یعنی وہ آزاد ہو گیا اس کے ساتھ کسی کا تعلق نہیں۔

۲۳۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ سا جھی کے غلام سے آزاد کر دے تو تمام غلام آزاد ہوا اگر اس کے پاس مال ہو نہیں تو غلام سے مزدوری کروائی جائے مگر اس پر مشقت حد نہ ڈالی جائے۔

قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَرِكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ قَدَرٌ ثَمَنِهِ يُقَامُ قِيمَةً عَدْلًا وَ يُعْطَى شُرَكَاءُ وَ حَصَّتْهُمْ وَ يُخَلَّى سَبِيلَ الْمُعْتَقِ.

۲۳۲۲ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَارِثٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شَرِكًا لَهُ فِي عَبْدٍ أَعْتَقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا يُسْتَنْعَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی باب سے مطابقت ترجمہ حدیث سے ظاہر ہے اس لیے کہ صحت حق کی فرع ہے صحت ملک کی۔ (فتح)

شریک ہونا ہدی اور قربانی کے اونٹوں میں، اور جیسے شریک کرے ایک مرد دوسرے کو قربانی میں بعد اس کے بعد اس کے کہ مکے کی طرف بھیجے۔

بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ وَالْبَدَنِ وَإِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي هَدْيِهِ بَعْدَ مَا أَهْدَى.

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے؟

۲۳۲۳۔ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ذوالحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ میں آئے اس حال میں کہ حج کے احرام باندھے ہوئے تھے نہیں مخلوط ہوتی تھی ان سے کوئی چیز صرف حج کا احرام باندھے ہوئے تھے سو جب ہم مکے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا یعنی ساتھ فتح کرنے حج کے ساتھ عمرہ کے سو ہم نے اس کو عمرہ گردانا یعنی عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالا اور حکم کیا ہم کو کہ احرام اتار کر اپنی بیویوں سے صحبت کریں تو اس میں گفتگو پھیلی یعنی لوگوں میں اس کا بہت چرچا ہوا گویا ان کو احرام اتارنا

۲۳۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ صَبَحَ رَابِعَةً مِنْ ذِي الْحِجَّةِ مُهْلِينَ بِالْحَجِّ لَا يَخْلِطُهُمْ شَيْءٌ فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا فَبَعَلْنَاهَا عُمْرَةً وَأَنْ نَحِلَّ إِلَى بَسَاتِنَا فَفَشَسَتْ فِي ذَلِكَ الْقَالَةَ قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ

ناگوار معلوم ہوا یعنی اور پس کہنے لگے کہ ہم میں سے کوئی منی کی طرف جائے گا حالانکہ اس کی آلت سے منی نچکتی ہوگی اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ بعض لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں زیادہ تر نیک اور زیادہ تر ذر نے والا ہوں اللہ سے اگر میں اپنا حال پہلے سے جانتا جو مجھ کو پیچھے معلوم ہوا تو میں قربانی تو میں قربانی کو اپنے ساتھ لاتا اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو البتہ میں عمرہ کر کے حج کا احرام اتار ڈالتا تو سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم نسخ کرنے حج کا ساتھ عمرہ کے صرف ہمارے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو ان دونوں سے یعنی جابر اور عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یعنی جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی اس طرح لپیک کہتے تھے کہ احرام باندھا میں نے ساتھ اس چیز کے کہ احرام باندھا ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دوسرے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس طرح کہتے تھے کہ احرام باندھا یعنی ساتھ احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اپنے احرام پر قائم رہے اور اس کو قربانی میں شریک کیا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے کہ واقع ہوئی تھی شرکت بعد اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے انٹوں کو مدینے سے ہانکا تھا اور وہ تریسٹھ اونٹ تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ساتھ سینتیس اونٹ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے کل اونٹ سو ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو ان میں اپنے ساتھ شریک کر لیا اور یہ اشتراک محمول ہے اس پر کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو قربانی کے ثواب میں شریک کیا نہ یہ کہ آپ نے اس کو ہدی گرداننے کے بعد مالک کیا اور احتمال ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ

جَابِرٌ فَيُرْوَحُ أَحَدَنَا إِلَىٰ مِنِّي وَذَكَرَهُ يَقْطُرُ مَنِيًّا فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفِّهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ حَظِيئًا فَقَالَ بَلَّغْنِي أَنَّ أَقْوَامًا يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا وَاللَّهِ لَأَنَا أَبْرُ وَأَتَقَىٰ لِلَّهِ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هِيَ لَنَا أَوْ لِلْأَيْدِ فَقَالَ لَا بَلْ لِلْأَيْدِ قَالَ وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَقُولُ لَيْتِكَ بِمَا أَهَلَ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَقَالَ الْآخَرُ لَيْتِكَ بِحَبَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِيمَ عَلَىٰ إِحْرَامِهِ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ.

والے اونٹ حضرت ﷺ کے آگے حاضر کئے اور حضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو علی رضی اللہ عنہ کو آدھے کا مالک کیا تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس میں شریک ہو گئے اور سب کو ہدی گردانا تو اس میں دونوں شریک ہوئے نہ ان میں جن کو حضرت ﷺ نے پہلے ہانکا تھا۔ (بخ)

جو قسمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کرتا ہے۔

بَابُ مَنْ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزْوَرٍ فِي الْقِسْمِ.

۲۲۲۴۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ذوالحلیفہ میں تھے جو تہامہ سے ہے سو ہم نے غنیمت میں سے بکریاں یا اونٹ پائے سولوگوں نے جلدی کی سو ان سے ہانڈیاں پکائیں سو حضرت ﷺ آئے اور حکم کیا ساتھ اٹھانے ان کے کے سو اٹھائی گئیں پھر قیمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا پھر ان میں سے ایک اونٹ بھاگا اور نہ تھے لوگوں میں مگر گھوڑے تھوڑے سو ایک مرد نے اس کے تیر مارا سو اس کو بند کیا یعنی اس کو تیر سے مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان چار پایوں کے لیے یعنی درمیان ان کے نفرت رکھنے والے مانند نفرت رکھنے والے جنگلی چار پایوں کے اور جب کوئی ان میں سے تم پر غالب ہو تو اس کے ساتھ اسی طرح کیا کرو تو میرے دادا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ کل ہم دشمنوں سے ملیں یعنی کفار سے اور نہیں ساتھ ہمارے چھریاں پس ہم دھاری دار کڑی سے ذبح کر لیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جلدی کر جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو کھاؤ یعنی اس کا کھانا جائز ہے سوائے دانت اور ناخن کے اور میں تم سے ہر ایک کا حال بیان کرتا ہوں بہر حال دانت پس ہڈی ہے اور لیکن ناخن پس حشیوں کی چھریاں ہیں۔

۲۲۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدِي الْحَلِيفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا فَعَجَلَ الْقَوْمُ فَأَعْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهَا فَأَكْفَفْتُمْ ثُمَّ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزْوَرٍ ثُمَّ إِنَّ بَعِيرًا نَذَّ وَكَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بِسَهْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَدْيِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا قَالَ قَالَ جَدِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرَجُو أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعُدُوَّ وَعَدَاوَيْسَ مَعَنَا مُدَى فَتَذْبَحُ بِالْقَضْبِ فَقَالَ اغْجَلْ أَوْ أَرْنِي مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكَلُوا لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ وَسَأَحَدْتُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعِظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَى الْحَبْشَةِ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## گروی کی کتاب

باب ہے بیچ بیان گروی کرنے کے وطن میں اور بیان اس آیت کا کہ اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گروی ہاتھ میں رکھنی ہے۔

## کتاب الرهن

بَابُ الرِّهْنِ فِي الْحَضَرِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ﴾

فائدہ: یہ جو کہا حضر میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ آیت میں سفر کی قید باعتبار غالب کے ہے یعنی اکثر اوقات کے اور اس کا کوئی مفہوم نہیں حدیث کی دلالت کے لیے اور مشروع ہونے کے اس کے کہ حضر میں جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے اور یہی جمہور کا قول ہے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے اس کے لیے باعتبار معنی کے بایں طور کہ رہن مشروع ہوا ہے وثیقہ بنانے کے لیے قرض پر اس آیت کے دلیل کے لیے کہ پس اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا اس لیے کہ اشارہ کرتی ہے طرف اس کی کہ مراد ساتھ رہن کے وثیقہ طلب کرنا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مقید کیا اس کو ساتھ سفر کے اس واسطے کہ اس میں لکھنے والے کے نہ ہونے کا گمان ہے پس نکالا اس کو باعتبار غالب کے اور مخالفت کی ہے اس میں مجاہد اور ضحاک نے پس انہوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گروی رکھنا سفر میں جس جگہ کہ کاتب نہ پایا جائے اور یہی قول ہے داؤد اور اہل ظاہر کا اور ابن حزم نے کہا کہ اگر مرتہن حضر میں رہن رکھنے کی شرط کرے تو یہ اس کو جائز نہیں اور اگر احسان کرے ساتھ اس کے رہن تو جائز ہے اور حمل کیا حدیث باب کو اور اس کے اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے مانند عادت اپنی کی اور یہ حدیث ابتدا بیوع میں پہلے گذر چکی ہے اس طریق سے کہ حضرت ﷺ نے مدینے میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی اور معلوم ہوا ساتھ اس کے اور اس پر جو اعتراض کرتا ہے کہ آیت اور حدیث میں رہن فی الحضر کا ذکر نہیں۔ (فتح)

۲۳۲۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زرہ جو کے بدلے گروی رکھی اور میں جو کی روٹی اور چربی بودار حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور میں نے آپ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس صبح اور شام ایک صاع اناج کے سوا اور کچھ نہیں رہا حالانکہ نو گھر ہیں۔

۲۳۲۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَقَلَدَ رَهْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعَهُ بِشَعِيرٍ وَمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَبْرٍ شَعِيرٍ

وَإِهَالَةَ سَخِيحَةٍ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَصْبَحَ  
لَيْلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا  
صَاعٌ وَلَا أَمْسَى وَإِنَّهُمْ لَيَسْعَةُ آيَاتٍ.

فائدہ: اور مناسبت ذکر انس رضی اللہ عنہ واسطے اس قدر کے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے اس سے ہی اشارت ہے طرف سبب فرمانے حضرت ﷺ کی اس بات کو اور یہ کہ حضرت ﷺ نے یہ بات بطور فریاد اور شکایت کے نہیں کہی پناہ ہے اللہ کی اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو واسطے عذر بیان کرنے کے کہا قبول کرنے دعوت یہودی کی سے اور اپنی زرہ رہن رکھنے کے لیے اس کے پاس۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے اس چیز میں کہ جس میں حرمت نہیں ثابت ہوئی ذات متعال فیہ کی یعنی جس چیز میں کہ معاملہ ہوا۔ اور ان کے فاسد عقیدے کا اس میں اعتبار نہ کرنا اپنے اور ان کے درمیان معاملے میں اور استنباط کیا گیا ہے اس سے جائز ہونا معاملے کا اس شخص کے ساتھ کہ جس کا اکثر مال حرام پر مشتمل ہو اور یہ کہ ہتھیاروں کا بیچنا اور ان کا رہن رکھنا بھی جائز ہے اور ان کا اجارے دینا کافر سے جب تک کہ وہ حربی نہ ہو اور یہ کہ اہل ذمہ اپنے مال کے مالک ہیں اور یہ کہ موصل مول کے بدلے خریدنا جائز ہے یعنی وعدے کے ساتھ اور یہ کہ لڑائی کے لیے زرہوں اور ہتھیاروں کا بنانا جائز ہے اور یہ کہ وہ توکل میں قاصر نہیں ہیں اور یہ کہ اکثر قوت اس زمانے کے لوگوں کی جو تھی اور یہ کہ معتبر قول مرتب کا ہے اس کی قسم کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس تو واضح کا کہ جس پر حضرت ﷺ تھے اور آپ کی ترک دنیا کا اور باوجود قدرت کے اس دنیا کو کم لینے کا اور بخشش کہ جو پہنچایا اس نے ذخیرہ نہ کرنے کی طرف یہاں تک کہ محتاج ہو گئے زرہ کے گروی رکھنے کے اور تنگی گذران میں آپ کے صبر کا بیان ہے اور اور آپ کا تھوڑی چیز پر قناعت کرنے کا بیان ہے۔ اور اس میں فضیلت ہے آپ کی بیویوں کی آپ کے ساتھ ان چیزوں میں صبر کرنے کی وجہ سے۔ اور اس میں اور بھی فائدے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور علماء نے کہا کہ حضرت ﷺ نے یہودی سے معاملہ کیا اور مال دار حضرات سے نہ کیا تو اس میں حکمت یا تو جواز کے بیان کی ہے یعنی ایسے کرنا جائز ہے یا اس لیے کہ اس وقت ان کے پاس اپنی حاجت سے زیادہ اناج نہ تھا یا آپ اس چیز سے ڈر گئے کہ اصحاب آپ سے مول نہ لیں گے پس آپ نے ان پر تنگی کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ (فتح)

زرہ کے گروی رکھنے کا بیان۔

بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ.

۲۳۲۶۔ اعمش سے روایت ہے کہ ہم نے آپس میں ابراہیم کے پاس بیع میں گروی رکھنے اور ضامن لینے کا ذکر کیا تو ابراہیم نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اسود نے اس نے

۲۳۲۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ تَذَاكَرْنَا عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرُّهْنِ وَالْقَيْلِ فِي السَّلْفِ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ

روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے ایک یہودی سے اناج ادھار خرید اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا إِلَى أَجَلٍ وَرَهْنَهُ دِرْعَةً.

فائدہ: اس کے ساتھ اس چیز پر استدلال کیا گیا ہے کہ کافر کے ہاتھ ہتھیاروں کا بیچنا جائز ہے اور اس میں اس چیز کی بھی دلیل ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ﷺ کا یہ فرمان کہ ایماندار کی روح اس کے قرض کے بدلے لٹکائی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا قرض ادا کر دیا جائے، بعض کہتے ہیں کہ اس کا محل غیر نفس پیغمبروں میں سے ہے اس لیے کہ پیغمبروں کی رو میں قرض کے بدلے نہیں لٹکائی جاتیں ہیں پس یہ خصوصیت ہے اور جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں زرہ چھڑالی تھی تو اس کا قول معارض ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے (فتح الباری) باب رهن السلاح.

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ امام بخاری نے زرہ کے گروی رکھنے کے بعد ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا باب اس لیے باندھا کہ زرہ درحقیقت ہتھیار نہیں بلکہ وہ تو صرف ایک آلہ ہے جس کے ساتھ ہتھیاروں سے بچاؤ کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے بعض کہتے ہیں کہ اس کو سونے چاندی کے ساتھ مزین کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ ہتھیاروں کو تلوار کی مانند مزین کرنے کے قائل ہیں (فتح)

۲۳۲۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کے مار ڈالے؟ بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو ماروں گا، سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ایک یا دو سبق اناج ہمارے ہاتھ بیچے تو کعب نے کہا کہ تم اپنی عورتیں ہمارے پاس گروی رکھو تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھیں اور حالانکہ تو سب عرب میں زیادہ تر خوبصورت ہے یعنی ہم ڈرتے ہیں کہ ہماری عورتیں تجھ پر عاشق ہو جائیں تو پھر اس نے کہا کہ تم اپنے لڑکے بالے میرے پاس گروی رکھو تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے لڑکے تیرے پاس کس طرح گروی

۲۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَنَا فَاتَاهُ فَقَالَ أَرَدْنَا أَنْ تَسْلِفَنَا وَنَسَقَا أَوْ وَسَقِينِ فَقَالَ أَرَاهُونِي نِسَانَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرَهْنُكَ نِسَانًا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارَاهُونِي أَبْنَانَكُمْ قَالُوا كَيْفَ نَرَهْنُ أَبْنَانًا فَيَسِبُ أَحَدُهُمْ فَيَقَالُ رَهْنٌ بَوَسِقٍ أَوْ وَسَقِينِ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلَكِنَّا نَرَهْنُكَ

رکھیں پس گالی دیا جائے گا ایک ان کا پس کہا جائے گا کہ یہ ایک یاد و سبق سے گروی ہوا تھا یہ ہم پر عار ہے لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا کہ اس کے پاس آئے پھر انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

الْلَامَةَ قَالَ سَفِيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَعَدَهُ  
أَنْ يَأْتِيَهُ فَفَقَلُوهُ لَمَّا أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ ابن بطلان نے کہا کہ یہ جو اس نے کہا کہ ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں تو اس میں ہتھیاروں کے گروی رکھنے کے جواز کی دلالت تو نہیں ہے بلکہ یہ کلام تو معاریض مباح سے ہے عرب وغیرہ میں۔ اور ابن متین نے کہا کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو اس کو دھوکہ دینے کا قصد کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑا جاتا ہتھیاروں کے رہن رکھنے کا جواز پہلی حدیث سے اور سوائے اس کے نہیں کہ بالاتفاق جائز ہے بیچنا اور گروی رکھنا اس کا اس شخص کے پاس کہ جس کے لیے ذمہ یا عہد ہو۔ اور کعب کے ساتھ عہد تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے گا لیکن اس نے اپنا عہد توڑ ڈالا تھا، اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اگر نہ ہوتا متعاوان کے نزدیک گروی رکھنا ہتھیاروں کا اہل عہد کے پاس تو ان کو اس کے آگے پیش نہ کرتے اس لیے کہ اگر وہ اس کے سامنے وہ چیز پیش کرتے کہ جس کی عادت جاری نہ تھی تو البتہ اس کو ان پر شک پیدا ہو جاتا اور ان سے وہ چیز رہ جاتی جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا اس کے ساتھ دغا بازی کرنے کا اور جب کہ وہ اس کے فریب دینے کے درپے تھے تو انہوں نے اس کے اس چیز کے ساتھ وہم دلایا کہ وہ ایسا کام کریں گے کہ جس کو کرنا ان کے نزدیک جائز تھا اور اس نے بھی اس چیز پر ان کی موافقت کی اس لیے کہ اس کو معلوم تھا کہ یہ لوگ سچے ہیں تو اس کے ساتھ ان کی دغا بازی کامیاب ہوگی، اور رہی یہ بات کہ اس نے عہد توڑ ڈالا تھا تو یہ درحقیقت ایسا ہی ہے مگر نہ انہوں نے اس کو معلوم کروایا اور نہ اس نے ان کو معلوم کروایا اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے محاورہ ان کے درمیان اس چیز کی بنا پر کہ اس کو ظاہری حال چاہتا ہے تو مطابقت کے لئے بس یہی کافی ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کو مار ڈالنا ٹھیک ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے اگرچہ وہ معاہدہ ہی کیوں نہ ہو برخلاف ابوحنیفہ کے۔ (فتح)

جو چیز کہ گروی ہو جائز ہے سواری کرنی اس کی اور دودھ دوہنا اس کا۔ یعنی اور مغیرہ نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہ سواری کی جائے گی گروی چیز کی بقدر (قیمت) گھاس اس کی کے اور دودھ دوہا جائے اس کا بقدر قیمت

بَابُ الرَّهْنِ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ وَقَالَ  
مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ تَرَكَبُ الصَّلَاةِ  
بِقَدْرِ عَافِيهَا وَتَحْلَبُ بِقَدْرِ عَافِيهَا  
وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ.

گھاس اس کی کے اور گروی کی چیز بھی اس کی مانند ہے  
یعنی اس کا بھی یہی حکم ہے۔

۲۳۲۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گروی جانور کی سواری کی جائے اس کے دانے گھاس کے بدلے اور دودھ والے جانور کا دودھ پیا جائے جب کہ ہو گروی۔

۲۳۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواری کے جانور کی سواری کے جائے بدلے خرچ کرنے اس کے کے جب کہ ہو گروی اور جو سواری کرے اور دودھ پیے اس پر ہے خرچ۔

۲۳۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ وَيُشْرَبُ لَبَنُ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرَهُونًا.

۲۳۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَاءُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرَهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرَهُونًا وَعَلَى الَّذِي يُرْكَبُ وَيُشْرَبُ النَّفَقَةُ.

**فائدہ:** یعنی خواہ راہن اور مرہن میں سے کوئی بھی ہو حدیث کا ظاہر یہی ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ مرہن کارہن سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جب کہ اس کے ساتھ مصلحت قائم ہو اگرچہ مالک نے اس کو اجازت نہ بھی دی ہو اور یہی قول ہے امام احمد، اسحاق اور ایک جماعت کا کہتے ہیں کہ فائدہ اٹھائے مرہن رہن سے یعنی گروی رکھی ہوئی چیز سے اس پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دہونے کے ساتھ اس پر خرچ کے اندازے کے ساتھ اور ان دونوں کے سوا کوئی فائدہ نہ اٹھائے مفہوم حدیث کی وجہ سے یعنی مفہوم حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کی سواری اور کسی چیز سے فائدہ اٹھانا درست نہیں اور رہا اس میں اجمال کا دعویٰ تو پس دلالت کرتی ہے حدیث اپنے منطوق ہونے کی وجہ سے خرچ کرنے کے عوض فائدے کو مباح ہونے پر، اور یہ مرہن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ حدیث اگرچہ مجمل ہے مگر وہ مرہن کے ساتھ خاص ہے اس لیے کہ مرہن کے ساتھ رہن کا فائدہ اٹھانا اس لیے ہے کہ وہ اس کی گردن کا مالک ہے نہ اس لیے کہ وہ اس پر خرچ کرتا ہے بخلاف مرہن کے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مرہن گروی چیز سے کسی طرح کا بھی فائدہ نہ اٹھائے اور انہوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث قیاس کے برخلاف وارد ہوئی ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ جائز رکھنا سواری کا اور دودھ پینے کا غیر مالک کے لیے مالک

کی اجازت کے بغیر اور دوسرا یہ کہ ضامن ٹھہرانا اس کا بدلے اس کے ساتھ خرچ کرنے کے نہ کہ قیمت کے ساتھ یعنی سوار کرنے اور دودھ پینے کا بدلہ خرچ کو ٹھہرایا ہے اور قیمت کو اس کا بدلہ نہیں ٹھہرایا، ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث جمہور علماء کے نزدیک رد کرتی ہیں اس کو اصول مجمع علیہما اور آثار ثابتہ جن کی صحت میں اختلاف نہیں اور دلالت کرتی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے منسوخ ہونے پر جو ابواب مظالم میں گذر چکی ہے کہ نہ دوہا جائے جانور کسی مرد کا اس کی اجازت کے بغیر۔ اور امام شافعی نے کہا کہ اس حدیث میں مراد راہن ہے اور طحاوی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ جب کوئی جانور گروی ہو تو مرتہن پر اس کی گھاس تو یہ بات ثابت ہوئی کہ مرتہن مراد ہے راہن نہیں، پھر طحاوی نے اس طرح جواب دیا کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ یہ حکم بیاج کے ہونے سے پہلے تھا پھر جب بیاج حرام ہوا تو جو اس کی مانند تھا وہ بھی حرام ہو گیا دودھ کے تھنوں میں بیچنے کی طرح اور ہر قرض کہ کھینچنے منفعت کو وہ بیاج ہے پس دور ہوا ساتھ حرام کرنے بیاج کے جو کچھ کہ اس مرتہن کو مباح تھا اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح کی نہیں ثابت ہوتا ہے تنخ احتمال کے ساتھ اور اس میں تاریخ کا معلوم ہونا مشکل ہے اور حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے اور اوزاعی اور لیث اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ جب راہن گروی چیز پر خرچ کرنے سے باز رہے تو اس وقت مرتہن کو خرچ کرنا جائز ہے جانور پر اس کی دیکھ بھال اور اس کو زندہ رکھنے کے لیے اور اس کی مالیت کو باقی رکھنے کے لیے۔ اور مرفق نے معنی میں دلیل پکڑی ہے یعنی امام احمد کے قول کی وجہ سے وہ اس طرح کہ جانور کا خرچ واجب ہے اور مرتہن کے لیے اس میں حق ہے اور ممکن ہے اپنے حق کو پورا لینا گروی چیز کی منفعت سے اور مالک کی طرف سے نائب ہونا اس چیز میں کہ جو اس پر واجب ہے اور پورا لینا اس کا اس کی منفعت سے پس جائز ہوگا یہ اس کے لیے جیسا کہ جائز ہے عورت کے لیے اپنا خرچ لینا خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر جب کہ وہ یہ خرچ دینے سے باز رہے اور بیوی کا اس کی طرف سے خود پر خرچ کرنے کے لیے نائب کی حیثیت رکھنا۔ (فتح)

مترجم کہتا ہے کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے کہ امام احمد اور اسحاق وغیرہ بعض اہل علم کے نزدیک مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا جائز ہے اور امام ترمذی متقدم ناقل ہے سو اس نے مطلق فائدہ اٹھانے کا جواز ان سے نقل کیا ہے کوئی قید ذکر نہیں کی کہ فائدہ بقدر خرچ کے ہو یا کم و بیش اور اطلاق حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ فائدہ اور خرچ دونوں مساوی نہیں ہوتے کہیں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور فائدہ کم ہوتا ہے اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ کبھی گائے بھینس وغیرہ چار یا آٹھ آنہ کا مثلاً ہر دن چارہ کھاتی ہے اور دودھ دو آنے کا بھی نہیں دیتی اور نیز پھر جب دودھ دینے کی مدت ختم ہو جاتی ہے اور گائے بھینس دودھ سے سوکھ جاتی ہے تو پھر ایک مدت دراز تک مفت چارہ کھلانا پڑتا ہے دو یا چار آنے کا مثلاً ہر دن چارہ کھا جاتی ہے اور منفعت بالکل ندر دپس یہ نقصان کہاں سے پورا ہوگا؟ اور اس طرح سواری کے جانور کو خیال کرنا چاہئے کہ چارہ تو ہر دن کھلانا پڑتا

ہے اور سواری کی کبھی کبھی ضرورت ہوتی ہے اور اسی طرح کبھی خرچ کم ہوتا ہے اور فائدہ زیادہ کہ کبھی مثلاً دو آنے کا ہر دن چارہ کھلانا پڑتا ہے اور چار یا آٹھ آنے کا ہر روز دودھ دیتی ہے۔ پس امام احمد کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ وہ بقدر خرچ کے فائدہ اٹھانے کو جائز کہتے ہیں ٹھیک نہیں اور یہ جو ابن عبد البر نے کہا کہ یہ حدیث اصول کے مخالف ہے الخ تو اس کا جواب یہ ہے کہ فتح الباری صفحہ تین سو بہتر میں مذکور ہے کہ حدیث صحیح بسر خود اصل ہے پس کس طرح جائز ہے یہ کہ کہا جائے کہ اصل خود اپنے تئیں مخالف ہے اور نیز صفحہ چار سو چار میں ہے کہ جب سنت ایک حکم کے برقرار رکھنے کے ساتھ وارد ہو تو وہ حدیث بسر خود اصل ہوتی ہے اس کو دوسرے اصل کی مخالفت ضرر نہیں کرتی اور چونکہ یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے تو اصول کی مخالفت اس کو نقصان نہ دے گی اور نیز احتمال ہے کہ اس کا محل اصول سے مخصوص اور مختص اور مستثنیٰ ہو اور نواب صدیق حسن مرحوم نے بدور الابلہ میں لکھا ہے کہ گروی چیز کے سب منافع مرتہن کے واسطے ہیں اور یہ کہا کہ دو چیزیں تو حدیث میں منصوص ہیں اور باقی سب چیزیں قیاس سے ان کے ساتھ ملحق ہیں اور مولانا خرم علی مرحوم نے در مختار کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ مرتہن کو فائدہ اٹھانا جائز ہے اور ترک اولیٰ ہے اور مولوی عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ الفلک المشحون میں لکھا ہے کہ جمہور سلف اور خلف کا یہ مذہب ہے کہ اگر مالک اجازت دے تو مرتہن کو گروی چیز سے فائدہ اٹھانا درست ہے اور امام احمد کے نزدیک مطلق درست ہے خواہ مالک اجازت دے یا نہ دے پس اگر مذہب جمہور کے مطابق کوئی مالک کی اجازت سے گروی چیز سے فائدہ اٹھائے تو ملام اور مطعون نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہود وغیرہ کے نزدیک گروی رکھنے کا بیان۔

۲۳۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک یہودی سے اتاج خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاگروی رکھی۔

بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُودِ وَغَيْرِهِمْ.  
۲۳۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ  
الْأَعْمَشِ عَنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنِ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اشْتَرَيْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ  
يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَرَهْنَةً دِرْعَةً.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے۔ اور اس کی بحث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ  
وَنَحْوُهُ فَالْيَمِينَةُ عَلَى الْمُدْعَى وَالْيَمِينُ  
عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ  
جب مختلف ہوں راہن اور مرتہن اور مانند اس کی یعنی  
مانند اختلاف بائع اور مشتری کے تو گواہ مدعی پہ ہے  
اور قسم مدعا علیہ پر۔

فائدہ: اختلاف یا تو اصل گروی چیز میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے فلاں چیز میرے پاس گروی رکھی تھی اور وہ انکار

کرے اور یا اس کی مقدار میں ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس زمین گروی رکھی تھی اس کے درختوں کے ساتھ اور راہن کہے کہ میں نے تو صرف زمین ہی گروی رکھی ہے یا اس کی تسین میں جیسا کہ کہے کہ تو نے میرے پاس غلام گروی رکھا تھا اور راہن کہے کہ نہیں بلکہ کپڑا رکھا تھا اور یا اس کی قیمت میں اختلاف ہو جیسا کہ کہے کہ تو نے بیس روپے گروی رکھے تھے اور وہ کہے کہ نہیں بلکہ دس روپے گروی رکھے تھے (ق) مدعی اور مدعی علیہ کی تعریف کتاب الشہادات میں آئے گی اور مخلص یہ ہے کہ مدعی اس کے کہتے ہیں کہ اگر دعویٰ چھوڑ دے تو دعویٰ چھوڑ دیا جائے گا اور مدعا علیہ اس کے خلاف ہے۔ (فتح)

۲۳۳۱۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھا اور اس نے دو عورتوں کے مقدمہ میں لکھا جو آپس میں جھگڑتی تھیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ قسم مدعا علیہ پر ہے۔

۲۳۳۱۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى أَنْ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ.

فائدہ: اس سے امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے عموم پر محمول ہے یعنی یہ حدیث عام ہے اور اس کا حکم سب کو شامل ہے خواہ راہن ہو یا مرہن یا اور کوئی برضلاف اس شخص کے کہ کہتا ہے کہ رہن میں معتبر قول مرہن کا ہے جب کہ وہ رہن کی مقدار میں تجاوز نہ کرے اس لیے کہ گروی چیز مرہن کے لیے گواہ کی طرح ہے۔ ابن متین نے کہا کہ امام بخاری کا میلان اس طرف ہے کہ گروی چیز شاہد نہیں ہوتی۔ (فتح)

۲۳۳۲۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز کی کہ اس کے سبب کسی مال کا مستحق ہو اور وہ اس قسم کھانے میں جھوٹا ہو تو طے گا اللہ سے اس حال میں کہ وہ اس پر نہایت غضبناک ہو گا پھر اللہ نے اس حکم کے سچ کرنے کے سچ یہ آیت اتاری کہ جو لوگ کہ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں سو اس نے عذاب الیم تک یہ آیت پڑھی، پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلا اور کہا کہ حدیث بیان کرتا ہے تم سے ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم نے اس کو حدیث بتلائی تو اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری کہ

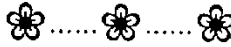
۲۳۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ. ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا فَفَقَرًا إِلَىٰ عَذَابِ الْإِيمِ﴾ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ فَحَدَّثَنَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَفِي وَاللَّهِ



میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا تھا تو ہم دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو یعنی کہا کہ اب یہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہ کرے گا یعنی یہ سچ جھوٹ سے کبھی پرواہ نہیں کرتا تو اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَىٰ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾.

أَنْزَلَتْ كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فَبِي بَشِيرٍ فَأَخْتَصَمْنَا إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ قُلْتُ إِنَّهُ إِذَا يَحْلِفُ وَلَا يَبَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَىٰ يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلَىٰ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾.

**فائدہ:** یہ حدیث کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور یہاں مراد حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ ہوں یا اس کی قسم ہو اس لیے کہ اس میں دلیل ہے ترجمہ باب کے لئے کہ گواہ مدعی پر ہے اور شاید کی بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں باب کا لفظ آچکا ہے اور وہ بیعتی وغیرہ میں ہے جیسا کہ آئندہ آئے گا اور شاید کی جب کہ وہ اس کی شرط پر نہ تھا تو اس کے ساتھ باب باندھا اور وارد کی وہ حدیث جو کہ اس چیز پر ان کی شرط کے مطابق دلالت کرتی تھی۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے بیچ بیان آزاد کرنے غلام کے

کِتَابُ الْعِتْقِ

فائدہ: عتق کا معنی ہے ملک کو دور کرنا۔

بَابٌ فِي الْعِتْقِ وَفَضْلِهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَكَ رَقِيَةً أَوْ إِطْعَامَ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ﴾

باب ہے بیچ بیان آزاد کرنے کے اور ثواب اس کے کے اور بیان اس آیت کا کہ چھڑانا گردن کا یا کھلانا بھوک کے دن میں بن باپ کے لڑکی کو جوتاتے دار ہو۔

فائدہ: گردن آزاد کرنے سے مراد غلام چیز کا چھڑانا ہے یہ نام رکھنا اس چیز کا ہے ساتھ نام بعض اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے ساتھ ذکر کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ حکم سید کا اس پر پھانسی کی طرح ہے اس کے گلے میں۔ پس جب آزاد ہو تو پھانسی اس کی گردن سے ٹوٹ جائے گی اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ گردن کا چھوڑنا خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو کہ اس کی گردن کو آزاد کرنے میں مدد کرے یہاں تک کہ وہ آزاد ہو جائے، روایت کہ یہ حدیث احمد اور ابن حبان وغیرہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا آزاد کر جان کو اور چھوڑ گردن کو کسی نے کہا یا حضرت ﷺ کیا یہ دونوں ایک ہی چیز نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو اس کو آزاد کرنے میں اکیلا ہو اور گردن کا چھڑانا یہ ہے کہ تو اس کے آزاد کرنے میں مدد کرے یعنی اس کی قیمت میں، اور جب کہ ثابت ہوئی فضیلت آزادی پر مدد کرنے کے بارے میں تو بطریق اولیٰ اکیلے آزاد کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ (فتح)

۲۲۲۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَإِقْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَقْدَّ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ مِنْهُ عَضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ

۲۳۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد کہ آزاد کرے مسلمان مرد کو تو چھوڑ دے گا اللہ اس کے ہر ایک جوڑے کے بدلے اس کا ہر ایک جوڑے دوزخ سے تو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس حدیث کو علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے امام زین العابدین کے پاس لے گیا سو امام زین العابدین نے اپنے ایک غلام کی طرف قصد کیا کہ اس کو اس کے بدلے عبد اللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دیتا تھا سو اس کو آزاد کیا۔

فَعَمَدَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَيَّ  
عَبْدٌ لَهُ قَدْ أَعْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشْرَةَ  
آلَافٍ دِرْهَمٍ أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ فَأَعْتَقَهُ.

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام آزاد کرنے کا بڑا ثواب ہے اور یہ کہ مرد کا آزاد کرنا عورت کے آزاد کرنے سے اولیٰ ہے بخلاف اس شخص کے کہ جو کہتا ہے کہ عورت کا آزاد کرنا افضل ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ وہ کہتا ہے کہ اس کی اولاد بھی آزاد ہو جائے گی اور یہ بھی برابر ہے کہ اس سے غلام نکاح کرے یا آزاد بخلاف مرد کے کہ یہ بات اس میں نہیں پائی جاتی ہے۔ اور اس کے مقابلے میں یہ دلیل ہے کہ عورت کا آزاد کرنا اکثر اوقات لازم پکڑتا ہے اس کے ضائع ہونے کو اور نیز اس لیے بھی کہ مرد کے آزاد کرنے میں عام معنی پائے جاتے ہیں جو کہ عورت کے آزاد کرنے میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ مرد حکومت و قضا کے لائق ہے نہ کہ عورت۔ اور یہ جو فرمایا کہ اللہ غلام کے ایک ایک جوڑ کے بدلے آزاد کرنے والے کے ایک ایک جوڑ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں تو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گردن پوری آزاد کرنی چاہیے اس میں کمی نہ ہوتا کہ ثواب مکمل حاصل ہو جائے۔ اور خطاب نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ معاف کیا جاتا ہے نقص جو منفعت سے جبر پورا کیا گیا ہے خصی کی مانند مثلاً جب کہ اس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہو اس چیز میں کہ نہ کے ساتھ فائدہ نہیں ہوتا اور یہ قول اس کا مقام منع میں ہے اور اس کو امام نووی وغیرہ نے منکر خیال کیا ہے اور کہا ہے کہ خصی اور ہر ناقص کے آزاد کرنے میں بھی فضیلت ہے لیکن کامل اولیٰ ہے۔ اور ابن نمیر نے کہا ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو گردن کفارے میں آزاد کی جائے وہ ایماندار ہو اس لیے کہ کفارہ آگ سے چھڑانے والا ہے پس لائق ہے کہ نہ واقع ہو کفارہ مگر چھڑائے گئے کی آگ سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ کو آزاد کیا جاتا ہے تو ابن عربی نے کہا کہ یہ بات مشکل ہے اس اعتبار سے کہ نہیں متعلق ہوتا شرمگاہ کے ساتھ کوئی گناہ جو واجب کرے اس کے لئے جہنم کی آگ کو سوائے زنا کے، پس اگر اس کو صغیرہ گناہوں پر محمول کیا جائے جیسے آپس میں زانو کا لگانا تو نہیں مشکل ہے آزاد ہونا اس کا گ سے نہیں تو زنا کبیرہ گناہ ہے نہیں اترتا ہے مگر توبہ کے ساتھ۔ پھر کہا کہ یہ احتمال بھی ہے کہ آزاد کرنا راجح اور بھاری ہوتا ہے تو لٹنے کے اعتبار سے اس طرح کہ ہو ترجیح دینے والا نیکیوں کے لیے آزاد کرنے والے کے ایسی ترجیح کے زنا کے گناہ کے برابر ہو اور اس میں شرمگاہ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ آتا ہے اس کے غیر میں بھی اعضاء سے اس چیز سے کہ اختیار کیا ہے اس نے اس کو بیچ اس کے مانند ہاتھ کی غضب میں مثلاً۔ (فتح)

آزاد کرنے کے واسطے کون غلام بہتر ہے؟

بَابُ أَيِّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟

۲۳۳۴۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ

۲۳۳۴۔ حَدَّثَنَا عُمَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ

سے پوچھا کون سائل افضل ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے کہا کون سا غلام بہتر ہے یعنی آزاد کرنے کے اعتبار سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا جو مول میں بہت مہنگا ہو اور اپنے مالکوں کے نزدیک بہت نفیس اور عمدہ۔ میں نے کہا کہ اگر میں نہ کر سکوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدد کر کارگیر کی یا کام کر عاجز کے لیے۔ میں نے کہا اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ فرمایا کہ چھوڑ لوگوں کو بدی سے یعنی ان کے ساتھ بدی نہ کر کہ تحقیق یہ صدقہ ہے کہ تو اس کو اپنی جان پر صدقہ کرتا ہے۔

هشام بن عروہ عن أبيه عن أبي مرواح عن أبي ذر رضي الله عنه قال سألت النبي صلى الله عليه وسلم أي العمل أفضل قال إيمان بالله وجهاد في سبيله قلت فأأي الرقاب أفضل قال أعلما منا وأنفسها عند أهلها قلت فإن لم أفعل قال تعين صنيعا أو تصنع لا خرق قال فإن لم أفعل قال تدع الناس من الشر فإنها صدقة تصدق بها على نفسك.

**فائدہ:** امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ محل اس کا اس شخص کے حق میں ہے جو ایک غلام آزاد کرنا چاہے۔ ہاں اگر کسی شخص کے پاس مثلاً ہزار درہم ہوں اور ان کے ساتھ غلام خرید کر آزاد کرنا چاہے تو وہ ایک یا دو عمدہ ترین غلام پائے تو دو غلام نسبت ایک کے افضل ہیں اور یہ حکم قربانی کے برخلاف ہے اس لیے کہ اس میں ایک بہترین اور فر بہ قربانی افضل ہے اس لیے کہ اس جگہ گردن کا چھوڑنا مطلوب ہے اور وہاں گوشت کا عمدہ ہونا مطلوب ہے۔ اور ظاہر کہ یہ حکم اشخاص کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مختلف ہے۔ مگر کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرنا بہت سے غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر ثواب کا باعث ہوتا ہے اسی طرح اکثر گوشت کے زیادہ ہونے کی حاجت ہوتی ہے حاجت مندوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اس پر جو اس کے ساتھ فائدہ اٹھاتے ہیں اکثر اس چیز سے کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے گوشت کے عمدہ ہونے کے ساتھ، پس ضابطہ یہ ہے کہ جس میں زیادہ فائدہ ہو وہی بہتر ہے اس سے صرف نظر کہ ٹھوڑا ہے یا زیادہ۔ اور اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے امام مالک نے کہ کافر غلام کا آزاد کرنا جب کہ وہ قیمت میں بہت مہنگا ہو بہتر ہے مسلمان غلام سے اور اصبح وغیرہ نے اس کی مخالفت کی ہے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مسلمان غلام ہے۔ اور پہلی حدیث میں اس کی تفسیر گذر چکی ہے اور اس حدیث میں اس کی بھی دلیل ہے کہ برائی سے رکے رہنا آدمی کے فعل اور کسب میں داخل ہے یہاں تک کہ اس میں ثواب و عذاب بھی دیا جاتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ نیت اور قصد کے بغیر باز رہنے سے ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد ایمان کے بعد تمام اعمال میں سے افضل ہے اور پہلے گذر چکی ہے تطبیق مختلف احادیث میں اعمال کے افضل ہونے کے اختلاف کے بارے میں، اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ ایمان کے ساتھ جہاد کو اس لیے جوڑا گیا ہے کہ وہ اس وقت تمام اعمال سے بہتر تھا اور قرطبی نے کہا کہ جہاد کا افضل ہونا اس وقت ہے کہ جب وہ معین ہو اور والدین سے نیکی کی

فضیلت اس شخص کے لیے ہے جس کے ماں باپ موجود ہوں تو وہ ان کی اجازت کے بغیر جہاد نہ کرے، حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کے جوابات کا مختلف ہونا سالکوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اس حدیث میں سوال کرنے میں حسن مراجعت ہے اور مفتی اور معلم کا اپنے شاگرد پر صبر کرنا اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ ابن حبان وغیرہ نے یہ حدیث بہت لمبی نقل کی ہے اور اس میں بہت سوال جواب شامل ہیں جن میں بہت سے فوائد ہیں ان میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس نے سوال کیا کہ مسلمانوں میں کون بہت کامل ہے اور کون بہت اسلم ہے، اور کون سی ہجرت اور جہاد اور صدقہ اور نماز افضل ہے اور نیز اس میں پیغمبروں کا ذکر ہے اور ان کی گنتی اور ان کی کتابوں کا بھی ذکر ہے۔ اور بہت سے آداب ہیں۔ اور امر دینی سے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ایک غیر کاریگر سے ایک کاریگر کی اعانت افضل ہے اس لیے کہ جو غیر کاریگر ہو وہ جگہ گمان اعانت کی ہے پس ہر ایک اس کی مدد کرتا ہے بخلاف کاریگر کے کہ اس کے کاریگری میں مشہور ہونے کی وجہ سے وہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو یہ مستور پر

صدقہ کرنے کی جنس میں سے ہے۔ اٹھی (بخ)

مستحب ہے آزاد کرنا غلام کا بیچ وقت سورج گہن کے اور دوسری نشانیوں کے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعَتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ أَوْ الْآيَاتِ.

۲۳۳۳۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ آزاد کرنے کے بیچ وقت سورج گہن کے۔

۲۳۳۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ. تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ هِشَامِ.

۲۳۳۶۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سورج گہن کے وقت ہم کو غلام آزاد کرنے کا حکم ہوتا تھا۔

۲۳۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَثَمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنَّا نَوْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ.

**فائدہ:** حدیث باب میں گہن کے علاوہ اور کسی نشانی کا ذکر نہیں ہے اور شاید یہ اس طرف اشارہ ہے جو اس کے بعض طریق میں وارد ہوئے کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں اللہ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو

گہن نماز مشروعہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے برخلاف دوسری نشانیوں کے۔ (بخ)

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ أُمَّةٍ  
بَيْنَ الشَّرَكَاءِ.  
درمیان یا لونڈی کہ جو کئی شریکوں کے درمیان مشترک ہو۔  
جب کہ آزاد کرے غلام کو جو مشترک ہو دو آدمیوں کے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا مراد یہ ہے کہ غلام لونڈی کی مانند ہی ہے غلامی میں دونوں کے مشترک ہونے کی وجہ سے۔ اور تحقیق بیان کیا گیا ہے ابن عمر کی حدیث کے آخر باب میں کہ وہ فتوے دیتے تھے ان دونوں میں ساتھ اس کے اور گویا کہ یہ اشارہ ہے اسحق بن راہویہ کے قول کے رد کی طرف کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مردوں کے اور عورتوں کو یہ حکم شامل نہیں ہے اور جمہور اس کی مخالفت میں کہتے ہیں کہ حکم میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ لفظ عبد سے مراد جنس ہے مانند اللہ تعالیٰ کے قول کے الا اتی الرحمن عبداً اس لیے کہ یہ مرد و عورت دونوں کو شامل ہے یا تو قطعی طور پر یا بطور الحاق کے نہ کہ فارق ہونے کے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فتوے دیا کرتے تھے غلام اور لونڈی کے بارے میں جب کہ وہ کئی شریکوں کے درمیان ہو۔ اور حدیث کے آخر میں ہے کہ وہ اس بات کو حضرت ﷺ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے، تو ظاہر ہے کہ یہ حدیث ساری مرفوع ہے۔ اور دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کا غلام یا لونڈی میں حصہ ہو اور یہ حدیث اس باب میں نہایت صریح ہے اور امام الحرمین نے کہا کہ ادراک ہونا لونڈی کا اس حکم میں مانند غلام کی حاصل ہے واسطے سامع کے پہلے سمجھنے سے واسطے وجہ جمع اور فرق کے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق فرق کیا ہے ان دونوں کے درمیان عثمان لیثی نے اس چیز کے ساتھ کی دوسروں نے لیا سو اس نے کہا کہ جاری ہوتا ہے آزاد کرنا شریک کا اس کے تمام میں اور اس کے لیے شریک میں کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ لونڈی خوبصورت ہو کہ ارادہ کیا جائے صحبت کا پس ضامن ہوگا اس چیز کا کہ داخل کیا اس نے اپنے شریک پر ضرر سے۔ اور نووی نے کہا کہ اسحاق کا قول مخالف ہے اور عثمان لیثی کا قول فاسد ہے۔ (بخ)

۲۲۳۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ فَإِنْ كَانَ

مُوسِرًا قَوْمٍ عَلَيْهِ لَمْ يُعْتَقْ.

۲۲۳۷- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے فرمایا کہ جو آزاد کرے غلام کو جو دو آدمیوں کے درمیان

مشترک ہو پس اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اس پر غلام کی

قیمت کی جائے یعنی قیمت انصاف پھر آزاد ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر عموم ہے یعنی یہ حدیث عام ہے خواہ کوئی آزاد کرے لیکن وہ بالاتفاق مخصوص ہے پس صحیح

نہیں ہے آزاد کرنا دیوانے سے اور نہ اس سے جس کو تصرف سے باز رکھا گیا ہو بے عقل ہونے کی وجہ سے اور اسی

طرح جو مفلس ہونے کی وجہ سے تصرف سے روکا گیا ہو اور غلام اور مرض الموت کا بیمار اور کافر ہو تو ان کے آزاد کرنے میں اختلاف ہے اور شافیہ کے نزدیک مرض الموت میں آزاد کرنا جاری نہیں ہوتا مگر جب تہائی اس کی گنجائش رکھے اور بیماری میں مطلق جاری نہیں ہوتا اور کافر کے آزاد کرنے کی بحث عنقریب آئے گی اور یہ جو کہا کہ جو آزاد کرے تو اس سے نکل جاتا ہے جو آزاد ہو اوپر اس کے ساتھ اس طرح کہ وارث ہو بعض اس شخص کا جو آزاد ہوتا ہے اوپر اس کے ساتھ قرابت کے پس نہیں سرایت کرتا یہ آزاد کرنا جمہور کے نزدیک یعنی اس عتق کے سبب تمام غلام اس پر آزاد ہوگا اور نہ اس پر باقی شریکوں کے حصے کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ اور ایک روایت امام احمد سے یہ بھی ہے اور اسی طرح اگر عاجز ہو مکاتب اس کے بعد کہ خریدے ایک حصہ کہ جو اس کے مالک پر آزاد ہوتا ہے پس تحقیق مالک اور عتق حاصل ہوتے ہیں مالک کے فعل کے بغیر پس وہ مانند وارث ہونے کے ہے۔ اور اختیار میں داخل ہے جب کہ مجبور کیا جائے حق کے ساتھ اور اگر اپنے حصے کو آزاد کرنے کی وصیت کرے جس میں وہ کسی کا شریک ہے یا وہ اپنے غلام کا ایک حصہ آزاد کرنا چاہے تو یہ بھی جمہور کے نزدیک سرایت نہیں کرتا اس لیے کہ مال وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور مردہ متکدست ہو جاتا ہے اور مالکیہ سے ایک روایت ہے۔ اور مفہوم حدیث کے باوجود جمہور کی دلیل یہ ہے کہ سرایت خلاف قیاس ہے پس خاص ہو موور دنص کے ساتھ اور نیز اس لیے بھی کہ تلف شدہ چیزوں کی قیمت ٹھہرانے کی راہ ڈانڈ کی راہ ہے پس تقاضہ کرتی ہے تخصیص کا ساتھ صادر ہونے امر کے کہ ٹھہرایا جائے تلف۔ اور اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتق اسی وقت واقع ہو جاتا ہے یعنی غلام فی الحال اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جمہور کہتے ہیں کہ جو عتق کسی صفت کے ساتھ معلق ہو جب وہ صفت پائی جائے تو وہ بھی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ دو کے درمیان ہو تو یہ بطور مثال کے نہیں ہے۔ تو دو یا زیادہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر غلام کا یہی حکم ہے لیکن اس سے جنایت کرنے والا اور مرہون مستثنیٰ ہے پس اس کے بارے میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جنایت اور رہن میں آزادی سرایت نہیں کرتی اس لیے کہ اس میں باطل کرنا مرتہن اور مجنی علیہ کا حق ہے۔ پس اگر اپنے شریک کے غلام کو آزاد کرے اس کے بعد کہ دونوں نے اس کو مکاتب کر دیا پس اگر عبد کا لفظ مکاتب کو شامل ہوگا تو آزادی سرایت کرے گی ورنہ نہیں اور اس پر احکام غلامی کا ثبوت ناکافی ہوگا، پس تحقیق ثابت ہوتے ہیں احکام اور نہیں لازم پکڑتے ہیں لفظ عبد کا استعمال اس پر۔ اور مانند اس کے ہے وہ جب کہ دونوں اس کو مدبر کریں لیکن شامل ہونا لفظ عبد کا مدبر کو مکاتب سے قوی تر ہے پس اس جگہ اصح قول کے مطابق آزادی سرایت کرے گی۔ پس اگر لوٹھی سے اپنا حصہ آزاد کرے کہ ثابت ہونا اس کے اس کے شریک کے لئے ام ولد تو نہیں سرایت کرے گی اس لیے کہ وہ لازم پکڑتی ہے نقل ہونے کو ایک مالک سے دوسرے مالک کی طرف اور ام ولد اس بات کو قبول نہیں کرتی اس کے نزدیک جو اس کے بیٹے کو جائز قرار نہیں دیتا اور

علماء کے دو اقوال میں سے یہی صحیح تر ہے۔ اور یہ جو کہا کہ مالدار ہو تو ظاہر اس کا معتبر ہونا اس کا ہے آزاد کرنے کے وقت یہاں تک کہ اگر اس وقت تنگدست ہو پھر اس کے بعد مالدار ہو جائے تو حکم معتبر نہ ہوگا یعنی اس کی قیمت نہیں مقرر کی جائے گی اور باقی شریکوں کے حصے دیئے جائیں گے۔ اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر تنگدست ہو تو اس کی قیمت نہ لگائی جائے اور اتفاق ہے اس شخص کا کہ جو کہتا ہے اس پر علماء سے کہ بیچا جائے اس پر شریک کے حصے کے اندر کہ تمام وہ چیز کہ بیچی جاتی ہے اس پر قرض میں اختلاف کے باوجود کہ جو وہ اس میں رکھتے ہیں۔ اور اگر ہو اس پر قرض بقدر اس چیز کے کہ وہ اس کا مالک ہے تو وہ مالدار کے حکم کے بیچ ہوگا علماء کے دو اقوال میں سے اصح قول کے مطابق اور مانند اختلاف کے ہے اس میں کہ کیا دین زکوٰۃ کو منع کرتا ہے یا نہیں۔ (فتح)

۲۳۳۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کر دے اور اس پر مال ہو جو غلام کی قیمت کو پہنچتا ہو یعنی اس کی باقی قیمت کو تو قیمت کیا جائے غلام اوپر اس کے قیمت انصاف کی یعنی برابر بغیر کسی اور زیادتی کے پھر اس کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام اس پر آزاد ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو تحقیق آزاد ہو اس سے جو کہ آزاد ہو یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

۲۳۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ بَشْرًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ فَوَيْمَ الْعَبْدِ عَلَيْهِ قِيمَةٌ عَدْلٍ فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدَ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

**فائدہ:** اور یہ جو کہا کہ اس کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں مطلق اس کی قیمت نہ لگائی جائے لیکن اصح شافعیہ کے نزدیک اور یہی مذہب ہے امام مالک کا کہ آزادی سرایت کرتی ہے اس مقدار کی طرف کہ وہ مالدار ہے اس کے ساتھ جاری کرنے کے لیے عتق کے باعتبار امکان کے اور یہ جو کہا کہ پھر ان کے شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں تو مراد یہ ہے کہ ان کے حصے کی قیمت ان کو دی جائے یعنی اگر اس میں کئی شریک ہوں تو۔ اور اگر اس میں ایک ہی شریک ہو تو باقی سب حصوں کی قیمت اس کو دی جائے گی اور اس میں کوئی خلاف نہیں۔ اور اگر غلام تین آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ تہائی ہو اور دوسرا بھی اپنا حصہ آزاد کر دے اور وہ چھٹا حصہ ہو تو کیا قیمت کی جائے ان دونوں پر حصہ صاحب نصف کا برابری کے ساتھ یا بقدر حصوں کے؟ جمہور علماء کا تو یہ مذہب ہے کہ بقدر حصوں کے قیمت کی جائے یعنی تہائی قیمت تہائی حصے والا دے اور چھٹا حصہ چھٹے حصے والا دے۔ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنابلہ کے خلاف ہے مانند خلاف کی شفعہ میں جب



کہ وہ دو کے لیے ہو کیا وہ دونوں برابر لیں یا بقدر ملکیت کے۔ (فتح)

۲۳۳۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اس پر تمام غلام کا آزاد کرنا اگر اس کے پاس مال ہو جو اس کی باقی قیمت کو پہنچتا ہو اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی پس آزاد ہو اس سے جو کہ آزاد ہوا۔

۲۳۳۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكَاءَ لَهٗ فِي مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ عِنَقُهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يَقُومُ عَلَيْهِ فِيمَا عَدَلَ فَأَعْتَقَ مِنْهُ مَا أَعْتَقَ. حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ اِخْتَصَرَهُ.

**فائدہ:** اس روایت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوا کہ قیمت ٹھہرائی اس کے حق میں شروع ہے جس کے پاس مال نہ ہو حالانکہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس کا تقوم شرط کا جواب نہیں ہے بلکہ وہ اس کی صفت ہے جس کے پاس مال ہو اور معنی یہ ہے کہ جس کے پاس مال نہ ہو بایں طور کہ اس پر قیمت ٹھہرانے کا اسم واقع ہو تو پس آزادی خاص اس کے حصے میں واقع ہوئی ہے اور شرط کا جواب یہ ہے کہ پس آزاد ہو اس سے جو کہ آزاد ہوا اور تقدیر یہ ہے کہ فقہ عتق منہ ما عتق اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو کہ قیمت ٹھہرائی جائے اس پر قیمت عدل تو آزاد ہو اس سے جو کہ آزاد ہوا۔ (فتح)

۲۳۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور ہو اس کے لئے مال سے وہ چیز کہ پہنچے قیمت اس کی کو ساتھ قیمت انصاف کے تو وہ آزاد ہے نہیں تو آزاد ہو اس سے جو آزاد ہوا۔

۲۳۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيبًا لَهٗ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكَاءَ لَهٗ فِي عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ قِيمَتَهُ بِقِيَمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَتِيقٌ قَالَ نَافِعٌ وَإِلَّا لَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي أَمَّيٌّ قَالَ نَافِعٌ أَوْ شَيْءٌ فِي الْحَدِيثِ.

۲۳۴۱۔ نافع بن سعید سے روایت ہے کہ تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما تو سے دیتے بیچ حق غلام یا لوٹھی کے جو کئی شریکوں کے درمیان

۲۳۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مِقْدَامٍ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبَّهٖ

سامجھی ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کر دے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ واجب ہے اس پر آزاد کرنا تمام غلام کا جب کہ آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جو اس کی قیمت کو پہنچے قیمت کیا جائے غلام اس کے مال سے قیمت انصاف کے اور شریکوں کو ان کے حصے دیئے جائیں اور غلام کی راہ خالی کی جائے کہ جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے یعنی وہ آزاد ہو جاتا ہے اس کے ساتھ کسی کا دعوے دخل باقی نہیں رہتا خبر دیتے تھے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن الخطاب سے یعنی کہتے تھے کہ یہ حدیث حضرت عمر بن الخطاب نے فرمائی ہے میں نے اپنی رائے سے نہیں کہی اور روایت کی ہے یہ حدیث لیث اور ابن ابی ذئب اور ابن اسحاق اور جویریہ اور یحییٰ بن سعید اور اسمعیل بن امیہ نے نافع سے اور اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت عمر بن الخطاب سے بطور اختصار کے یعنی نہیں ذکر کیا انہوں نے جملہ اخیر کو بیچ حق معسر کے اور وہ یہ ہے فَقَدْ عَتِقَ مِنْهُ مَا عَتِقَ۔

أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُفْتَى لِي الْعَبْدِ أَوْ الْأَمَةِ يَكُونُ بَيْنَ شُرَكَاءَ فَيَعْتِقُ أَحَدَهُمْ لِنَصِيْبِهِ مِنْهُ يَقُولُ قَدْ وَجِبَ عَلَيْهِ عِتْقُهُ كُلُّهُ إِذَا كَانَ لِلَّذِي أَعْتَقَ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ يَقَوْمٍ مِنْ مَالِهِ قِيَمَةَ الْعَدْلِ وَيُدْفَعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ النَّصِيبَ وَهُمْ وَيَخْلَى سَبِيلَ الْمُعْتَقِ يُخْبِرُ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ اللَّيْثُ وَابْنُ أَبِي ذَيْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَجُوَيْرِيَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَصَّرًا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ فتویٰ دیتے تھے الخ تو اس سے مراد امام بخاری کا اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی حدیث نے حدیث کے ظاہر کے موافق فتویٰ دیا معسر کے حق کے بارے میں تاکہ اس کے ساتھ اس پر رد کرنے جو اس کا قائل نہیں اور اس سند کے ساتھ موسیٰ بن عقبہ نافع سے اکیلا نہیں ہوا بلکہ صحابہ جویریہ نے نافع سے اس کی موافقت کی ہے اور اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ اگر مالدار اپنا حصہ شریک کے غلام سے آزاد کر دے تو تمام غلام آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ نہیں اس میں اختلاف ہے کہ قیمت صرف مالدار پر ہی کی جاتی ہے۔ پھر علماء کو آزاد ہونے کے وقت پر بھی اختلاف ہے جمہور اور شافعی نے صحیح قول میں اور بعض مالکیہ نے کہ وہ فی الحال یعنی اسی وقت آزاد ہو جاتا ہے جب کہ آزاد کرے۔ اور بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر اپنا حصہ آزاد کرے شریک قیمت کرنے کے ساتھ تو یہ لغو ہوگا اور ڈاٹ دے گا آزاد کرنے والا حصہ اس کا ساتھ قیمت کرنے کے یعنی وہ تو سب سے پہلے ہی آزاد ہو چکا ہے پس اب دوسرے شریک کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا لغو ہوگا اور ان کی دلیل ایوب کی حدیث ہے جو کہ باب میں ہے کہ جو آزاد کرے اپنا حصہ سامجھی کے غلام سے اور اس کے پاس مال بھی ہو

جو اس کی قیمت کو پہنچتا ہو تو وہ آزاد ہے۔ اور زیادہ تر واضح اس سے نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اس سے باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ آزاد اور وہ دوسروں شریکوں کے حصے کا ضامن ہوگا اور محمدی کی روایت میں ہے کہ وہ سارا غلام آزاد ہے یہاں تک کہ اگر آزاد کرنے والا مالدار اس کے بعد تنگ دست بھی ہو جائے تو حقیق بدستور قائم رہے گا اور یہ اس کے ذمہ دین باقی رہے گا اور اگر وہ مر جائے تو اس کے ترکہ سے لیا جائے گا اور اگر اس کے پیچھے کوئی چیز نہ رہے تو شریک کے لیے کوئی چیز نہیں ہوگی اور حقیق بھی بدستور قائم رہے گا۔ اور مشہور مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ آزاد نہیں ہوتا مگر باقی شریکوں کو قیمت ادا کرنے کے ساتھ اور اگر شریک قیمت لینے سے پہلے آزاد کر دے تو اس کا حقیق جاری ہو جائے گا اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور ان کی دلیل سالم کی روایت ہے جو کہ اول باب میں ہے جس جگہ یہ کہا کہ جب مالدار ہو تو اس کی قیمت کی جائے گی پھر آزاد ہوتا ہے اور جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا ترتیب حقیق سے قیمت کرنے پر مرتب ہونا اس کا اور قیمت پر ہو اس لیے کہ اس کی قیمت کرنے سے قیمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور رہا قیمت کا ادا کرنا پس بقدر زائد ہے اوپر اس کے۔ اور اس حدیث میں ابن سیرین کے خلاف حجت ہے جس جگہ اس نے کہا کہ غلام پورا آزاد ہو جاتا ہے اور باقی شریکوں کے حصے بیت المال سے ادا کیے جائیں اس لیے کہ حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ آزاد کرنے والے سے باقی شریکوں کے حصے کی قیمت لی جائے اور نیز یہ حدیث حجت ہے رابعہ پر کہ جس جگہ اس نے کہا کہ نہیں جاری ہوتی آزادی ایک خبر کی مالدار سے اور نہ ہی مفلس سے اور شاید یہ حدیث اس کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ اور نیز یہ حدیث حجت ہے کبیر بن اشج پر جس جگہ کہ اس نے کہا کہ آزادی حقیق کے وقت ہوتی ہے نہ کہ حقیق کے صادر ہونے کے بعد اور نیز یہ حدیث ابو حنیفہ پر بھی حجت ہے جس جگہ کہ اس نے کہا کہ شریک کو اختیار ہے یا تو اپنے حصے کی قیمت آزاد کرنے والے سے بھرالے یا اپنا حصہ آزاد کر دے یا غلام سے اپنے حصے کے موافق محنت کر دے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے پہلے یہ بات کسی نے نہ کہی اور نہ ہی کسی نے اس پر اس کی متابعت کی ہے بلکہ اس کے دو نومصاحبوں نے بھی اس کی متابعت نہیں کی اور اس کا قول موافق ہے اس کے بارے میں کہ اگر کوئی اپنے غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دے تو جمہور کہتے ہیں کہ تمام غلام آزاد ہو جائے گا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ غلام سے محنت کردائی جائے گی بیچ باقی قیمت جان اپنی کے لیے مالک اپنے کے یعنی محنت کر کے باقی حصے کی قیمت اپنے مالک کو ادا کرے اور ابو حنیفہ نے مستثنیٰ کیا ہے جب کہ اجازت دے شریک پس کہے اپنے شریک کو کہ تو اپنا حصہ آزاد کر دے کہتے ہیں کہ اس پر ضامن نہیں یعنی آزاد کرنے والے پر اس کا بدلہ نہیں آتا۔ اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ جو جاندار سے کوئی چیز تلف کرے تو اس پر اس کی قیمت آتی ہے مثل نہیں آتی اور اس کے ساتھ وہ چیز بھی ملحق ہے کہ جو باہمی نہ جاتی ہو اور نہ ہی تولی جاتی ہو جمہور کے نزدیک۔ اور تقویم کی معسر پر حکمت یہ ہے کہ کامل ہو جائے

معتق کا چھوڑنا آگ سے۔ (بخ)

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ نَصِيْبًا فِي عَبْدٍ وَلَيْسَ لَهُ  
مَالٌ اسْتَسْعَى الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ  
عَلَى نَحْوِ الْكِتَابَةِ.

جب کوئی اپنا حصہ سا جھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو یعنی جو غلام کی باقی قیمت کو بچنے تو غلام سے محنت کروائی جائے گی یعنی بقدر حصے اور شریکوں کے لیکن اس پر مشقت نہ ڈالی جائے مانند کتابت کی یعنی جیسا کہ مکاتب کو چھوڑ دیتے ہیں اور تکلیف خدمت کی نہیں دیتے ویسا ہی اس غلام کو بھی تکلیف خدمت کی نہ دی جائے۔

فائدہ: امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے مراد والا لَفَقْدَ عَتِقٍ مِنْهُ مَا عَتِقَ یہ ہے کہ یعنی اگر آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال نہ ہو کہ غلام کی باقی قیمت کو بچنے تو بافضل وہ جزء آزاد ہو جاتا ہے جس کا وہ مالک تھا اور اس کے شریک کا حصہ بدستور قائم رہتا ہے جیسا کہ پہلے تھا یہاں تک کہ اس سے اس وقت تک محنت کروائی جائے گی کہ اس کا باقی حصہ بھی غلامی سے آزاد ہو جائے اگر وہ محنت کی قوت رکھتا ہو جب۔ اگر وہ محنت کرنے سے عاجز ہو تو شریک کا حصہ بدستور موقوف رہتا ہے اور یہ بخاری سے اس کی طرف پھرنا ہے کہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور دونوں زیادتیاں مرفوع ہیں اور وہ دونوں زیادتیاں یہ ہیں۔ ایک یہ کہ وَالْأَلْفَقْدَ عَتِقٍ مِنْهُ مَا عَتِقَ اور دوسری یہ ہے کہ اسْتَسْعَى الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ اور اسماعیلی نے کہا کہ ان دونوں میں تطبیق ممکن نہیں اور دونوں صحیح نہیں اور اس کے غیر نے ان دونوں میں کئی وجہ سے تطبیق دی ہے جس کا بیان آئندہ آئے گا۔ (بخ)

۲۳۳۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا حصہ سا جھی کے غلام سے آزاد کرے تو ضرور ہے اس پر اپنے مال سے اس کو بالکل خلاص کروادینا یعنی اور شریکوں کے حصے اپنے مال سے ادا کرے اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو اور اگر وہ مالدار نہ ہو تو قیمت کیا جائے غلام اوپر اس کے پس محنت کروائی جائے ساتھ اس کے غلام سے اس حال میں کہ نہ مشقت ڈالی جائے۔

۲۳۴۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا  
يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ  
سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ  
بْنِ مَالِكٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْكَ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ عَبْدٍ  
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا  
سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ

بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ  
أَعْتَقَ نَصِيْبًا أَوْ شَقِيْبًا فِي مَمْلُوكٍ فَخَلَّصَهُ  
عَلَيْهِ فِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ وَإِلَّا فَوَقْمَ عَلَيْهِ  
فَأَسْتَسْمِعِي بِهِ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ تَابَعَهُ  
حَجَّاجُ بْنُ حَجَّاجٍ وَأَبَانُ وَمُوسَى بْنُ خَلْفٍ  
عَنْ قَنَادَةَ أَخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ.

فائدہ: یعنی اس کی قیمت زیادہ نہ کی جائے بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مکاتب نہ ہو اور یہ محض بعید ہے اور بیع ثابت ہونے استعاع کے حجت ہے ابن سیرین پر اس لیے کہ اس نے کہا ہے کہ شریک کا حصہ جو آزاد نہیں ہوا بیت المال سے آزاد کیا جائے گا۔ اور یہ جو کہا کہ متابعت کی اس کی حجاج نے ارجح تو اس سے بخاری کی مراد اس شخص پر رد کرتا ہے جو گمان کرتا ہے کہ آزاد کرنے والے کے پاس نہ ہونے کے وقت غلام سے محنت کروانے کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے اور سعید بن عروبہ اس کے ساتھ اکیلا ہوا ہے، سو بخاری نے جریر بن حازم کی موافقت والی روایت کے ساتھ مدلی پھر تین راویوں کو ذکر کیا جنہوں نے اس کی متابعت کی محنت کے ذکر کرنے پر اور ابن عربی نے مبالغہ کیا ہے اور کہا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ محنت کروانے کا ذکر حضرت ﷺ کا قول نہیں بلکہ وہ تو قتادہ کا قول ہے۔ اور خلال نے احمد سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے علل میں سعید کی روایت کو ضعیف کہا ہے کہ جس میں محنت کروانے کا ذکر ہے اور نیز اس کو اثرم نے سلیمان بن حرب سے بھی ضعیف کہا ہے۔ اور ان سے اس طرح سند پکڑی ہے کہ محنت کروانے کا فائدہ یہ ہے کہ شریک پر کوئی تکلیف نہ ہو۔ پس کہا کہ اگر غلام سے محنت کروانا مشروع ہوتا تو لازم آتی یہ بات کہ اگر وہ اس کو ہر مہینے دو درہم دیتا تو یہ جائز ہوتا اور ہمیں نہایت ضرر ہے شریک پر ارجح اور ایسی حدیث کے ساتھ احادیث صحیحہ رد نہیں کی جاسکتیں۔ اور نسائی نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس کو ہمام نے روایت کیا ہے پس استعاع کو قتادہ کے قول سے شمار کیا ہے۔ اور اسما جلی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر حدیث میں سنداً نہیں بلکہ وہ تو صرف قتادہ کا قول ہے اور حدیث میں مدرج ہے۔ اور ابن منذر اور خطابی نے کہا کہ محنت کروانے کا ذکر قتادہ کا فتوے ہے یہ لفظ متن حدیث میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح بیہقی اور دارقطنی اور حاکم نے بھی کہا ہے اور ان سب نے یقین کیا ہے کہ یہ لفظ حدیث میں مدرج ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ مرفوع ہے۔ اور انہی میں سے امام بخاری اور مسلم ہیں اور اسی کو ابن دقیق العید اور ایک دوسری جماعت نے ترجیح دی ہے اس لیے کہ سعید بن عروبہ اعرف ہے حدیث قتادہ کے لیے ہمام کی نسبت قتادہ سے کثرت ملازمت اور کثرت تعلیم حدیث کے سبب۔ اور ہشام

اور شعبہ اگرچہ ہمام سے زیادہ حافظ ہیں لیکن ان کی روایت اس کی روایت کے منافی نہیں ہے بلکہ اس نے بعض حدیث پر اختصار کیا ہے اور مجلس ایک نہیں ہے تاکہ زیادتی میں توقف کیا جائے اس لیے کہ سعید کی ملازمت قنادہ کے ساتھ اکثر تھی ان دونوں کی نسبت پس اس نے اس سے وہ چیز سنی جو اس کے غیر نے نہیں سنی اور یہ سب اس وقت ہے جب تسلیم کیا جائے کہ وہ منفرد ہے اور حالانکہ وہ منفرد نہیں ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو استعلاء کے مرفوع ہونے پر طعن کرتا ہے اس وجہ سے کہ ہمام نے اس کو قنادہ کا قول ٹھہرایا ہے اور اس چیز پر طعن نہیں کرتا جو ترک استعلاء پر دلالت کرتی ہے اور وہ حضرت عائشہ کا قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے وَإِلَّا فَقَدْ عُنِقَ مِنْهُ مَا عُنِقَ اس وجہ سے کہ اسی طرح ایوب نے بھی اس کو نافع کا قول قرار دیا ہے کما تقدم شرحه۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ دونوں حدیثیں امام بخاری اور مسلم کی موافقت کی وجہ سے صحیح ہیں۔ اور ابن دقیق العید نے کہا کہ تجھے وہ چیز کافی ہے کہ جس پر اتفاق کیا شیخان یعنی بخاری اور مسلم نے اس لیے کہ یہ صحیح کا اعلیٰ درجہ ہے۔ اور جو محنت کروانے کے قائل نہیں وہ اس کے ضعف میں وہ عظیمیں بیان کرتے ہیں کہ جن کو پورا کرنا مثل ان علتوں کے ساتھ ان جگہوں میں کہ جن میں وہ محتاج ہیں استدلال کے ساتھ حدیثوں کا رد کیا جاتا ہے ان پر ساتھ مثل ان علتوں کے۔ اور شاید بخاری نے روایت میں سعید بن مردبہ کے طعن کا خوف کیا ہے اسی لیے اپنی عادت کے مطابق اس کے ثابت ہونے کی طرف پوشیدہ اشارہ کیا ہے پس تحقیق نکالا ہے اس نے اس کو یزید بن رابع کی روایت سے اس سے اور سب لوگوں سے زیادہ تر ثابت ہے اس کے بارے میں۔ اور اس نے اختلاط سے پہلے سنا ہے پھر اس نے اس کے لیے مدد چاہی جریر بن حازم کی روایت سے اس کی متابعت کے ساتھ تاکہ اس کا منفرد ہونا دور ہو جائے پھر اشارہ کیا کہ ان دونوں کے غیر نے اس کی متابعت کی ہے پھر کہا کہ اختصار کیا ہے اس کا شعبہ نے۔ اور شاید یہ اس مقدر سوال کا جواب کہ شعبہ سب لوگوں سے زیادہ حافظ ہے قنادہ کی حدیث کا۔ پس اس نے محنت کروانے کو کس طرح ذکر کیا؟ پس بخاری نے جواب دیا کہ یہ چیز اس میں ضعف کو پیدا نہیں کرتی اس لیے کہ اس نے محنت کروانے کو مختصر ذکر کیا ہے اور اس کے غیر نے اس کو مکمل ذکر کیا ہے اور عدد کا زیادہ ہونا اولیٰ ہے ایک فرد کے یاد رکھنے سے، واللہ اعلم۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور حدیث میں بھی محنت کروانے کا ذکر آچکا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت لیا ہے اور تیمتی نے بنی عذرہ کے ایک آدمی کی روایت سے۔ اور جو محنت کروانے کی حدیث کو ضعیف کہتا ہے تو اس کی عمدہ دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے وَإِلَّا فَقَدْ عُنِقَ مِنْهُ مَا عُنِقَ اور پہلے گزر چکا ہے کہ وہ مفلس کے حق میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ شریک کا حصہ پہلے حکم پر باقی ہے یعنی آزاد نہیں ہو اور اس میں تصریح نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ غلام رہے گا اور نہ اس میں یہ تصریح ہے کہ وہ سارا آزاد ہو جاتا ہے۔ اور بعض نے اس شخص سے حجت پکڑی ہے جو استعلاء کے مرفوع ہونے کو ضعیف کہتا ہے اس زیادتی کی وجہ سے جو دارقطنی وغیرہ میں واقع ہوئی ہے کہ باقی غلام

رہتا ہے اور اس کی سند میں اسماعیل ہے اور وہ یحییٰ سے مشہور نہیں اور اس کے حفظ میں ان سے کوئی چیز ہے اور اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو تب بھی اس میں یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ غلام رہتا ہے بلکہ وہ مفہوم کا مقتضی ہے اس کے غیر کی روایت سے اور استعلاء کی حدیث میں بیان حکم کا ہے بعد اس کے۔ پس جو اس کے مرفوع ہونے کو صحیح کہتا ہے اس کو جائز ہے کہ وہ یہ کہے کہ معنی دونوں حدیثوں کے یہ ہیں کہ جب تنگدست اپنا حصہ آزاد کرے تو وہ آزادی اس کے شریک کے حصے میں سرایت نہیں کرتی بلکہ وہ بحالہ خود باقی رہتا ہے اور وہ غلامی ہے۔ پھر محنت کروائی جائے باقی حصے کی آزاد کرنے میں اور حاصل کر کے شریک کا حصہ ادا کرے اور آزاد ہو جائے۔ اور علماء نے اس کو مکاتب کی طرح قرار دیا ہے اور اسی بات پر امام بخاری نے بھی یقین کیا ہے اور ظاہری بات ہی ہے کہ وہ اس میں مختار ہے اس دلیل کی وجہ سے کہ جو حضرت ﷺ کا قول ہے کہ اس پر مشقت نہ ڈالی جائے پس اگر یہ بطور لازم ہونے کے ہے اس طرح سے کہ غلام کو کمانے کی اور ڈھونڈنے کی تکلیف دی جائے یہاں تک کہ یہ حاصل کرے تو البتہ اس کے ساتھ حاصل ہوتی ہے نہایت مشقت اور وہ لازم نہیں کیا جاتا مکاتبت میں جمہور کے نزدیک، اس لیے کہ وہ واجب نہیں پس یہ اس کی مثل ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اس تطبیق کی طرف میلان کیا ہے اور کہا کہ حدیثوں میں بالکل معارضہ نہیں رہتا اور وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے کہا۔ لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ شریک کا حصہ غلام رہے جب کہ نہ اختیار کرے غلام محنت کرنے کو پس معارض ہوگی اس کے ابی بلیح کی حدیث جو اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کیا تو کسی نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا آزاد ہونا جائز قرار دیا، یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے قوی سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور اس امام احمد نے اس کو سمرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حسن روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام سے آزاد کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کل آزاد ہے پس اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس صورت پر جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو یا اس صورت پر جب کہ کل غلام اسی کی ملکیت ہو، اس میں اور کسی کا حصہ نہ ہو پھر اس میں سے کچھ آزاد کرے پس تحقیق روایت کی ہے ابوداؤد نے کہ ایک مرد نے اپنا حصہ غلام مشترک سے آزاد کیا پس نہ ضامن ٹھہرایا اس کو حضرت ﷺ نے یعنی اس کے شریک کے حصے کا اور اس کی سند حسن ہے۔ اور وہ محمول ہے تنگدست پر نہیں تو دونوں حدیثیں معارض ہوں گی۔ اور بعض نے اور طرح سے تطبیق دی ہے پس ابو عبد الملک نے کہا کہ استعلاء سے مراد یہ ہے کہ غلام حصے میں آزاد نہیں ہو اس میں بدستور غلام رہتا ہے پس وہ اس کی خدمت کے بارے میں کوشش کرے جتنی وہ طاقت رکھتا ہو اس چیز کی۔ کہتے ہیں کہ معنی غیر مشقوق علیہ کے یہ ہیں کہ اس کا مذکورہ مالک اس کو غلامی کے حصے سے زیادہ تکلیف نہ دے لیکن اس تطبیق کو حضرت ﷺ کا قول رد کرتا ہے کہ پہلی روایت میں محنت کروائی جائے غلام سے اس کی قیمت کے اندر اس کے مالک

کے لیے اور جو استعواء کو باطل کرتا ہے یعنی غلام سے محنت کروانے کو جائز نہیں کہتا اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنے چھ غلام اپنے مرنے کے وقت آزاد کیے اور حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا سو حضرت ﷺ نے ان کو بلایا پھر ان کو تین حصے کیا پھر ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رکھا اور اس سے استدلال ایسے ہے کہ اگر محنت کروانا جائز ہوتا تو ان میں سے ہر ایک کا تیسرا حصہ بالفعل آزاد ہو جاتا اور اس کو محنت کروانے کا حکم دیا جاتا کہ وہ اپنی باقی قیمت پوری کر کے میت کے وارثوں کو دے دے۔ اور جو محنت کروانے کو جائز کہتا ہے اس نے اس کا جواب دیا کہ وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے پس احتمال ہے کہ وہ استعواء شروع ہونے سے پہلے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ محنت کروانا اس صورت میں مشروع ہو کہ جب آزاد کرے تمام وہ چیز کہ جس کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اور تحقیق روایت کیا ہے عبدالرزاق نے ایک سند کے ساتھ کہ جس کے راوی ثقہ ہیں ابی قلابہ سے اس نے روایت کیا ہے بنی عذرہ کے ایک آدمی سے کہ ان کے ایک آدمی نے مرنے کے وقت اپنا غلام آزاد کیا حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کا ایک تہائی آزاد کیا اور اسے حکم دیا کہ باقی دو تہائیوں کی ادائیگی کے لیے محنت کرے اور یہ حدیث عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض ہے اور ان دونوں میں تطبیق ممکن ہے۔ نیز انہوں نے حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ کہ جس کو نسائی نے روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کے ساتھ کہ جو غلام آزاد کرے اور اس کے لیے اس میں شریک بھی ہوں اور اس کے پاس اس قدر مال ہو کہ باقی شریکوں کے حصے ادا ہو سکیں تو وہ غلام آزاد ہے اور ضامن ہوگا شریکوں کے حصے کا ساتھ قیمت اس کی کے واسطے اس چیز کے برا کیا اس نے مشارکت ان کی سے اور نہیں ہے غلام پر کچھ اور جواب مع تسلیم صحت اس کی کے یہ ہے کہ وہ خاص ہے ساتھ مالدار ہونے کی صورت میں نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ اس کے پاس وفا ہو اور محنت کروانی تو صرف نیک سستی کی حالت میں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے پس اس میں اس کی دلیل نہیں ہے۔ اور ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو غلام سے محنت کروائی جائے گی اور یہی مذہب ہے ابو یوسف، محمد، اوزاعی، ثورمی اور اسحاق اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی۔ اور لوگوں نے بھی اس میں اختلاف کیا ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ فی الحال سارا غلام آزاد ہو جاتا ہے اور غلام سے شریک کے حصے کی ادائیگی کے لیے محنت کروائی جائے گی۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے زیادہ کیا ہے کہ پھر پہلے آزاد کرنے والے کی طرف رجوع کرے اس چیز کے واسطے کہ اس نے جو اپنے شریک کے لیے آزاد کیا ہو۔ اور ابو حنیفہ نے تجا کہا ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اپنے حصے کی محنت کروائے یا ویسے ہی آزاد کر دے اور یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے نزدیک صرف ایک حصہ ہی آزاد ہوتا ہے اور یہ امام بخاری کے قول کے موافق ہے کہ وہ مکاتب غلام کی طرح ہے اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ اور عطاء سے روایت ہے کہ شریک کو اختیار ہے کہ وہ اس



کو آزاد کر دے یا اپنے حصے کی غلامی باقی رکھے۔ اور زفر نے سب کی مخالفت کی ہے پس اس نے کہا کہ وہ سارا ہی آزاد ہو جاتا ہے اور شریک کے حصے کی قیمت لگائی جائے گی پس اگر آزاد کرنے والا مالدار ہو تو اس سے لے جائے اور اگر وہ مفلس ہو تو اس کے ذمے میں رہتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخَطْبِ وَالنِّسْيَانِ فِي الْعَتَاقَةِ وَالطَّلَاقِ وَنَحْوِهِ وَلَا عَتَاقَةَ إِلَّا لِرَجُلٍ اللَّهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى وَلَا نِيَّةَ لِلنَّاسِي وَالْمُخْطِي.

بھوک چوک آزاد کرنے میں اور طلاق دینے میں مانند ہر ایک کے میں، یعنی آزاد کرنا صرف اللہ کی رضا مندی کے لیے ہے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی اور نہیں ہے نیت بھولنے اور چوکنے والے کے لیے۔

فائدہ: یعنی تعلیقات میں سے جو بلا قصد زبان سے نکلے نہیں واقع ہوتی ان سے کوئی چیز مگر ساتھ قصد کے۔ اور شاید امام بخاری نے اس چیز پر رد کی طرف اشارہ کیا ہے جو امام مالک سے مروی ہے کہ تحقیق واقع ہوتی ہے طلاق اور آزادی جان بوجھ کر ہو یا چوک سے یاد کرنے والا ہو یا بھول سے ہو۔ اور اس کے مذہب کے بہت سے لوگوں نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔ اور داؤدی نے کہا کہ طلاق اور عتاق میں جو کتنا یہ ہے کہ ان دونوں کے علاوہ کسی اور لفظ کے بولنے کا ارادہ کرے پس زبان ان دونوں کی طرف سبقت کرے یعنی جیسا کہ اپنے غلام کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اپنی عورت کو کہے کہ تجھے طلاق ہے اور رہی بھولنے کی بات تو یہ اس چیز میں ہے کہ وہ قسم کھائے اور بھول جائے۔ (فتح)

فائدہ: اس کے معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں کما سبانی فی الطلاق اور امام بخاری کی اس سے مراد نیت کو ثابت کرنا ہے اس لیے کہ نہیں ظاہر ہوتا اس کا ہونا اللہ کے لیے مگر نیت کے ساتھ اور اس شخص پر رد کی طرف بھی اشارہ ہے جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو اپنا غلام اللہ کے لیے، شیطان اور بت کے لئے بھی آزاد کرے تو غلام آزاد ہو جاتا ہے رکن آزادی کے پائے جانے کی وجہ سے اور زیادتی اوپر اس کے نہیں مغل ہے ساتھ آزادی کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث ابتدا کتاب میں گذر چکی ہے۔

فائدہ: امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس استنباط کے طرف بیان لینے ترجمہ کے حدیث الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ سے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ ترجمہ باب کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہے اپنی عادت کے موافق اور وہ حدیث وہ ہے جس کو اہل فقہ اور اصول بہت ذکر کرتے ہیں کہ دور کیا ہے اللہ نے میری امت سے غلاموں کو اور وہ چیز جس پر مجبور کیے جائیں، روایت کی یہ حدیث ابن ماجہ نے، اور بعض علماء نے کہا کہ لائق ہے کہ یہ حدیث آدھا اسلام شمار کی جائے اس لیے کہ فعل یا تو قصد یا اختیار سے ہوتا ہے یا نہیں، دوسرا وہ ہے جو واقع ہو بھول چوک اور اکراہ سے پس یہ قسم بالاتفاق معاف ہے۔ اور اختلاف تو علماء کو صرف اس میں ہے کہ کیا معاف گناہ ہے یا حکم یا

دونوں اکٹھے؟ اور ظاہر حدیث کا اخیر ہے یعنی دونوں اکٹھے اور جو چیز کہ اس سے نکلی ہے مانند قتل کی اس کے لیے دلیل جدا ہے و سیاتی بسط القول فی ذالک فی کتاب الایمان والنذور انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۲۳۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ بیشک اللہ نے معاف کیا میری امت کے لیے جو خیال کہ ان کے دلوں میں گذرے جب تک اس پر عمل نہ کرے یا نہ بولے۔

۲۳۴۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ بِنِ أَوْفَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسَّوَسْتَ بِهِ ضُدُّوْهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ.

فائدہ: اور مراد نئی حرج کی ہے یعنی گناہ نہیں اس خطرے سے جو دل میں واقع ہو یہاں تک کہ واقع ہو عمل ساتھ ہاتھ پاؤں کے یا بولنے کے ساتھ زبان کے موافق اس کے اور وسوسہ سے مراد متردد ہونا ایک چیز کا ہے دل میں بغیر اس کے کہ اس کے ساتھ اطمینان پکڑے اور اس کی طرف قرار پکڑے اسی لیے فرق کیا ہے علماء نے درمیان ہم اور عزم کے اور اسی جگہ سے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ترجمہ باب کے ساتھ اس لیے کہ نہیں اعتبار ہے ان کے لیے اور احتمال ہے کہ کہا جائے دل کے ساتھ مشغول ہونا نفس کی بات کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اس سے خطا اور نسیان اسی لیے مرتب کیا اس پر جو نماز میں اپنے نفسی سے بات نہ کرے مغفرت کو۔ (فتح)

۲۳۴۴۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر مرد کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی یعنی کوئی عمل نیت کے بغیر ٹھیک نہیں اور ثواب کے لائق نہیں، سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہوئی تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو چکی یعنی وہ اس کا ثواب پائے گا۔ اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے لیے ہوئی کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوئی جس کے لیے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت کے لیے۔

۲۳۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصِ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَالْأَمْرِي مَا نَوَيْتُ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

فائدہ: حدیث کی موافقت ترجمہ باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ سب عملوں کا مدانیت پر ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِهِ هُوَ لِلَّهِ وَنَوَى  
 الْعِتْقَ وَالْإِشْهَادَ فِي الْعِتْقِ.

جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہے یعنی اور باب ہے گواہ کرنے کا آزاد کرنے میں۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ علماء کے درمیان اس چیز میں اختلاف نہیں ہے کہ جب کوئی اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور نیت اس کی آزاد کرنے کی ہو تو وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اور رہی آزاد کرنے میں گواہ بنانے والی بات تو یہ آزاد کرنے کے حقوق سے نہیں ہے تو پس تمام ہو جاتا ہے آزاد کرنا اگرچہ گواہ نہ بھی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی قید کی طرف جو پیشم نے مغيرة رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنے غلام کو کہا تو اللہ کے لیے ہے سو شععی اور ابراہیم وغیرہ سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ آزاد ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ پس گویا کہ امام بخاری نے کہا اس کا محل وہ ہے کہ آزاد کرنے کی نیت ہو نہیں تو اگر قصد کرے کہ وہ اللہ کے لیے ہے غیر عتق کے معنی کے ساتھ یعنی آزاد کرنے کی نیت کے بغیر اس سے کچھ اور مراد ہو تو پھر نہیں آزاد ہوتا۔ (فتح)

۲۳۳۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ اسلام کی نیت سے مدینے کو چلے اور ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے گم ہو گیا پھر اس کے بعد وہ غلام سامنے آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ یہ تیرا غلام تیرے پاس آیا ہے، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار رہو کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ بے شک وہ آزاد ہے پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے میں پہنچنے کے وقت یا غلام کے پہنچنے کے وقت کہتے تھے اے رات کہ تکلیف پائی میں نے اس کی درازی اور رنج سے میں اس کو چاہتا ہوں یا میں اس سے خوش ہوں اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی۔

۲۳۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا أَقْبَلَ يُرِيدُ الْإِسْلَامَ وَمَعَهُ عَلَامَةٌ صَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ فَأَقْبَلَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا غَلَامُكَ قَدْ آتَاكَ فَقَالَ أَمَا إِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ قَالَ فَهَوَّ حِينَ يَقُولُ يَا لَيْلَةَ مِنْ طَوْلِهَا وَعَنَائِهَا عَلَيَّ إِنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ.

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر مرشد غنوی کا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تکلیف کے ظاہر کرنے اور مشقت کے کہ سفر میں کھینچی تھی اور شکر پہنچنے کے دارالاسلام میں پڑھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں عتق میں گواہ کرنا معلوم ہوا۔

۲۳۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں (اپنے ملک) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا یعنی مدینے میں مسلمان ہونے کے لیے تو میں نے راستے میں یہ شعر کہا اے رات کہ ایذا پائی میں نے اس کی درازی اور تکلیف سے خوش ہوں میں اس پر اس سے اس پر کہ اس نے مجھے کفر کے گھر سے نجات دی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ راستے میں مجھ سے غلام بھاگا سو جب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ سے سلام پر بیعت کی پس جس حالت میں کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تو اچانک غلام ہم پر ظاہر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ ہے تیرا غلام تو میں نے کہا کہ وہ اللہ کی ذات کے لیے ہے۔ سو میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

۲۳۴۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ يَا لَيْلَةَ مِنْ طَوْلِهَا وَعَنَانِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ قَالَ وَابَقَ مِنِّي غَلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعْتُهُ فَبَيَّنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغَلَامُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هَذَا غَلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ حُرٌّ لَوْجِهَ اللَّهِ فَأَعْتَقْتَهُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَقُلْ أَبُو كُرَيْبٍ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ حُرٌّ.

۲۳۳۷۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا غلام بھی ان کے ساتھ تھا اور وہ مسلمان ہونے کا ارادہ رکھتا تھا تو دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے گم ہوا اس لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی ہے شہاب بن عماد نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو کہ بے شک میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے لیے ہے۔

۲۳۴۷۔ حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ لَمَّا أَقْبَلَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَعَهُ غَلَامُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْإِسْلَامَ فَضَلَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بِهَذَا وَقَالَ أَمَا إِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّهُ لِلَّهِ.

فائدہ: اور اس حدیث میں عتق کا مستحب ہونا ہے غرض اور مطلب کے حاصل ہونے کے وقت اور خوف کی جگہ سے نجات پانے کے وقت اور یہ بھی کہ شعر کہنا جائز ہے اور اس کا پیدا کرنا اور ایذا پانا دکھ مشقت اور بیداری وغیرہ سے۔ (تح)

باب ہے ام الولد کا یعنی جو لونڈی کہ اپنے مالک کے نطفے سے بچہ جنے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانی ایک یہ ہے کہ

بَابُ أُمِّ الْوَلَدِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّهَا.

لوٹھی اپنے مالک کو جنے یعنی لونڈیاں مالک کے نطفے سے جنیں گی تو ان کی اولاد بھی اپنے باپ کی طرح ان پر حکم کرے گی۔

**فائدہ:** یعنی کیا حکم لگایا جائے اس کے آزاد ہونے کا یا نہیں؟ وارد کی بخاری نے اس میں دو حدیثیں اور نہیں ہے دونوں میں وہ چیز کہ جو ظاہر کرے حکم کو اس کے نزدیک یعنی معلوم نہیں ہوتا کہ بخاری کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟ اور میں کہتا ہوں کہ یہ ظاہر نہ کرنا حکم کا سلف کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف کے قوی ہونے کی وجہ سے ہے اگرچہ یہ خلف کے نزدیک قرار پا چکا ہے منع کے اوپر یہاں تک کہ اس میں ابن حزم موافق ہوا ہے اور تا بعد اس کے اہل ظاہر سے اوپر نہ جائز ہونے بیچ ان کی کے اور نہیں باقی رہا مگر شاذ اور کم۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ پوری حدیث پوری شرح کے ساتھ کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور یہ کہ رب سے مراد سردار ہے یا مالک ہے۔ اور پہلے گذر چکا ہے کہ اس میں دلیل نہیں ہے ام ولد کی بیچ کے جائز ہونے پر اور نہ اس کے ناجائز ہونے پر نووی نے کہا کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ دو بڑے اماموں نے ایک نے ام ولد کی بیچ کے جائز ہونے پر اور ایک نے اس کے ناجائز ہونے پر جس نے اس کے جواز پر دلیل پکڑی ہے پس اس نے کہا کہ ظاہر قول اس کے رَبَّتْهَا کا یہ ہے کہ مراد اس سے اس کا سردار ہے اس لیے اس کا بچہ اس کے سردار سے بجائے سردار اس کے لیے پھرنے مال آدمی کے طرف اس کی اولاد کے اکثر اوقات اور رہا وہ کہ جس نے منع پر دلیل پکڑی ہے اس نے کہا کہ نہیں شک ہے اس میں کہ لونڈیوں کی اولاد حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اصحاب کے زمانے میں بہت موجود تھی اور یہ حدیث مانگی گئی ہے نشانوں کے بیان کرنے کے لیے جو قیامت کے قریب ہوں گی پس دلالت کی اس نے اوپر پیدا ہونے قدر زائد کے مجرد لونڈی پکڑنے پر۔ کہا کہ مراد یہ ہے کہ اخیر زمانے میں جہل غالب ہوگا یہاں تک کہ اولاد کی مائیں بیچی جائیں گی پس بہت ہوگا پھر نا لونڈیوں کا ہاتھوں میں یہاں تک کہ اس کا بچہ اس کو خریدے گا اور اس کو معلوم نہ ہوگا کہ یہ میری ماں ہے، پس اس میں اس طرف اشارہ ہوگا کہ ام ولد کا بیچنا حرام ہے اور نہیں ہے پوشیدہ تکلف طرفین کے استدلال کرنے میں۔ (فتح)

۲۳۴۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ لے لے لے طرف اپنی بیٹا زعمہ کی لونڈی کا عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے سو جب فتح مکہ کے سال حضرت ﷺ تشریف لائے تو سعد زعمہ کی لونڈی کے بیٹے کو لے کر حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا

۲۳۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ عُبَيْتَةَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ عَهَدَ إِلَيَّ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنْ يُقْبِضَ إِلَيْهِ ابْنَ وَليدَةَ زَمْعَةَ قَالَ

اور اس کے ساتھ عبد بن زمعہ پاس آیا تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت یہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا کہ یا حضرت میرا بھائی ہے، زمعہ کا بیٹا ہے اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔ تو حضرت ﷺ نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی پس ناگہاں وہ زیادہ تر مشابہ تھا ساتھ عتبہ کے سب لوگوں سے۔ سو حضرت ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے لیے ہے اے عبد بن زمعہ اس سبب سے کہ وہ اس کے بچھونے پر پیدا ہوا ہے۔ سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پردہ کر تو اس سے اے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا بہ سبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے اور سودہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بی بی تھیں۔

عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ ابْنَ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ بَعْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا ابْنُ أَخِي عَهْدِي إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَخِي ابْنُ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلِيٌّ فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ فَإِذَا هُوَ أَشْبَهُ النَّاسَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلِيٌّ فِرَاشِ أَبِيهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَجِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ مِمَّا رَأَيْتُ مِنْ شَبْهِهِ بَعْتَبَةَ وَكَانَتْ سَوْدَةُ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی اور باب کے موافق قول عبد بن زمعہ کا ہے کہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور حکم کرنا حضرت ﷺ کا ابن زمعہ کے لیے کہ وہ اس کا بھائی ہے پس اس میں ثبوت ہے ام ولد کے لونڈی ہونے کا اور اس میں تعرض نہیں ہے اس کے آزاد ہونے کے اعتبار سے اور نہ اس کے غلام ہونے کے اعتبار سے لیکن ابن نمیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ اس میں اشارہ ہے طرف آزاد ہونے کے ام ولد کے اس لیے کہ ٹھہرایا اس کو فراش پس برابری کی اس کے اور بیوی کے درمیان۔ اور افادہ کیا ہے کرمانی نے یہ کہ اس نے دیکھا ہے بعض نسحوں میں اس باب کے آخر میں وہ چیز کہ نص اس کی یہ ہے کہ پس نام رکھا حضرت ﷺ نے ام ولد زمعہ کا لونڈی پس معلوم ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی انتھی۔ پس بنا بر اس کے پس یہ دلیل ہے بخاری سے طرف اس کی کہ ام ولد مالک کی موت سے آزاد نہیں ہوتی اور شاید کہ اس نے اختیار کیا ہے ایک دو تاویلوں کو جو پہلی حدیث میں ہیں اور تحقیق گذر چکا ہے جو اس میں ہے اور کرمانی نے کہا کہ باقی کلام اس کی یہ ہے کہ نہ تھی وہ آزاد اس حدیث کی دلیل سے ہے۔ لیکن جو آزاد ہونے کی حجت اس دلیل سے پکڑتا ہے کہ الاما مملکت ایمانکھ

سے تو یہ اس کے لیے حجت ہوگی، کرمانی نے کہا کہ شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے طرف اس کی برقرار رکھنا حضرت عائشہؓ کا عبد بن زعمہ کو اس کے اس قول پر کہ میرے باپ کی لونڈی ہے یہ بجائے قول کے ہے حضرت عائشہؓ سے اور دلالت کہ وجہ اس چیز سے ہے کہ کہا یہ ہے کہ خطاب آیت میں مومنوں کے لیے ہے اور زعمہ مسلمان نہ تھا پس نہ ہوگی اس کے لیے ہاتھ کی ملک پس ہوگی وہ چیز کہ اس کے ہاتھ میں ہے آزاد کے حکم میں، اور شاید بخاری کی غرض یہ ہے کہ بعض حنفیہ نہیں کہتے کہ ولد لونڈی میں صاحب فراش کے لیے ہے پس نہیں لائق کرنی اس کو مالک کے ساتھ مگر یہ کہ وہ اس کا اقرار کرے اور خاص کرتی ہے فراش کو آزاد کے ساتھ پس جب حجت پکڑی جائے ان پر اس چیز کے ساتھ کہ اس حدیث میں ہے کہ بچہ صاحب فراش کے لیے ہے تو کہتے ہیں کہ وہ لونڈی نہ تھی بلکہ آزاد تھی پس اشارہ کیا بخاری نے رد کرنے کی طرف ان کی حجت پر اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کی اور اور اماموں نے دلیل پکڑی ہے کئی حدیثوں کے ساتھ ان میں سے زیادہ صحیح دو حدیثیں ہیں ایک ابو سعیدؓ کی حدیث صحابہ کے عزل کے متعلق سوال کرنے کے بارے میں جیسا کہ اس کا بیان کتاب النکاح میں آئے گا اور جنہوں نے اس کے ساتھ دلیل پکڑی ہے ان میں سے ایک نسائی ہے اپنی سنن میں پس کہا اس نے یہ کہ یہ باب ہے اس چیز کا کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے ام ولد کی بیع کے منع ہونے پر پس بیان کی حدیث ابو سعیدؓ کی عزل کے بارے میں پھر عمر بن حارث کی حدیث بیان کی کہ نہیں چھوڑا حضرت عائشہؓ نے اپنے پیچھے کوئی غلام اور نہ لونڈی اور وجہ دلالت کی ابو سعیدؓ کی حدیث سے یہ ہے کہ اصحاب نے کہا کہ ہم قیدیوں کو بیچتے ہیں پس دوست رکھتے ہیں ہم مول کو یعنی بیچنے کو سو آپ عزل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ یہ لفظ بخاری کا ہے بیہنی نے کہا کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ بچہ طلب کرنا نقل ملک کو منع کرتا ہے نہیں تو نہ ہوتا ان کے عزل کے لیے حجت مول کے فائدہ، اور ایک روایت میں ابو سعیدؓ سے ہے ہم میں سے بعض چاہتے تھے کہ اہل ٹھہرائیں اور بعض چاہتے تھے کہ بیع کریں پس رجوع کیا ہم نے عزل میں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہم پر مجرور بنا دراز ہوا سو ہم نے ارادہ کیا کہ فائدہ اٹھائیں اور عزل کریں اور اس حدیث کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اس لئے کہ نہیں لزوم ہے درمیان ان کے حمل کے اور درمیان استمرار منع ہونے بیع کے پس شاید کہ انہوں نے دوست رکھا ہو تعجیل فدا کو اور مول لینے کو پس اگر بندے کی عورت حاملہ ہو تو البتہ متاخر ہوگی بیع اس کی وضع حمل تک اور وجہ دلالت کی عمرو کی حدیث سے یہ ہے کہ بے شک ہا یہ نبیؐ حضرت عائشہؓ کے بیٹے ابراہیم کی ماں حضرت عائشہؓ کے بعد زندہ رہی تھیں پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ غلامی کے وصف سے نکالی گئی تھیں تو نہ صحیح ہوتا قول اس کا کہ آپ نے اپنے پیچھے کوئی لونڈی نہیں چھوڑی اور استدلال کے صحیح ہونے کے ساتھ اس کے توقف ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ انجامز کیا ہو اس کی آزادی کو۔ اور رہیں اس باب کی باقی حدیثیں تو وہ ضعیف ہیں اور معارض ہے ان کو حدیث جابرؓ کی کہ ہم ام ولد لونڈیوں کو بیچا کرتے تھے

اور حضرت ﷺ زندہ تھے اس کے ساتھ کچھ ڈرنہ دیکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھے ہم بیچتے ام ولد لوٹریوں کو حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں پھر جب عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ہم کو منع کیا تو ہم بیچنے سے باز آگئے۔ اور قول صحابی کا کہ تھے ہم کرتے معمول ہے رفع پر یعنی یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے صحیح قول پر اور اس پر شیخین کا عمل جاری ہوا ہے اپنی دونوں کی صحیح میں اور نہیں سند بیان کی امام شافعی نے اس قول کی کہ منع ہے بیچ ام ولد کی مگر عمر رضی اللہ عنہما کی طرف پس کہا کہ میں نے یہ قول عمر رضی اللہ عنہما کی تقلید میں کہا ہے اور اس کے بعض اصحاب نے کہا کہ اس لیے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس سے منع کیا اور لوگ اس سے باز رہے تو یہ اجماع ہوا یعنی نہیں اعتبار ہے مخالف کے کم ہونے کے ساتھ اس کے بعد اور نہیں متعین ہے پہچانا اجماع کی سند کا۔ (فتح)

بابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ . باب ہے غلام مدبر کے بیچنے کے بیان میں۔

فائدہ: یعنی اس کا جواز یا اس کا حکم اور یہ ترجمہ ہو بہو کتاب البیوع میں پہلے بھی گذر چکا ہے اور مدبر وہ غلام ہے کہ مالک اس کو کہے کہ یہ میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ (فتح)

۲۳۴۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مَنَّا عَبْدًا لَهُ عَنْ ذُبُرٍ فَدَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ فَبَاعَهُ قَالَ جَابِرٌ مَاتَ الْغُلَامُ عَامَ أَوَّلِ

۲۳۳۹۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ہم میں سے اپنا غلام اپنے مرنے سے بیچے آزاد کیا سو حضرت ﷺ نے اس کو بلایا پھر اس کو بیچا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب البیوع میں گذر چکی ہے اور گذر چکا ہے نقل کرنا مذاہب فقہاء کا مدبر غلام بیچنے کے بارے میں اور یہ کہ امام شافعی اور احمدیٹ کے نزدیک اس کا بیچنا مطلق جائز ہے اور تحقیق نقل کیا ہے اس کو بیہقی نے معروفہ میں اکثر فقہاء سے اور حکایت کیا ہے نووی نے جمہور سے مقابل اس کے اور حنفیہ اور مالکیہ سے بھی تخصیص منع کی ساتھ اس شخص کے جو مدبر مطلق کرے۔ اور رہی یہ بات کہ اگر اس کو مقید کرے اس طرح کہ وہ اس کو کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مر گیا تو فلاں غلام آزاد ہے تو تحقیق اس کا بیچنا جائز ہے کیونکہ وہ وصیت کی مانند ہے پس جائز ہے رجوع کرنا اس کے بارے میں۔ اور امام احمد سے روایت ہے کہ منع ہے مدبر عورت کا بیچنا سوائے مدبر مرد کے۔ اور لیٹ سے روایت ہے جائز ہے بیچنا اس کا اگر شرط کرے خریدار پر اس کو آزاد کرنے کی اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ نہیں ہے جائز اس کا بیچنا مگر اس کی جان سے اور میلان کیا ہے ابن دقیق العید نے قید کرنے کی طرف جواز کے حاجت کے ساتھ یعنی حاجت ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں پس کہا کہ جو مدبر کا بیچنا مطلق منع کرتا ہے اس پر یہ



حدیث حجت ہوگی اس لیے کہ منع کلی مناقض ہے اس کو جواز خبری اور جو اس کو بعض صورتوں میں جائز کہتا ہے پس جائز ہے اس کے لیے یہ کہ کہے کہ میں قائل ہوں اس صورت کے ساتھ ہی کہ جس میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے پس نہیں لازم ہے اس کو قائل ہونا اس کے ساتھ اس صورت کے علاوہ میں اور جو اس کو مطلق جائز کہتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ قول اس کا کہ وہ محتاج تھا نہیں داخل ہے اس کے لیے حکم میں اور سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا سبب کے بیان کرنے کے لیے بیچنے میں جلدی کرنے کے بارے میں تا کہ ظاہر ہو مالک کے لیے جائز ہونا بیع کا اور اگر حاجت نہ ہوتی تو بیچنا اولیٰ تھا۔ اور رہا وہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے تو صرف اس کی خدمت کو بیچا تھا تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے اور وہ یہ کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں اور بایں طور کہ مخالفیں نہیں قائل ہیں مدبر کی خدمت کی بیع کے جائز ہونے کے ساتھ۔ (فتح)

باب بیع الولاء وھیتہ  
باب ہے بیع بیان بیچنے ولا کے اور ہبہ کرنے اس کے کے  
فائدہ: یعنی اس کے حکم کے بارے میں اور ولاحق میراث آزاد کرنے والے کا ہے آزاد کئے گئے سے یعنی اگر آزاد شدہ مر جائے تو جو مال اس کا بیچتا ہے اس کا مالک اس کا آزاد کرنے والا ہے۔ (فتح)

۲۲۵۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ  
أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَيْبَةَ

۲۳۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے بیچنے ولاء کے سے اور ہبہ کرنے اس کے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا ساتھ توجیہ نہ صحیح ہونے اس کی بیع کے دلالت نہی مذکور سے۔ (فتح)

۲۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا  
جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ  
الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ  
اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَائِهَا  
فَلَذَكَّرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْقِبِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ  
أَعْطَى الْوَرِقَ فَأَعْقَبْتُهَا فَلَدَعَاَهَا النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيْرَهَا مِنْ رُوجِهَا

۲۳۵۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بریرہ لونڈی خریدی تو اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی کہ اس کا ولا ہمارے لیے ہوگا تو میں نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے اس لیے کہ ولا اس کے لیے ہے جو چاندی دے یعنی خرید کر آزاد کرے سو میں نے اس کو آزاد کر دیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے خاوند سے اختیار دیا کہ خواہ اس کے پاس رہے یا کسی اور سے نکاح کر لے تو اس نے کہا کہ اگر مجھ کو ایسا ایسا

فَقَالَتْ لَوْ أَعْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا ثَبْتُ  
عِنْدَهُ فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا.  
مال دے تو میں اس کے پاس نہ ٹھہروں گی سو اس نے اپنی  
جان کو اختیار کیا۔

فائدہ: یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی آئندہ آئے گی اور اس کی ترجمہ میں داخل ہونے کی وجہ حضرت ﷺ کے اس قول سے ہے اصل حدیث میں کہ ولا تو صرف آزاد کرنے والے کے لیے ہے اور یہ لفظ اگرچہ اس جگہ میں مذکور نہیں پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف اپنی عادت کے مطابق۔ اور وجہ دلالت کی اس سے بند کرنا ہے اس کا آزاد کرنے والے میں پس نہ ہوگی اس کے غیر کے لیے اس کے ساتھ کوئی چیز بھی۔ خطابی نے کہا چونکہ ولا نسب کی مانند ہے تو جو اس کو آزاد کرے گا ولا بھی اسی کے لیے ہوگا جیسا کہ جب کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کے لیے ہی نسب ثابت ہوتا ہے پس اگر نسب کو غیر کی طرف منتقل کیا جائے تو وہ نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر وہ ارادہ کرے ولا کے منتقل ہونے کا اپنے محل سے تو یہ بھی منتقل نہیں ہوگا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ أَوْ عَمَّةٌ هَلْ يُفَادَى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا.  
جب قید کیا جائے مرد کا بھائی یا چچا اس کا یعنی بھائی اپنے  
بھائی کو قید کر لے یا اپنے چچا کو قید کر لے تو کیا قیدی اپنی  
جان کے بدلے مال دے کر اپنا آپ کو چھوڑالے جب  
کہ وہ بھائی یا چچا مشرک ہو یعنی یا آزاد ہو جاتا ہے مالک  
ہونے کی وجہ سے بھائی کے بھائی کو اور چچا کو۔

وَقَالَ أَنَسٌ قَالَ قَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ  
عَقِيلًا وَكَانَ عَلِيٌّ لَهُ نَصِيبٌ فِي تِلْكَ  
الْغَنِيمَةِ الَّتِي أَصَابَ مِنْ أَخِيهِ عَقِيلٍ  
وَعَمِّهِ عَبَّاسٍ.  
اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے  
کہا کہ بدلہ دیا میں نے اپنی جان کا اور بدلہ دیا عقیل کا  
یعنی مال دے کر اپنے تئیں اور عقیل کو چھوڑا یا، یعنی اور تھا  
علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے حصہ اس غنیمت میں کہ پہنچی اس کو  
اپنے بھائی عقیل اور اپنے چچا عباس سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس ترجمہ کے ساتھ اس حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف جو  
وارد ہوئی ہے کہ جو اپنے رشتہ دار کا مالک ہو تو پس وہ آزاد ہے، روایت کی ہے یہ حدیث اصحاب سنن نے  
سمرہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن مدینی نے کہا کہ یہ منکر ہے اور ترجیح دی ہے ترمذی نے اس کے مرسل ہونے کو اور بخاری نے  
کہا کہ صحیح نہیں اور ابو داؤد نے کہا کہ تنہا ہوا ہے ساتھ اس کے حماد اور حاکم اور ابن حزم اور ابن قطان نے کہا کہ صحیح ہے  
اور اس کے عموم کو حنفیہ اور ثوری اور لیث نے لیا ہے اور داؤد نے کہا کہ نہیں آزاد ہوتا کوئی کسی پر اور امام شافعی کا یہ  
مذہب ہے کہ نہیں آزاد ہوتا مرد پر مگر اصول و فروع اس کے نہ اس دلیل کے لیے بلکہ دوسری دلیلوں کی وجہ سے اور

یہی ہے مذہب مالک اور زیادہ کیا برادری کو یہاں تک کہ ماں سے اور گمان کیا ابن بطان نے کہ باب کی حدیث میں اس پر حجت ہے اور اس میں نظر ہے جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے اور اس کا شروع یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈھیر کر دو اور کتاب الصلوة میں پہلے گزر چکی ہے۔

**فائدہ:** یہ کلام بخاری کا ہے اس کو اس چیز پر استدلال کرنے کے لیے بیان کیا ہے کہ وہ اس کے ساتھ آزاد نہیں ہوتا یعنی پس اگر بھائی یا اس کی مانند صرف مالک ہونے کی وجہ سے آزاد ہو جاتا تو البتہ حضرت عباسؓ اور عقیلؓ آزاد ہو جاتے علیؓ کے غنیمت میں حصے کی وجہ سے اور ابن نمیر نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ کافر نہیں ملک ہوتا غنیمت کے ساتھ ابتداء میں بلکہ امام مختار نقل اور غلام بنانے کے درمیان یا بدلہ لینے یا احسان کرنے کے درمیان پس غنیمت سب ہے طرف ملک کی ساتھ شرط اختیار کرنے غلام بنانے کے پس نہ لازم آئے گا آزاد کرنا صرف غنیمت کے ساتھ اور شاید یہی نکتہ ہے بخاری کے ترجمہ کو مطلق چھوڑنے میں۔ اور شاید اس کا مذہب یہ ہے اگر قیدی مسلمان ہو تو آزاد ہو جاتا ہے اور اگر مشرک ہو تو آزاد نہیں ہوتا ٹھہرانے کی وجہ سے اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے خبر۔ (فتح)

۲۳۵۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
 إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَقْبَةَ عَنْ مُوسَى  
 بْنِ عَقْبَةَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ  
 اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَقَالُوا ائْذِنْ لَنَا فَلْتُرِكَ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ  
 فِدَائِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا.

۲۳۵۲۔ انس بن مالکؓ سے روایت کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت ﷺ سے پرواگئی چاہی سوانہوں نے کہا کہ آپ اجازت دیجئے پس چھوڑیں ہم عباس کے بھانجے کے لیے بدلہ اس کا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ چھوڑو۔

**فائدہ:** مطلب یہ ہے کہ عباس کے باپ عبدالمطلب کی ماں ان میں سے تھی پس عبدالمطلب کے ماموں تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ بازر ہے حضرت ﷺ ان کی اجابت سے تاکہ دین میں کسی قسم کا لحاظ باقی نہ رہے اور اس کو اس جگہ وارد کرنے سے امام بخاری کی مراد اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ حکم قرابت کا ذوی الارحام کے بیچ اس کے نہیں مختلف ہے حکم قرابت عصبات سے۔ (فتح)

باب عِتْقِ الْمُشْرِكِ.

**فائدہ:** احتمال یہ ہے کہ حقیق مضاف ہو فاعل یا مفعول کی طرف اور دوسرے احتمال پر جاری ہوا ہے ابن بطال پس کہا کہ نہیں ہے اختلاف جائز ہونے کے بارے میں آزاد کرنے غلام مشرک کے بطور نقل کے اور اختلاف تو صرف اس

میں ہے کہ کفارے سے اس کا آزاد کرنا درست ہے یا نہیں اور حدیث باب کی بیچ قصے حکیم بن حزام کے حجت ہے اول احتمال میں اس لیے جب حکیم نے آزاد کیا اور حالانکہ کہ وہ کافر تھا تو نہ حاصل ہو اس کو ثواب مگر اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے سو جو اسلام کی حالت میں آزاد کرے تو وہ اس سے کم نہ ہوگا بلکہ اس سے اولیٰ ہوگا انتہی۔ اور ابن میر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد یہ کہ اگر کافر مسلمان کو آزاد کرے تو اس کا آزاد کرنا جاری ہوگا اور اسی طرح ہے جب کہ آزاد کرے کافر کو پھر اسلام لائے غلام۔ اور یہ جو فرمایا کہ **اَسْلَمْتُ عَلٰی سَلْفٍ لَّكَ مِنْ خَيْرٍ** تو اس سے یہ مراد نہیں کہ کفر کی حالت میں اس سے تقرب صحیح ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ جب کافر یہ کام کرے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اسلام کی حالت میں اس کے ساتھ فائدہ پاتا ہے اس چیز کے لیے کہ حاصل ہوئی ہے اس کو تجربے سے نیکی کے کام پر پس وہ جدید کوشش کی طرف محتاج نہیں ہو اپس ثواب پاتا ہے فضل اللہ کے ساتھ اس چیز سے کہ پہلے گزری ساتھ واسطے فائدہ مند ہونے اس کے ساتھ اس کے اپنے اسلام کے بعد اور تحقیق گزری چکے ہیں جواب کتاب الزکوٰۃ میں۔ (فتح)

۲۳۵۳۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کفر کی حالت میں سو غلام آزاد کیا اور سو اونٹ پر سوار کیا یعنی سواری کے لیے لوگوں کو دیا پھر جب مسلمان ہوا تو سو اونٹ پر اور سوار کیا اور سو غلام آزاد کیا حکیم نے کہا پھر میں نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دو مجھ کو ان چیزوں سے جن کو میں کفر کی حالت میں کیا کرتا تھا میں ان کے ساتھ عبادت کیا کرتا یعنی ان کے ساتھ اللہ سے تقرب ڈھونڈتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے پہلے ہوئی۔

۲۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَحَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ بَعِيرٍ وَأَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ قَالَ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحَنَّنُ بِهَا يَعْنِي أَتَبَرَّرُ بِهَا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو مالک ہو عرب سے غلام کو پس بہہ کرے اور بیچے اور جماع کرے ساتھ اس کے اور بدلے لے اور قید کرے بال بچوں کو یعنی یہ سب تصرفات جائز ہیں اس میں کچھ ڈر نہیں۔

بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيقًا فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَبَسَى الذَّرِيَّةَ وَقَرَّبَهُ تَعَالَى ﴿ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَمَنْ رَزَقْنَاهُ

یعنی اور باب ہے بیچ بیان اس آیت کے کہ اللہ نے بیان کی ایک مثال ایک بندے پر آیا مال نہیں مقدور رکھتا کسی چیز پر اور ایک اور جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاص سو وہ خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپے اور کھلے کہیں برابر ہوتے ہیں سب تعریف اللہ کو ہے پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے۔

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهَوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا  
وَجَهْرًا هَلْ يَسْتَوُونَ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ  
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾

**فائدہ:** یہ بات معقود ہے بیان کرنے کے لیے عربی لوگوں کے غلام بنانے کے اختلاف کے بارے میں یعنی عربی لوگوں کو غلام بنانا جائز ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اور جمہور اس پر ہیں کہ جب عربی قید ہو جائے تو اس کو غلام بنانا جائز ہے اور جب نکاح کرے عربی کسی لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو اس کی اولاد غلام ہوگی اور اوزاعی اور ثوری اور ابو ثور کا یہ مذہب ہے کہ لازم ہے لونڈی کے مالک پر قیمت کرنا اولاد کی اور لازم ہے اس کے باپ پر ادا کرنا اس کی قیمت کا اور اولاد ہرگز غلام نہیں ہوگی۔ اور تحقیق میلان کیا ہے بخاری نے جواز کی طرف اور وارد کیا حدیثوں کو جو اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح)

**فائدہ:** ابن نمیر نے کہا کہ آیت کی مناسبت باب کے ساتھ اس طرح ہے کہ اللہ نے عبد مملوک مطلق بیان فرمایا ہے اور اس کو عربی یا عجمی ہونے کی قید نہیں لگائی پس اس نے اس پر دلالت کی کہ نہیں ہے فرق عربی اور عجمی کے درمیان۔ اور ابن بطلال نے کہا کہ استدلال کیا ہے بعض لوگوں نے اس آیت سے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور اس استدلال میں شبہ ہے اس لیے کہ وہ مکروہ ہے اثبات کے سیاق میں واقع ہوا ہے پس اس کے لیے عموم نہیں ہے۔ اور قتادہ نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد خاص کافر ہے۔ ہاں جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ جس کا ذکر شرب وغیرہ میں گذر چکا ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ وہ مالک ہوتا ہے یہ قول عمر وغیرہ سے مروی ہے اور مالک کا قول مختلف ہے پس اس نے کہا کہ جو غلام بیچے اور اس کا مال ہو تو اس کا مال بائع کے لیے ہے مگر شرط طے کرنے کے ساتھ اور کہا اس نے اس کے حق میں جو آزاد کرے غلام کو اور اس کے لیے مال ہو تو پس تحقیق مال غلام کے لیے ہے مگر شرط کے ساتھ اور دلیل اس کی بیع کی حدیث ہے جو نافع سے مذکور ہے اور وہ اس میں نص ہے اور اس کی حقیق میں دلیل وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو غلام آزاد کرے تو غلام کا مال اس کے لیے ہے مگر یہ کہ اس کا مالک اس کو خاص کرنے میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث اصحاب سنن نے روایت کی ہے صحیح سند کے ساتھ اور فرق کیا ہے بعض اصحاب مالک نے اس کے ساتھ کہ اصل یہ ہے کہ وہ مالک نہیں ہوتا لیکن آزاد کرنا احسان کی صورت میں تھا تو مناسب ہوا کہ اس سے وہ چیز نہ لی

جائے جو اس کے ہاتھ میں ہے احسان کو کامل کرنے کے لیے اور اسی لیے مشروع ہوئی مکاتبت اور جائز ہوا اس کے لیے کہ وہ کمائے اور اپنے مالک کو دے اور اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ عتق کی صورت میں اپنے مال کا مالک ہے تو نہ بے پرواہ کرتا یہ اس سے کسی بھی چیز کو۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۳۵۴۔ مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے اہلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہو کر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہمارا مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جو تم دیکھتے ہو یعنی اصحاب کا حق ان کے ساتھ متعلق ہوا ہے اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ تیزی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور میں نے تمہارا انتظار کیا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اوپر دس راتیں ان کا انتظار کیا تھا جب کے طائف سے پلٹے سو ان کو ظاہر ہوا کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پھیرنے والے ہیں طرف ان کی مگر ایک دو چیزوں کے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوة کے بعد بات یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے تو بہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا ہے کہ ان کے جو روٹ لڑکے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلہ دیں اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے یعنی اپنا حصہ خوشی سے دے تو بہتر

۲۳۵۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ ذَكَرَ عُرْوَةَ أَنَّ مَرَّوَانَ وَالْمُسَوَّرَ بَنِي مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَوَلَدَهُ هَوَازِنَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّهُ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَيِّئَهُمْ فَقَالَ إِنَّ مَعِيَ مِنْ تَرُونَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَأَخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا الْمَالَ وَإِمَّا النَّسَى وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِهِمْ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَظَرُهُمْ بَضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَاذٍ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا إِنَّا نَخْتَارُ سَيِّئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَاتَّسَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوا وَنَا تَائِبِينَ وَإِلَيَّ رَأَيْتَ أَنْ أُرَدَّ إِلَيْهِمْ سَيِّئَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيِّبْنَا لَكَ ذَلِكَ قَالَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أِذِنَ مِنْكُمْ

مَنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا  
عُرْفَاؤَكُمْ أَمْرُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ  
عُرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا  
فَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا عَنْ سَيِّ هَوَازِنَ وَقَالَ  
أَنَسُ قَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا.

ہے اور اگر دینا منظور نہ ہو تو ہم کو بطور قرض کے دے ہم اس کو  
اور جگہ سے بدلہ دیں گے سو لوگوں نے کہا کہ ہم خوش ہوئے  
ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم  
لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی  
سو تم پلٹ جاؤ تاکہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر  
کریں سو لوگ پلٹ گئے سو ان کے چوہدریوں نے ان سے  
کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کر آئے اور آپ کو خبر دی  
کہ تحقیق وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی  
قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ پہنچا ہم کو ہوازن  
کے قیدیوں کے حال سے اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عباس رضی اللہ  
نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے اپنی جان کا بدلہ دیا اور  
عقیل کا بدلہ دیا۔

فائدہ: قصہ ہوازن کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کا  
غلام بنانا اور ان کا ہبہ کرنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة۔

۲۳۵۵۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوٹ کی حضرت ﷺ  
نے قبیلہ بنی مصطلق پر اور حالانکہ وہ غافل تھے اور ان کے چار  
پائے جو کہ پانی پلائے جاتے تھے پانی پر حضرت ﷺ نے ان  
کے لڑنے والوں کو قتل کیا یعنی بالغ مردوں کو اور ان کے  
جو روڑوں کو قید کیا اور پچھ اس دن جو یہ یہ ﷺ کو حدیث بیان  
کی مجھ سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے اور وہ اس لشکر میں  
تھے۔

۲۳۵۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيبٍ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ  
كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ  
وَهُمْ غَارُونَ وَأَنعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ  
فَقَتَلَ مَقَاتِلَهُمْ وَسَبَى ذَرَارِيَهُمْ وَأَصَابَ  
يَوْمَئِذٍ جَوَيْرِيَةَ. حَدَّثَنِي بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
عُمَرَ وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عربی لوگوں کی اولاد کو قید کرنا درست ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

۲۳۵۶۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے  
ساتھ بنی مصطلق کی جنگ میں نکلے پس پائے ہم نے قیدی

۲۳۵۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ

عرب کے قیدیوں سے یعنی لونڈی غلام پکڑ لائے پس خواہش کی ہم نے عورتوں کی اور دشوار ہوا ہم پر مجرد رہنا اور چاہا ہم نے عزل کے لینے کو لونڈیوں سے بخوف حمل رہنے کے تو ہم نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نقصان تم کو یہ کہ نہ کرو عزل کو کوئی جان پیدا ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہونے والی ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ ابْنِ مُحَبَّرٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبِيًّا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانِيَةٌ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کی قیدی لونڈیوں سے محبت کرنا جائز ہے اور فدیہ بھی ثابت ہوا۔

۲۳۵۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیشہ تھا میں دوست رکھتا بنی تمیم کو جب سے کہ میں نے تین چیزیں حضرت ﷺ سے سنیں کہ ان کے حق میں فرماتے تھے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر یعنی جب دجال نکلے گا تو بنی تمیم کی قوم پر اس کا قابو نہ چلے گا اور ان کے صدقے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ صدقے ہماری قوم کے ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان میں سے ایک قیدی تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر دے کہ وہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے۔

۲۳۵۷۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقُعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَرَأَى أَحَبُّ بَنِي تَمِيمٍ وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ حَارِثِ بْنِ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ أَحَبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِيَهُمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةً مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ.



**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عرب کے قیدیوں کو بیچنا جائز ہے اس لئے کہ اس کے بعض طرق میں آچکا ہے کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور حضرت ﷺ نے بنی تمیم کو اپنی قوم اس لیے فرمایا کہ وہ مضر کی اولاد ہیں اور مضر حضرت ﷺ کے اجداد ہیں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے تو اس میں جمہور کے لیے دلیل ہے عربی کے ملک کے صحیح ہونے پر یعنی عربی پر مالک ہونا صحیح ہے اگرچہ افضل ہے آزاد کرنا اس کا جو غلام بنایا جائے ان میں سے۔ اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عار کی بات ہے یہ کہ مالک ہو مرد اپنی بھوپھی کی بیٹی اور بیٹے کا۔ اور ابن مسیر نے کہا ضرور ہے اس مسئلے میں تحصیل کرنی پس اگر ہو عربی مثلاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے اور نکاح کرے لونڈی سے اس کی شرط کے ساتھ تو البتہ بعید جانتے ہیں ہم غلام بنانا اس کی اولاد کا اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے بنی تمیم کی اور کفر کی حالت میں ان میں ایک جماعت سرداروں اور رئیسوں کی تھی۔ اور نیز اس میں خبر دینا ہے اس چیز کی کہ آئندہ آئے گی ان حالات سے جو اخیر زمانے میں ہونے والے ہیں۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَتَهُ وَعَلَّمَهَا  
 باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو سبق سکھائے اور علم پڑھائے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس لونڈی ہو پس خرچ کرے اس پر اور نیکی کرے ساتھ اس کے پھر آزاد کرے اس کو اور نکاح کرے تو اس کو دہرا ثواب ہے۔

۲۲۵۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فَضِيلٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَمَنَّاهُ لَهَا جَارِيَةٌ فَاعَالَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا كَانَ لَهُ أَجْرَانِ.

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں قول حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ غلام تمہارے بھائی ہیں سو کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو یعنی اور بیان اس آیت کا کہ بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ اس کے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی کرو اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسائے قریب سے اور ہمسائے اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنی لونڈی

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمِيدُ إِخْوَانُكُمْ فَاطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجَنَبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ

غلاموں سے اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو اتراتا بڑائی کرتا امام بخاری نے کہا کہ ذی القربیٰ کا معنی قرابت والا ہے یعنی قرابت کا نانتے دار اور جب کے معنی غریب ہیں اور جار الجنب کا معنی سفر کا ساتھی ہے۔

وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿۱۰﴾ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ «ذِي الْقُرْبَى» الْقَرِيبُ وَالْجُنْبُ الْغَرِيبُ الْجَارُ الْجُنْبُ يَعْنِي الصَّاحِبَ فِي السَّفَرِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پہناؤ ان کو اس چیز سے کہ تم پہنتے ہو۔

فائدہ: اس جگہ اس آیت کے ذکر کرنے سے مراد یہ قول ہے اور احسان کرنا اپنی لونڈی غلاموں سے پس داخل ہوئے ان لوگوں میں جن کے ساتھ احسان کا حکم ہوا۔ (فتح)

۲۳۵۹۔ معرور بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان پر حلہ تھا یعنی چادر اور تہ بند اور اس کے غلام پر بھی حلہ تھا سو ہم نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو ابو ذر نے کہا میں نے ایک مرد کو گالی دی تھی اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری شکایت کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو نے اس کو ماں کی گالی دی پھر فرمایا کہ بے شک تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم کی اولاد ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی جس کا غلام ہو تو چاہیے کہ کھلائے اس کو جو آپ کھاتا ہو اور پہنائے اس کو جو آپ پہنتا ہو اور نہ تکلیف دے ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے پس اگر تکلیف دو ان کو اس چیز کی کہ ان پر غالب آئے یعنی بھارے کام بتلاؤ تو خود ہی ان کی مدد کرو۔

۲۳۵۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْأَحْدَبِ قَالَ سَمِعْتُ الْمَعْرُورَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الْغِفَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غَلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْتَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي سَأَبْتُ رَجُلًا فَشَكَابِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْبَرْتَهُ بِأَمِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوْلَكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيَطْعِمَهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَ لْيَلْبَسَهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تَكْلَفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَاَعِينُوهُمْ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ کھلائے اس کو اس چیز سے جو آپ کھاتا ہو تو مراد اس چیز کی جنس ہے جو کھاتا ہو بعضی کے لیے جس پر من دلالت کرتا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جو دو بابوں کے بعد آئے گی اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک لقمہ دے دے پس مراد سلوک کرنا ہے نہ کہ برابری کرنا ہر طرح سے لیکن جو ابو ذر کی طرح اس کام کو لے اور برابری کرے تو یہ افضل ہے پس وہ اس کو اپنے عیال پر مقدم نہ کرے

اگرچہ یہ جائز ہے۔ اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ غلام کے لیے کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے اور اس بھارے کام کی اس کو تکلیف نہ دی جائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو اور یہ حدیث تقاضہ کرتی ہے اس کے رد میں رواج کی طرف اور جو اس پر زیادہ کرے تو یہ مستحب ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نہ تکلیف دے ان کو اس کام کی جو ان پر غالب ہو یعنی وہ کام کہ وہ اس کے کرنے سے عاجز ہوں اس کام کے بڑے ہونے کی وجہ سے یا اس کے دشوار ہونے کی وجہ سے اور تکلیف اٹھانا نفس کا ہے ایک چیز کو کہ اس کے ساتھ مشقت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حکم کرنا اس چیز کا ہے جو مشکل ہو پس اگر تکلیف دو ان کو تو مراد یہ ہے کہ تکلیف دیا جائے غلام اس چیز کی جنس کے ساتھ کہ اس پر قدرت پائی جاتی ہے۔ پس اگر وہ تھا اس کی طاقت نہیں رکھتا تو کسی اور سے مدد لے لے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو گالی دینا اور ماں باپ کے ساتھ ان کو عیب لگانا منع ہے اور اس میں ان کے ساتھ احسان کرنے پر رغبت دلانا ہے اور غلام کے ساتھ وہ بھی ملحق ہے جو اس کے معنی میں ہے مانند مزدور وغیرہ کی۔ اور اس میں عدم ترفع ہے مسلمان پر اور نہ اس کی حقارت کرنی۔ اور اس میں نیک بات بتلانے اور بری بات سے روکنے پر محافظت ہے اور غلام پر بھائی کا لفظ بولنا پس اگر مراد قربت ہو تو یہ بطور مجاز کے ہے اس کے کل کے منسوب ہونے کی وجہ سے آدم کی طرف یا پھر اسلام کی اخوت مراد ہے اور ہو گا غلام کافر بطریق تیج کے یا حکم مسلمان کے ساتھ خاص ہے۔ (فتح)

بَابُ الْعَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ  
سَيِّدَهُ.  
غلام جب اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کرے اور  
اپنے مالک کی خیر خواہی کرے۔

فائدہ: یعنی اس کی فضیلت یا اس کے ثواب کا بیان۔

۲۳۶۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام جب اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دو ہر اٹھواں ہے۔

۲۳۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: یہ حدیث اس میں صریح ہے کہ جو یہ کام کرے گا اس کے لیے دو ہر اٹھواں ہے۔

۲۳۶۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مرد کے پاس لونڈی ہو کہ اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح اس کو ادب سکھائے اور اس کو آزاد کر دے اور پھر اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دو ہر اٹھواں ہے

۲۳۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

اور جو غلام کہ اللہ کا حق اور اپنے مالکوں کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دو ہر اٹھاب ہے۔

كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا  
وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيَّمَا عَبْدٍ  
أَذَى حَقَّ اللَّهُ وَحَقَّ مَوْلَاهُ فَلَهُ أَجْرَانِ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الایمان میں اس لفظ کے ساتھ گزر چکی ہے کہ تین آدمیوں کو دو ہر اٹھاب ملے گا سو اس میں ایماندار اہل کتاب کو بھی ذکر کیا ہے۔

۲۳۶۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام مملوک نیک بخت کے لیے دو ہر اٹھاب ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور حج کرنا اور ماں کے ساتھ بھلائی کرنا نہ ہوتا تو میں دوست رکھتا اس بات کو کہ مردوں میں اس حال میں کہ غلام ہوں۔

۲۳۶۲۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ  
اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ  
سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ  
أَجْرَانِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَجَّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ  
أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ.

فائدہ: اسم صلاح کا شامل ہے پہلے دو شرطوں کو اور وہ اچھی طرح عبادت کرنا ہے اور مالک کی خیر خواہی کرنا اور مالک کی خیر خواہی اس کی خدمت وغیرہ کا حق ادا کرنے میں شامل ہے۔ اور ظاہر اس سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملے آخر تک مرفوع ہیں اور اسی پر خطابی جاری ہوا ہے یعنی یہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ پس کہا اس نے کہ جائز ہے اللہ کے لیے کہ وہ امتحان کرے پیغمبروں اور برگزیدہ بندوں کا غلامی کے ساتھ جیسا کہ یوسف کا امتحان لیا۔ اور جزم کیا ہے داودی نے اور ابن بطلال نے کہ یہ کلام حدیث میں مدرج ہے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور من حیث المعنی دلالت کرتا ہے اس کا قول و بر اُمی اس لیے کہ اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں نہ تھی کہ اس کے ساتھ بھلائی کرتے۔ اور کرمانی نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ اس سے مراد امت کی تعلیم ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس کی حیاتی کے فرض کرنے کے ساتھ یا مراد وہ ماں ہے جس نے آپ کو دودھ پلایا تھا اور فوت ہوئی۔ کرمانی سے تھیں یعنی تھیں اس کو نہ ملی اور تحقیق سے تفصیل کی ہے اس کی اسماعیلی نے اس لفظ کے ساتھ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں ابو ہریرہ کی جان ہے، اور اسی طرح اس کو بخاری اور مسلم وغیرہ نے روایت کا ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بچنی ہم کہ یہ بات کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حج نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ان کی ماں مر گئی اس کی صحبت کی خاطر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے اگر دو امر نہ ہوتے تو میں پسند کرتا کہ مردوں غلام ہو کر

پس معلوم ہوا کہ یہ کلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے ہے۔ پھر اس نے استدلال کیا اس کے لیے مرفوع حدیث کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو اس لیے کہ جہاد اور حج میں مالک کی اجازت شرط ہے اور اسی طرح نیکی کرے ماں کے ساتھ پس کبھی حاجت پڑتی ہے اس میں سردار کی اجازت کی بعض وجوہ میں بخلاف باقی بدنی عبادتوں کے۔ اور نہیں تعرض کیا مالی عبادتوں کے ساتھ یا تو اس لیے کہ اس وقت اس کے پاس مال نہ تھا یا اس لیے کہ وہ دیکھتے تھے کہ جائز ہے غلام کے لیے یہ کہ وہ تصرف کرے اپنے مال میں اپنے مالک کی اجازت کے بغیر۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کا معنی میرے نزدیک یہ ہے کہ جب غلام پر دو امر واجب جمع ہوئے اپنے رب کی اطاعت عبادت میں اور اپنے مالک کی اطاعت معروف میں پس وہ دونوں کے ساتھ قائم ہوا تو اس کو دو گنا ثواب ہے اپنی اطاعت کی وجہ سے مطیع کا ثواب اس لیے کہ تحقیق برابری کی اس کو اللہ کی عبادت میں اور فضیلت دیا گیا ہے اس پر اطاعت کے ساتھ اس شخص کے کہ حکم کیا اس کو اللہ نے اس کے ساتھ۔ اور میں اس جگہ سے کہتا ہوں کہ جس پر دو فرض ہوں پس ادا کرے ان کو تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف ایک فرض ہے پس اس کو اس شخص کی طرح ادا کیا کہ جس پر نماز اور زکوٰۃ واجب ہو پس وہ قائم ہو دونوں کے ساتھ تو وہ افضل ہے اس شخص سے جس پر صرف نماز فرض ہے۔ اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جس پر بہت سے فرض جمع ہوں اور ان میں کسی فرض کو ادا نہ کرے تو اس کا گناہ اس شخص سے زیادہ ہے کہ جس پر صرف بعض فرض واجب ہیں (انتہی ملخصاً) اور ظاہر یہ ہے کہ زیادہ فضیلت غلام کے لیے موصوف بالصفہ کے لیے اس چیز کے ہے کہ داخل ہوتی ہے اس پر مشقت غلامی سے نہیں تو پس اگر دو گنا ثواب بہ سبب اختلاف عمل کے ہوتا تو غلام اس کے ساتھ خاص نہ ہوتا۔ اور ابن متین نے کہا کہ ہر عمل کہ وہ کرتا ہے اس کو اس کے لیے دو گنا کیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کے دو گنا ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے اپنے مالک کے لیے زیادہ خیر خواہی کی اور اپنے رب کی عبادت میں احسان پس اس کے لیے دو واجبوں کا ثواب ہوگا اور ان دونوں پر زیادتی کا ثواب، اور ظاہر اس کے خلاف ہے اور اس نے اس کو بیان کیا تاکہ گمان کرنے والا گمان نہ کرے کہ اس کو عبادت پر ثواب نہیں۔ اور جو دعویٰ کیا اس نے کہ یہ ظاہر ہے نہیں منافی ہے اس کے جس کو نقل کیا ہے اس سے پہلے پس اگر کہا جائے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ غلاموں کا ثواب سرداروں سے زیادہ ہے تو اس کا کرمانی نے اس طرح جواب دیا ہے کہ اس میں کوئی ڈر نہیں یا ہوگا اس کا دو گنا ثواب اس جہت سے اور کبھی سردار کے لیے اور جہتیں ہوتی ہیں کہ مستحق ہوتا ہے ان کے ساتھ کئی گنا زیادہ ثواب کا غلام کی نسبت۔ یا مراد یہ ہے کہ جو غلام دونوں حق ادا کرے اس کو ترجیح ہے اس پر جو فقط ایک حق ادا کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ثواب کا دو گنا ہونا اس عمل کے ساتھ خاص ہے کہ اس میں اللہ کی اور مالک کی اطاعت متحد ہے پس ایک عمل کرتا ہے اور دو اعتبار سے اس پر دو ہر ثواب دیا جاتا ہے اور راہ عمل کہ اس کی جہت مختلف ہو پس نہیں اختصاص ہے اس کے لیے اس کے

ثواب کے دوگنا ہونے کے ساتھ اس کے غیر پر آزاد لوگوں میں سے واللہ اعلم یعنی اس میں سب لوگوں کو دوگنا ثواب ملتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس چیز پر بھی استدلال کیا گیا ہے کہ غلامی کی حالت میں غلام پر نہ جہاد ہے اور نہ ہی حج اگرچہ یہ اس سے صحیح ہے۔ (فتح)

۲۳۶۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر چیز ہے ایک کے لیے غلاموں میں سے کہ اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرے اور اپنے مالک کی خیر خواہی کرے۔

۲۳۶۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ مَا لِأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ غلام کے لیے بہتر ہے کہ وہ اس حال میں مرے کہ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو اور اس میں اشارہ ہے کہ عمل خاتموں کے ساتھ ہیں۔ (فتح)

اپنے آپ کو غلام پر بہت بڑا جانتا مکروہ ہے، اور یعنی مکروہ ہوتا اس قول کا کہ مالک کہے غلام میرا اور لونڈی میری یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیوں سے اور یعنی سورہ نحل میں فرمایا کہ غلام پر ایسا یعنی اور سورہ یوسف میں فرمایا کہ دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی لونڈیوں مسلمانوں سے یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو اپنے سردار کی طرف یعنی اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یاد کر مجھ کو اپنے رب کے پاس یعنی اپنے سردار کے پاس۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ وَقَوْلِهِ عَبْدِي أَوْ أُمَّتِي وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَانِكُمْ﴾ وَقَالَ ﴿عَبْدًا مَمْلُوكًا﴾ ﴿وَالْفِيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾ وَقَالَ ﴿مِنْ فَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا إِلَيَّ سَيِّدِكُمْ وَادْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ عِنْدَ سَيِّدِكَ وَمَنْ سَيِّدُكُمْ.

فائدہ: اور اس سے مراد حد سے بڑھ جانا ہے اور کراہت سے مراد کراہت تزیہی ہے (فتح) اور احتمال ہے کہ تطاول سے مراد رازدستی ہو خدمات شاقہ پر یہاں تک کہ اس سے اللہ کا حق بھی آسانی سے ادا نہ ہو سکے۔ (ت)

فائدہ: یعنی بغیر تحریم کے یعنی مالک کو یہ کہنا مکروہ ہے حرام نہیں اسی لیے شہادت کی اس نے جواز کے لیے اس آیت کے ساتھ اور نیکو کاروں کو اپنے غلاموں اور لونڈیوں سے اور اس کے غیر کے ساتھ آیتوں اور حدیثوں سے جو دلالت کرتی ہیں جائز ہونے پر۔ پھر ان کے بعد وہ حدیث لایا جو نبی پر دلالت کرتی ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ

جونہی اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ نہی تنزیہی ہے یہاں تک کہ اہل ظاہر بھی اس کے قائل ہیں مگر جو ذکر کریں گے اس کو ہم ابن بطلال سے رب کے لفظ میں۔ (فتح)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ جب آزاد کے لیے اپنے آقا کو سید کہنا درست ہے تو غلام کے لیے اپنے مالک کو آقا کہنا تو بطریق ادلیٰ درست ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ مخلوق کو سید کہنا منع ہے اور بعض اکابر علماء اس تطبیق کو لیتے تھے اور برا جانتے تھے کہ خطاب کیا جائے کسی کو ساتھ لفظ اپنے کے یا لکھنے اپنے کے ساتھ سید کے اور جب مخاطب متقی نے ہو تو یہ زیادہ تاکید والا ہے۔ (فتح)

۲۳۶۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی اچھی عبادت کرے تو اس کو دو ہر اٹو اب ہے۔

۲۳۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.

۲۳۶۵۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غلام کہ اپنے رب کی اچھی عبادت کرے اور ادا کرے طرف سردار اپنے کی جو اس پر ہے حق سے اور خیر خواہی سے اور کہانے سے تو اس کو دو ہر اٹو اب ہے۔

۲۳۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهُ أَجْرَانِ.

**فائدہ:** اور ان دونوں حدیثوں سے غرض یہ لفظ ہے کہ جب اپنے سید کی خیر خواہی کرے اور اپنے سید کی طرف اس کا حق ادا کرے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مالک کو سید کہنا درست ہے۔ (فتح)

۲۳۶۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کہے کوئی کہ اپنے رب کو کھانا کھلا اپنے رب کو وضو کر اپنے رب کو پانی پلا اور چاہیے کہ کہے سیدی و مولای یعنی میرا سردار اور میرا آقا اور نہ کہے کوئی عبدی و امتی یعنی بندہ میرا اور لونڈی میری اور چاہیے کہ کہے کہ جو ان مرد میرا اور جو ان عورت میری اور غلام میرا۔

۲۳۶۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَنِيبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعَمَ رَبِّكَ وَضِيَّ رَبِّكَ اسْقَى رَبِّكَ وَيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ

عَبْدِي أُمِّي وَلَيْقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَعَلَامِي.

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ منع ہے غلام کے لئے کہ وہ اپنے مالک کو کہے میرا رب اور اس طرح اس کے غیر کو یہ منع ہے پس نہ کہے کوئی کہ رب تیرا اور اسی طرح اس میں داخل ہے یہ کہ کہے اس کو سردار نفس اپنے سے پس تحقیق وہ کبھی کہتا ہے کہ اپنے رب کو پانی پلا پس ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھتا ہے بطور تعظیم کے اپنے نفس کے لیے اور سب اس کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبیت اللہ کے لئے ہے اس لیے کہ رب وہی مالک ہے اور شے کے ساتھ قائم ہے پس نہ پائی جائے گی اس کی حقیقت مگر اللہ کے لیے ہی۔ اور خطاب نے کہا کہ منع کا سبب یہ ہے کہ انسان پالا گیا ہے اور معبود ہے اللہ کا توحید کے اخلاص کے لیے اور اس کے ساتھ شرک کو ترک کرنے کے ساتھ۔ پس مکروہ ہے اس کی مشابہت کرنی اسم میں تاکہ شرک کے معنی میں داخل نہ ہو جائے اور اس میں غلام اور آزاد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اور رہی وہ چیز جس پر عبادت کرنا لازم نہیں باقی حیوانوں اور بے جان چیزوں کی طرح تو مکروہ نہیں ہے اس کا بولنا اس پر نسبت کرنے کے وقت جیسا کہ اللہ کا قول ہے کہ رب ہے گھر کا اور رب ہے کپڑے کا یعنی اس طرح کہنا درست ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو رب کہنا درست نہیں اٹھی۔ اور جو چیز کہ اللہ کے ساتھ خاص ہے رب کا بولنا بغیر نسبت کرنے کے پس جائز ہے اس کا بولنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے یوسف علیہ السلام کی حکایت کے طور پر اذ کفرنی عند ربک اور قول اس کا ارجعی الی ربک اور حضرت ﷺ کا قیامت کی نشانیوں کے بارے میں قول کہ ان تلد الامۃ وبتھا پس دلالت اس نے کہ نہیں محمول اس میں اطلاق پر اور احتمال ہے کہ نہی تنزیہ کے لیے ہو اور جو اس سے وارد ہوا ہے وہ جواز کے بیان کے لیے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مخصوص ہے غیر نبی ﷺ کے ساتھ یعنی نبی ﷺ کو اس طرح کہنا منع ہے۔ اور نہیں وارد ہوتا جو کچھ قرآن میں ہے یا مراد یہ ہے کہ اس کی کثرت نہ کرے اور اس لفظ کی عادت نہ بنالے اور یہ مراد نہیں ہے کہ کبھی کبھی ذکر کرنا بھی منع ہے اور یہ جو کہا کہ کہے سیدی و مولای اس سے معلوم ہوا کہ غلام کے لیے جائز ہے کہ اپنے مالک کو سیدی کہے۔ قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کہ نہیں کہ فرق کیا گیا ہے رب اور سید کے درمیان اس لیے کہ رب کا لفظ بالاتفاق اللہ کے ناموں میں سے ہے اور سید میں اختلاف ہے اور قرآن میں وارد نہیں ہوا کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے پس اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے نہیں تو فرق ظاہر ہے کوئی التباس نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے تو شہرت اور استعمال میں لفظ رب کی طرح نہیں ہے پس اس کے ساتھ ہی فرق حاصل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سید اللہ ہے اور خطاب نے کہا کہ اس کو مطلق تو اس لیے چھوڑا کہ مرجع سیادت کا زیارت کے معنی کی طرف ہے اس شخص پر جو اس کے ہاتھ کے نیچے ہے اور اس کی سیاست کی وجہ سے اور اس کی نیک تدبیر کی وجہ سے خاوند کا نام سید رکھا گیا ہے۔ اور رہا مولانا کا لفظ تو یہ کثیر التصرف ہے مختلف وجہوں میں ولی اور ناصر وغیرہ سے



لیکن نہیں کہا جاتا سید اور مولا مطلق بغیر نسبت کرنے کے اللہ تعالیٰ کی صفت میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مولا کا بولنا بھی بندے کے لیے جائز ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ نہ کہے کوئی میرا مولا اس لیے کہ تمہارا مولا اللہ ہے لیکن چاہیے کہ کہے سیدی سو مسلم نے کہا کہ اس میں اعمش راوی میں اختلاف ہے ان میں سے بعض نے اس زیادتی کو ذکر کیا ہے اور بعض نے ذکر نہیں کیا۔ عیاض نے کہا کہ اس کا حذف اصح ہے اور قرطبی نے کہا کہ مشہور حذف ہونا اس کا ہے کہ ہم نے ترجیح کی طرف اس لیے رجوع کیا ہے کہ دونوں میں تعارض ہے اور تطبیق ممکن نہیں ہے اور تاریخ معلوم نہیں اور اس زیادتی کا مقتضی یہ ہے کہ سید کا بولنا اہل ہے اطلاق مولا سے اور وہ خلاف ہے مشہور بات کا اس لیے کہ مولا کئی وجہوں پر بولا جاتا ہے بعض ان میں سے اسل ہیں اور بعض اعلیٰ اور سید نہیں بولا جاتا مگر اعلیٰ پر پس ہوگا اطلاق مولا کا اہل اور اقرب عدم کراہت کی طرف۔ اور احتمال یہ ہے کہ مراد نبی اطلاق سے ہو یعنی یہ لفظ مطلق بغیر اضافت کے بولنا منع ہے کما تقدم من کلام الخطابی اور تائید کرتی ہے اس کی کلام کی حدیث ابن ہشیر کی جو مذکور ہوئی اور مالک سے روایت ہے کہ کراہت خاص ہے ندا اور پکارنے کے ساتھ پس مکروہ ہے یہ کہ کہے یا سیدی اور غیر ندا میں مکروہ نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس میں موجود علت کی طرف اس لیے کہ حقیقی عبودیت کا تو صرف اللہ ہی حقدار ہے نیز اس لیے کہ اس میں تعظیم ہے کہ نہیں ہے لائق مخلوق کے اس کا استعمال کرنا اپنی جان کے لیے، خطابی نے کہا کہ ان تمام میں معنی اس بات کی طرف راجع ہیں کہ تکبر سے براءت اور اللہ کے لیے عاجزی کو لازم پکڑے اور یہی ہے جو پرورش پائے ہوئے کے لائق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ کہے میری جاریہ پس ارشاد کیا حضرت ﷺ نے اس چیز کی طرف جو بڑائی کے معنی کو سلامتی کے ساتھ ادا کرے اس لیے کہ لفظ فتی اور غلام کا نہیں دلالت کرتا ہے محض ملک پر عبد کی دلالت کی مانند پس تحقیق بہت ہے لفظ فتی کا استعمال آزاد میں اور اسی طرح غلام اور جاریہ بھی نودی نے کہا کہ نبی سے مراد وہ شخص ہے جو استعمال کرے اس کو بطور بڑائی کے نہ کہ وہ جو کہ تعریف کا ارادہ رکھتا ہوا تھی۔ اور اس کا محل وہ ہے جب کہ نہ حاصل ہو تعریف بدون اس کے بطور استعمال کے ادب کے لیے لفظ میں جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث۔ (فتح)

۲۳۶۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنا حصہ ساجھی کے غلام سے آزاد کرے اور آزاد کرنے والے کے پاس اس قدر مال ہو کہ اس کی باقی قیمت کو پہنچے تو قیمت کیا جائے غلام اس پر قیمت انصاف کی اور آزاد کیا جائے تمام غلام اس کے مال سے اگر اس کے پاس مال نہ ہو

۲۳۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ  
بْنُ حَارِثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَنْ أَعْتَقَ نَصِيْبًا لَهُ مِنَ الْعَبْدِ فَكَانَ  
فِيهِ الْمَالُ مَا يَبْلُغُ قِيَمَتَهُ يُقَوِّمُ عَلَيْهِ قِيَمَةَ

عَدْلٍ وَأُعْتِقَ مِنْ مَالِهِ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ. تو پس تحقیق آزاد ہوا اس سے جو کہ آزاد ہوا یعنی اور شریکوں کے حصے غلام رہیں گے۔

**فائدہ:** اور یہاں لفظ عبد کا اطلاق ہے اور مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ اس جہت سے ہے کہ اگر معق کی مالدار ہونے کی حالت میں تمام غلام کے آزاد ہونے کے ساتھ حکم نہ کیا جاتا تو البتہ وہ ہوتا اس کے ساتھ اپنے آپ کو اس پر بڑا جاننے والا۔ (فتح)

۲۳۶۸۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت اور زبردست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ حاکم ہے سب لوگوں پر تو ان سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم تو مرد اپنے گھر اور جو روپر حاکم ہے تو ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے ان کو نیک کام سکھایا اور برے کام سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اس نے ان کی خیر خواہی اور اس کے مال کی حفاظت کی یا نہیں، اسی طرح غلام بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کے مال کی حفاظت کی یا نہیں خبردار رہو پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

۲۳۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلكُمْ رَاعٍ لِمَسْئُولٍ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَلَا مِيرَ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ إِلَّا لِكُلكُمْ رَاعٍ وَكُلكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

**فائدہ:** اس حدیث سے غرض یہاں اس کا یہ قول ہے کہ غلام اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے پس اگر وہ اس کی خیر خواہی کرنے والا ہوگا اس کی خدمت میں ادا کرنے والا اس کے لیے امانت کو تو مناسب ہے یہ کہ مدد کرے اس کی

اور نہ بڑا جانے اپنے آپ کو اس پر۔ (فتح)

۲۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لونڈی حرام کاری کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر دوسری بار حرام کرے تو پھر بھی اس کو کوڑے مارو پھر اگر تیسری بار بھی حرام کرے تو تیسری بار یا چوتھی بار بھی اس کو کوڑے مارے پھر بیچ ڈالے اس کو اگرچہ

۲۳۶۹۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِذَا زَنَتْ

فَاجْلِدُوهَا نَمَّ إِذَا زَنْتَ فَاجْلِدُوهَا فِي بَابِ كِتَابِ رَسَى اس کی قیمت ملے۔

الثَّالِثَةُ أَوْ الرَّابِعَةَ بِيَعُوهَا وَلَوْ بِصَفِيرٍ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اس سے غرض اس جگہ امتہ کا ذکر ہے یعنی لوٹڑی کا اور یہ کہ اگر وہ نافرمانی کرے تو اس کو ادب سکھایا جائے اگر باز آئے تو فیہا ورنہ بیٹی جائے اور یہ سب مباحن ہے اس کے اس پر بڑے ہونے کے لیے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا آتَاهُ خَادِمُهُ بَطْعَامِهِ.

جب اس کے پاس اس کا خدمت گار کھانا لائے۔

فائدہ: یعنی تو چاہیے کہ اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے کے لیے بٹھالے۔ (فتح)

۲۳۷۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جب کسی کا خدمت گار اس کے پاس اس کا کھانا لائے یعنی تو چاہیے کہ اس کو کھانے کے لیے اپنے ساتھ بٹھائے اور اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھائے تو چاہیے کہ اس کو ایک یا دو لقمے دے دے اس لیے کہ خدمت گار کھانے سے ملا رہا ہے یعنی محنت سے اس کو پکایا ہے۔

۲۳۷۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بَطْعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنِوِلْهُ لِقْمَةً أَوْ لِقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيُّ عِلَاجِهِ.

فائدہ: اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھانا مباح ہے اور اس پر اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت ﷺ کا قول ابو ذر کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے کہ کھلاؤ ان کو اس چیز سے کہ تم کھاتے ہو و جو ب پر نہیں۔ (فتح)

غلام حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں یعنی لازم ہے اس کو حفاظت اس کی اور نہ عمل کرے مگر اس کی اجازت سے اور نسبت کی حضرت ﷺ نے مالک کی طرف آقا کی۔

بَابُ الْعَبْدِ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَنَسَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَالِ إِلَى السَّيِّدِ.

فائدہ: شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ جو غلام بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو اس کا مال مالک کے لیے ہے اور اس کی طرف اشارہ کتاب البیوع میں گذر چکا ہے۔ اور ابن بطال کی کلام اشارہ کرتی ہے اس طرف کہ یہ مستفاد ہے آپ کے اس قول سے الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ اس لیے کہ اس نے حدیث باب کی شرح میں کہا کہ اس حدیث میں اس شخص کی دلیل ہے جو کہتا ہے کہ بندہ مالک نہیں ہوتا اور ابن نمیر نے اس کا اس طرح تعاقب کیا ہے کہ اسے کیا اپنے آقا کے مال میں حاکم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مال نہ ہو پس اگر کہا جائے کہ اس کا اپنے آقا کے مال کی حفاظت کے ساتھ مشغول ہونا اس سے کہ سب احوال کو تمام پکڑتا ہے یعنی پس اس کی کبھی

فرصت نہیں ہوگی کہ اپنے لیے مال کمائے تو اس کا جواب یہ کہ مطلق عموم کا فائدہ نہیں دیتا خاص کر اس وقت کہ جب لایا جائے غیر قصد عموم کے لیے اور باب کی حدیث تو صرف لائی گئی ہے خیانت سے ڈرانے کے لیے اس کے مسئول اور محاسب ہونے کی وجہ سے پس نہیں ہے اس کے لیے تعلق اس کے ساتھ ہونے کے کہ مالک ہوتا ہے یا مالک نہیں ہوتا۔ (تح)

۲۳۷۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تم میں ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک شخص اپنی رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک کا حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور مرد اپنی جو رو بال بچوں میں حاکم ہے تو بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھی جائے گی اور خادم اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو حضرت ﷺ سے سنا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت میں پوچھا جائے گا پس ہر ایک شخص تم میں حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

۲۳۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ فَسَمِعْتُ هَؤُلَاءِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحْسِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

فائدہ: اور سوائے اس کے نہیں کہ قید لگائی عورت کی حکومت کی گھر کے ساتھ اس لیے کہ وہ نہیں پہنچتی ہے ماسوائے اس کے مگر خاص اجازت کے ساتھ اور اس کا پورا بیان کتاب الاحکام میں آئے گا۔ (تح)

بَابُ إِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ. جب غلام کو مارے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے۔

فائدہ: غلام کا ذکر قید نہیں بلکہ وہ جملہ افراد میں سے ہے جو داخل ہونے والے ہیں اس میں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا ہے غلام کے ذکر کے ساتھ کیونکہ اس جگہ بیان کا مقصد غلام کا حکم ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے ادب المفرد میں اس لفظ کے ساتھ کہ جب کوئی اپنے خادم

کو مارے۔ (فتح)

۲۳۷۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی لڑے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے۔

۲۳۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ فُلَانٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ.

**فائدہ:** قاتل مفاعلہ سے ہے مگر اس کے معنی قتل کے ہیں اور مفاعلہ اس جگہ اپنے معنی میں نہیں اور احتمال ہے کہ اپنے معنی میں ہوتا کہ شامل ہو اس چیز کو جو واقع ہوتی ہے نزدیک دفع کرنے حملہ کرنے والے کے مثلاً پس دفع کرنے والے کو بھی منع ہے کہ اس کے منہ کو مارے اور نہی میں ہر وہ شخص داخل ہوگا کہ مارے حد میں یا تعزیر میں یا تادیب میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے اس عورت کے قصے میں جس نے زنا کیا تھا پس حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا اور فرمایا کہ اس کے منہ کو بچاؤ اور جب کہ ہو ایہ حال اس شخص کے حق میں جس کا ہلاک کرنا متعین ہے تو جو اس سے کم ہو وہ بطریق اولیٰ ہے۔ نووی نے کہا کہ علماء نے کہا کہ منہ پر مارنے سے اس لیے منع ہے کہ وہ جامع ہے سب خوبیوں کو اور اکثر ادراک ہوتا ہے اس کے اعضاء کے ساتھ پس خوف ہے کہ مارنے سے اس کے اعضاء باطل ہو جائیں گے یا عیب دار ہو جائیں کل یا بعض اور عیب ان میں فاحش ہے ان کے ظاہر ہونے کی وجہ سے بلکہ نہیں سلامت رہتا جب کہ مارے اس کو اکثر اوقات عیب سے اور تعلیل مذکور خوب ہے لیکن مسلم میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر اور اس میں اختلاف ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ مِیْن صُوْرَتِهٖ کس ضمیر کس طرف لوتی ہے۔ پس اکثر کہتے ہیں کہ جس کو مار پڑے اس کی طرف لوتی ہے اس لیے کہ گذر چکا ہے امر سے تعظیم کرنے منہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف لوتی ہے اس لیے کہ بعض طریقوں میں آچکا ہے کہ فَاِنَّ صُوْرَةَ الْاِنْسَانِ عَلٰی صُوْرَةِ وَجْهِ الرَّحْمٰنِ۔ پس متعلق ہوا جاری کرنا اس کا بیچ اس کے اس چیز پر جو اہل سنت کے درمیان مقرر ہو چکا ہے اس کے گزارنے سے جس طرح کہ وارد ہوا یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لا کر بغیر اعتقاد تشبیہ کے یا تاویل کرنے کے اس پر کہ لائق ہے ساتھ رحمن جل جلالہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ

اس کی ضمیر آدم ﷺ کی طرف لوٹتی ہے یعنی اس کی صفت پر یعنی پیدا کیا اس کو اس حال میں کہ موصوف تھا ساتھ علم کے کہ فضیلت دیا گیا ہے اس کے ساتھ حیوانوں میں سے۔ اور یہ بھی متحمل ہے اور ابن قتیبہ نے غلطی کی پس جاری کیا حدیث کو اپنے ظاہر پر کہ صورت نہ مانند صورتوں کی اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے میرے باپ کو کہا کہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا یعنی آدمی کی صورت پر تو امام احمد نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے یہ جہمیہ کا قول ہے۔ اور یہ نبی تحریم کے لیے ہے یعنی منہ پر مارنا حرام ہے اور تائید کرتی ہے اس کی سوید رضی اللہ عنہ صحابی کی حدیث کہ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا تو سوید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نہیں جانتا کہ صورت تعظیم کے لائق ہے؟۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب المکاتبة کے بیان میں

**فائدہ:** مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں کہ جس کو مالک کہے کہ تو جب اس قدر روپیہ ادا کرے گا تو تو آزاد ہے اور مکاتب وہ شخص ہے کہ واقع ہو اس کے لیے کتابت۔ اور رویانی نے کہا کہ کتابت اسلام میں جاری ہوئی جاہلیت میں کوئی اسے نہ جانتا تھا اور اس کے غیر کی کلام اس سے انکار کرتی ہے اور اس کے قبیل سے ابن متین کا قول کہ کتابت اسلام سے پہلے معروف تھی پس برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ کہتے ہیں کہ بریرہ اول مکاتبہ ہے اسلام میں اور کفر کی حالت میں مدینے میں مکاتبت کرتے تھے۔ اور کتابت کی تعریف میں اختلاف ہے اور بہت عمدہ تعریف یہ ہے کہ وہ معلق کرنا آزادی کا ہے صفت کے ساتھ مخصوص معاوضہ پر اور کتابت خارج ہے قیاس سے اس شخص کے نزدیک جو کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا اور وہ لازم ہے مالک کی طرف سے یعنی مالک اس میں رجوع نہیں کر سکتا مگر یہ کہ غلام بدلہ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو اور جائز ہے بنا بر راجح قول کے علماء کے اقوال سے اس کے بارے میں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس کی قسطوں کے اور ہر سال میں ایک قسط ہو۔ یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ جو لوگ کہ چاہتے ہیں کتابت کو تمہارے لونڈی غلاموں میں سے پس مکاتبت کرو ان سے اگر جانو تم ان میں بہتری اور دو ان کو اس مال سے جو تم کو اللہ نے دیا۔ یعنی روح نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ جب میں غلام کے پاس مال جانوں تو کیا میں اس سے مکاتبت کروں تو اس نے کہا کہ میں اس کو نہیں دیکھتا مگر واجب۔ یعنی عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے عطا سے کہا کہ کیا تو اس وجوب کو کسی سے روایت کرتا ہے اس نے کہا نہیں پھر اس نے مجھ کو خبر دی کہ بے شک موسیٰ بن انس نے خبر دی اس کو کہ سیرین

بَابُ الْمَكَاتِبِ وَنُجُومِهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ وَقَوْلُهُ «وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَأَتَوْهُمْ مِنْ مَّالٍ اللَّهُ الَّذِي آتَاكُمْ». وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَوَّجِبُ عَلَيَّ إِذَا عَلِمْتُ لَهُ مَالًا أَنْ أَكَاتِبَهُ قَالَ مَا أَرَاهُ إِلَّا وَاجِبًا وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ تَأْتِرُهُ عَنْ أَحَدٍ قَالَ لَا تَمَّ أَحَبَّرَنِي أَنَّ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سِيرِينَ سَأَلَ أَنَسًا الْمَكَاتِبَةَ وَكَانَ كَثِيرَ الْمَالِ فَأَبَى فَاَنْطَلَقَ إِلَى عَمْرٍ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ كَاتِبُهُ فَأَبَى فَضَرَبَهُ  
بِالِدِرَّةِ وَيَتْلُو عُمَرُ ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ  
عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ فَكَاتِبَهُ.

نے انس سے مکاتبت طلب کی یعنی چاہا کہ اس کو مکاتب  
کردے اور سیرین بہت مالدار تھا تو انس نے نہ مانا تو عمر  
فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا یعنی اس کی شکایت کی تو عمر رضی اللہ  
نے کہا کہ اس کو مکاتب کر تو بھی اس نے نہ مانا تو عمر رضی اللہ  
نے انس کو درے سے مارا اس حال میں کہ یہ آیت  
پڑھتے تھے پس مکاتب کرو ان کو اگر جانو تم ان میں  
بہتری۔

**فائدہ:** اور قسط کتابت وہ ایک قدر معین ہے جس کو مکاتب معین وقت میں ادا کرے اور اس کی اصل یہ ہے کہ عرب  
لوگ اپنے معاملات کی بناء کرتے تھے ستاروں کے چڑھنے پر اس لیے کہ وہ حساب نہ جانتے تھے پس ان میں سے  
ایک کہتا تھا کہ جب فلانا ستارہ چڑھے گا تو میں تیرا حق ادا کر دوں گا پھر وقتوں کا نام نجوم رکھا گیا پھر جو اپنے وقت پر  
ادا کیا جائے اس کا نام نجوم رکھا گیا یعنی قسط۔ اور پچھانا گیا ترجمہ سے کتابت میں مہلت کا شرط ہونا اور یہ قول شافعی کا  
ہے وقوف کی وجہ سے نام رکھنے کے ساتھ اس کے بنا بر اس کے کہ کتابت متفق ہے ضم سے اور وہ جوڑنا ہے بعض  
قسطوں کا بعض کی طرف اور ادنیٰ درجہ اس چیز کا کہ حاصل ہو اس کے ساتھ ضم دو قسطیں ہیں اور بایں طور کہ ممکن تر ہے  
ادار قدرت کی تحصیل کے لیے۔ اور مالکیہ اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ کتابت عالی یعنی بدل کتابت بالفعل لے لینا بھی  
جائز ہے اور اس کو بعض شافعیہ نے اختیار کیا ہے رویانی کی طرح۔ اور ابن متین نے کہا کہ مالک کی اس میں کوئی نص  
نہیں لیکن اس کے محقق اصحاب نے تشبیہ دی اس کو اس کی جان سے غلام بیچنے کے ساتھ اور مالک کے بعض اصحاب  
نے اختیار کیا ہے دو قسطوں سے کم نہ ہونا شافعی کے قول کی مانند۔ اور طحاوی وغیرہ نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ  
مہلت تو ٹھہرائی گئی ہے نرمی کرنے کے لیے مکاتبت کے ساتھ نہ کہ مالک کے ساتھ پس جب غلام اس پر قادر ہو یعنی  
کل بدل کتابت بالفعل ادا کر سکے تو منع کیا جائے اس سے اور یہ قول لیث کا ہے بایں طور کہ سلمان نے مکاتبت کی  
حضرت ﷺ کے امر کے ساتھ اور مہلت کو ذکر نہیں کیا اور اس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور بایں طور کہ عاجز ہونا  
غلام کا قدر حال سے نہیں منع کرتا کتابت کی صحت کو مجلس میں بیع کرنے کی طرح مانند اس کے جو خریدے وہ چیز کہ  
ایک درہم کے مساوی ہو ساتھ اس درہم کے بالفعل اور وہ نہیں قادر ہے اس وقت مگر ایک درہم کا تو جاری ہوگی بیع  
باوجود عاجز ہونے اس کے سے اکثر مول سے اور بایں طور کہ جائز رکھا ہے شافعیہ نے مسلم حال کو اور نہیں کھڑے  
ہوئے نام رکھنے کے ساتھ اس کے باوجود کہ وہ مشعر ہے مہلت کے ساتھ۔ اور ہا مصنف کا قول کہ ہر سال میں ایک  
قسط ہے تو اس کو خبر کی صورت سے لیا ہے جو اس میں وارد ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں جیسا کہ اس کی تصریح آئے گی



اور مصنف یعنی بخاری کی یہ مراد نہیں کہ یہ اس میں شرط ہے اس لیے کہ علما کا اتفاق ہے اس پر کہ اگر مہینوں کے ساتھ قسطیں واقع ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** حاصل یہ ہے کہ ابن جریج نے عطاء سے نقل کیا ہے تردد کے وجوب میں اور عمرو بن دینار سے ساتھ اس کے جزم اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن سیرین نے کہا کہ انس نے میرے باپ سے کتابت کی چالیس ہزار درہم پر اور ایک روایت میں ہے کہ عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے کہا کہ یہ مکاتیب انس کی ہے نزدیک ہمارے لہذا کتابت انس علامہ سیرین الخ۔ یعنی یہ وہ چیز ہے کہ کتابت کی انس نے اپنے غلام سیرین سے اتنے اتنے ہزار پر اور دو غلاموں پر کہ اس کے برابر کام کریں اور عمر کے فعل کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ وہ کتابت کو واجب جانتے تھے جب کہ سوال کرے اس سے اس لیے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے انس کو اسی کے باز رہنے پر مارا تو اس نے اس پر دلالت کی اور یہ اس سے لازم نہیں آتا اس لیے کہ احتمال ہے کہ ادب دیا ہو اس کو اس نے مستحب موکد ترک کرنے پر اور اسی طرح وہ چیز جو روایت کی ہے عبد الرزاق نے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر قرآن کی آیت نہ ہوتی تو میں کتابت نہ کرتا پھر بھی دلالت نہیں کرتا کہ وجوب دیکھتے تھے اور ابن حزم نے اس کے وجوب کو مسروق سے اور ضحاک سے اور قرطبی نے کہا کہ عکرمہ سے بھی یہی روایت آئی ہے اور اسحاق بن راہویہ سے روایت ہے کہ جب غلام طلب کرے تو اس کی مکاتیب واجب ہے لیکن حاکم مالک کو اس پر جبر نہ کرے۔ اور شافعی کا ایک قول وجوب ہے اور یہی قول ہے ظاہریہ کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابن جریر نے۔ ابن قسار نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تو انس کو درے بطور خیر خواہی کے مارے تھے اور کتابت لازم ہوتی تو انس انکار نہ کرتے اور سوائے اس کے نہیں کہ اس کی افضل کی طرف ہدایت کی۔ اور قرطبی نے کہا کہ جب ثابت ہوا کہ غلام کی گردن اور اس کی کمائی مالک کی ملک ہے تو معلوم ہوا کہ کتابت واجب نہیں اس لیے کہ اس کا قول کہ میری کمائی لے اور مجھ کو آزاد کر دے بجائے اس قول کے ہے کہ مجھ کو مفت آزاد کر دے اور یہ بالاتفاق واجب نہیں اور محل وجوب کا اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یہ ہے کہ غلام اس پر قادر ہو اور مالک اس قدر کے ساتھ راضی ہو کہ اس کے ساتھ کتابت واقع ہوئی ہے۔ اور ابو سعید اصطخری نے کہا اس جگہ امر سے وجوب کو پھیرنے والا قرینہ شرط ہے اس آیت میں کہ اگر تم جانوان میں بہتری اس لیے کہ سپرد کیا اجتہاد کو اس میں مالک کی طرف۔ اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ جب اس کو آزاد کرنا مناسب معلوم نہ ہو تو اس پر جبر نہ کیا جائے پس دلالت کی اس نے کہ یہ واجب نہیں ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ کتابت دھوکے اور فریب کی گرہ ہے اور اصل یہ تھا کہ جائز نہ ہوتی تو جب اس کی اجازت ہوئی تو ہوگا امر منع کے بعد اور امر منع کے بعد اباحت کے لیے ہے اور **اگر نہیں وارد ہوتا اس پر اس کا مستحب ہونا اس لیے کہ اس کا استحباب دوسری دلیلوں سے ثابت ہوا ہے۔** (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا سَعَى رَوَيْتَ هِيَ بِرَبِّهَا آتَى اس حال میں کہ

وہ مدد چاہتی تھی اس سے اپنی کتابت میں اور اس پر پانچ اوقیہ تھے جو بانٹی گئی تھی پانچ سالوں پر یعنی ہر سال میں ایک اوقیہ ادا کیا جائے گا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ اس نے اس کو آزاد کرنے میں رغبت کی تھی پہلے بتلاتوں کہ اگر میں تیرے مالکوں کو سب اوقیہ ایک بار گن دوں یعنی کل کتابت یک مشت دے دوں تو کیا تیرے مالک تجھ کو بیچیں گے؟ پس میں تجھ کو آزاد کروں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو بریرہ اپنے مالکوں کی طرف گئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا کلام ان کے پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہو حق آزادی کا ہمارے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آئی اور میں نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو صرف اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ فرمایا پس کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں یعنی نامشروع ہیں جو ایسی شرط کرے جو کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ باطل ہے شرط اللہ کی لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور مضبوط تر ہے اس میں کوئی خلل نہیں۔

شَهَابٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ بَرِيرَةَ دَخَلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِينُهَا فِي كِتَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خُمْسَةُ أَوَاقٍ نَجَمَتْ عَلَيْهَا فِي خُمْسِ سِنِينَ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنِفَسْتُ فِيهَا أَرَأَيْتِ إِنْ عَدَدْتُ لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً أَيْبِعُكَ أَهْلُكَ فَأُعْتِقَكَ فَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا الْوَلَاءُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ رَجَالٍ يَشْتَرُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ شَرْطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْلَى.

فائدہ: اور وہ شرط یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام کو مکاتب کرنا درست ہے اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے اور یہ کہ کتابت میں دوسرے سے مدد لینی بھی ٹھیک ہے اور یہ کہ بدل

کتابت کے قسطیں کرنی درست ہیں۔ (ق ت)

بابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتِبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ظاہر ہے مکاتب کی شرطوں سے اور جو شرط کرے کتاب اللہ میں نہ ہو یعنی

اللَّهُ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.  
اس باب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

**فائدہ:** امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں دو حکم بیان کیے ہیں اور گویا کہ پہلے کی دوسرے کے ساتھ تفسیر کی اور یہ کہ ضابطہ جواز کا یہ ہے کہ جو کتاب اللہ میں ہو اور شرط میں آئے گا مراد ساتھ اس چیز کے کہ نہیں کتاب اللہ میں وہ چیز کہ کتاب اللہ کی مخالف ہو۔ ابن بطلان نے کہا کہ کتاب اللہ سے یہاں مراد اس کا حکم ہے اس کی کتاب سے یا اس کے رسول کی سنت سے یا اجماع امت سے اور ابن خزیمہ نے کہا کہ لیس فی کتاب اللہ یعنی نہیں اللہ کے حکم میں اس کا جواز یا اس کا وجوب یہ معنی کہ ہر وہ شخص کہ شرط کرے کہ کتاب اللہ اس کے ساتھ ناطق نہ ہو تو وہ باطل ہے اس لیے کہ کبھی شرط کیا جاتا ہے بیچ میں کفیل پس نہیں باطل ہوتی شرط اور بے شک قیمت میں کئی شرطیں کی جاتی ہیں اس کے اوصاف سے یا سطوں سے اور مانند اس کی پس نہیں شرط باطل ہے اور نووی نے کہا کہ علما نے کہا کہ بیچ میں شرط کئی قسم کی ہوتی ہے ایک وہ ہے کہ تقاضہ کرے اس کا اطلاق عقد کا مانند شرط سپرد کرنے اس کے کی دوسری یہ شرط ہے کہ اس میں مصلحت ہو مانند رہن کی اور یہ دونوں شرطیں بالاتفاق جائز ہیں تیسری شرط آزاد کرنے کی شرط ہے غلام میں یعنی شرط کرنی کہ میں اس شرط سے غلام بیچتا ہوں کہ تو اس کو آزاد کر دے تو یہ جائز ہے جمہور کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی وجہ سے۔ اور چوتھی وہ شرط کہ مقتضی عقد پر زیادہ ہو اور اس میں مشتری کے لیے مصلحت نہ ہو مانند مفعت کے استثنا کرنے کے پس وہ باطل ہے۔ اور قرطبی نے کہا کہ لیس فی کتاب اللہ کے معنی ہیں کہ نہیں ہے مشروع کتاب اللہ میں نہ بطور اصل کے نہ بطور تفصیل کے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ بعض احکام ایسے ہیں کہ اس کی تفصیل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے وضو کی مانند اور بعض ایسے ہیں کہ ان کی اصل کتاب اللہ سے لی جاتی ہے بغیر تفصیل کے نماز کی طرح اور بعض ایسے ہیں کہ ان کا اصل ٹھہرایا گیا ہے مانند دلالت کتاب کی سنت اور اجماع کے اصل ہونے پر اور اسی طرح قیاس صحیح پس ہر وہ چیز کہ قیاس کیا جائے ان اصولوں سے بطور تفصیل کے تو وہ ماخوذ ہے کتاب اللہ سے بطور اصل کے۔ (فتح)

**فائدہ:** گویا کہ یہ اشارہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف جو آئندہ باب میں آئے گی اور تحقیق گذر چکی ہے پہلے لفظ اشتراط کے ساتھ بیچ باب بیع و شرا کے عورتوں کے ساتھ۔ (فتح)

۲۲۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُهَا لِي كِتَابَيْهَا وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَيْهَا  
۲۳۷۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی کتابت میں اور اس نے اپنی کتابت میں سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اپنے مالکوں کی طرف پلٹ جا پس اگر وہ

چاہیں کہ میں تیری طرف سے بدل کتابت ادا کروں اور تیری آزادی کا حق میرے واسطے ہو تو میں اس کو کروں سو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے کہ تجھ پر احسان کرے یعنی ثواب کی نیت خرید کر آزاد کرے تو چاہیے کہ کرے اور حق آزادی تیری کا ہمارے لیے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا ایسی شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط اس کے لیے نہیں اگرچہ سو شرط کرے اللہ کی شرط لائق تر اور مضبوط تر ہے۔

سَيِّئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِي إِلَىٰ أَهْلِكَ فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ عَنْكَ كِتَابَتِكَ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ بِرَبِيرَةَ لِأَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكَ فَلتَفْعَلْ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لَنَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِي فَأَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ أَنْاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرَطَ اللَّهُ أَحَقَّ وَأَوْثَقَ.

فائدہ: اور سو شرط کا کہنا تعقید کے لیے نہیں بلکہ مراد اس سے تعدد ہے یعنی شرطیں غیر مشروطہ باطل ہیں اگرچہ بہت ہوں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ شرط مشروطہ صحیح ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مشتری کو مکاتب کے حق میں دلا کی شرط کرنی درست ہے۔ (فتح)

۲۳۷۴۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارادہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہ خریدے ایک لونڈی کو تا کہ آزاد کرے اس کو تو اس کے مالکوں نے کہا ہم اس شرط پر بیچتے ہیں کہ اس کی آزادی کا حق ہمارے لیے ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں روکتا تجھ کو یہ شرط کرنا ان کا پس ولا تو اسی کا ہے جن سے آزاد کیا۔

۲۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً لِتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا عَلِيٌّ أَنْ وَلَائِهَا لَنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْتَعِكِ ذَلِكَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

مدد یعنی مکاتب کی اور مدد لینا اس کا لوگوں سے۔

بَابُ اسْتِعَانَةِ الْمَكَاتِبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ.

**فائدہ:** یہ عام کا خاص پر عطف ہے اس لیے کہ استعانت واقع ہوتی ہے سوال کے ساتھ اور بغیر اس کے۔ اور شاید کہ یہ جائز ہونے کی طرف اشارہ ہے اس کے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے برقرار رکھا بریرہ رضی اللہ عنہا کو اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے پر اپنی کتابت میں اعانت کرنے کے لیے۔ اور ایک روایت میں آیت ﴿إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا﴾ کی تفسیر میں آیا ہے یعنی کسب اور پیشہ کو نہ چھوڑو ان کو بوجہ لوگوں پر پس یہ حدیث مرسل ہے اور معطل ہے پس نہیں حجت اس میں اس کے منع ہونے پر۔ (فتح)

۲۳۷۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا لونڈی آئی تو اس نے کہا میں نو اوقیوں پر کتابت کی ہے ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو تو میری مدد کر تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں کہ میں ان کو ایک بار سب اوقیہ گن دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں تو میں یہ کام کروں اور تیرا اولاد میرے لیے ہوگا سو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی تو انہوں نے اس کا اس پر انکار کیا یعنی نہ مانا تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے یہ بات ان کے پیش کی تھی تو انہوں نے نہ مانا مگر یہ کہ ولا ان کے لیے ہو سو یہ بات حضرت ﷺ نے سنی اور مجھ سے پوچھا سو میں نے آپ کو خبر دی یعنی اس گفتگو سے تو فرمایا کہ اس کو لے کر آزاد کر دے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا پھر حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوة کے بعد پس کیا حال ہے ان لوگوں کا تم میں سے کہ ایک ان کا کہتا ہے کہ آزاد کر دے اے فلاں اور حق آزادی کا میرے لیے ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

۲۳۷۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنَّا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةَ فَقَالَتْ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوْاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَوْقِيَةً فَأَعْيَبَنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكَ أَنْ أَعْذَهَا لَهُمْ عِدَّةٌ وَاحِدَةٌ وَأُعْتِقَكَ فَعَلْتُ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِي لِي لَهُمُ الْوَلَاءُ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَآتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَالْتَمَأَ شَرِطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرِطٍ فَقَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرِطُ اللَّهِ أَوْثَقُ مَا بَالَ رِجَالٍ

مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَعْتَقَ يَا فَلَانُ وَلِيَّ  
الْوَلَاءِ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

**فائدہ:** اور یہاں ایک اشکال اور شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت ﷺ نے باطل شرط کا کیوں اذن کیا؟ سو علمائے اس میں اختلاف کیا ہے سوان میں سے بعض نے تو انکار کیا ہے اس سے کہ حدیث کا لفظ صحیح نہیں پس روایت کی خطاب نے معالم میں صحیحی بن اشم سے کہ اس نے اس سے انکار کیا ہے اور شافعی سے ام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ہشام کی روایت جس میں شرط کا ذکر ہے ضعیف ہے اس لیے کہ وہ منفرد ہوا ہے اس کے ساتھ اور مصاحبوں باپ اپنے کے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ ہشام ثقہ ہے اور حافظ ہے اور حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا گیا ہے پس نہیں ہے کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی۔ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے اس کی توجیہ میں پس گمان کیا طحاوی نے کہ تحقیق مزنی نے حدیث بیان کی ہے اس کی شافعی سے ساتھ لفظ اشترطی کے بغیرت کے پھر اس کی یہ توجیہ کی کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر کر ان کے لیے حکم ولا کا اور اشراط کا معنی ظاہر کرنے کے ہیں اور اس کے غیر نے اس روایت سے انکار کیا ہے اور جو چیز کہ مختصر مزنی اور ام وغیرہ میں شافعی وغیرہ سے جمہور کی روایت کی مانند ہے یعنی واشترطت کے ساتھ اور نیز طحاوی نے حکایت کی ہے تاویل اس روایت کی جوت کے ساتھ ہے کہ لام بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی لہم ساتھ معنی علی کے ہے۔ نووی نے کہا تاویل لام کی ساتھ معنی علی کے ضعیف ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے انکار کیا۔ اور لام اگر علی کے معنی میں ہوتا تو انکار نہ کرتے اور لوگ کہتے ہیں کہ امر بیچ قول حضرت ﷺ کے واشترطی اباحت کے لیے ہے اور وہ بطور تنبیہ کے ہے اس بات پر کہ یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا پس اس کا وجود اور عدم برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرط کر یا نہ کر پس یہ ان کو فائدہ نہیں دیتا اور ایمن کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ خرید اس کو اور چھوڑ ان کو کہ جو شرط چاہیں لگائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو بتا دیا تھا کہ بائع کا ولا کی شرط کرنا باطل ہے اور یہ بات مشہور تھی یہاں تک کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالک بھی اس کو جانتے تھے سو جب انہوں نے شرط کرنے کا ارادہ کیا باوجود کہ ان کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ شرط باطل ہے تو مطلق چھوڑا امر کو اس حال میں کہ مراد آپ کی تہدید تھی حال کی عاقبت پر مانند اس آیت کی ﴿وَقُلْ أَعْمَلُوا فِيسِرَى اللّٰهِ عَمَلِكُمْ﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں امر وعید کے معنی میں ہے کہ ظاہر اس کا امر ہے اور باطن اس کا نہی ہے مانند اس آیت کی ﴿أَعْمَلُوا مَا هُمْتُمْ﴾ اور بعض لوگوں نے کچھ اور تاویلیں کیں ہیں لیکن کوئی تاویل ان میں سے ٹھیک نہیں۔ اور نووی نے کہا کہ یہ حکم عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی تاویل ٹھیک نہیں اس لیے کہ تخصیص دلیل کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ اور خطاب نے کہا کہ جب کہ تھا ولا مانند لحمہ نسب کی اور جب انسان کے لیے لڑکا پیدا ہوتا تو اس کا نسب اس سے ثابت ہوتا ہے اور اس کا نسب اس سے ثابت منتقل نہیں ہوتا اگرچہ اس کے غیر کی طرف منسوب ہو پس اسی طرح جب کوئی غلام

آزاد کرے تو اس کا ولا اس کے لیے ثابت ہوتا ہے اور اگر وہ اس سے ولا نقل کرنا چاہے یا ولا نقل کرنے کی اجازت دے تو آزادی کا حق منتقل نہیں ہوتا پس ان کی ولا کی شرط کرنے کا اعتبار نہ کیا جائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شرط کر اور چھوڑ دے ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں مانند اس کی اس لیے کہ یہ نہیں قادح ہے عقد میں بلکہ جگہ لغوکلام کے ہے اور تاخیر کیا خبر دینے ان کے کو ساتھ اس کے تاکہ رد اور ابطال ہو اس کا قول مشہور کہ خطبہ کیا جائے ساتھ اس کے منبر پر ظاہر اس لیے کہ وہ بلیغ تر ہے انکار میں اور موکد تر ہے تعبیر سے اور پھر تا ہے اس کی طرف کہ امر اس میں اباحت کا ہے کما تقدم۔ اور یہ جو کہا کہ اللہ کا حکم لائق تر ہے یعنی ساتھ اتباع کے شرطوں مخالفہ کے اس کے لیے اور اللہ کی شرط مضبوط تر ہے یعنی اس کی حدود کی اتباع کے ساتھ کہ جن کو معین کیا۔ اور نہیں ہے مفاعلہ اپنی حقیقت پر اس لیے کہ نہیں ہے مشارکت حق اور باطل کے درمیان۔ اور یہ جو کہا کہ انما اللوالب من اعحق تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انما کا کلمہ حصر کے لیے ہے اور وہ مذکور کے لیے حکم کا ثابت کرنا ہے اور اس کی نفی کرنا ہے اور اگر یہ حصر نہ ہوتا تو لازم آتا اثبات ولا سے آزاد کرنے والے کے لیے نفی اس کی غیر اس کے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے مفہوم کے ساتھ اس پر کہ نہیں ولا اس کے لیے جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے یا اس کے اور اس کے درمیان قسم واقع ہو برخلاف حنفیہ کے اور نہ کہ اٹھانے والے کے لیے برخلاف احنق کے اور اس کا مفصل بیان کتاب الفرائض میں آئے گا انشاء اللہ۔ اور اس کے منطوق سے ولا کا اثبات سمجھا جاتا ہے اس کے لیے جو آزاد کرے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ اس کا ولا مسلمانوں کے لیے ہوتا ہے اور داخل ہوتا ہے آزاد کرنے والے میں آزاد کرنا مسلمان کا مسلمان کو اور کافر کو اور بالعکس ثابت ہوتا ہے ولا کا معنی کے لیے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو گذر چکے ہیں اور سوائے اس کے جو نکاح میں آئیں گے جائز ہونا لوٹھی کی کتابت کا غلام کی طرح اور جواز کتابت لوٹھی منکوحہ کا اگرچہ خاوند اس کو اجازت نہ دے اور یہ کہ نہیں ہے خاوند کے لیے منع کرنا اس کا کتابت سے اگرچہ پہنچا دے وہ کتابت اس کو جدائی کی طرف جیسا کہ نہیں ہے نکاح کرنے والے غلام کے لیے منع کرنا مالک کا آزاد کرنے لوٹھی کے سے جو اس کے نیچے ہے اگرچہ یہ اس کے نکاح کے باطل ہونے کی طرف پہنچا دے۔ اور لوٹھی کے قدرت دینے سے استنباط کیا جاتا ہے مال کتابت میں سستی سے یہ کہ نہیں واجب ہے لوٹھی پر اس کی خدمت اور یہ کہ جائز ہے سعی مکاتبہ کی اور اس کا سوال کرنا اور اس کا کمانا اور قدرت دینا مالک کا اس کے لیے اس سے۔ اور نہیں پوشیدہ ہے مکمل جواز کا اس وقت ہے جب کہ پہچانی جائے اس کے کسب کے حلال ہونے کی جہت۔ اور اس حدیث میں بیان ہے ساتھ اس کے جو نہی وارد ہوئی ہے کسب لوٹھی سے وہ محمول ہے اس پر جو نہ پہچانے وجہ اس کے کسب کی یا محمول ہے غیر مکاتبہ پر۔ اور اس میں یہ ہے کہ جائز ہے مکاتبہ کے لیے کہ وہ سوال کرے کتابت کے وقت سے اور نہیں ہے شرط اس میں اس کا عاجز ہونا برخلاف اس کے جو اس کو شرط کہتا ہے اور اس میں محتاج کے لیے سوال کا جائز ہونا

ہے اس کے دین یا ڈانڈ کی طرف یا اس کی مانند سے۔ اور اس میں یہ ہے کہ نہیں ہے ساتھ تعیل مال کتابت کی۔ اور اس میں جواز ہے نرخ کرنے کا بیع میں اور تشدید صاحب اسباب کی بیع اس کے اور یہ کہ عورت ہو شیار تصرف کرے بیع وغیرہ میں اپنے نفس کے لیے اگرچہ وہ منکوحہ ہو برخلاف اس کے جو اس سے انکار کرتا ہے اور یہ کہ جو اپنے نفس سے تصرف کرے پس جائز ہے اس کو یہ کہ کھڑا کرے اپنے غیر کو اپنی جگہ میں اور یہ جب غلام کو اجازت دے مالک تجارت میں تو اس کا تصرف جائز ہے۔ اور اس حدیث میں جواز ہے آواز کے بلند کرنے کا منکر چیز کو دیکھ کر اور یہ کہ نہیں ڈر ہے اس شخص کے لیے جو ارادہ کرے یہ کہ خریدے آزاد کرنے کے لیے یہ کہ ظاہر کرے اس کو گردن کے مالکوں کے لیے تاکہ اس کے لیے قیمت میں نرمی کریں اور یہ یا میں شمار نہیں ہوتا۔ اور اس میں انکار کرنا ہے قول کا جو شرع کے موافق نہ ہو اور رسول کا اس میں ڈانٹنا اور اس میں یہ ہے کہ جب کوئی چیز نقد سے ادھار بیگی جائے اور جائز ہے مرد کے لیے یہ کہ ادا کیا جائے اس سے قرض اس کا رضا کے ساتھ اور اس میں ادھار کے ساتھ کاروبار جائز ہونا ہے اور یہ کہ جب مکاتب اپنی بعض کتابت جلدی کرے اور اس کا مالک باقی کے معاف کرنے سے باز رہے تو مالک کو اس پر مجبور نہ کیا جائے اور جواز کتابت کا بقدر قیمت غلام کے اور کم کے اس سے اور زیادہ کے اس لیے کہ نقد اور ادھار مول کے درمیان فرق ہے اور باوجود اس کے پس بذل کیا عانتہ چھٹانے موصل کو تاخیر یعنی جس مول کے اد کرنے میں مہلت مقرر تھی اس کو بالفعل ادا کیا پس دلالت کی اس نے کہ تحقیق قیمت اس کی تھی مہلت کی اکثر اس چیز سے کہ کتابت کی گئی اس کے ساتھ اور اس کے مالکوں نے اس کو اس کے ساتھ بیچا تھا۔ اور اس میں یہ ہے کہ آیت میں خیر سے مراد انْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا قوت ہے کمانے پر اور وفا کرنا اس چیز کے ساتھ کہ جس پر کتابت واقع ہوئی ہے اور اس کے ساتھ مال مراد نہیں اور تائید کرتی ہے اس کی کہ تحقیق جو مال کہ مکاتب کے ہاتھ میں ہے وہ اس کے مالک کے لیے ہے پس کس طرح کتابت کرے گا اس کو اپنے مال کے ہی ساتھ لیکن جو کہتا ہے کہ غلام مالک ہوتا ہے اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اور تحقیق نقل کیا گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ خیر سے مراد مال ہے باوجود اس کے کہ وہ کہتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوتا پس نسبت کیا گیا ناقض کی طرف اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے کوئی دونوں امور کا صحیح نہیں۔ اور اس کے غیر نے حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ کہ غلام اپنے مالک کا مال ہے اور جو مال کہ اس کے ساتھ ہے وہ بھی اس کے مالک کا ہے پس کس طرح مکاتب کرے گا اس کو اپنے مال سے۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ آیت میں خیر کی تفسیر مال کے ساتھ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ یہ نہیں کہا جاتا کہ فلاں نہیں مال ہے بیع اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے مال اس کے لیے یا نہیں ہے مال اس کے پاس پس اسی طرح کہ جاتا ہے کہ اس میں وفا ہے اور اس میں امانت ہے اور اس میں حسن معاملہ ہے اور اس کی مانند۔ نیز حدیث میں اس کی کتابت کا بھی جواز ہے جس کا کوئی کسب نہیں جمہور کی موافقت کی وجہ سے۔ اور امام احمد اور مالک سے اختلاف محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



ہے اور یہ اس لیے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی اپنی کتابت پر اور اس نے اس سے کوئی چیز ادا نہ کی تھی پس اگر اس کے لیے کچھ مال یا کسب ہوتا تو مدد لینے کی محتاج نہ ہوتی اس لیے کہ اس کی کتابت حالہ نہ تھی یعنی اس میں بالفعل مول ادا کرنا شرط نہ تھا اور اس میں جواز ہے لینا کتابت کا لوگوں کے سوال سے اور اس پر رد ہے جو اس کو برا جانتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ لوگوں کا میل ہے۔ اور اس میں مکاتبہ کی مدد کا مشروع ہونا ہے صدقہ کے ساتھ اور مالکیہ کے نزدیک روایت ہے کہ وہ نہیں کافی ہے فرض سے۔ اور اس میں جائز ہونا کتابت کا ہے تھوڑے مال سے اور بہت سے اور جائز ہے وقت معین کرنا قرضوں میں ہر مہینے مثلاً بغیر بیان اس کے اول کے یا اس کے وسط کے اور یہ مجہول نہیں ہوتا اس لیے کہ ظاہر ہوتا ہے مہینے کے گزرنے کے ساتھ حلول یعنی پہنچنا وعدے کے وقت کا اسی طرح کہا ہے اس احتمال کی وجہ سے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہو ہر سال میں ایک اوقیہ یعنی اس کے غرہ کے بیچ مثلاً بر تقدیر تسلیم کے پس ہوگا تفرقہ کتابت دیون کے درمیان۔ پس تحقیق غلام اگر عاجز ہو تو حلال ہوتا ہے اس کے مالک کے لیے جو لیا اس سے بخلاف اجنبی کے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ دیون اور اس کے غیر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ محمول ہے اس پر کہ راوی نے قصر کیا ہے بیچ بیان تعیین وقت کے نہیں تو مدت مجہول ہوگی اور منع کیا ہے حضرت نے مگر مدت معلوم تک اور اس میں یہ ہے کہ گننا دراہم صحاح میں جن کو وزن معلوم ہو کتابت کرتا ہے وزن سے اور یہ کہ اس وقت میں اوقیوں کے ساتھ تھا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے کما تقدم فی الزکوٰۃ اور گمان کیا محبت طبری نے کہ اہل مدینہ معاملہ کرتے تھے گننے کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے تک پھر وہ تولنے کا حکم کیے گئے۔ اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ بریرہ کا قصہ متاخر ہے اس کے مقدمہ سے بقدر آٹھ برس کے لیکن احتمال رکھتا ہے عائشہ کا قول اعدلھا عدة واحدة یعنی دوں میں ان کو ان کے لیے یعنی ان کو دینا مراد ہے اور حقیقت میں گننا مراد نہیں اور اس کی تائید کرتا ہے اس کا قول کہ ڈالوں میں ان کے لیے تیرا مول ایک بار۔ اور اس حدیث میں عسق کی شرط پر بیچ کا جواز ہے بخلاف بیچ کے اس شرط سے کہ نہ بیچے اس کو اس کے غیر کے لیے اور نہ ہی بیہ کرے اس کو مثلاً اور یہ کہ بعض شرطیں بیچ میں ایسی ہیں کہ باطل نہیں اور نہیں ضرر کرتی ہیں بیچ کو اور اس میں بیچ مکاتب کا جائز ہونا ہے جب کہ راضی ہو اگرچہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو اور اس سے حضرت نے تفصیل نہ پوچھی۔ اور اس کا مفصل بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ اور اس میں عورت کی سرگوشی کا جواز ہے اپنے خاوند کے سوا پوشیدہ جب کہ سرگوشی کرنے والی سے امن ہو اور یہ کہ جب دیکھے مرد شاہد حال کو کہ تقاضا کرتا ہو سوال کو اس سے تو سوال کرے اور مدد دے اور یہ کہ نہیں ڈر ہے حاکم کے لیے یہ کہ حکم کرے اپنی بیوی کو اور شاہد ہو۔ اور اس میں عورت کی خبر کا قبول کرنا ہے اگرچہ وہ لوٹھی ہو اور اس سے غلام کا حکم پکڑا جاتا ہے بطریق اولیٰ اور اس میں یہ ہے کہ عقد کتابت کا پہلے ادا کے نہیں لازم پکڑنا آزاد کرنے کو اور یہ کہ خاوند والی لوٹھی کا بیچنا طلاق نہیں۔ اور اس میں ابتدا کرنا ہے خطبہ کی حمد و ثنا

کے ساتھ اور اس میں اما بعد کا کہنا اور اس میں کھڑا ہونا۔ اور جواز تعدد شرط کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے جو شرط ہے اور یہ کہ دینا حکم کیا گیا ہے اس کے ساتھ مالک ساقط ہے اس سے جب کہ بیچے مکاتبہ کو آزاد کرنے کے لیے اور یہ کہ کلام میں بیچ کی کراہت نہیں ہے جب کہ اس سے تکلف مقصود نہ ہو۔ اور اس میں یہ ہے کہ مکاتبہ کے لیے ایک حالت ہے کہ جدا ہوا ہے اس کے ساتھ آزادوں اور غلاموں سے۔ اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ ظاہر کرتے تھے امور مہمہ کو دین کے امور سے اور اس کے ساتھ منبر پر خطبہ پڑھتے تھے اس کو پھیلانے کے لیے اور باوجود اس کے اصحاب کے دلوں کی رعایت کرتے تھے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مالکوں کو معین نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ کیا حال ہے لوگوں کا اور اس لیے کہ پکڑا جاتا ہے برقرار رکھنا شرع عام کا مذکورین وغیرہم کے لیے صورت مذکورہ وغیرہ میں اور یہ علی کے قصے کے برخلاف ہے ان کے پیغام بھیجنے کے بارے میں ابو جہل کے بیٹے کو پس تحقیق وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاصل تھا پس اسی لیے معین کیا اس کو اور اس میں حکایت وقائع کی ہے احکام کی تعریف کے لیے اور یہ کہ مکاتبہ کا کمانا اپنے لیے ہے نہ کہ اپنے مالک کے لیے اور جائز ہے ہوشیار عورت کے تصرف کا جائز ہونا اپنے مال میں اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اور بیگانوں کو اس کی مراسلت کرنے کا بیچ امر بیع اور شرا کے اسی طرح اور جواز شرا اسباب کا رغبت کرنے والے کے لیے اس کے خریدنے میں اکثر مول کے ساتھ مثل اس کے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خرچ کیا جو ادھار مقرر ہوا تھا اوپر جہت نقد کے باوجود قیمت کے اختلاف کے نقد اور ادھار کے درمیان اور اس میں قرض لینے کا جواز ہے اس کو جس کے پاس مال نہ ہو حاجت کے وقت۔ ابن بطلان نے کہا کہ لوگوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں یہاں تک کہ پہنچے ہیں ساتھ اس کے سوجہ کو اور بہت سے مسائل کتاب النکاح میں آئیں گے اور نووی نے کہا کہ تصنیف کی اس میں ابن خزیمہ اور ابن جریر نے بڑی دو کتابیں اس میں انہوں نے اس حدیث سے بہت سے فائدے نکالے ہیں۔ (فتح)

بیچنا مکاتبہ کا جب کہ راضی ہو یعنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مکاتبہ غلام ہے جب تک کہ باقی رہیں کتابت اس کی سے ایک درہم۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ غلام ہے جب تک کہ باقی رہے اس پر ایک درہم۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مکاتبہ غلام ہے اگر زندہ رہے اور اگر مر جائے اور اگر قصور کرے جب تک کہ باقی رہے اس پر کوئی چیز بدل کتابت سے۔

بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتِبِ إِذَا رَضِيَ وَقَالَتْ  
عَائِشَةُ هُوَ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ  
زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ وَقَالَ  
ابْنُ عُمَرَ هُوَ عَبْدٌ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَاتَ  
وَإِنْ جُنِيَ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

فائدہ: اور یہ بیچ مکاتبہ کے مسائل سے ایک قول کے لئے اختیار کرنا ہے جب کہ اس کے ساتھ راضی ہو اگرچہ

اپنے نفس سے عاجز نہ ہو اور یہ قول احمد اور ربیعہ اور اوزاعی اور لیث اور ابی ثور کا ہے اور ایک قول شافعی اور مالک کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن منذر اور ابن جریر وغیرہ نے بجز تفصیل کے کہ ان کو اس مسئلے میں ہے اور منع کیا ہے اس کے ابو حنیفہ اور شافعی نے ایک اصح قول پر۔ اور بعض مالکیہ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا اس طرح جواب دیا ہے کہ اس نے اپنی جان کو عاجز پایا تھا اور استدلال کیا ہے انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے مد لینے سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور نہیں اس کی استعانت میں وہ چیز کہ لازم پکڑے اس کے عاجز ہونے کو اور خاص کر جواز کتابت کے قول کے ساتھ اس شخص کے جس کے پاس مال نہ ہو اور نہ ہی اس کے لیے کسب ہو۔ ابن عبد البر نے کہا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کسی طریق میں وارد نہیں ہوا کہ وہ قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو گئے تھے اور نہ اس نے ایسے خبر دی کہ حلول کیا ہے اس پر کسی چیز نے اور نہیں وارد ہوا بیچ کسی چیز کے اس کے طریقوں سے تفصیل پوچھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے لیے کسی چیز سے اور ان میں سے بعض نے تاویل کی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قول انہی کتابت اہلی سے پس کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے ان سے خواہش کی اور میں نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اس قدر پر اور ابھی عقد واقع نہیں ہوا تھا اور اسی لیے بیچی گئی۔ پس نہیں حجت ہے اس میں مکاتب کے بیچنے پر مطلقاً اور یہ تاویل ظاہر سیاق حدیث کے مخالف ہے یہ بات قرطبی نے کہی ہے اور نیز جواز کو قوی کرتا ہے یہ کہ کتابت حقیقہ ہے ساتھ صفت کے پس واجب ہے یہ کہ نہ آزاد ہو مگر تمام قسطوں کے بعد جیسا کہ اگر کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہوگا تو آزاد ہے پس نہیں آزاد ہوتا مگر اس کے تمام کے داخل ہونے کے بعد۔ اور اس کے مالک کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے اس کے داخل ہونے سے پہلے۔ اور مالکیہ سے بعضوں نے گمان کیا ہے کہ جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے خریدا تھا وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کی کتابت تھی نہ کہ اس کی گردن کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کی شرط سے بیچا تھا جب بیع آزاد کرنے کی شرط کے ساتھ واقع ہو تو صحیح ہے اصح قولین پر شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اور حنفیہ سے ہے کہ بیع باطل ہو جاتی ہے۔

**فائدہ:** یہ پوری روایت اس طرح ہے کہ سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سلیمان ہے میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا کہ کیا تو ادا کر چکا ہے وہ چیز کہ باقی تھی تجھ پر تیری کتابت سے؟ میں نے کہا کہ ہاں مگر تھوڑا سا باقی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ داخل ہو کہ بے شک تو غلام ہے جب تک باقی رہے بدل کتابت تیری سے ایک درہم یعنی مثلاً۔

**فائدہ:** اور جمہور کا قول یہی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی بریرہ رضی اللہ عنہا کا قصہ لیکن سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس سے دلالت جب کہ بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بدل کتابت سے کچھ ادا کیا ہو پس تحقیق تصریح کی ہے ہم نے کہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا تھا اور اس میں سلف کا خلاف ہے۔ پس علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدھا ادا کرے تو وہ قرضدار ہے اور نیز اس سے روایت ہے کہ وہ آزاد ہوتا ہے اس سے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ اگر کتابت کرے اس سے دوسو پر اور اس کی قیمت ایک سو ہو پس ادا کر دے سو کو تو آزاد ہو جاتا ہے۔ اور عطا سے روایت ہے کہ جب اپنی کتابت کا تین چوتھائی ادا کر دے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آزاد ہوتا ہے بقدر اس چیز کے کہ ادا کرے اور اس کے راوی معتبر ہیں لیکن اس کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے۔ اور جہور کی دلیل عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے اور وہ قوی تر ہے اور اس میں وجہ دلالت یہ ہے کہ بے شک بریرہ رضی اللہ عنہا بیچی گئی تھی اس کے بعد کہ اس نے کتابت کی اور اگر مکاتب محض کتابت سے آزاد ہو جاتا تو البتہ اس کی بیع منع ہوتی۔ (فتح)

۲۳۷۶۔ عمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ مدد چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ اگر تیرے مالک چاہیں یہ کہ بہاؤں میں ان کے لیے تیری قیمت بہانا ایک بار پس آزاد کر دوں میں تجھ کو تو کروں میں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلام اپنے مالکوں سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں بیچتے مگر یہ کہ ہو دلا تیرا ہمارے لیے پس گمان کیا عمرہ رضی اللہ عنہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اس کا ہے جس نے آزاد کیا۔

جب مکاتب کہے کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے پس خریدے اس کو اس کے لیے یعنی آزاد کرنے کے لیے۔

۲۳۷۷۔ ابو ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا پاس داخل ہوا سو میں نے کہا میں عقبہ بن ابی لہب کا غلام تھا اور وہ مر گیا اور اس کی بیٹی میری وارث ہوئی اور یہ کہ انہوں نے مجھے ابن ابی عمرو مخزومی کے ہاتھ بیچا تو ابن ابی عمرو نے مجھ کو آزاد کیا اور عقبہ کے بیٹوں نے دلا کی شرط کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

۲۳۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لَهَا إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكَ أَنْ أُصَبَّ لَهُمْ ثَمَنُكَ صَبَّةً وَاحِدَةً فَأَعْتَقَكَ فَقُلْتُ فَذَكَرْتُ بَرِيرَةَ ذَلِكَ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَلَاؤُكَ لَنَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى فَرَعَمْتُ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

بَابُ إِذَا قَالَ الْمُكَاتَبُ اشْتَرِنِي وَأَعْتِقْنِي فَأَشْتَرَاهُ لِلذَّكَاءِ.

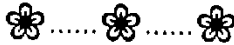
فائدہ: یعنی یہ جائز ہے۔

۲۳۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَيْمَنُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ كُنْتُ غَلَامًا لِعَتْبَةَ بِنِ أَبِي لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَرِثَنِي بَنُوهُ وَإِنَّهُمْ بَاعُونِي مِنْ

کہ بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اس حال میں کہ وہ مکاتبہ تھی تو اس نے کہا کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مجھ کو نہیں بیچتے یہاں تک کہ شرط کریں میرے ولا کی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو اس کی کچھ حاجت نہیں سو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا یہ بات واقع ہے؟ سو جو بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے اور چھوڑ ان کو کہ شرط کریں جو چاہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور اس کے مالکوں نے ولا کی شرط کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق آزادی کا تو اس کا ہے جس نے آزاد کیا اگرچہ سو شرط کریں۔

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو بْنِ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
الْمَخْزُومِي فَأَعْتَنِي ابْنُ أَبِي عَمْرٍو  
وَأَشْرَطَ بَنُو عُنْبَةَ الْوَلَاءِ فَقَالَتْ دَخَلْتُ  
بِرِيرَةَ وَهِيَ مُكَاتِبَةٌ فَقَالَتْ اشْتَرَيْتَنِي  
وَأَعْتَنِي قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ لَا يَبْعُونِي حَتَّى  
يَشْتَرِطُوا وَلَا نَبِيَّ فَقَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي بِذَلِكَ  
فَسَمِعَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَوْ بَلَّغَهُ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةُ مَا  
قَالَتْ لَهَا فَقَالَ اشْتَرَيْتَهَا وَأَعْتَنِيهَا وَدَعَيْتَهُمْ  
يَشْتَرِطُونَ مَا شَاءُوا فَاشْتَرَتْهَا عَائِشَةُ  
فَأَعْتَتَهَا وَأَشْرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ  
وَإِنْ اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ.

فائدہ: اور اس میں دلالت ہے اس چیز پر کہ جو اس کے مالکوں نے کتابت کا عقد کیا تھا وہ نسخ ہو گیا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس کو خریدنے کی وجہ سے۔ اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے ولا کو خرید لیا تھا اور استدلال کیا ہے اوزاعی نے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ مکاتب نہ بیچا جائے مگر آزاد کرنے کے لیے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا اور علماء کا اختلاف اس میں پہلے گذر چکا ہے۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب الہبۃ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِیْضِ عَلَیْهَا

کتاب ہے ہبہ کے بیان میں اور اس کی فضیلت کے اور اس پر رغبت دلانے کے

**فائدہ:** ہبہ ساتھ زیرہ کے اطلاق کیا جاتا ہے معنی عام کے ساتھ ایک برابر ہے اور وہ ہبہ قرض کا ہے اس شخص سے کہ وہ اس پر ہے اور ایک صدقہ ہے اور وہ ہبہ کرنا اس چیز کا ہے کہ اس کے ساتھ محض آخرت کا ثواب طلب کیا جاتا ہو اور ایک ہدیہ ہے اور وہ ہے کہ تعظیم کیا جاتا ہے اس کے ساتھ موہوب لہ اور جس نے خاص کیا ہے ہبہ کو زندگی کے ساتھ نکالا ہے اس سے وصیت کو اور وہ بھی تین قسم کی ہوتی ہے اور بولا جاتا ہے ساتھ معنی اہلی کے اس چیز پر کہ نہیں قصد کیا جاتا اس کے لیے بدلہ اور اس پر منطبق ہوتا ہے اس شخص کا قول کہ جو ہبہ کی اس طرح تعریف کرتا ہے کہ وہ مالک کرنا ہے بغیر عوض کے اور فضل بخاری کا محمول ہے عام معنی پر اس لیے کہ داخل کیا اس نے اس میں ہدایا کو۔ (فتح)

۲۳۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتوں نہ ناچیز جانے ہمسائی اپنی ہمسائی کے تحفے کو اگر چہ تحفہ بکری کا کھریا کھر کے درمیان کا گوشت

۲۳۷۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُنُبٍ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةَ لِبَجَارَتِهَا وَلَوْ فَرَسَيْنِ شَاةٍ.

**فائدہ:** فرس کم گوشت والی بڑی کہتے ہیں اور اس کے ساتھ تحفہ بھیجنے کے مبالغہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے قلیل چیز کے اور اس کے قبول کرنے کی طرف۔ اور کھر سے مراد حقیقت نہیں کیونکہ اس کو تحفے میں دینا عادت نہیں ہے یعنی اس کا رواج نہیں ہے بلکہ مراد اس سے رغبت دلانا ہے تحفہ دینے میں اگر چہ نہایت قلیل چیز ہو یعنی نہ روکے کوئی ہمسائی اپنی ہمسائی کا ہدیہ اس چیز کو کہ موجود ہو اس کے نزدیک اس کے مستقل ہونے کے لیے۔ بلکہ لائق ہے کہ بخشش کرے اس کے لیے جو میسر ہو اگر چہ تھوڑا ہو پس وہ بہتر ہے نہ ہونے سے اور ذکر کیا کھر کا بطور مبالغہ کے اور احتمال ہے کہ نہی صرف مہدی الیہ کے لیے ہو یعنی جس کی طرف تحفہ بھیجا جائے اور یہ کہ وہ نہ حقیر جانے اس چیز کو جو اس کی طرف ہدیہ بھیجا جائے اگر چہ تھوڑا ہو اور حمل کرنا اس کا عام پر اس سے اولیٰ ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مذکور میں ہے کہ اے مسلمان عورتوں آپس میں ہدیہ دیا کرو اگر چہ بکری کا کھر ہو اس لیے کہ وہ دوستی کو پیدا کرتا ہے اور کینہ کو دور

کرتا ہے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے آپس میں تمہہ دینے پر اگرچہ تھوڑی چیز کے ساتھ ہو اس لیے کہ زیادہ چیز ہر وقت میسر نہیں ہوتی تو جب تھوڑا آپس میں ملے گا تو بہت ہو جائے گا اور اس میں دوستی کا استحباب ہے اور ساقط کرنا ہے تکلف کا۔ (فتح)

۲۳۷۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے عروہ کو کہا کہ اے میری بہن کے بیٹے کہ تحقیق ہم ایک چاند کو دیکھتے تھے پھر دوسرے چاند کو اسی طرح دو مہینوں میں تین چاند کو دیکھتے تھے یعنی دو مہینے کامل گذر جاتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ نہ جلائی جاتی تھی یعنی بہ سب تنگی رزق کے تو میں نے کہا اے خالہ تم کس چیز سے جیتے تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا دو سیاہ چیزوں سے کھجور اور پانی سے گزارہ کرتے تھے مگر یہ کہ کچھ انصار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے تھے ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا دودھ عطا کیا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ دودھ ہم کو پلاتے تھے۔

۲۳۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْيسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنِ أُخْتِي إِنَّ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهَيْلَالِ ثُمَّ الْهَيْلَالِ ثَلَاثَةَ أَهْلَةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أَوْقَدَتْ فِي آيَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَا خَالَئَةَ مَا كَانَ يُعَيْشُكُمْ قَالَتْ الْأَسْوَدَانِ النَّصْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَاحِحُ وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَانِيهِمْ فَيَسْقِينَا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ دو سیاہ چیزیں تو یہ باعتبار تغلیب کے ہے اور نہیں تو پانی کا کئی رنگ نہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ دو سفید چیزیں دودھ اور پانی اور سوائے اس کے نہیں کہ کھجور کو سیاہ کہا اس لیے کہ مدینے کی کھجوریں اکثر سیاہ ہوتی ہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس طرح کہ پانی اور کھجور کا ہونا تقاضہ کرتا ہے ان کے ہونے کے وصف فراخی کے ساتھ۔ اور حدیث کی چال چاہتی ہے اس کے کہ وہ تنگ دست تھے اور گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مبالغہ کیا بیچ وصف کرنے ان کے حال کو شدت تنگی کے ساتھ اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس میں اصحاب دنیا کے قلیل ہونے میں اول امر میں اور اس میں ترک دنیا کی فضیلت ہے اور مقدم کرنا واحد کا فقیر کے لیے اور شریک ہونا اس چیز میں کہ ہاتھوں میں ہے اور اس میں جواز ذکر مرد کا ہے اس چیز کو کہ تھا اس میں تنگی سے بعد اس کے کہ فراخی کی اللہ نے اس پر اس کی نعمت کو یاد کرنے کے لیے تاکہ اس کا غیر بھی اس کی پیروی کرے۔ (فتح)

تھوڑے ہبہ کا بیان۔

بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْهَيْةِ.

۲۳۸۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے ہاتھ پاؤں کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ دعوت قبول کروں اور اگر بکری کا ہاتھ پاؤں مجھے تحفہ دیا جائے تو قبول کروں۔

۲۳۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ أَوْ كِرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَتْ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كِرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور اس کی مناسبت ترجمہ کے لیے بطریق اولیٰ ہے اس لیے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تھوڑی چیز پر دعوت کو قبول کرتے تھے تو قبول کرنا آپ کا اس شخص سے کہ حاضر کرے آپ کے پاس یہ اولیٰ ہے۔

فائدہ: اور ہاتھ اور پاؤں کا ذکر خاص کیا گیا ہے تاکہ جمع کیا جائے حقیر اور خلیفہ کے درمیان اس لیے کہ ہاتھ آپ کو بہت پیارا تھا اور پھر کھر کی کچھ قیمت نہیں۔ اور ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرس اور کراع کے ساتھ ہدیہ قبول کرنے کی ترغیب دینے کی طرف اگرچہ کم ہوتا کہ نہ باز رہے باعث ہدیہ سے حقیر کے لیے ہونے چیز کے پس اس کی ترغیب دی کہ اس میں الفت ہے۔ (بخ)

باب من استوہب من أصحابہ شیئاً وقال أبو سعید قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اضربوا لی معکم سہماً۔

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے یاروں سے کئی چیز ہبہ چاہے یعنی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھ میرا حصہ ٹھہراؤ۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ کوئی چیز ہو یا منفعہ ہو جائز ہے بغیر کراہت کے بیچ اس کے جب کہ جانے کہ وہ اپنے دلوں سے راضی ہیں۔ (بخ)

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الا جاری میں گذر چکی ہے۔

۲۳۸۱۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ایک مہاجر عورت کے پاس بھیجا اور اس کا ایک غلام تھا جو بڑھئی کا کام کرتا تھا اس کو فرمایا کہ اپنے غلام سے کہہ دے کہ ہمارے لیے لکڑیوں کا منبر بنا دے تو اس نے اپنے غلام کو حکم دیا سو وہ گیا اور گز کے درخت سے لکڑی کاٹ لایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منبر بنایا سو جب اس نے اس کو تمام کیا

۲۳۸۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَكَانَ لَهَا غَلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا مَرِيٌّ عَبْدُكَ فَلْيَعْمَلْ لَنَا أَعْوَادَ الْمِنْبَرِ فَأَمَرَتْ عَبْدَهَا



تو اس عورت نے کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ اس کو تمام کر چکا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس بھیج دے تو لوگ اس کو لائے تو حضرت ﷺ نے اس کو اٹھا کر رکھا جس جگہ کہ تم دیکھتے ہو۔

فَذَهَبَ فَقَطَعَ مِنَ الطَّرْفَاءِ فَصَنَّ لَهُ مَنِيْرًا  
فَلَمَّا قَضَاهُ أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ قَضَاهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلِي بِهِ إِلَيَّ فَبَجَّأُوا بِهِ  
فَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَوَضَعَهُ حَيْثُ تَرَوْنَ.

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے اور اس میں ہبہ طلب کرنا حضرت ﷺ کا ہے عورت سے اس کے غلام کے منفعہ کا۔ (تح)

۲۳۸۲۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں مکہ کی راہ میں ایک دن منزل میں حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا تھا اور حضرت ﷺ ہمارے آگے اترے تھے اور لوگ احرام باندھے تھے اور میں غیر محرم تھا یعنی سال حدیبیہ کے تو لوگوں نے جنگلی گدھا دیکھا اور میں مشغول تھا اپنا جوتا سیتا تھا سو انہوں نے مجھ کو خبر نہ کی اور انہوں نے چاہا کہ کاش کہ میں نے اس کو دیکھا ہوتا سو میں نے پھر کر نظر کی تو میں نے اس کو دیکھا سو میں نے گھوڑے کی طرف اٹھ کر کھڑا ہوا سو میں نے اس پر زین باندھی پھر میں سوار ہوا اور کوڑا اور نیزہ بھول گیا تو میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو کوڑا اور نیزہ دو تو انہوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہم تجھ کو اس پر کسی چیز سے مدد نہ کریں گے سو میں نے ان پر غصہ ہوا سو میں نے اتر کر ان کو لیا پھر میں سوار ہوا پھر میں نے جنگلی گدھا کو ڈانٹا یعنی ان پر حملہ کیا سو میں نے اس کو قتل کیا پھر میں اس کو لایا حالانکہ وہ مر گیا تھا پڑے اس حال میں کہ اس کو کھاتے تھے پھر انہوں نے شکایت کی اپنے کھانے میں اس کو اور حالانکہ وہ احرام باندھے تھے یعنی ان کو اس سے تردد ہوا سو ہم چلے اور میں نے اس کا ایک بازو اپنے

۲۳۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي  
حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ  
السَّلْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ  
أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا  
وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ  
فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحَشِييًّا وَأَنَا مَشْغُولٌ  
أُخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُوذُنُونِي بِهِ وَأَحْبَبُوا  
لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ وَالتَّفْتُ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ  
إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ  
وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ  
فَاوَلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ  
لَا نَعِينُكَ عَلَيْهِ بَشِيءٌ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ  
فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَيَّ

ساتھ چھپا رکھا سو ہم نے حضرت ﷺ کو پایا اور آپ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے سو میں نے کہا کہ ہاں سو میں نے آپ کو بازو دیا تو حضرت ﷺ نے اس کو کھایا یہاں تک کہ اس کو تمام کیا اور حالانکہ حضرت ﷺ احرام میں تھے۔

الْحِمَارُ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوْقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرْمٌ فَرُحْنَا وَخَبَاتُ الْعَضِدِ مَعِيَ فَأَذْرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاولْتُهُ الْعَضِدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى نَفِدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَحَدَّثَنِي بِهِ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس سے کچھ ہے اور تحقیق میں نے اس کو اس جگہ ذکر کیا ہے کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کھاؤ اور مجھ کو کھلاؤ اور شاید کہ بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا۔ ابن بطال نے کہا دوست سے ہبہ مانگنا بہتر ہے جب کہ معلوم ہو کہ اس کا دل اس سے خوش ہوگا سوائے اس کے نہیں کہ طلب کیا حضرت ﷺ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح قتادہ وغیرہ سے تاکہ اُس دیں ان کو ساتھ اس کے اور دور کریں ان سے شبہ کو بچ تو قف ان کے کرنے کے اس کے جواز میں۔ (بخ)

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پینے کی چیز مانگے۔ یعنی اور سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو پانی پلا۔

بَابُ مَنْ اسْتَسْقَى وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِنِي.

فائدہ: یعنی پانی یا دودھ وغیرہ مانگے اس چیز سے کہ خوش ہو ساتھ اس کے نفس اس کا جس سے پانی وغیرہ مانگا۔ فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔

۲۳۸۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے پاس اس گھر میں آئے سو آپ نے دودھ مانگا سو ہم نے اپنی ایک بکر دھوئی پھر میں نے اس میں اپنے اس کنویں کا پانی ملایا پھر میں نے آپ کو دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں طرف تھے

۲۳۸۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو طَوَالَةَ اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَنَا

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے اور ایک دیہاتی آپ کی بائیں طرف تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پینے سے فارغ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جوشہا دیہاتی کو دیا پھر فرمایا کہ دائیں طرف کے لوگ مقدم ہیں خبردار ہو پس دائیں طرف سے شروع کیا کرو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے پس یہ سنت ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَارِنَا هَذِهِ فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً لَنَا ثُمَّ شَبْتَهُ مِنْ مَاءٍ بِنَرْنَا هَذِهِ فَأَعْطَيْتُهُ وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ تَجَاهَهُ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عُمَرُ هَذَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضَلَّهُ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمُونُونَ الْأَيْمُونُونَ الْآ فَيَمُونُوا قَالَ أَنَسُ فَهِيَ سُنَّةٌ فَهِيَ سُنَّةٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

فائدہ: یہ حدیث شرب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ مانگا اور مفعول کے حذف کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزوں کا یہی حکم ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وجہ سے کہ تھا اچھا لگتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں طرف سے شروع کرنا ہر کام میں۔ اور اس میں جواز طلب کرنا اعلیٰ کا ہے اونٹنی سے وہ چیز کہ ارادہ کرے اس کا کھانے کی چیز اور پینے کی چیز سے جب کہ مطلوب منہ کا جی اس سے خوش ہو اور نہیں شمار کیا جاتا یہ سوال مذموم سے یعنی اس کی شرع میں مذمت آچکی ہے۔

باب ہے بیان میں قبول کرنے ہدیہ شکار کے۔ یعنی قبول کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قتادہ سے بازو شکار کا۔

بَابُ قَبُولِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ وَقَبْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِي قَتَادَةَ عَضِدَ الصَّيْدِ.

فائدہ: اس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

۲۳۸۴۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مر الظہر ان میں ایک خرگوش بھگایا اور لوگ اس کے پیچھے دوڑے پس تھک گئے سو میں نے اس کو پایا تو میں اس کو پکڑ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کیا اور اس کا ایک کولہا یا دونوں رانیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول کیا۔ میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا تھا اس نے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا تھا پھر اس کے بعد انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۳۸۴۔ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْبَابًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا فَأَذْرَكْنَهَا فَأَخَذْتُهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوْرِكَيْهَا أَوْ فِحْدَيْهَا قَالَ لِعِدَّيْهَا لَا بَشَكْ فِيهِ فِقْبِلُهُ قُلْتُ وَأَكَل مِنْهُ

قَالَ وَآكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ قِبَلَةٍ. اس کو قبول کیا تھا یعنی پہلے کہا کہ کھایا تھا پھر کہا کہ اس کو قبول کیا تھا پس کھانے میں شک کیا اور قبول کرنے میں جزم کیا۔

**فائدہ:** مر الظہر ان نام ہے ایک نالے معروف کا جو مکہ سے مدینہ کی طرف ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار کا ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔

۲۳۸۵۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحفہ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابویادان میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر پھیر دیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ خبردار ہو ہم نے نہیں پھیرا اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

۲۳۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ صَعْبِ بْنِ جَثَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحَشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَى مَا لِي وَجْهَهُ قَالَ أَمَا إِنَّا لَمُ نَرُدُّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَا حَرُمٌ.

**فائدہ:** اور شاید ترجمہ کا اس سے مفہوم قول اس کے کا ہے کہ نہیں پھیرا ہم نے اس کو تجھ پر مگر اس لیے کہ ہم احرام باندھے ہیں پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محرم نہ ہوتے تو اس کو قبول کرتے اور تحقیق گذر چکی ہے شرح اس کی حج میں اور اس میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ نہیں حلال ہے ہدیہ سے۔ (فتح) باب قبول الہدیة۔ باب ہے قبول کرنے ہدیہ کے۔

**فائدہ:** اور یہ ترجمہ بہ نسبت ترجمہ قبول ہدیہ شکار کے عام ہے بعد خاص کے۔

۲۳۸۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق لوگ قصد کرتے ساتھ ہدیوں اپنے کے دن باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا چاہتے تھے ساتھ اس کے رضامندی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یعنی اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔

۲۳۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْتُهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِهَا أَوْ يَبْتَغُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح آئندہ باب میں آئے گی۔

۲۳۸۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حنیہ ابن

عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ نے پیڑ اور روغن زیتون کا اور کئی گوہیں  
بھنی ہوئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تحفہ بھیجی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
پیڑ اور روغن سے کھایا اور گوہ کو نہ کھایا کہ راہت کی وجہ سے ابن  
عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دسترخوان پر گو کھائی گئی  
اور اگر حرام ہوتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دسترخوان پر نہ کھائی  
جاتی۔

جَعْفَرُ بْنُ إِيسَى قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ  
جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
أَهْدَتْ أُمُّ حَفِيدٍ خَالََةَ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضْبًا  
فَأَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ  
الْأَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقْدَرًا قَالَ  
ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَكَلَ عَلِيٌّ مَائِدَةَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا  
أَكَلَ عَلِيٌّ مَائِدَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ استدلال صحیح ہے تقریر کی جہت سے یعنی اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو برقرار رکھا۔

۲۳۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا  
کے پس کوئی کھانا آتا تھا تو اس سے پوچھتے تھے کہ کیا ہدیہ ہے یا  
صدقہ ہے؟ پس اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم  
سے کہتے کہ کھاؤ اور آپ نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے  
تو کھانے میں جلدی شروع کرتے اور ان کے ساتھ کھاتے۔

۲۳۸۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا  
مَعْنُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ  
مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بِطَعَامٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهْدِيَّةٌ أَمْ  
صَدَقَةٌ فَإِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا  
وَلَمْ يَأْكُلْ وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ مَعَهُمْ.

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ کا قبول کرنا درست ہے۔

۲۳۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس  
گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ ہوا ہے تو  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ گوشت اس کے حق میں صدقہ  
ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔

۲۳۸۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا  
هَدْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ تَصَدَّقْ عَلَيَّ  
بُرَيْرَةَ قَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَنَنَا هَدِيَّةٌ.

فائدہ: اور شاید ترجمہ کا اس سے یہ قول ہے ہُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ حرمت تو فقط صفت پر ہے نہ ذات پر اور باقی شرح اس کی کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

۲۳۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے بریرہ رضی اللہ عنہا کے خریدنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ انہوں نے اس کے دلا کی شرط کی تو کسی نے یہ قصہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔ اور بریرہ رضی اللہ عنہا کو گوشت تحفہ بھیجا گیا تو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ ملا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے حق میں صدقہ ہے اور ہمارے لیے تحفہ ہے۔ اور اختیار دیا گیا اس کو سابق نکاح میں خواہ رکھے خواہ نہ کر دے۔

۲۳۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ وَأَنَّهُمْ اشْتَرَطُوا وَلَائِهَا فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَأُهِدَى لَهَا لَحْمٌ فَقِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا تَصَدِّقٌ عَلَيَّ بِرَبِيرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ وَخَيْرَتْ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ قَالَ شُعْبَةُ سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ عَنْ زَوْجِهَا قَالَ لَا أُدْرِي أَحْرًا أَوْ عَبْدٌ.

۲۳۹۱۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے تو فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کچھ نہیں مگر کچھ کھانا جس کو ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا اس بکری سے جو آپ نے اس کو صدقہ سے بھیجی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ بکری اپنے مقام کو پہنچ چکی یعنی دور ہوا اس سے حکم صدقہ حرام کا مجھ پر اور میرے لیے حلال ہوئی۔

۲۳۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا شَيْءٌ بَعَثَتْ بِهِ أُمُّ عَطِيَّةٍ مِنَ الشَّاةِ الَّتِي بَعَثَتْ إِلَيْهَا مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ إِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَجْلَهَا.

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ حضرت ﷺ صدقہ کا مال اس لیے نہ کھاتے تھے کہ وہ لوگوں کا میل ہے اور یہ برخلاف ہدیہ کے ہے اس لیے کہ عادت جاری ہے ساتھ بدلہ دینے کی اس پر اور اسی طرح تھا شان اس کا اور یہ جو فرمایا کہ اپنے مقام کو پہنچ چکی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ میں جائز ہے تصرف فقیر کا جس کو ملا بیع اور ہدیہ وغیرہ کے ساتھ۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر صدقہ حرام نہیں جیسا کہ حضرت ﷺ پر حرام ہے اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ رضی اللہ عنہا اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا ہدیہ قبول کیا باوجود اس کے علم کے کہ وہ تھا صدقہ ان دونوں پر اور گمان کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیشہ رہنا حکم کا ساتھ اس کے اس پر۔ اسی لیے اس کو حضرت ﷺ کے آگے نہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کے جاننے کی وجہ سے کہ صدقہ حضرت ﷺ پر حلال نہیں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس فہم پر لیکن بیان کیا حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کہ حکم صدقہ کا اس سے پھر گیا ہے پس حضرت ﷺ کے لیے یہی حلال ہوا۔ اور استنباط کیا جاتا ہے کہ اس قصے سے جواز رجوع کرنا صاحب دین کا فقیر سے اس چیز میں کہ دی ہے اس کو زکوٰۃ سے ہو بہو اور یہ کہ جائز ہے عورت کو کہ اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے۔ اگرچہ اس پر خرچ کرتا ہو اس سے اس پر۔ اور یہ سب اس میں ہے جس میں کوئی شرط نہ ہو۔

**تنبیہ:** یہاں شبہ وارد ہوتا ہے اور وہ جمع کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے کا ہے بیچ حدیث میں عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اس لیے کہ دونوں کا شان ایک ہے اور تحقیق حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم کروایا ہر ایک میں دونوں سے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل اس کا یہ ہے کہ تحقیق صدقہ جب قبض کرے اس کو وہ شخص جس کو اس کا لینا حلال ہے پھر اس میں تصرف کرے تو اس سے حکم صدقہ کا دور ہو جاتا ہے اور جائز ہوتی ہے اس پر وہ چیز جو حرام یہ کہ لے اس سے جب کہ ہدیہ دیا جائے اس کو یا بیچا جائے پس اگر ایک دوسرے سے مقدم ہوتا تو البتہ بے پرواہ کرتا یہ حکم کے اعادہ ذکر سے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں جائز ہونے فعل اس شخص کے جو اپنے یار کی طرف تحفہ بھیجے اور قصد کرے باری بعض بیویوں اس کی کے سوائے بعض کے۔ یعنی بعض کو معین کر رکھے بایں طور کہ جس دن وہ یار ان کے پاس ہو اس دن اپنے یار کے پاس تحفہ بھیجے اور جس دن وہ یار ان کے سوائے کسی اپنی اور بیوی کے پاس ہو تو اس دن اس کے پاس تحفہ نہ بھیجے۔

بَابُ مَنْ أَهْدَىٰ إِلَيَّ صَاحِبِهِ وَتَحْرَىٰ  
بَعْضُ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ.

۲۳۹۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے لوگ قصد کرتے

۲۳۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

ساتھ ہدیوں اپنے کے میری باری کے دن کو یعنی جس دن حضرت ﷺ میرے پاس ہوتے تھے اس دن لوگ آپ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میری سہیلیاں جمع ہوئیں سو میں نے حضرت ﷺ سے ذکر کیا یعنی قول ان کا تو حضرت ﷺ نے اس سے منہ پھیرا ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا۔

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهُمُ يَوْمِي وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِنَّ صَوَاحِبِي اجْتَمَعْنَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا.

**فائدہ:** یہ روایت پوری اس طرح ہے کہ لوگ قصد کرتے تھے اپنے ہدیوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن یعنی ان کی باری کے دن حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا کرتے تھے سو میری سہیلیاں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہوئیں اور اس کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کہہ دے کہ لوگوں کو فرمائیں کہ تحفے بھیجا کریں آپ کے لیے جس جگہ کہ آپ ہوں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت ﷺ سے کہہ دی سو منہ پھیرا مجھ سے حضرت ﷺ نے جب حضرت ﷺ میرے پاس سے پھرے تو میں نے پھر آپ سے کہا تو پھر بھی حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ (فتح)

۲۳۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نِسَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ عَلِمُوا حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَحَدِهِمْ هَدِيَّةً يُرِيدُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْرَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ بَعَثَ صَاحِبَ الْهَدِيَّةِ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

۲۳۹۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کہ بیبیاں دو گروہ تھیں سو ایک گروہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا تھی اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور باقی بیویاں تھیں اور لوگ جانتے تھے کہ حضرت ﷺ کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت ہے سو جب کسی کے پاس کوئی چیز ہوتی تھی کہ اس کو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہتا تھا تو اس میں تاخیر کرتا تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوتے تھے تو ہدیہ والا اس کو حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجتا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے کلام کیا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ تو حضرت ﷺ سے کلام کر کہ لوگوں سے کہہ دیں کہ جو حضرت ﷺ کی طرف تحفہ بھیجنا چاہے تو چاہے کہ آپ کی طرف تحفہ بھیجا کریں جس جگہ کہ آپ ہوں اپنی عورتوں سے یعنی جس بیوی کے پاس حضرت ﷺ ہوں لوگ وہیں تحفہ بھیجا



کریں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تخصیص نہ کریں سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا جو کچھ کہ انہوں نے کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا تو بیویوں نے اس سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہاری بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ تو بیویوں نے کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو اس کے پاس پھر آئے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی اس کو کچھ جواب نہ دیا بیویوں نے اس سے پوچھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ یہاں تک کہ تجھ سے کلام کریں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے پاس آئے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ مجھ کو ایذا نہ دے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اس لیے کہ تحقیق کبھی وحی نہیں آئی اور حالانکہ میں کسی عورت کے کپڑے میں ہوں مگر عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی بیوی کے پاس ہوتے ہوئے میرے پاس وحی نہیں آئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی ایذا سے اللہ کی طرف توبہ کرتی ہوں پھر بیویوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بیویاں آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں عدل چاہتی ہیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بیٹی کیا تو نہیں چاہتی جو میں چاہتا ہوں؟ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیوں نہیں سو فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی طرف پھر آئی اور ان کو خبر دی تو بیویوں نے کہا کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر جا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پھر جانے سے انکار کیا پھر بیویوں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ  
فَكَلَّمَهُ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِمِي  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ  
النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَهْدِيَ إِلَيَّ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً  
فَلْيُهْدِهِ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ مِنْ بَيُوتِ نِسَائِهِ  
فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا  
فَسَأَلَتْهَا فَقَالَتْ مَا قَالَ لِي شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا  
فَكَلِمِي قَالَتْ فَكَلَّمَتْهُ حِينَ دَارَ إِلَيْهَا  
أَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ لَهَا شَيْئًا فَسَأَلَتْهَا فَقَالَتْ  
مَا قَالَ لِي شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا كَلِمِي حَتَّى  
يُكَلِّمَكَ فَدَارَ إِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا  
تُؤَدِّبُنِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي  
وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ  
فَقَالَتْ آتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَدَاكَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ  
إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللَّهُ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ  
أَبِي بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بَنِيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا  
أُحِبُّ قَالَتْ بَلَى فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرْتَهُنَّ  
فَقُلْنَ ارْجِعِي إِلَيْهِ فَابْتِ أَنْ تَرْجِعَ فَأَرْسَلْنَ  
رَبِيبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاتَتْهُ فَأَعْلَظَتْ وَقَالَتْ  
إِنَّ نِسَاءَكَ يَنْشُدْنَكَ اللَّهُ الْعَدْلَ فِي بِنْتِ  
أَبْنِ أَبِي قُحَافَةَ فَبَعَثَتْ صَوْتَهَا حَتَّى

نے زینب رضی اللہ عنہا کو جو حضرت ﷺ کی بیوی تھی حضرت ﷺ کے پاس بھیجا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی تو انہوں نے حضرت ﷺ کے سامنے بہت سخت باتیں کیں اور کہا کہ آپ کی بیبیاں عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقدمے میں آپ سے عدل اور انصاف چاہتی ہیں تو زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز بلند کی یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھیڑا اور عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں سوان کو برا کہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتے تھے کہ کیا کلام کرتی ہے یا نہیں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام کیا یعنی زینب رضی اللہ عنہا کو جواب دینا شروع کیا اس حال میں کہ زینب رضی اللہ عنہا پر رد کرتی تھیں یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا کوچپ کروایا یعنی جواب میں بند کیا تو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے یعنی ایسی ویسی نہیں جو ایک کی جواب وہی نہ کر سکے یعنی جیسے اس کا باپ دانا اور خوش تقریر ہے ویسے ہی وہ بھی دانا اور خوش تقریر ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کے لیے پروانگی چاہی۔

تَوَاوَلَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ قَاعِدَةٌ فَسَبَّهَا حَتَّى  
 إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 لَيَنْظُرُ إِلَيَّ عَائِشَةُ هَلْ تُكَلِّمُ قَالَ فَتَكَلَّمْتُ  
 عَائِشَةُ تَرُدُّ عَلَيَّ زَيْنَبُ حَتَّى أَسْكَنَتْهَا  
 قَالَتْ فَظَنَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 إِلَيَّ عَائِشَةُ وَقَالَ إِنَّهَا بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ  
 الْبُخَارِيُّ الْكَلَامُ الْأَخِيرُ قِصَّةُ فَاطِمَةَ  
 يُذَكِّرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ  
 الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَقَالَ  
 أَبُو مَرْوَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ كَانَ  
 النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَوْمَ عَائِشَةَ  
 وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ  
 مِنَ الْمَوَالِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ قَالَتْ  
 عَائِشَةُ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنْتُ فَاطِمَةَ.

**فائدہ:** اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔ اور یہ کہ نہیں حرج ہے مرد پر بعض بیویوں کے مقدمہ کرنے میں تجھے کے اور صرف لازم تو عدل رات رہنے اور نفقہ میں اور ان کی طرح کی لازم چیزوں میں ہے۔ امور لازم میں اسی طرح تقریر کی ہے اس کی ابن بطال نے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے اس کے ساتھ کہ حضرت ﷺ نے خود یہ کام نہیں کیا بلکہ یہ کام تو ان لوگوں نے کیا تھا جو ان کے پاس تجھے بھیجا کرتے تھے اور وہ اس میں مختار تھے اور حضرت ﷺ نے تو ان کو اس لیے منع نہ کیا کہ نہیں ہے کمال اخلاق سے یہ کہ تعرض کرے کوئی آدمی لوگوں کی طرف اس کی مثل کے ساتھ اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے تعرض کرنے سے ہدیے کے لیے اور نیز جو شخص کہ تحفہ بھیجتا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے تو گویا کہ مالک کیا اس شخص نے ہدیہ کو شرط کے ساتھ اور مالک کرنا بیروی کی جاتی ہے اس میں تجھ مالک کی باوجود کہ جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ تحفہ میں سب بیویوں کو شریک کرتے

تھے اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی تھی۔ رغبت کرنی تھہ ہونے کی وجہ سے کہ پہنچاتا تھا ان کی طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور اس حدیث میں قصد کرنا لوگوں کا ہے تحفوں کے ساتھ خوشی کے مواقع پر اور اس کی جگہوں کو تاکہ اس سے مہدی الیہ کی خوشی زیادہ ہو اور اس میں جواز شکایت اور توسل کا ہے بیچ اس کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی اس پر حضرت ﷺ کی بیویاں خوف کرنے سے اور حیا ہے حضرت ﷺ سے یہاں تک کہ پیغام بھیجا انہوں نے آپ کو لوگوں میں زیادہ تر عزت والی کے ذریعے آپ کے پاس یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے۔ اور اس میں ان کے فہم کی تیزی ہے اور ان کا پھرنا ہے حق کی طرف اور کھڑا ہونا ان کا نزدیک اس کے اور اس میں جرات کرنی زینب کی ہے حضرت ﷺ پر اس لیے کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھی۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا گیا زینب کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیغام لانے والی تھی بخلاف زینب کے کہ وہ ان کی شریک تھی اس میں بلکہ ان کی سردار تھی اس لیے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہلی مرتبہ اس نے ہی بھیجا تھا پھر خود آئیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ حضرت ﷺ پر قسم یعنی باری مقرر کرنا واجب تھا اور یہ بحث کتاب النکاح میں آئے گی۔ (فتح)

بیان ہے اس چیز کا کہ نہیں روکی جاتی ہدیہ سے۔

بَابُ مَا لَا يُرَدُّ مِنَ الْهَدِيَّةِ.

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ ان کو نہ واپس کیا جائے تکیہ اور تیل اور دودھ اور ترمذی نے کہا کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔ ابن بطلال نے کہا کہ خوشبو اس وجہ سے نہیں پھیری جاتی کہ وہ لازم ہے فرشتوں کی مناجات کے لیے۔ اسی لیے حضرت ﷺ لہسن وغیرہ نہ کھاتے تھے میں کہتا ہوں اگر اس میں یہی سبب ہوتا تو یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس تحقیق انس رضی اللہ عنہ نے پیروی کی اس کے ساتھ اس میں اور تحقیق وارد ہوئی ہے اس کے پھیرنے کی نہی مقرون بیان حکمت کے اس میں چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کے سامنے خوشبو کی جائے وہ اس کو نہ واپس کرے اس لیے کہ اس کا بوجھ ہلکا ہے اور اس کی خوشبو عمدہ ہے۔ (فتح)

۲۳۹۴۔ عزرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ثمامہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو اس نے مجھ کو خوشبو دی کہا اس نے کہ تھے انس رضی اللہ عنہ نہ پھیرتے خوشبو کو اور انس رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ تھے حضرت ﷺ نہ پھرتے خوشبو کو۔

۲۳۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بِنْتُ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ثَمَامَةُ بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَأَوَّلَيْتِي طَيْبًا قَالَ كَانَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يُرَدُّ الطَّيْبَ قَالَ وَرَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُرَدُّ الطَّيْبَ.

جو ہبہ غائب کو جائز رکھتا ہے

۲۳۹۵۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ہوازن کے اہلی آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور تعریف کی اللہ کہ جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا اے پر حمد اور صلوة کے بعد پس تحقیق تمہارے بھائی آئے مسلمان ہو کر اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی ان کو پھیر دوں پس جو تم میں سے چاہے کہ خوشی سے قیدی پھیر دے تو چاہیے کہ کرے اور جو چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ دیں ہم اس کو عوض اس کا اول اس چیز سے کہ انعام کرے اللہ اور ہمارے غنیمت سے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا تحقیق خوش ہوئے ہم ساتھ اس کے یعنی پھیر دینے قیدیوں کو۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْهَبَةَ الْعَائِبَةَ جَائِزَةً

۲۳۹۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ذَكَرَ عُرْوَةُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَمَرْوَانَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَاءَهُ وَفَدَّ هَوَازِنَ قَامَ لِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ لَمْ يَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَاءُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنْ أَرَدَ إِلَيْهِمْ سَبِيَهُمْ لَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطَيَّبَ ذَلِكَ فَلْيَقْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نَعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوْلَى مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَقَالَ النَّاسُ طَيِّبًا لَكَ.

فائدہ: اور مراد یہاں آپ کا یہ کلام ہے کہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی ان کو لوٹا دوں سو جو تم میں سے خوشی سے قیدی لوٹانا چاہے تو وہ لوٹا دے۔ پس تحقیق حدیث کے آخر میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم اس کے ساتھ راضی ہوئے پس اس میں ہے کہ انہوں نے ہبہ کیا اس چیز کو کہ غنیمت لائے تھے قیدیوں سے تقسیم کرنے سے پہلے۔ اور یہ غائب کے معنی میں ہے۔ (فتح)

ہبہ کا بدلہ دینا۔

بَابُ الْمُكَافَاةِ فِي الْهَبَةِ.

فائدہ: اور ہبہ سے مراد عام معنی ہیں جیسا کہ میں نے پہلے اس کی وضاحت کی ہے۔

۲۳۹۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرتے تھے اور اس کا بدلہ دیتے تھے۔

۲۳۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُؤْتِيهَا لَهَا. لَمْ يَذْكُرْ وَكَيْفَ وَمُحَاضِرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

**فائدہ:** اور استدلال کیا ہے کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کے ساتھ اس پر کہ ہدیہ کا بدلہ دینا واجب ہے جب کہ مطلق چھوڑے دینے والا اور ہو اس شخص سے کہ طلب کرتا ہے اس کی مانند ثواب کو فقیر کی مانند مال دار کے لیے بخلاف اس چیز کے کہ بخشے اس کو اعلیٰ ادنیٰ کے لیے۔ اور وجہ دلالت کی اس سے حضرت ﷺ کی مواظبت ہے۔ اور معنی کے اعتبار سے جو ہدیہ دیتا ہے وہ قصد کرتا ہے کہ اس کو اس سے زیادہ ہدیہ ملے پس نہیں اقل ہے اس سے کہ اپنے ہدیہ کی مانند دیا جائے اور یہی قدیم قول ہے شافعی کا اور جدید قول اس کا مانند حنفیہ کے ہے کہ ثواب کے لیے باطل ہے منفق نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ بیع ہے مجہول قیمت کے ساتھ اور نیز اس لیے کہ موضوع ہبہ کا احسان ہے پس اگر ہم اس کو باطل کریں تو ہوگا معاوضہ کے معنی میں۔ اور تحقیق فرق کیا ہے شارع اور عرف نے بیع اور ہبہ کے درمیان پس جو عوض کے مستحق ہے وہ بیع ہے بخلاف ہبہ کے۔ اور بعض مالکیہ نے جواب دیا ہے اس کے ساتھ کہ ہبہ نہ تقاضا کرتا ہو ثواب کا ہرگز تو البتہ صدقہ کے معنی میں اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ پس اکثر حال اس شخص کے سے جو ہدیہ دیتا ہے یہ ہے کہ وہ بدلہ چاہتا ہے خاص کر جب کہ وہ فقیر ہو، واللہ اعلم۔ (بخ)

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے کے لیے اپنی اولاد کے اور جب اپنی بعض اولاد کو کچھ چیز بطور ہبہ کے دے تو نہیں جائز ہے یہاں تک کہ ان کے درمیان برابری کرے اور دوسرے کو اس کے برابر دے اور نہ کوئی اس پر گواہ ہو اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو۔ اور کیا باپ کو جائز ہے کہ اپنے ہبہ میں رجوع کرے۔ یعنی اور باب بیان میں اس چیز سے کہ کھائے اپنی اولاد کے مال سے موافق دستور کے اور نہ حد سے بڑھے۔ یعنی اور خریدا حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے پھر وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیا اور فرمایا کہ ساتھ اس کے جو چاہے۔

بَابُ الْهَبَةِ لِلْوَالِدِ وَإِذَا أُعْطِيَ بَعْضَ وَلَدِهِ شَيْئًا لَمْ يَجُزْ حَتَّى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الْآخَرِينَ مِثْلَهُ وَلَا يُشْهَدُ عَلَيْهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَطِيَّتِهِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَالٍ وَلَدِهِ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَتَعَدَّى وَاشْتَرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُمَرَ بَعِيرًا ثُمَّ أَعْطَاهُ ابْنَ عُمَرَ وَقَالَ اصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

**فائدہ:** یہ باب چار حکموں پر شامل ہے اور ہبہ ہے اولاد کے لیے اور سوائے اس کے نہیں کہ باب باندھا ہے اس کے ساتھ تاکہ دور ہوا اشکال اس شخص کا جو حدیث مشہور کے ظاہر کو لیتا ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے اس لیے کہ جب اولاد کا مال اپنے باپ کا ہو تو پس اگر باپ اپنی اولاد کے لیے کوئی چیز ہبہ کرے تو ہوگا گویا کہ اس نے اپنی جان کو ہبہ کیا۔ پس ترجمہ باب میں اشارہ ہے ضعیف ہونے کی طرف حدیث مذکور کے یا تاویل کی طرف اور یہ حدیث

بوجہ کثرت طرق کے قوت پاتی ہے اور جائز ہے استدلال کرنا اس کے ساتھ پس متعین ہے اس کی تاویل اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو اور یہ مسئلہ مختلف فیہ مسکوں سے ہے کماسیاتی۔ اور باب کی حدیث نعمان حجت ہے اس کے لیے کہ جو برابری کرنے کو واجب کہتا ہے۔ اور تیسرا حکم رجوع کرنا والد کا ہے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اپنی اولاد کو اور یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے بعضوں نے صدقہ اور ہبہ میں فرق کیا ہے پس نہ رجوع کرے صدقہ میں اس لیے کہ مقصود اس سے آخرت کا ثواب ہے اور باب کی حدیث ظاہر ہے جواز میں کماسیاتی ایضا اور گویا کہ یہی اشارہ ہے حدیث کی طرف کہ نہیں حلال کسی مرد کے لیے کہ کوئی چیز دے یا کچھ ہبہ کرے پھر اس میں رجوع کرے مگر باپ اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو دے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے اور اس کے راوی معتبر ہیں چوتھا کھانا باپ کا ہے اپنی اولاد کے مال سے دستور کے موافق ابن نمیر نے کہا کہ اس مسئلے کو نکالنا باب کی حدیث سے خفا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب باپ کو بالا اتفاق جائز ہے یہ کہ اپنی اولاد کے مال سے کھائے جب کہ محتاج ہو اس کی طرف تو رجوع کرنا اس کا اس چیز میں کہ اپنی اولاد کو ہبہ کرے بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ پوری حدیث کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ اگر حضرت ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو فرماتے کہ اپنے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے لیے اونٹ کو ہبہ کرے تو البتہ عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس کی طرف جلدی کرتے لیکن اگر وہ کرتے تو نہ ہوتا عدل عمر رضی اللہ عنہما کی اولاد کے درمیان پس اسی لیے حضرت ﷺ نے اس کو عمر رضی اللہ عنہما سے خریدا پھر وہ عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو ہبہ کیا اور مہلب نے کہا کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں لازم ہے اس چیز میں برابری کرنی کہ ہبہ کرے اس کو باپ کے علاوہ کسی اور کی اولاد کو۔ (فتح)

۲۳۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ  
أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ  
أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غَلَامًا  
فَقَالَ أَكَلَّ وَلَدِكَ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ  
فَارْجِعْهُ.

۲۳۹۷۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کا باپ اس کو حضرت ﷺ کے پاس لایا اور کہا کہ تحقیق میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام بخشا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی سب اولاد کو اس کے برابر دیا ہے اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس اس کو پھیر دے۔

**فائدہ:** اس روایت میں ہے کہ نعمان کو اس کے باپ نے غلام بخشا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ باغ بخشا تھا تو ابن حبان نے اس میں تطبیق دی ہے کہ یہ دو واقعات ہیں ایک تو نعمان کے پیدا ہونے کے وقت تھا اور اس وقت ہبہ

باغ تھا اور دوسرا نعمان کے بڑے ہونے کے بعد تھا اور اس وقت ہبہ غلام تھا اور اس تطبیق میں کچھ ڈرنہیں لیکن اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ بعید ہے کہ بشیر اپنی جلالت کے باوجود بھول جائے حکم کو اس مسئلہ میں تاکہ حضرت ﷺ کی طرف پھر آئے اور آپ کو دوسرے ہبہ پر گواہ کرے بعد اس کے کہ حضرت ﷺ نے پہلی بار فرمایا کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور جائز رکھا ہے ابن حبان نے کہ بشیر نے پہلے حکم کے منسوخ ہونے کا گمان کیا ہوگا۔ اور احتمال ہے کہ پہلے حکم کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہو یا گمان کیا ہو کہ نہیں لازم آتا باغ میں منع ہونے غلام میں اس لیے کہ باغ کی قیمت اکثر اوقات زیادہ ہوتی ہے غلام کی قیمت سے۔ پھر ظاہر ہوئی میرے لیے تطبیق جو کہ اس خوشی سے سلامت رہتی ہے اور نہیں محتاج ہوتی جواب کی اور وہ یہ ہے کہ عمرہ نعمان کی ماں جب باز رہی اس کی پرورش سے مگر یہ کہ اس کو خاص کوئی چیز ہبہ کرے تو بشیر نے اس کو باغ ہبہ کیا اس کے دل کو خوش کرنے کے لیے پھر اس کو پتہ چلا تو اس نے اس میں رجوع کیا کیونکہ نہیں قبض کیا تھا اس کو اس سے کسی غیر نے تو عمرہ نے پھر ہبہ چاہا تو بشیر نے اس کو ایک دو سال تک تاخیر دی پھر اس کا دل خوش ہوا کہ باغ کے بدلے اس کو غلام بخشے اور عمرہ اس کے ساتھ راضی ہو گئی مگر اس نے خوف کیا کہ پہلے کی طرح اس کو یہی نہ پھیر لے تو پھر عمرہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اس پر گواہ کرا رہے کرتے اس کے ساتھ ہبہ کو ثابت کرنے کا اور یہ کہ اسن میں ہو اس میں رجوع کرنے سے اور ہوگا آنا حضرت ﷺ کی طرف آنا ایک بار اور وہ دوسری بار ہے۔ اور غایت یہ ہے کہ بعض راویوں نے اس کو یاد رکھا اور بعض کو یاد نہ رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تجھ کو اچھا لگتا ہے کہ سب فرزند تجھ سے سلوک کریں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی اولاد کے درمیان دینے میں برابری کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھے سلوک میں برابری کریں اور ایک روایت میں ہے کہ میرے غیر کو اس پر گواہ کرا اور ایک روایت میں ہے کہ مگر یہ کہ تو ان میں برابری کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں گواہ ہوتا میں ناحق پر۔ اور ان تمام مختلف الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ تمسک کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے کہ واجب کرتا ہے اولاد میں برابری کو اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے بخاری نے اور یہی ہے قول طاؤس اور ثوری اور احمد اور اسحاق کا اور وہ قائل ہیں اس کے بعض مالکیہ پھر مشہور ان لوگوں سے یہ ہے کہ یہ ہبہ باطل ہے اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہے اور واجب ہے کہ اس سے پھر جائے۔ اور اس سے ہے کہ جائز ہے کم و بیش دینا اگر ہو اس کے لیے کوئی سبب مانند اس کی کہ محتاج ہو بیٹا اپنی ضمانت کے لیے اور قرض دینے کے یا مانند اس کی سوائے باقی اولاد کے۔ اور ابو یوسف نے کہا کہ واجب ہے برابری کرنی اگر قصد کرے ساتھ تفصیل کے ضرر دینے کا۔ اور جہور کا مذہب یہ ہے کہ اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرنی مستحب ہے اور اگر بعض کو زیادہ دے تو صحیح مگر مکروہ ہے۔ اور مستحب ہے جلدی کرنی برابری کی طرف یا رجوع کی طرف سو جہور نے امر کو استحباب پر محمول کیا ہے اور نہی کو تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ اور جو اس کو واجب کہتا ہے اس کی

دلیل یہ ہے کہ وہ مقدمہ واجب کا ہے اس لیے کہ رحم کا کرنا اور نافرمانی کرنا دونوں حرام ہیں۔ پس جو ان کی طرف پہنچائے وہ بھی حرام ہوگا اور بعضوں کا زیادہ دینا ان کی طرف پہنچاتا ہے۔ پھر برابری کی صفت میں اختلاف ہے پس کہا محمد بن حسن اور احمد اور اسحاق اور بعض شافعیہ اور مالکیہ نے کہ برابری یہ ہے کہ مرد کو دو اور عورت کو ایک حصہ دے وراثت کی طرح۔ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اس کے ساتھ کہ یہی حصہ اس کا ہے اس مال سے اگر باقی چھوڑتا اس کو ہبہ کرنے والا اپنے ہاتھ میں یہاں تک کہ مرجاتا اور ان کے سوا اور لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ہے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق۔ اور ظاہر امر برابری کرنے کا شاہد ہے ان کے لیے اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اپنی اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرو پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو البتہ عورتوں کو فضیلت دیتا اور روایت کی یہ حدیث بیہقی وغیرہ نے اور اس کی سند حسن ہے۔ اور جو برابری کے امر کو استحباب پر محمول کرتا ہے اس نے نعمان کی حدیث کے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ بشیر نے اپنے بیٹے نعمان کو اپنا سب مال دے دیا تھا اس لیے حضرت ﷺ نے اس کو منع کیا تھا پس نہیں ہے اس میں حجت زیادہ دینے کی ممانعت پر۔ حکایت کیا ہے ابن عبد العزیز نے مالک سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ساتھ اس کے نعمان کی حدیث کی بہت طریقے تصریح کرتے ہیں اس کے ساتھ کہ کچھ مال بخشا تھا۔ اور قرطبی نے کہا کہ سب تاویلوں سے بعید تر یہ تاویل ہے کہ نبی تو صرف اس شخص کو شامل ہے جو اپنا سارا مال اپنی بعض اولاد کو ہبہ کر دے جیسا کہ سحون کا مذہب ہے۔ اور شاید کہ اس نے نہیں سنا لفظ حدیث میں کہ مویوب غلام تھا اور یہ کہ اس نے اس کو ہبہ کیا تھا جب کہ اس کی ماں نے اس کے مال کے بعض سے ہبہ چاہا اور یہ یقیناً معلوم ہے کہ اس کے پاس اس کے علاوہ اور مال تھا، دوم یہ کہ ہبہ مذکورہ بھی جاری نہیں ہوا اور سوائے اس کے نہیں بلکہ بشیر تو حضرت ﷺ مشورہ کرنے کے لیے آیا تھا تو حضرت ﷺ نے اشارہ کیا کہ ایسا نہ کر۔ حکایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور باب کی حدیث کے اکثر طرق میں وہ چیز ہے کہ اس کو رد کرتی ہے، سوم یہ کہ نعمان بڑا تھا اور اس نے مویوب کو قبض نہ کیا تھا پس جائز ہوا باپ کے لیے اس سے رجوع کرنا ذکر کیا اس کو طحاوی نے اور یہ بھی خلاف ہے چیز کا کہ حدیث باب کے اکثر طرق میں ہے خاص کر حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ اس کو پھیر لے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے مقدم ہونے پر وقوع قبض کے اور جس کے ساتھ روایات غالب ہیں کہ نعمان چھوٹا تھا اور اس کا باپ قابض تھا اس کے لیے اس کے کسمن ہونے کی وجہ سے پس حکم کیا حضرت ﷺ نے پھیر لینے کے ساتھ ہبہ مذکور کے بعد اس کے کہ تھا حکم مقبوض میں، چہارم یہ کہ حضرت کا قول کہ اس کو پھیر لے دلیل ہے صحت پر اور اگر ہبہ صحیح نہ ہوتا تو رجوع بھی صحیح نہ ہوتا اور سوائے اس کے نہیں اس کو رجوع کرنے کے لیے حکم اس کے ساتھ کہ باپ کو جائز ہے کہ یہ کہ رجوع کرے اس چیز میں کہ ہبہ کرے اس کو اپنی اولاد کے لیے اگرچہ افضل خلاف اس کا ہے لیکن استحباب برابری کرنے کا راجح ہے اس پر۔ پس اسی لیے اس کو اس کا حکم کیا اور اس استدلال میں نظر ہے اور



ظاہر یہ بات ہے کہ ارجع کے معنی یہ ہیں کہ نہ جاری کر بہ مذکورہ کو اور نہیں لازم آتا اس سے مقدم ہونا صحت بہہ کا پنجم یہ کہ حضرت ﷺ کا قول کہ وَأَشْهَدُ عَلٰی هٰذَا غَيْرِیْ یعنی گواہ کر اس پر میرے علاوہ کسی کو اجازت ہے شاہد بنانے کے لیے اس پر اور حضرت ﷺ اس سے اس لیے باز رہے کہ آپ امام تھے اور گویا کہ آپ نے کہا کہ میں گواہ نہیں ہوتا اور اس لیے کہ امام کی یہ شان نہیں کہ گواہ ہو اس کی شان تو یہ ہے کہ حکم کرے اس کو طحاوی نے حکایت کیا ہے اور راضی ہو اس کے ساتھ ابن قصار اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا امام کے ہونے سے کہ نہیں اس کی شان سے گواہ ہونا یہ کہ باز رہے شہادت کے اٹھانے سے اور نہ اس کے ادا کرنے سے جب کہ اس پر متعین ہو اور تحقیق تصریح کی ہے محبت پکڑنے والے نے اس کے ساتھ کہ امام جب شہادت دے بعض نوابوں کے نزدیک تو جائز ہے۔ اور رہا یہ قول اس کا کہ قول حضرت ﷺ کا گذارہ کر صیغہ اجازت کا ہے تو اس طرح نہیں بلکہ وہ ڈانٹ کے لیے ہے اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتے ہیں اس پر باقی لفظ حدیث کے۔ اور اس کے ساتھ تصریح کی ہے جہور نے اس کی جگہ میں اور ابن حبان نے کہا کہ اشہد امر کا صیغہ ہے اور اس سے مراد جواز کی نفی کرنی۔ ششم تمسک ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ إِلَّا سَوَّيْتُ بَيْنَهُمْ یعنی میں گواہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ تو ان کے درمیان برابری کرے اس پر کہ مراد امر کے استحباب ہے اور نہی کے ساتھ تہزیہ اور یہ جواب خوب ہے اگر نہ ہوتا وارد ہونا ان زیادہ لفظوں کا اس لفظ پر خاص کر کہ یہ روایت بعینہ امر کے صیغہ کے آچکی یعنی ایک روایت میں امر کا صیغہ آچکا ہے چنانچہ فرمایا کہ ان کے درمیان برابری کر۔ ہفتم یہ کہ مسلم میں ابن سیرین سے وہ چیز وارد ہوئی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ محفوظ نعمان کی حدیث میں قَارِبُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ ہے نہ سَوَّوْا یعنی اپنی اولاد کے درمیان نزدیکی کرو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ مخالفین مقاربت کو واجب نہیں کہتے جب کہ برابری کرنے کو واجب نہیں کہتے۔ ہشتم تشبیہ ہے جو واقع ہے بیچ تسویہ کے درمیان ان کے ساتھ تسویہ کے درمیان ان کے بیچ نیکی کرنے ماں باپ کے قرینہ ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر مندب اور استحباب کے لیے ہے۔ لیکن عدم تسویہ کو ظلم کہنا اور مفہوم آپ کے قول سے کہ میں نہیں گواہ ہوتا مگر حق پر دلالت کرتا ہے اس پر کہ امر وجوب کے لیے ہے یا اس کے برخلاف پر دلالت کرتا ہے اور تشبیہ دینے کی روایت کے آخر میں کہا کہ نہیں ہے درست اس وقت۔ نہم عمل دونوں خلیفوں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت ﷺ کے بعد قرینہ ظاہر ہے اس میں کہ امر مندب کے لیے ہے ان کا یہ عمل مالک اور طحاوی نے اور جواب دیا ہے اس سے عروہ نے اس کے ساتھ کہ اس کے بھائی اس کے ساتھ راضی تھے۔ دہم یہ کہ تحقیق اجماع منعقد ہوا ہے اوپر جواز دینے مرد کے مال اپنے کو اپنی اولاد کے غیر کے لیے پس جب اس کو جائز ہے کہ اپنے تمام اولاد کو اپنے مال سے نکالے تو جائز ہے اس کو یہ کہ بعض اولاد کو اس سے نکالے ذکر کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے۔ اور نہیں پوشیدہ ضعف اس کا ساتھ موجود ہونے نفس کے۔ اور بعضوں نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کے قول کا معنی ہے کہ میں

نہیں گواہ ہوتا ظلم پر اور یہ ہے کہ میں نہیں گواہ ہوتا اور میلان کرنے باپ کے بعض اولاد کے لیے بعض کو چھوڑ کر۔ اور اس میں نظر ہے کہ پوشیدہ نہیں اور رد کرتا ہے اس کو روایت میں کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا اور حکایت کی ابن تین نے واودی سے کہ بعض مالکیہ نے حجت پکڑی ہے اجماع کے ساتھ اوپر خلاف ظاہر حدیث نعمان کے پھر اس کو اس پر رد کیا اور نیز استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ باپ کا اپنے بیٹے کے بہہ میں رجوع کرنا صحیح ہے اور اسی طرح ماں کو۔ اور یہی ہے اکثر فقہاء کا قول مگر مالکیہ نے ماں اور باپ کے درمیان فرق کیا ہے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے ماں کے لیے یہ کہ رجوع کرے اگرچہ باپ زندہ ہو سوائے اس کے جب کہ مر جائے اور مقید کیا ہے انہوں نے باپ کو رجوع کو اس چیز کے ساتھ جب کہ بیٹے موہوب لہ نے نیا دین اختیار نہ کیا ہو یا نکاح نہ کیا ہو اور یہی قول ہے اسحاق کا اور امام شافعی نے کہا ہے کہ باپ کو مطلق رجوع کرنا درست ہے اور احمد نے کہا کہ نہیں حلال ہے بہہ کرنے والے کے لیے یہ کہ رجوع کرے اپنے بہہ میں مطلقاً۔ اور کوفہ والے کہتے ہیں کہ اگر موہوب لہ یعنی جس کو بہہ کیا گیا چھوٹا ہو تو باپ کو رجوع کرنا درست نہیں اور اسی طرح اگر بڑا ہو اور بہہ کو قبض کر لیا ہو تو بھی درست نہیں کہتے ہیں کہ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو بہہ کیا ہو یا بالعکس یا ذی رحم کے لیے بہہ کیا ہو تو نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ کسی چیز کے ان میں سے اور موافق ہوا ہے ان کو اسحاق ذی رحم میں اور کہتا ہے کہ عورت کو رجوع کرنا جائز ہے بخلاف خاوند کے اور حجت ہر ایک کی اس سے دراز ہوتی ہے اور جمہور کی حجت باپ کے مستثنیٰ ہونے میں کہ اولاد اور اس کا مال اپنے باپ کا ہے پس یہ درحقیقت رجوع نہیں اور بر تقدیر ہونے اس کے رجوع کے پس اکثر اوقات تقاضہ کرتی ہے مصلحت ادب دینے کی اور مانند اس کی۔ اور نیز اس حدیث میں استہباب ہے الفت کی طرف بھائیوں کے درمیان اور ترک کرنا اس چیز کا کہ ان کے درمیان دشمنی ڈالے یا ماں باپ کی نافرمانی کو پیدا کرے اور یہ کہ بہہ باپ کا اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے جو اس کی پرورش میں ہو نہیں محتاج ہے قبض کی طرف اور یہ کہ اس میں گواہ کرنا بے پرواہ کرتا ہے قبض سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر بہہ سونا چاندی ہو تو ضرور ہے جدا کرنا اس کا اور ظاہر کرنا اس کا اور اس میں کراہت ہے شہادت کے اٹھانے سے اس چیز میں کہ مباح نہیں اور یہ کہ بہہ میں گواہ کرنا درست ہے واجب نہیں۔ اور اس میں جواز میلان کرنے کا ہے بعض اولاد اور بیویوں کی طرف بعض کو چھوڑ کر اگرچہ واجب ہے برابری کرنی ان کے درمیان اس کے غیر میں۔ اور اس میں یہی ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یعنی بڑے بادشاہ کے یہ کہ اٹھا دے گواہی کو اور اس کے فائدے کو ظاہر کرے یا تو اس لیے کہ حکم کرے بیچ اس کے ساتھ علم اپنے کے نزدیک اس کے جو اس کو جائز کہتا ہے یا ادا کرے اس کو نزدیک بعض نوابوں اپنے کے اور اس میں مشروعیت تحصیل کرنے حاکم اور مفتی کی اس چیز میں کہ احتمال استقصال کا رکھتی ہو پوچھنے کی وجہ سے حضرت ﷺ سے کہ کیا اس کے سوا تیری اولاد بھی ہے پس جب اس نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ کیا تو نے سب کو اس کے برابر دیا ہے سو جب اس نے کہا نہیں تو فرمایا کہ میں گواہ نہیں ہوتا پس

اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر کہتے کہ ہاں تو البتہ گواہ ہوتے اور اس میں یہ بھی ہے کہ بہہ کہ صدقہ کہنا جائز ہے اور یہ کہ جائز ہے امام کو کلام کرنا اولاد کی مصلحت میں اور جلدی کرنی طرف قبول کرنے کی اور حکم کرنا حاکم اور مفتی کا تقویٰ اللہ کے ہر حال میں۔ اور اس میں اشارہ ہے عاقبت کے براہونے کی طرف حرص کی اس لیے کہ اگر عمرہ راضی ہوتی اس چیز کے ساتھ کہ بہہ کیا تھا اس کے خاوند نے اپنی اولاد کے لیے البتہ نہ رجوع کرتا اس کے بیچ پس جب سخت ہوئی اس کی بیچ اس کے ثابت کرنے کے تو اس کے باطل ہونے تک نوبت پہنچتی۔ اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے امام اعظم کے لیے یہ کہ رد کرے بہہ اور وصیت کو اس سے کہ بیچانے اس سے بھاگنا بعض وارثوں سے۔ واللہ اعلم (فتح)

بہہ میں گواہ کرنے کا بیان۔

### بَابُ الشَّهَادَةِ فِي الْهَيْبَةِ.

۲۳۹۸۔ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ منبر پر کہتا تھا کہ میرے باپ نے مجھ کو ایک چیز عطا کی تو عمرہ روادہ کی بیٹی یعنی میری ماں نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے یعنی اس بہہ پر سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو جو روادہ کے پیٹ سے ہے ایک چیز بہہ کی ہے اور اس نے مجھ کو کہا کہ میں آپ کو گواہ کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے باقی فرزندوں کو بھی اس کے برابر دیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو سو بشیر پھر آیا اور اپنی بخشش کو پھیر لیا۔

۲۳۹۸۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضِي حَتَّى تَشْهَدَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتُ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَأَمَرْتَنِي أَنْ أَشْهَدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّةً.

بہہ کرنا مرد کا اپنی بیوی کا اور بہہ کرنا بیوی کا اپنے خاوند کو۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جائز ہے یعنی پس نہیں رجوع ہے بیچ اس کے۔ یعنی عمرو بن عبد العزیز نے کہا کہ مرد اور عورت اپنے بہہ میں رجوع نہیں کرتے۔ یعنی اور پروا گئی چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے یہ کہ

بَابُ هَيْبَةِ الرَّجُلِ لِأَمْرَاتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ جَانِزَةٌ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَا يَرْجِعَانِ وَأَسْتَاذُنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَنَهُ فِي أَنْ يُمْرَضَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ وَقَالَ النَّبِيُّ

بیمار چھوڑے جائیں عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں یعنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اپنے بہہ کی چیز کو پھیر لینے والا مانند کتے کی ہے کہ اپنی تے کو چاٹتا ہے۔ یعنی اور زہری نے اس شخص کے حق میں کہا جو اپنی عورت سے کہے کہ مجھ کو اپنا کچھ مہر یا کل مہر بخش دے یعنی سوا اس نے اس کو بخش دیا پھر کچھ دن نہ گزرے کہ اس نے اس کو طلاق دے دی زہری نے کہا کہ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اس کے ساتھ دغا بازی کی ہے تو اس کا مہر اس کو پھیر دے اگر عورت نے اس کو اپنی خوشی سے بخشا ہو اس میں کوئی دھوکہ نہ ہو تو جائز ہے وہ بہہ اور نہیں واجب ہے پھیر دینا اس کا یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر اگر عورتوں تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں دل کی خوشی سے تو کھاؤ وہ رچتا پچتا۔

**فائدہ:** یعنی کیا جائز ہے کسی کے لیے ان دونوں میں سے رجوع کرنا اس میں۔ (فتح)

**فائدہ:** طحاوی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم نے کہا کہ جب بہہ کرے بیوی اپنے خاوند کے لیے یعنی کوئی چیز یا بہہ کرے خاوند اپنی بیوی کے لیے تو بہہ جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے کسی کے لیے دونوں میں سے یہ کہ رجوع کرے اپنے بہہ میں۔

**فائدہ:** اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں نے بہہ کی وہ چیز کہ جس کے وہ مستحق تھی دونوں سے اور نہیں تھا ان کے لیے رجوع مستقبل میں۔ (فتح)

**فائدہ:** اور وجہ اس کے داخل ہونے کی ترجمہ میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا بہہ پھیر لینے والے کی مطلق مذمت کی یعنی کسی کو خاص نہیں کیا پس خاوند اور بیوی اس کے عموم میں داخل ہیں۔ (فتح)

**فائدہ:** اور یہی ہے قول مالکیہ کا اگر قائم کرے عورت اس پر گواہ کو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا قول اس میں مطلق قبول کیا جائے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جائنیں سے رجوع کرنا درست نہیں اور شرح کا قول بھی زہری کے موافق ہے اور شافعی نے کہا کہ نہ پھیر دے اس کو کوئی چیز جب کہ دغا بازی کرے اس سے اگرچہ اس کو ضرر ہو اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ نہیں گناہ ہے ان دونوں پر اس چیز میں کہ بدلہ دے اس کے ساتھ عورت۔ (فتح)

۲۳۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کو بیماری کی شدت ہوئی تو اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں بیمار چھوڑے جائیں یعنی میرے گھر میں بیماری کاٹیں تو بیویوں نے آپ کو اجازت دی پس مردوں کے درمیان نکلے اس حال میں کہ آپ کے دونوں پاؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور تھے درمیان عباس رضی اللہ عنہ کے اور درمیان ایک مرد کے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

۲۴۰۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مانند ہے جو اپنی تے کو پھر نکل جاتا ہے۔

ہبہ کرنا عورت کا اپنے خاوند کے غیر کے لیے۔ اور آزاد کرنا اس کا جب کہ ہو اس کے لیے خاوند پس وہ جائز ہے جب کہ نہ ہو بیوقوف اور بے عقل ہو تو جائز نہیں اللہ نے فرمایا اور مت پکڑو بے عقلوں کو اپنے مال۔

۲۳۹۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا نَقَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَرْوَاجَهُ أَنْ يُمْرَضَ فِي بَيْتِي فَأِذْنٌ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخَطُّ رَجُلَاهُ الْأَرْضَ وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي وَهَلْ تَدْرِي مِنَ الرَّجُلِ الَّذِي لَمْ تَسْمِعِ عَائِشَةُ قَوْلَ لَا قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ.

۲۴۰۰۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هَيْبِهِ كَالْكَلْبِ يَقْبِئُهُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْبِهِ.

بَابُ هَيْبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعَقِبِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً فَإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجْزُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ﴾

فائدہ: اور اس حکم کے ساتھ جمہور نے کہا ہے اور مخالفت کی ہے طاؤس نے اور کہا کہ مطلق منع ہے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے اس کے لیے کہ دے بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے اگرچہ ہوشیار ہو مگر تہائی سے۔ اور لیث سے روایت ہے کہ مطلق جائز نہیں مگر حقیر چیز میں اور جمہور کی دلیل کتاب اور سنت سے بہت ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے طاؤس کے لیے عمرو بن شعیب کی حدیث سے کہ نہیں جائز ہے بخفا عورت کا اپنے مال سے مگر اپنے

خاوند کی اجازت سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے اور ابن بطلال نے کہا کہ باب کی حدیثیں صحیح تر ہیں اور محمول کیا ہے مالک نے ان کو تھوڑی چیز پر اور شہرائی اس کی حد تہائی اور جو اس سے کم ہو۔ (فتح)

۲۴۰۱- اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! نہیں میرے لیے مال مگر جو داخل کیا مجھ پر زبیر نے کہ پس میں خیرات کروں۔ حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ خیرات کر اور نہ بند کر رکھ تو اللہ بھی تجھ پر بند کرے گا۔

۲۴۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي بِمَالٍ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ فَأَتَصَدَّقُ قَالَ تَصَدَّقِي وَلَا تُوَعِّي فَيُوَعِّي عَلَيْكَ.

فائدہ: یعنی بخیل مت بن اور مال کو جمع نہ کر اللہ کے راستے میں دیا کر اللہ بھی تجھ کو دے گا۔

۲۴۰۲- اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ اللہ کے راہ میں خرچ کیا کر اور گن کر مال کو نہ رکھ تو اللہ بھی تجھ کو گن کر دے گا اور مال کو بند نہ کر رکھ اللہ بھی تجھ سے بند کرے گا۔

۲۴۰۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوَعِّي فَيُوَعِّي اللَّهُ عَلَيْكَ.

۲۴۰۳- کریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی آزادی کی اور حضرت رضی اللہ عنہم سے اجازت لی سو جب اس کی باری کا دن ہوا جس میں کہ حضرت رضی اللہ عنہم اس کے پاس آتے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت رضی اللہ عنہم کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ کیا تو نے آزاد کر دی اس نے کہا کہ ہاں حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ خبردار ہو اگر تو وہ لونڈی اپنے ماموں کو دیتی تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

۲۴۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِيدَةً وَكَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ أَشَعَرْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي قَالَ أَوْفَعَلْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَعْطَيْتَهَا أَحْوَالِكَ كَانَ أَعْظَمَ لِأَجْرِكَ. وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ إِنَّ مَيْمُونَةَ أَعْتَقَتْ.

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے رشتہ دار کو ہبہ کرنا افضل ہے آزاد کرنے سے اور تائید کرتی ہے اس کو سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے یعنی اس میں دو ہر ا ثواب ہے لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ رشتہ دار کا ہبہ مطلق افضل ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ مسکین محتاج ہو اور نفع اس کا اس کے ساتھ متعدی ہو اور دوسرا بالعکس۔ اور نسائی کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ پس کیوں نہیں دیا تو نے اس کو اپنے بھائی کی بیٹی کو کہ وہ اس کی بکریاں چراتی پس بیان کی وجہ روایت مذکورہ میں اور محتاج ہونا اس کے قرابتوں کا ہے طرف خادم کی اور نیز حدیث میں نہیں ہے حجت اس پر کہ برادری سے اچھا سلوک کرنا آزاد کرنے سے افضل ہے اس لیے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے حالات کے مختلف ہونے کے ساتھ جیسا کہ میں نے اس کی تقریر کی اور وجہ داخل ہونے میمونہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ترجمہ میں یہ ہے کہ وہ ہوشیار تھی اور یہ کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پہلے آزاد کی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عیب نہ پکڑا بلکہ اشارہ کیا اس کو طرف اس چیز کی کہ وہ افضل ہے پس اگر اس کا تصرف اپنے مال میں جائز نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عتق کو باطل کرتے۔ (فتح)

۲۴۰۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کے نام پر قرعہ نکلتا تھا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور تھے تقسیم کرتے ہر عورت کے لیے ان میں سے دن اس کا اور رات اس کی یعنی ہر ایک کے گھر میں ایک ایک دن رات رہتے تھے سوائے سودہ رضی اللہ عنہا بنت زمعہ کے کہ اس نے اپنی باری کا دن رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی چاہتی تھی۔

۲۴۰۲۔ حَدَّثَنَا جَبَانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَعِي بِذَلِكَ رِضًا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** اس حدیث کی ابتدا میں افک کا قصہ ہے اور اس کی پوری شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ ہر عورت کے لیے تقسیم کیا کرتے تھے تو اس کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں جو رد کرے امام مالک پر اس لیے کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس چیز پر جو تہائی سے زیادہ ہو اور وہ

حاصل جائز ہے اگر ثابت ہو مدعی پر اور وہ یہ ہے کہ نہیں جائز ہے اس کو تصرف اس چیز میں کہ تہائی سے زیادہ ہو مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اس چیز کے لیے کہ اس میں تطبیق ہے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بابُ بَمَنْ يُبْدَأُ بِالْهَدِيَّةِ وَقَالَ بَكْرٌ عَنْ  
عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كَرِيبٍ مَوْلَى ابْنِ  
عَبَّاسٍ إِنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَتْ وَلِيدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا  
وَلَوْ وَصَلَتْ بَعْضُ أَحْوَالِكَ كَانَ أَعْظَمَ  
لِأَجْرِكَ.

ہدیہ کے ساتھ کس سے شروع کیا جائے یعنی جب کئی مستحق ہوں تو کس کو مقدم کیا جائے۔ یعنی کریب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مائلؓ کی بیوی مایمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی آزاد کی تو حضرت مائلؓ نے اس سے فرمایا کہ اگر تو اس کے ساتھ اپنے ماموں سے سلوک کرتی تو تیرا ثواب اس میں بہت بڑا ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے بیچ صفت کے استحقاق سے یعنی صدقہ کے مستحق ہونے میں دونوں برابر ہیں پس مقدم کیا جائے گا قریب اجنبی پر۔ (فتح)

۲۴۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي  
عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
رَجُلٍ مِنْ بَنِي تَيْمٍ بْنِ مَرَّةَ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنْ لِي جَارَيْنِ فَلِي أَيُّهُمَا أُهْدِي قَالَ إِلَى  
أَقْرَبِهِمَا مِنْكَ بَابًا.

۲۴۰۵- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت مائلؓ میرے دو ہمسائے ہیں تو میں دونوں سے کس کی طرف تحفہ بھیجوں؟ حضرت مائلؓ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تجھ سے بہت قریب ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں برابر ہونا ہے صفتوں میں پس مقدم کیا جائے گا جو قریب تر ہے ذات میں۔ (فتح)

بابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الْهَدِيَّةَ لِغِلَّةٍ وَقَالَ  
عَمْرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَتْ الْهَدِيَّةُ فِي  
زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
هَدِيَّةً وَالْيَوْمَ رِشْوَةً.

باب جو نہیں قبول کرتا صدقہ کو علت کی وجہ سے۔ یعنی اور عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ہدیہ حضرت مائلؓ کے زمانے میں ہدیہ تھا اور آج کے دن رشوت ہے۔

فائدہ: یعنی ساتھ کسی سبب کہ کہ فائدے ہو اس سے شک مانند قرض کی اور مانند اس کی یعنی جسے قرض دار اپنے قرض خواہ کو ہدیہ بھیجے۔ (فتح)

فائدہ: پوری روایت اس طرح ہے کہ عمر بن عبد العزیز کو سبب کی خواہش ہوئی پس نہ پائی اس نے اپنے گھر میں کوئی



چیز کہ اس سے سیب خریدے پس ہم اس کے ساتھ سوار ہوئے پس اس کو کچھ لڑکے سیبوں کے طستوں سے ملے اور اس نے اس میں سے ایک سیب لیا اور اس کو سونگھا اور پھر طستوں میں پھیر دیا تو میں نے اس کو اس باب میں کہا اس نے کہا کہ مجھ کو ان کی حاجت نہیں میں نے کہا کہ کیا نہ تھے حضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما اور عمر رضی اللہ عنہما قبول کرتے ہدیہ کو تو اس نے کہا کہ وہ ان کے لیے ہدیہ تھا اور عاملوں کے لیے ان کے بعد رشوت ہے۔ اور رشوت وہ ہے کہ لے جائے بغیر عوض کے اور اس کے لینے والے پر عیب کیا جائے۔ اور ابن عربی نے کہا کہ رشوت ہر وہ مال ہے کہ دیا جائے تاکہ طلب کی جائے اس کے ساتھ ذی جاہ سے مدد اس چیز پر کہ نہیں حلال ہے اور مرثی لینے والا اس کا ہے اور راشی دینے والا اس کا ہے اور راشی وسط ہے اور تحقیق ثابت ہو چکی ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث لعنت کرنے میں راشی اور مرثی میں اور ایک روایت میں راشی اور راشی کا ذکر ہے۔ پھر ابن عربی نے کہا کہ جو تحفہ بھیجتا ہو نہیں خالی ہے اس سے کہ یا تو اس کو مہدی الیہ کی دوستی مقصود ہوتی ہے یا اس کی مدد یا اس کا مال اور سب سے افضل پہلا ہدیہ ہے یعنی جس میں صرف دوستی مقصود ہوتی ہے اور تیسرا جائز ہے اس لیے کہ وہ امید کرتا ہے اس کے ساتھ زیادتی کی نیک وجہ پر اور کبھی مستحق ہوتا اگر ہو محتاج اور ہدیہ بھیجنے والا نہ تکلف کرے نہیں تو مکروہ ہوتا ہے اور کبھی ہوتا ہے سبب دوستی کے لیے اور اس کے عکس کی۔ رہی دوسری قسم پس اگر ہو گناہ کے لیے تو نہیں حلال ہے اور وہ رشوت ہے اور اگر اطاعت اور بندگی کے لیے ہو تو مستحب ہے اور اگر کسی جائز کام کے لیے ہو تو جائز ہے۔ لیکن اگر مہدی لہ حاکم نہ ہو اور اعانت ظلم کو روکنے کے لیے یا حق کے پہنچانے کے لیے ہو تو جائز ہے مگر مستحب ہے اس کو ترک کرنا۔ اور اگر حاکم ہو تو حرام ہے اور بیچ معنی اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو عمر بن عبد العزیز نے حدیث مرفوع ہے کہ عاملوں کے ہدیے غلول ہیں یعنی مال غنیمت میں خیانت کرنا۔ (فتح)

۲۴۰۶۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا کہ اس نے ایک جنگلی گدھا حضرت ﷺ کے پاس تحفہ بھیجا اور حضرت ﷺ ابواء یا ودان میں تھے یہ نام ہیں دو جگہوں کے پاس جھہ کے اور حضرت ﷺ احرام باندھے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت ﷺ نے میرے ہدیے کے پھیر دینے سے میرے چہرے میں ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہماری طرف سے آج تجھ کو پھیر دینا نہیں لیکن ہم تو احرام باندھے ہیں۔

۲۴۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ الصَّعْبَ بْنَ جَثَامَةَ اللَّيْثِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحَشِيٍّ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوَدَّانَ وَهُوَ مُحْرَمٌ فَرَدَّهُ قَالَ صَعْبٌ فَلَمَّا عَرَفَ فِي وَجْهِي رَدَّهُ هَدِيَّتِي

قَالَ لَيْسَ بِنَا رَدِّ عَلَيْكَ وَلَكِنَّا حُرْمٌ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۲۴۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنِ الرَّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ  
عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ الْأُبَيَّةِ عَلَى  
الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا  
أُهْدَى لِي قَالَ فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ  
بَيْتِ أُمِّهِ فَيَنْظُرَ يَهْدِي لَهُ أُمٌّ لَا وَالَّذِي  
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا جَاءَ  
بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ  
بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقْرَةً لَهَا خَوَارٌ أَوْ شَاةٌ  
تَبْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَةَ إِبْطِيهِ  
اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغَتْ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَغَتْ ثَلَاثًا.

۲۴۰۷۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک  
ازدی مرد کو زکوٰۃ کے تحصیل کرنے پر عامل کیا اس کو ابن اُتبیہ  
کہتے تھے سو جب آیا تو کہنے لگا کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھ کو  
ہدیہ ملا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنے  
باپ یا ماں کے گھر میں پس دیکھتا کہ اس کو ہدیہ بھیجا جاتا ہے یہ  
ملتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری  
جان ہے کہ نہ لے گا اس سے کوئی آدمی کچھ مگر کہ اس کو قیامت  
کے دن آئے گا اس کے ساتھ اس حال میں کہ اس کو اپنی  
گردن پر اٹھائے ہوگا اگر اونٹ ہوگا تو اس کے لیے آواز ہوگی  
اور اگر گائے ہوگی تو اس کے لیے بھی آواز ہوگی یا بکری آواز  
کرتی ہوگی پھر حضرت ﷺ نے ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ ہم  
نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

فائدہ: مطابقت ان دونوں حدیثوں کی باب ظاہر ہے۔ اور رہی حدیث صعب کی پس تحقیق حضرت ﷺ نے بیان

کیا علت کو بیچ نہ قبول کرنے ہدیہ کے۔ اس لیے کہ آپ احرام باندھے تھے اور محرم نہیں کھاتا جو کہ اس کے لیے  
شکار کیا جائے اور استنباط کیا ہے اس سے مہلب نے پھیر دینا ہدیہ اس شخص کا جس کا مال حرام ہو یا ظلم کے ساتھ  
معروف ہو۔ اور رہی حدیث ابو حمید کی پس اس لیے کہ عیب لگایا حضرت ﷺ نے ابن اُتبیہ پر اس کے ہدیہ کو قبول  
کرنے پر جو بھیجا گیا اس کی طرف اس لیے کہ وہ عامل تھا۔ اور یہ جو فرمایا کہ کیوں نہ بیٹھا اپنی ماں کے گھر میں اس سے  
معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس حالت میں اس کو تھمہ دیا جائے تو مکروہ نہیں اس لیے کہ وہ بغیر شک کے ہوگا ابن بطلان نے  
کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عاملوں کے ہدیوں کو بیت المال میں رکھا جائے اور یہ کہ عامل اس کا مالک  
نہیں ہوتا مگر یہ کہ طلب کرے اس کو اس کے لیے امام۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَهَبَ هَبَةً أَوْ وَعَدَ عِدَّةً ثُمَّ  
مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ وَقَالَ عَيْدَةٌ إِنْ  
جَبَ كَوْنُهَا حَيْزًا بِنَحْوِهَا يَأْتِيهِ كَرَاهٍ كَرَاهٍ  
اس کے کہ پہنچے وہ چیز طرف موهوب لہ کی۔ یعنی عیدہ

نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والا مر جائے اور ہدیہ کو اپنے مال سے جدا کر دیا ہو یعنی مہدی لہ نے اس کو قبض کر لیا ہو اور حالانکہ مہدی لہ زندہ ہو یعنی وقت قبض کی تو وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے اور اگر اس کو اپنے مال سے جدا نہ کیا تھا تو وہ دینے والے کے وارثوں کے لیے ہے یعنی اور حسن نے کہا کہ جو ان دونوں میں سے پہلے مر جائے پس وہ ہدیہ مہدی لہ کے وارثوں کے لیے ہے جب کہ قبض کرے اس کو اپنی اس کا۔

مَاتَ وَكَانَتْ فَصَلَتِ الْهُدْيَةِ وَالْمُهْدَى لَهُ حَتَّىٰ فِيهِ لَوْرَثَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فَصَلَتِ فِيهِ لَوْرَثَةُ الَّذِي أَهْدَىٰ وَقَالَ الْحَسَنُ أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلَ فِيهِ لَوْرَثَةُ الْمُهْدَىٰ لَهُ إِذَا قَبَضَهَا الرَّسُولُ.

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ یہ ترجمہ کسی حال سے ہبہ میں داخل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس کا بنا بر اس کے ہے کہ نہیں صحیح ہے ہبہ مگر قبض کے ساتھ نہیں تو ہبہ نہیں اور یہ اس کے مذہب کا مقتضی ہے۔ لیکن جو کہتا ہے کہ وہ بدون قبض کے ہے صحیح ہے نام رکھتا ہے اس کا ہبہ۔ اور شاید کہ بخاری نے اس طرف میلان کیا ہے اور اختلاف کا بیان آئندہ باب میں آئے گا۔ ابن بطلان نے کہا کہ نہیں مروی ہے کسی سے سلف میں سے واجب ہونا قضا کا ساتھ وعدے کے یعنی مطلقاً اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کیا گیا ہے مالک سے کہ واجب ہوتا ہے اس سے جو کہ ہوسبب سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ پھرنا ہے اس سے طرف اس کی کہ قبض کرنا اپنی کا مہدی الیہ کے قائم مقام ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہدیہ نہیں منتقل ہوتا مہدی الیہ کی طرف مگر یہ کہ وہ خود اس کو قبض کرے یا وکیل اس کا۔ (فتح)

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ کہا مالک نے مانند قول حسن کی اور احمد اور اسحق نے کہا کہ اگر ہدیہ دینے والے کے اپنی نے اس کو اٹھایا ہو اور اگر اس کو مہدی الیہ کے اپنی نے اٹھایا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے تو عبیدہ کے قول کے معنی میں ایک حدیث بھی آچکی ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی نے ام کلثوم بنت ام سلمہ سے کہ جب حضرت ﷺ نے ام سلمہ سے نکاح کیا تو اس کو فرمایا کہ میں نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف ایک حلہ اور مشک کے اوقیہ ہدیہ بھیجے تھے اور میں نہیں دیکھتا نجاشی کو مگر کہ مر گیا اور میں نہیں دیکھتا اپنے ہدیہ کو مگر کہ پھیرا گیا میری طرف پس اگر مجھ پر پھیرا گیا تو وہ تیرے لیے ہے۔ (فتح)

۲۴۰۸۔ جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح یعنی انگلی بھر بھر کر تین بار دوں گا سو بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا یعنی پھر جب صدیق

۲۴۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُكَدَّرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ

اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پکارنے والے کو حکم کیا سو اس نے لوگوں میں پکارا کہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو یا جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو تو ہمارے پاس آکر ظاہر کرے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دینے کا وعدہ کیا تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو تین لہیں بھر کر دیں۔

أَعْطَيْتَكَ هَكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ حَتَّى تُوَفِّيَ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ أَبُو بَكْرٍ  
مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَاتَيْتُهُ  
فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَعَدَنِي فَحَنِي لِي ثَلَاثًا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض الخمس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسماعیلی نے کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا وہ بہہ نہیں تھا بلکہ وہ وعدہ تھا وصف پر یعنی دونوں ہاتھ بھر کر لیکن جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف ہونا جائز نہیں تو اتارا انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کو بجائے ضمان کے صحت میں فرق کرنے کے لیے ورمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے اس شخص سے کہ جائز ہے کہ وفا کرے یا نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ وجہ وارد کرنے اس کے کی یہ ہے کہ اس نے اتارا ہے ہدیہ کو جب کہ ناقض کیا جائے بجائے وعدے کے۔ اور تحقیق حکم کیا ہے اللہ نے وعدے کو پورا کرنے کا لیکن جمہور کہتے ہیں کہ وہ ندب پر محمول ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ وَقَالَ  
ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ عَلِيَّ بِبَكْرِ صَعْبٍ  
فَاشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ.

کس طرح قبض کیا جائے غلام اور متاع کو۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تھا میں سوار ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خریدا اور فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے ای عبد اللہ۔

فائدہ: یعنی جو کہ بخشا گیا ہے ابن بطلان نے کہا کہ کیفیت قبض کی علماء کے نزدیک ساتھ سپرد کرنے وہب کے ہے اس چیز کی موبوب لہ کی طرف اور گھیرنا موبوب لہ کا اس کے لیے کہا اس نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ شرط صحت ہبہ کی سے گھیرنا ہے یا نہیں۔ پس حکایت کی اس نے خلاف کے اور تحریر اس کی یہ ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ تمام نہیں ہوتا مگر ساتھ قبض کے۔ اور قدیم سے ہے کہ محض عقد سے صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ نہ قبض کیا جائے اور یہی قول ہے ابو ثور اور داؤد کا اور احمد سے روایت ہے کہ صحیح ہوتا ہے بغیر قبض کے معین چیز میں نہ کہ عام چیز میں اور مالک سے بھی قدیم کی طرح روایت ہے اس نے کہا کہ قبض سے پہلے مر جائے اور تہائی سے زیادہ ہو تو وہ وارث کی اجازت کا محتاج ہے پھر ترجمہ کیفیت میں ہے نہ اصل عقد میں گویا کہ اس نے اشارہ کیا اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں شرط ہے حقیقت قبض کی نہ تجلیہ ہے۔ (فتح)

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گذر چکی ہے۔

۲۴۰۹۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلی تقسیم کیے اور ان میں سے مخرمہ کو کچھ نہ دیا تو مخرمہ نے کہا کہ اے میرے چھوٹے بیٹے مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چل تو میں اس کے ساتھ چلا تو مخرمہ نے کہا کہ اندر جا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے لیے بلا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لیے بلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان میں سے ایک قبائلی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قبائلی نے تیرے لیے چھپا رکھی ہے تو مخرمہ نے اس کو دیکھا اور اس کو لیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مخرمہ راضی ہوا؟ یعنی کیا تو مخرمہ راضی ہو گیا یا مخرمہ راضی ہوا؟

۲۴۰۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيَّةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بَنِي أَنْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ خَبَانًا هَذَا لَكَ قَالَ فَظَنَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

باب إِذَا وَهَبَ هَبَةً فَقَبَضَهَا الْآخَرُ وَلَمْ يَقْلُ قَبْلُ. یعنی اگر کوئی کسی کو کچھ بخشے اور دوسرا یعنی جس کو وہ چیز بخشی گئی اس کو قبض کرے اور نہ کہے کہ میں نے قبول کی۔

فائدہ: یعنی تو یہ جائز ہے۔ اور نقل کیا ہے ابن بطلان نے اس میں علماء کا اتفاق۔ اور یہ کہ قبض کرنا ہبہ میں وہ نہایت قبول کرنا ہے اور غافل ہوا ہے ابن بطلان شافعی کے مذہب سے کیونکہ شافعیہ ہبہ میں قبول کی شرط لگاتے ہیں یعنی اس میں یہ کہنا شرط ہے کہ میں نے قبول کیا سوائے ہدیہ کے مگر یہ کہ ہبہ ضمیہ جیسا کہ کہے کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کر دے پس وہ اس کی طرف سے آزاد کر دے پس تحقیق ہوتا ہے اس کے ملک میں بطور ہبہ کے اور اس کی طرف سے آزاد ہو جاتا ہے اور نہیں شرط ہے قبول کرنا اور مقابل اطلاق ابن بطلان کے قول ماروردی کا ہے کہ کہا کہ حسن نے کہا کہ نہیں معتبر ہے قبول کرنا ہبہ میں مانند حلق کی اور کہا کہ یہ قول ہے کہ اس میں وہ تمام علماء کے مخالف ہوا ہے مگر یہ کہ مراد ہدیہ ہو علاوہ ازیں بیچ شرط ہونے قبول کے ہدیہ میں ایک وجہ ہے شافعیہ کے نزدیک۔ (فتح)

۲۴۱۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاک ہونے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا کہ میں رمضان میں اپنی بیوی پر گرایا اس سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو گردن پاتا ہے کہ اس کو

۲۴۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ

فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ تَجِدُ رَقَبَةً قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَطْعَمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا قَالَ لَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ فَقَالَ اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ قَالَ عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَا بَتِيهَا أَهْلٌ بَنِي أَحْوَجَ مِنَّا قَالَ اذْهَبْ فَأَطْعِمَهُ أَهْلَكَ.

آزاد کرے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ پس تو طاقت رکھتا ہے کہ روزے رکھے دو مہینے کے پے درپے اس نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا ایک انصاری مرد ایک عرق (ایک ٹوکرا ہوتا ہے کھجوروں کے پتوں کا اس میں پندرہ چوسیری کھجوریں ساتی ہیں) لایا جس میں کھجوریں تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لے اور صدقہ کر یعنی محتاجوں کو دے تو اس نے کہا کہ کیا میں اس پر صدقہ کروں جو ہم سے زیادہ محتاج ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا دینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہم میں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور وہ ٹوکرا اپنے گھر والوں کو کھلا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الصیام میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے کھجوریں اس مرد کو دیں اور اس نے اس کو قبض کیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے اس کو قبول کیا پھر فرمایا کہ جا اور اپنے گھر والوں کو کھلا۔ اور جو قبول کی شرط لگاتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ کہے کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے پس نہیں حجت ہے اس میں اور نہیں تصریح کی اس میں قبول اور نہ اس کی نفی کے ساتھ۔ اور اعتراض کیا ہے اسماعیل نے اس کے ساتھ کہ حدیث میں یہ بات نہیں کہ وہ ہبہ تھا بلکہ شاید وہ صدقہ تھا تو حضرت ﷺ تقسیم کرنے والے ہوں گے نہ دینے والے اور پہلے گذر چکا ہے کہ یہ صدقہ کا مال تھا۔ اور شاید بخاری نے میلان کیا ہے اس طرف کہ اس میں کچھ فرق نہیں۔ (فتح)

جب کوئی مرد اپنا قرض بخش دے اس کو جس پر اس کا قرض ہو۔ یعنی اور شیبہ نے حکم سے کہا کہ وہ جائز ہے یعنی بخشا قرض کا قرض دار کو۔ یعنی اور حسن بن علی بنی النہما نے اپنے ایک قرض دار کو قرض بخش دیا یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس پر کسی مسلمان کا حق ہو تو چاہیے کہ اس کو دے دے یا اس کو بخشو لے اور یعنی

بَابُ إِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلَى رَجُلٍ قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ هُوَ جَائِزٌ وَوَهَبَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِرَجُلٍ دَيْنَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ حَقٌّ فَلْيُعْطِهِ أَوْ لِيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ فَقَالَ جَابِرٌ قَتَلَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا باپ شہید ہوا اور اس پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض خواہوں سے کہا کہ میرے باپ کی کھجوریں قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں۔

فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُرَمَاءَهُ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَ يُحْلِلُوا أَبِي

**فائدہ:** یعنی تو صحیح ہے اور اگرچہ نہ قبض کیا ہو اس نے اس کو اس سے۔ ابن بطلان نے کہا کہ نہیں ہے اختلاف علماء کے درمیان بیچ صحت بری کرنے کے قرض سے جب کہ وہ بری ہونے کو قبول کرے اور اس میں اختلاف ہے کہ اگر اس کا ایک مرد پر قرض ہو اور وہ اپنا وہ قرض دوسرے کسی کو بخش دے تو یہ صحیح ہے یا نہیں۔ سو جو ہبہ کے صحیح ہونے میں قبض کو شرط کہتا ہے اس کو صحیح نہیں کہتا اور جو شرط نہیں کرتا وہ اس کو صحیح کہتا ہے لیکن شرط کی ہے مالک نے یہ کہ سپرد کرے اس کی طرف قرض کے وثیقہ کو اور گواہ کرے اس کے لیے ساتھ اس کے اپنی جان پر یا گواہی دے اس کے ساتھ اور اطلاع دے اس کو اگر نہ ہو اس کے ساتھ وثیقہ۔ اور شافعیہ کے نزدیک اس میں ایک وجہ ہے اور جزم کیا ہے مارودی نے باطل ہونے کے ساتھ اور صحیح کہا ہے اس کو غزالی نے اور جو اس کے تابع ہے اور عمران وغیرہ نے اس کو صحیح کہا ہے کہتے ہیں کہ خلاف مرتب ہے بیچ پر پس اگر ہم کہیں کہ قرض کا بیچنا غیر قرض دار کے ہاتھ میں صحیح ہے تو ہبہ بطرق اولیٰ جائز ہوگا اور اگر ہم اس کو منع کریں تو ہبہ میں دو وجہیں ہیں۔ (فتح)

**فائدہ:** وجہ دلالت کی اس حدیث سے ہبہ کے قرض کے جواز کے لیے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری کی درمیان اس کے کہ دے اس کو یا اس سے بخشا لے اور نہ شرط لگائی بخشا لینے میں قبض کو۔ (فتح)

۲۴۱۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ جنگ احد کے دن شہید ہوئے تو قرض خواہوں نے اپنے حق کا سخت تقاضہ کیا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا سو میں نے آپ سے کلام کیا کہ قرض خواہوں نے سخت تقاضا کیا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ میرے باغ کا سب میوہ قبول کریں اور باقی قرض میرے باپ کو بخش دیں تو انہوں نے نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میرا باغ نہ دیا یعنی اس کا میوہ اور نہ اس کو ان کے لے درختوں سے توڑا یعنی اس کو ان پر تقسیم نہ کیا لیکن فرمایا کہ میں کل صبح کو تیرے پاس آؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ہمارے پاس تشریف لائے اور کھجوروں

۲۴۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ كَعْبٍ بَنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قِيلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِدَا فَاسْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حَقْوَقِهِمْ فَاتَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْتُهُ فَسَأَلْتُهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا ثَمَرَ حَائِطِي وَيُحْلِلُوا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَائِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ

کے درختوں میں گھومے اور ان کے میوے میں برکت کی دعا کی پھر میں نے ان کو کانا سو میں نے ان کا سب حق ان کو ادا کر دیا اور ان کا کچھ میوہ ہمارے لیے باقی رہا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا اور حالانکہ وہ بیٹھے تھے کہ اے عمر سن تو عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ برکت کیوں نہ ہو تحقیق ہم نے جانا ہے کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں قسم ہے اللہ کی آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

وَلَكِنْ قَالَ سَاعِدُو عَلِيَّكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ  
فَعَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ  
وَدَعَا فِي ثَمَرِهِ بِالْبَرَكَةِ فَجَدَدْتُهَا  
فَقَضَيْتُهُمْ حُقُوقَهُمْ وَبَقِيَ لَنَا مِنْ ثَمَرِهَا  
بَقِيَّةٌ ثُمَّ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمْتُ وَهُوَ جَالِسٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ  
اسْمَعْ وَهُوَ جَالِسٌ يَا عُمَرُ فَقَالَ أَلَا يَكُونُ  
قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّكَ  
لَرَسُولُ اللَّهِ.

**فائدہ:** پکڑا جاتا ہے ترجمہ اس قول سے کہ حضرت ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ اس کے باغ کا میوہ قبول کریں اور باقی قرض معاف کر دیں پس اگر وہ قبول کرتے تو باقی قرض سے اس کا ذمہ پاک ہو جاتا اور ہوتا ترجمہ کے معنی میں۔ اور قرض کا ہبہ کرنا ہے اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو حضرت ﷺ اس کو طلب نہ کرتے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں ہبہ کرنے کے ایک شخص کے جماعت کے لیے یعنی اور اسماء نے قاسم بن محمد اور ابن ابی عتیق کو کہا کہ میں وارث ہوئی ہوں اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مال کی غابہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا پاس مدینے کے اور معاویہ نے مجھ کو اس کے بدلے ایک لاکھ درہم یا دینا دیا ہے پس وہ سب تمہارے لیے ہے۔

بَابُ هِبَةِ الْوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ وَقَالَتْ  
أَسْمَاءُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبْنِ أَبِي  
عَتِيقٍ وَرِثْتُ عَنْ أُخْتِي عَائِشَةَ مَالًا  
بِالْغَابَةِ وَقَدْ أَعْطَانِي بِهِ مُعَاوِيَةَ مِائَةَ أَلْفٍ  
فَهُوَ لَكُمْ.

**فائدہ:** یعنی جائز ہے اگرچہ مشترک چیز ہو۔ ابن بطلال نے کہا کہ امام بخاری کی غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے اور یہی قول جمہور کا ہے برخلاف ابو حنیفہ کے اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اپنے اطلاق پر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ فرق کیا جاتا ہے مشترک چیز کے ہبہ میں اس چیز کے کہ تقسیم ہو سکے اور درمیان اس کے جو تقسیم نہ ہو سکے اور اعتبار ساتھ اس کے وقت قبض کے ہے نہ کہ وقت عقد کے۔ (فتح)

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے۔



۲۴۱۲۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کی دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے کہا کہ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ان کو دوں تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوں میں کہ مقدم کروں کسی کو اپنے حصے پر کہ میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس کے ہاتھ میں دیا۔

۲۴۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشَرَابٍ فَشَرِبَ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاحُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ إِنْ أُذِنَتْ لِي أُعْطِيتُ هُوَ لِأَيِّ فَمَا كُنْتُ لِأُوْثِرَ بِنَبِيِّي مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدًا فَتَلَّهُ فِي يَدِهِ.

**فائدہ:** یہ حدیث شرب میں گزر چکی ہے اور اس کی پوری شرح اشربہ میں آئے گی۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور یہ بطور اوقات کے ہے اور حق جیسا کہ ابن بطلال نے کہا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے سوال کیا یہ کہ اپنا حصہ بوڑھوں کو بخشے اور اس کا حصہ اس سے مشترک تھا جدا نہ ہوا تھا پس معلوم ہوا کہ مشترک چیز کا ہبہ کرنا درست ہے، واللہ اعلم۔

باب ہے بیان میں ہبہ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کے اور مقسومہ اور غیر مقسومہ کے۔ یعنی تحقیق ہبہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے اصحاب نے ہوازن کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائی تھی ان سے اور وہ تقسیم نہ ہوئی تھی۔

بَابُ الْهَبَةِ الْمَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ الْمَقْبُوضَةِ وَالْمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ الْمَقْسُومَةِ وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ لِهَوَازِنَ مَا غَنِمُوا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُومٍ.

**فائدہ:** جہاں تک ہبہ مقبوضہ کی بات ہے یعنی اس چیز کا ہبہ کرنا جو کہ ہبہ کرنے والے کے قبضے میں ہو پس گذر چکا ہے اس کا حکم یعنی پہلے بابوں میں۔ اور زرعی غیر مقبوضہ کی بات پس قبض سے مراد قبض حقیقی ہے اور رہا قبض تقدیری پس نہیں ہے کوئی چارہ اس سے اس لیے کہ جس چیز کو ذکر کیا ہے اس نے ہبہ غنیمت کرنے والوں میں سے ہوازن کے ایچیوں کے لیے وہ چیز کہ غنیمت لائے تھے اس کو پہلے اس سے کہ تقسیم کریں ان کے درمیان اور قبض کریں اس کو پس اس میں نہیں ہے حجت ہبہ کے صحیح ہونے پر بغیر قبض کے اس لیے کہ قبض کرنا ان کا ان کو باعتبار تقدیر کے واقع ہوا تھا یا باعتبار گھیرنے ان کے ان کے لیے مشترک پر۔ ہاں بعض علماء کہتے ہیں کہ شرط ہے ہبہ میں واقع ہونا قبض حقیقی کا اور نہیں کفایت کرتا قبض تقدیری بخلاف بیع کے اور وہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے۔ اور ہبہ کرنا مقسوم چیز کا پس اس کا حکم واضح ہے۔ اور ہبہ کرنا اس چیز کا کہ تقسیم نہیں ہوئی پس یہ مقصود ہے اس جگہ ساتھ اس ترجمہ کے اور یہ مسئلہ

ہبہ مشاع کا ہے اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ہبہ مشترک چیز کا درست ہے خواہ شریک کے لیے ہو یا اس کے بغیر کے لیے، برابر ہے تقسیم ہو یا تقسیم نہ ہو اور ابوحنیفہ سے روایت ہے کہ نہیں صحیح ہے چیز کا اس چیز سے کہ تقسیم کی جائے مشترک ہونے کی حالت میں نہ شریک سے نہ اس کے غیر سے۔ (فتح)

فائدہ: یہ قول بخاری کے اجتہاد سے ہے۔

۲۴۱۳۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں آیا تو آپ نے میرا حق مجھ کو ادا کیا اور کچھ مجھ کو اس پر زیادہ دیا۔

۲۴۱۳۔ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں آئے گی۔

۲۴۱۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اونٹ بیچا سو جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں آ اور دو رکعت نماز پڑھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے مول تولا اور زیادہ تولا پس ہمیشہ رہی اس سے ساتھ میرے کوئی چیز یہاں تک کہ پہنچے اس کو اہل شام دن حرہ کے یعنی جس دن کہ یزید نے اہل مدینہ سے لڑائی کی تھی۔

۲۴۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ بَعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا فِي سَفَرٍ فَلَمَّا آتَيْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ أَنْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ فَوَزَنَ قَالَ شُعْبَةُ أَرَاهُ فَوَزَنَ لِي فَأَرْجَحُ فَمَا زَالَ مَعِيَ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

۲۴۱۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ لایا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آپ کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور آپ کی بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے کہا کہ کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں دودھ ان کو دوں تو لڑکے نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں مقدم کروں گا میں کسی کو اپنے حصے پر جو میں نے آپ سے پایا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اس کو دیا۔

۲۴۱۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِشْرَابٍ وَعَنْ يَمِينِهِ غَلامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ أَشْيَاحٌ فَقَالَ لِلْغَلامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغَلامُ لَا وَاللَّهِ لَا أُؤْذِرُ بِنَبِيِّي مِنْكَ أَحَدًا فَلَنَّهُ فِي يَدِهِ.

فائدہ: اس حدیث کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے۔

۲۴۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کے ایذا دینے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اس لیے کہ حق دار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور فرمایا کہ اس کو اس کے برابر کے اونٹ کا اونٹ خرید دو تو اصحاب نے کہا کہ ہم اونٹ نہیں پاتے مگر زیادہ تر اس کی عمر سے یعنی اس کا اونٹ چھوٹا تھا اور یہ بڑی عمر کا اونٹ ہے پس فرمایا کہ اس کو خریدو اور اس کو دو پس تم لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

فائدہ: یہ حدیث قرض کے باب میں گزر چکی ہے اور اس کی یہی توجیہ ظاہر ہے۔

جب جماعت کسی قوم کے لیے ہبہ کرے یا ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک مرد جماعت کے لیے ہبہ کرے تو اس زیادتی کی حاجت نہیں اس لیے کہ اس کا باب علیحدہ پہلے گزر چکا ہے۔ (فتح)

۲۴۱۷۔ مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قوم ہوازن کے اچی مسلمان ہو کر آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور ہمارے قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرے ساتھ وہ شخص ہیں جن کو تم دیکھتے ہو اور بہت پیاری میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو ایک چیز اختیار کرو خواہ قیدی خواہ مال یعنی دونوں چیزیں تم کو نہیں ملیں گی اور بے شک میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور دس راتیں ان کی انتظار کی تھی جب کہ طائف سے پھرے سو جب ان کو ظاہر ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں

۲۴۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَانَ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَقَالَ اشْتَرُوا لَهُ سِنًا فَأَعْطَوْهَا إِيَّاهُ فَقَالُوا إِنَّا لَا نَجِدُ سِنًا إِلَّا سِنًا هِيَ أَفْضَلُ مِنْ سِنِيهِ قَالَ فَاشْتَرَوْهَا فَأَعْطَوْهَا إِيَّاهُ فَإِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً.

فائدہ: یہ حدیث قرض کے باب میں گزر چکی ہے اور اس کی یہی توجیہ ظاہر ہے۔

۲۴۱۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَقَدْ هَوَّازَنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبِّهَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبِيَّ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھیرنے والے کے ان کو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہم کو ہمارے قیدی پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے لیے اور تعریف کی اللہ کہ ساتھ اس چیز کے کہ اس کو لائق ہے پھر فرمایا حمد اور صلوة کے بعد پس تحقیق تمہارے یہ بھائی آئے ہمارے پاس پس تو بہ کر کے مسلمان اور میں نے مناسب جانا کہ ان کے قیدی یعنی بیوی لڑکے ان کو پھیر دوں سو جو شخص تم میں سے چاہے کہ خوشی سے پھیر دے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر بنا رہے یہاں تک کہ بدلہ دیں ہم اس کو اس مال سے جو اول اللہ ہم کو عنایت کرے تو چاہیے کہ کرے تو لوگوں نے کہا ہم خوش ہوئے ساتھ اس کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پھر جاؤ تا کہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے ظاہر کریں سو لوگ پھر گئے تو ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کے پاس پھر کر آئے اور آپ کو خبر دی کہ وہ راضی ہوئے ہیں ساتھ اس کے اور اجازت دی ہے قیدیوں کے پھیر دینے کی پس یہ ہے جو کہ ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے پہنچا۔

اَنْتَظَرُهُمْ بَضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَاَدٍ اِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَاِنَا نَحْتَارُ سَبِيْنَا فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَاَتَانِي عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا اِخْوَانُكُمْ هُوَلَاءِ جَاؤُنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّي رَاَيْتُ اَنْ اُرْدَ اِلَيْهِمْ سَبِيَّهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطَيَّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَكُوْنَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يَفِيءُ اللهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ طَيَّبْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِيهِ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَاَرْجِعُوْا حَتَّى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرْجِعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ طَيَّبُوْا وَاذْنُوْا. وَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا مِنْ سَبِيْ هَوَاِزِنَ هَذَا اٰخِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ يَعْنِيْ هَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے اصل ترجمہ کے لیے ظاہر ہے اور اس لیے کہ غنیمت لانے والوں نے اور حالانکہ وہ جماعت تھی بہہ کیا بعض غنیمت کو قوم ہوازن کے لیے۔ اور ربی دلالت دوسری زیادتی کے لیے کہ حضرت ﷺ کے لیے ایک حصہ معین تھا تو وہ حضرت ﷺ نے ان کو بخش دیا۔

جب کسی کو ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس اس کے ہم نشین ہوں تو زیادہ حقدار ہے ساتھ اس کے ان سے یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس کے ہم نشین

بَابُ مَنْ اُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ فَهُوَ اَحَقُّ وَيُذَكَّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ جُلَسَاءَهُ شَرَكَاءُ وَلَمْ يَصْحَ.

اس کے شریک ہیں اور یہ روایت صحیح نہیں ہوئی۔  
**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح ہو تو وہ محمول ہے مذہب پر قلیل اور تھوڑے ہدیوں میں اور وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے اس میں عادت ساتھ ترک کرنے جھگڑے کے اور اس کے اس قول میں شبہ ہے اس لیے کہ اگر صحیح ہو تو اعتبار عام لفظ کا ہوگا پس نہ خاص کیا جائے گا تھوڑا بہت سے مگر ساتھ دلیل کے اور لیکن حمل کرنا اس کا مذہب پر پس واضح ہے۔ (فتح)

۲۴۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معین عمر کا اونٹ لیا یعنی قرض تو قرض خواہ تقاضا کرتا آیا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کو کہا کہ تقاضا میں شدت نہ کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقدار کے لیے جگہ ہے کہنے کی پھر ادا کیا اس کو اونٹ بہتر اس کے اونٹ سے اور فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بہتر ہو۔

۲۴۱۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَخَذَ سِنًا فَجَاءَ صَاحِبُهُ يَتَقَضَاهُ فَقَالُوا لَهُ فَقَالَ إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَضَاهُ أَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ وَقَالَ أَفْضَلَكُمْ أَحْسَنَكُمْ قَضَاءً.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح قرض لینے میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے ترجمہ پر یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ ہبہ کیا اور نہ شریک ہوا اس کو اس میں غیر اس کا اور یہ پھرنا ہے بخاری سے طرف اس کی کہ حکم ہدیہ اور ہبہ کا ایک ہے۔ وقد تقدم ما فيه (فتح)

۲۴۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کے ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھ جاتا تھا تو ان کے باپ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے عبد اللہ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کوئی نہیں بڑھتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ تو اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آپ کے لیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خرید پھر فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد اللہ سو کہ ساتھ اس کے جو کچھ کہ چاہے۔

۲۴۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ عَلِيٌّ يَكْرِي صَعْبَ لِعَمَرَ فَكَانَ يَقْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَقُولُ أَبُوهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا يَقْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثِيهِ فَقَالَ عَمْرٌ هُوَ لَكَ فَاشْتَرَاهُ ثُمَّ قَالَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَاصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح بیوع میں گزر چکی ہے اور وہ وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور اسماعیلی نے اس میں نزاع کی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری نے ارادہ کیا ہے الحاق مشاع کا اس میں ساتھ غیر مشاع کے اور الحاق قلیل کا ساتھ کثیر کے فارق کے نہ ہونے کی وجہ سے۔ (فتح)

جب کوئی کسی مرد کو اونٹ بخشے اور حالانکہ وہ اس پر سوار ہو تو وہ جائز ہے یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور میں ایک اونٹ بہت بھڑکنے والے پر سوار تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بیچا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد اللہ۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيرًا لِرَجُلٍ وَهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكُنْتُ عَلَى بَكْرٍ صَعِبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بَعْنِيهِ فَابْتَاعَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ.

**فائدہ:** یعنی تخلیہ بجائے نقل کے ہے پس ہوگی یہ قبض پس صحیح ہوگا بہہ اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ حدیث کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔  
بَابُ هَدِيَّةٍ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا.

باب ہے بیان میں ہدیہ دینے اس چیز کے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا۔

**فائدہ:** اور مراد ساتھ کراہت کے عام ہے اس سے کہ تحریم کے لیے ہو یا تنزیہ کے لیے اور ہدیہ دینا اس چیز کا کہ اس کا پہننا جائز نہیں جائز ہے پس تحقیق اس کے مالک کے لیے جائز ہے تصرف کرنا اس میں ساتھ بیع اور بہہ کے اس کے لیے جس کو اس کا پہننا جائز ہے مانند عورتوں کی اور سمجھا جاتی ہے ترجمہ سے اشارہ منع ہونے کی طرف اس چیز کے کہ نہیں استعمال کی جاتی ہرگز مردوں اور عورتوں کے لیے مانند برتنوں کھانے پینے کے چاندی سونے سے۔ (فتح)

۲۳۲۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک جوڑا ریشمی خط دار یعنی چادر اور تہبند دیکھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ اس کو خریدیں اور اس کو جمعہ کے دن اور ایچیوں کے لیے پہنا کریں یعنی جب کہیں سے ایچی آئے تو بہتر ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۴۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةَ سَيْرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبَسْتُهَا يَوْمَ

فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر ریشمی جوڑے آئے تو حضرت رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت کیا آپ نے مجھ کو حلہ پہنایا ہے اور آپ نے عطارد کے حلے کے حق میں کہا تھا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو ریشمی حلہ اس لیے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے تو پہنایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو کہ مکہ میں تھا اور مشرک تھا۔

الْجُمُعَةِ وَاللَّوْفِدِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْأَخِرَةِ ثُمَّ جَاءَتْ حُلُّ فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرٌ مِنْهَا حُلَّةً وَقَالَ أَكْسَوْتِنِيهَا وَقُلْتُ فِي حُلَّةِ عَطَارِدٍ مَا قُلْتُ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عَمْرٌ أَخَا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا.

فائدہ: مناسبت اس کی باب کے ساتھ ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۴۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آئے اور ان کے پاس اندر نہ گئے اور علی رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ حضرت رضی اللہ عنہ آئے تھے اور بغیر میرے دیکھنے کے پلٹ گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت رضی اللہ عنہ ذکر کی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس کے دروازے پر ایک پردہ خط دار دیکھا اور فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا غرض ہے پھر علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ قول ان سے ذکر کیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ چاہیے کہ حکم کریں مجھ کو اس میں جو کچھ کہ چاہیں حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھیجے اس کو طرف اہل بیت فلاں کی کہ ان کو اس کی حاجت ہے۔

۲۴۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَبُو جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذَلِكَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ عَلِيَّ بَابَهَا سِتْرًا مَوْشِيًّا فَقَالَ مَا لِي وَلِلدُّنْيَا فَاتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَأْمُرَنِي فِيهِ بِمَا شَاءَ قَالَ تَرْسِلُ بِهِ إِلَيَّ فَلَانَ أَهْلٍ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکروہ ہے داخل ہونا اس گھر میں جس میں مکروہ چیز ہو اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کے لیے جو کہ مکروہ رکھا اپنے نفس کے لیے جلدی دی جانے ستھری چیزوں کے سے دنیا میں نہ یہ کہ دروازے کا پردہ حرام ہے۔ (فتح)

۲۴۲۲۔ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک جوڑا ریشمی ہدیہ بھیجا تو میں نے حضرت رضی اللہ عنہ کے چہرے میں غصہ دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم

۲۴۲۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهَبٍ عَنْ

عَلَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدَى إِلَيَّ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيرَاءَ  
فَلَبَسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْفُضْبَ فِي وَجْهِهِ  
فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي.

کیا یعنی ان کو اوڑھنیاں بنا دیں۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ میں نے آپ کے چہرے میں غصہ دیکھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے اس کا پہننا اس کے لیے مکروہ جانا باوجود کہ آپ نے اس کو ان کی طرف ہدیہ بھیجا۔ (فتح)

مشرکین سے ہدیہ کا قبول کرنا یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ ابرہیم علیہ السلام نے سارہ یعنی اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی سو ایک گاؤں میں داخل ہوئے جس میں ایک بادشاہ ظالم تھا تو اس نے کہا کہ اس کو خدمت کے لیے آجر دو یعنی اور حضرت ﷺ کے لیے ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی جس میں زہر ملا تھا یعنی اور ابوحمید نے کہا کہ ایلہ کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ایک خچر سفید ہدیہ بھیجی تو حضرت ﷺ نے اس کو چادر پہنائی یعنی بطور انعام کے اور اس کے شہر کی حکومت اس کو لکھ دی۔

بَابُ قَبُولِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَقَالَ  
أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
بِسَارَةَ فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ أَوْ جَبَّارٌ  
فَقَالَ أَعْطَوْهَا آجَرَ وَأَهْدَيْتَ لِلنَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً فِيهَا سَمٌّ  
وَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ أَهْدَى إِلَيَّ مَلِكٌ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ  
وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ.

فائدہ: یعنی جائز ہے اور شاید کے بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ جو حدیث مشرک کے ہدیہ کے پھیر دینے میں آئی ہے وہ ضعیف ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مشرک نے حضرت ﷺ کے ہدیہ بھیجا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک اونٹنی ہدیہ بھیجی گئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرکین کی جھاگ سے منع ہوا ہوں ترمذی اور ابن خزیمہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور دارود کی بخاری نے کئی حدیثیں جو جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ سو طبری نے تطبیق دی ہے ان کے درمیان بائیں طور کہ منع وہ ہے جو خاص آپ کو ہدیہ بھیجا گیا اور جائز وہ ہے جو مسلمانوں کے لیے ہدیہ بھیجا گیا اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جواز کی دلیلوں کے جملہ سے وہ چیز ہے کہ اس میں خاص آپ کے لیے ہدیہ واقع ہوا ہے۔ اور اس کے غیر نے یہ تطبیق دی ہے کہ منع اس کے حق میں ہے کہ امید کی جائے اس کے ساتھ الفت دینے اس کے کی اسلام پر اور یہ تطبیق قوی تر ہے پہلی تطبیق سے۔ اور بعض



کہتے ہیں کہ قبول کرنا اس کے حق میں محمول ہے جو اہل کتاب سے ہو اور پھیر دینا اس شخص پر ہے جو بت پرست ہو اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا کسی حاکم کو اس کا قبول کرنا درست نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ منع کی حدیثیں منسوخ ہیں ساتھ قبول کی حدیثوں سے اور بالکس دعویٰ کرتے ہیں اور یہ تینوں جواب ضعیف ہیں پس نسخ نہیں ثابت ہوتا احتمال کے ساتھ اور نہ تحقیق۔

**فائدہ:** یہ حدیث پوری احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ اور وجہ دلالت کی اس سے ظاہر ہے اور وہ یہی ہے اس پر کہ پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لیے شریعت ہے جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شریعت میں وہ چیز کہ جو اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ ہماری شریعت سے اس کا انکار وارد نہ ہو۔

**فائدہ:** یہ حدیث آئندہ آئے گی۔

**فائدہ:** ایلہ ایک شہر معروف کا نام ہے یعنی سمندر کے کنارے پر اس راہ میں جس سے مصر کے لوگ مکے کو آتے ہیں اور اب وہ خراب اور ویران ہے وہاں کوئی آدمی نہیں بستا۔

۲۴۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کو ایک جبہ سندس کا ہدیہ بھیجا گیا اور حضرت ﷺ ریشم کے استعمال کرنے سے منع فرماتے تھے تو لوگوں نے اس سے تعجب کیا تو فرمایا کہ قسم اس کی جس کے بازو میں میری جان ہے کہ البتہ بہشت میں سعد بن معاذ کا رومال اس سے عمدہ اور نرم تر ہے اور سعید نے قنادہ سے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اکیدر دومہ نے حضرت ﷺ کو ہدیہ بھیجا۔

۲۴۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَنَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبَّةً سُودِيَّةً وَكَانَ يَنْهَى عَنْ حَرِيرٍ فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا. وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسٍ إِنَّ أُكَيْدِرَ دَوْمَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔ اور مراد بخاری کی بیان کرنا اس شخص کا ہے جس نے ہدیہ بھیجا حضرت ﷺ کو تاکہ ظاہر ہو مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ۔

**فائدہ:** دومہ ایک شہر کا نام حجاز اور شام کے درمیان قریب تبوک کے اس میں کھجوریں ہیں اور بھیتی ہے اور قلعہ دس منزل ہے مدینے سے اور اکیدر اس کا بادشاہ تھا نصرانی مذہب رکھتا تھا حضرت ﷺ نے خالد کو کچھ لشکر دے کر بھیجا وہ اس کو قید کر کے لے آئے اس نے جزیہ دینا قبول کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ (فتح)

۲۴۲۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت ﷺ کے پاس ایک بکری بھنی ہوئی لائی جس میں زہر ملا تھا حضرت ﷺ نے اس سے کھایا پھر لوگ اس کو پکڑ لائے تو انہوں نے کہا کہ کیا ہم اس کو مار نہ ڈالیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہمیشہ حضرت ﷺ کے تالو میں اس کا اثر پاتا تھا یعنی کبھی کبھی حضرت ﷺ اس کی تاثیر سے بیمار ہو جاتے تھے یا آپ کے چہرے میں اس کی تاثیر پاتا تھا باسب متغیر ہونے رنگ اس کے کے زہر کی تاثیر سے۔

۲۴۲۵۔ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے یعنی سفر میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ اناج ہے پس ناگہاں ایک مرد کے پاس ایک صاع یا مانند اس کی اناج تھا یعنی آنا پس گوندھا گیا پھر ایک مشرک مرد پر اگندہ بال دراز قد بکریاں ہانکتا لایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو بیچتا ہے یا بہہ کرتا ہے اس نے کہا نہیں بلکہ بیچتا ہوں تو حضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی اور حضرت ﷺ نے کلیجے کے بھوننے کا حکم دیا اور قسم ہے اللہ کی کہ ایک سو تیس آدمی میں کوئی نہ تھا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کلیجے سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اگر حاضر تھا تو خود اس کو دیا اور اگر غائب تھا تو اس کے لیے رکھ چھوڑا۔ پھر اس کے گوشت سے دو کا سے بھرے تو سب نے کھایا اور ہم آسودہ ہوئے اور دونوں کاسوں میں کچھ گوشت باقی رہا سو ہم نے اس کو اونٹ پر اٹھایا۔

۲۴۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيَّةً آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَعَجِبْنَا بِهَا فَقِيلَ أَلَا نَقْتُلُهَا قَالَ لَا فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۴۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا الْمُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوَهُ فَعَجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيلٌ بَعْنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً أَوْ قَالَ أَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَأَشْرَى مِنْهُ شَاةً فَصَنَعَتْ وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى وَ أَيْمُ اللَّهِ مَا فِي الثَّلَاثِينَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ حُرَّةٌ مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَ لَهُ فَجَعَلَ

مِنْهَا قَصَصَيْنِ فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَشَبَعْنَا  
لَفَضَلْتِ الْقَصَصَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ أَوْ  
كَمَا قَالَ.

فائدہ: احتمال ہے کہ سب نے اکٹھے ہو کر دونوں پیالوں پر کھایا ہو پس اس میں دوسرا معجزہ ہوگا کہ ان میں سب لوگوں کے ہاتھ یکبارگی سامنے اور احتمال ہے کہ انہوں نے اس سے فی الجملہ کھایا عام تر اجتماع اور افتراق سے۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک کے ہدیے کا قبول کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو بیچتا ہے یا ہدیہ دیتا ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ بت پرست کے ہدیے کو نہ قبول کیا جائے اور کتابی کے ہدیے کو قبول کیا جائے تو اس کا قول فاسد ہے اس لیے کہ یہ گنوار بت پرست تھا۔ اور اس میں اچھا سلوک کرنا ہے ضرورت کے وقت اور ظاہر ہونے برکت کے وقت جمع ہونے کھانے پر اور قسم کھانی ہے تاکید خبر کے لیے اگر چہ مخبر صادق ہو۔ اور اس میں معجزہ ظاہر اور نشانی باہرہ کہ جو اناج صاع کی مقدار سے کم تھا وہ بہت ہو گیا اور اسی طرح گوشت بھی بہت ہو گیا یہاں تک کہ اتنے آدمیوں نے کھایا اور پھر بیچ بھی گیا۔ (فتح)

بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ وَقَوْلِ اللَّهِ  
تَعَالَى ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ  
يُقَاتِلُواكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُواكُمْ  
مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا  
إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾

مشرکین کو ہدیہ بھیجنے کا بیان یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے کہ نہیں لڑتے تم سے امر دین میں اور نہیں نکالتے تم کو اپنے گھروں سے یہ کہ نیکی کرو ان کے ساتھ اور عدل کرو طرف ان کی ساتھ پورا کرنے وعدے کے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔

فائدہ: اور مراد اس سے بیان اس شخص کا ہے جس کے ساتھ ان میں سے نیکی کرنی جائز ہے اور یہ کہ ہدیہ دینا مشرک نہ مطلق منع ہے اور نہ مطلق ثابت ہے پھرنے کی اور صلہ رحمی اور احسان کرنا محبت اور دوستی کو مستزم نہیں جس کی ممانعت آچکی ہے اس آیت میں کہ نہ پائے تو ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں کہ دوست رکھیں اس شخص کو جو اللہ اور رسول کو دشمن رکھے اس لیے کہ وہ عام ہے اس کے حق میں جو لڑے اور جو نہ لڑے۔ (فتح)

۲۴۲۶- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا  
سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
رَأَى عُمَرُ حُلَّةَ عَلِيٍّ رَجُلٍ تَبَاعَ فَقَالَ

لِنَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَعَ هَذِهِ الْحَلَّةَ تَلْبَسُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوَفْدُ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذَا مَنْ لَا عِلَاقَ لَهُ فِي الْأَخِرَةِ فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحَلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عَمَرَ مِنْهَا بِحَلَّةٍ فَقَالَ عَمَرُ كَيْفَ آتَيْتَهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَكْسُهَا لِتَلْبَسَهَا تَبِعَهَا أَوْ تَكْسُوهَا فَأَرْسَلَ بِهَا عَمَرُ إِلَى أَخِي لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِمَ.

۲۳۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد کے پاس ایک جوڑا ریشمی بکتا دیکھا تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اس جوڑے کو خرید لیں کہ اس کو جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب کہ آپ کے پاس ایلچی آئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قسم کے جوڑے لائے گئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو کس طرح پہنوں اور حالانکہ آپ نے اس سے منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر میں نے اس کو تیرے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تو اس کے پہنے بلکہ بیچے تو اس کو یا پہنائے کسی کو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکہ میں بھیجا پہلے اس سے کہ مسلمان ہو۔

**فائدہ:** اور غرض اس سے یہاں اس قول سے یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے بھائی کی طرف مکہ میں بھیجا اس سے کہ مسلمان ہو اور یہ بھائی ان کا ماں کی طرف سے تھا یا رضاعی بھائی تھا۔ (فتح)

۲۶۲۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ أُسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكَ.

۲۳۲۷۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس آئی اور وہ مشرک تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا اور حالانکہ وہ اسلام سے منہ پھیرنے والی ہے کہ کیا پس میں اس سے سلوک کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اپنی ماں سے سلوک کرو۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ دار کے ساتھ مال وغیرہ سے اچھا سلوک کیا جائے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ واجب ہے نفقہ ماں یا کافر کا اگرچہ اولاد مسلمان ہو اور محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا اہل حرب سے بیچ وقت امن کے اور سفر کرنا قربت والے کی زیارت کے لیے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم قتل کی آیت سے منسوخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿لَا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُواكُمْ فِي الدِّينِ﴾ الایۃ اس کے حق میں اتری اور بعض کہتے ہیں کہ مشرکین کے حق میں اتری جو مسلمانوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے اور ان دونوں میں منافات نہیں اس لیے کہ سبب خاص ہے اور لفظ عام ہے پس شامل ہوگا ہر اس شخص کو کہ اسماء کی ماں کے معنی میں ہو۔ (فتح)

بَابُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هَبْتِهِ  
وَصَدَقْتِهِ.  
نہیں حلال ہے کسی کو کہ اپنے ہبہ اور صدقہ میں رجوع کرے۔

فائدہ: اسی طرح یقین کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ حکم کے اس مسئلہ میں دلیل کے قوی ہونے کی وجہ سے اس کے نزدیک اس میں اور باب الہبۃ للوالدین پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں کہ باپ کو اپنی اولاد کے ہبہ میں رجوع کرنا درست ہے پس ممکن ہے کہ اس کے نزدیک باپ کو رجوع کرنا صحیح ہے ہو اگرچہ بغیر عذر کے حرام ہے۔ اور اختلاف کیا ہے خلف نے اصل مسئلہ میں اور ہم نے ان کے مذاہب کی تفصیل کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہیں فرق ہے حکم میں ہدیہ اور ہبہ کے درمیان مگر صدقہ میں اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ نہیں جائز ہے رجوع کرنا بیچ اس کے بعد قبض کے۔ (فتح)

۲۴۲۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا  
هَشَامٌ وَشُعْبَةُ قَالََا حَدَّثَنَا قَنَادَةُ عَنْ سَعِيدِ  
بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْتِهِ.  
۲۴۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی دی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی تے کو پھر نکل جاتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نہیں جانتا تے کو مگر حرام۔

۲۴۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ  
عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ  
لَنَا مَثَلُ السُّوءِ الَّذِي يَعُودُ فِي هَبْتِهِ  
كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْتِهِ.  
۲۴۲۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے ہم کو مثل بری اپنی بخشی چیز کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی تے کو پھر نکل جاتا ہے۔

**فائدہ:** یہ جو فرمایا کہ نہیں لائق ہم کو مثل بری تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں کے گروہ کو لائق نہیں کہ متصف ہوں ساتھ بری صفتوں کے کہ مشابہ ہوں ہم کو اس میں خسیں تر حیوانوں کا اخس حالات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ آخرت کے ساتھ ایمان نہیں لاتے ان کے لیے بری مثل ہے اور اللہ کے لیے بلند مثل ہے اور شاید یہ بلیغ تر ہے جھڑک میں اس سے اور زیادہ تردالت کرنے والا ہے تحریم پر اس سے کہ اگر کہتے مثلاً کہ ہبہ کو پھیر نہ لوجہوہ علماء کا مذہب ہے کہ ہبہ میں قبض کے بعد رجوع کرنا حرام ہے مگر باپ کو اپنے بیٹے کے ہبہ میں جائز ہے تطبیق دینے کے لیے اس حدیث میں اور نعمان کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے اور طحاوی نے کہا کہ آپ کا قول لا تحل تحریم کو لازم نہیں پکڑتا اور وہ اس حدیث کی طرح ہے کہ نہیں حلال ہے صدقہ مال دار کے لیے بلکہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں حلال ہے اس کے لیے اس لیے کہ وہ حلال ہے اس کے غیر کے لیے صاحب حاجت سے اور مراد مبالغہ کرنا کراہت میں ہے۔ اور قول آپ کا كَالْعَانِدِ فِي قَيْبِهِ اگرچہ تحریم کا تقاضہ کرتا ہے تے کے حرام ہونے کی وجہ سے لیکن كَالْكَلْبِ كَالْفِظِ جو دوسری روایت میں آچکا ہے دلالت کرتا ہے اس کے نا حرام ہونے اس لیے کہ کتا مکلف نہیں پس نہیں ہے تے ان پر حرام اور مراد بچنا ہے فصل سے کہ کتے کے مشابہ ہو اور تعاقب کیا گیا اس کے ساتھ کہ یہ تاویل بعید ہے اور حدیثوں کا سیاق اس کے مخالف ہے اس طرح کہ شرع کی عرف میں ایسی چیزوں سے مراد مبالغہ ہوتا ہے جھڑک نہیں۔ (فتح)

۲۴۴۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى فَرْسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَصَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُحْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدَرْهَمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ الْعَانِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَمُودُ فِي قَيْبِهِ.

۲۴۳۰- عمر فاروق رضي الله عنه سے روایت ہے کہ میں نے اپنا گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چرنے کے لیے دیا تو اس نے اس کو ضائع کیا یعنی چارہ نہ دیا دبل کر ڈالو میں نے چاہا کہ وہ مول لے اس کا اور میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو سستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت عليه السلام سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت عليه السلام نے فرمایا کہ مت مول لے اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے۔ سو بے شک اپنے صدقے کا پھیر لینے والا کتے کی مثل ہے کہ اپنی تے کو پھر نگل جاتا ہے۔

**فائدہ:** یہ جو فرمایا کہ میں نے اپنا گھوڑا اس کو چرنے کے لیے دیا ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ملک کر دیا تھا تاکہ اس کے ساتھ جہاد کرے اس لیے کہ اگر چڑھانا بند کرنے کا ہوتا تو اس کا بیچنا اس کو جائز نہ ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس حالت کو پہنچا تھا کہ نہیں ممکن تھا فائدہ اٹھانا اس کے ساتھ اس چیز میں کہ جس کیا تھا اس کے بیچ اس کے اور وہ محتاج ہے اس کے ثابت ہونے کی طرف اور دلالت کرتا ہے اس کے مالک کرنے پر حضرت عليه السلام کا قول 'محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ'

الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ اور اگر جس یہ کہ صرف اس سے فائدہ اٹھائیں اور بیع وغیرہ کے ساتھ اس میں تصرف نہ کرے یا وقف ہوتا تو یوں فرماتے اپنے جس میں یا وقف میں بنا بر اس کے پس سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ وقف پس نہیں حجت ہے اس میں اس کے لیے جو وقف کی بیع کو جائز رکھتا ہے جب اس نہایت کو پہنچے کہ ناممکن ہو فائدہ اٹھانا اس سے اس چیز میں کہ اس کو اس میں وقف کیا اور خریدنے کو رجوع نام رکھا تو اس لیے کہ عادت جاری ہے کہ ایسے وقت میں خریدار کو سستی چیز ملتی ہے پس جتنی مقدار میں اس کو سستی چیز ملتی ہے اتنی مقدار میں رجوع بولا گیا اور اشارہ کیا سستی ہونے کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ بائع اس کا مالک ہو گیا تھا۔ اور اگر جس کرنے والا ہوتا تو نہ ہوتا اس کے لیے یہ کہ بیچ اس کو مگر زیادہ قیمت کے ساتھ اور نہ آسان جانتا چھوڑنا کسی چیز کا اس سے اگرچہ مشتری وہی جس کرنے والا ہوتا۔ اور اسماعیلی نے اس پر شبہ کیا ہے اور کہا کہ جب شرط واقف کرنے والے کی یہ ہے کہ نہ بیچا جائے اصل اس کا اور نہ بہہ کیا جائے تو کس طرح جائز ہو بیچنا گھوڑے موہوب کا اور کس طرح نہ منع کیا گیا بائع اس کا پس شاید معنی اس کے یہ ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو صدقہ ٹھہرایا تھا کہ جس کو حضرت رضی اللہ عنہ مناسب جانیں اس کو دیں تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس مرد کو دیا پس جاری ہوا اس سے جو مذکور ہوا۔ اور تعلیل مذکور سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر اپنے مول سے زیادہ مول کے ساتھ بیچا جائے تو اس کو نہی مذکور شامل نہ ہوگی۔ اور حاصل کیا ہے جمہور نے اس نہی کو خریدنے کی صورت میں نہی تنزیہی پر۔ اور ایک قوم نے اس کو تحریم پر حمل کیا ہے۔ پھر قرطبی وغیرہ نے کہا کہ یہی ظاہر ہے پھر زجر مذکور مخصوص ہے ساتھ مذکورہ صورت کے اور جو اس کے مشابہ ہے نہ جب کہ رد کرے اس کو اس کی طرف میراث مثلاً یعنی میراث کی وجہ سے اس کو ہاتھ آئے اور طبری نے کہا کہ خاص کیا جاتا ہے عموم اس حدیث میں وہ شخص کہ بہہ کرے ساتھ شرط ثواب کے اور جو باپ ہو اور اس کی اولاد موہوب ہو اور بہہ کہ نہیں قبض کیا گیا اور جس کو میراث بہہ کرنے والے کی طرف رد کرے حدیثوں کے ثابت ہونے کی وجہ سے ساتھ مخصوص ہونے ان تمام صورتوں کے لیکن جو اس کے سوا ہے مانند مال دار کی کہ بدلہ دے فقیر کو اور مانند اس شخص کی کہ صلہ رحمی کرے تو نہیں رجوع ان کے لیے۔ اور جس میں مطلق رجوع نہیں وہ صدقہ ہے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آخرت کے ثواب کا۔ اور اگر کوئی کہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو ظاہر کیوں کیا اور حالانکہ چھپانا اس کا رنج تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ شاید جس شخص کو انہوں نے اونٹ دیا تھا اس نے اس کو مشہور کر دیا تھا پس دور ہوا چھپانا اور ظاہر ہے محل کتمان کا تو صرف فعل کے وقت یا اس سے پہلے ہے۔ اور احتمال ہے کہ محل ترجیح کتمان کا اس وقت ہو جب کہ اپنے نفس پر ریا اور خود پسندی کا خوف کرے اور جب اس سے امن ہو مانند امر کی تو نہیں۔ (فتح)

۲۴۲۱۔ بَابُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى ۲۴۳۱۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحیب کے بیٹوں نے جو بنی جدعان کا آزاد کیا ہوا غلام تھا دعویٰ کیا

دو گھر کا اور ایک حجرہ کا کہ حضرت ﷺ نے یہ صہیب یعنی ہمارے باپ کو دیا تھا تو مردان نے کہا کہ کون ہے کہ گواہی دے تمہارے لیے اس پر انہوں نے کہا کہ ابن عمر۔ تو مروان نے اس کو بلایا تو اس نے گواہی دی بے شک حضرت ﷺ نے دو گھر اور ایک حجرہ دیا تو مروان نے ان کی گواہی سے حکم کیا۔

أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جَدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْنِي وَحُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى ذَلِكَ صُهَيْبًا فَقَالَ مَرَّوَانُ مَنْ يَشْهَدُ لَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا ابْنُ عَمْرٍو فَدَعَاهُ لَشَهِيدَ لَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُهَيْبًا بَيْنِي وَحُجْرَةَ فَقَضَى مَرَّوَانُ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ.

فائدہ: یہ باب بجائے فصل کے پہلے باب سے اور مناسبت اس کی پہلے باب کے ساتھ یہ ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے بعد ثبوت ہونے عطا حضرت ﷺ کے لیے صہیب کے نہ تفصیل پوچھی کہ کیا رجوع کیا تھا یا نہیں پس معلوم ہوا کہ بہہ میں رجوع نہیں۔ (فتح)

باب بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ عمرے اور رقبے کے۔ یعنی میں نے اس کو عمر بھر کو گھر دیا پس یہ ہے معنی عمری کا یعنی میں نے اس کو اس کی ملک کر دیا۔ یعنی اسْتَعْمَرْتُمْ كُمْ کے معنی جو قرآن میں واقع ہیں یہ ہیں کہ تم کو عمارت کرنے والے ٹھہرایا یعنی آباد کرنے والے زمین کو۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْعُمَرَى وَالرُّقْبَى  
أَعْمَرْتُمُ الدَّارَ فَهِيَ عُمَرَى جَعَلْتَهَا لَكَ  
﴿اسْتَعْمَرْتُمْ فِيهَا﴾ جَعَلْتُمْ عُمَارًا.

فائدہ: عمری اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنا مکان کسی کو دے اس طرح کہ یہ مکان میں نے تجھ کو تیری عمر تک دیا اور رقبے یہ ہے کہ کہے کہ میں یہ مکان تجھ کو دیتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ اگر میں تجھ سے پہلے مروں تو یہ مکان تیرے ہی پاس رہے اور اگر تو مجھ سے پہلے مرے تو پھر آئے میری طرف۔ اور یہ لوگ جاہلیت کے وقت کیا کرتے تھے۔ اور جمہور اس پر ہیں کہ عمری جب واقع ہو تو لینے والے کی ملک ہو جاتا ہے اور پہلے کی طرف نہیں پھرتا مگر یہ کہ صریحاً اس کی شرط لگائے اور نیز جمہور کا یہ مذہب ہے کہ عمری صحیح ہے مگر جو بعض لوگوں سے اور داود اور ایک گروہ سے منکح ہے لیکن ابن حزم اس کی صحت کا قائل ہے اور وہ شیخ ہے۔ ظاہر یہ کہ پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے کہ کس طرف متوجہ ہوتی ہے جمہور کہتے ہیں کہ گردن کی طرف متوجہ ہوتی ہے یعنی لینے والا اس کی گردن کا مالک ہو جاتا ہے مانند تمام ہوں کی یہاں تک کہ اگر عمری دیا گیا غلام ہو اور موہوب لہ اس کو آزاد کر دے تو جاری ہوتی ہے آزادی بخلاف



واہب کے کہ اس کے آزاد کرنے سے آزاد نہیں ہوتا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لینے والا منفعت کا مالک ہوتا ہے گردن کا نہیں ہوتا اور یہی قول مالک رحمہ اللہ کا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے کہ قدیم میں اور اس کے ساتھ عاریت یا وقف کا معاملہ کیا جاتا اس میں مالکیہ کے نزدیک دو روایتیں ہیں اور حنفیہ سے روایت ہے کہ تملیک عمریٰ میں متوجہ ہوتی ہے گردن کی طرف اور رقمی میں منفعت کی طرف اور ان سے یہ روایت بھی ہے کہ رقمی باطل ہے۔ اور قول بخاری رحمہ اللہ کا **أَعْمَرْتُهُ الدَّارَ فَهِيَ عُمَرَى جَعَلْتُهَا لَهُ** اشارہ کیا ہے اس کے ساتھ اس کے اصل کی طرف اور جعل کا لفظ بولا اس لیے کہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ موہوب لہ کے ملک ہو جاتا ہے مانند جمہور کے قول کے۔ اور نہیں دیکھتا کہ وہ عاریت ہے کما سیاتی تصریحہ بدلک۔ (فتح)

**فائدہ:** اور بعض کہتے ہیں کہ تمہاری عمر دراز کی اور بعض کہتے ہیں کہ تم کو اس کی امارت میں اجازت دی۔ (فتح)

۲۴۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمَرَى أَنَهَا لِمَنْ وَهَبَتْ لَهُ.

۲۴۲۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ عمریٰ کے کہ وہ اس کے لیے ہے کہ جس کو بخشا گیا۔

**فائدہ:** اور ایک روایت میں زہری سے ہے کہ جو شخص اس کے لیے عمریٰ کیا گیا اور اس کے وارثوں کے اور تحقیق وہ شخص اس کے لیے جس کو عمریٰ دیا گیا یعنی اس کے ملک ہو جاتا ہے دینے والے یعنی مالک کی طرف نہیں پھرتا اس لیے کہ دینے والے نے دیا کہ واقع ہوئی اس میں میراث یعنی لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کو پہنچے گا دینے والے کی طرف رجوع نہیں کرے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے قول نے اس کا حق کاٹ دیا اور وہ اس کے لیے کہ عمریٰ دیا گیا اس کے وارثوں کے لیے کہ اس میں علت کا ذکر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جس عمریٰ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جائز رکھا ہے یہ ہے کہ کہے مالک کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے اور تیرے وارثوں کے لیے ہے اور جب مطلق کہے کہ یہ عمریٰ تیرے لیے ہے جب تک جو زندہ رہے تو پس وہ عمریٰ پھر آتا ہے لینے والے کی طرف۔ اور ایک روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا کہ اپنے مالوں کو اپنے پاس روک رکھو اور ان کو فاسد نہ کرو پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص کہ دیتا ہے کسی کو بطور عمریٰ کے پس وہ عمریٰ اس شخص کے لیے کہ عمریٰ کیا گیا حالت زندگی میں اور حالت موت میں اور اس کی اولاد کے لیے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عمریٰ تین قسم کا ہے ایک یہ کہ کہے کہ وہ تیرے لیے ہے اور تیری اولاد کے لیے ہے اور یہ اس میں صریح ہے کہ یہ موہوب لہ کے لیے ہے اور اس کی اولاد کے لیے ہے۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ تیرے لیے ہے جب تک کہ تو زندہ رہے اور جب تو مر جائے تو میری طرف لوٹ آئے گا پس عاریت موقتہ ہے یعنی ایک وقت معین تک اور صحیح ہے۔ پس

جب مر جائے تو لوٹ آتا ہے دینے والے کی طرف اور یہ دونوں قسم زہری کی روایت سے معلوم ہوتی ہیں اور یہی اکثر علماء کا قول ہے۔ اور اس کو ترجیح دی ہے اس کو شافعیوں کی ایک جماعت نے اور ان کے اکثر کے نزدیک اصح یہ ہے کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹتا اور ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ شرط فاسد ہے پس لغو ہوگی اور اس کی حجت ہم باب کے آخر میں ذکر کریں گے۔ تیسری قسم یہ کہ مطلق کہے کہ میں نے یہ مکان تجھ کو عمر بھر کے لیے دیا اور ابو زبیر کی روایت دلالت کرتی ہے کہ اس کا حکم پہلی قسم کی طرح ہے اور یہ کہ وہ دینے والے کی طرف نہیں پھرتا اور یہی قول جمہور کا ہے اور یہی جدید قول ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور قدیم میں کہا کہ یہ عقد اصل سے باطل ہے اور ایک روایت اس سے امام مالک کے قول کی مانند ہے اور نسائی نے روایت کی ہے کہ قتادہ نے حکایت کی کہ سلیمان بن ہشام نے فقہاء سے یہ مسئلہ پوچھا یعنی مطلق ہونے کی صورت میں تو ذکر کیا اس کے لیے قتادہ نے حسن وغیرہ سے اور ذکر کی اس کے لیے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ وہ جائز ہے۔

**تَقْبِيْلُهُ:** باب باندھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے رقمی کے ساتھ اور نہیں ذکر کیا مگر دو حدیثوں کو جو عمریٰ میں وارد ہیں اور شاید کہ اس کے نزدیک دونوں کا ایک ہی معنی ہیں۔ اور یہ قول جمہور کا ہے اور امام ابو حنیفہ اور مالک اور محمد کا یہ مذہب ہے کہ رقمی منع ہے اور ابو یوسف جمہور کے موافق ہے اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رقمی اور عمریٰ سے اور رقمی یہ ہے کہ کہے آدمی آدمی کے لیے کہ وہ تیرے لیے ہے عمر تیری اور اس میں اختلاف ہے کہ نبی کس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے اظہر یہ ہے کہ وہ حکم کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متوجہ ہے صرف جاہلی لفظ کی طرف اور حکم منسوخ کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نبی سوائے اس کے نہیں کہ منع کرتی ہے صحت اس چیز کو کہ فائدہ دے منہی عنہ کو پورا فائدہ۔ رہی یہ بات کہ جب کہ ہو صحت منہی عنہ کو ضرر اور اس کے مرتکب پر تو نہیں منع کرتا ہے صحت اس کی کو مانند طلاق کی حالت حیض میں۔ اور صحت عمریٰ ضرر ہے معمر پر اس لیے کہ اس کی ملک دور ہوتی ہے اس سے بغیر عوض کے اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ نبی کو تحریم پر محمول کیا جائے اور کراہت پر محمول کیا جائے تو اس کی حاجت نہیں اور قرینہ پھیرنے والا وہ ہے جو حدیث کے آخر میں مذکور ہے اس کے حکم کے بیان کرنے سے اور تصریح کرنا ہے اس کے ساتھ اس کا قول کہ عمریٰ جائز ہے اور بعض حذاق نے کہا کہ اجازت عمریٰ اور رقمی کی بعید ہے قیاس اصول سے لیکن حدیث مقدم ہے۔ اور اگر مراد منفعت ہوتی جیسا کہ مالک کہتے ہیں تو اس سے منع نہ ہوتا اور ظاہر یہ ہے کہ ساتھ اس کے مقصود عرب کا مگر مالک کرنا گردن کا شرط مذکورہ کے ساتھ۔ (فتح) پس آئی شرح ان کے ناک کے خاک آلودہ کرنے کی پس صحیح کیا عقد کو اوپر لغت بہ محمودہ کے اور باطل کیا شرط کو جو مخالف تھی اس کے لیے پس وہ مشابہ ہے رجوع کو بہہ میں اور تحقیق صحیح ہو چکی ہے نبی اس سے۔ اور تشبیہ دیا گیا کہتے کے ساتھ کہ اپنی قے کو پھر نگل جائے اور ایک روایت ہے کہ عمریٰ اس کے لیے ہے جس کو عمریٰ دیا گیا اور رقمی اس کے لیے کہ جس کو رقمی دیا گیا اور اپنی وی چیز کو لینے

والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی تے کو چائے۔ پس شرط رجوع کی جو مقارن ہو عقد کے لیے رجوع کی طرح ہے جو بعد عقد کے ہو پس منع ہو اس سے اور حکم ہوا کہ یا تو اس کو مطلق باقی رکھے یا اس کو مطلق نکال دے۔ اور اگر اس کو اس برخلاف نکالے تو شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا اس کی ناک کے خاک آلودہ کرنے کے لیے۔ اور وہ مانند باطل کرنے شرط ولا کی ہے اس کے لیے جو غلام بیچے۔ کما تقدم في قصة بريدة (فتح)

۲۴۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمری جائز ہے۔

۲۴۳۳۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرِيُّ جَائِزَةٌ. وَقَالَ عَطَاءٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

فائدہ: سمجھا ہے قنادہ نے اور حالانکہ وہ حدیث کاراوی ہے اس اطلاق سے وہ چیز کہ میں نے اس سے حکایت کی یعنی اطلاق کی صورت میں عمری دینے والے کے ملک سے نکل جاتا ہے اس کے مرنے کے بعد دینے والے کی طرف پھر نہیں آتا اور حمل کیا ہے اس کو زہری نے تفصیل مذکورہ پر۔ (فتح)

باب مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الْفُرْسَ وَالذَّابَّةَ وَغَيْرَهَا. باب ہے بیان میں اس شخص کے جو لوگوں سے گھوڑا اور چوپایہ وغیرہ مانگے۔

فائدہ: عاریت کے معنی شرع میں ہے منافع کا بخشنا ہے سوائے گردن کے۔ اور جائز ہے وقت معین کرنا اس کے لیے اور عاریت کا حکم یہ ہے کہ اگر عاریت لینے والے کے ہاتھ میں تلف ہو جائے تو اس کا ضامن ہوتا ہے مگر اس چیز میں جب کہ ہو یہ وجہ سے کہ اجازت دی گئی ہو اس میں، یہ قول جمہور کا ہے اور مالکیہ اور حنفیہ سے یہ ہے کہ اگر تعدی نہ کرے تو ضامن نہیں ہوتا اور اس باب میں بہت حدیثیں آچکی ہیں ان میں سب سے مشہور یہ حدیث ہے کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاریت کی جائے یعنی اس کا مالک پہنچانا واجب ہے اور ضامن ضمان پھیرنے والا ہے یعنی جو کوئی کسی کے قرض وغیرہ کا ضامن لازم ہے اس کو اس کا ادا کرنا۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے اور اس کے ساتھ استدلال کرنے میں نظر ہے اور اس میں دلالت نہیں ضمانت پھیرنے پر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ حکم کرتے ہیں تم کو یہ کہ ادا کرو ان امانتوں کو ان کے مالکوں کی طرف۔ اور جب تلف ہو جائے تو نہیں لازم ہے پھیر دینا اس کا۔ ہاں ثمرہ سے روایت ہے کہ ہاتھ پر ہے وہ چیز کہ لی یہاں تک کہ اس کو ادا کرے پس یہ حدیث ثابت ہو تو اس میں حجت ہے جمہور کے لیے۔ (فتح)

۲۴۳۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینہ میں دشمن کا ڈر ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے عاریت گھوڑا لیا اس کو مندوب کہا جاتا تھا۔ سو اس پر سوار ہو کر گئے یعنی جس طرف سے دشمن کا خوف معلوم ہوا تھا سو جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا اور اس گھوڑے کا قدم توڑ دیا پایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے گھوڑا وغیرہ عاریت لینا درست ہے۔

بابُ الإِسْتَاوَارَةِ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ الْبِنَاءِ۔  
شادی نکاح کے وقت دلہن کے لیے کپڑا مانگنا یعنی نکاح کرنے کے وقت۔

۲۴۳۵۔ امین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اس پر ایک کرتا مونے کپڑے کا تھا کہ اس کا مول پانچ ورہم تھا تو اس نے کہا کہ اپنی آنکھ اٹھا کر میری لونڈی کو دیکھ کہ وہ تکبر کرتی ہے کہ اس کو گھر میں پہننے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ان میں سے میرے پاس ایک کرتا تھا سو مدینہ میں کوئی عورت زینت نہ کی جاتی تھی مگر کہ وہ کسی کو میرے پاس بھیجتی تھی کہ اس کو عاریت لے۔

۲۴۳۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ بْنُ أَيْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْعُ فِطْرٍ لَمَنْ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ: أَرْفَعُ بَصْرَ كَالِي جَارِيَتِي أَنْظُرُ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تَرْهِي أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتْ أَمْرًا تُقَيَّنُ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أُرْسِلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دلہن کے لیے کپڑا عاریت لینا معمول کا عمل ہے اور مرغوب فیہ ہے اور وہ معیوب نہیں سمجھا جاتا اور اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی تواضع اور ان کا حلم اور ان کا نرمی کرنا اس کی عتاب میں اور اس کا ایثار اس چیز کے ساتھ کہ اس کی طرف ہے حاجت ہے اس کے نزدیک۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ الْمَنِيحَةِ۔  
باب ہے بیان میں فضیلت دینے دودھ والے جانور کے

دودھ پینے کے لیے۔

فائدہ: منیجہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی اپنے ساتھی کو صلہ دے یعنی بطور حسن سلوک کے کچھ دے۔ اور دوسرا یہ کہ دے کسی کو بکری یا اونٹنی کہ اس کے دودھ کے ساتھ فائدہ اٹھائے اور اس کی اون کے ساتھ کچھ مدت تک پھر وہ

مالک کو لوٹا دے اور باب کی پہلی حدیثوں سے مراد عاریت دودھ والے جانور کی ہے تاکہ اس کا دودھ لیا جائے پھر مالک کو دیا جائے۔ (ح)

۲۴۳۶۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی خوب دودھ والی کیا اچھا صدقہ ہے اور بکری خوب دودھار کیا اچھا صدقہ ہے خیرات کو کہ صبح کو ایک برتن بھر دودھ دے اور شام کو دوسرا برتن بھر دودھ دے۔

۲۴۳۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ میں آئے اور ان کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا یعنی ان کا مال اسباب سب کچھ کے میں رہ گیا تھا اور انصار زمین اور املاک والے تھے پس تقسیم کیا ان سے انصار نے اس چیز پر کہ ہر سال ان کو اپنے باغوں کا میوہ دیں اور کنایت کریں ان سے عمل اور محنت کو یعنی محنت فقط انصار ہی کریں مہاجرین نہ کریں اور اس کی ماں یعنی انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی ماں تھی اور انس رضی اللہ عنہ کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجوروں کے درخت دیے ہوئے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا امامہ کی ماں کو دیں ابن شہاب نے کہا کہ خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینہ کی طرف پھرے تو پھیر دیں مہاجرین نے انصار کو ان کی عطا کی چیزیں جو انہوں نے ان کو اپنے میوں سے عطا کیں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی ماں کو اس کے کھجوروں کے درخت بھیج دیے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بدلے اپنے باغ

۲۴۳۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الْمَنِيحَةُ اللَّيْقَةُ الصَّفِيُّ مَنِحَةٌ وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ تَعْدُو بِإِنَاءٍ وَتَرُوحُ بِإِنَاءٍ. حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ. ۲۴۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ مَكَّةَ وَكَانَ بَأْيْدِيهِمْ يَعْنِي شَيْئًا وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَهْلَ الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ فَكَاسَمَهُمُ الْأَنْصَارُ عَلَى أَنْ يُعْطَوْهُمْ ثَمَارَ أَمْوَالِهِمْ كُلِّ عَامٍ وَيَكْفُوهُمْ الْعَمَلَ وَالْمَنُونَةَ وَكَانَتِ أُمُّهُ أُمُّ أَنَسِ أُمَّ سَلِيمٍ كَانَتْ أُمَّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ فَكَانَتْ أَعْطَتْ أُمَّ أَنَسِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَاقًا فَأَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتِهِ أُمَّ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ أَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ رَدًّا

میں سے کھجوریں دیں۔

الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَاحِمَهُمُ الَّتِي كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّهِ عِدَاقَهَا وَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَائِهِنَّ مِنْ حَائِطِهِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ بِهَذَا وَقَالَ مَكَائِهِنَّ مِنْ خَالِصِهِ.

۲۴۳۸۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چالیس خصلتیں ہیں ان میں سے سب سے اعلیٰ اور عمدہ غیر کو بکری عاریت دینی ہے کہ اس کا دودھ پیئے نہیں کوئی ایسا عامل جو عمل کرے ایک خصلت پر ان چالیس خصلتوں سے ثواب کی امید پر اور اس کے دعویٰ کو سچا جان کر مگر کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو حسان نے اس کے راوی نے کہا کہ جو خصلتیں کہ بکری کے عطا کرنے سے کم ہیں مانند سلام اور چھیننے والے کے جواب کی اور دور کرنے تکلیف دینے والی چیز کے راہ سے اور مانند اس کی ان کو ہم نے گنا تو ہم پندرہ خصلتوں تک بھی نہ پہنچ سکے۔

۲۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلُولِيِّ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءً ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقٌ مَوْعُودِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهَا الْجَنَّةَ. قَالَ حَسَّانٌ لَعَدَدْنَا مَا دُونَ مَنِيحَةِ الْعَنْزِ مِنْ رَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتِ الْفَاعِطِ وَإِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَنَحْوِهِ فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَبْلُغَ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً.

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ وہ چالیس خصلتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھیں لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ اس میں ایک معنی ہے کہ وہ ہمارے لیے زیادہ نفع والی نہ تھیں اور وہ خوف ہے یہ کہ وہ تعین ان کے ترک کرنے والے کے لیے ان کے غیر میں نیکیوں کی قسموں میں سے۔ (فتح)

۲۴۳۹۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگوں کے پاس زیادہ زمینیں تھیں تو ہم ان کو چوتھائی اور نصف پر کرایہ دیتے تھے یعنی جو پیدا ہو وہ آپس میں بانٹ لیں گے تو

۲۴۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِرِجَالٍ مِثَالِ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زمین ہو چاہیے کہ اس میں کھیتی کرے یا اپنے بھائی مسلمان کو عاریت دے کہ وہ کھیتی کرے اور اگر عاریت سے انکار کرے تو اپنی زمین رہنے دے۔

فُضُولُ أَرْضَيْنِ فَقَالُوا نَوَاجِرُهَا بِاللُّثْثِ وَالرُّبْعِ وَالنِّصْفِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيُزْرِعْهَا أَوْ لِيَمْنُحْهَا أَخَاهُ فَإِنَّ أَبِي فَلْيَمْسِكْ أَرْضَهُ.

فائدہ: یہ حدیث مزارعت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ لفظ ہے کہ چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو عاریت دے۔

ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت ﷺ کے پاس آیا تو آپ سے ہجرت کا حال پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وائے مجال تو البتہ ہجرت کا امر تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس ادوتس ہیں اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دوہتا ہے یعنی محتاجوں کو دیتا ہے اس نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح کیا کر اپنے گاؤں میں جو شہری سے پڑے ہیں سو بے شک اللہ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الرَّهْرِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهَجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ الْهَجْرَةَ شَانِهَا شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَحْلِبُهَا يَوْمَ وَرُدِّهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبَحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتْرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ بھلا تو ان کو دودھ پینے کے لیے عاریت بھی دیتا ہے اس نے کہا ہاں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ دودھ والا جانور کو دودھ پینے کے لیے عاریت دینے کی بڑی فضیلت ہے۔ (فتح)

۲۳۳۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک زمین کی طرف نکلی جو کھیتی کے سبب سے جنبش کرتی تھی یعنی بڑے زور میں تھی تو فرمایا کہ یہ زمین کس کی ہے لوگوں نے کہا کہ فلاں نے اس کو کرائے لیا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کہ اگر وہ کھیتی کرنے کے لیے کسی کو عاریت دیتا تو بہتر ہوتا اس کے لیے اس سے کہ لے اس پر اجرت معلوم یعنی

۲۴۴۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَعْلَمُهُمْ بِذَلِكَ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أَرْضٍ تَهْتَزُّ زَرْحًا فَقَالَ لِمَنْ هَذِهِ فَقَالُوا أَكْثَرَاهَا

کرا یہ معین۔

فَلَا نَفَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَوْ مَنَحَهَا إِيَّاهُ كَانَ خَيْرًا  
لَّهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَجْرًا مَعْلُومًا.

فائدہ: یہ حدیث بھی مزارعت میں گزر چکی ہے اور اس سے مراد اس جگہ وہ چیز ہے کہ جو حضرت ﷺ کے قول سے

دلالت کرتی ہے کہ اگر وہ اس کو عاریت دیتا تو وہ اس کے لیے بہتر ہوتا عاریت دینے کی چیز کی فضیلت پر۔ (فتح)

جب کوئی کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم ٹھہرائی بنا بر  
عرف اور رواج لوگوں کے تو یہ جائز ہے یعنی اس کے حکم  
کا حوالہ عرف پر کرنا۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ یہ  
عاریت ہے یعنی ہبہ نہیں اور اگر کہے کہ میں نے تجھ کو یہ  
کپڑا پہنایا تو یہ ہبہ ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَخَذْتُكَ هَذِهِ الْجَارِيَةَ  
عَلَى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائِزٌ وَقَالَ  
بَعْضُ النَّاسِ هَذِهِ عَارِيَةٌ وَإِنْ قَالَ  
كَسَوْتُكَ هَذَا الثَّوْبَ فَهُوَ هِبَةٌ.

۲۴۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ  
نے سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہجرت کی تو انہوں نے اس کو خدمت  
کے لیے آجردی وہ پھر آئی اور کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے  
کافر کو نا امید پھیرا اور خدمت کے لیے لونڈی دی۔

۲۴۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ بَسَارَةَ  
فَأَعْطَوْهَا أَجْرًا فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ أَشَعَرْتُ أَنْ  
اللَّهُ كَبَّتِ الْكَاذِبَ وَأَخَذَمَ وَوَلِيدَةَ. وَقَالَ ابْنُ  
سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَهَا هَاجِرًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں آئے گی۔ ابن بطلان نے کہا کہ نہیں میں جانتا اختلاف کہ جو شخص کہ  
کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم بنائی اور اس نے خاص اس کی خدمت ہبہ کی اس لیے کہ خادم ٹھہرانا نہیں لازم  
پکڑتا گردن کے مالک کرنے کو جیسا کہ گھر میں بسانا نہیں چاہتا گھر کے مالک کرنے کو۔ اور استدلال کرنا بخاری رضی اللہ عنہ  
کا ساتھ قول حضرت ﷺ کے اس نے سارہ رضی اللہ عنہا کو خدمت کے لیے آجردی ہبہ پر صحیح نہیں اور سوائے اس کے نہیں  
کہ صحیح ہوتا ہبہ اس قصے میں اس قول سے کہ اس کو آجردو۔ اور نہیں اختلاف ہے علماء کا اس میں کہ اگر کہے کہ میں نے  
تجھ کو یہ کپڑا پہنایا یا ایک مدت معین تک تو اس کے لیے شرط اس کی ہے اور اگر مدت ذکر نہ کرے تو ہبہ ہے اور اللہ نے  
فرمایا کہ پس کفارہ اس کا کھانا دس مسکینوں کا ہے یا لباس ان کا اور نہیں مختلف ہے است کہ یہ طعام کا ملک کرنا ہے اور  
لباس کا اور ظاہر ہے کہ نہیں مخالف ہے بخاری اس چیز کو کہ ذکر کیا ہے اس نے اس کو وقت مطلق کہنے کے اور سوائے  
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



اس کے نہیں کے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ کوئی قرینہ پایا جائے کہ عرف پر دلالت کرے تو اس پر حمل کیا جائے گا اور نہیں تو وضع پر ہے دونوں جگہوں میں پس اگر جاری ہوئی درمیان کسی قوم کے عرف سچ اتارنے اخدام کے بجائے ہبہ کے اور مطلق چھوڑے اس کو شخص اور اس کا مقصود مالک کرنے کا ہو تو جاری ہوتی ہے تملیک اور جو کہے کہ وہ ہر حال میں عاریت ہے تو وہ اس کے مخالف ہے۔ (فتح)

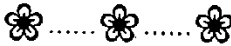
بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلَى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمْرَى وَالصَّدَقَةِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَهٗ أَنْ يَرْجَعَ فِيهَا.

جب کسی کو اللہ کے راہ میں چرنے کے لیے گھوڑا دے تو وہ مانند عمری اور صدقہ کی ہے یعنی اس میں رجوع کرنا درست نہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس کو اس میں رجوع کرنا جائز ہے۔

۲۴۴۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو اللہ کے راہ میں ایک گھوڑا چڑھنے کو دیا سو میں نے اس کو دیکھا کہ بیچا جاتا ہے سو میں نے حضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں اس کو خرید لوں؟ تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

۲۴۴۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَيْتَهُ يَبَاعُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدُّ فِي صَدَقَتِكَ.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور ابن بطلال نے کہا جو چیز کہ ہو گھوڑے پر چڑھانے سے تملیک محمول علیہ کے ساتھ قول اس کے کہ وہ تیرے لیے ہے تو یہ مانند صدقہ کی ہے پس جب اس کو قبض کر لے تو اس میں رجوع کرنا جائز نہیں اور جو چیز کہ ہو اس سے بند کرنا اللہ کی راہ میں تو مانند وقف کی ہے نہیں جائز ہے اس میں رجوع کرنا جمہور کے نزدیک۔ اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ بندہ کہنا باطل ہے ہر چیز میں اور ظاہر یہ ہے کہ بخاری رضی اللہ عنہ کی مراد اشارہ کرنا ہے اس شخص پر رد کرنے کی طرف جو کہتا ہے کہ ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے اگرچہ بیگانے آدمی کے لیے ہوں نہیں تو ہم پہلے تقریر کر چکے ہیں کہ گھوڑا سواری کے لیے دینا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں تملیک تھی، اور جو کہتا ہے کہ وہ بندہ کہتا تھا اس کا قول بعید ہے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ کتاب الوقف میں آئے گا۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

کِتَابُ الشَّهَادَاتِ

تائید: شہادت خبر دینی ہے یقین سے ماخوذ ہے شہود سے یعنی حضور سے اس لیے کہ شاہد مشاہد ہے یعنی دیکھنے والا ہے اس چیز کے لیے کہ غائب ہے اس کے غیر سے۔ (فتح)

باب ہے اس بیان میں کہ گواہی مدعی پر ہے۔ اس آیت کی وجہ سے کہ اے ایمان والو جس وقت معاملہ کرو تم ادہار کا کسی وعدے مقرر تک تو اس کو لکھو آخر آیت تک یعنی واللہ بكل شئی علیہ تک یعنی اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کے لیے اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا بما تعملون خبیر تک۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْتَةِ عَلَى الْمَدْعَى لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَحَدٍ مِّنْكُمْ فَأَكْتَبُوهُ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَخْسُ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمْلَئَ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشَّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ وَلَا يَأْبَ الشَّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمٌ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا

بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا  
تَكْتُبُوهَا وَأَشْهَدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا  
يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفَعَّلُوا فَإِنَّهُ  
فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيَعْلَمُكُمْ  
اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ.

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ  
عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ  
إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا  
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوُّوا  
أَوْ تَعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ  
خَبِيرًا).

**فائدہ:** امام بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی یا تو اس لیے کہ آیات کے ساتھ کلمت کی یا اس لیے کہ اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جو رہن میں گزر چکی ہے اور شک آخر کا باب اور وہ قسم ہے مدعی علیہ پر آئندہ آئے گا۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ وجہ استدلال کی آیت کے ساتھ ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اگر مدعی کا قول قبول ہوتا تو نہ حاجت ہوتی گواہ کرنے اور نہ لکھنے حقوق کے پس اس کا امر دلالت کرتا ہے کہ اس کی حاجت ہے اور یہ شامل ہے اس کو کہ گواہ مدعی پر ہیں اور اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اس کو جس پر حق ہے لکھنے کا تو یہ تقاضہ کرے گی تصدیق اس کی اس چیز میں کہ اقرار کرے اس کے ساتھ اور جب مصدق ہوا تو گواہ اس پر ہے جو اس کے جھٹلانے کا دعویٰ کرے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَدَلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ لَا  
نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا أَوْ قَالَ مَا عَلِمْتُ إِلَّا  
خَيْرًا.

جب ایک مرد دوسرے مرد کو تعدیل کرے پس کہے کہ میں نہیں جانتا مگر بھلائی یا بجائے اس کے ماضی کا صیغہ بولے تو تعدیل ہوتی ہے۔

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ حکایت کی ہے طحاوی نے ابو یوسف سے کہ جب یہ کہے تو اس کی شہادت قبول کی جاتی ہے اور نہیں ذکر کیا خلاف کو فیوں سے بیچ اس کے اور ان کی دلیل ایک کی حدیث ہے اور مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ تزکیہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ کہے رضا ساتھ قصر کے اور شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہاں تک کہ کہے عدل اور ضرور ہے کہ حرکت کرنے والا اس کے حال باطن کو پہچانتا ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کہنے سے کہ نہیں جانتے

ہم مگر بھلائی یہ کہ نہ ہو اس میں شر۔ اور رہا حجت پکڑنا ان کا اسامہ کے قصے سے پس جواب دیا ہے مہلب نے اس کا اس طرح کہ یہ واقعہ ہوا تھا اس زمانے میں کہ اس کے لوگوں کا اللہ تعالیٰ نے تزکیہ کر دیا تھا اور ان میں حرج نہایت کم تھی پس کافی تھا ان کی تعدیل میں کہ کہا جاتا کہ نہیں جانتے ہم مگر بھلائی ہی۔ اور رہا آج کا دن پس حرج لوگوں میں اکثر ہے پس ضرور ہے نص کرنی عدالت پر۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری نے حکم کے ساتھ تعین نہیں کی قوی ہونے اختلاف کی وجہ سے۔ (فتح)

۲۴۴۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اہل اقلک نے ان کے حق میں کہا جو کچھ کہہا اور اتنے دن وحی نہ آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما کو بلایا اس حال میں کہ مشورہ پوچھتے تھے ان سے اپنی بیوی کی جدائی میں سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی جو آپ کی بیوی ہو اس سے ایسے خفا ہونے کی گنجائش نہیں پس نہیں جانتے ہم اس سے مگر بہتر یا اور بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں جانتی میں اس پر کسی امر کو کہ عیب کروں میں اس کو مگر زیادہ تر اس سے کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے یعنی آٹے سے غافل ہو جاتی ہے اس کو ڈھانکتی نہیں پس بکری آکر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے کہ میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری بیوی کے حق میں پہنچی سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک۔

۲۴۴۳۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النَّمِيرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْلَکِ مَا قَالُوا فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَأَسَامَةَ حِينَ اسْتَلَبَتِ الْوَحْيَ يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَقَالَ أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَقَالَتْ بَرِيرَةُ إِنَّ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَعْمَصُهُ أَكْثَرَ مِنْ أَنِّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْدِرُنَا فِي رَجُلٍ بَلَّغْنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر سورہ نور میں آئے گی ابن نمیر نے کہا کہ تعدیل تو جاری کرنا ہے شہادت کے لیے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے گواہی نہیں دی تھی اور نہ اس کو تعدیل کی حاجت تھی۔ اس لیے کہ اس برات ہے اور وہ صرف اس کی

محتاج تھی کہ تہمت اس سے دور ہو یہاں تک کہ ہو دعویٰ اس پر ساتھ اس کے غیر مقبول اور نہ شبہ اس کا پس کافی ہے اس قدر میں یہ لفظ پس نہ ہوگی اس شخص کے لیے جو کفایت کرتا ہے تعدیل میں قول کے ساتھ کہ لَا أَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا حجت۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمُخْتَبِيِّ وَأَجَازَهُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ وَكَذَلِكَ يُفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَابْنُ سِيرِينَ وَعَطَاءٌ وَقَتَادَةُ السَّمْعُ شَهَادَةٌ وَكَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ لَمْ يُشْهَدُونِي عَلَى شَيْءٍ وَإِنِّي سَمِعْتُ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے شہادت چھپنے والے کی کا یعنی جو گواہی اٹھانے کے وقت حاضر نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو کہ گواہی اٹھائے۔ یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو عمرو بن حریث نے یعنی گواہی اٹھانے کے وقت چھپنے کو اور کہا اس نے اسی طرح کیا جاتا ہے ساتھ جھوٹے گناہگار کے۔ یعنی اور شعبی اور ابن سیرین اور عطاء اور قتادہ نے کہا کہ سننا گواہی ہے۔ یعنی اور حسن بصری کہتے تھے کہ اگر کوئی مرد کسی مرد سے کچھ سنے تو وہ قاضی کے پاس آئے اور کہے کہ انہوں نے مجھ کو گواہ نہیں کیا لیکن میں نے ایسا ایسا سنا۔

فائدہ: یہ اشارہ سبب کی طرف اس کے قبول کرنے میں یعنی جو قرض دار کہ غلطی میں قرض خواہ کو کہے کہ میں تہائی میں تیرے قرض کا اقرار کرتا ہوں اور گواہوں کے رو برو نہیں کرتا تو جائز ہے کہ اس کی شہادت کو چھپ کر اٹھایا جائے پھر گواہی دے کر اس کا حق ثابت کیا جائے اور شرح سے روایت ہے کہ وہ چھپنے والے کی شہادت کو جائز نہیں کہتے تھے اور اسی طرح شعبی بھی اور یہی ہے ابوحنیفہ اور شافعی کا قول ہے قدیم میں اور جائز رکھا ہے اس کو جدید قول میں۔ جب کہ دیکھئے مشہود علیہ کو۔ (فتح)

فائدہ: یعنی اگر کسی نے کسی کا اقرار سنا ہو تو اس کو جائز ہے کہ گواہی دے۔

فائدہ: یہ قول شعبی کا معارض ہے چھپنے والے کو اس کی شہادت کے ادا کرنے کی وجہ سے۔ اور احتمال ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس کے کہ چھپنے والے کی گواہی کو تو اس نے اس لیے رد کیا کہ اس میں دھوکا ہے۔ اور نہیں لازم آتا اس سے رد کرنا اس کا شہادت سننے کے لیے بغیر قصد کے اور یہ قول مالک اور احمد اور اسحاق کا ہے۔ اور نیز مالک سے ہے کہ حرص گواہی کے اٹھانے پر قاذح ہے اور جب پوشیدہ ہوتا کہ گواہی دے تو یہ حرص ہے۔ (فتح)

فائدہ: اور یہ تفصیل حسن ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور نہیں فرمایا شاید بنانے کو۔ پس جدا ہوگا حال نزدیک ادا کے۔ پس اگر سنا ہو اس کو اور اس نے اس کو گواہ کیا ہو اور ادا کے وقت کہے کہ گواہ کیا اس نے مجھ کو تو اس کی شہادت قبول نہ ہوگی اور اگر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے کہا ہے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ (فتح)

۲۴۴۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اور ابی بن کعب چلے اس حال میں کہ قصد کرتے تھے اس بات کا جس میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اس باغ میں آئے اور کھجور کی شاخوں سے پناہ ڈھونڈنے لگے یعنی ان کی آڑ میں ہوئے اس حال میں کہ چاہتے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ نہیں پہلے اس سے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور ابن صیاد اپنے بچھونے پر اپنے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا کہ اس میں کچھ غن غن کرتا تھا اور اس کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ کھجوروں کی شاخوں سے پردہ کرتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا کہ اے صاف یہ محمد ہیں یعنی دیکھ محمد ﷺ آئے تو ابن صیاد غن غن سے باز رہا یعنی چپ رہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اس کا حال کچھ معلوم ہوتا کہ کیا کہتا تھا۔

۲۴۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ مَا نِ النَّخْلِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْفِي بِجُدُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتَلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُصْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ رَمَزَمَةٌ فَرَأَتْهُ ابْنُ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْفِي بِجُدُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيُّ صَافٍ هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتَهُ بَيْنَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الفتن میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ اس کا کلام نہیں اس سے پہلے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھے اور پھر فرمایا کہ اگر اس کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا پس یہ چاہتا ہے اعتماد کرنے کو کلام کے سننے پر اگرچہ سامع کلام کرنے والے سے چھپا ہوا ہو جب کہ آواز پہچانے۔ (فتح)

۲۴۴۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا کہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی تو اس نے مجھ کو طلاق دی سو میری طلاق کو بتہ کیا یعنی تین طلاقیں دیں پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ساتھ اس کے مانند نبیل کپڑے کی ہے یعنی نامرد ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے

۲۴۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَفِيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جَاءَتْ امْرَأَةٌ رِفَاعَةَ الْقُرْظِيَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتْ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ

کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہدہ نہ چکھے اور وہ تیر شہدہ نہ چکھے یعنی بدون محبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ دروازے پر انتظار کرتے تھے کہ ان کو اجازت ہو تو خالد نے کہا کہ اے ابوبکر کیا تو نہیں سنا کہ کیا یہ عورت حضرت علیہ السلام کے پاس بلند آواز سے کیا کہتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی اور غرض اس سے انکار کرنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا ہے رفاعہ کی عورت پر اس چیز کو کہ اس کے ساتھ حضرت علیہ السلام کے پاس کلام کرتی تھی باوجود اس کے کہ وہ اس سے پردے میں تھا باہر دروازے سے اور حضرت علیہ السلام نے اس پر انکار نہ کیا پس اعتماد کرنا خالد رضی اللہ عنہ کا اس کا آواز پر یہاں تک کہ اس پر انکار کیا وہ حاصل ہے اس چیز کا کہ واقع ہوتی ہے شہادت سننے سے۔ (فتح)

جب گواہی دے ایک گواہ یا کئی گواہ اور لوگ کہیں کہ اس کو ہم نہیں جانتے تو حکم کیا جائے ساتھ قول اس شخص کے کہ اس نے گواہی دی۔ یعنی اور حمیدی نے کہا کہ یہ حکم مثل اس چیز کی ہے کہ خبر دی بلال نے کہ بے شک حضرت علیہ السلام نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی اور فضل نے کہا کہ نہیں پڑھی تو لوگوں نے بلال رضی اللہ عنہ کی شہادت کو لیا۔ یعنی اسی طرح اگر دو گواہ گواہی دیں کہ مقرر فلاں کے لیے فلاں پر ہزار درہم ہیں اور دوسرے دو گواہ گواہی دیں کہ پندرہ سو تو حکم کیا جائے گا ساتھ زیادتی کے یعنی پندرہ سو کے ساتھ حکم کیا جائے گا۔

إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الْثَوْبِ فَقَالَ أَتُرِيدُنِي أَنْ تَرْجِعَنِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتِكَ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ أَوْ شَهِدُوا بِشَيْءٍ وَقَالَ آخَرُونَ مَا عَلِمْنَا ذَلِكَ يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ قَالَ الْحَمِيدِيُّ هَذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْكَعْبَةِ وَقَالَ الْفَضْلُ لَمْ يُصَلِّ فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالٍ كَذَلِكَ إِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ أَنَّ فُلَانًا عَلَى فُلَانٍ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَشَهِدَ آخَرَانِ بِأَلْفٍ وَخَمْسٍ مِائَةٍ يُقْضَى بِالزِّيَادَةِ.

فائدہ: یعنی مثبت مقدم ہے نافی پر یعنی جس نے گواہی دی اس کے ساتھ حکم کیا جائے گا اور جس نے کہا کہ میں نہیں اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس پر سب اہل علم کا اتفاق ہے مگر نہایت کم لوگوں کا خاص کر جب کہ نہ تعرض کرے مگر اپنے علم کی نفی کی وجہ سے یعنی کہے کہ مجھ کو معلوم نہیں اور اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ اپنے قول کے کہ اسی طرح ہے جب کہ دو آدمی گواہی دیں اور اعتراض کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ دونوں شہادتیں ہزار پر متفق ہیں اور تہا

ہوئی ہے ان میں سے ایک سے ایک ساتھ پانچوں کے اور جواب یہ ہے کہ سکوت دوسرے کا پانچ سو سے اس کی نفی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

۲۴۴۶- عقبہ سے روایت ہے اس نے ابی اہاب کے بیٹے سے نکاح کیا پھر اس پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند و بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ تو عقبہ نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہے اور نہ تو نے مجھ کو پہلے خبر دی تو عقبہ نے کسی کو ابی اہاب کے لوگوں کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا کہ اس عورت نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ اس نے ہمارے لڑکے کو دودھ پلایا ہو تو عقبہ سوار ہو کے مدینے میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس مسئلے کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ یہ کہا گیا ہے کہ وہ تیری رضاعی بہن ہے سو عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اور اس عورت نے نکاح کیا۔

۲۴۴۶- حَدَّثَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُبَيْةِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةَ لِأَبِي إِبَاهِبِ بْنِ عَزِيزٍ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُ عُبَيْةَ وَالَّتِي تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا عُبَيْةُ مَا أَعْلَمُ أَنْكَ أَرْضَعْتَنِي وَلَا أَخْبَرْتَنِي فَأَرْسَلَنِي إِلَى آلِ أَبِي إِبَاهِبٍ يَسْأَلُهُمْ فَقَالُوا مَا عَلِمْنَا أَرْضَعْتَ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ لَهَا فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ.

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ اس نے رضاعت ثابت کی اور عقبہ نے اس کی نفی کی تو حضرت ﷺ نے عورت کے قول کا اعتبار کیا پس حکم کیا ساتھ اپنی عورت کے جدا کرنے کا یا بطور وجوب کے اس کے نزدیک جو اس کا قائل ہے یا بطور استحباب کے ورع کے سبب سے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں گواہی عادل کے اور اس آیت کے بیان میں کہ گواہ کرو دو صاحب عدالت کہ اپنے سے اور فرمایا کہ ان لوگوں میں سے جن کو تم پسند رکھتے ہو گواہوں سے۔

بَابُ الشَّهَادَةِ الْعُدُولِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَشْهِدُوا ذُوَى عَدْلِ مِنْكُمْ﴾ وَ «مَنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشَّهَادَةِ».

فائدہ: اور عادل پسند نزدیک جمہور کے یہ کہ مسلمان ہو مکلف ہو آزاد ہو، کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور صغیرہ پر اصرار کرنے والا نہ ہو۔ زیادہ کیا ہے امام شافعی نے کہ صاحب مروت ہو اور اس کی گواہی کے قبول ہونے میں یہ شرط ہے کہ مشہود علیہ کا دشمن نہ ہو اور نہ اس میں متہم ہو نفع کھینچنے کے ساتھ اور نہ دفع کرنے ضرر کے اور نہ مشہود لہ کی اصل ہو اور نہ فرع اس کی یعنی مثل دادے اور پوتے کی اور اس کی تفصیل میں اختلاف ہے۔ (فتح)



۲۴۴۷۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ وحی سے پکڑے جاتے تھے یعنی ان کے پوشیدہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے معلوم ہو جاتے تھے اور بے شک وحی بند ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اب تو ہم تم کو اس چیز سے پکڑتے ہیں جو ہم کو تمہارے عملوں سے ظاہر ہو سو جو ہمارے لیے نیکی ظاہر کرے اس کو ہم امین ٹھہرائیں گے اور اس کو ہم مقرب کریں گے یعنی اس کی تعظیم کریں گے اور ہم کو اس کے پوشیدہ حال سے کچھ غرض نہیں اللہ اس کے باطن کا خود حساب کرے گا اور جو ہمارے لیے بدی ظاہر کرے اس کو ہم امین نہیں ٹھہرائیں گے اور نہ اس کو سچا جانیں گے اگرچہ کہے کہ اس کا باطن نیک ہے۔

۲۴۴۷۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّيَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ أَنَا سَا كَانُوا يُؤْخَدُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمْ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمَانَهُ وَقَرَّبَانَهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سِرِّيَرِهِ شَيْءٌ، اللَّهُ يُحَاسِبُهُ فِي سِرِّيَرِهِ وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا لَمْ نَأْمَنَّهُ وَلَمْ نَصْدَقْهُ وَإِنْ قَالَ إِنَّ سِرِّيَرَتَهُ حَسَنَةٌ.

**فائدہ:** یہ خبر دینا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے اس چیز سے کہ لوگ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اس سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واقع ہوا اور اس سے پکڑا جاتا ہے کہ عادل وہ ہے کہ اس سے کچھ شک نہ پایا جائے یہ قول احمد اور اسحق کا ہے لیکن یہ معروف لوگوں کے حق میں ہے اس کے حق میں جس کا حال بالکل معلوم نہیں۔ (فتح)

باب تعدیل کمہ یجوز۔

کتنے آدمیوں کی تعدیل جائز ہے؟

**فائدہ:** یعنی کیا شرط ہے تعدیل کے قبول ہونے میں عدد معین۔ (فتح)

۲۴۴۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ ایک جنازہ لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تو لوگوں نے اس کے لیے نیک تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت۔ پھر اور جنازہ لے کر نکلے تو لوگوں نے اس کو بددعا سے یاد کیا یا اس کے سوائے کچھ اور کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واجب ہوئی یعنی دوزخ۔ تو کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا ہے کہ اس کے لیے بہشت واجب ہوئی اور اس کے لیے دوزخ واجب ہوئی یعنی کیا آپ

۲۴۴۸۔ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَانْتَوَى عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجِبَتْ لَمْ مَرَّ بِأَخْرَى فَانْتَوَى عَلَيْهَا شَرًّا أَوْ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَالَ وَجِبَتْ فَاقْبَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لِهَذَا وَجِبَتْ وَلِهَذَا وَجِبَتْ قَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ الْمُؤْمِنُونَ

شَهِدَ آءَ اللّٰهِ لِيْ اَلْاَرْضِ .  
 نے وحی سے معلوم کیا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہی لوگوں کی مقبول ہے مسلمان گواہ ہیں اللہ کی زمین میں۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

۲۴۴۹۔ ابو اسود سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور حالانکہ اس میں بیماری پڑی تھی اور لوگ بہت جلدی مرتے تھے سو میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا اور ایک جنازہ گذرا تو اس کو نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کو بھی نیکی سے یاد کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ گذرا تو اس کو بدی سے یاد کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوئی۔ میں نے کہا کہ کیا واجب ہوئی اے امیر المؤمنین؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کی چار مسلمان نیکی کی گواہی دیں تو اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم نے کہا کہ اور تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو پھر ہم نے کہا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو کی گواہی بھی بہشت میں لے جاتی ہے۔ پھر ہم نے آپ سے ایک کی گواہی کا حال نہیں پوچھا۔

۲۴۴۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيْدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرَضٌ وَهُمْ يَمُوتُونَ مَوْتًا ذَرِيْعًا فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأَنْتَيْ خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ لَمْ مَرَّ بِأُخْرَى فَأَنْتَيْ خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ لَمْ مَرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأَنْتَيْ شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ لَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ قُلْتُ وَالثَّنَانِ قَالَ وَالثَّنَانِ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ وَاحِدٍ.

**فائدہ:** ابن بطلال نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ ایک کی تعدیل کافی ہے۔ اور اس میں غموض ہے اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہ پھر ہم نے آپ سے ایک کا حکم نہیں پوچھا۔ اشارہ بعید ہے اس طرح کہ وہ اس میں ایک کے قول پر بھی اعتماد کرتے تھے لیکن انہوں نے اس کا حکم اس مقام میں نہیں پوچھا۔ اور آئندہ بخاری نے تصریح کی ہے اس کے ساتھ کہ ایک کا تزکیہ بھی کافی ہے اور شاید تصریح کی اس نے اس جگہ اس لیے کہ اس میں احتمال ہے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْأَنْسَابِ وَالرِّضَاعِ  
 باب ہے بیان میں گواہی کے نسبوں پر اور رضاع یعنی دودھ پینے مشہور پر اور موت پرانی پر یعنی جس کو بہت

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضَعْتَنِي  
وَأَبَا سَلَمَةَ نَوْبَةَ وَالنَّبْتُ فِيهِ.

مدت گذر چکی ہو یعنی فلاں شخص کب مرا تھا فلاں سے پہلے یا پیچھے۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دودھ پلایا مجھ کو اور ابوسلمہ کو ثویبہ ابولہب کی لوثی نے۔ اور بیان میں ثابت ہونے کے رضاع کے باب میں۔

**فائدہ:** یہ باب معقود ہے شہادت کے بیان کے استفاضہ کے لیے۔ اور ذکر کیا اس سے نسب کو اور قدیم موت کو۔ رہا نسب پس سمجھی جاتی ہے رضاعت کی حدیثوں سے کہ وہ اس کو لازم بنے اور اس میں اجماع نقل کیا گیا۔ لیکن رہی رضاعت پس سمجھا جاتا ہے اس کا ثبوت استفاضہ کے ساتھ باب کی حدیثوں سے اس لیے کہ وہ جاہلیت میں تھے اور تھا مستفیض اس شخص کے نزدیک کہ واقع ہوا اس کے لیے۔ اور لیکن موت قدیم پس سمجھا جاتا ہے اس کا حکم الحاق کے ساتھ یہ بات ابن منیر نے کہی ہے۔ اور اتراز کیا قدیم کے ساتھ حادث سے اور مراد قدیم کے ساتھ وہ ہے کہ اس پر دراز زمانہ گذرے اور حد مقرر کی ہے اس کی بعض مالکیہ نے پچاس برس کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس برس ہے۔ اور اختلاف ہے ضابطہ میں اس چیز کے کہ قبول کی جاتی اس میں شہادت استفاضہ کے ساتھ یعنی شہرت کے ساتھ پس ٹھیک ہے شافیہ کے نزدیک نسب میں قطعاً اور دلالت میں اور موت میں اور حقیقی میں اور ولا میں اور وقف میں اور ولایت میں اور نکاح میں اور اس کے توابع میں اور تعدیل کے اور جرح کے اور وصیت کے اور اثر اور سفیہ کے اور ملک کے راجع قول پر ان تمام میں یعنی ان امور کا لوگوں میں مشہور ہونا یہی ہے شہادت ان کے ثبوت پر اور لوگوں میں مشہور ہونے سے یہ امور ثابت ہو جاتے ہیں اور بعض متاخرین شافعی کے اوپر بیس جگہ کو پہنچے ہیں۔ اور ابو حنیفہ کی روایت ہے کہ جائز ہے نسب میں اور موت میں اور نکاح میں اور دخول میں اور اس کے قاضی ہونے میں اور زیادہ کیا ابو یوسف نے ولا کو اور زیادہ کیا ہے محمد نے وقف کو اور صاحب ہدایہ نے کہا کہ ہم بطور استحسان کے اس کو جائز رکھتے ہیں نہیں تو اصل یہ ہے کہ شہادت میں دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کے قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس نے اس کو ایک جماعت سے کہ امن ہو اتفاق کرنے ان کے سے جھوٹ پر۔ اور بعض کہتے ہیں اقل درجہ چار آدمی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے دو عادلوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ کافی ہے ایک عادل دے جب کہ دل کو اس کی طرف صحیح اطمینان ہو۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ قول بقیہ ترجمہ کا ہے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دیکھو یعنی سوچو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے۔ (فتح)

۲۴۵۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا  
الْحَكَمُ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ

۲۳۵۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُح نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت نہ دی تو اس

نے کہا کہ کیا تو مجھ سے پردہ کرتی ہے؟ اور حالانکہ میں تیرا چچا ہوں سو میں نے کہا کہ تو میرا چچا کس طرح ہے؟ تو اس نے کہا کہ دودھ پلایا تجھ کو میرے بھائی کی بی بی نے میرے بھائی کے دودھ سے یعنی جو اس کو اس کی صحبت کرنے کے سبب سے پیدا ہوا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اَلح سچا ہے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت دے۔

۲۳۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے حق میں فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں حرام ہوتی ہے بہ نسبت دودھ پینے کے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جننے سے۔ وہ بیٹی بھائی میرے کی ہے رضاعت سے۔

۲۳۵۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا سو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو فلان گمان کرتا ہوں اشارہ کیا طرف چچا حفصہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلانا زندہ ہوتا اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف اپنے چچا کی رضاعت سے تو میرے پاس آتا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک دودھ پینا حرام کرتا ہے اس چیز کو کہ حرام ہوتی ہے ولادت کے سبب سے۔

الرَّبِيبِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ الْفَلْحُ فَلَمْ آذُنْ لَهُ فَقَالَ اتَّحَجَجِيْنِي مِنِّي وَأَنَا عَمَّكَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ ذَلِكَ قَالَ أَرْضَعُكَ امْرَأَةً أُخِي بِلَبَنِ أُخِي فَقَالَتْ سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقَ الْفَلْحُ إِذْ ذُنِيَ لَهُ.

۲۴۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ لَا تَحِلُّ لِي يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ هِيَ بِنْتُ أُخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ.

۲۴۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَانْهَى سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاهُ فَلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فَلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ دَخَلَ

عَلَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِنَّ الرُّضَاعَةَ تُحْرِمُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

۲۴۵۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے نزدیک ایک مرد تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کون ہے میں نے کہا کہ میرا رضاعی بھائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھو کہ کون ہے بھائی تمہارا رضاعت سے۔ پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت تو صرف بھوک سے ہے یعنی دودھ پینا شرع میں وہ معتبر ہے کہ قائم مقام طعام کے ہو اور بھوک دور کرے۔

باب ہے بیان میں گواہی اس شخص کے جو کسی کو زنا کی تہمت دے اور گواہی چور اور زانی کی یعنی کیا توبہ کے بعد ان کی گواہی قبول ہے یا نہیں۔ اور بیان میں اس آیت کے کہ نہ قبول کرد گواہی ان کی کبھی اور وہی لوگ ہیں فاسق مگر جنہوں نے توبہ کی۔ یعنی اور کوڑے مارے عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابا بکرہ کو اور شبل کو اور نافع کو ساتھ قذف مغیرہ کے یعنی انہوں نے اس کو زنا کی تہمت دی تھی پھر ان سے توبہ چاہی اور کہا کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی قبول ہوگی۔ یعنی جائز رکھا ہے قاذف کی گواہی کو بعد توبہ کے ان دس اماموں نے یعنی اور ابو الزناد نے کہا کہ مدینے میں ہمارے نزدیک حکم یہ تھا کہ جب حرام کاری کی تہمت دینے والا اپنے قول سے پھرے اور اپنے رب سے مغفرت مانگے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی یعنی اور شعبی اور قتادہ نے کہا کہ جب قاذف اپنے آپ کو

۲۴۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي رَجُلٌ قَالَ يَا عَائِشَةُ مَنْ هَذَا قُلْتُ أَحْيَى مِنَ الرُّضَاعَةِ قَالَ يَا عَائِشَةُ انظُرِي مَنْ إِخْوَانُكَ فَإِنَّمَا الرُّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. تَابَعَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ.

بَابُ شَهَادَةِ الْقَاضِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا﴾ وَجَلَدَ عَمْرُؤُا أَبَا بَكْرَةَ وَسِبْلَ بْنَ مَعْبِدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمَغِيرَةِ ثُمَّ اسْتَأْبَهُمْ وَقَالَ مَنْ تَابَ قَبِلْتُ شَهَادَتَهُ وَأَجَارَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٌ وَمَجَاهِدٌ وَالشَّعْبِيُّ وَعِكْرِمَةُ وَالزُّهْرِيُّ وَمُحَارِبُ بْنُ دِنَارٍ وَشَرِيحٌ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ وَقَالَ أَبُو الزِّنَادِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا بِالْمَدِينَةِ إِذَا رَجَعَ الْقَاضِفُ عَنْ قَوْلِهِ فَاسْتَفْرَرَ رَبَّهُ قَبِلْتُ شَهَادَتَهُ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ إِذَا أَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ

جھٹلائے تو مارا جائے اور اس کی گواہی قبول کی جائے یعنی ثوری نے کہا کہ جب غلام کو حد ماری جائے پھر آزاد کیا جائے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ یعنی اور مگر محدودنی القذف قاضی بنایا جائے تو اس کے حکم جائز ہیں یعنی جاری ہوتے ہیں۔ یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی قاذف کی اگرچہ توبہ کرے پھر کہا کہ نہیں جائز ہے نکاح بغیر گواہوں کے پس اگر نکاح کرے ساتھ گواہی دو حد مارے ہوؤں کے تو جائز ہے اور اگر دو غلاموں کی گواہی سے نکاح کرے تو جائز نہیں اور اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی اور حد مارے گئے کی اور لونڈی کی رمضان کے چان کے دیکھنے کی وجہ سے۔ یعنی اور کس طرح پہچانی جائے توبہ قاذف کی۔ یعنی اور تحقیق نفی کی ہے حضرت ﷺ نے حرام کار کو ایک سال۔ یعنی منع فرمایا حضرت ﷺ نے کلام کرنے سے ساتھ کعب بن مالک کے اور اس کے دونوں ساتھیوں سے یہاں تک کہ پچاس دن گذر گئے۔

وَقَبِلَتْ شَهَادَتَهُ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا جُلِدَ الْعَبْدُ ثُمَّ أُعْتِقَ جازَتْ شَهَادَتُهُ وَإِنْ اسْتَقْضِيَ الْمَحْدُودُ فَقَضَايَاهُ جَائِزَةٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ الْقَازِفِ وَإِنْ تَابَ ثُمَّ قَالَ لَا يَجُوزُ نِكَاحٌ بِغَيْرِ شَاهِدَيْنِ فَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ مَحْدُودَيْنِ جَازَ وَإِنْ تَزَوَّجَ بِشَهَادَةِ عَبْدَيْنِ لَمْ يَجْزُ وَأَجَازَ شَهَادَةُ الْمَحْدُودِ وَالْعَبْدِ وَالْأَمَةِ لِرُؤْيَةِ هَلَالِ رَمَضَانَ وَكَيْفَ تَعْرِفَ تَوْبَتَهُ وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّانِيَةَ سَنَةَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبِيهِ حَتَّى مَضَى خَمْسُونَ لَيْلَةً.

فائدہ: یہ استثناء عمدہ دلیل ہے اس کی جو اس کی شہادت کو جائز کہتا ہے جب کہ توبہ کرے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی گواہی اللہ کی کتاب میں قبول کی جاتی ہے اور یہی قول ہے جمہور کا کہ قاذف کی گواہی توبہ کے بعد مقبول ہے اور دور ہوتا ہے ان سے فسق کا نام برابر ہے کہ حد قائم کرنے کے بعد ہو یا پہلے۔ اور تاویل کی انہوں نے ابد کی مراد یہ ہے کہ جب تک کہ اپنے قذف پر اصرار کرنے والا ہو اس لیے کہ ابد ہر چیز کا اس پر ہے کہ لائق ہے اس کے ساتھ جیسے کہ اگر کہا جائے کہ کافر کی گواہی کبھی قبول نہیں تو مراد یہ ہے کہ جب تک وہ کافر رہے اور مبالغہ کیا ہے شعسی نے پس کہا کہ قاذف حد کے قائم کرنے سے پہلے توبہ کرے تو حد اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔ اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ استثناء متعلق ہے خاص فسق کے ساتھ پس جب توبہ کرے تو ساقط ہو جاتا ہے اس سے فسق کا نام اور لیکن شہادت اس کی کبھی مقبول نہیں اور یہی قول ہے بعض تابعین کا۔ اور اس میں ایک مذہب اور ہے کہ حد کے بعد قبول کی جائے اور نہ پہلے۔ اور حنفیہ سے روایت ہے کہ نہ رد کی جائے شہادت محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کی یہاں تک کہ حد مارا جائے یعنی پھر حد مارنے کے بعد اس کی گواہی قبول نہ کی جائے اور تعاقب کیا ہے اس کا امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے ساتھ کہ حد کفارہ ہے اپنے اہل کے لیے سوحد کے بعد بہتر ہے پہلے سے پس کس طرح رد کی جائے گی گواہی اس کی حالت خیریت میں اور قبول کی جائے بد حالت میں۔ (فتح)

**فائدہ:** اور بعض کہتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں کہ بخاری رحمہ اللہ نے ابو بکرہ کے اس قصہ کو کس طرح مثل کیا اور اس کے ساتھ کس طرح حجت پکڑی ہے باوجود اس کے کہ حجت پکڑی ہے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کئی مقامات پر۔ تو اسماعیلی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ گواہی اور روایت میں فرق ہے اور یہ کہ گواہی میں زیادہ ثبوت مطلوب ہے کہ روایت میں مطلوب نہیں حریت اور عدد وغیرہ کی طرح۔ اور استبطا کیا ہے اس سے مہلب نے کہ قاذف کا اپنے نفس کو جھٹلانا نہیں شرط ہے اس کی توبہ کے قبول ہونے میں اس لیے کہ ابو بکرہ نے اپنے نفس کو نہ جھٹلایا تھا اس کے باوجود مسلمانوں نے اس کی روایت قبول کی ہے اور اس پر عمل کیا ہے۔

**فائدہ:** فتح الباری میں فرمایا کہ آخری تین اماموں سے قبول کی تصریح نہیں آئی۔ اور شرح سے روایت ہے کہ وہ قاذف کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ بعض لوگوں نے کہا ارنح تو یہ منقول ہے حنفیہ سے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے محدود کی گواہی کے رد کرنے میں کئی حدیثوں کے ساتھ۔ حفاظ نے کہا کہ ان میں سے کوئی چیز صحیح نہیں اور ان میں سے مشہور ترین یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے جائز گواہی خائن کی اور نہ ہی حد لگائے گئے کی اسلام میں۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ ابو زرعہ نے کہا کہ منکر ہے۔ اور ابراہیم سے روایت کہ قاذف کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ اور ثوری نے کہا کہ ہم بھی اسی پر ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے مگر وہ منقطع ہے۔ اور یہ جو کہا کہ پھر انہوں نے کہا ارنح تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ غرض نکاح کا مشہور ہونا ہے اور یہ عدل وغیرہ کا حاصل ہے گواہی کے اٹھانے کے نزدیک۔ اور رہا نزدیک ادا کرنے کے پس نہ قبول کی جائے مگر عدل کی۔ اور یہ جو کہا کہ اس نے جائز رکھی ہے گواہی غلام کی ارنح تو یہ بھی حنفیہ سے منقول ہے اور ان کا عذر یہ ہے کہ وہ جاری ہے مجری خبر کے نہ کہ گواہی کے۔

**فائدہ:** یہ بخاری کا کلام ہے اور تتمہ ہے ترجمے کا اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ اس میں اختلاف ہے اور اکثر سلف سے یہ ہے کہ اپنے نفس سے جھٹلائے اور یہی شافعی کا قول ہے اور اس کی تصریح پہلے گذر چکی ہے شافعی وغیرہ سے۔ اور مالک سے روایت ہے کہ جب نیکی زیادہ کرے تو اس کو کافی اور نہیں موقوف ہے یہ اپنے نفس کی تکذیب پر اس لیے کہ جائز ہے کہ نفس الامر میں سچا ہو اور اس کی طرف میلان کیا ہے بخاری نے۔

**فائدہ:** یہ دونوں حدیثیں آئندہ آئیں گی اور وجہ دلالت یہ ہے کہ نہیں ہے منقول کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو توبہ کے

بعد تکلیف دی ہو قدر زائد کے ساتھ نفی اور ہجران پر۔ (فتح)

۲۴۵۴۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے جنگ میں ایک عورت نے چوری کی تو وہ حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی پھر حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو اس کی توبہ اچھی ہوئی پھر اس نے نکاح کیا اور اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں اس کی حاجت کو حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچاتی تھی۔

۲۴۵۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ لِي غُرُورَةَ الْفَتْحِ فَأَتَيْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فُتِّقَتْ يَدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَحَسُنْتَ تَوْبَتَهَا وَتَزَوَّجْتَ وَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرَفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** اور مراد اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ اس کی توبہ اچھی ہوئی۔ اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے قاذف کے الحاق کا چور کے ساتھ اس کے نزدیک فارق نہ ہونے کی وجہ سے۔ اور بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ یہ اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہے۔ پس بشرط کیا جاتا ہے کہ گذر نامت کا کہ اس میں توبہ کے صحیح ہونے کا گمان کیا جائے اس میں۔ اور اندازہ کیا ہے اس کا علی رضی اللہ عنہ نے ایک سال کے ساتھ اور اس کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چار فضلوں کو نفس میں تاثیر ہے پس جب گذر جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا باطن اچھا ہو گیا ہے۔ اور اسی لیے اعتبار کیا گیا ہے حرام کار کے نکلنے کی مدت میں اور مختار یہ ہے کہ یہ اکثر اوقات میں ہے اور نہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ توبہ کرے تو تیری شہادت کو قبول کروں گا اس میں جمہور کے لیے دلالت ہے۔ ابن مزیر نے کہا کہ شرط ہونا توبہ قاذف کا جب کہ اپنے نزدیک حق پر ہو نہایت اشکال میں ہے بخلاف اس کے جب کہ ہو جھوٹا اپنے نفس میں شرط ہونا اس کا ظاہر ہے اور ممکن ہے یہ کہ کہا جائے کہ حرام کاری کو دیکھنے والے کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ اس کے حال کو ظاہر نہ کرے مگر جب کہ کمال نصاب کا اس کے ساتھ متحقق ہو یعنی چار گواہ۔ اور جب اس کو اس سے پہلے کھولے تو گناہگار ہو گا پس توبہ کرے گناہ کے ظاہر کرنے نہ سچ سے اپنے علم میں۔ اور شاید عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی پس حکم کیا اس کو توبہ کرنے کا۔ (فتح)

۲۴۵۵۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں کہ جو زنا کرے اور بیباہا ہو ساتھ مارنے سو کوڑے کے اور ایک سال تک نکال دینے کے۔

۲۴۵۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقِبُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ



اللَّهُ عَنْهُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ فِيمَنْ زَنَى وَلَمْ يُحْصَنْ  
بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبِ عَامٍ.

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ یہ مدت اقصیٰ اس چیز کی ہے کہ وارد ہوئی ہے  
گناہگار کی پاکی طلب کرنے میں۔

تَنْبِيْهُ: حج کیا ہے بخاری نے ترجمہ میں چور اور تاذف کو اشارہ کرنے کے لیے کہ نہیں ہے فرق توبہ کے قبول  
کرنے میں ان دونوں سے۔ نہیں تو پس نقل کیا ہے طحاوی نے اجماع کو چور کی گواہی کے قبول کرنے میں جب کہ توبہ  
کر لے۔ ہاں اوزاعی کا مذہب یہ ہے کہ محدود فی الخمر کی گواہی قبول نہیں اگرچہ توبہ کرے اور اس نے تمام شہروں کے  
فقہاء کی مخالفت کی ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرِ إِذَا شَهِدَ  
فائدہ: بخاری نے اس باب میں نعمان کی حدیث ذکر کی ہے کہ اس کے باپ نے اس کو غلام بہہ کیا اور اس کی شرح  
ہبہ میں گزر چکی ہے۔ اور یہ جو بخاری نے ترجمہ میں کہا کہ جب کہ گواہ پکڑا جائے تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ وہ ظلم پر  
گواہ نہ ہو جب کہ نہ گواہ پکڑا جائے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٢٤٥٦- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ  
أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيْمِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ  
النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
سَأَلْتُ أُمِّي أَبِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ لِي مِنْ مَّالِهِ  
فَمَدَّ لَهَا فَوَهَبَهَا لِي فَقَالَتْ لَا أَرْضِي  
حَتَّى تَشْهَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا غُلَامٌ فَأَتَانِي بِي النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمَّهُ بِنْتُ  
رَوَاحَةَ سَأَلَتْنِي بَعْضَ الْمَوْهَبَةِ لِهَذَا قَالَ  
أَلَيْكَ وَكَذَلِكَ سِوَاهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَرَاهُ قَالَ لَا  
تُشْهَدُنِي عَلَى جَوْرِ. وَقَالَ أَبُو حَرِيْرٍ عَنِ  
الشَّعْبِيِّ لَا يَشْهَدُ عَلَى جَوْرِ.

٢٣٥٦- نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں نے  
میرے باپ سے میرے لیے اس کے مال سے بخشش چاہی  
یعنی اور کچھ مدت اس نے اس میں تاخیر کی پھر اس کو مناسب  
معلوم ہوا تو اس نے وہ چیز مجھ کو بخش دی تو میری ماں نے کہا کہ  
میں راضی نہیں ہوتی یہاں تک کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرے  
تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں لڑکا تھا اور مجھ کو  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو کہا کہ اس کی ماں رواحہ کی بیٹی  
نے مجھ سے اس کے لیے کچھ بخشش چاہی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ کیا اس کے سوائے تیری اور اولاد بھی ہے۔ اس  
نے کہا ہاں۔ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو ناحق پر گواہ نہ کر اور ایک  
روایت میں ہے کہ میں ناحق پر گواہ نہیں ہوتا۔

۲۳۵۷۔ ابن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں عمران نے کہا میں نہیں جانتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے بعد دو زمانے ذکر کیے یا تین۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بعد وہ لوگ آئیں گے کہ خیانت کریں گے کوئی ان کے پاس امانت نہ رکھے گا اور گواہی دیں گے اور گواہ نہ پکڑے جائیں گے اور نذر مانیں گے اور پوری نہ کریں گے اور ظاہر ہوگا ان میں موٹا پہ یعنی بندہ شکم ہو جائیں گے۔

۲۴۵۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُهْدَمَ بْنَ مَضْرِبٍ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ لَا أَدْرِي أَذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَ لَا يَنْدَرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيَظْهَرُ لِيَهُمُ السِّمْنُ.

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح کتاب فضائل اصحابہ میں آئے گی اور اس کی غرض یہاں وہ چیز ہے کہ گواہوں کے ساتھ متعلق ہے۔ اور یہ جو کہا کہ ان کو کوئی امانت سپرد نہ کرے گا تو اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ ان کا اعتبار نہ کریں گے اور ان کو امین نہ جانیں گے اس لیے کہ ان کی خیانت ظاہر ہوگی لوگوں کو ان پر کچھ اعتبار نہیں رہے گا اور یہ جو کہا کہ گواہی دیں گے بدون گواہی مانگے احتمال ہے کہ مراد گواہی کا اٹھانا بغیر اٹھوانے کے یا گواہی دینی ہے بغیر مانگے اور دوسرا احتمال اقرب ہے اور تعارض ہے اس کے ساتھ جو مسلم نے زیادہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بہتر گواہ کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے کہ بظہیر مانگے گواہی دے اور اختلاف کیا ہے علماء نے ان دونوں کی ترجیح میں ابن عبد البر نے کہا کہ زید بن خالد کی حدیث کو ترجیح ہے کہ کیونکہ وہ اہل مدینہ کی روایت سے ہے اور اس کے غیر نے عمران کی حدیث کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ بخاری اور مسلم نے اس پر اتفاق کیا ہے اور زید کی حدیث صرف مسلم نے روایت کی ہے اور اس کے علاوہ اور لوگوں نے ان میں کئی طرح سے تطبیق دی اور کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ زید کی حدیث سے مراد وہ شخص ہے کہ ہو اس کے نزدیک گواہی ایک آدمی کی حق کے ساتھ اور گواہی والا یہ نہیں جانتا کہ یہ میرا گواہ ہے تو وہ گواہ اس کے پاس آئے اور اس کو خبر دے کہ میں تیرا گواہ ہوں یا مالک کو معلوم تھا کہ یہ میرا گواہ ہے لیکن وہ مر گیا اور وارث چھوڑے تو وہ گواہ ان کو آ کر خبر دے کہ میں تمہارا گواہ ہوں اور یہ بہت عمدہ جواب ہے اور یہی جواب دیا ہے یحییٰ بن سعید امام مالک کے استاد اور مالک وغیرہ نے اور دوسرا یہ کہ مراد اس سے گواہی حسبہ ہے اور حسبہ وہ گواہی ہے کہ نہ متعلق ہو آدمیوں کے حقوق کے ساتھ جو محض ان کے ساتھ خاص ہیں

اور داخل ہوتا ہے جبہ میں اس چیز سے کہ متعلق ہے اللہ کے حق کے ساتھ یا اس میں اس سے کوئی شبہ ہو عتاق ہے اور وقف اور وصیت عامہ اور عدت اور طلاق اور حدود اور اسی کی مانند۔ اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود کی حدیث سے مراد آدمیوں کے حقوق کی گواہی ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ وہ معمول ہے مبالغہ پر ادا کے قبول کرنے کے بارے میں یعنی اس کے لیے نہایت مستعد ہونا۔ پس اس کی استعداد کی شدت کے لیے ہوگا اور اس کے لیے مانند اس شخص کی کہ بغیر مانگے گواہی دے یعنی گواہی ادا کرنے میں نہایت جلدی کرے بغیر توقف کے اور یہ جواب اس پر مبنی ہے کہ اصل گواہی کے ادا کرنے میں حاکم کے نزدیک یہ ہے کہ نہ ہو مگر طلب کے بعد صاحب حق سے پس خاص ہوگی اس کی مذمت اس کی جو بن مانگے گواہی دے اس کے ساتھ جو مذکور ہوا اس شخص سے کہ خبر گواہی کے ساتھ اپنے نزدیک جس کو اس کا مالک نہ جانتا ہو گواہی جبہ مراد ہے۔ اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ بغیر مانگے گواہی دینی درست ہے بنا بر ظاہری عموم زید کی حدیث کے اور انہوں نے عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث کی کئی تاویلیں کیں ہیں ایک یہ کہ وہ معمول ہے جھوٹی گواہی پر یعنی اس کے اٹھانے کے وقت وہاں موجود تھا۔ حکایت کی ہے ترمذی نے یہ تاویل بعض اہل علم سے۔ اور دوم یہ کہ مراد اس سے قسم میں گواہی ہے یعنی کہنا کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یعنی قسم کھاتا ہوں کہ نہیں تھا مگر اس طرح یعنی گواہی سے مراد قسم ہے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برا جانا یہ جواب طحاوی کا ہے۔ سوم مراد اس سے لوگوں کے غیبی کاموں پر گواہی دینا ہے جیسے ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ جنت میں ہیں اور ایک قوم کے لیے گواہی دے کہ وہ دوزخ میں ہیں بغیر دلیل کے جیسا کہ اہل ابواء کرتے ہیں حکایت کی ہے یہ خطابی نے۔ چہارم یہ کہ اس سے مراد وہ ہے کہ گواہی کے لیے کھڑا ہو اور وہ اہل گواہی سے نہ ہو۔ پنجم یہ کہ اس سے مراد گواہی میں جلدی کرنا ہے بغیر مانگے اور اس کا مالک اس کو جانتا ہو۔ اور یہ جو کہا کہ بغیر مانگے گواہی دیتے ہیں تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو سننے کسی مرد سے کہ کہتا ہو کہ فلاں کے لیے مجھ پر اتنا قرض ہے تو نہیں جائز ہے اس کو کہ گواہی دے اس پر اس کے ساتھ اوپر برخلاف اس شخص کے جو کسی مرد کو دیکھے کہ وہ اس کو قتل کرتا یا اس کا مال چھینتا ہے پس تحقیق اس کو جائز ہے کہ اس کی گواہی دے اگرچہ نہ گواہ پکڑے اس کو قصور کرنے والا۔ اور موٹا پے سے مراد یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں فراخی کو محبوب رکھیں گے اور وہ موٹا ہونے کا سبب ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ موٹا پے کو پسند کریں گے کہ اس کا بدن خوب موٹا ہونہ کہ جو پیدائشی موٹا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان میں مال کی کثرت ظاہر ہوگی۔ (فتح)

۲۴۵۸- عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ سب لوگوں سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں

۲۴۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ

پھر ان تینوں زمانوں کے بعد وہ لوگ آئیں گے جنکی گواہی قسم سے سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر سبقت کرے گی یعنی لوگ بے دیانتی کے سبب سے ناحق بے فائدہ قسمیں کھائیں گے اور بے حاجت گواہی دیں گے اور ابراہیم نے کہا کہ تھے سلف مارتے ہم کو گواہی پر اور عہد پر۔

قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ  
ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةَ أَحَدِهِمْ  
يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ. قَالَ إِبْرَاهِيمُ  
وَكَانُوا يَضْرِبُونَنا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ.

**فائدہ:** یعنی یہ کہنے پر کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں اور مجھ پر اللہ کا عہد ہے کہ البتہ اس طرح تھا اور مارتے اس لیے تھے کہ کہیں اس کی عادت نہ بن جائے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم چھوٹے تھے۔ اور احتمال یہ ہے کہ نبی مراد ہو گواہی کے لین دین سے اس لیے کہ اس میں حرج ہے خاص کر اس کے ادا کرنے کے وقت اس لیے کہ آدمی سے بھول چوک ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر اس لیے کہ اس وقت لکھتے نہ تھے۔ اور احتمال ہے کہ نبی سے مراد عہد سے وصیت میں داخل ہونا ہو اس لیے کہ اس میں بڑے فساد ہیں۔ (فتح)

بیان ہے اس چیز کا کہ کہی گئی ہے جھوٹی گواہی میں۔ اس آیت کی وجہ سے یعنی جو لوگ کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ چھپاؤ گواہی کو اور جو اس کو چھپائے تو اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ ساتھ اس چیز کے تم کرتے ہو جانے والا ہے۔ یعنی اور مراد ساتھ تلووا کے کہ قرآن میں واقع ہوا یہ ہے کہ پھیرو تم اپنی زبانوں کو گواہی کے ساتھ۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ لِقَوْلِ اللَّهِ  
عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ  
الزُّورَ﴾ وَكَيْفَ الشَّهَادَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَلَا  
تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ أِثْمٌ  
قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾.  
﴿تَلَوْا﴾ السِّتْرُكُمْ بِالشَّهَادَةِ.

**فائدہ:** یعنی اس کی تفسیر اور عذاب کا بیان۔

**فائدہ:** بخاری نے اشارہ کیا ہے کہ آیت کا سیاق جھوٹی گواہی کے لین دین میں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس جگہ زور سے مراد شرک ہے۔ اور سب قولوں میں سے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اس سے مراد اس کی مدح ہے جو نہ حاضر ہو کسی چیز کو جھوٹ سے۔ (فتح)

**فائدہ:** اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ اس کا دل گناہ گار ہے۔

**فائدہ:** اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے مراد تحریف کرنا ہے۔ اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے کتمان شہادت کے خلاف جھوٹی شہادت کو جوڑنے سے کہ جھوٹی گواہی اس لیے حرام ہے کہ وہ سبب ہے حق کے باطل کرنے کے لیے۔ پس جھانا شہادت کا بھی سبب ہے حق کے باطل کرنے کا۔ اور اشارہ کیا ہے اس حدیث کی طرف کہ

قیامت کی نشانیوں میں سے جھوٹی گواہی کا ظاہر ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا ہے اور روایت کی ہے یہ حدیث احمد نے۔ (فتح)

۲۴۵۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کبیرہ گناہ کون سا ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا یعنی کسی کو اس کا ساجھی ٹھہرانا اور ماں باپ کو رنج دینا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

۲۴۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْمَرٍ سَمِعَ وَهَبَ بْنَ جَرِيرٍ وَعَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ كَبَائِرِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ. تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَأَبُو عَامِرٍ وَبَهْزٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ شُعْبَةَ.

۲۴۶۰۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا نہ خبردوں میں تم کو ساتھ ان گناہوں کے جو کبیرہ گناہوں میں بہت بڑے ہیں یہ آپ نے تین بار فرمایا اصحاب نے فرمایا کہ کیوں نہیں یا حضرت بتلایئے؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کو رنج دینا اور نافرمانی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لیے بیٹھے تھے پھر اٹھ بیٹھے سو فرمایا کہ خبردار رہو اور جھوٹی بات پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کو مکرر کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ کاش کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپ ہوتے۔

۲۴۶۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُتْبِكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ قَالَ فَمَا زَالَ يُكْرَرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ.

فائدہ: شرک سے مراد مطلق کفر ہے۔ اور تحقیق اس کے ساتھ ذکر کی اس کے غلبے کے لیے ہے وجود میں خاص کر عرب کے ملک میں پس ذکر کیا اس کو تنبیہ کے لیے اس کے غیر پر۔ اور جو کہا کہ تکیہ لیے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے تو یہ مشعر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بہت اہتمام کیا اور فائدہ دیتی ہے یہ تاکید اس کی تحریم کو اور بڑے ہونے اس کے قبح کو۔ اور اہتمام کا سبب یہ ہے کہ لوگ اس کو آسان جانتے ہیں اور اس میں اکثر سستی کرتے ہیں اور نیز اس کے باعث بہت ہیں پس اس لیے کہ اس کے اہتمام کی زیادہ ضرورت ہوئی۔ اور اس حدیث میں تقسیم گناہوں کی کبیرہ اور اکبر کی طرف

ہے اور اس سے صغیرہ گناہوں کا ثبوت پکڑا جاتا ہے۔ اس لیے کہ بہ نسبت اس کے کبیرہ اس سے اکبر ہے اور صغیروں کے ثبوت میں اختلاف مشہور ہے اور جو کہتا ہے کہ گناہوں میں صغیرہ کوئی نہیں تو اس کا تمسک یہ ہے کہ اللہ کے حکم اور نبی کی مخالفت بڑی ہے۔ پس مخالفت بہ نسبت اللہ کے جلال کے کبیرہ ہے لیکن جو صغیرہ ثابت کرتا ہے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کہے کہ وہ صغیرہ ہے بہ نسبت اس کی جو اس سے بڑا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر باب کی حدیث۔ اور تحقیق سمجھا گیا ہے فرق صغیرہ اور کبیرہ کے درمیان مدارک شرع سے۔ اور نماز کے ابتداء میں گذر چکی ہے وہ چیز کہ دور کرتی ہے گناہوں کو جب تک کہ کبیرہ نہ ہوں، پس ثابت ہوا کہ بعض گناہ عبادتوں سے دور ہو جاتے ہیں اور بعض دور نہیں ہوتے اور یہ عین مدعی ہے۔ پھر صغائر اور کبائر کے مراتب مختلف ہیں باعتبار ان کے معنی میں تفاوت کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی دینا حرام ہے اور اس کے معنی میں ہے جو چیز کہ جھوٹی ہو۔ (فتح)

باب ہے بیان میں گواہی اندھے کی اور اس کے کاروبار کے اور نکاح کر دینے کے اور بیع شر اور قبول کرنے قول اس کے کو اذان وغیرہ میں مانند امامت وغیرہ کی اور وہ چیز کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ آواز کے۔ یعنی اور جائز رکھا ہے اندھے کی گواہی کو ان چاروں اماموں نے۔ یعنی اور شععی نے کہا کہ جائز ہے گواہی اندھے کی جب کہ ہو عاقل یعنی سمجھدار ہو باریک باتوں کو سمجھ سکتا ہو۔ یعنی اور حکم نے کہا کہ بہت چیزیں ہیں کہ ان میں اندھے کی گواہی درست ہے یعنی اور زہری نے کہا کہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا ہے کہ اگر کسی چیز پر گواہی دے تو کیا تو اس کی گواہی کو رد کرے گا؟ یعنی اور تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیچتے کسی شخص کو جب غائب ہوتا سورج خبر دیتا ان کو تو افطار کرتے روزے کو اور پوچھتے فجر کے وقت سے سو جب کہا جاتا کہ صبح صادق نے طلوع ہوئی ہے تو دو رکعتیں پڑھتے۔ یعنی اور سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے اندر آنے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میری آواز پہچانی تو فرمایا کہ اے سلیمان اندر آ پس

بَابُ شَهَادَةِ الْأَعْمَى وَأَمْرِهِ وَنِكَاحِهِ  
وَأَنْكَاحِهِ وَمُبَايَعَتِهِ وَقَبُولِهِ فِي التَّائِدِينَ  
وَأَجْزَائِهِ وَمَا يَعْرِفُ بِالْأَصْوَاتِ وَأَجْزَائِهِ  
شَهَادَتُهُ قَاسِمٌ وَالْحَسَنُ وَابْنُ سَبْرِينَ  
وَالزُّهْرِيُّ وَعَطَاءٌ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ تَجُوزُ  
شَهَادَتُهُ إِذَا كَانَ عَاقِلًا وَقَالَ الْحَكَمُ  
رُبَّ شَيْءٍ تَجُوزُ فِيهِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ  
أَرَأَيْتَ ابْنَ عَبَّاسٍ لَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةٍ  
أَكُنْتَ تَرُدُّهُ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَبْعَثُ  
رَجُلًا إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ أَفْطَرَ وَيَسْأَلُ  
عَنِ الْفَجْرِ فَإِذَا قِيلَ لَهُ طَلَعَ صَلَّى  
رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ  
اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَعَرَفْتُ صَوْتِي  
قَالَتْ سُلَيْمَانُ ادْخُلْ فَإِنَّكَ مَمْلُوكٌ مَا  
بَقِيَ عَلَيْكَ شَيْءٌ وَأَجْزَأَ سَمْرَةَ بِنْتُ  
جُنْدُبٍ شَهَادَةَ امْرَأَةٍ مُنْتَقِبَةٍ.

تحقیق تو غلام ہے جب تک کہ باقی ہے تجھ پر کچھ بدل کتاب سے۔ یعنی اور جائز رکھی ہے سمرہ رضی اللہ عنہا نے گواہی نقاب والی عورت کی۔

**فائدہ:** بخاری نے اندھے کی گواہی کے جائز رکھنے کی طرف میلان کیا ہے پس اشارہ کیا ہے استدلال کی طرف اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کے نکاح سے جواز ذکر کیا۔ اور بیع شرا اس کی سے اور قبول کرنے اس کے قول کے اذان وغیرہ میں اور یہ قول مالک اور لیث کا ہے برابر ہے کہ جانے اس کو پہلے اندھے ہونے کے یا اس کے بعد۔ اور جمہور نے تفصیل کی پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس چیز کو کہ اٹھایا ہوا ہو اس کو پہلے اندھا ہونے سے نہ کہ اس کے بعد اور اسی طرح وہ چیز کہ اس میں بجائے دیکھنے والے کے ہو مانند اس کی کہ گواہی دے اس کو کوئی شخص کسی چیز کے ساتھ اور متعلق ہو وہ اس کے ساتھ یہاں تک کہ اس کے ساتھ گواہی دے اس پر۔ اور حکم سے روایت ہے کہ تھوڑی چیز میں جائز ہے اور بہت میں جائز نہیں۔ اور ابو حنیفہ اور محمد نے کہا کہ اس کی کسی وقت بھی درست نہیں مگر اس چیز میں کہ اس کا طریق استفاضہ ہو یعنی شہرت کی وجہ سے معلوم ہوا اور نہیں تمام اس چیز میں کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے مفصل مذہب کے دفع کے لیے۔ اس لیے کہ نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے مطلق کے سے مقید پر۔ (فتح)

**فائدہ:** عاقل کے ساتھ مراد جنون سے احتراز نہیں اس لیے کہ اس سے احتراز ضرور ہے برابر ہے کہ اندھا ہو یا بینا۔ (فتح)

**فائدہ:** شاید اس نے توسط کیا ہے دونوں مذہبوں جواز اور منع کے درمیان۔ (فتح)

**فائدہ:** ابن عباس رضی اللہ عنہما آخر عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔

**فائدہ:** اور اس کے تعلق کی وجہ اس کے ساتھ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خبر پر اعتماد کرتے باوجود اس کے کہ اس کا بدن نہ دیکھتے تھے فقط اس کی آواز سنتے تھے۔ ابن نمیر نے کہا کہ شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ کہ اندھے کی گواہی جائز ہے تعریف پر جب پہچانے کہ یہ فلاں ہے۔ پس جب پہچانے تو گواہی دے کہا اور گواہی تعریف کی مختلف فیہ ہے مالک وغیرہ کے نزدیک۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نہ کفایت کرتے تھے سورج کے دیکھنے کے ساتھ اس لیے کہ اس کو پہاڑ اور بادل چھپاتے ہیں اور کفایت کرتے ہیں غالب ہونے کے ساتھ اندھیرے میں اس کنارے میں کہ مشرق کی طرف سے ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** اس کی شرح کتاب التعلق میں گذر چکی ہے اور اس میں دلیل ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتی تھیں کہ غلام سے پردہ واجب نہیں۔ برابر ہے کہ اپنی ملک میں ہو یا غیر کی ملک میں۔ اس لیے کہ سلیمان میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیوی کا مکاتب تھا۔ اور جو کہتا ہے کہ احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکاتب ہو تو وہ صحیح احادیث کے معارض ہے۔ محض احتمال کے اور وہ مردود ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس جانے کے لیے

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت چاہی اور یہ احتمال نہایت بعید ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** اس اثر کے وارد کرنے سے اس بات کی تائید مقصود ہے کہ آواز پر اعتماد کرنا شرع میں آیا ہے پس اندھے کی گواہی بھی جائز ہوگی کہ وہ بھی آواز سے پہچان سکتا ہے۔ (ت)

۲۳۶۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو سنا کہ مسجد میں قرآن پڑھتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کو رحمت کرے کہ البتہ تحقیق یاد دلائی اس نے مجھ کو فلانی فلانی آیت کہ میں نے ان کو فلانی فلانی سورت سے گرایا تھا یعنی میں ان کو بھول گیا تھا اور زیادہ کیا ہے عبادہ بن عبد اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھی تو آپ نے عباد کی آواز سنی کہ مسجد میں نماز پڑھتا تھا تو فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا یہ عباد کی آواز ہے میں نے کہا ہاں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی رحم کر عباد پر۔

۲۴۶۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ لَقَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتَهُنَّ مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا. وَرَأَى عَبَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ تَهَجَّدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَادٍ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ لَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَصَوْتُ عَبَادٍ هَذَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمْ عَبَادًا.

**فائدہ:** اور اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس کے بدن کے دیکھنے کے بغیر۔ (فتح)

۲۳۶۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بلال رات کو اذان دیتا ہے سو تم کھایا پیا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے یا یوں فرمایا کہ یہاں تک کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سنو۔ اور ابن ام مکتوم اندھا مرد تھا نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ لوگ اس کو کہتے کہ تو نے صبح کی۔

۲۴۶۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ بَلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ أَوْ قَالَ حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يَقُولَ لَهُ النَّاسُ أَصْبَحَتْ.

**فائدہ:** اس کی شرح کتاب الاذان میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اندھے کی آواز پر اعتماد کرنا ہے۔



۲۴۶۳۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں تو میرے پاس مخرمہ نے کہا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چل نزدیک ہے کہ ہم کو ان سے کچھ دیں۔ سو میرا باپ دروازے پر کھڑا ہوا اور کلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچانی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ایک قبائسی اور آپ اس کی خوبیاں اس کو دکھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے یہ قبائیں تیرے لیے چھپا رکھی تھی۔

۲۴۶۴۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ مُسَوْرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَّةً فَقَالَ لِي أَبِي مَخْرَمَةُ أَنْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئًا فَقَامَ أَبِي عَلَيَّ الْبَابَ فَتَكَلَّمْنَا فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبَاءٌ وَهُوَ يُرِيهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ خَبَاتٌ هَذَا لَكَ خَبَاتٌ هَذَا لَكَ.

**فائدہ:** اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پہچانی اس لیے کہ اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز پر اعتماد کیا اس سے پہلے کہ اس کا بدن دیکھیں اور اس کی شرح لباس میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور جو اندھے کی گواہی کو جائز نہیں رکھتا اس نے حجت پکڑی ہے کہ نہیں جائز ہے گواہی یہ مگر یقین کے ساتھ اور اندھا نہیں یقین کرتا آواز پر اس لیے کہ جائز ہے کہ اس کی آواز غیر کی آواز کے مشابہ ہو۔ اور جائز رکھنے والوں نے جواب دیا ہے کہ محل قبول کا ان کے نزدیک اس وقت ہے جب کہ ثابت ہو آواز اور قرینہ پایا جائے جو دلالت کرنے والا ہے اس کے لیے۔ اور لیکن جب شبہ ہو تو اس وقت کوئی قائل نہیں۔ اور اس قبیل سے اندھے کے نکاح کا جواز ہے اپنی بیوی سے اور حالانکہ وہ اس کو نہیں پہچانتا مگر اس کی آواز سے۔ لیکن اس کی آواز کا سننا اس پر مقرر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے لیے علم واقع ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے نہیں تو جب اس کے نزدیک قوی احتمال ہو کہ وہ اس کا غیر ہے تو نہیں جائز ہے اس کو اقام کرنا اس پر۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ نہیں باب کی حدیثوں میں دلالت جواز مطلق پر اس لیے کہ اندھے کا نکاح اپنے نفس سے متعلق ہے اس لیے کہ وہ اس کی بیوی اور لونڈی میں ہے اور غیر اس کو اس میں داخل نہیں اور لیکن قصہ عباد اور مخرمہ کا پس ایک چیز میں ہے کہ ان کے ساتھ متعلق ہے ان کے غیر کے کیونکہ غیر کے متعلق نہیں۔ اور لیکن اذان دینی پس حدیث کے آخر میں کہا ہے کہ وہ نہ اذان دیتا تھا یہاں تک کہ اس کو کہا جاتا کہ تونے صبح کی پس اعتماد جماعت مذکورہ پر ہے جو اس وقت کہ خبر دیتی تھی اور جو زہری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا پس وہ قبول ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے فقیہ تر اس سے گواہی دیں اس چیز میں

کہ نہیں ہے جائز اس میں گواہی۔ اس لیے کہ اگر وہ اپنے باپ یا بیٹے یا غلام کے لیے گواہی دے تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اللہ اس کو اس سے پناہ دے۔ (بخ)

بابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ﴾  
باب ہے بیان میں گواہی عورتوں کے اور بیان اس آیت کا کہ پس اگر دو مرد ہوں تو گواہی کے لیے ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

فائدہ: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے علماء کا اس آیت کے ظاہر پر قائل ہونے کے پس کہتے ہیں کہ جائز ہے عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ، اور خاص کیا ہے اس کو جمہور نے قرض اور اموال کے ساتھ یعنی قرضوں اور مالوں میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ جائز ہے۔ اور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے ان کی گواہی حدود اور قصاص میں اور ان کا اختلاف ہے ان کا نکاح اور طلاق میں اور نسب اور اولاد میں اور جمہور کہتے ہیں کہ جائز نہیں اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور ان کی گواہی کے قبول ہونے پر سب کا اتفاق ہے اس چیز میں کہ جس پر مرد خبر نہیں رکھتے حیض اور جنابت آواز کرنے بچے کے اور عورتوں کے عیوب میں اور رضاع میں اختلاف ہے کماسیاتی۔ لیکن رہا اتفاق ان کا ان کے گواہی کے جائز ہونے میں اموال میں آیت مذکورہ کی وجہ سے ہے اور ان کا اتفاق ان کے منع ہونے پر حدود اور قصاص میں اس آیت کی وجہ سے کہ ﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا بَارِعَتَيْ شُهَدَاءٍ﴾۔ اور رہا ان کا اتفاق نکاح میں سو جس نے اس کو اموال کے ساتھ ملایا ہے اس نے جائز رکھی ہے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے حق مہروں اور نفقات سے اور مانند اس کی اور جس نے اس کو حدود کے ساتھ ملایا ہے تو اس کے لیے ہے کہ وہ حلال جانتا ہے شرمگاہوں کے لیے اور ان کے حرام ہونے کے لیے اس کے ساتھ اور یہی مختار ہے اور اس کی تائید کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ گواہ کرو صاحب عادل کو اپنے سے۔ پھر ان کا نام حدیس رکھا اور فرمایا تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ۔ اور عورتیں حدود میں نہ قبول کی جائیں اور کس طرح گواہ بنیں اور عورتیں اس چیز میں جس میں ان کو تصرف نہیں ہے گرہ دین سے اور کھولنے۔ اور یہ تفصیل باب کے منافی نہیں اس لیے کہ وہ معقودان کی گواہی کے لیے فی الجملہ یعنی کسی وقت میں۔ اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس چیز میں کہ نہیں خبر ہوتی اس میں مردوں کو کہ کیا اس میں ایک عورت کی گواہی بھی کافی ہے یا نہیں تو جمہور کے نزدیک تو ضروری ہے کہ چار عورتیں ہوں اور مالک اور ابن لیلیٰ سے روایت ہے کہ دو عورتوں کی گواہی بھی کافی ہے اور شعبی سے ہے کہ اس میں ایک عورت کی گواہی بھی جائز ہے اور یہی قول حنفیہ کا ہے۔ پھر بخاری نے ذکر کی ابو سعید رضی اللہ عنہ کی اور وہ پوری حیض میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے آدمی ہے یا نہیں۔ مہلب نے کہا کہ اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ گواہوں میں کمی بیشی کرنا ان کی عقل اور ضبط کے اعتبار سے۔ دانا کی گواہی مقدم کی جائے سادھا آدمی کی گواہی پر۔ اور آیت میں ہے کہ جب گواہ گواہی

بھول جائے اور اس کا رفیق اس کو یاد دلائے تاکہ وہ اس کو یاد کرے تو جائز ہے اس کے لیے کہ گواہی دے۔ (فتح)  
 ۲۴۶۴۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَا بَلَى قَالَ لَذَلِكَ مِنْ نِقْصَانِ عَقْلِهَا.

باب ہے بیان میں گواہی لونڈیوں اور غلاموں کے یعنی اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غلام کی جائز ہے جب عادل ہو یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو شریح اور زرارہ نے یعنی اور ابن سیرین نے کہا کہ غلام کی گواہی قبول ہے مگر غلام کی گواہی اپنے مالک کے لیے جائز نہیں یعنی اور جائز رکھا ہے اس کو حسن اور ابراہیم نے تھوڑی چیز میں۔ یعنی اور شریح نے کہا کہ تم سب غلاموں اور لونڈیوں کے بیٹے ہو یعنی سب اللہ کے بندے ہو تمہارے درمیان فرق نہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ عورت کی گواہی جائز ہے۔  
 بَابُ شَهَادَةِ الْإِمَاءِ وَالْعَبِيدِ وَقَالَ أَنَسُ شَهَادَةُ الْعَبْدِ جَائِزَةٌ إِذَا كَانَ عَدْلًا وَأَجَازَةٌ شَرِيحٌ وَزُرَّارَةٌ بِنُ أَوْفِي وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ شَهَادَتُهُ جَائِزَةٌ إِلَّا الْعَبْدُ لِسَيْدِهِ وَأَجَازَةٌ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ فِي الشَّيْءِ النَّالِيهِ وَقَالَ شَرِيحٌ كُلُّكُمْ بَنُو عَبِيدٍ وَإِمَاءٍ.

فائدہ: یہ غلامی کی حالت میں ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں اور ایک جماعت نے کہا کہ مطلق قبول ہے اور تحقیق نقل کیا بخاری نے بعض اس کو۔ اور یہ قول احمد اور اسحق اور ابو ثور کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ تھوڑی چیز میں قبول کی جائے یہ قول صعصعی اور شریح اور نخعی اور حسن کا ہے۔ (فتح)

فائدہ: شریح کے پاس ایک غلام نے گواہی دی تو کسی نے کہا کہ یہ غلام ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہم سب غلام ہیں۔ (فتح)  
 ۲۴۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ

۲۴۶۵۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ اس نے ام یحییٰ اہاب کی بیٹی سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں تو تم دونوں خاندان بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے اس کی یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

مجھ سے منہ پھیرا سو میں ایک طرف ہوا یعنی منہ کی طرف سے آیا اور میں نے آپ سے کہا کہ وہ جھوٹی ہے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے منع فرمایا۔

أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ أَوْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِبَاهَابٍ قَالَ فَبَجَّأَتْ أُمَّةً سَوْدَاءً فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنِّي قَالَ فَتَّخَيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ رَعِمْتَ أَنْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَنَهَاهُ عَنْهَا.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے عقبہ کو اس عورت سے جدا ہونے کے ساتھ حکم کیا ساتھ قول لوٹنی مذکورہ کے۔ سو اگر اس کی گواہی مقبول نہ ہوتی تو اسکے ساتھ عمل نہ کرتے اور نیز حجت پکڑی ہے علماء نے ساتھ اس آیت کے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ جَنِّ كُوتَمِ پندر کھتے ہو گواہوں سے۔ کہتے ہیں کہ پس اگر غلام پسند ہو تو وہ بھی اس میں داخل ہے اور جواب دیا گیا ہے آیت سے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس کے آخر میں فرمایا ہے نہ انکار کریں گواہ جب کہ بلائے جائیں اور انکار تو صرف آزادوں سے حاصل ہونا ہے غلام کے مشغول ہونے کے لیے مالک کے حق کے ساتھ اور اس استدلال میں نظر ہے اور اسماعیل نے باب کی حدیث سے جواب دیا ہے کہ اس کے ایک طریق میں آیا ہے مولا کا لفظ اس آزاد پر بولا جاتا ہے جس پر ولا ہو۔ پس اس میں اس پر دلالت نہیں کہ وہ غلام تھے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ ساتھ اسکے کہ باب کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ وہ لوٹنی تھی متعین ہوا کہ وہ آزاد نہ تھی اور ابن دیق نے کہا کہ ہم نے باب کی حدیث کو ظاہر کر لیا ہے پس ضروری ہے قائل ہونا لوٹنی کی گواہی کے ساتھ اور امام احمد نے بھی اسی کے ساتھ جزم کیا ہے کہ وہ لوٹنی تھی۔ (فتح)

**بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ.**  
دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کا بیان۔

۲۴۶۶۔ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تو ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں خاوند دیوی کو دودھ پلایا ہے۔ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ کہ کہا گیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس کو اپنے پاس سے چھوڑ دے یا مانند اس کی فرمایا۔

۲۴۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَبَجَّأَتْ امْرَأَةً فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَأْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَكَيْفَ وَقَدْ قَبِلَ دَعْوَاهَا عَنْكَ أَوْ نَحْوَهُ.

**فائدہ:** اور حجت پکڑی ہے اس حدیث کے ساتھ اس شخص نے جو تمہارا دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کو قبول

کرتا ہے علی بن سعد نے کہا کہ میں نے احمد سے سنا کہ وہ ایک عورت کی گواہی کے بارے میں سوال کیے گئے رضاعت سے۔ امام احمد نے کہا کہ جائز ہے عقبہ کی حدیث کی وجہ سے اور یہی ہے قول اوزاعی کا اور نقل کیا گیا عثمان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور زہری اور حسن اور اسحاق سے۔ اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ تفریق کی عثمان رضی اللہ عنہ نے کئی لوگوں کے درمیان کہ انہوں نے آپس میں نکاح کیا کالی عورت کے قول کے ساتھ کہ اس نے ان کو دودھ پلایا ہے ابن شہاب نے کہا کہ لوگ آج کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول کو لیتے ہیں۔ اور اختیار کیا ہے اس کو ابو عبیدہ نے مگر اس نے کہا اگر گواہی دے دودھ پلانے والی تھا تو واجب ہے خاوند پر عورت سے جدا ہونا اور نہیں واجب ہوتا اس پر حکم اس کے ساتھ اور اگر اس کے ساتھ کوئی اور عورت گواہی دے تو واجب ہوتا اس کے ساتھ حکم۔ اور نیز حجت پکڑی گئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عقبہ کو اپنی بیوی سے جدا ہونا لازم نہیں کیا بلکہ اس کو فرمایا کہ اپنے پاس سے چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کیونکر ہوگا اور حالانکہ وہ کہتی ہے اور اشارہ کیا کہ یہ نبی تنزیہی ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہیں کافی ہے اس میں گواہی دودھ پلانے والی کی اس لیے کہ گواہی ہے خود اپنے ہی فعل پر۔ اور ابو عبیدہ نے عمر اور مغیرہ بن شعبہ اور علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ وہ باز رہی جدائی کرنے سے خاوند بیوی کے درمیان۔ اس کے ساتھ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جدائی کی جائے ان کے درمیان اگر لائے گواہ نہیں تو مرد اور عورت کا راستہ چھوڑ دیا جائے مگر یہ کہ وہ مرد عورت سے بچے۔ اور اگر یہ دروازہ کھولا جائے تو نہ چاہے گی کوئی عورت کہ خاوند بیوی کے درمیان جدائی کرے مگر کرے گی۔ اور شعبی نے کہا کہ قبول کی جائے گی اس کی گواہی تین عورتوں کے ساتھ بشرطیکہ نہ تعرض کرے عورت اجرت طلب کرنے کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق قبول نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ قبول کی جائے محرم ہونے کے ثبوت میں سوائے ثبوت اجرت کے اس کے دودھ پلانے کی وجہ سے۔ اور مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قبول کی جائے دوسری عورت کے ساتھ اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ دودھ پلانے کے باب میں عورتوں کی گواہی قبول نہ کی جائے جب کہ ان کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو۔ اور اصطری شافعی نے اس کا عکس کیا ہے اور جو صرف دودھ پلانے والی عورت کی گواہی قبول نہیں کرتا وہ جواب دیتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول فہماہ سے مراد نبی تنزیہی ہے۔ اور امر دعوہ میں اشارہ اس کے لیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے منہ پھیرنا مفتی کا تا کہ خبردار ہو مسئلہ پوچھنے والا اس پر کہ حکم مسئلہ مسئول عنہا میں باز رہنا ہے اس سے اور یہ کہ جائز ہے مکرر سوال کرنا اس کے لیے جو مرد کو نہ سمجھے اور سوال کرنا سبب سے کہ چاہتا ہے نکاح کے دور ہونے کو۔ (فتح)

بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا.

۲۴۶۷۔ عاتشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب اہل اقلک نے اپنے ان پر طوفان باندھا اور اللہ نے ان کی پاکی بیان کی کہ

۲۴۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَأَفْهَمَنِي بَعْضُهُ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ

حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے اور جس کے نام پر قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے سو حضرت ﷺ نے ایک جہاد کا ارادہ کیا اور ہمارے درمیان قرعہ ڈالا اور قرعہ میں میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی اس کے بعد کہ ہم کو پردے کا حکم ہوا تھا سو میں ایک کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اتاری جاتی تھی سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اپنے اس جنگ سے فارغ ہو کر پھرے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ﷺ نے رات کو کوچ کا حکم دیا سو جب انہوں نے کوچ کی خبر دی تو میں اٹھ کر جائے ضرورت کے لیے لشکر سے باہر گئی اور جب میں جائے ضرورت سے فراغت کر کے اپنے کجاوے کے پاس آئی اور اپنے سینے کو ہاتھ لگایا تو میں نے اچانک دیکھا کہ میرا گلے کا ہار جو جزع ظفار (ایک قسم کا مہرہ ہوتا ہے سفید اور سیاہ) سے تھا ٹوٹ پڑا تو میں اپنا ہار تلاش کرنے کو پلٹ گئی اور مجھ کو وہاں تلاش کرنے میں دیر لگ گئی سو جو لوگ کجاوہ کئے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں اور عورتیں اس وقت دہلی ہلکی تھیں بھاری نہ تھیں ان کے بدن پر گوشت نہ تھا فقط تھوڑا سا کھانا کھاتی تھیں تو انہوں نے اٹھایا اٹھانے کے وقت کجاوے کے بوجھ سے انکار نہ کیا یعنی ان کو میرا ہونا یا نہ ہونا معلوم نہ ہوا سو اس کو کس کر اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہوئے اور میں لڑکی کم عمر تھی سو میں نے ہار پایا بعد اس کے کہ لشکر کوچ کر گیا سو میں لشکر کی جگہ میں آئی اور وہاں کوئی نہ تھا سو میں اپنے اترنے کی جگہ میں آئی اور میں نے گمان کیا

بُنْ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ شَهَابِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعَلْقَمَةَ بِنِ وَقَاصِ اللَّيْثِيِّ وَعَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِلْفِ مَا قَالُوا فَبَرَأَهَا اللَّهُ مِنْهُ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةٌ مِنْ حَدِيثِهَا وَبَعْضُهُمْ أَوْعَى مِنْ بَعْضٍ وَآتَتْ لَهُ اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا زَعَمُوا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَفْرَعَ بَيْنَ أَرْوَاجِهِ فَأَيَّتَهُنَّ خَرَجَ سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ فَأَفْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَهُ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابَ فَنَانَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَأَنْزَلُ فِيهِ فَيَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تَلَّكَ وَقَفَّلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقَمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي لِإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزَعِ أَظْفَارِ قِدِّ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي

کہ عنقریب ہے کہ البتہ وہ مجھ کو نہ پائیں گے تو پھیر لینے کو پلٹ آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند غالب آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل حضرت ﷺ کے حکم سے لشکر سے پیچھے رہا کرتے تھے یعنی تاکہ تھکے ماندے کو ساتھ لائے تو اس نے میری جگہ کے پاس صبح کی تو اس نے ایک سوتے آدمی کا بدن دیکھا تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ کو پردہ سے پہلے دیکھا تھا اس نے تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو میں جاگ پڑی اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے دونوں ہاتھ پر پاؤں رکھا یعنی تاکہ میں آسانی سے سوار ہو جاؤں سو وہ سواری کو کھینچتا ہوا چلا تھا سو ہم لشکر میں پہنچے بعد اس کے کہ وہ سخت گرمی میں اترے تھے یعنی دوپہر کو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور متولی یعنی بانی مبنی اس تہمت و طوفان کا عبد اللہ بن ابی تھا کہ منافقوں کا سردار تھا اور میں مدینے میں آ کر ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ تہمت کرنے والوں کی بات کا چرچا کرتے رہے اور مجھ کو اس طوفان کی کچھ بھی خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ جیسے میں آگے اپنی بیماری میں حضرت ﷺ سے مہربانی دیکھتی تھی اس بار ایسی مہربانی نہیں دیکھتی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ گھر میں آ کر سلام کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے مجھ کو اس طوفان سے کچھ معلوم نہ تھا یہاں تک کہ مجھ کو بیماری سے کچھ افاتہ ہو سو میں ام مسطح کے ساتھ مناصح کو نکلی جو ہمارے پاخانے کی جگہ تھی نہ نکلتی تھی ہم مگر رات کو پہلے اس سے کہ گھروں میں پاخانے بنائے جائیں اس وقت گھروں میں پاخانے نہ تھے اور ہمارا دستور پہلے عرب کا دستور تھا میدان میں

فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ فَأَقْبَلَ الدِّينَ يَرْحَلُونَ لِي فَاَحْتَمَلُوا هَوْدَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَيَّ بِعَيْرِي الَّذِي كُنْتُ ارْكَبُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ اَنِّي فِيهِ وَكَانَ النِّسَاءُ اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَقْلُنْ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ وَاِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعَلَقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ حِيْنَ رَفَعُوهُ نَقَلَ الْهُودَجُ فَاَحْتَمَلُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَزَلَهُمْ وَكَيْسَ فِيهِ اَحَدٌ فَاَمَمْتُ مَنَزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهٖ لَفْظَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونَنِي فَيَرْجِعُونَ اِلَيَّ فَيَبْنَا اَنَا جَالِسَةً عَلَيَّتِي عَيْنَايَ فَبِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ السُّلَمِيُّ لَمَّا الذُّكُوَانِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْجَيْشِ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنَزِلِي فَرَأَى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَاَتَانِي وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاَسْتَقِظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِيْنَ اَنَاحَ رَاحِلَتُهُ فَوَطِئَ يَدَهَا فَرَكَبَهَا فَاَنْطَلَقَ يَقُوْدُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى اَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مَعْرَسِيْنَ فِي نَحْرِ الظُّهَيْرَةِ فَهَلَكَ مِنْ هَلَكٍ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْاِلْفِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اَبِي اَبْنِ سَلُوْلٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاَسْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُوْنَ مِنْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِلْفِكَ وَيَرِيْنِي فِي وَجْعِي اَنِّي لَا اَرَى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

سو میں اور ام مسطح چلتی ہوئی آگے بڑھی تو ام مسطح اپنی چادر میں گر پڑی اور کہا کہ ہلاک ہوا مسطح یعنی اس نے اپنے بیٹے مسطح کو بدعادی۔ شاید گرنا اس کا غصہ سے تھا جو اس کو مسطح کی طرف سے حاصل ہوا تھا تو میں نے کہا کہ کیا تو ایسے مرد کو برا کہتی ہے کہ وہ بدری ہے یعنی اور اللہ نے بدریوں کے گناہ معاف کر دیئے ہیں تو ام مسطح نے کہا کہ اے بھولی کیا تو نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا۔ تو اس نے مجھ کو طوفان باندھنے والوں کے قول سے خبر دی تو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری تو حضرت عائشہؓ میرے پاس آئے اور سلام کر کے کہا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں عائشہؓ نے کہا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان کے پاس سے اس خبر کو تحقیق کروں تو حضرت عائشہؓ نے مجھ کو اجازت دی تو میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ یہ کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں تو اس نے کہا کہ اے بیٹی اپنی جان پر اس غم کو آسان جان یعنی مت گھبراہٹ قسم ہے اللہ کی البتہ کم ہے ہونا عورت خوبصورت کا کبھی نزدیک کسی مرد کے کہ اس کو دوست رکھتا ہو اس کے لیے سوئیں ہوں مگر کہ اس کو بہت عیب لگاتی ہیں۔ تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ لوگ یہ گفتگو کرتے ہیں سو میں نے وہ تمام رات صبح تک کاٹی اس حال میں کہ نہ مجھ کو تمام رات نیند آئی نہ میرے آنسو بند ہوئے پھر میں نے صبح کی تو حضرت عائشہؓ نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا جب کہ وحی نے دیر کی اور میرے چھوڑنے میں ان سے مشورہ پوچھا سو اسامہؓ نے تو اشارہ کیا ساتھ

وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ  
أَمْرُضٍ إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيَسْلِمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ  
تَيْكُمُ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى  
نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ  
الْمَنَاصِعِ مَبْرُزْنَا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى  
لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَتَّخِذَ الْكُفْفَ قَرِيبًا مِنْ  
بُيُوتِنَا وَأَمَرْنَا أُمَّ الْعَرَبِ الْأُولَى فِي الْبَرِيَّةِ  
أَوْ فِي التَّنْزِهِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ  
أَبِي رُهَيْبٍ نَمَشِي فَعَفَّرْتُ فِي مِرْطَهِهَا فَقَالَتْ  
تَعَسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِنَسٍ مَا قُلْتَ  
أَتَسْبِيَنَّ رَجُلًا شَهَدَ بَدْرًا فَقَالَتْ يَا هَتَاهَا  
أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا فَأَخْبَرْتَنِي بِقَوْلِ أَهْلِ  
الْإِفْكِ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلَى مَرَضِي فَلَمَّا  
رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ  
تَيْكُمُ فَقُلْتُ أَأَنْدُنُ لِي إِلَى أَبِيئِي قَالَتْ  
وَأَنَا جِيئِي أُرِيدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ  
قَبْلِهِمَا فَأَذِنَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَاتَيْتُ أَبِيئِي فَقُلْتُ لِأُمِّي مَا  
يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ يَا بِنْتِةَ هَوْنِي  
عَلَى نَفْسِكَ الشَّأْنُ فَوَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ  
أَمْرًا قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَهَلْهَا  
ضَرَّأَيْرٌ إِلَّا أَكْثَرْنَ عَلَيْهَا فَقُلْتُ سُبْحَانَ  
اللَّهِ وَلَقَدْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبِئْسَ  
بِنْتُكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَصْبَحْتُ لَا يَرُقُّ لِي دَمْعٌ



اس چیز کے جو اپنے جی میں تھا کہ حضرت ﷺ کو اپنی بیویوں سے محبت ہے سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کی بیوی ہے اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو تو سوائے پاکی اور بہتری کے کچھ معلوم نہیں اور اے پر علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں لیکن بریرہ رضی اللہ عنہا سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلائے گی۔ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا ہے میں نے کبھی اس میں کوئی بات عیب دار نہیں پائی زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے آنے سے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے تو حضرت ﷺ اس دن کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن ابی سے عذر طلب کر کے بدلہ لینا چاہا سو فرمایا کہ کون ایسا مرد ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا مجھ کو میری گھر والی بی بی کے حق میں پہنچی ہے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بی بی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک تو وہ میری بیوی کے پاس کبھی نہ جاتا تھا بغیر میرے ساتھ کہ تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ قسم ہے اللہ کی میں اس سے آپ کا بدلہ لوں گا اگر اس کے قبیلے سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے اور اگر ہمارے بھائی خزر جیوں سے ہوگا تو آپ ہم کو حکم کریں ہم اس میں آپ کا حکم بجالائیں گے سو کھڑا ہوا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما اور وہ خزر جیوں کا سردار تھا اور اس سے پہلے نیک مرد

وَلَا أَكْبَلُ بَنِي يَوْمَ ثُمَّ أَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلَبْتُ الْوَحْيَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوَدِّ لَهُمْ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللَّهِ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ يَضِيقُ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءَ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَرَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصُدِّقُكَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ يَا بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتَ فِيهَا شَيْئًا يَرِيْبُكَ فَقَالَتْ بَرِيرَةُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ مِنْهَا أَمْرًا أَغْمَضَهُ عَلَيْهَا قَطُّ أَكْثَرَ مِنْ أَنْهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ الْعَجِينِ فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي إِبْنِ سَلُولٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْدُرْنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَّغْنِي إِذَا هُوَ فِي أَهْلِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلِيَّ أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلِيَّ أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا وَاللَّهِ أَعْذُرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ

تھا لیکن قوم کی حمیت اور بیعت اس کو باعث ہوئی تو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے البتہ قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور نہ اس پر قادر ہوگا تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا تو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ ہم اس کو قتل کریں گے بے شک تو منافق ہے منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے اور ان کی حمایت کرتا ہے یہاں تک کہ دونوں قبیلے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کا قصد کیا عنقریب تھا کہ کشت و خون ہو جائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تھے سو منبر سے اترے اور ان کو چپ کرایا یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے اور میں تمام دن روتی رہی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی اور میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور حالانکہ میں رات دن روتی رہی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ ڈالے گا سو جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے اور میں روتی تھی کہ ناگہاں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو میں نے اس کو اجازت دی تو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے اور بیٹھے اور جب سے مجھ کو تہمت لگی اس دن سے پہلے میرے پاس نہ بیٹھے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا یعنی اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ عائشہ مجھ کو تیری ایسی بات پہنچی ہے سو اگر تو گناہ سے پاک ہے تو عنقریب اللہ تیری پاکی بیان کرے گا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہو تو اللہ سو مغفرت مانگے اور اس کی طرف توبہ کر اس لیے کہ بندہ جب

اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ اَمْرَكَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ اَحْتَمَلْتُهُ الْحَمِيَّةَ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى ذَلِكَ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ وَاللَّهِ لَنَقْتُلَنَّكَ لِإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَفَارَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى الْمِنْبَرِ لَنَزَلَ فَحَفِضَهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ وَبَكَيْتُ يَوْمِي لَا يَرُقُّ لِي دَمْعٌ وَلَا اُكْتَجِلُ بِنَوْمٍ فَاَصْبَحُ عِنْدِي اَبْوَابِي وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا حَتَّى اَطُنُّ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقُ كَيْدِي قَالَتْ قَبِيْنَا هَمَّا جَالِسَانِ عِنْدِي وَاَنَا اُبْكِي اِذْ اسْتَاذَنْتِ امْرَاةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَاِذْنَتْ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَبِيْنَا نَحْنُ كَذَلِكِ اِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مِنْ يَوْمٍ قَبْلَ فِي مَا قَبِلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَتْ شَهْرًا لَا يُوحِي اِلَيْهِ فِي شَيْءٍ شَيْءٌ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتَ بَرِيَّةً فَسَيِّرْ لِيكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتَوْبِي اِلَيْهِ لِإِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ

اپنے گناہ کا اقرار پھر توبہ کرے تو اللہ اس کا گناہ معاف کرتا ہے اور اس کی توبہ قبول کرتا ہے تو پھر جب حضرت ﷺ اپنی بات تمام کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے یہاں تک کہ میں نے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ تو میری طرف سے حضرت ﷺ کو جواب دے تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تو حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دے تو اس نے بھی یہی کہا کہ میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ کو کیا کہوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں کم عمر لڑکی تھی بہت قرآن نہیں پڑھا تھا سو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے سنی ہے وہ بات جس کا یہ لوگ چرچا کرتے ہیں اور آپ کے دل میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا ہے سوا اگر میں یوں کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں بے شک پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا نہ جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان یوسف علیہ السلام کے باپ کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی جب کہ اس نے کہا کہ اب صبر ہی بن آئے اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو بتلاتے ہو پھر میں بچھو نے پر پڑی یعنی میں نے آدمیوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور مجھ کو امید تھی کہ اللہ میری پاکی بیان کرے گا لیکن مجھ کو یہ گماں نہ تھا کہ میرے حق میں وحی اترے گی اور میں اپنے آپ کو حقیر گمان کرتی تھی اس میں کہ میرے حق میں قرآن سے کلام کی جائے یعنی قرآن میرے حق میں اترے لیکن مجھ کو یہ امید تھی کہ حضرت ﷺ کو میری

عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ فَلَمَّصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً وَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيمَا قَالَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةٌ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ فَلَقْتُ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرْتُ فِي أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي بَرِيئَةٌ وَاللَّهِ يَعْلَمُ إِنِّي لَبَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونَنِي بِذَلِكَ وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللَّهِ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لِتُصَدِّقَنِي وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ إِذْ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَيَّ مَا تَصِفُونَ﴾ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلَيَّ فِرَاشِي وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبْرِئَنِي اللَّهُ وَلَكِنْ وَاللَّهِ مَا ظَنَنْتُ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحَيًّا وَلَا نَا أَحَقَّرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ يُتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي أَمْرِي وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبْرِئَنِي اللَّهُ فَوَاللَّهِ مَا رَأَمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ

برات خواب میں دکھلا دے گا سو قسم ہے اللہ کی کہ حضرت ﷺ اپنی مجلس سے نہ اٹھے تھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے حضرت ﷺ پر وحی اتاری جیسے معمول تھا یہاں تک کہ آپ کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ پیکتا تھا جھاڑے کے دن میں پھر جب حضرت ﷺ سے وحی موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ ہنستے تھے سو پہلے پہل جو آپ نے بات کہی وہ یہ تھی کہ مجھ سے کہا کہ اے عائشہ اللہ کی حمد اور شکر کر پس تحقیق اللہ نے تیری پاکی بیان کی تو میری ماں نے مجھ کو کہا کہ اے عائشہ اٹھ کر حضرت ﷺ کی تعظیم کر تو میں نے کہا کہ قسم ہے کہ میں نہ اٹھوں گی اور نہ آپ کی تعریف کروں گی اور اللہ کے سوا کسی کی تعریف نہ کروں گی جس نے میری پاکی بیان کی پھر اللہ نے یہ آیتیں سورہ نور میں اتاریں کہ جو لوگ لائے ہیں طوفان تم میں سے ایک جماعت ہے آخر تک میں یہ آیتیں اتاریں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اور تھا خرچ کرتا مسطح پر قربابت کی وجہ سے اس سے قسم ہے اللہ کی میں مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا بعد اس کے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں سے اور کشائش والے یہ کہ دیں ناطے والوں کو غفور الرحیم تک۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر جاری کیا جو پہلے اس پر جاری کرتا تھا اور حضرت ﷺ نے نہ نب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھا تھا کہ اے نہ نب تجھ کو کیا معلوم ہے اور تو نے کیا دیکھا ہے تو نہ نب رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! پھر جب اللہ نے میری پاکی میں نے نہ اپنے کان سے کچھ سنا ہے اور نہ آنکھ سے دیکھا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہی تھی جو

حَتَّىٰ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيَ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرْحَاءِ حَتَّىٰ إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِي يَوْمٍ شَاةٍ فَلَمَّا سَرَىٰ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي يَا عَائِشَةُ أَحْمَدِي اللَّهُ فَقَدْ بَرَأَكَ اللَّهُ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قَوْمِي إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللَّهُ فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنْكُمْ﴾ الْآيَاتِ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَأَتِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَىٰ مِسْطَحِ بْنِ أُنَائَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَاللَّهِ لَا أَنْفِقُ عَلَىٰ مِسْطَحِ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا إِلَىٰ قَوْلِهِ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَىٰ وَاللَّهِ إِنِّي لِأَحِبُّ أَنْ يُغْفَرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَيَّ مِسْطَحُ الَّذِي كَانَ يُجْرِي عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَا عَلِمْتِ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصْرِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الْبَنِي كَانَتْ تُسَامِينِي فَعَصَمَهَا

حسن اور جمال وغیرہ میں مجھ سے برابری کرتی تھی سو اللہ نے اس کو پرہیزگاری سے نگاہ رکھا۔

اللَّهُ بِالْوَرَعِ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مِثْلَهُ قَالَ وَحَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح سورہ نور میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھا اور اس نے آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک دامن ہونے کا جواب دیا اور حضرت ﷺ نے اس کے قول پر اعتماد کیا یہاں تک کہ خطبہ فرمایا اور عبد اللہ بن ابی سے بدلہ چاہا اور اسی طرح حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا حال پوچھا اور اس نے بھی ان کے پاک دامن ہونے کے ساتھ جواب دیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے زینب رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا کہ وہی تھی جو حسن و جمال میں میری برابری کرتی تھی تو اللہ نے اس کو بچایا۔ پس ان سب کے مجموع میں مراد ترجمہ کی ہے۔ ابن بطلان نے کہا کہ اس میں حجت ہے ابو حنیفہ کے لیے کہ عورتوں کی تعدیل جائز ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف کا۔ اور محمد جمہور کے موافق ہے اور طحاوی نے کہا کہ تزکیہ خیر ہے اور گواہی نہیں۔ پس قبول کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ اور ترجمہ میں اشارہ ہے ثالث کے قول کی طرف اور وہ یہ ہے کہ قبول کیا جائے ان کا تزکیہ بعض کے لیے اور نہ مردوں کے لیے اس لیے جو منع کرتا ہے وہ اس کا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ عورت ناقص ہے معرفت و وجودہ تزکیہ سے خاص کر مردوں کے حق میں۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ قبول کیا جاتا ہے تزکیہ ان کا نیک بات کے ساتھ اور نہیں لازم آتا اس سے قبول کرنا تزکیہ ان کا گواہی میں کہ مال کو لینے کو واجب کرے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے ان کا قبول کرنا مردوں کے ساتھ اس چیز میں کہ ان کی شہادت اس میں جائز ہے۔ (فتح)

جب ایک مرد دوسرے مرد کا تزکیہ کرے تو اس کو کفایت کرتا ہے۔ یعنی اور ابو جلیلہ نے کہا کہ میں نے ایک پڑا لڑکا پایا تو جب مجھ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا کہ عنقریب ہے کہ غار سبب بدی کا ہو گیا کہ مجھ کو تہمت دیتا تھا میرے چوہدری نے کہا کہ یہ نیک مرد ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اور اس کا خرچ ہم پر ہے۔

بَابُ إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَّاهُ وَقَالَ أَبُو جَمِيلَةَ وَجَدْتُ مَبْنُودًا فَلَمَّا رَأَيْتِي عُمَرَ قَالَ عَسَى الْغَوِيْرُ أَبُوْنَا كَانَهُ يَتَهْمُنِي قَالَ عَرِيفِي إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ قَالَ كَذَاكَ اذْهَبْ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

**فائدہ:** شہادت کے شروع میں یہ باب باندھا ہے تعدیل کتمہ یجوز پس توقف کیا اس جگہ اور یقین کیا اس جگہ

کافی ہونے کے ساتھ ایک گواہ کے اور میں نے اس کی ترجیح پہلے بیان کر دی ہے اور سلف نے اختلاف کیا ہے تزکیہ کے عدد کے شرط ہونے میں۔ پس مرث شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک شرط ہونا دو مرد کا ہے یعنی تزکیہ کے لیے دو کا ہونا شرط ہے جیسے کہ گواہی میں ہے۔ اور یہی قول ہے محمد بن حسن کا اور اختیار کیا ہے اس کو طحاوی نے اور اسٹیجی کیا ہے چھپارنیق حاکم کا اس لیے کہ وہ اس کا نائب ہے تو اس کا قول بجائے حکم کے اور جائز کہا ہے اکثر نے قبول جرح اور تعدیل کو ایک سے اس لیے کہ وہ بجائے حکم کے ہے اور حکم میں عدد کا ہونا شرط نہیں اور ابو عبیدہ نے کہا کہ تین مردوں سے کم کا تزکیہ قبول نہیں اور اس کی حجت یہ حدیث ہے کہ نہیں ہے حلال سوال کرنا یہاں تک کہ تین آدمی عقلمند اس کی گواہی دیں اور جب یہ حاجت کے حق میں ہے تو اس کا غیر بطریق اولیٰ ہے۔ اور یہ سب اختلاف شہادت میں ہے اور یہی روایت کرنی پس قبول کیا جاتا ہے اس میں قول ایک آدمی کا بھی صحیح قول پر اس لیے کہ اگر وہ غیر سے ناقل ہے تو وہ جملہ اختیار سے ہے اور اس میں عدد شرط نہیں اور اپنے نفس کی طرف سے ہے تو بجائے حاکم کے ہے اور حاکم بھی متعدد نہیں ہوتا۔ (فتح)

**فائدہ:** غور تصغیر ہے غار کی اور ابوس کے معنی شر کے ہیں۔ اور اصمعی نے کہا کہ اصل اس کی یہ ہے کہ کچھ لوگ غار میں داخل ہوئے کہ اس میں رات کاٹیں تو وہ غار ان پر گر پڑی اور وہ سب اس میں دب کر مر گئے اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دشمن بیٹھا تھا اس نے ان کو مار ڈالا۔ اور کلبی نے کہا کہ غور ایک مشہور جگہ ہے اس میں پانی ہے وہاں ڈاکوڑتے تھے اور راہزنی کرتے تھے اور جو وہاں گذرتے وہ آپس میں حفاظت کی وصیت کرتے تھے اور ابن عربی نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ مثال اس مرد کے لیے اس لیے بیان کی کہ تعریض کرتے تھے شاید دراصل یہ اس کا اپنا بیٹا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ آپ سے اس کی نسبت کی نفی کرے سب کے لیے اسباب سے اور باوجود اس کے اس کی مراد یہ تھی کہ وہ اس کی پرورش کرے اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جاوہ آزاد ہے اس کا دلاتیرے لیے اور اس کا خرچ ہم پر ہے ابن بطلان نے کہا کہ اس قصے میں ہے کہ اگر قاضی اپنے دزیوں کی مجلس میں کسی کا حال پوچھے تو وہ ایک کے قول سے کفایت کرے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن جب مشہور دلہ کو تکلیف دی جائے کہ اپنے گواہوں کی تعدیل کرے تو دو سے کم کی تعدیل قبول نہ کی جائے۔ میں کہتا ہوں کہ غایت یہ ہے کہ اس نے قصے کو اپنے بعض تمسلات پر محمول کیا ہے اور تکلیف کا قصہ دلیل خارجی کا محتاج ہے یعنی یہ مطلق درست ہے مشہور دلہ کو تعدیل کی تکلیف دینے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور یہ کہ جائز ہے اٹھانا گرے لڑکے کا اگر چہ گواہ نہ کرے اور یہ کہ فقہ اس کا جب نہ پہچانا جائے بیت المال پر ہے یہ کہ اس کا دلا اس کے اٹھانے والے کے لیے اور اس میں اختلاف ہے اور بعض نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ ولک ولاءہ کے معنی یہ ہیں کہ اس سبب سے کہ اس نے اٹھایا ضائع نہ ہونے دیا گویا کہ اس نے اس کو موت سے آزاد کیا اس سے کہ اس کا غیر اس کو اٹھا کر اس کا مالک ہو جائے۔ اور اس حدیث میں ثابت ہونا عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام میں اور یہ کہ جب حاکم کسی کے امر میں توقف کرے تو یہ اس کے حق میں قادر نہیں۔ اور رجوع کرنا حاکم کا اپنے امینوں کے قول کی طرف اور یہ حاجت کے وقت مرد کے سامنے اس کی تعریف کرنی مکروہ نہیں بلکہ مکروہ تو صرف مبالغہ کرنا ہے تعریف میں اور اسی نکتہ کے لیے یہ باب باندھا ہے بخاری نے پیچھے اس کے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی میں ہے پس کہا مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي اللَّوْحِ یعنی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور اس کے دلیل پکڑنے کی وجہ حدیث ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مرد کے تزکیہ کا اعتبار کیا جب کہ قصد کرے اس کو اس لیے کہ نہ عیب لگایا اس پر مگر اسراف اور غلو کو تعریف میں۔ اور ابن نمیر نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ قدر تزکیہ کے قبول کرنے میں کافی ہے۔ اور رہا اعتبار نصاب کا پس اس سے حدیث ساکت ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ بخاری اپنے قاعدے پر جاری ہوا کہ اگر نصاب شرط ہوتی تو ذکر کی جاتی اس لیے کہ بیان وقت حاجت سے موخر نہیں ہوتا۔ (فتح)

۲۴۶۸۔ ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک مرد نے دوسرے مرد کے سامنے تعریف کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی یہ آپ نے کئی بار فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں فلا نے کو گمان کرتا ہوں اور اللہ ہی اس کو خوب جانتا ہے میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا مجھ کو یہ گمان ہے کہ فلا شخص ایسا ہے اور ایسا اگر اس بات کو سچ مچ جانتا ہو تو کہے۔

۲۴۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُنْتِي رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَبَلِّغْ عُنُقَ صَاحِبِكَ فَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَازًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فَلَانًا وَاللَّهُ حَسِيبُهُ وَلَا أَرْجِي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا أَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی مناسبت باب سے ابھی گزر چکی ہے۔

تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور جو سچ مچ جانتا ہو سو کہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي الْمَدْحِ  
وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَمُ.

۲۴۶۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو کہ سنا کہ دوسرے مرد کی تعریف کرتا تھا اور تعریف میں مبالغہ کرتا تھا یعنی بے حد تعریف کرتا تھا تو فرمایا کہ تو نے

۲۴۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَجُلًا يُنْبِئُ عَلَيَّ رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي مَدْحِهِ  
فَقَالَ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهَرَ الرَّجُلِ.

مرد کی بیٹھ کاٹی۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے لیکن آخری خبر ترجمہ کی اس حدیث میں نہیں یعنی جو بچ بچ جانتا ہو سو کہے۔ اور شاید اس کا مذہب یہ ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ایک ہے اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ مضمون موجود ہے جیسا کہ ابھی گذرا۔ (فتح)

لڑکوں کے بالغ ہونے اور ان کی گواہی کا بیان۔ اور اس آیت کا بیان کہ جب تم میں سے بلوغت کو پہنچیں تو چاہیے کہ اجازت مانگیں آخر آیت تک۔ یعنی اور بیان ہے پہنچنے عورتوں کا حیض میں کہ ان کی بلوغت کی حد ہے اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ جو عورتیں ناامید ہوئیں ہیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اور اگر تم کو شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ کہ جن لیس پیٹ کا بچہ۔ یعنی اور حسن بن صالح نے کہا کہ میں نے اپنی ایک ہمسائی کو پایا کہ وہ دادی تھی اور اس کی عمر اکیس برس کی تھی۔

بَابُ بُلُوغِ الصَّبِيَّانِ وَشَهَادَتِهِمْ وَقَوْلُ  
اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمْ  
الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا﴾ وَقَالَ مَغْبِرَةُ  
اِحْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ نِتْنَى عَشْرَةَ سَنَةٍ وَ  
بُلُوغُ النِّسَاءِ فِي الْحَيْضِ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَ  
جَلَّ ﴿وَاللَّائِي يَنْسَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ  
نِسَائِكُمْ إِلَى قَوْلِهِ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾.  
وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ أَدْرَكْتُ جَارَةً  
لَنَا جَدَّةً بِنْتُ إِحْدَى وَعِشْرِينَ سَنَةً.

فائدہ: یعنی ان کے بالغ ہونے کی کیا حد ہے اور بالغ ہونے سے پہلے ان کی گواہی کا کیا حکم ہے۔ پس رہی ان کے بالغ ہونے کی حد پس اس کو ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اور رہی گواہی لڑکوں کی پس رد کیا ہے اس کو جمہور نے اور اعتبار کیا ہے اس کو مالک نے ان کے زخموں کے بچ بشرطیکہ ضبط کیا جائے ان کے اول قول کو اس سے پہلے کہ جدا جدا ہوں اور قبول کیا ہے جمہور نے ان کی خبروں کو جب کہ جوڑا جائے اس کی طرف قرینہ۔ اور اعتراض کیا گیا ہے اس طرح سے کہ ترجمہ میں گواہی کا ذکر ہے اور باب کی حدیثوں میں اس کی تصریح نہیں اور اس کا جواب یہ کہ وہ ماخوذ ہے اتفاق سے اس پر کہ جس کے بالغ ہونے کا حکم کیا جائے اس کی گواہی قبول کی جائے جب کہ موصوف ہو قبول کی شرط کے ساتھ اور راہ دکھاتی ہے اس کی طرف قول عمر بن عبدالعزیز کہ وہ حد ہے چھوٹے اور بڑے کے درمیان۔ (فتح)

فائدہ: اس آیت میں حکم کا معلق کرنا ہے بلوغت کو پہنچنے کو اور تحقیق اجماع کیا ہے علماء احتلام مردوں اور عورتوں میں



لازم ہوتے ہیں اس کے ساتھ عبادتیں اور حدود اور تمام احکام اور وہ انزال منی کرنے والے کا ہے یعنی منی کو دکر نکلے برابر ہے جماع سے ہو یا کسی اور چیز سے اور برابر ہے کہ بیداری میں ہو یا خواب میں۔ اور اجماع ہے اس پر کہ نہیں اثر ہے جماع کا خواب میں مگر منی کے نکلنے کے ساتھ۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ بقیہ ترجمہ کا ہے اور وجہ نکالنے کی آیت سے ترجمہ کے لیے معلق کرنا حکم کا ہے عدت میں اقرار کے ساتھ حیض کے حاصل ہونے پر اور رہا اس سے آگے پیچھے سات مہینوں کے ہے پس معلوم ہوا کہ حیض کا وجود نقل کرتا ہے حکم کو اور اجماع ہے سب علماء کا اس پر کہ حیض بلوغت ہے عورتوں کے حق میں۔ (فتح)

**فائدہ:** یعنی نو برس کی عمر میں اس کو حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے لڑکی جنی اور اسی طرح اس کی لڑکی کو بھی نو برس کی عمر میں حیض ہوا اور دس برس کی عمر میں اس نے بچہ جنا۔ امام شافعی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے کہ اس نے ایک عورت دیکھی کہ دادی تھی اور اس کی عمر اکیس سال کی تھی۔ اور اختلاف کیا ہے علماء نے ادنیٰ اور عقلمند کے میں کہ اس میں عورت کو حیض آتا ہے اور مرد کو احتلام ہوتا ہے۔ کیا اس کی نشانیاں منحصر ہیں یا نہیں اور اس عمر میں جب تجاوز کرے اس کو لڑکا اور اس کو احتلام نہ ہو اور عورت اور اس کو حیض ہو تو حکم کیا جائے اس وقت بالغ ہونے کا۔ پس اعتبار کیا ہے مالک اور لیث اور احمد اور اسحق نے نکلنا بالوں کا لیکن نہیں قائم کرتے اس کے ساتھ حد کو شبہ کی وجہ سے۔ اور اعتبار کیا ہے اس کو شافعی نے کافر میں اور مختلف ہے قول اس کا مسلمان میں اور ابو حنیفہ نے کہا کہ بالغ ہونے کی عمر اٹھارہ یا انیس سال ہے لڑکے کے لیے اور سترہ سال ہے لڑکی کے لیے۔ اور شافعی اور احمد اور ابن وہب اور جمہور نے کہا کہ اس کی حدود دونوں میں پورے پندرہ برس ہیں جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

۲۴۷۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِي ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَنِي قَالَ نَافِعٌ فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةُ فَحَدَّثْتُهُ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا لَحَدُّ بَيْنَ الصَّغِيرِ

۲۴۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جنگ احد کے دن حضرت ﷺ کے رو برو ہوا اور میں چودہ برس کا لڑکا تھا تو مجھ کو حضرت ﷺ نے اجازت نہ دی یعنی جنگ میں جانے کی پھر میں جنگ خندق کے دن آپ کے رو برو ہوا اور میں پندرہ سال کا لڑکا تھا حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی یعنی جہاد میں جانے کی نافع نے کہا سو میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا اور وہ خلیفہ تھا تو میں نے اس سے یہ حدیث بیان کی اس نے کہا کہ البتہ یہ پندرہ برس حد ہے درمیان چھوٹے اور بڑے کے اور اپنے عالموں کی طرف لکھا کہ مقرر کریں حصہ اس شخص کے لیے جو پندرہ برس کو پہنچے یعنی ان کے لیے لشکر کے دفتر میں

وَالْكَبِيرِ وَكَتَبَ إِلَى عَمَّالِهِ أَنْ يَفْرِضُوا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

رزق مقرر کیا جائے۔ اور تھی تفریق کی جاتے درمیان لڑنے والوں کے اور ان کے غیروں کے عطا میں۔ اور وہ رزق ہے جو بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے اور اس کے مستحقوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے سے کہ جو پندرہ برس مکمل کر لے اس پر بالغوں کے تمام احکام جاری کیے جائیں اگرچہ اس کو احتلام نہ ہو پس کس طرح ہے عبادات کے ساتھ اور قائم کرنے حدوں کے اور مستحق ہوتا ہے حصے کا غنیمت سے اور قتل کیا جائے اگر حربی ہو اور اس سے قید توڑی جائے اگر اس کی ہوشیاری کی امید ہو اور سوائے اس کے احکام سے اور تحقیق عمل کیا ہے اس کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز نے اور اس کو برقرار رکھا اس پر اس کے راوی نافع نے اور جواب دیا ہے طحاوی اور ابن قسار وغیرہ نے جو اس حدیث پر عمل نہیں کرتے تصریح آچکی ہے کہ اجازت مذکورہ جہاد میں تھی اور یہ متعلق قوت اور طاقت کے ساتھ۔ اور بعض مالکیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اور اس کے لیے عموم نہیں اور احتمال ہے کہ وہ اس عمر کے نزدیک ختم ہوا تھا پس اس لیے کہ اس کو اجازت دی اور بعض نے کہا کہ اس کو ضعیف ہونے کی وجہ سے پھیرا تھا نہ کہ کم عمر ہونے کی وجہ سے۔ اور اجازت قوت کی وجہ سے دی تھی نہ کہ بالغ ہونے کی وجہ سے۔ اور اس کو وہ چیز رد کرتی ہے جو ابن حبان اور ابو عوانہ وغیرہ نے اس حدیث میں روایت کی اس لفظ کے ساتھ کہ میں جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت نہ دی اور نہ مجھ کو دیکھا کہ میں بالغ ہوں۔ اور اس حدیث میں ہے کہ جو لوگ جنگ کے لیے امام کے ساتھ نکلنا چاہتے ہوں امام ان کو لڑائی واقع ہونے سے پہلے اپنے سامنے بلا کر دیکھ لے سو جس کو لڑائی کے قابل پائے اس کو ساتھ لے اور جو قابل نہ ہو اس کو پھیر دے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر وغیرہ میں اسی طرح کیا تھا۔ اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک نہیں موقوف ہے اجازت لڑکی کے بالغ ہونے پر بلکہ امام کو جائز ہے کہ اجازت دے لڑکوں سے جس میں قوت اور جوانمردی ہو۔ پس بہت سے لڑکے بلوغت کے قریب قوی تر ہوتے ہیں بالغ کی نسبت۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ان پر حجت ہے۔

۲۴۷۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ سَلِيمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَيَّ

۲۳۷۱- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے ہر احتلام کرنے والے پر۔

کُلِّ مُحْتَلِمٍ.

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے کہ بلوغت حاصل ہوتی ہے منی نکلنے کے ساتھ اسی لیے کہ وہی احتلام سے مراد ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے مقصود ترجمہ کا قیاس کرنے کے ساتھ باقی احکام پر باعتبار متعلق ہونے و وجوب کے احتلام کے ساتھ۔ (فتح)

سوال کرنا حاکم کا مدعی کے لیے کہ کیا تیرے گواہ ہیں پہلے قسم دینے کے مدعی علیہ کے۔

بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدَّعِيَّ هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ قَبْلَ الْيَمِينِ.

۲۴۷۲۔ ۲۴۷۳۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے کسی بات پر اور وہ اس میں جھوٹا ہوتا کہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا اور اشعث بن قیس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ میرے حق میں فرمایا کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان زمین مشترک تھی تو اس نے مجھ سے انکار کیا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے لیے گواہ ہے میں نے کہا نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو کہا کہ قسم کھا میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب وہ قسم کھائے گا اور میرا مال لے جائے گا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں ان لوگوں کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں آخر آیت تک۔

۲۴۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ أَعْمَشٍ عَنْ شَقِيبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطَعَ بِهَا مَالَ امْرَأٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ. قَالَ فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فِيَّ وَاللَّهِ كَانَ ذَلِكَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ أَرْضٌ فَجَحَدَنِي فَقَدَّمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَاكَ بَيِّنَةٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ أَحْلَفَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِي قَالَ فَاتَّزَلَّ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

قَلِيلًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اور ترجمہ میں قبل الیمین سے مراد مدعی علیہ کی قسم ہے اور بھی مطابق ہے ترجمہ کے لیے۔ اور اس کا مدعی پر حمل کرنا صحیح نہیں ہے اس طرح سے کہ طلب کرے اس سے حاکم قسم استظہار کی اس طرح سے کہ گواہی دی ہے گواہ نے اس کے لیے حق کے ساتھ یعنی جو میرے گواہ نے میرے لیے گواہی دی وہ حق ہے جھوٹ نہیں۔ اس لیے کہ اشعث کی حدیث میں اس کا تعرض نہیں بلکہ اس میں وہ چیز ہے کہ تمسک کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ استظہار کی قسم واجب

نہیں۔ اور اس حدیث کی شرح ایمان اور نذور میں آئے گی۔ اور اس حدیث میں اس شخص کے لیے حجت ہے جو کہتا ہے کہ مدعا علیہ پر قسم نہ پیش کی جائے جب کہ مدعی اقرار کرے کہ میرا گواہ ہے۔ (فتح)

قسم مدعا علیہ پر ہے اموال میں اور حدود میں۔ یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی مدعی کو تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے۔ یعنی ابن شبرمہ سے روایت ہے کہ ابو زناد نے مجھ سے ایک گواہ اور قسم مدعی کے بارے میں کلام کیا تو میں نے کہا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ شاہد کرو دو شاہد اپنے مردوں سے پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد دو عورتیں جن کو پسند رکھتے ہیں شاہدوں سے کہ بھول جائے ایک عورت تا یاد دلائے اس کو دوسری ابن شبرمہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ جب ایک گواہ کی گواہی اور مدعی کی قسم کافی ہے تو کیا حاجت ہے یہ کہ یاد دلائے ایک دوسرے کو تو کیا کیا جاتا تھا ساتھ ذکر اس دوسرے کے یعنی اس کا کیا فائدہ تھا۔

بَابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْحُدُودِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ وَقَالَ قَتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ شَبْرَمَةَ كَلَّمَنِي أَبُو الزِّنَادِ فِي شَهَادَةِ الشَّاهِدِ وَيَمِينِ الْمُدْعَى فَقُلْتُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٍ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشَّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكَّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى﴾ قُلْتُ إِذَا كَانَ يُكْفَى بِشَهَادَةِ شَاهِدٍ وَيَمِينِ الْمُدْعَى فَمَا تَحْتَاجُ أَنْ تُذَكَّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى مَا كَانَ يَصْنَعُ بِذِكْرِ هَذِهِ الْأُخْرَى.

فائدہ: یعنی مدعی پر قسم نہیں اور یہ دو چیزوں کو مستلزم ہے ایک یہ کہ قسم استظہار کی واجب نہیں۔ دوم یہ کہ حکم کرنا صحیح نہیں ہے ایک گواہ کے ساتھ اور قسم مدعی کی اور شہادت یعنی بخاری کی ابن شبرمہ کے قصے کی طرف اشارہ کرتی ہے اس چیز کی طرف کہ اس کی مراد دوسری چیز ہے یعنی ایک گواہ اور قسم مدعی کے ساتھ حکم کرنا صحیح ہے۔ اور یہ کہا کہ اموال میں اور حدود میں تو اس میں کو فیوں کے رد کی طرف اشارہ ہے اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ مدعا علیہ قسم صرف اموال میں ہے حدود میں نہیں۔ اور شافعی اور جمہور کا مذہب ہے کہ قسم عام ہے یعنی اموال میں بھی مدعا علیہ قسم کھائے اور حدود میں بھی کھائے اور نکاح میں بھی اور جوان کی مانند ہے۔ اور مستثنیٰ کیا ہے مالک نے نکاح کو طلاق اور عتاق کو اور فدیہ کو تو اس نے کہا کہ ان میں سے کسی چیز میں قسم نہیں یہاں تک کہ مدعی گواہ کو قائم کرے اگرچہ ایک گواہ ہی کیوں نہ ہو۔ (فتح)

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق چھوڑا قسم کو مدعا علیہ کی جانب میں، اور اس کو کسی چیز کے ساتھ مقید نہیں کیا ہے دوسرے کے سوا۔

**فائدہ:** ابو زناد کا یہ مذہب تھا کہ ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے حکم کرنا جائز ہے اور ابن شبرمہ کا مذہب اس کے خلاف تھا۔ سو اس پر حجت پکڑی ابو زناد نے اس حدیث کے ساتھ جو اس میں وارد ہوئی ہے اور ابن شبرمہ نے اس پر حجت پکڑی آیت کریمہ کے ساتھ، اور سوائے اس کے نہیں کہ تمام ہوتی ہے اس کی اس کے ساتھ حجت پکڑنی اصل مختلف فیہ پر دونوں فریقوں کے درمیان۔ اور وہ اصل یہ ہے اگر حدیث میں ایسا حکم وارد ہو جو قرآن میں نہ ہو تو کیا وہ نسخ ہے؟ اور سنت قرآن کو منسوخ نہیں کرتی یا کہ وہ نسخ نہیں بلکہ مستقل زیادتی ہے ایک مستقل حکم کے ساتھ جب کہ اس کی سند ثابت ہو تو اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ پہلا مذہب کو فیوں کا ہے یعنی وہ قرآن کے لیے نسخ ہے، اور دوسرا مذہب حجاز والوں کا اس سے قطع نظر کہ اس سے ابن شبرمہ کی حجت قائم نہیں ہوتی اس لیے کہ وہ نفس کا معارضہ ہے رائے کے ساتھ اور اس کا اعتبار نہیں۔ اور تحقیق جواب دیا ہے اس سے اسماعیل نے یعنی ابن شبرمہ کی حجت دے پس کہا کہ ایک دوسرے کو یاد دلانے کی حاجت تو صرف اس وقت ہے جب کہ دونوں عورتیں گواہی دیں اور اگر دونوں گواہی نہ دیں تو مدعی کی قسم ان کے قائم مقام ہوگی سنت کے بیان کرنے کے ساتھ اور قسم اس شخص کی کہ وہ اس پر واجب ہے یعنی مدعا علیہ سے جب تنہا ہو تو البتہ گواہ کے قائم مقام ہوتی ہے اور ادا میں پس اسی طرح قائم ہوئی ہے اس جگہ قسم دو عورتوں کی جگہ اس کے ساتھ استحقاق میں اس حال میں کہ جوڑنے والی ہے ایک گواہ کو اور اگر لازم آئے قول کا ساقط کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا قول کا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ یعنی اس کو نہ مانا جائے اس لیے کہ قرآن میں نہیں تو لازم آئے گا ساقط کرنا ایک گواہ کا اور دو عورتوں کا اس لیے کہ دونوں عورتیں سنت میں نہیں اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تیر دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ نہیں ہے لازم ایک شے پر اس کی نفی کی تخصیص کرنے سے اس کے ماسوا سے اور لیکن مقتضی اس چیز کا کہ بحث کی ہے اس نے یہ ہے کہ نہ حکم کیا جائے قسم اور ایک گواہ کے ساتھ مگر دو گواہوں کے نہ ہونے کے وقت یا جو ان کے قائم مقام ہوں ایک مرد اور دو عورتوں سے۔ اور وہ ایک وجہ ہے شافیہ کے لیے اور اس کو صحیح کہا ہے حنابلہ نے اور تائید کرتی ہے وہ چیز جو دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حکم کیا ہے اللہ اور رسول نے حق میں دو گواہوں کے ساتھ پس اگر وہ گواہ لائے تو اپنا حق لے اور اگر ایک گواہ لائے تو اپنے گواہ کے ساتھ قسم کھائے۔ اور بعض حنفیوں نے جواب دیا ہے کہ قرآن پر زیادتی نسخ ہے اور خبر واحد متواتر کو منسوخ نہیں کرتی اور خبر واحد کی زیادتی قبول نہیں کی جاتی مگر جب کہ اس کی حدیث مشہور ہو۔ اور جواب دیا گیا ہے کہ نسخ اٹھانا حکم کا ہے اور اس جگہ کسی حکم کا اٹھانا نہیں اور نیز ضرور ہے کہ ناخ اور منسوخ دونوں ایک محل میں پے درپے واقع ہوں اور یہ زیادہ علی النص میں موجود نہیں اور غایت یہ ہے کہ نام رکھنا زیادہ کا مانند تخصیص کی نسخ اصطلاح ہے پس نہیں لازم آتا اس سے نسخ کرنا قرآن کا سنت کے ساتھ لیکن قرآن کی سنت کے ساتھ تخصیص جائز

ہے اور اسی طرح اس پر زیادتی بھی جائز ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے واحل لکم ما وراء ذلكم اور حرام ہونے پر اجماع ہے پھوپھی کے نکاح کے حرام ہونے کے ساتھ اس کے بھائی کے بیٹے کے اور سنا اجماع کی اس میں سنت ثابت ہے اور اسی طرح چور کا دوسری چوری میں پاؤں کا ثنا اور بھی اس کی مثالیں بہت ہیں۔ اور تحقیق پکڑی گئی ہیں وہ بعض حنفی رد کرنے حکم سے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ اس کے ہونے کی وجہ سے قرآن پر زیادتی بہت حدیثوں کے ساتھ بہت احکام میں کہ وہ سب قرآن پر زیادتی ہیں جیسے کھجور کے پنچڑ سے وضو کرنا اور تہقہ سے وضو کرنا اور تہقہ سے اور مضمضہ اور ناک کے پانی ڈالنے میں غسل میں سوائے وضو کے اور قیدی عورت کے رحم کی پاکی چاہنی اور اس شخص کے قطع کے ترک کرنے جو چرائے وہ چیز کہ جلدی بگڑ جاتی ہے اور ایک عورت کی گواہی جتنے میں اور نہیں قصاص مگر تلوار کے ساتھ اور نہیں ہے جمعہ مگر مصر جامع میں اور جنگ میں ہاتھ نہ کاٹیں جائیں اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اور مچھلی طانی نہ کھائی جائے یعنی جو خود بخود پانی میں مرجائے اور حرام ہے چوپایوں میں سے ہر کچلی والا درندہ اور یہ کہ قتل کیا جائے باپ کو اولاد کے بدلے اور قاتل قاتل کا وارث نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ اور بھی مثالیں ہیں جو متضمن ہیں قرآن پر زیادتی کو۔ اور انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ حدیثیں مشہور ہیں پس واجب ہے ان پر عمل کرنا ان کے مشہور ہونے کی وجہ سے تو ان کو کہا جاتا ہے کہ حدیث حکم کرنے کے ایک گواہ کے ساتھ اور مدعی کی قسم کے ساتھ کئی مشہورہ طرق سے آئی ہے بلکہ بہت صحیح طرق سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اصحاب سنن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس باب میں بیس صحابہ سے زیادہ روایت آچکی ہے اور اس کے علاوہ شہرت کے ثابت ہونے کی وجہ سے اور نسخ کا دعویٰ منسوخ ہے اس لیے کہ نسخ احتمال کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم کرنا ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ ظاہر قرآن کے مخالف نہیں اس لیے کہ قرآن نہیں منع کرتا یہ کہ جائز ہو اول اس چیز سے کہ نص کی ہو اس پر قرآن نے یعنی اور مخالف اس کے لیے مفہوم کا قائل نہیں چہ جائیکہ عدد کا مفہوم ہو۔ اور ابن عربی نے کہا کہ ظریف تر اس چیز کا پایا میں نے ان کے رد کے لیے حکم کے ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ دو امر ہیں ایک یہ کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ایک گواہ ثبوت حق کے لیے کافی نہیں پس مدعا علیہ پر قسم واجب ہے پس یہ مراد ہے ساتھ حدیث کے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ۔ اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن عربی نے اس کے ساتھ کہ یہ نادانی لغت سے اس لیے کہ معیت چاہتی ہے کہ ہو دو چیزوں سے ایک جہت میں نہ کہ دو مخالف چیزوں میں اور دوسرا یہ کہ وہ ایک خاص صورت پر محمول ہے اور وہ یہ کہ مثلاً ایک مرد نے دوسرے سے ایک غلام خریدا پھر مشتری نے دعویٰ کیا کہ اس کے ساتھ عیب ہے اور ایک گواہ قائم کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے صحیح سالم بیچا تھا پس قسم کھائے مشتری کہ میں نے اس کو صحیح سالم نہیں خریدا اور غلام کو لو نادمے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ مانند اس چیز کے کہ گذر گئی اور اس لیے

کہ یہ صورت نہایت کم یاب ہے اور اس پر حدیث محمول نہیں ہوگی میں کہتا ہوں کہ بہت حدیثیں اس تاویل کو باطل کرتی ہیں۔ (فتح)

۲۴۷۳۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میری طرف لکھا کہ حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قسم کے مدعا علیہ پر۔

۲۴۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُّ بِهَا مَالًا لِقِيَّ اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ إِلَىٰ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾.

فائدہ: اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ گواہ مدعی پر ہیں اور قسم مدعا علیہ پر۔ اور بخاری مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر بغیر گواہ کے صرف دعویٰ پر لوگوں کو دلایا جائے تو بے شک بعض لوگ لوگوں کے اموال اور خونوں کا ناحق دعویٰ کریں گے لیکن مدعا علیہ پر تو قسم ہے تو بیان کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت اس چیز میں کہ گواہ مدعی پر اور قسم مدعا علیہ پر اور علماء کہتے ہیں کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ مدعی کی جانب ضعیف ہے اس لیے کہ وہ ظاہر کے برخلاف کہتا ہے پس تکلیف دی گئی اس کو قوی حجت کے لانے کے ساتھ اور وہ گواہ ہے اس لیے کہ گواہ نہیں کھینچتا نفع کو اپنے نفس کے لیے اور نہ ہی ضرر کو دفع کرتا ہے پس قوی ہوگا اس کے ساتھ مدعی کا ضعف اور مدعا علیہ کی جانب قوی ہے اس لیے کہ اصل ذمہ کا فارغ ہونا ہے پس اس سے کفایت کی گئی قسم کے ساتھ اور وہ حجت ضعیف ہے اس لیے کہ قسم کھانے والا کھینچتا ہے اپنے نفس کے لیے نفع کو اور دفع کرتا ہے ضرر کو پس یہ نہایت حکمت ہے۔ اور مدعی اور مدعا علیہ کی تعریف میں اختلاف ہے اور مشہور دو تعریضیں ہیں ایک یہ کہ مدعی وہ ہے کہ اس کا قول ظاہر کے مخالف ہو اور مدعا علیہ اس کے برخلاف ہو۔ اور دوسری یہ کہ مدعی وہ کہ چپ رہے تو چھوڑا جائے اپنے سکوت کے ساتھ اور مدعا علیہ وہ ہے کہ چپ رہنے کی وجہ سے نہ چھوڑا جائے اور پہلی تعریف مشہور تر ہے اور ثانی اسلم ہے۔ اور بعض کچھ اور تعریف کرتے ہیں۔ اور اس قول سے استدلال کیا گیا ہے کہ قسم مدعا علیہ پر ہے جمہور کے لیے اس کے عموم پر محمول کرنے کی وجہ سے ہر ایک کے حق میں برابر ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان اختلاط ہو یا نہ ہو۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں متوجہ ہوتی مگر اس شخص پر کے اس کے اور مدعی کے درمیان اختلاط ہوتا کہ نہ خراب کریں بے وقوف لوگ پہلے لوگوں

کو قسم کے ساتھ ان کے کئی بار کھانے سے۔ اور اصطخری کا یہ مذہب ہے کہ اگر حال کے قرینوں سے معلوم ہو کہ مدعی کا دعویٰ جھوٹ ہے تو اس کے دعویٰ کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ (فتح)

۲۴۷۴۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ پھر اللہ نے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا مال دنیا لیتے ہیں تو ان کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں عذابِ الیم تک۔ پھر اشعث بن قیس ہماری طرف نکلے اور کہا کہ ابو عبد الرحمن یعنی عبد اللہ بن مسعود تم سے کیا حدیث بیان کرتا ہے تو جو اس نے کہا تھا سو ہم نے اس سے بیان کیا تو اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود سچا ہے البتہ یہ آیت میرے حق میں اتری ہے کہ میرے اور ایک مرد کے درمیان ایک چیز میں جھگڑا تھا تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے تو میں نے آپ سے کہا کہ اب وہ قسم کھائے گا اور پرواہ نہیں کرے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے کسی چیز پر کہ مستحق ہو ساتھ اس کے مال کا تو وہ اس میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق اتاری پھر یہ آیت پڑھی۔

۲۴۷۴۔ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَحَدَّثَنَا بِمَا قَالَ فَقَالَ صَدَقَ لَقِيْنَا أَنْزَلَتْ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ خُصُومَةٌ فِي شَيْءٍ فَأَخْتَصَمْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينُهُ لَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُ إِذَا يَخْلِفُ وَلَا يُبَالِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَلَفَ عَلَيَّ يَمِينٍ يَسْحِقُ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيْنَا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ فَانزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ.

**فائدہ:** یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ اور یہاں مراد یہ قول ہے کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں تیرے لیے مگر یہ۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس حصر کے ساتھ حکم کے رد کرنے پر ایک گواہ اور قسم کے۔ اور جواب دیا گیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے قول شاہد اک سے مراد گواہ ہے۔ برابر ہے کہ دو مرد ہوں یا ایک مرد یا دو عورتیں ہوں یا ایک مرد اور قسم۔ یعنی کی اور دو گواہوں کی صرف اس لیے ذکر کیا کہ وہ اکثر اور اغلب ہیں پس معنی یہ ہیں کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا جو ان کے قائم مقام ہوں۔ اور اگر لازم آئے اس سے ایک گواہ کا رد کرنا قسم کے ساتھ تو البتہ لازم آتا کہ ایک گواہ اور دو عورتوں کا اس لیے کہ یہ بھی مذکور نہیں۔ پس ظاہر ہوئی تاویل مذکور اور جگہ



پناہ کی طرف اس کی ثابت ہونا حدیث کا شاہد کے اعتبار کرنے کے ساتھ قسم کے ساتھ۔ پس معلوم ہوا کہ ظاہر لفظ شاہدین کا مراد نہیں بلکہ مراد وہ ہے یا جو اس کے قائم مقام ہو۔ (فتح)

بَابُ إِذَا ادَّعَىٰ أَوْ قَذَفَ فَلَهُ أَنْ يَلْتَمِسَ  
الْبَيِّنَةَ وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ الْبَيِّنَةِ.

۲۴۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هَلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَشْرِيكَ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ أَوْ حَدُّ فِي ظَهْرِكَ لَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَىٰ امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ يَقُولُ الْبَيِّنَةَ وَإِلَّا حَدُّ فِي ظَهْرِكَ فَذَكَرَ حَدِيثَ اللَّعَانِ.

۲۴۷۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بلال بن امیہ نے اپنی عورت کو شریک سے زنا کی تہمت دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہ بلانا چاہیے یا کہ حد ماری جائے تیری پیٹھ میں تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جب کوئی کسی کو زنا کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے تو حضرت ﷺ نے فرمانے لگے کہ اس بات کو گواہوں سے ثابت کرو ورنہ تجھے حد ماری جائے گی پھر لعان کی حدیث ذکر کی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اپنی جگہ میں آئے گی اور اس سے غرض قدرت دینی ہے تہمت دینے والے کو گواہوں کے قائم کرنے پر زنا مقدوف پر اپنی جان سے حد کو دور کرنے کے لیے اور اس پر یہ بات وارد نہیں ہوگی کہ حدیث زوجین میں یعنی خاوند اور بیوی کے حق میں وارد ہوئی ہے۔ اور خاوند کو حد سے نکلنے کا راستہ لعان ہے جب کہ عاجز ہوگا تو اس سے بخلاف اجنبی کے کہ اس کا یہ حال نہیں ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ حکم آیت لعان نازل ہونے سے پہلے تھا جب کہ خاوند اور اجنبی برابر تھے اور جب تہمت لگانے والے کے لیے یہ بات ثابت ہوئی تو ہر مدعی کے لیے باولی ثابت ہوگی۔ (فتح)

عصر کی نماز کے بعد قسم کھانے کا بیان۔

بَابُ الْيَمِينِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

۲۴۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَعْمَشٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۴۷۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن سے اللہ قیامت کے دن نہ بولے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے۔ ایک تو وہ شخص کہ بیابان میں

حاجت سے زیادہ پانی پر ہو اور مسافر کو اس پانی سے روکے اور دوسرا مرد وہ ہے جس نے ایک امام سے بیعت کی اور اس نے بیعت نہیں کی مگر دنیا ہی کے لیے سو اگر امام نے اس کو دنیا سے کچھ دیا تو اس نے عہد پورا کیا اور اگر اس نے دنیا سے کچھ نہ دیا تو اس نے عہد پورا نہ کیا۔ اور تیسرا وہ مرد ہے جس نے کسی مرد کے ہاتھ ایک جنس بیٹی عصر کے بعد تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں نے اس جنس کو اتنی اور اتنی قیمت سے لیا ہے تو اس نے اس کی قسم کا اعتبار کر کے اس کو اتنی قیمت سے لے لیا۔

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد قسم کھانے کا گناہ بہت بڑا ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ خاص کیا ہے حضرت ﷺ نے اس وقت میں گناہ کے بڑے ہونے کو اس شخص کے لیے کہ جو اس میں جھوٹی قسم اٹھائے تو یہ اس لیے ہے کہ رات دن کے فرشتے اس وقت میں حاضر ہوتے ہیں اور حالانکہ اس کے حق میں یہ بات وارد نہیں جو عصر کے وقت میں وارد ہے اور ممکن ہے کہ ہوئے خاص اس کے ساتھ اس لیے کہ اس وقت عمل اٹھائے جاتے ہیں۔ (فتح)

قسم کھائے مدعا علیہ جس جگہ کہ اس پر قسم واجب ہو اور نہ پھیرا جائے ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کی یعنی حکم کیا مروان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منبر پر تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی اس جگہ میں قسم کھاؤں گا سو زید رضی اللہ عنہ قسم کھانے لگا اور منبر پر قسم کھانے سے انکار کیا تو مروان اس سے تعجب کرنے لگا اور یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے دو گواہ چاہیے یا اس کی قسم چاہیے اور نہیں خاص کیا ایک مکان کو دوسرے مکان سے۔

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَآخَذَهَا.

بَابُ يَحْلِفُ الْمُدْعَى عَلَيْهِ حَيْثَمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيَمِينُ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى غَيْرِهِ قَضَى مَرْوَانُ بِالْيَمِينِ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَحْلِفْ لَهُ مَكَانِي فَجَعَلَ زَيْدٌ يَحْلِفُ وَأَبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يَعْجَبُ مِنْهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِينَهُ فَلَمْ يَخْصْ مَكَانًا دُونَ مَكَانٍ.

**فائدہ:** یعنی واجب ہے کہ اس جگہ قسم کھائے اور یہی قول حنفیہ اور حنابلہ کا ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے تغلیظ یعنی ایسی جگہ قسم کھائے کہ جس جگہ گناہ بڑا ہو پس اگر مدینے میں ہو تو منبر کے نزدیک قسم کھائے اور کے میں ہو تو رکن اور مقام کے درمیان اور ان کے علاوہ اور جگہوں میں جامع مسجد میں کھائے۔ اور سب کا اس پر اتفاق ہے

کہ یہ خونوں اور بہت مالوں میں ہے تھوڑی چیز میں نہیں اور تھوڑی اور بہت کی حد میں اختلاف ہے۔ (فتح)  
**فائدہ:** زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ابن مطیع کے درمیان ایک گھر میں بھگڑا تھا تو وہ دونوں مروان کے پس جھگڑتے ہوئے آئے تب مروان نے یہ بات کہی۔ اور بخاری نے شاید حجت پکڑی ہے کہ زید رضی اللہ عنہ کا منبر کے پاس قسم نہ کھانا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اس کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول سے حجت پکڑنا اولیٰ ہے مروان کے قول سے حجت پکڑنے سے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت ہے کہ اس نے ایک شخص سے اپنی جگہ میں قسم لی تھی اور منبر کے پاس قسم کھانے کی اس کو تکلیف نہیں دی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروان کی طرح مروی ہے کہ منبر کے پاس قسم کھائی جائے۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ بخاری کی فقہت میں سے ہے۔ اور اعتراض کیا گیا ہے بخاری پر کہ اس نے عصر کے بعد قسم اٹھانے کا باب باندھا ہے پس زیادتی کے ساتھ گناہ کا بڑا ہونا ثابت کیا اور اس جگہ مکان کے ساتھ تغلیظ کی نفی کی یعنی یہ نہیں کہ فلانی جگہ میں قسم کھانے کا بڑا گناہ ہے اور فلانی جگہ میں کم اور اگر صحیح ہے اس کا حجت پکڑنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول **شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِينُهُ** نے کسی مکان کو خاص نہیں کیا تو چاہیے کہ اس پر اس طرح حجت پکڑی جائے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کسی زمانے کو بھی خاص نہیں کیا پس اگر کہا جائے کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھانے کا گناہ بڑا ہونا حدیث میں آچکا ہے تو کہا جائے گا کہ اسی طرح منبر کے پاس قسم کھانے کے گناہ کا بڑا ہونا بھی حدیث میں آچکا ہے چنانچہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ قسم کھائے گا کوئی میرے اس منبر کے نزدیک جھوٹی بات پر اگرچہ ہبز مسواک ہو مگر وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے گا۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح نسائی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے اور اس کے ساتھ جواب دیا جاتا ہے کہ نہیں لازم آتا ہے عصر کے بعد قسم کھانے کا باب باندھنے سے یہ کہ وہ قسم کے بڑے ہونے کو واجب کرے مکان کے ساتھ بلکہ اس کو جائز ہے کہ مسئلے کو الٹا کرے پس کہے کہ اگر کہ لازم آتا ہے تغلیظ کے ذکر کرنے کے ساتھ قسم کے مکان کے ساتھ یہ کہ وہ ہر قسم کھانے والے کے حق میں بڑی ہے تو واجب ہے اس پر کہ زمانے کے ساتھ بھی بڑی ہو اس کے بارے میں حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ سے۔ (فتح)

۲۴۷۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّاحِدِ عَنِ أَعْمَشٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِي قَطَعَ بِهَا مَالًا لِقَبِي اللَّهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ.

۲۴۷۷۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قسم کھائے کسی بات پر تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اللہ اس پر غضناک ہوگا۔

**فائدہ:** اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ قسم کے لیے کوئی خاص مکان نہیں۔

بَابُ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ . جب ایک قوم قسم میں جلدی کرے۔

فائدہ: یعنی جس جگہ سب پر واجب ہو تو پہلے کس سے قسم لی جائے۔ (فتح)

۲۴۷۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَى قَوْمِ الْيَمِينِ فَأَسْرَعُوا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ لِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ .

۲۴۷۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو سب نے قسم کھانے میں جلدی کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ قرعہ ڈالا جائے درمیان ان کے قسم میں کہ اس میں سے کون قسم کھائے گا یعنی پہلے۔

فائدہ: اس کی صورت یہ ہے کہ دو آدمی ایک چیز میں جھگڑتے ہیں اور وہ چیز ان میں سے کسی کے ہاتھ میں نہیں بلکہ وہ کسی تیسرے کے ہاتھ میں ہے اور نہ دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ ہے تو ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے سو جس کے نام کا قرعہ نکلے وہ قسم کھائے اور اس کا مستحق ہو اور یہ صورت ایک حدیث میں آچکی ہے چنانچہ ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اور احتمال ہے کہ قوم مذکور سب مدعی علیہم ہوں اور مدعی نے ان پر ایک چیز کا دعویٰ کیا ہو جو ان کے پاس ہے اور وہ منکر ہو گئے ہوں اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو پس متوجہ ہوئی ہو ان پر قسم پس جلدی کی ہو انہوں نے قسم کھانے کے ساتھ۔ اور قسم نہیں معتبر ہے مگر قسم اٹھوانے والے کے ساتھ۔ پس قطع کیا ان کے درمیان نزاع کو قرعہ ڈالنے کے ساتھ سو جس کے نام کا قرعہ نکلے اس سے قسم اٹھاوائی جائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ .

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر جھوٹی قسم کھا کے تھوڑا سا مال دنیا لیتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اس کے شان نزول کا بیان۔

۲۴۷۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكْسَكِيُّ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَقَامَ رَجُلٌ سِلْعَتَهُ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا مَا لَمْ يُعْطَهَا فَتَزَلَّتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ

۲۴۷۹۔ عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک اسباب کو کھڑا کیا یعنی بیچنے کے لیے تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے اس اسباب کے اتنے اور اتنے قیمت سے خریدا ہے اور حالانکہ اس نے اتنی قیمت سے نہ لیا تھا یا کہا تھا کہ مجھ کو اتنی اتنی قیمت ملتی تھی اور حالانکہ اتنی قیمت اس کو نہ ملتی تھی تو اس وقت یہ آیت اتری کہ جو لوگ اللہ کو درمیان دے

کر آخر تک اور ابن ابی اوفیؓ نے کہا کہ ناحش بیاج کھانے والا خیانت کرنے والا ہے یعنی جو جس کا زیادہ مول لگائے اور اس کو لینا مقصود نہ ہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر اجنبی پھنس جائے۔

۲۴۸۰۔ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا جو قسم کھائے کسی چیز پر تاکہ چھین لے ساتھ اس کے مال کسی مسلمان کا یا یوں کہا کہ بھائی مسلمان کا تو وہ اللہ سے ملے گا اور وہ اس پر غضبناک ہوگا تو اللہ نے اس کی تصدیق قرآن میں اتاری ان الذین یشترُونَ آخر تک تو اشعث مجھ کو ملا اور کہا کہ عبد اللہ نے آج کے دن تجھ کو کیا حدیث بتلائی تھی تو میں نے کہا کہ ایسی ایسی تو اس نے کہا کہ یہ میرے حق میں اتری۔

يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا. وَقَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى النَّاجِشُ أَكِلُ رَبِّا خَائِنٌ.

۲۴۸۰۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ كَاذِبًا لَيَقْتَطِعَ مَالَ رَجُلٍ أَوْ قَالَ أَخِيهِ لِقَمِي اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ فَلَقِينِي الْأَشْعَثُ فَقَالَ مَا حَدَّثَكُمُ عَبْدُ اللَّهِ الْيَوْمَ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ فِي أَنْزَلَتْ.

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں اس کے شان نزول میں ہیں اور ان دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں قصوں میں اتری ہو۔

کس طرح قسم لی جائے یعنی جب کسی پر قسم لازم ہو تو حاکم اس کو کس طرح قسم دے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ پھر آئیں تیرے پاس قسمیں کھاتے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی مگر بھلائی اور ملاپ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ البتہ وہ تم میں سے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں ساتھ اللہ کے تاکہ راضی کریں تم کو پس قسم کھائیں اللہ کی کہ البتہ ہماری گواہی ان کی گواہی سے پختہ ہے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد ہے کہ عصر کے

بَابُ كَيْفِ يَسْتَحْلِفُ قَالَ تَعَالَى ﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ﴾ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ جَاءُواكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا﴾. ﴿وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمُنْكُمْ﴾ وَ﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضَوْكُمْ﴾. ﴿فَيَقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتِنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتَيْهِمَا﴾ يُقَالُ بِاللَّهِ وَتَاللَّهِ وَ وَاللَّهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ حَلَفَ بِاللَّهِ  
كَاذِبًا بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَا يُحْلَفُ بِغَيْرِ اللَّهِ.  
بعد اللہ کی جھوٹی قسم کھائے۔ یعنی اور اللہ کے سوا کسی کی  
قسم نہ کھائی جائے۔

فائدہ: اور غرض اس کی ان تین آیتوں سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے تغلیظ قسم کی قول کے ساتھ یعنی صرف اتنا کہنا کافی  
ہے واللہ تبارک باللہ۔ ابن منذر نے کہا کہ علماء کو اس میں اختلاف ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ قسم کھائے اللہ کے ساتھ  
یعنی کہے واللہ اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرے اور مالک نے کہا کہ اس طرح قسم کھائے کہ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ یعنی قسم  
ہے اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اور اسی طرح کو فیوں اور شافعیوں نے کہا ہے اگر اس کو قاضی تہمت  
کرے تو قسم میں تشدید کرے پس اس میں یہ لفظ زیادہ کرے عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الَّذِي يَعْلَمُ  
مِنَ السِّرِّ مَا يَعْلَمُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ اور مانند اس کی۔ ابن منذر نے کہا کہ اس میں ہے کہ جس کی قسم کھائے درست ہے اور  
اصل یہ ہے کہ جب وہ اللہ کی قسم کھائے تو اس پر صادق آتا ہے کہ اس نے قسم کھائی۔ (فتح)

فائدہ: یہ بخاری کا کلام ہے بطور تکمیل ترجمہ کے اور یہ مستفادہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جو قسم کھانا چاہے تو  
چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

٢٤٨١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سَهْلٍ بْنِ  
مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ  
اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فإِذَا هُوَ يَسْأَلُهُ عَنِ  
الإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ  
فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ  
قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ هَلْ  
عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطْوَعَ فَادْبَرَ  
الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَرِيدُ عَلَى هَذَا

٢٣٨١- طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے  
پاس آیا تو اچانک وہ اسلام کے متعلق پوچھتا تھا کہ اسلام کیا  
ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں ہیں دن رات  
میں تو اس نے کہا کہ ان کے سوا کچھ اور بھی مجھ پر لازم ہے تو  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل پڑھے۔  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اور رمضان کے روزے تو اس نے  
کہا کہ اس کے سوا کیا اور بھی مجھ پر فرض ہے تو حضرت ﷺ  
نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ کہ تو نفل روزے رکھے اور حضرت ﷺ  
نے اس کے لیے زکوٰۃ ذکر کی تو اس نے کہا کہ اس کے سوا کچھ  
اور بھی مجھ پر فرض ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مگر یہ  
کہ صدقہ نفل دے تو وہ مرد پیٹھ دے کر چلا اور کہتا تھا کہ قسم ہے  
اللہ کی نہ اس سے کچھ بڑھاؤں گا اور نہ گھٹاؤں گا تو  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مراد کو پہنچا اگر سچا ہے۔

وَلَا أَنْقُصُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ اور غرض اس سے یہ قول ہے اس مرد کا کہ قسم ہے اللہ کی نہ اس سے کچھ گھٹاؤں گا نہ بڑھاؤں گا۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس طرح سے قسم کھائے کہ قسم ہے اللہ کی اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرے۔ (فتح)

۲۴۸۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قسم کھائے تو چاہیے کہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

۲۴۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا  
جُوَيْرِيَةُ قَالَ ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ  
لِيَصْمُتْ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔

جو قائم کرے گواہ کو بعد قسم کے۔ یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے۔ یعنی اور طاؤس اور ابراہیم اور شریح نے کہا کہ گواہ عادل لائق تر ہیں ساتھ قبول کے قسم جھوٹی سے۔

بَابٌ مِّنْ أَقَامِ الْبَيْتَةِ بَعْدَ الْيَمِينِ وَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ  
بَعْضَكُمْ أَحَنُّ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَقَالَ  
طَاوُسٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَشَرِيحُ الْبَيْتَةِ الْعَادِلَةُ  
أَحَقُّ مِنَ الْيَمِينِ الْفَاجِرَةِ.

**فائدہ:** یعنی قسم مدعا علیہ کی برابر ہے کہ مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہو یا نہ ہو۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ گواہ کی گواہی قبول کی جائے۔ اور مالک نے مدونہ میں کہا ہے کہ اگر اس سے قسم لے اور اس کو گواہ معلوم نہ ہو پھر گواہ کو جانے تو گواہ قبول کیا جائے اور اس کے لیے حکم کیا جائے اس کے ساتھ اور اگر اس کو گواہ معلوم ہو اور جان بوجھ کر چھوڑ دے تو پھر اس کا حق باقی نہیں رہتا۔ اور ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر مدعی مدعا علیہ کی قسم کے ساتھ راضی ہو اور تو اس کے بعد گواہ نہ قبول کیا جائے اور اس نے اس کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ جب مدعا علیہ نے قسم کھائی تو وہ بری ہوا تو جب بری ہوا تو اس پر کوئی راہ نہیں۔ اور تعاقب کیا گیا ہے کہ وہ صورت ظاہرہ میں بری ہوتا ہے نفس الامر میں بری نہیں ہوتا۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ ایک ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا اور اس کی پوری شرح کتاب الاحکام میں آئے گی اور اس میں ابن ابی لیلیٰ کے رد کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ ظاہر کا حکم حق کو باطل نہیں کرتا اور نہ باطل کو حق نفس الامر میں۔ (فتح)

۲۴۸۳-۱م سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھگڑے کا فیصلہ کر دانے کے لیے میرے پاس آتے ہو اور شاید کہ تم میں بعض آدمی ہوشیار اور خوش تقریر ہوتا ہے سو جس شخص کو میں اس کے بھائی کے حق میں کوئی حکم کروں اس کے قول سے تو میں تو اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دیتا ہوں تو نہ لے اس کو۔

۲۴۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْهَا.

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مدعا علیہ کی قسم کے بعد گواہ کے قبول کرنے پر دلالت نہیں ہے۔ اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ شہادت لینے کی جگہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ نہیں ٹھہرایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی قسم کو مفید حلت کے اور نہ قطع کرنے حقدار کے حق کے یعنی وہ حقدار کے حق کو کاٹ نہیں سکتی بلکہ قسم کے بعد اس کو قبض کرنے سے منع کیا۔ اور اس کی دونوں حالتوں میں برابری کے حرام ہونے میں قسم کے بعد اور اس سے پہلے پس اس سے معلوم ہوا کہ حقدار کا حق بدستور باقی ہے جیسا کہ پہلے تھا سو جب اپنے حق میں گواہوں کے ساتھ کامیاب ہوا تو وہ قیام پر باقی ہے اس کے ساتھ ساقط نہیں ہوا جیسا کہ اس کا اصل حق ساقط نہیں ہوا ذمہ چھیننے والے سے قسم کے ساتھ۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو وعدے کے پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔ یعنی حکم کیا حسن نے ساتھ پورا کرنے وعدے کے۔ یعنی اور اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسماعیل پیغمبر وعدے کا سچا تھا۔ یعنی اور حکم کیا ابن اشوع (قاضی کوفہ) نے ساتھ ایفائے عہد کے اور ذکر کیا اس کو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یعنی اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد یعنی ابوالعاص کو ذکر کیا جو آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا سو فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا سو اس کو پورا کیا۔ یعنی بخاری نے کہا میں نے اسحاق کو دیکھا کہ ابن اشوع کی حدیث کے ساتھ حجت

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنجَازِ الْوَعْدِ وَقَعْلَهُ الْحَسَنُ وَذَكَرَ إِسْمَاعِيلُ ﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ وَقَضَى ابْنُ الْأَشْوَعِ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذَلِكَ عَنْ سَمْرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ وَقَالَ الْمِسُورُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ صِهْرًا لَهُ قَالَ وَعَدَنِي فَوَفَى لِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَرَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَحْتَجُّ بِحَدِيثِ ابْنِ الْأَشْوَعِ.



پکڑتا ہے یعنی وعدے کا پورا کرنا واجب ہے۔

**فائدہ:** گواہی کے بابوں کے ساتھ اس باب کی وجہ تعلق یہ ہے کہ آدمی کا وعدہ اس کی شہادت کی طرح ہے اس کی جان پر۔ اور مہلب نے کہا کہ وعدے کا وفا کرنا مامور بہ ہے اور مستحب ہے تمام کے نزدیک اور فرض نہیں۔ اور اس میں اجماع کا نقل کرنا مردود ہے پس تحقیق خلاف مشہور کے ہے لیکن قائل بہت تھوڑے ہیں۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ اجل اس کا جو اس کے قائل ہیں عمر بن عبدالعزیز ہے۔ اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر وعدہ کے سبب کے ساتھ معلق ہو تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اور اگر نہیں تو نہیں۔ پس جو دوسرے کو کہے کہ نکاح کر اور تیرے لیے اتنا مال ہے پھر اس نے نکاح کیا تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ لیکن آیت کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ اور آيَةُ الْمُنَافِقِ تَلَاثٌ وِجُوبٌ پر دلالت کرتی ہے۔ پس اس شدید وعید کے باوجود کس طرح محمول کیا ہے انہوں نے کراہت تزیہی پر۔ (فتح)

**فائدہ:** روایت ہے کہ اسماعیل رضی اللہ عنہ اور ایک آدمی دونوں ایک گاؤں میں داخل ہوئے تو حضرت علیہ السلام نے اس کو ایک کام کے لیے بھیجا اور کہا کہ میں تیرا انتظار کروں گا تو انہوں نے ایک برس اس کا انتظار کیا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے وہاں ایک مکان بنا لیا تھا تو اس دن سے اس کا نام صادق الوعدہ ہوا۔ (فتح)

**فائدہ:** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا ابوالعاص کے نکاح میں تھیں اور وہ کافر تھا اور جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے جنگ میں شریک تھا سو وہ قیدیوں میں پکڑا گیا تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تو اس پر شرط لگائی کہ زینب کو مدینے بھیج دے گا تو اس نے مکے میں جا کر زینب رضی اللہ عنہا کو مدینے میں بھیج دیا اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور اس کو پورا کیا۔ (ق)

۲۴۸۴-۲۴۸۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے مجھ کو خبر دی کہ ہرقل نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ وہ پیغمبر تم کو کیا حکم کرتا ہے تو تو نے کہا کہ وہ حکم کرتا ہے ہم کو نماز کا اور سچ بولنے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا اور امانت ادا کرنے کا۔ ہرقل نے کہا کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے۔

۲۴۸۴- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرْقَلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَرَعَمْتُمْ أَنَّهُ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيِّ.

**فائدہ:** یہ حدیث ابتدا کتاب میں گزر چکی ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ وہ ہمیں وعدہ پورا کرنے کا حکم کرتا ہے۔

۲۳۸۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو چرائے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے یعنی اس کو پورا نہ کرے۔

۲۳۸۶۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس علاحضری کی طرف سے (کہ بحرین پر عامل تھا) مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو ہمارے پاس آ کر ظاہر کرے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ دیں مجھ کو مال اس طرح اور اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کر اور جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار کھولے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ میں پانچ سو گئے پھر پانچ سو پھر پانچ سو۔

۲۴۸۵۔ حَدَّثَنَا قَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ.

۲۴۸۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ لَمَّا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْطِنِي هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَقَدْ فِي يَدَيَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ ثُمَّ خَمْسَ مِائَةٍ.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بہتر تھے عمدہ اخلاق کے ساتھ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے کیے ہوئے وعدے آپ کی طرف سے ادا کیے۔ اور جابر رضی اللہ عنہ سے اس وعدے پر گواہ طلب نہ کیا اس لیے کہ اس نے ایسی چیز کا دعویٰ نہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہو بلکہ اس نے ایک چیز کا بیت المال سے دعویٰ کیا تھا اور یہ امام کی رائے کی طرف سپرد ہے۔ (فتح)

۲۴۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ - ۲۳۸۷۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حیرہ (ایک شہر

ہے نزدیک کوفہ کے) کے ایک یہودی نے مجھ سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دونوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں عرب کے عالم کے پاس جاؤں اور اس سے پوچھوں یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تو میں نے آکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس نے کہا کہ جو ان دونوں میں بہت تھی اور خوش تھی نزدیک شعیب علیہ السلام کے یعنی دس برس اس لیے کہ پیغمبر اللہ کا یعنی جو ہو جب کوئی بات کہتا ہے تو اس کو کرتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ یہودی مجھ کو ملا تو میں نے اس کو یہ بات بتلائی تو اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تیرا سہی عالم ہے۔ اور اس باب میں حدیث کو ذکر کرنے کی غرض تاکید کا بیان ہے وعدے کو پورا کرنے کے ساتھ اس لیے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دس برس کے وعدے کے پورا کرنے کے ساتھ یقین نہیں کیا تھا اور اس کے باوجود بھی اس کو پورا کیا پس کس طرح ہوتا اگر یقین کرتے۔ (فتح)

بیان ہے کہ نہیں سوال کیے جائیں مشرکین گواہی وغیرہ سے یعنی اور شعیب نے کہا کہ نہیں جائز ہے گواہی اہل کفر کی بعض کی بعض پر یعنی اس دلیل کے لیے اس آیت کی کہ ڈالی ہم نے درمیان ان کے عداوت اور بغض قیامت تک یعنی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اور نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو کہ ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ ہماری طرف اتارا گیا ہے آخر آیت تک۔

أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلِيمَانَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُبَاعٍ عَنْ سَالِمِ الْأَفْطَسِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتَنِي يَهُودِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ أَيَّ الْأَجَلَيْنِ قَضَى مُوسَى قُلْتُ لَا أَدْرِي حَتَّى أَقْدَمَ عَلَيَّ حَبْرُ الْعَرَبِ فَأَسْأَلُهُ فَقَدِمْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَضَى أَكْثَرَهُمَا وَأَطْيَبَهُمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ فَعَلَّ.

بَابُ لَا يُسْأَلُ أَهْلَ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ أَهْلِ الْمِلَلِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَأَعْرَبْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ﴾ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكْذِبُوهُمْ وَ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے گواہی کے لیے کافروں کے اور سلف کو اس میں اختلاف ہے۔ اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ ان کی گواہی مطلق قبول نہیں۔ اور بعض تابعین کہتے ہیں کہ مطلق قبول ہے مگر مسلمانوں پر یہ مذہب کو فیوں کا ہے کہتے ہیں کہ آپس میں ان کی گواہی قبول ہے اور یہ ایک روایت امام احمد کی ہے اور مستثنیٰ کیا ہے احمد نے حالت سفر کو پس جائز رکھی ہے اس میں گواہی اہل کتاب کی اور حسن اور ابن لیلیٰ اور لیث اور اسحق نے کہا کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے دین والے کے حق میں قبول نہیں اور ایک دین والوں کی آپس میں قبول ہے اور یہ سب اقوال سے

اعدل ہے اس کے دور ہونے کی وجہ سے تہمت سے۔ اور حجت پکڑی ہے جمہور نے اس آیت کے ساتھ ممن  
 ترضون من الشهداء یعنی جن کو تم پسند رکھتے ہو اور اس کے غیر سے آیتوں اور حدیثوں سے۔ (فتح)  
**فائدہ:** شعی سے روایت ہے کہ ایک دین والے کی گواہی دوسرے پر درست نہیں مگر مسلمانوں کی گواہی سب پر  
 درست ہے اور ایک روایت میں شعی سے ہے کہ وہ یہودی کی نصرانی پر گواہی کو جائز کہتا تھا اور نصرانی کی یہودی پر  
 پس شعی سے اس باب میں مختلف روایات ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ نے نافع اور ایک گروہ سے مطلق جواز روایت  
 کیا ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** اس کی شرح انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے گی۔ اور غرض یہ ہے کہ نہ سچا جانو اہل کتاب کو اس چیز میں کہ نہیں  
 پہچانا جاتا اس کا سچ ان کے غیر کی طرف سے پس معلوم ہوا کہ ان کی گواہی قبول نہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے۔ (فتح)  
 ۲۴۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنَا  
 عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ  
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَبَةَ عَنْ عَبْدِ  
 اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ يَا  
 مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ  
 الْكِتَابِ وَكِتَابِكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيَّ نَبِيِّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدْتُ الْأَخْبَارَ  
 بِاللَّهِ تَقْرُونَهُ لَمْ يَشِبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ اللَّهُ  
 أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَلُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ وَ  
 غَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ فَقَالُوا هُوَ مِنْ  
 عِنْدِ اللَّهِ ﴿لِيَشْرَوْا بِهِ نَمَنَا لَقِيلًا﴾ أَفَلَا  
 يَنْهَأَكُم مَّا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ  
 مُسَائَلَتِهِمْ وَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا  
 قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ.

۲۴۸۸۔ عبد اللہ بن عباس نے روایت ہے کہ اے گروہ  
 مسلمانوں کے تم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے کس طرح  
 پوچھتے ہو اور تمہاری کتاب وہ ہے کہ تمہارے نبی پر اتاری گئی  
 نسبت اور کتابوں کی اور اللہ کی طرف سے عنقریب اتری ہے  
 اس میں تغیر تبدیل نہیں ہو اور اللہ نے تم کو بتلادیا ہے کہ اہل  
 کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اپنے ہاتھ سے  
 کتاب کو بگاڑ دیا ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ وہ اللہ کے نزدیک  
 سے ہے تاکہ خریدے بدلے اس کے مول تھوڑا دنیا کا تو کیا  
 نہیں باز رکھتی تم کو وہ چیز کہ آئی ہے تم کو علم سے ان کے پوچھنے  
 سے اور قسم ہے اللہ کی ہم نے ان میں سے کوئی مرد نہیں دیکھا  
 کہ تم کو تمہاری کتاب سے پوچھا ہو۔

**فائدہ:** اللہ کی کتاب نسبت منزول الہیم یعنی آدمیوں کے نبی ہے اور فی نفسہ قدیم ہے اس کی زیادہ تفصیل کتاب  
 التوحید میں آئے گی اور غرض اس سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو اہل کتاب کی گواہی قبول کرتا ہے اور جب ان کی خبر  
 دینی قبول نہیں تو ان کی گواہی بطریق اولیٰ مردود ہے اس لیے کہ گواہی کا دروازہ روایت سے تنگ ہے۔

مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنے کا بیان۔ یعنی جب کہ اپنی قلمیں ڈالتے تھے کہ کون ان میں سے مریم کو پالے یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انہوں نے قرعہ ڈالا پس جاری ہوئی قلمیں ان کی ساتھ بہنے پانی کے یعنی سب کی قلمیں نیچے کو چلیں اور زکریا کا قلم اوپر کو چلا یعنی جس طرف سے پانی آتا تھا اس طرف کو بہہ چلا تو پرورش کی مریم کی زکریا علیہ السلام نے۔ یعنی فساہم کے معنی اقرع ہیں یعنی قرعہ ڈالا انہوں نے اور مدھمین کے معنی مسہومین ہیں یعنی تھے یونس علیہ السلام قرعہ ڈالے گئے سے۔ یعنی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک قوم پر قسم پیش کی تو انہوں نے قسم کھانے میں جلدی کی تو حضرت ﷺ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالنے کا حکم کیا کہ ان میں سے پہلے کون قسم کھائے۔

بَابُ الْقُرْعَةِ فِي الْمَشْكَلَاتِ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اقْرَعُوا فَجَرَتِ الْأَقْلَامُ مَعَ الْجَرِيَةِ وَعَالَ قَلَمُ زَكْرِيَاءَ الْجَرِيَةَ فَكَفَلَهَا زَكْرِيَاءُ وَقَوْلُهُ ﴿فَسَاهَمَ﴾ اقْرَعَ ﴿فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ﴾ مِنَ الْمَسْهُومِينَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَرَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَوْمِ الْيَمِينِ فَاسْرَعُوا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ.

فائدہ: یعنی مشروعیت اس کی اور اس کے داخل کرنے کی وجہ کتاب الشهادات میں یہ ہے کہ وہ جملہ گواہوں سے ہے جن کے ساتھ حقوق ثابت ہوتے ہیں پس جیسے کہ کاٹی جاتی ہے خصومت یعنی جھگڑا گواہوں کے ساتھ اسی طرح کاٹا جاتا ہے قرعہ کے ساتھ۔ اور قرعہ کے جائز ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور تو کہتے ہیں کہ فی الجملہ جائز ہے اور بعض خفیوں نے اس سے انکار کیا ہے اور ابن منذر نے ابو حنیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ بھی اس کا قائل ہے اور بخاری نے اس کا ضابطہ امر مشکل کو ظہر ایا ہے۔ اور تغیر کیا ہے اس کو اس کے غیر نے اس چیز کے ساتھ کہ ثابت ہو اس میں حق و آدومیوں کا یا زیادہ کا اور جھگڑا واقع ہو تو پس قرعہ ڈالا جائے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لیے اور اس میں قاضی نے کہا کہ نہیں قرعہ میں باطل کرنا کسی چیز کا حق سے جیسا کہ بعض کو فیوں نے گمان کیا ہے بلکہ جب واجب ہو قسمت درمیان شریکوں کے تو لازم ہے ان پر یہ کہ برابر کرے اس کو قیمت کے ساتھ پھر قرعہ ڈالیں پس ہو ہر ایک کے لیے ان میں سے جو کچھ کی واقع ہو اس کے لیے قرعہ کے ساتھ۔ اور قرعہ کا فائدہ یہ ہے کہ نہ اختیار کرے کوئی ان میں سے کوئی کسی معین چیز کو پس اختیار کرے اس کو دوسرا پس قطع کرے جھگڑے کو اور وہ یا تو حقوق میں برابر ہے یا تعین ملک میں۔ پہلی قسم سے عقد خلافت کے ہے جب کہ برابر ہوں سب صفت امامت میں اور اسی طرح اماموں کے درمیان نمازوں میں اور مؤذنون کے درمیان اور قرابت والوں کے اور مردوں کے نہلانے میں اور جنازہ پڑھنے میں اور

ولیوں کے نکاح کر دینے میں اور پہلی صف کی طرف جلدی کرنے میں اور ویران زمین کے آباد کرنے میں اور نقل معدن میں اور تقدیم میں ساتھ دعویٰ کے حاکم کے نزدیک اور ہجوم کرنے کے بڑے لڑکے کے اٹھانے میں اور سفر میں اور بعض بیویوں کے ساتھ اور ابتداء کرنے باری کے اور دخول کے ابتداء نکاح میں اور قرعہ ڈالنے کے غلاموں کے درمیان جب کہ وصیت کرے ان کے آزاد کرنے کے ساتھ اور نہ سائے ان کو تہائی اور یہ اخیر دوسری قسم کے بھی داخل ہے اور تعین ملک کی صورت میں قرعہ ڈالنا شریکوں کے درمیان حصوں کے برابر کرتے وقت تقسیم میں۔ (فتح)

**فائدہ:** اشارہ کیا بخاری نے اس کے ساتھ حجت پکڑنے کی طرف اس قصے کے بیچ صحیح ہونے حکم کے قرعہ کے ساتھ۔ پہلوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہو جب کہ نہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں وہ چیز کہ اس کے مخالف ہو خاص کر جب کہ وارد ہو ہماری شرع میں اس کا برقرار رکھنا اور اس کا بیان کرنا جگہ استحسان کی۔ اور تعریف کی اس کے فاعل پر اور یہ اسی قبیلے سے ہے۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ تعبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس آیت میں۔ اور حجت پکڑنا اس آیت کے ساتھ قرعہ کو ثابت کرنے کے لیے موقوف ہے اس بات پر کہ پہلوں کی شرع ہمارے لیے شرع ہے اور یہ اسی طرح ہے جب کہ نہ وارد ہو ہماری شرع میں جو کہ اس کے مخالف ہو یہ مسئلہ اسی قبیل سے ہے اس لیے کہ ان کی شرع میں جائز تھا ڈالنا بعض کا بعض کی سلامتی کے لیے۔ اور یہ ہماری شرع میں نہیں اس لیے کہ عصمت نفس میں سب برابر ہے پس نہیں جائز ہے ان کا ڈالنا قرعہ کے ساتھ اور نہ اس کے غیر کے ساتھ۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور یہ حجت ہے عمل کرنے میں قرعہ کے ساتھ۔ (فتح)

۲۴۸۹۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کی مثل جو برے کام سے نہیں رکتا (اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی مثل جو اللہ کی حدود پر کھڑا ہے یعنی گناہ نہیں کرتا اور یہی روایت ٹھیک ہے اس لیے کہ مدین اور ان میں واقع ہونے والا ایک ہے) اور جو اللہ کی حدود میں گرا یعنی گناہوں میں ڈوبا اس قوم کی مثل ہے جنہوں نے قرعہ ڈال کے جہاز میں اپنا اپنا مکان ٹھہرایا تو بعضوں نے اس کا اوپر کا مکان پایا اور بعضوں نے نیچے کا مکان پایا سو جو لوگ نیچے رہے وہ پانی کے لیے اپنے اوپر والوں پر گذرتے تھے تو اوپر والوں نے ان کے ساتھ ایذا پائی تو نیچے والوں میں سے

۲۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُذْمَنِ فِي حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمْرُؤُنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَادَوْا بِهِ فَأَخَذَ فَأَسَا فَجَعَلَ يَقْرُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ

ایک نے کھاڑی پکڑی اور کشتی کو نیچے سے پھاڑنے لگا تو اوپر والے آئے انہوں نے کہا کہ تجھ کو کیا ہے تو اس نے کہا کہ تم نے مجھ سے ایذا پائی اور مجھ کو پانی لینا ضروری ہے پس اگر اوپر والوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ خود بھی نیچے اور نیچے والے بھی سب نیچے اور اگر ان کو چھوڑ دیا تو ان کو بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہوئے۔

فَاتَوْهُ فَقَالُوا مَا لَكَ قَالَ تَأَذَّبْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ أَخَذُوا عَلَيَّ يَدِيهِ أَنْجُوهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكَوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اسْتَهْمُوا سَفِينَةَ تُو اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے قرعہ ڈالا اور ہر ایک نے اپنا حصہ لیا یعنی کشتی سے قرعہ کے ساتھ اس طرح کہ وہ کشتی ان کے درمیان مشترک تھی یا تو ساتھ کرائے لینے کے یا ملک کے ساتھ اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے قرعہ برابری کرنے کے بعد پھر واقع ہو جاتا ہے جھگڑا حصوں کی تعیین میں پس واقع ہوتا ہے قرعہ جھگڑنے کے فیصلے کے لیے۔ اور ابن تین نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتا ہے کشتی وغیرہ میں جب کہ اس پر اکٹھے چڑھیں اور اگر آگے پیچھے چڑھیں تو پہلے چڑھنے والا لائق تر اپنی جگہ کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کشتی کسی کے ملک میں نہ ہو اور اگر ملک میں ہو تو قرعہ مشروع ہے جب کہ آپس میں جھگڑیں۔ اور یہ جو کہا کہ سب نیچے تو اسی طرح ہے قائم کرنا حدود کا قائم کرنے والے کو اس کے ساتھ نجات حاصل ہوتی ہے نہیں تو ہلاک ہوگا گناہگار گناہ کے ساتھ اور چپ رہنے والا رضا کے ساتھ اور مہلب وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں کے گناہ سے عام لوگوں کو عذاب ہوتا ہے اس لیے کہ تعذیب مذکور جب دنیا میں واقع ہو اس شخص پر جو اس کا مستحق نہیں تو اس کے گناہ دور ہوتے ہیں یا اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ اور اس حدیث میں مستحق ہونا عذاب کا امر بالمعروف کے ساتھ اور عالم کا حکم کو بیان کرنا مثال کے بیان کرنے کے ساتھ اور وجوب صبر کا ہسائے کی تکلیف پر جب کہ زیادہ تر ضرر کا خوف ہو اور یہ کہ نیچے والے کو جائز نہیں کہ پیدا کرے اوپر والے پر اس چیز کو کہ ضرر دے اس کو اور یہ کہ اگر وہ کوئی ضرر کی چیز پیدا کرے تو لازم ہے اس کو درست کرنا اس کا اور یہ کہ جائز ہے اوپر والے کو منع کرنا اس کو ضرر سے اور اس میں قسمت غیر منقول متفاوت کا جواز ہے قرعہ کے ساتھ اگرچہ اس میں نچا اور اونچا ہو۔ (فتح)

۲۴۹۰۔ ۲۳۹۰۔ ام علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سکونت کرنے میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے اوڑا یعنی ہمارے حصے میں آئے جب کہ قرعہ ڈالا انصار نے ٹھہرنے کے لیے جگہ مہاجرین کے ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پس عثمان بن

۲۴۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي حَارِجَةُ بِنْتُ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے پاس رہے پھر بیمار ہوئے اور ہم نے ان کی غم خواری کی یعنی معالجہ کیا یہاں تک کہ جب مر گئے اور ہم نے ان کو ان کے کپڑے میں کفنایا تو ہمارے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو میں نے کہا اللہ کی رحمت ہو تجھ پر اے ابوسائب بس میری گواہی تجھ پر یہ ہے کہ اللہ نے تیری تعظیم کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ نے اس کی تعظیم کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نہیں جانتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پر عثمان پس آئی اس کو موت اور میں البتہ اس کے لیے بہتری کی امید رکھتا ہوں قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا اور حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرا کیا حال ہوگا تو ام علاء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں آپ کے بعد کسی کو بے عیب نہ جانوں گی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے نے مجھ کو غمناک کیا تو میں سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ عثمان کے لیے ایک نہر جاری ہے تو میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے۔

أَخْبَرْتُهُ أَنَّ عُمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنَى حِينَ أَقْرَعَتِ الْأَنْصَارُ سَكْنَى الْمُهَاجِرِينَ قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ فَاشْتَكَى فَمَرَضَنَاهُ حَتَّى إِذَا تُوَفِّي وَجَعَلْنَاهُ فِي نِيَابِهِ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ فَشَهِدَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ فَقُلْتُ لَا أُدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا عُمَانُ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللَّهُ الْيَقِينُ وَإِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ وَاللَّهُ مَا أُدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِهِ قَالَتْ فَوَاللَّهِ لَا أُرِيكُمْ أَحَدًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَأَحْزَنَنِي ذَلِكَ قَالَتْ فَنِمْتُ فَأَرَيْتُ لِعُثْمَانَ عَيْنًا تَجْرِي فَعَجْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ذَلِكَ عَمَلُهُ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا نام ہمارے لیے نکلا۔ اور اس کا معنی یہ ہیں کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو ان کے لیے رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی تو قرعہ ڈالا انصار نے ان کو اپنے گھروں میں اتارنے کے لیے یعنی جو جس کے حصے میں آئے اس کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے جگہ دے تو عثمان رضی اللہ عنہ ام علاء رضی اللہ عنہا کے حصے میں آیا سو ان میں اترا۔ (بخاری)

۲۳۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور

تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان

۲۴۹۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ

اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي



قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اس کو ساتھ لے جاتے تھے اور ان میں سے ہر ایک عورت کے لیے ایک ایک دن رات تقسیم کرتے تھے سوائے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے کہ اس نے اپنا دن رات عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی چاہئے۔

عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنْ سَوْدَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَغَّى بِذَلِكَ رِضًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس کی ترجمہ سے مطابقت ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۳۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر لوگ جائیں جتنا ثواب اذان دینے اور جماعت کی اول صف میں ہے پھر جھگڑا فیصل ہونے کا کوئی طریق نہ پائیں سوائے قرعہ ڈالنے کے تو البتہ قرعہ ہی ڈالیں اور اگر جائیں کہ کیا ثواب ہے ظہر کے وقت نماز پڑھنے میں تو جماعت کے لیے مسجد میں حاضر ہونے کی نہایت جلدی کریں اور اگر جائیں کہ کتنا ثواب ہے عشاء اور فجر کی جماعت کا تو البتہ ان میں آئیں اگر چہ گھنٹے ہی سہی۔

۲۴۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْبَدَأِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَا يَسْتَهْمُونَ وَلَا يَسْتَهْمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَا يَسْتَهْمُونَ إِلَّا يَسْتَهْمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَا تَوَهُمَا وَلَا يَحْبُوا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الاذان میں گزر چکی ہے۔ اور غرض اس سے مشروع ہونا قرعہ کا ہے اس لیے کہ استہام سے مراد قرعہ ڈالنا ہے۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب الصلح

## کِتَابُ الصَّلْحِ

**فائدہ:** صلح کئی قسم کی ہے ایک صلح مسلمان کی کافر کے ساتھ ہے اور ایک صلح خاندان اور بیوی کے درمیان ہے اور ایک صلح باغی گروہ اور عادل گروہ کے درمیان ہے اور ایک صلح دو غصے والوں میں ہے مانند زوجین کی اور ایک صلح زخموں پر ہے مانند غنوک مال پر اور ایک صلح جھگڑے کے قطع کرنے کے لیے ہے جب کہ واقع ہو مزاحمت یا املاک میں یا مشترکات میں مانند عام راہوں کی۔ اور اصحاب فروع اس میں کلام کرتے ہیں۔ رہے امام بخاری رحمہ اللہ تو انہوں نے پس باب باندھا ہے ان کے اکثر کے لیے۔ (فتح)

بیان ہے صلح کرنے کے درمیان لوگوں کے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں مگر جو حکم کرے ساتھ صدقہ کے یا نیک کام کے صلح کرانے کے درمیان لوگوں کے۔ یعنی اور بیان ہے امام کے نکلنے کا تاکہ اپنے یاروں میں صلح کرائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّنْ نُّجُوهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاةِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ وَخُرُوجِ الْإِمَامِ إِلَى الْمَوَاضِعِ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ بِأَصْحَابِهِ.

**فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بعض سرگوشیوں میں بہتری ہے اور یہ ظاہر ہے اصلاح کے فضل کے صلح کے۔ (فتح)

**فائدہ:** یہ بقیہ باب کا ہے۔

۲۴۹۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی عمر بن عوف لے لوگوں میں کچھ جھگڑا تھا تو حضرت ﷺ کچھ اصحاب کو ساتھ لے کر ان میں صلح کرانے کو گئے تو نماز کا وقت آیا تو حضرت ﷺ آئے سو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان دی تو بلال رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پاس آئے اور کہا کہ حضرت ﷺ رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہوا تو کیا تو لوگوں کا امام بنے گا

۲۴۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَنَسًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ كَانَ بَيْنَهُمْ شَيْءٌ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنَسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَحَضَرَتْ

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں اگر تو چاہے تو بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس حال میں کہ صفوں میں تھے یہاں تک کہ پہلی صف میں کھڑے ہوئے تو لوگ تالی مارنے لگے یعنی تاکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے خبردار ہو جائیں یہاں تک کہ انہوں نے بہت تالیاں ماریں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف نہ دیکھتے تھے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو ناگہاں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے صف میں کھڑے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بدستور نماز پڑھے جاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اللہ کا شکر کیا پھر اپنے پاؤں پر پیچھے بیٹھے یعنی تاکہ قبلے سے منہ نہ پھرے یہاں تک کہ صف میں داخل ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے لوگوں تم کو کیا ہے کہ جب تم کو نماز میں کوئی چیز پہنچی تو تم نے تالیاں بجانی شروع کیں تالی مارنی تو عورتوں کو چاہیے۔ جس کو نماز میں کوئی ضرورت ظاہر ہو یعنی ایسی ضرورت جس میں امام کو خبر دار کرنا پڑے تو چاہیے کہ کہے کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ اس لیے کہ اس کو کوئی نہ سنے گا مگر کہ اس کی طرف دیکھے گا۔ اے ابو بکر کس چیز نے تم کو منع کیا تھا لوگوں کی امامت کرانے سے جب کہ میں نے تجھ کو اشارہ کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابی قحافہ کے بیٹے کو لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے امام بنیں۔

الصَّلَاةَ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَهَلْ لَكَ أَنْ تُوِّمَ النَّاسَ فَقَالَ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَأَخَذَ النَّاسُ بِالتَّصْفِيحِ حَتَّى أَكْفَرُوا وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَكَادُ يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ فَالْتَفَتَ إِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَاهُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ كَمَا هُوَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَهُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَالنَّبِيَّ عَلَيْهِ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى وَرَأَاهُ حَتَّى دَخَلَ فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَرَعَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي صَلَاتِكُمْ أَخَذْتُمْ بِالتَّصْفِيحِ إِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ مِنْ نَابَةِ شَيْءٍ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا التَّتَمَّتْ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ حِينَ أَشْرْتُ إِلَيْكَ لَمْ تُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الامتہ میں گذر چکی ہے۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

۲۴۹۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی پاس آئیں کہ منافقوں کا سردار ہے تو بہتر ہو یعنی امید ہے کہ ہدایت پائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف چلے اور آپ گدھے پر سوار تھے مسلمان بھی آپ کے ساتھ چلے اور وہ زمین شور تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ مجھ سے دور ہو تم ہے اللہ کی البتہ تیرے گدھے کی بدبونی مجھ کو ایذا دی تو ایک انصاری مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے زیادہ تر خوشبودار ہے۔ تو عبد اللہ کے لیے ایک مرد اس کی قوم سے غضبناک ہو اور دونوں نے آپس میں برا کہا تو ہر ایک کے یار اس کے لیے غضبناک ہوئے تو دونوں گروہ کے درمیان چھڑیوں اور ہاتھوں اور جوتوں سے مار پیٹ ہوئی تو ہم کو یہ خبر پہنچی کہ یہ آیت ان کے حق میں اتری کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔

۲۴۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ آتَيْتَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي فَاظْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِيحَةٌ فَلَمَّا آتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِلَيْكَ عَنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ أَذَانِي نَعْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللَّهِ لِحِمَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْكَ لَفَضِبَ لِعَبْدِ اللَّهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشْتَمَهُ لَفَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ فَلَبَغْنَا أَنَّهُمَا أَنْزَلْتُمْ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾.

**فائدہ:** اس حدیث کی مناسبت بھی ظاہر ہے اور اس میں شبہ آتا ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے اصحاب اس وقت کافر تھے پس کس طرح صحیح ہو گا کہ اگر دو گروہ مسلمانوں سے۔ الخ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ باعتبار تغلیب کے ہو اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کرنے سے اور حلم سے اور صبر کرنے سے ایذا پر جو اللہ کی راہ میں پہنچتی تھی اور تالیف قلوب کے اس پر اور نیز اس میں کہ گدھے کے سوار ہونے میں بڑوں پر نقص نہیں اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ادب اور شدت محبت سے اور یہ کہ جو بڑے پر کسی چیز کو پیش کرے تو اس کو عرض کے طور سے وار د کرے نہ کہ بطور جزم کے اور اس میں مبالغہ کرنا ہے مدح میں اس لیے صحابی نے کہا کہ گدھے کی خوشبو عبد اللہ کی خوشبو سے اچھی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس پر برقرار رکھا۔ (فتح)

وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو میں صلح کراوے

بَابُ لَيْسَ الْكَادِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

۲۴۹۵۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جھوٹا وہ شخص جو دو میں صلح کروائے تو اپنی طرف سے نیک بات چھوڑے یا نیک بات کہے۔

۲۴۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّهُ أُمَّ كَلْبُومَ بِنْتُ عَقْبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ الْكُذَّابُ الَّذِي يُصَلِّحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنِمِّي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا.

**فائدہ:** کہتے ہیں کہ جو اس کو نیک بات معلوم ہو سو کہے اور جو بری بات معلوم ہو سو نہ کہے۔ اور یہ جھوٹ نہیں اس لیے کہ جھوٹ اس چیز کے ساتھ خبر دینا ہے برخلاف اس کے کہ وہ اس کے ساتھ ہو اور یہ ساکت ہے یعنی چپ ہے اور ساکت کی طرف قول نسبت نہیں کیا جاتا۔ اور نہیں جھت ہے اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ شرط ہے جھوٹ میں قصد کرنا اس کی طرف۔ اور طبری نے کہا کہ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے جھوٹ بولنا اصلاح کے ارادے کے لیے۔ تو کہتے ہیں کہ تینوں چیزیں مذکور مانند مثال کی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جھوٹ بولنا برا یہ ہے کہ اس میں ضرر ہو یا اس میں کوئی مصلحت نہ ہو۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ مطلق جائز نہیں کہتے ہیں کہ اس سے مراد تو یہ اور تعریض ہے مانند اس کی جو ظالم کو کہے کہ میں نے کل تیرے لیے دعا مانگی تھی اور مراد یہ ہو اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِينَ یعنی الہی مسلمانوں کو بخش دے اور اپنی بیوی سے کسی چیز کے دینے کا وعدہ کرے اور مراد یہ ہو کہ اگر اللہ نے اس کو قدرت دی۔ اور اتفاق ہے اس پر کہ مراد جھوٹ بولنے کی مرد اور عورت کے حق میں تو صرف اس چیز میں ہے کہ نہ ساقط کرے حق کو کہ مرد پر ہو یا عورت پر لینا اس چیز کا کہ نہیں ہے مرد کے لیے یا عورت کے لیے۔ اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ اضطرار کے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے جیسا کہ کوئی ظالم ایک مرد کو مارنے کا قصد کرے اور وہ مرد اس کے پاس چھپا ہو تو اس کو جائز ہے کہ کہے کہ میرے پاس نہیں اور اس پر قسم کھائے تو گناہ نہیں۔ (فتح)

باب قول الإمام لأصحابه اذهبوا بنا نصلح

کہنا امام کا اپنے یاروں سے کہ ہم کو لے چلو ہم صلح کرائیں

۲۴۹۶۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل قبا یعنی وہاں کے رہنے والے آپس میں لڑے تو کسی نے اس کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو لے چلو کہ ہم ان کے درمیان صلح کرائیں۔

۲۴۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْيسِيُّ وَاسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَوِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ

بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ قُبَاءٍ  
اقتتلوا حتى تراموا بالحجارة فأخبر  
رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك  
فقال اذهبوا بنا نصلح بينهم.

فائدہ: یہ حدیث کتاب کے اول میں گزر چکی ہے۔ اور یہ ترجمہ باب میں ظاہر ہے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ایک عورت  
ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو  
گناہ نہیں دونوں پر کہ کر لیں آپس میں صلح اور صلح خوب  
اچھی چیز ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿أَنْ يُصْلِحَا  
بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾.

فائدہ: یعنی اگر مرد کا دل پھر ا دیکھے اور عورت اس کا دل خوش کرنے کو اپنا کچھ حق چھوڑ دے مہر سے یا نفقہ سے اور

آپس میں اس بات پر صلح کر لیں تو درست ہے۔

۲۴۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ  
خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾  
قَالَتْ هُوَ الرَّجُلُ يَرَى مِنْ امْرَأَتِهِ مَا لَا  
يُحِبُّهُ كِبْرًا أَوْ غَيْرَهُ فَيُرِيدُ فِرَاقَهَا فَنَقُولُ  
أَمْسِكِي وَأَقْسِمِي لِي مَا شِئْتَ قَالَتْ فَلَا  
بَأْسَ إِذَا تَرَاضِيَا.

۲۴۹۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں  
کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی  
پھر جانے سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ مرد ہے کہ دیکھتا ہے  
اپنی عورت سے وہ چیز کہ اس کو نہیں بھاتی یعنی کبر وغیرہ سے تو  
ارادہ کرتا ہے اس سے جدائی کا یعنی چاہتا ہے کہ اس کو چھوڑ  
دے تو وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور بانٹ  
میرے لیے جو کچھ کہ تو چاہے نفقہ وغیرہ سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے  
کہا کہ پس نہیں ڈر ہے کہ جب کہ دونوں آپس میں راضی ہوں۔

فائدہ: اس کی تفسیر سورہ نساء میں آئے گی۔

بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَيَّ صُلْحٍ جَوْرٍ  
فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ.

۲۴۹۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ

حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

جب ناحق پر صلح کریں تو وہ مردود ہے یعنی لازم نہیں  
ہوتی۔

۲۴۹۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک دیہاتی آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ فیصلہ کرو

درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے یعنی موافق حکم اللہ کے تو اس کا خصم کھڑا ہوا یعنی جس کے ساتھ اس کا جھگڑا تھا اور کہا کہ اس نے سچ کہا پس فیصلہ کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے پھر دیہاتی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدور تھا تو اس نے اس کی عورت سے حرام کاری کی تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر سنگسار کرنا لازم ہے یعنی اس کو پتھروں سے مار ڈالنا چاہیے تو بدلہ دیا میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی یعنی اس کے سنگسار ہونے کے بدلے پھر میں نے عالموں سے پوچھا یعنی آپ کے اصحاب سے جو حضرت ﷺ کے وقت آپ کے حکم سے فتوے دیا کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما وغیرہ تھے تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک برس کا نکال دینا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں فیصلہ کروں گا درمیان تمہارے ساتھ کتاب اللہ کے۔ اے پر لونڈی اور بکریاں پس پھر آئیں گی طرف تیری اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اور اے پر تو اے انیس ایک مرد سے کہا یعنی حضرت ﷺ نے مرد سے کہا جس کا نام انیس تھا کہ صبح کو اس کی عورت پاس جا اور اس کو سنگسار کر یعنی اگر زنا کا اقرار کرے تو۔ انیس صبح کو اس کے پاس گیا اور اس کو سنگسار کیا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَيَّ هَذَا فَزَنَيْتُ بِأَمْرَاتِهِ فَقَالُوا لِي عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةِ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةً ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَأَعْدُدْ عَلَيَّ امْرَأَةً هَذَا فَأَرْجُمُهَا فَعَدَّا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور غرض اس سے یہاں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ بکریاں اور لونڈی تیری طرف لوٹائی جائیں گی اس لیے کہ وہ صلح کے مسئلے میں ہیں اس چیز کے بدلے جو مزدور پر واجب ہوئی تھی حد سے۔ اور چونکہ یہ صلح شرع میں جائز نہ تھی تو ناحق ہوئی۔ (فتح)

۲۴۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَأَعْدُدْ عَلَيَّ امْرَأَةً هَذَا فَأَرْجُمُهَا فَعَدَّا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا.

۲۴۹۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نئی بات نکالے ہمارے اس کام میں یعنی ہمارے

دین میں جو اس میں نہیں تو نئی بات مردود ہے۔

عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَدَثَ فِي  
أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ. رَوَاهُ عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ  
أَبِي عَرُونَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.

**فائدہ:** طرقتی نے کہا کہ لائق ہے کہ اس حدیث کو شرع کا نصف کہا جائے اس لیے کہ شرع کی دلیل دو مقدموں سے مرکب ہوتی ہے اور دلیل کے ساتھ مطلوب یا تو حکم کا ثابت کرنا ہے یا اس کی نفی کرنا ہے اور یہ حدیث مقدمہ کبریٰ ہے سچ ثابت کرنے حکم شرعی کے اور نفی اس کی سے۔ اس لیے اس کا منطوق مقدمہ کلیہ ہے ہر دلیل میں کہ حکم نافی ہے مثلاً یہ کہا جائے وضو میں ناپاک پانی کے ساتھ کہ یہ امر شرع سے نہیں اور جو اس طرح ہو وہ مردود ہے پس یہ عمل مردود ہے۔ پس مقدمہ ثانی ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ۔ اور نزاع تو پہلے مقدمہ میں ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو ایسا کام کرے جس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ مثل اس کی کہ کہا جائے نیت کے ساتھ وضو میں کہ اس پر شرع کا حکم ہے اور ہر وہ چیز کہ اس پر شرع کا حکم ہو تو وہ صحیح ہے۔ پس مقدمہ دوسرا ثابت ہے اس حدیث کے ساتھ اور پہلی میں نزاع ہے۔ پس اگر اتفاق پڑے کہ پائی جائے ایک حدیث کہ ہو پہلا مقدمہ ہر حکم شرعی کے ثابت کرنے میں اور اس کی نفی کے تو مستقل ہوگی دونوں حدیثیں تمام شرعی دلیلوں کے لیکن یہ دوسری حدیث پائی نہیں گئی۔ اور یہ جو کہا کہ وہ رد ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اور دوسرا لفظ حدیث کا یعنی من عمل عام ہے پہلے لفظ سے اور وہ قول آپ کا من احدث ہے پس حجت پکڑی جاتی ہے اس کے ساتھ تمام عقود ممنوعہ کے باطل کرنے میں اور نہ موجود ہونے ان کے ثمرات کے جو اس پر مرتب ہوتے ہیں۔ اور اس میں رد کرنا نئی باتوں کا ہے اور یہ کہ نہی فساد کو چاہتی ہے اس لیے کہ منہیات سب دین کے امر سے نہیں پس واجب ہے ان کا رد کرنا۔ اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حکم حاکم کا نہیں بدلتا اس چیز کو کہ امر کے باطن میں ہے اس لیے کہ وہ لیس علیہ آمرونا میں داخل ہے۔ اور یہ کہ صلح فاسد توڑی گئی ہے اور جو چیز اس پر لے جائے وہ پھرنے کے مستحق ہے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفِ يُكْتَبُ هَذَا مَا صَلَّحَ فُلَانٌ  
بْنِ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَإِنْ لَمْ يَنْسِبْهُ  
إِلَى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ.  
کس طرح لکھا جائے یعنی صلح نامہ کہ یہ امر ہے کہ صلح کی  
فلاں فلاں کے بیٹے نے اور فلاں فلاں کے بیٹے نے یعنی  
صلح نامہ میں صرف اس قدر کافی ہے اگرچہ نامنسوب  
کرے اس کو طرف قبیلے اس کے کی یا نسبت اس کی کے۔

**فائدہ:** یعنی جب کہ ہو مشہور بغیر اس کے ساتھ اس طور کے کہ لبس اور شبہ سے امن ہو پس کفایت کی جائے وثیقہ میں



ساتھ نام مشہور کے اور نہیں لازم آتا ذکر کرنا جد اور نسب اور شہر کا اور مانند اس کے۔ اور رہا قول فقہاء کا کہ وثیقوں میں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا جائے اور اس کا نسب بھی لکھا جائے پس یہ اس جگہ ہے جہاں دوسرے کے نام سے مل جانے کا خوف ہو۔ اور نہیں تو خوف نہ ہو تو وہ مستحب ہے۔ (بخ)

۲۵۰۰۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والوں یعنی مکہ والوں سے صلح کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان صلح نامہ لکھا تو صلح نامہ میں محمد رسول اللہ لکھا تو کافروں نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہ لکھ اگر تو رسول ہوتا تو ہم تجھ سے نہ لڑتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس کو منادے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ نہیں کہ اس کو منادوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور صلح کی ان سے اس اقرار پر کہ وہ اور اس کے یار تین دن کے میں رہیں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر ساتھ میان ہتھیاروں کے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ ہتھیاروں کے جلابان کیا ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھیلا ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے یعنی ہتھیار میانوں وغیرہ میں ہوں گے کھلے نہ ہوں بصورت قہر اور غلبہ کے۔

۲۵۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا صَالَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْحَدَيْبِيَّةِ كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَهُمْ كِتَابًا فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ الْمَشْرُكُونَ لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لَوْ كُنْتَ رَسُولًا لَمْ نَقَاتِلِكَ فَقَالَ لِعَلِيِّ أَمْحَاهُ فَقَالَ عَلِيُّ مَا أَنَا بِالذِّي أَمْحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ وَصَالَحَهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُوهَا إِلَّا بِجُلْبَانَ السِّلَاحِ فَسَأَلُوهُ مَا جُلْبَانُ السِّلَاحِ فَقَالَ الْقِرَابُ بِمَا فِيهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اور عرض اس سے اس جگہ اقتصار کرنا کا تب کا ہے محمد رسول اللہ پر اور نہ منسوب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باپ کی طرف اور نہ دادا کی طرف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر برقرار رکھا اور اقتصار کیا محمد بن عبد اللہ پر بغیر زیادتی کے۔ اور یہ سب شبہ سے امن کے لیے ہے۔ (بخ)

۲۵۰۱۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعد میں عمرے کا احرام باندھا تو نہ مانا اہل مکہ نے یہ کہ چھوڑیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کبے میں داخل ہوں یہاں تک کہ پکا کیا ان سے اقرار کو کہ آپ کبے میں تین دن رہیں اس سے زیادہ نہ رہیں سو جب انہوں نے صلح نامہ لکھا تو اس طور سے لکھا کہ یہ

۲۵۰۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ حَتَّى

وہ چیز ہے کہ صلح کی محمد رسول اللہ نے تو کافروں نے کہا کہ ہم رسول ہونے کا اقرار نہیں کرتے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو تجھ کو نہ روکتے لیکن تو محمد بن عبد اللہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبد اللہ ہوں پھر حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا تو حضرت ﷺ نے صلح نامہ لیا پس لکھا یہ چیز وہ ہے کہ جس پر صلح کی محمد بن عبد اللہ نے یہ کہ نہ داخل کرے مکے میں ہتھیار کو مگر میان میں اور یہ کہ اگر کے والوں سے کوئی اس کے ساتھ جانا چاہے تو اس کو اپنے ساتھ نہ لے جائے یعنی بلکہ اس کو ہمارے حوالے کرے اور یہ کہ اگر اس کے اصحاب سے کوئی مکے میں جانا چاہے تو اس کو منع نہ کرے سو جب حضرت ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر چکی یعنی تین دن جن کا اقرار ہوا تھا کافر علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے ساتھی سے کہہ کہ ہم سے نکلے کہ مدت گزر چکی ہے تو حضرت ﷺ مکے سے نکلے تو حمزہ کے بیٹے ان کے ساتھ ہوئے حضرت ﷺ کو کہتے تھے اے چچا اے چچا تو علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنے چچا کے بیٹے کو پکڑ کر کجاوے میں اٹھالے تو اس کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ جھگڑے یعنی اس کی پرورش میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بہتی ہے حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ وہ اپنی خالہ کو ملے گی اور فرمایا کہ خالہ بجائے ماں کے ہے اور

قَاضَاهُمْ عَلَىٰ أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَىٰ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا لَا نُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعَلِمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ لَكِنَّ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ أَمَحُ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَمَحُوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَىٰ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سِلَاحًا إِلَّا لِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلَ اتَّوَا عَلِيًّا فَقَالُوا قُلْ لِصَاحِبِكَ أَخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَا عَمَّ يَا عَمَّ فَتَنَّاوَلَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ذُو نَكٍ ابْنَةُ عَمِّكَ حَمَلَتْهَا فَأَخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيُّ

حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں یعنی مجھ میں اور تجھ میں کمال اخلاص ہے اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو مانند میری ہے میری پیدائش میں اور خلق میں اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور محبت ہے۔

وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيُّ اَنَا اَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتَهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ اَخِي فَقَضَىٰ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيِّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِيَجَعْفَرُ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخَلْقِي وَقَالَ لِيَزِيدَ أَنْتَ أَحْوَنَا وَمَوْلَانَا.

کافروں کے ساتھ صلح کرنے کا بیان۔ یعنی اس میں ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یعنی عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر تمہارے اور آدمیوں کے درمیان صلح ہوگی یعنی اور کافروں کے ساتھ صلح کرنے کے باب میں سہل رضی اللہ عنہ اور اسماء بنت العقیقہ اور مسور رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ فِيهِ عَنْ أَبِي سَفْيَانَ وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَكُونُ هُدْنَةً بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ وَفِيهِ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ وَأَسْمَاءُ وَالْمِسُورُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی حکم اس کا یا کیفیت اس کی یا جواز اس کا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے ہرقل کے قہے کی طرف اور اس کا پورا قصہ کتاب کے شروع میں گذر چکا ہے۔ اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہرقل نے کسی کو اس کے پاس بھیجا قریش کے چند سواروں میں اس مدت میں کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش سے مقرر کی تھی یعنی صلح کی تھی کہ اتنی مدت آپس میں نہ لڑیں گے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث پوری جزیہ میں گذر آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے ساتھ صلح کرنی درست ہے۔

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حدیبیہ کے دن کافروں سے تین چیز پر صلح کی ایک اس پر کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے آپ اس کو کافروں کی طرف پھیر دیں اور روم اس پر کہ جو مسلمانوں سے کافروں کے پاس آئے وہ اس کو نہ پھیر دیں۔ اور سوم اس پر کہ آئندہ سال کے میں داخل ہوں اور اس میں تین دن ٹھہریں یعنی اس سال میں نہ آئیں اور نہ داخل ہوں کے میں مگر اس حال میں

وَقَالَ مُوسَىٰ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ عَلَى أَنْ مَنْ أَنَا مِنْ الْمُشْرِكِينَ رَدَّهُ إِلَيْهِمْ وَمَنْ أَنَا مِنْ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَرُدُّوهُ وَعَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا

کہ ہتھیار تھیلے میں ڈالے ہوں تلوار اور تیر اور مانند اس کی سو ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں میں چلتا ہوا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کافروں کی طرف پھیر دیا۔

مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيمُ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلُهَا إِلَّا بِجَلْبَانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ لَجَاءَ أَبُو جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِي قُبُودِهِ فَرَدَّهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ يَذْكُرْ مُؤَمَّلٌ عَنْ سُفْيَانَ أَمَا جَنْدَلٌ وَقَالَ إِلَّا بِجَلْبِ السِّلَاحِ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کافروں سے صلح کرنی جائز ہے۔

۲۵۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے نکلے تو کافر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانے کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے میں آنے سے مانع ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈوایا حدیبیہ میں اور صلح کی کافروں سے اس بات پر کہ آئندہ سال کو عمرہ کریں اور تلواروں کے سوا کوئی ہتھیار ان پر نہ اٹھائیں یعنی اپنے ساتھ لائیں اور مکے میں نہ ٹھہریں مگر جتنے دن کہ کافر چاہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ سال کو عمرہ کیا اور جس طرح پر کافروں سے صلح کی تھی اسی طرح سے مکے میں داخل ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے میں ٹھہرے تو کافروں نے آپ سے نکلنے کو کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نکلے۔

۲۵۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّ فَتَحَرَ هَدْيُهُ وَخَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحَدْيِيِّةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سِوْفًا وَلَا يُقِيمُ بِهَا إِلَّا مَا أَحْبَبُوا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالِحَهُمْ فَلَمَّا أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ فَخَرَجَ.

۲۵۰۳۔ سہل بن ابی حمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ اور حمیصہ رضی اللہ عنہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت خیبر والوں نے کہ یہود تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی ہوئی تھی۔

۲۵۰۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بَشْرٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بَشِيرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَشْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلِ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ بِنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ.

فائدہ: اس کی شرح حدود میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ اس وقت خیبر والوں نے مسلمانوں سے صلح کی ہوئی تھی۔ (فتح)

دیت میں صلح کرنے کا بیان۔

بَابُ الصَّلْحِ فِي الدِّيَةِ.

فائدہ: یعنی اس طرح کہ واجب ہو قصاص یعنی خون کے بدلے خون پس واقع ہو صلح معین پر یعنی دیت لے کر مقتول کے وارث راضی ہو جائیں۔ (فتح)

۲۵۰۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع لصر کی بیٹی نے ایک لڑکی کا دانت توڑا اور لڑکی کے وارثوں نے دیت طلب کی اور ربیع کے وارثوں نے معافی چاہی تو لڑکی کے وارثوں نے نہ مانا تو دونوں گروہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو حضرت عائشہ نے قصاص یعنی دانت توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت عائشہ کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میری بہن کا دانت نہ توڑا جائے گا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اے انس اللہ کا حکم قصاص ہے سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی اور قصاص معاف کیا یعنی اور دیت قبول کی تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ بے شک بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے یعنی جس پر قسم کھائیں کہ فلاںی بات ایسی ہوگی تو اللہ ویسی ہی کر دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قوم راضی ہوئی یعنی بدلہ معاف کیا اور دیت قبول کی۔

۲۵۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي حَمِيدٌ أَنَّ أُنْسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ الرَّبِيعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ نَيْتَهُ جَارِيَةً فَطَلَبُوا الْأَرْضَ وَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا فَأَتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمُ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أُنْسُ بْنُ النَّضْرِ أَتُكْسِرُ نَيْتَهُ الرَّبِيعَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا وَاللَّهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسِرُ نَيْتَهَا فَقَالَ يَا أُنْسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا يَبْرُهُ. زَادَ الْفَرَارِيُّ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أُنْسٍ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْضَ.

فائدہ: پہلی روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قصاص اور دیت مطلق چھوڑ دیا تھا اس لیے امام بخاری نے اس زیادتی کو ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے تطبیق کی طرف ان دونوں کے درمیان اس طرح کہ قول رادی کا عفو اس پر محمول ہے کہ معاف کیا انہوں نے قصاص سے دیت کے قبول پر۔ (فتح)

باب ہے بیان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے کہ آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور شاید کہ اللہ صلح کرے ساتھ اس کے درمیان دو لشکروں کے اور بیان میں اس آیت کہ صلح کرواؤ درمیان دونوں جھگڑنے والوں کے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿فَاصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾.

فائدہ: یہ آیت ترجمہ کے ساتھ مطابق نہیں لیکن اگر یہ مراد ہو کہ حضرت ﷺ حرس کرنے والے تھے اللہ کے حکم بجا لانے پر اور اللہ نے صلح کرانے کا حکم دیا ہے اور خبر دی حضرت ﷺ نے کہ عنقریب دو گروہوں کے درمیان حسن کے سبب سے صلح ہوگی تو ممکن ہے۔ (فتح)

۲۵۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ  
يَقُولُ اسْتَقْبَلَ وَاللَّهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مَعَاوِيَةَ  
بِكِتَابَيْ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ  
الْعَاصِ ابْنِي لَأَرَى كِتَابَيْ لَا تُوَلِّي حَتَّى  
تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مَعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللَّهِ  
خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَمْيَ عَمْرُو إِنْ قَتَلَ هَوْلَاءِ  
هَوْلَاءِ وَهَوْلَاءِ هَوْلَاءِ مَنْ لِي بِأَمْوِرِ النَّاسِ  
مَنْ لِي بِسَائِبِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ فَمَعَتْ إِلَيْهِ  
رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدُ  
الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ  
كَرْبِيزٍ فَقَالَ أَذْهَبَا إِلَيَّ هَذَا الرَّجُلُ فَأَعْرِضَا  
عَلَيْهِ وَقُولَا لَهُ وَأَطْلِبَا إِلَيْهِ فَاتَّيَاهُ فَدَخَلَا عَلَيْهِ  
فَتَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ فَطَلَبَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ  
بُنِ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ أَصَبْنَا مِنْ  
هَذَا الْمَالِ وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي  
دِمَائِنَهَا قَالَا فَإِنَّهُ يَعْزُضُ عَلَيْكَ كَذَا وَكَذَا  
وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِي بِهِذَا  
قَالَا نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلَّا قَالَا  
نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالِحَةٌ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ  
سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُنْبِرِ وَالْحَسَنُ

۲۵۰۵۔ حسن بصری سے روایت ہے کہ قسم ہے اللہ کی حسن بن علی رضی اللہ عنہما پہاڑوں کی طرح لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سامنے آیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے (جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا صلاح کا رتھا) کہا کہ البتہ میں دیکھتا ہوں لشکروں کو پیٹھ نہ پھیرے جائیں گے یہاں تک کہ اپنے اقران اور برادروں کو مار ڈالیں تو معاویہ نے اس سے کہا اور قسم ہے اللہ کی کہ وہ دونوں میں بہتر تھا اور یعنی معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما دونوں میں سے معاویہ بہتر تھا کہ اے عمرو اگر انہوں نے ان کو مار ڈالا اور انہوں نے ان کو مار ڈالا تو کون ضامن ہوگا میرا ساتھ کام لوگوں کے یعنی جو ماریں جائیں گے کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کی عورتوں کا کون ضامن ہوگا میرے لیے ان کے بال بچوں کا۔ تو معاویہ نے دو قریشی مرد عبد الرحمن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر حسن رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجے اور کہا اس مرد کے پاس جاؤ یعنی حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور صلح اس کے پیش کرو اور اس سے کہو اور طلب کرو طرف اس کی یعنی اس سے صلح کی درخواست کرو یا کام کو اس کے سپرد کرو جو کہے سو قبول کرو تو دونوں حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور اس کے پاس داخل ہوئے اور اس سے کلام کیا اور اس کو کہا اور اس سے صلح طلب کی تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے دونوں کو کہا کہ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں اور تحقیق ہم نے اس مال سے کچھ پایا ہے یعنی باسبب خلافت کے کہ ہم کو سخاوت اور بخشش کرنی عادت ہوگئی ہے اگر ہم خلافت کو چھوڑیں تو ہماری عادت چھوٹی ہے اور تحقیق یہ امت

بُنْ عَلِيٍّ إِلَىٰ جَنِبِهِ وَهُوَ يُقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً  
وَعَلَيْهِ آخَرَىٰ وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ  
وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصَلِّحَ بِهِ بَيْنَ فَتْنَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ  
مِنَ الْمُسْلِمِينَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِي عَلِيُّ  
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ إِنَّمَا تَبَّتْ لَنَا سَمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ  
أَبِي بَكْرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

کہ ہمارے ساتھ ہیں فرارخ دست ہیں خون ریزی اور فساد کرنے میں یہ رکتے نہیں مگر مال سے تو دونوں نے کہا کہ معاویہ اتنا اتنا مال تجھ پر پیش کرتا ہے اور اپنی مراد کو تیری طرف سپرد کرتا ہے اور تجھ سے صلح چاہتا ہے تو حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے لیے اس کا کون ضامن ہوتا ہے تو دونوں نے کہا کہ تیرے لیے ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن رضی اللہ عنہ نے اس سے کوئی چیز طلب نہ کی مگر کہ انہوں نے کہا اس کے ہم ضامن ہوتے ہیں تو حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور خلافت اس کے سپرد کی حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک بار لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور دوسری بار حسن رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بیٹا میرا سردار ہے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ صلح کرائے ساتھ اس کے درمیان دو گروہ کے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

کیا امام صلح کا اشارہ کرے؟

بَابُ هَلْ يُشِيرُ الْإِمَامُ بِالصَّلْحِ.

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے اس ترجمہ کے ساتھ اختلاف کی طرف پس تحقیق جہور کہتے ہیں کہ مستحب ہے حاکم کولح کے ساتھ اشارہ کرنا اگرچہ ظاہر ہو حق ایک دو جھگڑنے والے کے لیے۔ اور بعض نے اس سے منع کیا ہے اور یہ روایت مالکیہ سے ہے۔

۲۵۰۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دروازے پر دو جھگڑنے والوں کی آواز سنی اس حال میں کہ دونوں اپنی آواز بلند کرتے تھے اور تا گیاں ایک ان کا دوسرے سے کچھ قرض چھڑانا چاہتا تھا اور نرمی طلب کرتا تھا تو دوسرا کہتا تھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں کچھ قرض چھوڑوں گا نہ میں نرمی کروں گا۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی طرف نکلے سو فرمایا اللہ پر قسم

۲۵۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الرَّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کھانے والا کہ نیک کام نہ کرے تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں ہوں تو اس کے لیے ہے جس کو وہ اس سے چاہے یعنی خواہ کچھ قرض معاف کرا لے یا زری کرا لے۔

وَسَلَّمَ صَوْتُ خُصُومٍ بِالْبَابِ عَلِيَّةٍ  
أَصْوَاتُهُمَا وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْأَخَرَ  
وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا  
أَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الْمُتَالِي عَلَى اللَّهِ لَا  
يَفْعَلُ الْمَعْرُوفَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَلَهُ أَيْ ذَلِكَ أَحَبُّ.

فائدہ: اس حدیث میں رغبت دلانی ہے نرمی پر قرض دار کے ساتھ اور اس کے ساتھ احسان کرنے کی کچھ قرض کو چھوڑنے کے ساتھ۔ اور جھڑکنا قسم کھانے سے نیکی کے ترک کی۔ اور داودی نے کہا کہ مکروہ رکھا حضرت ﷺ نے اس کو اس لیے کہ اس نے قسم کھائی ترک کرنے پر امر کے قریب ہے کہ اللہ نے اس کے وقوع کو مقدر کیا ہو اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے اس کے ساتھ کہ اگر اسی طرح ہوتا تو البتہ مکروہ رکھتے قسم کھانے اس شخص کے لیے کہ قسم کھائی البتہ نیکی کرے اور ایسا نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ مکروہ رکھا اس کے لیے اپنے نفس کے قطع کرنے کو نیک کام سے اور اس پر اس دیہاتی کا قصہ وارد نہیں ہوگا جس نے کہا کہ نہ بڑھاؤں گا اس لیے کہ وہ اسلام کی طرف بلانے کے مقام میں تھا پس اس کو ترک زیادتی کی قسم کھانے کو مکروہ نہ رکھا بخلاف اس کے جو اسلام میں مضبوط ہو کر اس کو زیادتی پر قسم کھانی منع ہے اور اس حدیث میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے فہم کی تیزی ہے شارع کی مراد کے لیے اور ان کی حرص خیر پر۔ اور اس میں درگزر کرنا ہے اس چیز سے کہ جاری ہو درمیان دو جھگڑنے والوں کے بلند ہونے آواز سے نزدیک حاکم کے اور یہ کہ جائز ہے قرض دار کو سوال کرنا قرض خواہ سے کچھ قرض کے چھڑانے کے لیے بخلاف مالکیہ کے کہ اس کو مکروہ جانتے ہیں کہ اس میں منت ہے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ یہ حدیث اصل ہے لوگوں کے قول کے لیے کہ بہتر صلح نصف پر ہے۔ اور ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے موافق نہیں اس میں تو رغبت دلانا ہے بعض حق کے ترک کرنے پر۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اشارہ اس کے ساتھ صلح کے معنی کے ساتھ ہے علاوہ ازیں بخاری نے اس کا یقین نہیں کیا پس کس طرح اعتراض کیا جائے گا اس پر۔ (فتح)

۲۵۰۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ  
قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ  
عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ

۲۵۰۷۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن ابی  
حدرد پر اس کا کچھ مال تھا سو وہ اس سے ملا تو اس کو لپٹ گیا  
یعنی اس سے سخت تقاضہ کیا تو حضرت رضی اللہ عنہم دونوں کے پاس  
سے گذرے۔ پس فرمایا اے کعب پس اشارہ کیا اپنے ہاتھ



سے گویا کہ فرماتے تھے کہ آدھا چھوڑ دے تو اس نے آدھا مال لیا اور آدھا چھوڑ دیا۔ -

اللَّهِ بْنِ أَبِي حَذْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ مَالٍ فَلَقِيَهُ  
فَلَزِمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَمَرَّ بِهِمَا  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا كَعْبُ  
فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَأَنَّهُ يَقُولُ النِّصْفَ فَأَخَذَ  
نِصْفَ مَالِهِ عَلَيْهِ وَتَرَكَ نِصْفًا.

لوگوں کے درمیان صلح اور انصاف کرنے  
کی فضیلت کا بیان۔

بَابُ فَضْلِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ  
وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ.

۲۵۰۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر ایک جوڑ جوڑ پر صدقہ ہے۔ انصاف کرنا دو شخص میں خیرات ہے۔

۲۵۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا  
عَبْدَ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سُلَامَنِي مِنَ  
النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطَّلِعُ فِيهِ  
الشَّمْسُ يُعَدُّ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةٌ.

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ باب میں اصلاح اور عدل کا ذکر ہے اور نہیں وارد کیا حدیث میں مگر عدل کو۔ لیکن سب لوگوں کو انصاف کے ساتھ خطاب کیا اور تحقیق معلوم ہوا کہ ان میں حاکم وغیرہ ہیں تو ہوگا عدل حاکم کا جب کہ حکم کرے اور انصاف اس کے غیر کا جب کہ صلح کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ اصلاح عدل کی ایک قسم ہے۔ (فتح)

جب اشارہ کرے امام ساتھ صلح کے درمیان دو جھگڑنے والوں کے اور جس پر حق ہو وہ نہ مانے تو حکم کرے اس پر امام ساتھ حکم ظاہر کے کہ گفتگو کی مجال باقی نہ رہے۔

بَابُ إِذَا أَشَارَ الْإِمَامُ بِالْصُّلْحِ فَأَبَى  
حُكْمَهُ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْبَيِّنِ.

۲۵۰۹۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتا تھا کہ اس نے ایک انصاری مرد سے جو بدر میں حاضر ہوا تھا پانی کے تالے میں سکستانی زمین سے جھگڑا کیا جس میں وہ دونوں پانی پلایا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی دے اے زبیر یعنی اپنی زراعت کو پھر اپنی ہمسائے کی کھیتی کی طرف پانی چھوڑ دے تو انصاری غصہ ہوا اور کہا کہ

۲۵۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ  
أَنَّ الزُّبَيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا  
مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاحٍ مِنَ  
الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا فَقَالَ

یا حضرت ﷺ یہ حکم اس لیے کرتے ہو کہ زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا تو فرمایا کہ اے زبیر تو اپنے کھیت کو بھر لے پھر پانی کو روک رکھ یعنی اس کے کھیت کی طرف پانی مت چھوڑ یہاں تک کہ منڈیر تک پہنچے یعنی تمام زمین میں پانی پہنچے تو حضرت ﷺ نے زبیر کو اس وقت اس کا حق پورا دلویا اور اس سے پہلے حضرت ﷺ نے اپنی رائے سے زبیر کو اشارہ کیا تھا اس کے لیے فرانجی کے لیے اور انصاری کے لیے اور جب انصاری نے حضرت ﷺ کو غصہ دلایا تو پورا دلویا حضرت ﷺ نے زبیر کو حق اس کا بیج صریح حکم کے یعنی صریح حکم کیا کہ زبیر اپنا تمام حق لے لے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں گمان کرتا اس آیت کو کہ اتری ہو مگر اس بارے میں سو قسم ہے رب تیرے کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے درمیان ان کے پھر اپنے جی میں تیرے حکم سے خنگی نہ پائیں۔

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے درمیان قرض خواہوں کے اور اصحاب میراث کے اور اندازہ کرنے کے بیچ اس کے یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ڈر ہے کہ نکلیں دو شریک اپنے ملک سے پس یہ ایک قرض لے اور دوسرا موجود چیز لے پس اگر ہلاک ہو جائے وہ چیز ان دونوں میں سے ایک کے لیے تو اپنے ساتھی پر رجوع نہ کرے۔

فائدہ: یعنی معاوضہ کے نزدیک اور اس کی توجیہ کتاب الاستقراض میں گذر چکی ہے۔ اور مراد بخاری کی یہ ہے کہ قرض کے معاوضہ میں اندازے سے دینا جائز ہے اگرچہ وہ معاوضہ اس کے حق کی جنس ہو اور کم یعنی مثلاً کھجور بدلے کھجور کے یہ کہ اس کو نبی شامل نہیں اس لیے کہ طرفین سے مقابلہ نہیں بلکہ ایک طرف سے ہے۔

فائدہ: اس کا معنی یہ ہیں کہ اگر کئی وارثوں اور کئی شریکوں کے درمیان ایک مال مشترک ہو۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أُرْسِلْ إِلَى جَارِكَ فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ قَتْلُونَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اسْقِ ثُمَّ أَحْبَسَ حَتَّى يَبْلُغَ الْجَدْرَ فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينُنِي حَقَّةَ لِلزُّبَيْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيِ سَعْمَةَ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَحْفَظَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْعَى لِلزُّبَيْرِ حَقَّةَ فِي صَرِيحِ الْحُكْمِ قَالَ عُرْوَةُ قَالَ الزُّبَيْرُ وَاللَّهِ مَا أَحْبَبُ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ إِلَّا فِي ذَلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾. الْآيَةَ.

بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الْغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ الْمِيرَاثِ وَالْمَجَازَفَةِ فِي ذَلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَخَارَجَ الشَّرِيكَانِ فَيَأْخُذَ هَذَا دَيْنًا وَهَذَا عَيْنًا فَإِنْ تَوَيَّ لِأَحَدِهِمَا لَمْ يَرْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ.

**فائدہ:** اس کی شرح باب الحوالہ میں گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرض خواہوں اور شریکوں کے درمیان صلح کرانی جائز ہے۔

۲۵۱۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ مر گیا اور اس پر قرض تھا تو میں نے اس کے قرض خواہوں پر یہ بات پیش کی کہ اس کے قرض کے بدلے کھجوریں لیں سوانہوں نے نہ مانا اور دیکھا کہ اس سے قرض ادا نہ ہو سکے گا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ قصہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اس کو کاٹ کر کھلیان میں رکھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرے یعنی تو میں نے آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈھیر پر بیٹھے اور اس میں برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا کر ان کا قرض ادا کر دے تو میں نے کسی کو نہ چھوڑا جس کا کہ میرے باپ پر قرض تھا مگر کہ میں نے اس کو ادا کر دیا اور تیرہ وسق کھجوریں زیادہ رہیں اور سات وسق عجوہ اور چھ لون (یہ دونوں قسم کھجوروں کی ہیں) یا چھ عجوہ یا سات لون تو میں نے مغرب کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور آپ کو اس حال سے خبر دی کہ سب قرض ادا ہو گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جا کر خبر دے تو دونوں نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی تو ہم نے البتہ معلوم کیا تھا کہ اس میں برکت ہوگی۔ اور ایک روایت میں عصر کی نماز کا ذکر ہے اور ایک میں ظہر کا۔

۲۵۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ تُوْفِي أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا وَلَمْ يَرَوْا أَنْ فِيهِ وَفَاءٌ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ فِي الْمِرْبَدِ آذَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ غُرَمَانِكَ فَأَوْفِيَهُمَا فَمَا تَرَكْتُ أَحَدًا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٍ إِلَّا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ وَسُقًا سَبْعَةَ عَجْوَةٍ وَسِتَّةَ لَوْنٍ أَوْ سِتَّةَ عَجْوَةٍ وَسَبْعَةَ لَوْنٍ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَضَحِكَ فَقَالَ أَنْتِ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ فَأَخْبِرْهُمَا فَقَالَا لَقَدْ عَلِمْنَا إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعَ أَنْ سَيَكُونُ ذَلِكَ. وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَا بَكْرٍ وَلَا ضَحِكَ وَقَالَ وَتَرَكَ أَبِي عَلَيْهِ ثَلَاثَيْنِ وَسُقًا دَيْنًا وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ.

فائدہ: لیکن اس قدر کا اختلاف اصل حدیث کی صحت میں قادر نہیں اس لیے کہ مقصود یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی دعا سے کھجوروں میں برکت ہوئی اور اس قدر پر سب کا اتفاق ہے۔ (فتح)

بابُ الصَّلْحِ بِالذَّيْنِ وَالْعَيْنِ.  
باب ہے بیان میں صلح کرنے کے ساتھ قرض اور موجودہ چیز کے۔

۲۵۱۱۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے ابن ابی حرد سے اپنے قرض کا جو اس پر تھا تقاضہ کیا بیچ زمانے حضرت ﷺ کے تو ان کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ ان کو حضرت ﷺ نے سنا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ اپنے حجرہ کا پردہ کھولا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کو پکارا کہ اے کعب اس نے کہا یا حضرت ﷺ میں حاضر ہوں تو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دے تو کعب نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے آدھا قرض چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کر باقی ادا کر دے۔

۲۵۱۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا  
عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَقَالَ اللَّيْثُ  
حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ  
تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَرْدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ  
فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى  
سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ  
حُجْرَتِهِ فَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فَقَالَ يَا  
كَعْبُ فَقَالَ لَيْتَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ  
أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ فَقَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قُمْ فَأَقْضِهِ.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور اس کا جواب اس طرح دیا گیا ہے کہ اس میں صلح کرنا اس چیز میں کہ قرض کے ساتھ متعلق ہے۔ اور گویا کہ اس نے ملحق کیا ہے اس کے ساتھ صلح کو اس چیز میں کہ متعلق ہو موجود چیز کے ساتھ بطریق اولیٰ۔ ابن بطلان نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ اگر صلح کرے قرض خواہ اپنے کے درہموں سے بدلے درہموں کم اس سے تو جائز ہے جب کہ وعدے کا وقت پہنچے اور اگر وعدے کا وقت نہ پہنچا ہو تو نہیں جائز ہے اس کو یہ کہ اس سے کوئی چیز چھوڑے پہلے اس سے کہ قبض کرے بدلے اس کے اور اگر بعد وعدے کے اس سے صلح کرے درہموں سے اشرافیوں کے بدلے یا بالعکس اور قبض شرط ہے۔ (فتح)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے شرطوں سے اسلام میں اور احکام اور بیع شر میں۔

## کِتَابُ الشَّرْوَطِ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْوَطِ فِي  
الْإِسْلَامِ وَالْأَحْكَامِ وَالْمُبَايَعَةِ.

فائدہ: شرط شرط کی جمع ہے اور شرط یہ ہے کہ لازم پکڑے نفی اس کی دوسرے امر کی نفی کو سوائے سبب کے اور اس سے مراد اس جگہ بیان کرنا اس شرط کا ہے کہ جو اس سے صحیح ہے اور جو صحیح نہیں ہے۔ اور اسلام میں یہ شرط ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے وقت کافر مثلاً یہ شرط کرے کہ جب وہ مسلمان ہو تو نہ تکلیف دی جائے اس کو سفر کی ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف مثلاً۔ اور یہ شرط جائز نہیں کہ مثلاً میں نماز نہیں پڑھوں گا اور احکام سے مراد عقود اور معاملات مانند بیع شر وغیرہ کی اور مباہلت عطف خاص کا ہے عام پر۔ (فتح)

۲۵۱۲۔ مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے خبر دیتے تھے کہ جب حدیبیہ کے دن سہیل بن عمرو نے (کہ کفار قریش کی طرف سے وکیل تھا) صلح لکھی تو اس دن سہیل نے جو شرطیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیں ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی تیرے پاس نہ آئے گا اگرچہ تیرے دین پر ہو مگر کہ تو اس کو ہماری طرف پھیر دے گا اور ہمارے اور اس کے درمیان راہ خالی کر دے گا یعنی جو ہم چاہیں گے اس کے ساتھ کریں گے آپ اس سے کچھ تعرض نہ کریں تو مسلمانوں کی یہ شرط بری معلوم ہوئی اور ان پر دشوار گذری تو سہیل نے کہا کہ میں یہ شرط ضرور لکھواؤں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط لکھ دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ابو جندل رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ سہیل کی طرف پھیر دیا یعنی موافق اس شرط کے اور اس مدت میں مردوں میں سے

۲۵۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ  
أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ  
وَالْمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
يُخْبِرَانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا كَاتَبَ سُهَيْلُ بْنُ  
عَمْرٍو يَوْمَئِذٍ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ  
عَمْرٍو عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ  
إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَحَلَيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ فِكْرَةَ  
الْمُؤْمِنُونَ ذَلِكَ وَامْتَعْصَمُوا مِنْهُ وَأَبَى  
سُهَيْلٌ إِلَّا ذَلِكَ فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ فَرَدَّ يَوْمَئِذٍ أَبَا

آپ کے پاس کوئی نہ آیا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا اگرچہ مسلمان تھا اور مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں ایک ان میں سے ام کلثوم عقبہ کی بیٹی تھی اور وہ اس دن بالغ تھی تو اس کے گھر والوں نے آکر حضرت ﷺ سے کہا کہ ہماری بیٹی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو ان کی طرف نہ پھیرا اس لیے کہ اللہ نے مہاجر عورتوں کے حق میں آیت اتاری کہ جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو ان کو آزماؤں تو اللہ نے ان کے ایمان کو خوب جانا پس اگر تم ان کو مسلمان جانو تو ان کو کافروں کی طرف نہ پھیرو آخر آیت تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ ان کو اس آیت سے آزما تے تھے یعنی ان شرطوں سے کہ اس آیت میں مذکور ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو ان میں سے ایک شرط کا اقرار کرتی تو حضرت ﷺ اس سے فرماتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت کی تو یہ بیعت کلام کے ساتھ تھی کہ حضرت ﷺ اس عورت سے اس کے ساتھ کلام کرتے تھے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت ﷺ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا حضرت ﷺ نے عورتوں سے بیعت نہیں کی مگر اپنی کلام سے۔

۲۵۱۳۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور شرط کی حضرت ﷺ نے مجھ سے ساتھ خیر خواہی کرنے کے ہر مسلمان کے لیے۔

جَنْدَلٍ إِلَىٰ أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فَبِي تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ وَكَانَتْ أُمُّ كَلثُومٍ بِنْتُ عَقْبَةَ بْنِ أَبِي مَعْصُطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ ﴿إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ إِلَىٰ قَوْلِهِ وَلَا هُمْ يَحْلُونَ لَهُنَّ﴾ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ إِلَىٰ غَفُورٍ رَحِيمٍ﴾ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ أَقْرَبُ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكَ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهِ وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ وَمَا بَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ.

۲۵۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطَ عَلَيَّ

وَالنَّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۵۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِتْيَانِ الزَّكَاةِ وَالنَّصْحِ

لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ اس قسم کی شرطیں کرنی جائز ہیں۔

بَابُ إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرَتْ وَلَمْ

يَشْتَرِطَ الثَّمَرَةَ.

۲۵۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبْرَتْ

فَتَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہ شرط جائز ہے۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الْبَيْعِ.

۲۵۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا

اللَيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ

عَائِشَةَ تَسْعِينُهَا فِي كِتَابَيْهَا وَلَمْ تَكُنْ

قَضَتْ مِنْ كِتَابَيْهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ

ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكَ فَإِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَقْضِيَ

عَنْكَ كِتَابَتِكَ وَيَكُونَ وَلَاؤُكَ لِي فَعَلْتُ

فَذَكَرْتُ ذَلِكَ بَرِيرَةَ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا وَقَالُوا

۲۵۱۴۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سے بیعت کی نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور

ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

جب پیوند کی ہوئی کھجور کے درخت بیچے اور خریدار سے

میوے کی شرط نہ کرے تو اس کا میوہ بیچنے والا ہے۔

۲۵۱۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ جو کھجور کے درخت پیوند کیے ہوئے بیچے تو اس کے پھل

کا وہی مالک ہے جس نے بیچا مگر یہ کہ خریدار پھل کی بھی شرط

کرے۔

بیع میں شرط کرنے کا بیان۔

۲۵۱۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا

کے پاس آئی اس حال میں کہ اپنی کتابت میں اس سے مدد

چاہتی تھی اور اس نے اپنے بدل کتابت کچھ ادا نہ کیا ہوا تھا تو

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس پھر جا اگر وہ

چاہیں کہ میں تیری طرف سے تیرا بدل کتابت ادا کر دوں اور

تیرا دلا میرے لیے ہو تو کروں تو بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے

مالکوں سے ذکر کی تو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اگر وہ ثواب

کے لیے تیرا بدل کتابت ادا کرے تو چاہے کہ کرے اور تیری

اِنْ شَأْنَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكَ فَلْتَقْعَلْ وَيَكُوْنَنَّ لَنَا وَلَاؤُكَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا ابْتَاعِيْ فَاَعْتِقِيْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اُخْتَقَ.

آزادی کا حق ہمارا ہوگا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کر آزاد کر دے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حق آزادی کا تو اسی کا ہے جس نے آزاد کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ مطلق چھوڑا بخاری نے ترجمہ کو تفصیل کے لیے اس کے اعتبار میں فقہاء کے درمیان۔ (فتح)

بَابُ اِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهَرَ الدَّائِبَةُ اِلَى مَكَانٍ مُّسَمًّى جَاَزًا.

جب بیچنے والا ایک مکان معین تک چوپائے کی سواری کی شرط کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے اس نے اس حکم کے ساتھ میل کی صحت کے لیے اس کے نزدیک۔ اور اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جو چیز کہ اس کی مانند ہو اس میں بھی اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرے کہ میں گھر میں رہوں گا غلام سے خدمت لوں گا۔ پس جمہور کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع باطل ہے اس لیے کہ شرط مذکور عقد کے منافی ہے اور اوزاعی اور ابن شبرمہ اور احمد اور اسحق اور ابو ثور اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ بیع صحیح ہے اور یہ شرط بجائے استثناء کے ہے اس لیے کہ جب مشروط کی قدر معلوم ہو تو ہو جاتا ہے جیسا کہ بیچے اس کو ہزار کے ساتھ مگر پچاس درہم کے مثلاً اور موافقت کی ہے ان کی مالک نے تھوڑے زمانے میں سوائے بہت کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حد اس کے نزدیک تین دن ہیں اور ان کی حجت باب کی حدیث ہے اور بخاری نے اس میں شرط ہونے کو ترجیح دی کما سیاتی۔ اور جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہیں۔ بعض نے ذکر کیا ہے کہ بطور ہبہ کے تھا اور وہ ایک خاص واقعے کا ذکر ہے اس میں احتمال جاری ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جو بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں ہے وہ اس کے معارض ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شرط عقد کے مخالف ہو وہ باطل ہے کما تقدم فی العتق۔ اور نیز جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استثناء کی نفی ثابت ہو چکی ہے اگرچہ اصحاب السنن۔ اور نیز وارو ہو چکی ہے نہی بیع اور شرط سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جو مقصود بیع کے منافی ہے وہ ہے جب کہ شرط کرے مثلاً لونڈی کی بیع میں یہ کہ نہ صحبت کرے اس سے اور گھر میں یہ کہ نہ رہے اس میں اور غلام میں یہ کہ نہ خدمت لے اس سے اور چار پائے میں یہ کہ نہ سوار ہو اس پر لیکن جب شرط کرے کوئی چیز معلوم وقت معلوم کے ساتھ تو اس کا کوئی ڈر نہیں۔ اور رہی حدیث نہی کی استثناء سے پس نفس حدیث میں ہے کہ مگر یہ کہ معلوم ہو پس معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ نہی اس چیز سے ہے کہ مجہول ہو اس کی مقدار معلوم نہ ہو۔ اور رہی حدیث نہی کی بیع اور شرط سے تو اس کی سند میں کلام ہے اور تاویل کے لائق ہے اور اس کی مزید شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)



۲۵۱۷۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گزرے اور اس کو لکڑی سے مارا اور اس کے لیے دعا کی تو وہ ایسا تیز چلا کہ اس کی مانند نہ چلتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال میں نے کہا کہ میں نہیں بیچتا پھر فرمایا کہ اس کو ایک اوقیہ سے میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور مستحق کیا میں نے اس کی سواری کو اپنے گھر تک سو جب ہم مدینہ میں آئے تو میں آپ کے پاس اونٹ لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مول مجھ کو دیا پھر میں پھر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو میرے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ میں تیرا اونٹ نہیں لیتا سو تو اپنا یہ اونٹ لے لے کہ وہ تیرا مال ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس کی سواری مدینہ تک دی اور ایک روایت ہے کہ میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ مدینے تک مجھ کو اس کی سواری کی اجازت ہو۔ اور ایک روایت ہے کہ تجھ کو مدینے تک اس کی سواری کی اجازت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے مدینے تک اس کی سواری کی شرط کر لی اور ایک روایت میں ہے کہ تجھ کو اس کی سواری کی اجازت ہے یہاں تک کہ تو پھر لے طرف مدینے کی اور ایک روایت میں ہے ہم نے تجھ کو مدینے تک اس کی سواری دی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تو اپنے تئیں اس پر اپنے گھر والوں تک پہنچا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو چار دینار سے لیا اور یہ چار دینار میں ایک اوقیہ ہوتا ہے اس حساب سے کہ دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور نہیں بیان کیا مغیرہ نے

۲۵۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ حَدَّثَنِي جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا لَمَرَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَضْرَبَهُ فَدَعَا لَهُ فَمَسَّ بِسَبْرٍ لَيْسَ يَسِيرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ بَعِيْبِهِ بِوَقِيَّةٍ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ بَعِيْبِهِ بِوَقِيَّةٍ فَبَعْتُهُ فَاسْتَنْبَيْتُ حُمَلَانَهُ إِلَى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَأَرْسَلَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي قَتَابَةَ مَا كُنْتُ لِأَخَذِ جَمَلِكَ فَخَذَ جَمَلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالِكَ. قَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَعْبِرَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَعْبِرَةَ فَبَعْتُهُ عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهْرَهُ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ عَطَاءٌ وَغَيْرُهُ لَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ شَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَكَانَ ظَهْرُهُ حَتَّى تَرَجَعَ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَفْقَرْنَاكَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ تَبَلَّغَ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَقِيَّةٍ وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ ابْنُ جَرِيْجٍ عَنْ

قیمت کو قسماً سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن منکدر اور ابو زبیر نے جابر سے اور ایک روایت میں ہے ایک اوقیہ سونے کا اور ایک روایت میں ہے کہ چار اوقیہ سے خریدا اور ایک روایت میں ہے کہ تیس دینار سے خریدا اور اکثر روایتوں میں صرف ایک اوقیہ کا ذکر آیا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اکثر روایتوں میں یہی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیع کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدینے تک سوار ہونے کی شرط کر لی تھی اور یہی ہے زیادہ تر صحیح روایت نزدیک میرے۔

عَطَاءٍ وَغَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ أَخَذَتْهُ بَارِبَعَةَ دَنَابِيرٍ وَهَذَا يَكُونُ وَقِيَّةً عَلَى حِسَابِ الدِّينَارِ بَعَشْرَةَ دَرَاهِمَ وَلَمْ يَبَيِّنِ الثَّمَنَ مُغَيَّرَةً عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ وَقِيَّةً ذَهَبٍ وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ بِمِائَتِي دِرْهَمٍ وَقَالَ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِطَرِيقِ تَبُوكَ أَحْسِبُهُ قَالَ بَارِبَعٍ أَوْاقٍ وَقَالَ أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِينَ دِينَارًا وَقَوْلُ الشَّعْبِيِّ بِوَقِيَّةٍ أَكْثَرُ الْإِشْتِرَاطُ أَكْثَرُ وَأَصْحَحُ عِنْدِي قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ.

**فائدہ:** یعنی اس کے طرق بہت زیادہ ہیں اور اس کا مخرج صحیح ہے۔ اور یہ جو بخاری نے شرط کی روایت کو ترجیح دی ہے تو یہی ہے طریقہ متحققین اہل حدیث کا۔ اس لیے کہ وہ نہیں توقف کرتے صحیح متن سے جب کہ واقع ہو اختلاف مگر جب کہ روایات مختلف ہوں کہ وہ شرط اضطراب کی ہے جس کے ساتھ حدیث رد کی جاتی ہے اور وہ اس جگہ پائی نہیں جاتی باوجود ممکن ہونے ترجیح کے۔ ابن دقین العید نے کہا کہ جب روایات مختلف ہوں اور ہو جت بعض کے ساتھ بعض کے علاوہ تو موقوف ہے حجت پکڑنی ساتھ شرط برابر ہونے روایات کے لیکن جب بعض کے لیے ترجیح واقع ہو اس طرح سے کہ اس کے راوی شمار میں اکثر ہوں اور حفظ میں مضبوط ہوں تو متعین ہے عمل راجح کے ساتھ اس لیے کہ اضعف نہیں ہوتی مانع عمل سے اتوی کے ساتھ اور مرجوح نہیں منع کرتی تمسک کو ساتھ راجح کے اور طحاوی نے کہا کہ شرط کی روایت صحیح ہے لیکن بیع سے مراد حقیقی بیع نہیں اور اس کو قرطبی نے اس طرح سے رد کیا ہے کہ یہ محض دعویٰ ہے اور تغیر اور تحریف ہے تاویل نہیں اور اس کا قائل بعثہ وغیرہ کے الفاظ میں کیا کرے گا جو بیع میں نص ہیں اور بعض نے اس طرح سے حجت پکڑی ہے کہ اگر سوار ہونا خریدار کے مال سے ہے تو یہ بیع فاسد ہے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کے لیے شرط کی اور وہ چیز کہ خریدار اس کا مالک ہو چکا ہے اور اگر اس کے اپنے مال سے ہے تو بھی فاسد ہے

اس لیے کہ خریدار نہیں مالک ہو امانع کا بیع کے بعد جہت بائع کی سے اور وہ ان کا مالک اس لیے ہے کہ وہ اس کے ملک میں پیدا ہوئی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ منفعت مذکور اندازہ کی گئی ہے ساتھ قدر کے بیع کی قیمت سے اور واقع ہوئی ہے بیع ساتھ اس کے جو ان کے علاوہ ہے اور نظیر اس کی یہ کہ جو کھجور کا درخت چوند کیا ہوا بیچے اور ان کا پھل مستثنیٰ کرے اور منع تو صرف ایک مجہول چیز کا استثناء کرنا ہے بائع کے لیے اور مشتری کے لیے لیکن اگر دونوں اس کو جانتے ہوں تو کوئی مانع نہیں پس یہ قصہ بھی اس پر محمول ہے۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ شرط نفس عقد میں واقع نہیں ہوئی بلکہ سابق یا لاحق میں واقع ہوئی پس احسان کیا اس کی منفعت کے ساتھ اول جیسا کہ احسان کیا تھا اس کی گزرنے کے ساتھ۔ آخر میں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کے غیر کے حق میں جائز ہو اور یہی وجہ قوی تر ہے میرے نزدیک اور نیز اسماعیلی نے کہا کہ اختلاف ان کا مول کے مقدار میں ضرر نہیں کرتا اس لیے کہ جس غرض کے لیے حدیث بیان کی گئی ہے وہ بیان کرنا حضرت ﷺ کی بخشش کا اور تواضع اور اپنے اصحاب پر مہربانی کا اور آپ کی دعا کی برکت کا۔ اور سوائے اس کے اور نہیں لازم آتا بعض روایات کے وہم کرنے سے مول کی مقدار میں تو بین کرنی اس کی اصل حدیث کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ جس چیز کو بخاری نے ترجیح دی ہے وہ زیادہ تلاقق ہے اور موافق ہے پس چاہیے کہ اس پر اعتماد کیا جائے اور اللہ کے ساتھ ہی ہے توفیق اور اس حدیث میں جواز ہے قیمت کے ادا کرنے کا اس شخص کے لیے کہ جو پیش کرے اپنے اسباب کو بیع کے لیے اور قیمت کم کرنا بیع میں قبل استقرار عقد کے اور ابتداء کرنا مشتری کا قیمت کے ذکر کے ساتھ اور یہ کہ قبض نہیں ہے شرط بیع کی صحت میں اور یہ کہ اجابت بڑے کی لا کے قول کے ساتھ جائز ہے امر جائز میں اور حدیث بیان کرنا ساتھ عمل نیک کے قصے کو پورے طور پر لانے کے لیے تزکیہ نفس کے لیے اور ارادے فخر کے اور اس میں تلاش کرنا امام کبیر کا ہے اپنے اصحاب کے لیے اور سوال کرنا اس کا اس چیز سے کہ اترے ساتھ ان کے اور مدد کرنی ان کے ساتھ اس چیز کی کہ آسان ہو حال سے یا مال سے یا دعا سے اور حضرت ﷺ کی تواضع سے اور یہ کہ جائز ہے مارنا جانور کو اس کو چلانے کے لیے اگرچہ غیر مکلف ہو اور محل اس کا وہ ہے جب کہ نہ محقق ہو یہ بات کہ یہ اس سے باسبب زیادہ مشقت اور تھک جانے کے ہے۔ اور اس میں تو قیر کرنا تابع کا ہے اپنے رئیس کی اور اس میں وکیل کرنا ہے قرض کو ادا کرنے کے لیے اور تول دینے کو مشتری کو اور خریدنا ادھار اور اس میں پھیر دینا بخشش کا ہے پہلے قبض کے لیے قول جابر رضی اللہ عنہ کے کہ وہ آپ کے لیے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہ بلکہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اس میں جواز داخل کرنا جانوروں اور اسباب کا ہے مسجد کے صحن کی طرف اور اس کے گرد کی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ اونٹوں کا پیشاب پاک ہے اور اس میں اس پر حجت نہیں اور اس میں محافظت کرنی ہے اس چیز پر کہ اس کو تبرک ملے جابر رضی اللہ عنہ کے قول کے لیے ایک روایت میں کہ جو حضرت ﷺ نے مجھ کو قیمت سے زیادہ تھا وہ مجھ سے جدا نہیں ہوتا اور یہ کہ جائز ہے زیادہ دینا قیمت کا ادا کے وقت

اور تولنے کے وقت زیادہ تولنا لیکن مالک کی رضامندی سے اور یہ ازسرنو بہہ ہے یہاں تک کہ اگر رد کیا جائے اسباب ساتھ عیب کے مثلاً تو نہیں واجب ہے اس کا پھیر دینا۔ یا وہ تابع ہے مول کے لیے یہاں تک کہ رد کیا جائے۔ اور اس میں فضیلت ہے جابر رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ اس نے اپنے نفس کی حظ ترک کی اور پیغمبر ﷺ کا حکم بجا لیا اپنے اونٹ کے بیچنے کے ساتھ باوجود حاجت کے اس کی طرف اور اس میں معجزہ ظاہر ہے حضرت ﷺ کے اور جو نسبت کرنا چیز کا پہلے مالک کی طرف باعتبار ماکان کے۔ اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے بیچ کے صحیح ہونے پر بغیر ایجاب و قبول کی تصریح کے آپ کے قول کی وجہ سے بعینہ باوقیۃ فبعته یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور کوئی سیغہ ذکر نہیں کیا اور اس میں حجت نہیں اس لیے کہ نہ ذکر کرنا عدم وقوع کو مستلزم نہیں اور ایک روایت میں صریح آچکا ہے کہ میں نے اس کو چار دینار میں لیا پس یہ ایجاب قبول ہے پس استدلال کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کنایت کرنے پر عقود میں کنایت کے صیغوں سے۔ (فتح) اور یہ سب مسئلے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے طرق میں موجود ہیں جیسا کہ ان کی تفصیل فتح الباری میں موجود ہے۔

تمام معاملوں میں شرط کرنے کا بیان۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَعَامَلَةِ.

فائدہ: یعنی مزارعت وغیرہ میں۔

۲۵۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت بانٹ دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تقسیم نہیں کرتا تو مہاجرین نے کہا کہ کفایت کرو تم ہم سے محنت کو یعنی محنت فقط تم ہی کرو ہم نہیں کرتے اور ہم تمہارے میووں میں شریک ہوں گے تو انصار نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا۔

۲۵۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقسِمَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلِ قَالَ لَا فَقَالَ تَكْفُونَا الْمَتُونَةَ وَنَشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.

فائدہ: اور یہ شرط لغوی ہے اور اعتبار کیا ہے اس کو شارع نے پس شرعی ہوئی اس لیے کہ اصل اس کی یہ ہے کہ اگر تم ہم سے کفایت کرو گے تو ہم تمہارے درمیان تقسیم کریں گے۔ (فتح)

۲۵۱۹۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کی زمین اور باغ یہود خیبر کو دیئے اس شرط پر کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی بوئیں اور ان کے لیے آدھا اس چیز کا ہے کہ اس سے پیدا ہو۔

۲۵۱۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُعْطِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ

أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا  
يَخْرُجُ مِنْهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے۔ (بخ)

بیان ہے شرطوں کا مہر میں وقت باندھنے نکاح کے۔ یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یعنی قطع کرنا حقوق کا نزدیک وفا کرنے شرطوں کے ہے اور تیرے لیے وہ چیز ہے کہ تو نے شرط کی یعنی جو آپس میں شرط ٹھہر چکی ہو اس کے موافق مطالبہ کرنا حق کا لازم ہوتا ہے یعنی اور مسور نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اپنے داماد کو ذکر کیا اور داماد دامادی کے معاملے میں اس کی تعریف کی پس اچھی طرح سے تعریف کی فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کہی تو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا سو اس کو پورا کیا۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عَقْدَةِ  
النِّكَاحِ وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ  
عِنْدَ الشُّرُوطِ وَلَكَ مَا شَرَطْتَ وَقَالَ  
الْمِسُورُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَتْنِي عَلَيْهِ فِي  
مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِي  
وَصَدَّقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي.

۲۵۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ  
عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوَفَّوْا بِهِ مَا  
اسْتَحَلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ.

فائدہ: مراد وہ شرطیں ہیں کہ نکاح کے منافی نہ ہوں اور جو شرطیں کہ نکاح میں واجب الادا ہیں سوان میں سے اول تو مہر ہے اور دوسری نان نفقہ تیسری حسن سلوک۔ دستور کے موافق عورت کا مہر فرض ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کا ادا کرنا سب پر مقدم ہے۔ اور بعض شرطیں نکاح میں واجب الادا نہیں جیسے خاوند کا بیوی کے گھر میں رہنا اور بیوی کو اپنے گھر میں پلانا بیوی کی زندگی میں دوسرا نکاح نہ کرنا پہلی بیوی کو طلاق دینا۔ اور ان سب حدیثوں کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

مزارعت میں شرطوں کا بیان۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمُزَارَعَةِ.

فائدہ: یہ باب خاص ہے اس باب سے جو ایک باب پہلے گزر چکا ہے۔

۲۵۲۱۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کھیتی کرنے میں سب انصار سے زیادہ تھے سو ہم زمین کو کرائے پر دیتے تھے تو اکثر اوقات زمین کے اس قطعے میں کھیتی نکلتی اور اس میں نہ نکلتی یعنی دونوں میں سے ایک قطعے میں کھیتی ہوتی اور ایک میں نہ ہوتی تو ہم کو اس سے منع کیا گیا اور نہ منع کیا گیا ہم کو چاندی کے ساتھ کرائے دینے سے یعنی دینار اور درہم سے۔

۲۵۲۱۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَظَلَةَ الزُّرَيْقِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنَّا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَقْلًا فَكُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهِ فَهَبْنَا عَنْ ذَلِكَ وَلَمْ نَنْهَ عَنِ الْوَرِقِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المزارعة میں گزر چکی ہے۔

ان شرطوں کا بیان جو نکاح میں جائز نہیں۔

بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي

النِّكَاحِ.

۲۵۲۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو اور نہ بخشش کرو یعنی اگر لینے کی غرض نہ ہو تو زیادہ مول نہ لگاؤ اور نہ زیادہ مول لگائے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر یعنی بائع اور مشتری دونوں ایک قیمت پر راضی ہو گئے ہوں تو اس پر زیادہ مول لگا کر آپ نہ خریدیں اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر اور نہ مانگے عورت اپنی مسلمان بہن کی طلاق کو کہ تاکہ انڈیل لے جو اس کے برتن میں ہے یعنی جو اس کو خاندان سے ملتا ہے سو آپ لے۔

۲۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَائِدٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَزِيدَنَّ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَنَّ عَلَى خِطْبَتِهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخِيهَا لِتَسْتَكْفِيَ إِثْمَانَهَا.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر نکاح میں پہلی عورت کی طلاق کی شرط ہو تو یہ شرط درست نہیں۔

شرطوں کا بیان جو حدود میں جائز نہیں۔

بَابُ الشَّرْطِ الَّذِي لَا تَحِلُّ فِي

الْحُدُودِ.

۲۵۲۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ایک دیہاتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں مگر یہ کہ حکم کریں آپ میرے لیے ساتھ کتاب اللہ کے تو دوسرے جھگڑنے

۲۵۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا

والے نے کہا اور وہ پہلے سے زیادہ سمجھدار تھا ہاں حکم کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے اور مجھ کو اجازت ہو تو یہ قصہ بیان کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہہ اس نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا تو اس نے اس کی عورت سے حرام کاری کی اور مجھ کو خبر ہوئی کہ میرے بیٹے پر لازم ہے سنگسار کرنا تو بدلہ دیا میں نے اس سے ساتھ سو بکری اور ایک لوٹھی کے پھر میں نے عالموں سے پوچھا تو انہوں نے مجھ کو خبر دی کہ میرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اور یہ کہ اس کی عورت پر سنگسار کرنا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ حکم کروں گا کہ لوٹھی اور بکریاں تجھ پر پھر آئیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑا اور ایک سال کا نکال دینا ہے اے انیس صبح کو اس کی عورت کے پاس چاہیں اگر زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار کر تو وہ صبح کو اس عورت کے پاس گیا تو عورت نے زنا کا اقرار کیا تو حضرت ﷺ نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم کیا تو اس نے اس کو سنگسار کیا۔

قَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْشُدَكَ اللَّهَ إِلَّا قَضَيْتَ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ النَّخْصَمُ الْأَخْرُ وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَأَقْضِي بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَذِّنْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَيَّ هَذَا فَرَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ وَإِنِّي أُخْبِرْتُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي الرَّجْمَ فَأَتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلِيَّ ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِبُ عَامٍ وَأَنَّ عَلِيَّ امْرَأَةً هَذَا الرَّجْمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ الْوَلِيدَةَ وَالنَّعْمَ رَدُّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِبُ عَامٍ اءَدُ يَا أَيُّسُ إِلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمُهَا قَالَ لَفَعْدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجِمَتْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحدود میں آئے گی اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو شرط کہ واقع ہو حد کے دور کرنے میں اللہ کی حدوں میں سے تو وہ باطل ہے۔ اور جو صلح کہ اس میں واقع ہو وہ مردود ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ الْمُكَاتِبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتَقَ.

مکاتب کی شرطوں سے کیا شرط جائز ہے جب کہ راضی ہو ساتھ بیع کے اس شرط پر کہ آزاد کیا جائے۔

۲۵۲۴۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنِ الْمَكِّيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

۲۵۲۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور حالانکہ وہ مکاتب تھی تو اس نے کہا کہ اے ام المؤمنین

مجھ کو خرید لے کہ میرے مالک مجھ کو بیچتے ہیں اور مجھ کو آزاد کر  
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے مالک مجھ  
کو نہیں بیچتے یہاں تک کہ میرے دلا کی شرط کریں عائشہ رضی اللہ عنہا  
نے کہا کہ مجھ کو تیری کچھ حاجت نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ  
بات سنی یا آپ کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے  
بریرہ کا اس کو خرید کر آزاد کر دے اور چاہیے کہ شرط کرے جو  
چاہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس کو خرید کر آزاد کیا اور  
اس کے مالکوں نے اس کی آزادی کے حق کی شرط کی تو  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد  
کرے اگرچہ سو شرط کرے۔

دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ  
دَخَلْتُ عَلَى بَرِيرَةَ وَهِيَ مُكَاتِبَةٌ فَقَالَتْ يَا  
رَبِّ الرَّائِضِ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ اشْتَرَيْتَنِي فَإِنْ أَهْلِي يَبِيعُولِي  
فَأَعْتِقْنِي قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ أَهْلِي لَا  
يَبِيعُونَنِي عَنِّي يَحْتَرِطُونَ وَلَا يُبِي قَالَتْ لَا  
حَاجَةَ لِي فِيكَ فَسَمِعَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَلَّغَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُ  
بَرِيرَةَ فَقَالَ اشْتَرَيْتَهَا فَأَعْتَقْتُهَا وَلَيْسَتْ رَطُوبًا  
مَا شَأْنُهَا قَالَتْ فَاشْتَرَيْتَهَا فَأَعْتَقْتُهَا  
وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلَائِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ وَإِنْ  
اشْتَرَطُوا مِائَةَ شَرِطٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حق میں گذر چکی ہے۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الطَّلَاقِ وَقَالَ ابْنُ  
الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ وَ عَطَاءٌ إِنْ بَدَأَ  
بِالطَّلَاقِ أَوْ آخَرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرِطِهِ.

طلاق میں شرط کرنے کا بیان یعنی طلاق کے معلق کرنے  
میں۔ یعنی اور ابن مسیب اور حسن اور عطاء نے کہا کہ اگر  
طلاق کو شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے یعنی کہے اَنْتِ  
طَالِقٌ إِنْ دَخَلْتَ الدَّارَ يَا كَيْسُ كَمَا أَنَّ دَخَلْتَ الدَّارَ  
فَأَنْتِ طَالِقٌ تُوَدُّهُ لَأَنْتِ تَرْتَبِعِ سَأَلَ رَعَايَتِ شَرْطِ أَهْلِهَا  
فَاعْلَمْ: یعنی بولنے میں طلاق کو خواہ شرط سے مقدم کرے یا موخر کرے ہر صورت میں طلاق ہو جاتی ہے شرط کے

پائے جانے کے بعد۔

٢٥٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرُورَةَ حَدَّثَنَا  
شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ نَابِثٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ  
التَّلْقِيِ وَأَنْ يَتَّاعَ الْمَهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ وَأَنْ

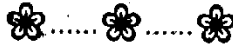
٢٥٢٥- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے سوداگروں کو آگے بڑھ کر ملنے سے اور یہ کہ خریدے مقیم  
جنگلی کے لیے اور یہ کہ شرط کرے عورت طلاق کی اپنی بہن کی  
اور یہ کہ بیع کرے مرد اپنے بھائی کی بیع پر اور منع فرمایا بیع  
سے اور جانوروں کے تھنوں میں دودھ بند کرنے سے۔



تَشْرَطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَسْتَأْمَرَ  
الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أُخِيهِ وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ  
وَعَنِ النَّصْرِيَّةِ. تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الصَّمَدِ  
عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ نَهَى  
وَقَالَ آدَمُ نَهَيْنَا وَقَالَ النَّصْرُ وَحَجَّاجُ بْنُ  
مِنْهَالٍ نَهَى.

فائدہ: ان سب احکام کی شرح اپنی اپنی جگہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کی اس لیے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر یہ شرط کرے اور وہ طلاق دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اس لیے کہ اگر واقع نہ ہوئی تو نہی کے کوئی معنی نہ تھے۔ اور اس کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ نہ خریدے مقیم اعرابی کے لیے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی دیہاتی چیز خریدنے کے لیے بازار میں آئے تو مقیم اس کے لیے وکیل نہ بنے تاکہ بازار والے نفع سے محروم نہ رہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے یہ کہ اس کی خیر خواہی اور اس کو مشورہ دے۔ (فتح)

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ دہم صحیح بخاری کا تمام ہوا اور اللہ تعالیٰ اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے آمین۔



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

- 3 ..... باب ہے بیع قیمت کرنے چیزوں کے درمیان شریکوں کے ساتھ قیمت انصاف کے ..... ❀
- 4 ..... قسمت میں قرعہ ڈالنے کا بیان ..... ❀
- 5 ..... باب ہے بیان شرکت یتیم کے ساتھ اہل میراث کے ..... ❀
- 7 ..... زمینوں وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان ..... ❀
- 7 ..... جب تقسیم کر لیں آپس میں شریک گھروں وغیرہ کو تو نہیں ہے واسطے ان کے رجوع اور نہ شفعہ ..... ❀
- 7 ..... جائز ہے شریک ہونا سونے اور چاندی اور اس چیز میں کہ اس میں بیع صرف ہوتی ہے ..... ❀
- 9 ..... جائز ہے مسلمانوں کو شریک ہونا ساتھ ذمی اور مشرکین کے زراعت میں ..... ❀
- 9 ..... بکریوں کا بانٹنا اور ان میں انصاف کرنا ..... ❀
- 10 ..... اناج وغیرہ میں شریک ہونے کا بیان ..... ❀
- 11 ..... غلام میں شریک ہونے کا بیان ..... ❀
- 12 ..... شریک ہونا ہدی اور قربانی کے اونٹوں میں ..... ❀
- 14 ..... جو قسمت میں دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کرتا ہے ..... ❀
- 15 ..... باب ہے بیع بیان گروی کرنے کے وطن میں اور بیان اس آیت کا کہ اگر تم سفر میں ..... ❀
- 16 ..... زرہ کے گروی رکھنے کا بیان ..... ❀
- 17 ..... ہتھیاروں کے گروی رکھنے کا بیان ..... ❀
- 18 ..... جو چیز کہ گروی ہو جائز ہے سواری کرنی اس کی اور دودھ دوہنا اس کا ..... ❀
- 21 ..... یہود وغیرہ کے نزدیک گروی رکھنے کا بیان ..... ❀

### کتاب ہے بیع بیان آزاد کرنے غلام کے

- 24 ..... باب ہے بیع بیان آزاد کرنے کے اور ثواب اس کے ..... ❀
- 25 ..... آزاد کرنے کے واسطے کون غلام بہتر ہے؟ ..... ❀

- 27 ..... مستحب ہے آزاد کرنا غلام کا بیچ وقت سورج گہن کے اور دوسری نشانیوں کے
- 28 ..... مشترک غلام اور لونڈی آزاد کرنے کا بیان
- 34 ..... جب کوئی اپنا حصہ سماجھی کے غلام سے آزاد کرے اور اس کے پاس مال نہ ہو
- 39 ..... بھول چوک آزاد کرنے میں اور طلاق دینے میں
- 41 ..... جب کوئی مرد اپنے غلام کو کہے کہ وہ اللہ کے لیے ہے اور آزاد کرنے کی نیت کرے تو صحیح ہے
- 42 ..... باب ہے ام الولد کے بیان میں
- 46 ..... باب ہے غلام مدبر کے بیچنے کے بیان میں
- 47 ..... باب ہے بیچ بیان بیچنے والا کے اور ہبہ کرنے اس کے میں
- 48 ..... جب مرد کا بھائی یا چچا قیدی مشرک ہو تو کیا فدیہ دے کر چھڑانے سے آزاد ہو جاتا ہے
- 49 ..... مشترک غلام کے آزاد کرنے کے بیان میں
- 50 ..... عربی غلام کے ہبہ اور بیچنے اور جماع وغیرہ کے جواز کے بیان میں
- 55 ..... باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو سبق سکھائے اور علم پڑھائے
- 57 ..... غلام جب اللہ کی عبادت اچھی طرح کرے اور اپنے مولیٰ کی خیر خواہی کرے
- 60 ..... اپنے آپ کو غلام پر بہت بڑا جانا کمزور ہے
- 65 ..... جب اس کے پاس اس کا خدمت گار کھانا لائے
- 65 ..... غلام حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں یعنی لازم ہے اس کو حفاظت اس کی
- 66 ..... جب غلام کو مارے تو چاہیے کہ منہ کو بچائے

### کتاب ھے مکاتب کے بیان میں

- 69 ..... باب ہے بیان میں مکاتب کے
- 72 ..... جائز ہے شرط کرنا مکاتب کرنا جو شرط کتاب اللہ میں نہیں
- 74 ..... مدد یعنی مکاتب کی اور مدد لینا اس کا لوگوں سے
- 80 ..... جائز ہے بیچنا مکاتب کا جب راضی ہو
- 82 ..... جب مکاتب کہے کہ مجھ کو خرید کر آزاد کر دے تو جائز ہے

## کتاب ہے ہبہ کے بیان میں

- 85 ..... تھوڑے ہبہ کا بیان ..... ❀
- 86 ..... باب ہے بیان میں اس شخص کے جو اپنے یاروں سے کئی چیز ہبہ چاہے ..... ❀
- 88 ..... باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پینے کی چیز مانگے ..... ❀
- 89 ..... باب ہے بیان میں قبول کرنے ہدیہ شکار کے ..... ❀
- 90 ..... باب ہے بیان کرنے میں قبول کرنے ہدیہ کے ..... ❀
- 93 ..... اپنے یار کی طرف تحفہ بھیجے اور قصد کرے باری بعض بیویوں اس کی کے سوائے بعض کے ..... ❀
- 97 ..... بیان ہے اس چیز کا کہ نہیں روکی جاتی ہدیہ سے ..... ❀
- 98 ..... جو ہبہ غائب کو جائز رکھتا ہے ..... ❀
- 98 ..... ہبہ کا بدلہ دینا ..... ❀
- 99 ..... بیان میں ہبہ کرنے کے لیے اپنی اولاد کے ..... ❀
- 105 ..... ہبہ میں گواہ کرنے کا بیان ..... ❀
- 105 ..... ہبہ کرنا مرد کا اپنی بیوی کا اور ہبہ کرنا بیوی کا اپنے خاوند کو ..... ❀
- 107 ..... ہبہ کرنا عورت کا اپنے خاوند کے غیر کے لیے۔ اور آزاد کرنا اس کا جب بیوقوف نہ ہو ..... ❀
- 110 ..... ہدیہ کس سے شروع کیا جائے جب کئی مستحق ہوں؟ ..... ❀
- 110 ..... باب جو نہیں قبول کرتا صدقے کو علت کی وجہ سے ..... ❀
- 112 ..... جب کوئی چیز بخشے یا وعدہ کرے ہبہ کا پھر مر جائے پہلے اس کے کہ پہنچے وہ چیز طرف موہوب لہ کو ..... ❀
- 114 ..... کس طرح قبض کیا جائے غلام اور متاع کو؟ ..... ❀
- 115 ..... اگر کوئی کسی کو کچھ بخشے اور دوسرا اس کو قبض کرے اور نہ کہے کہ میں نے قبول کی؟ ..... ❀
- 116 ..... جب کوئی مرد اپنا قرض بخش دے اس کو جس پر اس کا قرض ہو ..... ❀
- 118 ..... باب ہے بیان میں ہبہ کرنے ایک شخص کے جماعت کے لیے ..... ❀
- 119 ..... باب ہے بیان میں ہبہ مقبوضہ اور غیر مقبوضہ کے اور مقسومہ اور غیر مقسومہ کے ..... ❀
- ..... جب کسی کو ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس اس کے ہم نشین ہوں تو زیادہ حقدار ہے ساتھ اس کے ..... ❀
- 122 ..... ان سے وہ ..... ❀
- 124 ..... جب کوئی کسی مرد کو اونٹ بخشے اور حالانکہ وہ اس پر سوار ہو تو وہ جائز ہے ..... ❀

- 124 ..... باب ہے بیان میں ہدیہ دینے اس چیز کے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا ❀
- 126 ..... مشرکین سے ہدیہ کا قبول کرنا ❀
- 129 ..... مشرکین کو ہدیہ بھیجنے کا بیان ❀
- 131 ..... نہیں حلال ہے کسی کو کہ اپنے بہہ اور صدقہ میں رجوع کرے ❀
- 134 ..... بیان ہے اس چیز کا کہ وارد ہوئی ہے بیچ عمرے اور رقبے کے ❀
- 137 ..... گھوڑا اور چوپایہ وغیرہ مانگنے کے بیان میں ❀
- 138 ..... شادی نکاح کے وقت دلہن کے لیے کپڑا مانگنا ❀
- 138 ..... دووہار جانور کو دودھ پینے کے لیے دینا اور اس کی فضیلت کے بیان ❀
- 142 ..... جب کوئی کہے کہ میں نے یہ لونڈی تیری خادم ٹھہرائی بنا عرف کی تو یہ جائز ہے ❀
- 143 ..... جب کسی کو اللہ کے راہ میں چرنے کے لیے گھوڑا دے تو وہ مانند عمری کی طرح ہے ❀

### کتاب ہے شہادتوں کے بیان میں

- 144 ..... باب ہے اس بیان میں کہ گواہ مدعی پر ہیں ❀
- 145 ..... جب ایک مرد دوسرے مرد کو تعدیل کرے ❀
- 147 ..... چھپنے والی کی شہادت کے بیان میں ❀
- ..... جب گواہی دے ایک گواہ یا کئی گواہ اور لوگ کہیں کہ اس کو ہم نہیں جانتے تو حکم کیا جائے ساتھ ❀
- 149 ..... شہادت کے ❀
- 150 ..... عادل مرد کی گواہی کے بیان میں ❀
- 151 ..... کتنے آدمیوں کی تعدیل جائز ہے؟ ❀
- 152 ..... نسوں اور رضاع کی گواہی کے بیان میں ❀
- 155 ..... زنا کی تہمت لگانے والی کی گواہی کے بیان میں ❀
- 159 ..... نہ گواہ ہو ظلم کی شہادت پر ❀
- 162 ..... جھوٹی گواہی کے بیان میں ❀
- 164 ..... اندھے کی گواہی کے بیان میں ❀
- 168 ..... عورتوں کی گواہی کے بیان میں ❀
- 169 ..... لونڈیوں اور غلاموں کی گواہی کے بیان میں ❀

- 170 ..... دودھ پلانے والی عورت کی گواہی کے بیان میں ❀
- 171 ..... بعض عورتوں کا بعض کو تعدیل کرنا ❀
- 179 ..... جب ایک مرد دوسرے مرد کا تزکیہ کرے تو اس کو کفایت کرتا ہے ❀
- 181 ..... تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور سچی بات کہے ❀
- 182 ..... لڑکوں کا والد ہونا اور ان کی گواہی کا بیان ❀
- 185 ..... سوال حاکم کا مدعی سے کہ کیا تیرے گواہ ہیں مدعی علیہ کے قسم دینے سے پہلے ❀
- 191 ..... جب کوئی دعویٰ کرے یا کسی کو تہمت دے تو اس کو جائز ہے گواہ تلاش کرنا ❀
- 192 ..... قسم کھائے مدعی علیہ جس جگہ کہ اس پر قسم واجب ہو اور نہ پھیرا جائے دوسری جگہ ❀
- 194 ..... جب ایک قوم قسم میں جلدی کرے ❀
- 194 ..... اس آیت کے بیان میں جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں اور تھوڑا مال لیتے ہیں ❀
- 195 ..... کس طرح قسم لی جائے جب کسی پر قسم لازم ہو ❀
- 197 ..... جو قائم کرے گواہ کو بعد قسم کے ❀
- 198 ..... اس شخص کے بیان میں جو وعدہ کرنے کا حکم کرتا ہے ❀
- 201 ..... نہ سوال کئے جائیں مشرکین وغیرہ سے ❀
- 203 ..... مشکل کاموں میں قرعہ ڈالنے کا بیان ❀

### کتاب ہے صلح کے بیان میں

- 208 ..... لوگوں کے درمیان صلح کرنے کے بیان میں ❀
- 210 ..... وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کروائے ❀
- 211 ..... کہنا امام کا اپنے یاروں کو کہ ہم کو لے چلو ہم صلح کروائیں ❀
- 212 ..... جب ناحق پر صلح کرے تو وہ مردود ہیں ❀
- 214 ..... صلح نامہ کس طرح لکھا جائے؟ ❀
- 217 ..... کافروں کے ساتھ صلح کرنے کے بیان میں ❀
- 219 ..... دیت میں صلح کرنے کا بیان ❀
- 219 ..... حسن بن علی کے حق میں حضرت علیؓ کے قول کے بیان میں ❀
- 221 ..... کیا امام صلح کا اشارہ کرنے؟ ❀

- 223 ..... لوگوں کے درمیان صلح اور انصاف کرنے کی فضیلت کے بیان میں ❀
- 223 ..... جب امام اشارہ کرے صلح کا دو جھگڑنے والوں کے درمیان اور جس پر حق ہو وہ نہ مانے ❀
- 224 ..... دو قرض خواہوں کے درمیان صلح کرنے کے بیان میں ❀
- 226 ..... قرض میں صلح کرنی موجود چیز کے ساتھ ❀

### کتاب ہے شرطوں کے بیان میں

- 227 ..... اسلام میں جائز ہے بیع و شراء میں کرنا شرط کا ❀
- 229 ..... جب بیوند کی ہوئی کجھور بیچے اور خریدار سے میوے کی شرط نہ کرے تو اس کا میوہ بیچنے والے کا ہے ❀
- 229 ..... بیع میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 230 ..... جب بیچنے والا ایک مکان معین تک چوپائے کی سواری کی شرط کرے تو جائز ہے ❀
- 234 ..... تمام معاملوں میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 235 ..... نکاح کے وقت مہر میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 235 ..... مزارعت میں شرطوں کا بیان ❀
- 236 ..... ان شرطوں کا بیان جو نکاح میں جائز ہیں ❀
- 236 ..... ان شرطوں کا بیان جو حدوں میں جائز نہیں ❀
- 237 ..... مکاتب کی شرطوں سے کیا شرط جائز ہے جبکہ راضی ہو ساتھ بیع کے ❀
- 238 ..... طلاق میں شرط کرنے کے بیان میں ❀



[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



# فَيْضُ الْبَابِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ أَبُو الْحَسَنِ سَيِّدُ الْكُوفِيِّ

أُرُوِّدُ تَرْجُمَهُ

## فَتْحُ الْبَابِ

ابن حَجْرٍ الْعَسْقَلَانِي

شَرْحٌ صَحِيحٌ بِجُمَايْنِ

جلد ۱۱

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل سید آبادی

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الخطیب

بِحَسَنِ اِهْتِمَامِ

عَبْدِ اللطيف رَبَّانِي مَدِينَةِ

حافظ بلازہ مجہلی سنڈے

نیوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحبۃ الحدیث

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## بَابُ الشَّرْوَطِ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ

فائدہ: یعنی فقہ زبانی سے شرط کرنا بغیر گواہ کرنے اور لکھنے کے۔

۲۵۲۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب نے اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہا موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول نے پس ذکر کی تمام حدیث۔ اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیانہ میں نے کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ٹھہرنے سکے گا پس پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچے اور پانی اس میں ایک دیوار کہ گرتا چاہتی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَرَأَيْتَهُمْ مَلَكَ كِي جَكَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ پڑھا ہے۔

۲۵۲۶۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنْ اِبْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُ قَالَ اَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيْدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهِ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِنَّا لَعِنْدَ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي اُبُوُّ بِنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى رَسُولُ اللهِ فَكَرَّ الْحَدِيثُ. (قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا) كَانَتْ الْاَوْلى نِسِيَانًا وَالْوَسْطَى شَرْطًا وَالثَّالِثَةُ عَمْدًا (قَالَ لَا تَوَاحِدُنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تَرْهَقْنِي مِنْ اَمْرِى عُسْرًا) (لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ) (فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيهَا جَدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقُصَ فَاَقَامَهُ) قَرَأَهَا اِبْنُ عَبَّاسٍ اَمَامَهُمْ مَلِكًا.

فائدہ: یہ حدیث خضر علیہ السلام کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر اور اشارہ کیا ساتھ شرط کے طرف قول موسیٰ علیہ السلام کی اگر تجھ سے کوئی چیز پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور نہ دونوں نے اس کو نکھا اور نہ کسی کو گواہ بنایا اور اس میں عمل کرنے پر دلالت ہے متخصی اس چیز کے کہ اس پر شرط دلالت کرتی ہے پس تحقیق

خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا جب کہ اس نے خلاف شرط کیا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اس پر انکار نہ کیا۔

ولا میں شرط کرنے کا بیان یعنی اس کا کیا حکم ہے۔

بَابُ الشَّرْوَطِ فِي الْوَلَاءِ.

۲۵۲۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نوادقہوں پر مکاتبت کی کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو مدد کرمیری تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر وہ چاہیں کہ میں ان کو سب اوقیہ ایک بار گن دوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو تو کروں۔ تو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے کہا جو کچھ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا تو انہوں نے اس پر انکار کیا تو وہ ان کے پاس سے آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اس نے کہا کہ میں نے یہ بات ان سے پیش کی تھی پھر انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق آزادی کا ان کے لیے ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جو آزاد کرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو ایسی شرطیں کریں کہ جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ سو شرط ہو اللہ کا حکم لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور شرط اللہ کی مضبوط تر ہے اور وہ حکم اللہ کا یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے۔

۲۵۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوْاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أَوْقِيَةً فَأَعِينَنِي فَقَالَتْ إِنْ أَحْبَبُوا أَنْ أَعِدَّهَا لَهُمْ وَيَكُونَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَدَيْبُهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلْتُ عَائِشَةَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ فَعَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

فائدہ: یہ حدیث حق کے آخر میں گذر چکی ہے۔

جب مزارعت میں مالک یہ شرط کرے کہ جب میں چاہوں گا تجھ کو زمین سے نکال دوں گا۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمَزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ.

فائدہ: یعنی کوئی مدت معین نہ کرے تو جائز ہے۔

۲۵۲۸۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر والوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے ان کے مالوں پر معاملہ کیا تھا یعنی ان کی زمینیں اور باغات انہی کو دے دیئے تھے کہ وہ ان میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھ ہو آدھا بانٹ لیں گے اور فرمایا تھا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا اور تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے مال کی طرف وہاں نکلا تو رات کو اس پر ظلم ہوا یعنی یہود نے اس کو مارا یا گھر کے اوپر سے گرایا سو ان کے ہاتھ پاؤں پہنچوں سے ٹوٹ گئے اور ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں وہ ہمارے دشمن ہیں اور انہیں کو ہم تہمت کرتے ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کو اپنے وطن سے نکال دوں۔ تو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے جلاوطن کرنے کا قصد کیا تو ابن ابی حقیق (یہود کے ایک قبیلے کا نام ہے) کا ایک مردان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا تو ہم کو وطن سے نکالتا ہے اور حالانکہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا ہے اور ہم سے اپنے مالوں پر معاملہ کیا اور ہمارے لیے یہ شرط کی ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے گمان کیا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گیا ہوں کہ آپ نے تجھ سے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تیرا جس وقت تو خیبر سے نکالا جائے گا تیری اونٹنی تجھ کو لے دوڑے گی رات کو بعد رات کے یعنی ایک وقت تجھ پر ایسا آئے گا کہ راتوں رات یہاں سے نکل جائے گا یعنی

۲۵۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُو عَسَّانَ الْكِنَانِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامِلَ يَهُودَ خَيْبَرَ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نَفَرُكُمْ مَا أَفْرَكُمُ اللَّهُ وَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدِي عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفَدَيْعَتْ يَدَاهُ وَرَجَلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرَهُمْ هُمْ عَدُونَا وَتُهَمَّتْنَا وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَالَهُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحَقِيقِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أُنْخَرِجْنَا وَقَدْ أَفْرَأْنَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَلْنَا عَلَى الْأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَلِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ أَظُنُّنْتُ أَنِّي نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بَكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلْبُ صَكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ كَانَتْ هَذِهِ هَزْبَلَةٌ مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ فَاجْلَاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيَمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ النَّمْرِ مَالًا وَابِلًا وَعُرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ

وَعَبْرَ ذَلِكَ. رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ  
عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اِخْتَصَرَهُ.

حضرت ﷺ نے اس حدیث میں تمہارے نکالنے کا اشارہ کیا ہے تو یہودی نے کہا کہ ابو القاسم یعنی حضرت ﷺ نے یہ کلام ٹھٹھے کے راہ سے کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو نکال دیا اور ان کے حصے کے میوے کی ان کو قیمت دی نقد سے اور اونٹوں سے اور اسباب سے یعنی پالان اور رسیوں وغیرہ سے یعنی ان کو میووں کی قیمت کچھ نقد مال سے دی اور کچھ اونٹ وغیرہ اسباب دیا۔

**فائدہ:** اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے اس ترجمہ کو مختصر اور باب باندھا ہے حدیث باب کے لیے۔ مزارعت میں زیادہ تراویح اس سے پس کہا کہ جب زمین کا مالک کہے کہ میں قائم رکھوں گا تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور کسی مدت معین کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور روایت کی اس جگہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہود خیبر کے قصبے کے بارے میں اس لفظ کے ساتھ کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں۔ اور اس جگہ میں اس حدیث کو اس لفظ سے وارد کیا کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ تم کو اللہ برقرار رکھے گا پس لایا گیا ہر ترجمہ میں لفظ متن کو جو دوسری روایت میں ہے اور ایک روایت نے دوسری کی مراد بیان کی اور یہ کہ حضرت ﷺ کے قول مَا أَقَرُّكُمْ اللَّهُ سے مراد یہ کہ جب تک کہ مقدر کیا ہے اللہ نے یہ کہ چھوڑ دیں ہم تم کو اس میں پس جب چاہیں ہم پس نکالیں ہم تم کو۔ تو معلوم ہوا کہ مقدر کیا ہے اللہ نے نکالنا تمہارا اور تحقیق پہلے گذر چکی ہے استدلال کی توجیہ اس کے ساتھ جواز مخارہ پر۔ اور اس حدیث میں ہے جائز ہونا مساقات کا مالک کے لیے بغیر مدت معین کے اور جو اس کو جائز نہیں رکھتا وہ جواب دیتا ہے کہ مدت اس میں مذکور تھی لیکن منقول نہیں ہوئی یا مذکور نہیں ہوئی لیکن معین کی گئی ہر سال ساتھ اتنے کے یا خیبر والے مسلمانوں کے غلام ہو گئے تھے اور سردار کا معاملہ اپنے غلام کے ساتھ اس میں نہیں شرط لگائی جاتی وہ کہ جو اجنبی میں لگائی جاتی ہے اور اس حدیث میں نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عداوت ظاہر کرتی ہے مطالبہ قصور کے ساتھ جیسا کہ مطالبہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہود سے اپنے بیٹے کے ہاتھ پاؤں توڑنے کی وجہ سے اور اس کو ترجیح دی اس طرح سے کہ کہا کہ ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں پس معلوم کیا مطالبہ کو ساتھ شہد عداوت کے اور قصاص ان سے اس لیے طلب نہ کیا کہ جس حال میں اس کے ہاتھ پاؤں توڑے گئے اس وقت وہ سویا ہوا تھا سو اس نے مارنے والوں کو نہ پہچانا کہ وہ کون کون تھا۔ محمد یہ کہ حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال حقیقت پر محمول ہیں یعنی ان کے حقیقی معنی مراد ہیں یہاں تک کہ مجاز کی دلیل قائم ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو یہود کو خیبر سے نکالا تو اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تھے لیکن یہ نہیں تقاضہ کرتا سب کے حصر ہونے کو عمر رضی اللہ عنہ کے ان کے نکالنے میں اور تحقیق واقع ہوئی ہیں میرے لیے اس کے بارے میں دو علمیں اور ایک یہ ہے جس کو روایت کیا زہری نے عبید اللہ بن عبداللہ سے کہ ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہما یہاں تک کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثبوت پایا یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہ جمع ہوں گے عرب کے جزیرے میں دو دین اور فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ سے جس کے پاس عہد ہے تو چاہیے کہ اس کو لائے کہ میں اس کو اس کے لیے جاری کروں نہیں تو میں جلاوطن کرنے والا ہوں پس جلاوطن کیا ان کو۔ روایت کی یہ حدیث ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔ اور دوسری عمر بن شہب نے مدینے کی اخبار میں روایت کیا عثمان بن محمد کے طریق سے کہ جب مسلمانوں کے ہاتھ میں خادم بہت ہوئے اور انہوں نے زمین میں محنت کرنے پر قوت پائی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو وطن سے نکال دیا۔ اور احتمال ہے کہ ہو ہر ایک ان چیزوں میں سے جزو علت بیچ ان کے نکال دینے کے۔ (فتح)

بابُ الشَّرْوَطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ  
مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشَّرْوَطِ.  
باب ہے بیچ بیان شرطوں کے جہاد میں اور صلح کرنے میں  
ساتھ کافروں لڑنے والوں میں اور لکھنا شرطوں کا ساتھ  
لوگوں کے قول سے۔

فائدہ: ترجمہ میں اس آخری زیادتی کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ مستقل ترجمہ میں پہلے گزر چکی ہے مگر یہ کہ  
حاصل کیا جائے پہلا ترجمہ صرف اشتراط بالقول پر اور یہ اوپر اشتراط کے قول اور فعل دونوں کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۲۹۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي  
الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ  
الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ يُصَدِّقُ كُلَّ  
وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِهِ قَالَا خَرَجَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ  
الْحَدِيثِيَّةِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدَ  
بْنَ الْوَلِيدِ بِالْعَمِيمِ فِي خَيْلٍ لِقَرِيشٍ طَلِيعَةٌ  
فَخُذُوا ذَاتَ الْيَمِينِ فَوَاللَّهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ  
خَالِدٌ حَتَّى إِذَا هُمْ بِقَتْرَةَ الْجَيْشِ فَأَنْطَلَقَ

۲۵۲۹۔ مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حدیبیہ (ایک گاؤں کا نام ہے قریب مکہ کے اور  
اکثر اس کا حرم میں ہے یا کنوئیں کا نام ہے پھر وہ مکان اس  
کے نام سے مشہور ہوا) کے سال نکلے (یعنی عمرے کی نیت  
سے آپ کی لڑائی کی نیت نہ تھی) یہاں تک کہ بعض راہ میں  
تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خالد بن ولید قریش کے دوسو  
سواروں کو لے کر غمیم (ایک جگہ کا نام ہے درمیان کے اور  
مدینے کے) میں آ کر رو کے کھڑا ہے سو تم دائیں طرف کی راہ  
لو یعنی جس راہ میں خالد اور اس کے ساتھی ہیں پس قسم ہے اللہ  
کی نہ معلوم کیا ان کو خالد نے یہاں تک کہ جب لشکر کے غبار  
ان کو پہنچے تو چلا خالد دوڑتا ہوا اس حال میں کہ قریش کو ڈرانے

والا تھا ساتھ آمد حضرت ﷺ کے اور حضرت ﷺ چلے (اور) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ لے نکلے ہم کو ایک راہ سے سوائے اس راہ کے کہ وہ اس میں ہیں تو اسلم کا ایک مردان کو ایک راہ مشکل سے لے کر چلا تو وہ اس سے نکلے بعد اس کے کہ دشوار ہو اور ایک نرم زمین میں پہنچے) یہاں تک کہ جب اس پہاڑی پر پہنچے جس طرف سے کہ لوگ کے والوں پر اترتے ہیں تو آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ بیٹھ گئی تو لوگوں نے کہا کہ حل حل (اونٹ کے اٹھانے کے لیے یہ کلمہ بولتے ہیں) سو اس نے اس جگہ کو لازم پکڑا اور نہ اٹھی تو لوگوں نے کہا کہ اڑکی قصوانی (نام حضرت ﷺ کی اونٹنی کا تھا) تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اڑکی قصوانی اور یہ اس کی عادت نہیں لیکن اس کو روکا ہے ہاتھی کے بند کرنے والے نے یعنی اللہ نے کہ اس نے اصحاب فیل کو کسے سے روکا تھا پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ کسے والے نہ مانگیں گے مجھ سے کوئی کام جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم کریں یعنی حرم مکہ میں لڑائی ترک کرنے سے مگر کہ میں ان کو دوں گا یعنی اس صلح میں جو کچھ قریش مجھ سے حرم کی تعظیم کی بابت طلب کریں گے میں اس کو قبول کروں گا پھر حضرت ﷺ نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر اہل مکہ سے ایک طرف ہوئے یعنی ان کی راہ سے اور متوجہ ہوئے اور طرف یہاں تک کہ حدیبیہ کی پرلی طرف میں اترے ایک جگہ پر کہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا تو لوگ اس سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے سو نہ ٹھہرنے دیا لوگوں نے پانی کو یہاں تک کہ اس کو کھینچ ڈالا یعنی اس میں کچھ پانی باقی نہ رہا اور حضرت ﷺ کے پاس پیاس کی شکایت ہوئی تو حضرت ﷺ

يَرْكُضُ نَدِيرًا لِقُرَيْشٍ وَسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالنَّبِيَّةِ النَّبِيُّ  
يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ  
النَّاسُ حَلْ حَلْ فَالْحَتْ فَالْقَالُوا خَلَّاتِ  
الْقَصْوَاءُ خَلَّاتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَّاتِ الْقَصْوَاءُ  
وَمَا ذَاكَ لَهَا يَخْلُقِي وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ  
الْفِيلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا  
يَسْأَلُونِي خُطَّةَ يُعْظَمُونَ فِيهَا حُرْمَاتِ اللَّهِ  
إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ  
فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِاقْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ  
عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ  
تَبْرُضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ  
وَشَكِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَاَنْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ  
ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ فَوَاللَّهِ مَا زَالَ  
يَجِيئُ لَهُمْ بِالرَّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ  
فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ  
الْحِزَاعِيِّ فَبِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ حِزَاعَةَ  
وَكَانُوا غَيْبَةَ نَصَحَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ إِنِّي  
تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ  
نَزَلُوا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَّةِ وَمَعَهُمُ الْعُودُ  
الْمَطَابِلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُوكَ عَنِ  
الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اصحاب کو حکم کیا کہ تیر کو پانی میں رکھ دیں سو قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہا جوش مارتان کے لیے پانی ساتھ سیرابی کے یعنی ساتھ پانی کے کہ سیراب کرے ان کو یہاں تک کہ لوگ پانی سے پھرے یعنی اور وہاں پانی باقی تھا پس وہ اس طرح تھے کہ اچانک بدیل بن ورقہ اپنی قوم خزاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اور وہ اہل تہامہ سے تھا (یعنی مکہ اور اس کے گرد کے لوگوں سے تھا) حضرت ﷺ کے خیر خواہ اور بھید چھپانے کی جگہ تھی تو اس نے کہا کہ چھوڑا میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو کہ حدیبیہ کے جاری پانیوں پر اترے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹیاں ہیں یعنی وہ اپنے ساتھ دودھ والی اونٹیاں لے آئیں ہیں تاکہ ان کے دودھ سے توشہ پکڑیں تو نہ پھریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو روکیں یا مراد ساتھ ان کے جو روادار بچے ہیں (یعنی وہ اپنے بیوی اور بچوں کو ساتھ اپنے لے آئے ہیں طول قیام کے ارادے کی وجہ سے) اور وہ آپ سے لڑنے والے ہیں اور آپ کو خانے کعبے سے روکنے والے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ہم کسی سے لڑنے کو نہیں آئے لیکن ہم تو عمرہ کرنے کو آئے اور بے شک قریش کو لڑائی نے ست کر ڈالا اور ان کو ضرر پہنچایا سو اگر وہ صلح چاہیں تو میں ان کے لیے کچھ مدت مقرر کروں کہ اس مدت میں نہ ہم ان سے لڑیں اور نہ وہ ہم سے لڑیں اور وہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان راہ چھوڑ دیں یعنی جو لوگ کہ ان کے سوائے ہیں کفار عرب وغیرہ سے پھر اگر صلح کی مدت میں کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اور اگر میں کافروں پر غالب ہوا تو اگر قریش داخل ہونا چاہیں جس میں لوگ داخل ہوئے

وَسَلَّمَ إِنَّا لَم نَحْيُ لِقَتَالَ أَحَدٍ وَلَكِنَّا جُنَّا مُعْتَمِرِينَ وَإِنَّ قَرِيْشًا قَدْ نَهَكْنَهُمُ الْحَرْبُ وَأَضْرَبَتْ بِهِمْ فَإِنْ شَأْنُوا مَا دَدْتَهُمْ مَدَّةً وَيُخْلُوا بَيْنِي وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرَ فَإِنْ شَأْنُوا أَنْ يَدْخُلُوا فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوا وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَوَالِدِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقَاتِلَنَّهُمْ عَلَى أَمْرِي هَذَا حَتَّى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِي وَكَيْفَ ذَنْ اللَّهُ أَمْرَهُ فَقَالَ بُدَيْلٌ سَأْبِلُهُمْ مَا تَقُولُ قَالَ فَاَنْطَلَقَ حَتَّى أَتَى قَرِيْشًا قَالَ إِنَّا قَدْ جُنْنَاكُمْ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَا يَقُولُ قَوْلًا فَإِنْ بَشْتُمْ أَنْ نَعْرِضَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلْنَا لَقَالَ سَفَهَاؤُهُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ وَقَالَ ذُوو الرِّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ قَالَ سَمِعْتَهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَامِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ لَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوا بَلَى قَالَ أَوْلَسْتُ بِالْوَالِدِ قَالُوا بَلَى قَالَ فَهَلْ تَتَهَمُونِي قَالُوا لَا قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَيْ اسْتَفْرَتْ أَهْلَ عَكَاظَ فَلَمَّا بَلَّغُوا عَلِيَّ جَنَّتْكُمْ بِأَهْلِيَّ وَوَلَدِيَّ وَمَنْ أَطَاعَنِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنَّ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةٌ رُشِدِيَّ أَقْبَلُوهَا وَدَعُونِي إِلَيْهِ قَالُوا أَيْهِ فَاتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



یعنی مسلمان ہونا چاہیں تو مسلمان ہوں اور اگر مسلمان ہونے کا ارادہ نہ ہو تو صلح کی مدت میں انہوں نے آرام ہی پایا یعنی لڑائی سے اور اگر قریش یہ بھی نہ مانیں گے تو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں لڑا کروں گا ان سے اپنے کام پر یعنی دین پر یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو اور البتہ اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا تو بدیل نے کہا کہ میں تیری بات قریش کو پہنچاؤ گا سو وہ چلا یہاں تک کہ قریش کے پاس آیا تو ان کو کہا کہ ہم تمہارے پاس اس مرد کے نزدیک سے آئے ہیں اور ہم نے اس سے سنا کہ ایک بات کہتا ہے پس اگر تم چاہو کہ ہم اس کو تمہارے آگے ظاہر کریں تو کہیں تو قریش کے بیوقوفوں نے کہا کہ ہم کو حاجت نہیں کہ تو ہم کو اس سے کسی چیز کی خبر دے اور ان کے عقلمندوں نے کہا کہ لاجو کچھ تو نے اس کو کہتے سنا ہے بدیل نے کہا کہ میں نے اس سے سنا ہے کہ ایسا ایسا کہتا تھا پس بیان کیا اس نے جو کچھ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا تو عروہ بن مسعود کھڑا ہوا اور کہا کہ اے قوم کیا میں تمہارا باپ نہیں انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم میرے بیٹے نہیں تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اس نے کہا کہ کیا تم مجھ کو تہمت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لیے بلایا تھا سو جب وہ باز رہے تو میں اہل اور اولاد اور تابعداروں کے ساتھ تمہارے پاس آیا انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پس اس نے کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ نے پہلی بات تمہارے پیش کی سو اس کو قبول کرو اور مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس آؤں تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا تو

وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبَدِيلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنْ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَنَحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى فَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَرَى وَجُوهَهَا وَإِنِّي لَأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفْرُوا وَيَدْعُوكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ امْصُصْ بِنَظْرِ اللَّاتِ أَنْحُنُ نَفْرُهُ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوا أَبُو بَكْرٍ قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا يَدُكَ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أُجْزِكَ بِهَا لِأَجْنَبِكَ قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَا تَكَلَّمَا أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةَ بِنُ شُعْبَةَ فَأَتَمَّ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمَغْفَرُ فَكَلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِعَلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ آخِرُ يَدِكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالُوا الْمُغِيرَةَ بِنُ شُعْبَةَ فَقَالَ أَيْ عُذْرُ أَلَسْتُ أَسْعَى فِي عُذْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيرَةَ صَحْبَ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ لَمْ يَجَأْ فَاسْتَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا الْإِسْلَامُ فَأَقْبِلْ وَأَمَا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جیسا کہ بدیل کو فرمایا تھا تو عروہ نے اس وقت کہا کہ اے محمد ﷺ بھلا بتلا تو کہ اگر تو اپنی قوم کے کام کو جڑ سے اکھاڑ ڈالے گا تو کیا تو نے عرب سے کسی کو سنا ہے کہ تجھ سے پہلے اپنی قوم کی جڑ اکھاڑی ہو اور اگر دوسری شق ہو یعنی قریش کو غلبہ ہو تو قسم ہے اللہ کی البتہ میں نہیں دیکھتا کئی منہ اور البتہ دیکھتا ہوں کہ آدمی مختلف قوموں کے لائق نہیں کہ بھاگ جائیں اور تجھ کو اکیلا چھوڑ دیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ کیا ہم حضرت ﷺ سے بھاگ جائیں گے اور اس کو چھوڑ دیں گے تو عروہ نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اس نے کہا خبردار ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر دعا بازی کے مٹانے اور اس کی بدی کے دور کرنے میں کوشش نہیں کی اور مغیرہ کفر کی حالت میں ایک قوم کے ساتھ رہا تھا پھر دھوکا دے کر ان کو قتل کیا اور ان کا مال لیا پھر آ کر مسلمان ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہا اسلام کو تو میں قبول کرتا ہوں اور مال کا حال یہ ہے کہ مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس کو دھوکے سے لیا تھا پھر عروہ اپنی دونوں آنکھوں سے حضرت ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا راوی نے کہا کہ قسم ہے اللہ کہ حضرت ﷺ نے کوئی کھنکار میں سے نہ ڈالا مگر کہ ان میں سے کسی مرد کے ہاتھ میں پڑا تو اس نے اس کو اپنے منہ اور بدن پر ملا اور آپ کا کوئی بال نہ گرتا تھا مگر اس کو لے لیتے تھے اور جب ان کو کوئی کام فرماتے تھے تو آپ کے کام میں جلدی کرتے تھے اور جب حضرت ﷺ وضو کرتے تھے تو قریب تھے کہ آپ کے وضو پر آپس میں لڑ مریں اور جب آپ کلام کرتے ہیں تو اپنی

فِي شَيْءٍ ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدُهُ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأُوا كَادُوا يَقْتَلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ فَرَجَعَ عُرْوَةَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَيُّ قَوْمٍ وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ وَكِسْرَى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعْظِمُهُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نَحَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدُهُ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأُوا كَادُوا يَقْتَلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطْبَةٌ رُشِدٌ فَاقْبَلُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ دَعُونِي آتِيهِ فَقَالُوا آتِيهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعْظَمُونَ الْبَدَنَ

آوازیں پست کرتے ہیں اور تعظیم کے لیے آپ کی طرف تیز نظر سے نہ دیکھتے تھے تو عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ نے کہا کہ اے دعا باز مجھ پر تیرا احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تجھ کو بدلہ نہیں دیا تو البتہ میں تجھ کو اس گالی کا جواب دیتا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے لگا سو جب آپ سے بات کرتا تھا تو آپ کی داڑھی کو پکڑ لیتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ تلوار تھی اور اس کے سر پر خود تھی سو جب عروہ اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کی طرف جھکاتا تھا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نعل اس کے ہاتھ کو مارتا تھا اور اس کو کہتا تھا کہ اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے پیچھے ہٹا پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں لائق ہے مشرک کو یہ کہ ہاتھ لگائے اس کو اور تحقیق اس نے پہلی بات تمہارے پیش کی ہے پس قبول کرو اس کو تو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس جاؤں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو انہوں نے کہا کہ جا سو جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر نمودار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور وہ اس قوم سے ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو قربانی کے اونٹوں کو اس کے سامنے کرو تو وہ اس کے سامنے بیچھے گئے اور آگے ہوئے اس کے لوگ تلبیہ کہتے تھے پس جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ نہیں لائق ان لوگوں کے لیے کہ خانے کعبے سے روکے جائیں سو جب وہ اپنے یاروں کی طرف پھر آیا تو کہا کہ میں نے اونٹوں کو دیکھا کہ گلے میں ہار ڈالے گئے اور اشعار کئے گئے سو میں مناسب نہیں جانتا کہ خانے کعبے سے روکے

فَابْعَثُوا لَهُ فَبِعَثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُتْبُونَ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا يَنْبَغِي لِهَؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ النَّبِيِّ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قَلَدَتْ وَأَشْعِرَتْ فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ النَّبِيِّ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكَرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُونِي آتِيهِ فَقَالُوا أَنْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مِكَرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنَمَّا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ مَعْمَرُ فَأُخْبِرْنِي أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَهَّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ قَالَ مَعْمَرُ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَالَ سُهَيْلُ أَمَا الرَّحْمَنُ فَهَلَّا مَا أَدْرِي مَا هُوَ وَلَكِنْ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ وَاللَّهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ ثُمَّ قَالَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ

رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ سَهِيلٌ وَاللَّهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ  
 أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ  
 وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلَكِنْ اُكْتُبَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ  
 اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنْ كَذَبْتُمُونِي  
 اُكْتُبَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ  
 وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُونِي حُطَّةَ يُعْظَمُونَ  
 فِيهَا حُرْمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ  
 لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنْ  
 تَخْلُوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنُطَوِّفَ بِهِ فَقَالَ  
 سَهِيلٌ وَاللَّهِ لَا تَحَدَّثُكَ الْعَرَبُ أَنَا أُحْدِثُ  
 ضُفْطَةً وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ  
 فَكَتَبَ فَقَالَ سَهِيلٌ وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا  
 رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا  
 قَالَ الْمُسْلِمُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ كَيْفَ يَرُدُّ  
 إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا فَبَيْنَاهُمْ  
 كَذَلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلٍ بْنُ سَهِيلِ بْنِ  
 عَمْرِو يَرْسُفَ فِي قِيُودِهِ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ  
 أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهُرِ  
 الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ سَهِيلٌ هَذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ  
 مَا أَقَاصِيكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهُ إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَقْضِ  
 الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللَّهِ إِذَا لَمْ أَصَالِحْكَ  
 عَلَى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فَاجِرُهُ لِي قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيرِهِ لَكَ

جائیں تو ایک مرد ان میں سے اٹھ کھڑا ہوا کہ اس کو مکرز  
 کہا جاتا تھا سو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس  
 جاؤں تو انہوں نے کہا کہ جا۔ سو جب وہ اصحاب کو نظر آیا تو  
 حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے اور وہ مرد گناہگار ہے یعنی  
 شریعہ سے سو وہ حضرت ﷺ سے کلام کرنے لگا سو اس حالت  
 میں کہ وہ حضرت ﷺ سے کلام کرتا تھا کہ ناگہاں سمیل بن عمرو  
 آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کام آسان ہو یعنی صلح  
 کو آیا ہے تو سمیل نے کہا کہ لا اپنے اور ہمارے درمیان ایک  
 صلح نامہ لکھ تو حضرت ﷺ نے کاتب کو بلایا تو حضرت ﷺ  
 نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تو سمیل نے کہا کہ قسم  
 ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ رخصت کیا ہے لیکن لکھ ساتھ نام  
 تیرے کی اے اللہ جیسا کہ تو پہلے لکھا کرتا تھا تو مسلمانوں نے  
 کہا کہ نہیں لکھیں گے ہم مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ ساتھ نام تیرے کے اے اللہ  
 پھر فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ اللہ کے  
 رسول نے۔ تو سمیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر ہم جانتے  
 ہوتے کہ تو رسول ہے تو تجھ کو خانے کعبے سے نہ روکتے اور نہ  
 تجھ سے لڑتے لیکن لکھ محمد بن عبد اللہ تو حضرت ﷺ نے فرمایا  
 کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں البتہ اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم نے  
 مجھ کو جھٹلایا لکھ محمد بن عبد اللہ۔ زہری نے کہا کہ یہ قبول  
 کرنا حضرت ﷺ کا سمیل کے قول کو آپ کے فرمانے کی وجہ  
 سے تھا کہ قریش مجھ سے کوئی بات نہ طلب کریں گے جس میں  
 کہ اللہ کے حرم کی تعظیم کریں مگر کہ میں اس کو قبول کروں گا تو  
 حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے سبب سے اس کی بات کو  
 قبول کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ میں اس بات پر

صلح کرتا ہوں کہ تم ہم کو کعبہ کے جانے سے نہ روکو پس ہم اس کا طواف کریں تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ چرچا کریں عرب کہ ہم پکڑے گئے قہر اور غلبے سے لیکن یہ آئندہ سال کو ہو گا پس سہیل نے کہا اور اس شرط پر کہ نہ آئے ہم میں سے تمہارے پاس کوئی اور اگرچہ تمہارے دین پر ہو مگر کہ اس کو ہماری طرف پھیر دو تو مسلمانوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے کس طرح پھیرا جائے گا طرف مشرکین کی اور حالانکہ مسلمان ہو کر آیا ہے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں ابو جندل رضی اللہ عنہ آیا اس حال میں کہ اپنی بیٹیوں میں چلتا تھا اور کعبے کی نیچے کی طرف نکلتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے درمیان ڈالا تو سہیل نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ اول اس چیز کا ہے کہ صلح کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ پھیر دے تو اس کو طرف میری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ ہم صلح نامہ لکھنے سے ابھی فارغ نہیں ہوئے یہ شرط ابھی قرار نہیں پائی تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس وقت تجھ سے کبھی کسی چیز پر صلح نہ کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی اجازت دے کہ میں اس کو تمہاری طرف نہ پھیروں تو سہیل نے کہا کہ میں اس کی اجازت نہ دوں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں پس کر۔ سہیل نے کہا کہ میں نہیں کروں گا تو مکرز نے کہا کیوں نہیں ہم نے تجھ کو اس کی اجازت دی (لیکن اس کے قول کا اعتبار نہ ہوا) تو ابو جندل نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے کیا میں مشرکوں کی طرف پھیرا جاؤں گا اور حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے جو کچھ کہ میں نے پایا اور اس کو اللہ کی راہ میں سخت مار ہوئی تھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ

قَالَ بَلِي فَأَفْعَلُ قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ  
مِكْرَزُ بَلْ قَدْ أَجْرَنَاهُ لَكَ قَالَ أَبُو جَنْدَلٍ  
أَيُّ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ أَرَدْتُ إِلَى الْمَشْرِكَينَ  
وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيتُ  
وَكَانَ قَدْ عَذَّبَ عَذَابًا شَدِيدًا فِي اللَّهِ قَالَ  
فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَلَسْتُ نَبِيَّ  
اللَّهِ حَقًّا قَالَ بَلِي قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ  
وَعَدُونَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلِي قُلْتُ فَلِمَ  
نُعْطِي الدِّيْنَةَ فِي دِينِنَا إِذَا قَالَ إِنِّي رَسُولُ  
اللَّهِ وَلَسْتُ أَغْصِيهِ وَهُوَ نَاصِرِي قُلْتُ  
أَوَلَيْسَ كُنْتَ تَحَدِّثُنَا أَنَا سَنَاتِي الْبَيْتِ  
فَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلِي فَأَخْبَرْتُكَ أَنَا تَأْتِيهِ  
الْعَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمَطُوفٌ  
بِهِ قَالَ فَاتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ  
أَلَيْسَ هَذَا نَبِيَّ اللَّهِ حَقًّا قَالَ بَلِي قُلْتُ  
أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُونَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ  
بَلِي قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدِّيْنَةَ فِي دِينِنَا إِذَا  
قَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ  
فَأَسْتَمْسِكُ بِعُرْزِهِ فَوَاللَّهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ  
قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَا سَنَاتِي الْبَيْتِ  
وَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلِي فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ  
الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيهِ وَمَطُوفٌ بِهِ  
قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ

کیا آپ سچے نبی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن باطل پر حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا پس اس وقت ہم اپنے دین میں خسیس حالت نہ دیں گے یعنی ہم مسلمانوں کو کافروں کے حوالے نہ کریں گے کہ اس میں ہمارے دین کا نقصان ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے میں نے کہا کہ کیا آپ ہم کو نہ کہا کرتے تھے کہ ہم خانے کعبے میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں کیا میں نے تجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس سال خانے کعبے میں آئیں گے میں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تو خانے کعبے میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں ابو بکر کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے ابو بکر کیا یہ سچا نبی ﷺ نہیں اس نے کہا کہ کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا نہیں ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں تو میں نے کہا کہ ہم اس وقت بری خصلت دین میں نہ دیں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد وہ اللہ کا رسول ہے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ اس کا مددگار ہے سو اس کے حکم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ یعنی اس کی مخالفت نہ کر پس قسم ہے اللہ کی بے شک وہ حق پر ہے میں نے کہا کہ وہ ہم کو نہ کہا کرتا تھا کہ ہم خانے کعبے میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے اس نے کہا کیوں نہیں پس اس نے تجھ کو خبر دی تھی کہ تو اس سال خانے کعبے میں آئے گا میں نے کہا کہ نہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو خانے کعبے میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا

أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ قَوْمُوا فَاَنْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا قَالَ فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اتَّحِبُّ ذَلِكَ اخْرُجْ ثُمَّ لَا تَكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُو حَائِلَكَ فَيَحْلِقَكَ فَخَرَجَ فَلَمْ يَكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ وَدَعَا حَائِقَهُ فَحَلَقَهُ فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا فَانْحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا عَمَّا نَمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ- حَتَّى بَلَغَ- بَعْضُ الْكُوفَرِ﴾ فَطَلَّقَ عَمْرُ يَوْمِيذِينَ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَالْأُخْرَى صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةٍ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوا فِي طَلْبِهِ رَجُلَيْنِ فَقَالُوا الْعَهْدَ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَهُ إِلَيْنَا الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ

زہری نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس گفتگو کے لیے یعنی توقف کے تدارک کے لیے کہ ابتداء میں مجھ سے حکم کے بجالانے میں واقع ہوئی کئی نیک عمل کیے کہ وہ میرا تصور پورا ہو راوی نے کہا کہ جب صلح نامہ کے لکھنے سے فراغت ہوئی تو حضرت رضی اللہ عنہم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے جانور ذبح کرو پھر اپنے سر منڈواؤ۔ راوی نے کہا پس قسم ہے اللہ کی کہ ان میں سے کوئی کھڑا نہ ہو یہاں تک کہ حضرت رضی اللہ عنہم نے یہ بات تین بار فرمائی سو جب ان میں کوئی سے کھڑا نہ ہوا تو حضرت رضی اللہ عنہم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پس ذکر کی اس کے لیے وہ چیز کہ لوگوں سے پائی یعنی نہ بجالانے حکم کے سے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے نبی اللہ کے کیا آپ چاہتے ہو کہ سب لوگ احرام اتار ڈالیں آپ نکلیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ کریں یہاں تک کہ اپنی ہدی ذبح کریں اور اپنے نائی کو بلائیں کہ وہ آپ کا سر مونڈے سو حضرت رضی اللہ عنہم باہر تشریف لائے اور کسی سے کلام نہ کیا یہاں تک یہ کام کیا اپنی قربانی ذبح کی اپنا نائی بلایا اس نے آپ کا سر مونڈا سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ حال دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور قربانی ذبح کی اور بعض بعض کا سر مونڈنے لگا یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض بعض کو مار ڈالے یعنی ہجوم سے اور جلدی سے پھر حضرت رضی اللہ عنہم کے پاس کئی عورتیں مسلمان ہو کر آئیں تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے یہاں تک کہ بچے بعضہم الکوافر یعنی اور نہ رکھو قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو اور طلاق دی عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنی دونوں عورتوں کو کہ

فَنَزَلُوا يَا كُلُّونَ مِنْ تَمْرِ لَهُمْ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى سَيْفَكَ هَذَا يَا فُلَانٌ جَيْدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ أَجَلٌ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَجَيْدٌ لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ أَرِنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَأَمَكْنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْذُو فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَاهُ لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيلَ وَاللَّهِ صَاحِبِي وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ وَاللَّهُ أَوْفَى اللَّهُ ذِمَّتِكَ قَدْ رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ ثُمَّ أَنْجَابِي اللَّهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ أُمِّهِ مَسْعَرٌ حَرْبٌ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى سَيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلْتُ مِنْهُمْ أَبُو جَنْدَلُ بْنُ سَهْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قَرْيَشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عَصَابَةٌ فَوَاللَّهِ مَا يَسْمَعُونَ بَعِيرٍ خَرَجَتْ لِقَرْيَشٍ إِلَى الشَّامِ إِلَّا اعْتَرَضُوا لَهَا فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ فَأَرْسَلَتْ قَرْيَشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَاسُدُهُ بِاللَّهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا أُرْسِلَ فَمَنْ آتَاهُ

شُرک میں تھیں یعنی کافر تھیں سوا ایک سے معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور دوسری سے صفوان نے پھر حضرت رضی اللہ عنہم مدینہ کی طرف پھرے تو حضرت رضی اللہ عنہم کے پاس ایک قریشی مرد ابو بصیر رضی اللہ عنہ آیا اور حالانکہ وہ مسلمان تھا تو مکے والے کافروں نے ان کی تلاش کو دمر بھیجے تو دونوں نے حضرت رضی اللہ عنہم سے کہا کہ جو تم نے ہم سے کیا ہے اس کو پورا کرو تو حضرت رضی اللہ عنہم نے اس کو دونوں کے حوالے کیا تو وہ اس کو لے نکلے یہاں تک کہ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو اتر کر اپنی کھجوریں کھانے لگے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے دونوں میں سے ایک مرد کو کہا کہ قسم ہے اللہ کی اے فلاں البتہ میں گمان کرتا ہوں کہ تیری یہ تلوار بہت عمدہ ہے تو دوسرے نے اس کو میان سے کھینچا اور کہا کہ ہاں بہت عمدہ ہے میں نے اس سے بارہا تجربہ کیا ہے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو دکھا تو اس نے اس کو اس تلوار پر قدرت دی تو اس نے اس کو تلوار ماری یہاں تک کہ وہ مر گیا اور دوسرا بھاگ گیا یہاں تک کہ مدینے میں آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو جب اس کو حضرت رضی اللہ عنہم نے دیکھا تو فرمایا کہ بے شک اس شخص نے ڈر دیکھا سو جب وہ حضرت رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچا تو کہا کہ قسم ہے اللہ کی میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی مارا جاتا ہوں ابو بصیر رضی اللہ عنہ آیا اور کہا کہ اے نبی اللہ کے قسم ہے اللہ کی اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کیا یعنی آپ پر ان کی طرف سے کچھ عقاب نہیں اس چیز میں کہ میں نے کیا آپ نے مجھ کو ان کی طرف پھیر دیا پھر اللہ نے مجھ کو ان سے نجات دی تو حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ اس کی ماں کی کم بختی وہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا سو جب اس نے یہ بات سنی تو معلوم کیا کہ حضرت رضی اللہ عنہم اس کو کافروں

فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ. حَتَّىٰ بَلَغَ الْحِمْيَةَ حِمْيَةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ وَكَانَتْ حِمْيَتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقْرُوا أَنَّهُ نَبِيُّ اللَّهِ وَلَمْ يُقْرُوا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَحَالُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ﴿مَعْرَةٌ﴾ الْعُرْبُ الْجَرْبُ ﴿تَزَلُّوا﴾ تَمَيَّزُوا وَحَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ حِمَايَةً وَأَحْمَيْتُ الْحِمَى جَعَلْتُهُ حِمَى لَا يُدْخَلُ وَأَحْمَيْتُ الْحَدِيدَةَ وَأَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا غَضِبْتَهُ إِحْمَاءً وَقَالَ عَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَّغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَرُدُّوا إِلَى الْمُشْرِكِينَ مَا أَنْفَقُوا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَرْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ لَا يَمْسِكُوا بَعْضَ الْكُوفِرِ أَنْ عَمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قَرِيبَةً بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ وَابْنَةَ جَرُولِ الْحَزَائِمِيِّ فَتَزَوَّجَ قَرِيبَةً مُعَاوِيَةَ وَتَزَوَّجَ الْأُخْرَى أَبُو جَهْمٍ فَلَمَّا أَبِي الْكُفَّارُ أَنْ يُقْرُوا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَرْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ



شَيْءٌ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقِبْتُمْ) وَالْعَقْبُ مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُونَ إِلَى مَنْ هَاجَرَتْ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ فَأَمَرَ أَنْ يُعْطَى مَنْ ذَهَبَ لَهُ زَوْجٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَا أَنْفَقَ مِنْ صَدَاقِ نِسَاءِ الْكُفَّارِ اللَّائِي هَاجَرْنَ وَمَا نَعَلَمُ أَنْ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِيمَانِهَا وَبَلَّغْنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرٍ بْنُ أَسِيدِ الثَّقَفِيِّ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا مُهَاجِرًا فِي الْمُدَّةِ فَكَتَبَ الْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيْقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ أَبَا بَصِيرٍ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

کی طرف پھیر دیں گے تو وہ وہاں سے نکلیاں تک کہ دریا کے کنارے آیا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مکے سے بھاگا اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملا پھر یہ حال ہوا کہ قریش سے کوئی آدمی مسلمان ہو کر نہ نکلتا مگر کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملتا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ جمع ہوا یعنی ستر آدمی یا کم و بیش۔ سو قسم ہے اللہ کی کہ وہ قریش کے کسی قافلے کو نہ سنتے تھے کہ شام کی طرف نکلا ہو مگر اس کو راہ میں روکتے تھے سوان کو مار ڈالتے تھے اور ان کا مال لے لیتے تھے تو قریش نے کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا اس حال میں کہ قسم دیتے تھے حضرت ﷺ کو اللہ کی اور حق قرابت کی کہ ان کے اور حضرت ﷺ کے درمیان تھی کہ وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں کو مدینے میں بلائیں اور جب بلا بھیجیں ان کو حضرت ﷺ اور وہ چلے آئیں پاس آپ کے تو جو کوئی ہم میں سے مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے وہ امن میں ہے یعنی اس کو ہماری طرف نہ پھیر دے یعنی قریش اپنی شرط سے پشیمان ہوئے اور کہا کہ آپ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو منع کریں ہم اس شرط سے باز آئے۔ تو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے پاس بلا بھیجا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ وہ ہے جس نے روک رکھے ہاتھ تمہارے کو ان سے اور ان کے ہاتھ تم سے بچ شہر مکے کے بعد اس کے کہ فتح دی اللہ نے ان کو ان پر یہاں تک کہ پہنچے اس قول تک حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ یعنی جب رکھی کافروں نے اپنے دل میں بچ نادانی کی ضد اور ان کی بچ اور ضد یہ تھی کہ انہوں نے اقرار نہ کیا کہ حضرت ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور نہ ہی اقرار کیا بسم اللہ کا اور ان کو کعبے کے جانے سے روکا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو عورتیں مکے سے مسلمان

ہو کر آئیں تھیں حضرت عائشہؓ ان کا امتحان کرتے تھے۔ اور پہنچی ہم کو یہ خبر کہ جب اللہ نے یہ حکم اتارا کہ پھیر دیں کافروں کو جو خرچ کیا انہوں نے ان پر جنہوں نے ہجرت کی ان کی بیویوں سے تو مسلمانوں کو حکم کیا کہ نہ رکھیں قبضے میں ناموس کافر عورتوں کی یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھیں عمر بن الخطابؓ نے اپنی دو عورتوں کو طلاق دی ایک قریبہ ابی امیہ کی بیٹی کو اور دوسری جردل خزاعی کی بیٹی کو سو قریبہ سے معاویہ بن ابی سفیانؓ نے نکاح کیا اور دوسری سے ابو جہم نے نکاح کیا سو جب کافروں نے انکار کیا اس سے کہ اقرار کریں ساتھ ادا کرنے اس چیز کے کہ مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا تھا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اگر جاتی رہے تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز تمہاری عورتیں کافروں کی طرف پھر تم عقوبت کرو اور عقوبت وہ ہے کہ ادا کرے مسلمان طرف اس شخص کی کہ جس کی عورت کافروں سے مسلمان ہو کر ہجرت کرے پس حکم کیا اللہ نے یہ کہ دیا جائے وہ شخص جس کی بیوی مسلمانوں سے مرتد ہو گئی جو کچھ کی اس نے خرچ کیا کافروں کی عورتوں کے مہر سے جنہوں نے ہجرت کی یعنی جس مسلمان کی عورت مرتد ہو کے گئی اور کافر اس کا خرچ کیا یعنی مہر نہیں پھیر دیتے تو جس کافر کی عورت مسلمان ہو کر آئی اس کا مہر تھا اس کے خاوند کو سواں کوند دیں اس مسلمان کی دیں جس کی عورت چلی گئی یہ مال گروی میں رکھا اس مال کے اور ہم نہیں جانتے کہ ہجرت کرنے والی عورتوں سے کوئی ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور ہم کو خبر پہنچی کہ ابو بصیرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آیا مسلمان ہو کے ہجرت کر کے صلح کی مدت میں تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ ابو بصیرؓ ان کو پھیر دیں پھر ساری حدیث بیان کی۔

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ اس فصل میں چھپنے کا جواز ہے کافروں کی گذرگاہ کو روکنے کے لیے اور ان کی بے خبری میں اچانک ان پر حملہ کر دینے کا۔ اور یہ کہ حاجت کی وجہ سے تہا سفر کرنا جائز ہے اور آسان راہ کو چھوڑ کر مشکل راہ پر چلنا بھی جائز ہے کسی مصلحت کی پیش نظر اور یہ کہ جائز ہے حکم کرنا ایک چیز پر اس چیز کے ساتھ کہ اس کی عادت سے معلوم ہوا اگرچہ جائز ہے کہ اس کا غیر اس پر عارض ہو پس جب کسی شخص سے ہنواہ واقع ہو کہ اس کی مانند اس سے آگے معلوم نہ ہو تو نہیں نسبت کیا جاتا اس کی طرف اور رد کیا جائے اس پر جو اس سے ہو اس کی طرف اور یہ کہ جائز ہے دست اندازی کرنی غیر کے ملک میں مصلحت کے پیش نظر اس کی صریح اجازت کے بغیر جب کہ سبقت کی ہو اس سے اس چیز نے کہ اس کی رضامندی پر دلالت کرے اس لیے کہ اصحاب نے کہا حل حل تو انہوں نے اس کو بغیر اجازت کے جھڑکا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ہاتھی کے روکنے والے نے روکا ہے تو اس کا قصہ مشہور ہے اور اپنی جگہ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔ اور اس جگہ اس کے ذکر کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ اگر اصحاب اس صورت میں کئے میں داخل ہوتے اور قریش ان کو اس سے روکتے تو البتہ ان کے درمیان لڑائی واقع ہوتی جو کبھی خون ریزی اور مال لوٹنے کی طرف پہنچتی ہے جیسا کہ اگر فرض کیا جاتا داخل ہونا ہاتھی کا اور اس کے اصحاب کا کئے میں لیکن دونوں جگہوں میں اللہ کے علم میں گذر چکا تھا کہ ان میں سے بہت خلقت اسلام میں داخل ہوگی اور ان کی پشتوں سے لوگ پیدا ہوں گے جو مسلمان ہوں گے اور جہاد کریں گے اور صلح حدیبیہ کے وقت کئے میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے تھے جو بے چارہ اور بے بس تھے مرد اور عورتوں اور لڑکوں سے سو اگر اصحاب کئے میں داخل ہوتے تو نہیں امن تھا اس سے کہ ان میں سے کئی آدمی بے قصد مارے جائیں جیسا کہ اشارہ کیا اس کی طرف اللہ نے ولولہ رجال مومنون۔۔ الایۃ اور مہلب نے کہا اللہ کو حابس الفیل کہنا جائز نہیں پس کہا مراد یہ ہے کہ اس کو اللہ کے حکم نے روکا۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ کے حق میں اس کا بولنا جائز ہے پس کہا جاتا ہے حبسہا اللہ حابس الفیل یعنی روکا اس کو اللہ ہاتھی کے روکنے والے نے اور سوائے اس کے نہیں جو چیز کہ ممکن ہے کہ منع کیا جائے اس سے نام رکھنا اس کا ساتھ حابس الفیل کے اور مانند اس کی اسی طرح جواب دیا ہے ابن مزیر نے اور یہ مینی ہے اس پر کہ اللہ کے نام توقیفی ہیں اور غزالی اور ایک گروہ بیچ کی راہ چلے ہیں پس انہوں نے کہا کہ منع کی جگہ وہ ہے کہ اس کے بارے میں نص وارد نہ ہوئی ہو کہ اس سے مشتق ہوتی ہے اس شرط سے کہ نہ ہو یہ نام مشتق مشعر نقص کے ساتھ۔ پس جائز ہے اللہ کا نام رکھنا ساتھ واقعی کے یعنی نگاہ رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے کہ جس کو تو آج کے دن گناہ سے نگاہ رکھے سو تو نے اس پر رحمت کی۔ اور نہیں جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا بنا کے ساتھ یعنی بنا کرنے والا اگرچہ وارد ہو اللہ تعالیٰ کا قول وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بَآيَاتٍ۔ اور اس قصے میں تشبیہ کا جائز ہونا ہے عام جہت سے اگرچہ مختلف ہو خاص جہت سے اس لیے کہ اصحاب الفیل محض باطل پر تھے اور اس اونٹنی والے محض حق پر تھے لیکن آئی تشبیہ اللہ کے ارادے کی جہت سے حرام سے مطلق منع کرنے میں۔ اے پر اہل باطل کی طرف سے پس واضح ہے اور پس اہل

حق کی طرف سے پس ان معنی کی وجہ سے جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے یعنی کے میں ضعیف مسلمانوں کا ہونا۔ اور یہ کہ جائز ہے مثال کا بیان کرنا اور عبرت پکڑنا اس شخص کا جو باقی ہے اس کے ساتھ جو گذر چکا ہو تابعی نے کہا اس قصہ میں حرمت اللہ کی تعظیم کے یہ معنی ہیں کہ حرم میں لڑائی نہ کی جائے اور صلح کی طرف رخ کیا جائے اور خون ریزی سے پرہیز کیا جائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بات مجھ سے طلب نہ کریں گے کہ جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم ہو مگر کہ میں ان کو دونوں کا تو سہیلی نے کہا کہ اس حدیث کے کسی طریق میں واقع نہیں ہوا کہ حضرت ﷺ نے انشاء اللہ کہا ہوا اس کے باوجود کہ آپ کو ہر حال میں انشاء اللہ کہنے کا حکم تھا اور اس کا جواب یہ ہے کہ وہ امر واجب تھا پس اس میں انشاء اللہ کہنے کی حاجت نہ تھی۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس قصے میں فرمایا: لَتَذُخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَمِيْنٌ تو اللہ نے اس جگہ انشاء اللہ کہا اس کے وقوع کے تحقق ہونے کے باوجود تعلم اور ارشاد کے لیے پس اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر کہ انشاء اللہ راوی سے ساقط ہوا یا یہ قصہ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے تھا اور نہیں معارض ہے اس کا سورہ کہف کا مکی ہونا۔ اس لیے کہ نہیں کوئی مانع یہ کہ بعض سورت کا نزول متاخر ہوا ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر پانی میں ڈالا اور پانی جوش مارنے لگا تو یہ قصہ اس قصے کے علاوہ ہے جو مغازی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ لوگوں کو حدیبیہ میں پیاس لگی اور حضرت ﷺ کے آگے ایک لونا تھا تو حضرت ﷺ نے اس سے وضو کیا پھر اپنا ہاتھ اس میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا آخر حدیث تک اور یہ قصہ کنویں کے قصے سے پہلے تھا اور اس فصل میں کئی معجزے ظاہر ہیں اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کے ہتھیاروں کی برکت کا اور جو آپ کی طرف نسبت کیا گیا ہے اور اس جگہ کے علاوہ اور کئی جگہوں میں ہے کہ حضرت ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا واقع ہوا اور یہ جو کہا کہ خزامہ حضرت ﷺ کے خیر خواہ تھے تو اس کی اصل یہ ہے کہ کفر کی حالت میں بنی ہاشم نے خزامہ کے ساتھ قسم کھائی تھی کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے پھر اسلام میں بدستور اس پر قائم رہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض معاہدین اور اہل ذمہ سے جب کہ دلالت کرے ان کی خیر خواہی پر اور گواہی دے تجربہ ان کے مقدم کرنے کے ساتھ اہل اسلام کو ان کے غیر پر اگرچہ وہ ان کے ہم دین ہوں۔ اور سمجھا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض بادشاہوں کے دشمن سے مدد لینے کے لیے غیروں کے خلاف اور یہ کافروں کی دوستی نہیں گنی جاتی بلکہ یہ ان سے خدمت لینے کے قبیل سے ہے اور کم کرنے سے ہے شرکت ان کی جماعت کی اور بعض کا بعض کو زخمی کرنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کافروں سے مدد لینا مطلق جائز ہو۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اگر میں ان پر غالب ہوا الخ تو حضرت ﷺ نے اس میں شک کیا باوجود اس کے کہ آپ کو یقین تھا کہ اللہ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو غالب کرے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس کا وعدہ کیا ہے تو یہ شک بطور تنزل کے ہے خصم کے ساتھ اور امر کے فرض کے ساتھ خصم کے گمان پر اسی نکتہ کے لیے پہلی قسم

کو حذف کیا اور آئندہ یقین کیا اور یہ جو فرمایا کہ یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو تو مراد یہ ہے کہ میں مرجاؤں اور اپنی قبر میں تنہا باقی رہوں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ حضرت ﷺ کافروں سے لڑیں یہاں تک کہ ان کی لڑائی میں تمہارا ہیں۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے تنبیہ کی ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر یعنی میرے لیے قوت سے ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے کہ میں اس کے دین کے لیے لڑوں اگر تمہا ہوں پس کس طرح نہ لڑوں میں اس کے دین کے لیے ساتھ موجود ہونے مسلمانوں اور ان کی کثرت کے۔ اور اس فصل میں رغبت دلانی ہے برادر پروری پر اور باقی رکھنا اس شخص پر کہ ہو اس کے اہل سے اور فرج کرنا خیر خواہی کا قراہتوں کی وجہ سے۔ اور اس میں اس چیز کا بیان ہے کہ تھے جس پر حضرت ﷺ قوت سے اور ثابت رکھنے سے اللہ کے حکم کے جاری رکھنے میں اور اس کے امر کے پہنچانے میں اور اس حدیث میں ہے کہ عادت جاری ہے جمع ہوئے لشکروں پر بھاگنے کا امن نہیں بخلاف اس کے کہ ایک قبیلے سے ہو کہ وہ عادت میں بھاگنے کو عار سمجھتے ہیں اور کس چیز نے معلوم کروایا عروہ کو کہ اسلام کی دوستی قرابت کی دوستی سے اعظم ہے اور یہ بات اس کو اس سے ظاہر ہوئی کہ مسلمانوں نے حضرت ﷺ کی تعظیم میں نہایت مبالغہ کیا اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ۔ تو لات ایک بت کا نام ہے ان بتوں میں سے جن کو قریش اور ثقیف پوجتے ہیں اور عرب کی عادت تھی کہ اس کے ساتھ گالی دیتے تھے لیکن ام کے لفظ سے یعنی لات کی جگہ ماں کا لفظ بولتے تھے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے مبالغہ کا ارادہ کیا عروہ کو گالی دینے میں ساتھ قائم کرنے اس کے معبود کو اس کی ماں کی جگہ میں اور ان کے اس غصے کا سبب یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں کی طرف بھاگنے کی نسبت کی اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خراب لفظ کا بولنا اس شخص کو جھڑکنے کے ارادے سے کہ ظاہر ہوئی اس شخص سے وہ چیز کہ وہ اس کے سبب سے اس کا مستحق ہو۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول میں خیس کام کرنا ہے دشمن کے لیے اور ان کا جھٹلانا اور تعریض ہے یعنی اشارہ ہے ان کے الزام دینے کے ساتھ ان کے قول پر کہ لات اللہ کی بیٹی ہے بلند ہے اور اللہ اس سے بہت بلند ہے یعنی شرمگاہ اور یہ جو عروہ نے کہا کہ اے دعا باز کیا میں نے تیری دعا بازی مٹانے میں کوشش نہیں کی تو اشارہ ہے اس چیز کی طرف ہے کہ جو اسلام سے پہلے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے لیے واقع ہوا تھا اور وہ قصہ یوں ہے کہ مغیرہ ثقیف کے تیرہ آدمیوں کے ساتھ نکلا تو اس نے ان کو دھوکا دے کر مارڈالا اور ان کا مال لے لیا تو دونوں فریق جوش میں آئے یعنی قاتل اور مقتول کے وارث تو عروہ نے کوشش کر کے ان کے درمیان صلح کروائی اور تیرہ آدمیوں کی دیت مقتولوں کے وارثوں کے وارثوں کو دلوائی اور یہ قصہ دراز ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ رہا مال پس مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس نے اس کو دھوکے سے لیا اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ نہیں ہے حلال مال کافروں کا امن کی حالت میں دھوکے سے اس لیے کہ رفتی صحبت کرتے ہیں امانت پر اور امانت اپنے مالکوں کی طرف ادا کی جاتی ہے مسلمان ہو یا کافر۔ اور یہ کہ کافروں کے مال تو صرف لڑائی اور غلبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور شاید حضرت ﷺ نے مال کو اس کے ہاتھ میں

چھوڑ اس بات کے ممکن ہونے کی وجہ سے کہ اس کی قوم مسلمان ہو اور اس کا مال ان کو پھیر دے۔ اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حربی کا فر جب حربی کا مال طلب کرے تو اس پر رمضان نہیں یعنی اس کا بدلہ نہیں اور یہ ایک وجہ ہے شافیہ کے لیے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کا کھنگار اپنے منہ اور بدن کو مل لیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ کھنگار پاک ہے اور اسی طرح کہ جو بال جدا ہو اور یہ کہ جائز ہے برکت حاصل کرنی نیک لوگوں کے فضل سے جو کہ پاک ہوں۔ اور شاید اصحاب نے اس کو عروہ کے سامنے کیا اور اس میں مبالغہ کیا اشارہ کرنے کے لیے ان سے رد کی طرف اس پر جو اس نے خوف کیا تھا ان کے بھاگنے کا اور گویا کہ انہوں نے زبان خال سے کہا کہ جو اپنے امام سے ایسی محبت رکھتا ہو اور جو اس کی ایسی تعظیم کرتا ہو کس طرح گمان کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اس کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور اس کو دشمن کے سپرد کر دے گا بلکہ وہ سخت غیرت کرنے والے ہیں اس کے ساتھ اور اس کے دین کے ساتھ اور اس کی مدد کے ان قبیلوں سے کہ برادری کے سبب سے ایک دوسرے کی رعایت کرتے ہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز پہنچنے کا مقصود کی طرف ہر جائز طریقے سے عروہ کے قصے میں فوائد سے ہے وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے اس کو جودت اور بیدار ہونے پر اور بیان ہے اس کا کہ تھے اس پر اصحاب مبالغہ کرنے سے حضرت ﷺ کی تعظیم میں اور توقیر میں اور آپ کے حکموں کی رعایت کرنے میں اور دور کرنے اس شخص کے جو حضرت ﷺ پر ظلم کرے ساتھ فعل کے یا قول کے اور برکت حاصل کرنے کے آپ کے آثار کے ساتھ۔ اور یہ جو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ میں مناسب نہیں جانتا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ سے روکے جائیں تو قریش نے اس سے کہا کہ ہم سے دور ہو جاؤ یہاں تک کہ لیں ہم اپنی جانوں کے لیے جس کے ساتھ ہم راضی ہوں۔ اور اس قصے میں معلوم ہوا کہ لڑائی میں دغا کرنا درست ہے اور جائز ہے ظاہر ارادہ ایک چیز کا اور حالانکہ اس کا مقصود غیر ہو اور یہ کہ بہت مشرک احرام کا ادب اور حرم کی تعظیم کرتے تھے اور جو اس سے روکے اس پر انکار کرتے تھے دلیل پکڑنے کے لیے دین ابراہیمی کی باقیات سے۔ اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہے کہ کمرز گناہگار مرد ہے تو یہ اس لیے ہے کہ پچاس آدمی لے کر رات کو حدیبیہ میں آیا تھا کہ اصحاب پر شب خون مارے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو پکڑ لا اور کمرز بھاگ گیا اور شاید حضرت ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا ہوگا۔ اور یہ جو راوی نے کہا کہ اچانک سہیل آیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور اس کو کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ کے پاس جا اور اس سے صلح کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریش کا ارادہ صلح کا ہے جب کہ انہوں نے اس کو بھیجا اور یہ جو اس نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان صلح نامہ لکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو ان کے درمیان بات چیت ہوئی یہاں تک کہ واقع ہوئی ان کے درمیان صلح اس پر کہ دس برس لڑائی موقوف رہے یہ کہ امن میں رہیں لوگ ایک دوسرے سے اور یہ کہ پیغمبر ﷺ اس سال پھر جائیں۔ اور یہ جو ابو بصیر نے کہا کہ اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں ان کے پاس جاؤں تو مجھ

کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالیں گے سو کیا میں نے جو کچھ کیا اور نہیں میرے اور ان کے درمیان کوئی عہد یا عقد۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صلح کے زمانے میں دارالحرب میں آئے تو جو اس کی تلاش میں آئے اس کو قتل کیا جائے جب کہ ان کی طرف پھیر دینے کی شرط ہو اس لیے کہ جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ اس میں قصاص کا حکم کیا اور نہ دیت کا۔ اور یہ جو کہا کہ کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا تو اس میں اس کی طرف اشارہ ہے بھاگ جانے کے ساتھ تاکہ نہ پھیر دیں اس کو حضرت رضی اللہ عنہم کا فروں کی طرف۔ اور مرزہ ہے اس کی طرف کہ پہنچے اس کی یہ بات مسلمانوں سے یہ کہ اس کو جالیوں اور جمہور علماء شافعیہ وغیرہ سے کہتے ہیں کہ جائز ہے تعریض اس کے ساتھ نہ تصریح جیسا کہ اس قصے میں ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہم نے کسی کو ابو بصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بلانے کو بھیجا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا سو حضرت رضی اللہ عنہم کا خط پہنچا اور وہ مرض الموت میں تھا سو وہ مر گیا اور حضرت رضی اللہ عنہم کا خط اس کے ہاتھ میں تھا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اس کو اس جگہ دفنایا اور اس کی قبر کے پاس مسجد بنائی اور ابو جندل رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی مدینے میں آئے سو ابو جندل رضی اللہ عنہ ہمیشہ مدینے میں رہا یہاں تک کہ جہاد کے لیے شام کو نکلا اور شہید ہوا اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جائز ہے قتل کرنا ظلم کرنے والے کافر کو دھوکے سے اور یہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے دغا نہیں گنا جاتا اس لیے کہ وہ صلح میں داخل نہ ہوا تھا کہ وہ اس وقت مکے میں قید تھا لیکن جب اس نے خوف کیا کہ وہ مشرک اس کو مشرکوں کی طرف پھیر لے جائے تو اس کو اپنی جان سے دفع کیا اس کو قتل کرنے کے ساتھ اور حضرت رضی اللہ عنہم نے اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جو ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرح کرے تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت اور ایک روایت میں ہے کہ جب مقتول کے وارثوں کو خبر پہنچی تو انہوں نے قاتل کی قوم سے دیت کا مطالبہ کیا تو ابو سفیان نے اس کو کہا کہ نہ اس کا محمد رضی اللہ عنہم پر مطالبہ ہے اس لیے کہ اس نے اپنا عہد پورا کیا اور اس کو تمہارے اچھی کے حوالے کیا اور اس نے اس کو اس کے حکم سے قتل نہیں کیا اور نہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی قوم پر مطالبہ ہے اس لیے کہ وہ ان کے دین پر نہیں اور یہ کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر آتا تھا حضرت رضی اللہ عنہم اس کو کافروں کی طرف نہ پھیرتے تھے مگر ان کے طلب کرنے سے یعنی خود بخود نہ پھیرتے تھے اس لیے کہ جب انہوں نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو پہلی بار طلب کیا تو حضرت رضی اللہ عنہم نے اس کو ان کے حوالے کیا اور جب دوسری بار حضرت رضی اللہ عنہم کے پاس حاضر ہوا تو اس کو ان کی طرف نہ بھیجا یعنی خود بخود بلکہ اگر وہ کسی کو اس کے لینے کے لیے بھیجتے تو حضرت رضی اللہ عنہم اس کو ان کے حوالے کر دیتے سو جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اس کا خوف کیا تو وہاں سے بھاگے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ شرط پھیر دینے کی یہ ہے کہ جو مسلمان ہو کر بھاگ آیا ہو اور وہ امام کے شہر میں ٹھہرا ہو اور اس کے قبضے میں ہو اور جو اس کے ہاتھ کے تلے نہ ہوں اس کو پھیر دینا لازم نہیں اور استنباط کیا ہے اس سے بعض متاخرین نے کہ اگر بعض بادشاہ مسلمان مثلاً بعض کافر بادشاہوں سے صلح کریں اور کوئی اور بادشاہ مسلمان ان سے جہاد کرے اور ان کو مار ڈالے اور ان کے مال لوٹ لے تو یہ اس کے لیے جائز ہے جس نے اس سے صلح

کی ہے۔ اس کی صلح اس شخص کو شامل نہیں جس نے اس سے صلح نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے کہ اس جگہ تعیم کا کوئی قرینہ نہ ہو۔ اور یہ جو کہا کہ اللہ نے یہ آیت اتاری ہُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيكُمْ الْآيَةَ تُو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ابولصیر کے حق میں اتری اور اس کے شان نزول میں مشہور یہ ہے کہ جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے چاہا کہ مسلمانوں کو غافل پا کر مار ڈالیں تو مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا سو حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور یہ جو زہری نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ مہاجر عورتوں سے ایمان لانے کے بعد کوئی مرتد ہوئی ہو تو مراد اس سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ معاقبہ جو نسبت دونوں طرفوں کے مذکور ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ صرف ایک ہی طرف میں واقع ہوا ہے اس لیے کہ نہیں معلوم ہے کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو کر کافروں کی طرف بھاگ گئی ہو بخلاف اس کے عکس۔ اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ام الحکم ابوسفیان کی بیٹی مرتد ہوئی اور اپنے خاوند عیاض سے بھاگ گئی پس نکاح کیا اس سے ایک مرد نے ثقیف سے اور قریش میں سے اس کے سوائے کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی لیکن وہ اس کے بعد پھر مسلمان ہو گئی تھی جب کہ ثقیف مسلمان ہوئے۔ پس اگر یہ بات ثابت ہو تو تظہیر دی جائے گی ان دونوں کے درمیان اس طرح سے کہ اس نے اس سے پہلے ہجرت نہیں کی تھی پس وہ مہاجرات میں معدود نہ تھی اور اس حدیث میں کئی فوائد ہیں ان کے علاوہ جو پہلے گذر چکے۔ ایک یہ کہ ذوالخلفہ اہل مدینہ کا میقات ہے حاجی کے لیے اور عمرہ کرنے والے کے لیے اور یہ کہ قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا اور اس کا اپنے ساتھ ہانکنا سنت ہے حاجی اور معتمر کے لیے کہ حج اور عمرہ فرض ہو یا نفل اور یہ کہ اشعار سنت ہے مثلاً نہیں اور یہ کہ سر منڈوانا بال کترانے سے افضل ہے اور یہ کہ وہ عمرہ کرنے والے کے حق میں عبادت ہے بند کیا گیا ہو یا بند نہ کیا گیا ہو اور یہ کہ بند کیا ہوا جس جگہ بند ہوا اسی جگہ اپنی قربانی ذبح کرے اگرچہ حرم میں نہ پہنچے اور جو اس کو کعبے جانے سے روکے اس سے لڑے اور اولیٰ اس کے حق میں یہ ہے کہ نہ لڑے جب کہ صلح کا راستہ پائے۔ اور یہ کہ مستحب ہے پہنچنا اطلاع اور جاسوسوں کا لشکر کے آگے اور یقینی بات کو لینا دشمن کے کام میں تاکہ مسلمانوں کو غافل نہ پائیں۔ اور جائز ہونا دھوکے کا لڑائی میں اور اس کے ساتھ تعریض حضرت ﷺ سے اگرچہ آپ کا خاصہ ہے کہ آپ خیانت سے ممنوع ہیں۔ اور نیز اس حدیث میں مشورہ کرنے کی فضیلت ہے اور وجہ رائے کے نکالنے کے لیے اور خوش کرنے دلوں اتباع کے اور یہ کہ جائز ہے بعض مسامتہ کرنے دین کے امر میں اور یہ کہ نہیں لائق ہے تابع کو اعتراض کرنا اپنے متبوع پر محض اس چیز کے ساتھ کہ ظاہر ہو حال میں بلکہ اس پر ماننا لازم ہے اس لیے کہ متبوع بہت پہچاننے والا ہے کاموں کے انجام کو اکثر اوقات زیادہ تجربہ رکھنے کی وجہ سے خاص کر وہ شخص کہ وحی سے مدد کیا گیا ہو۔ اور یہ کہ جائز ہے اعتماد کرنا کافر کی خبر پر جب کہ قائم ہو کوئی قرینہ اس کے صدق پر یہ بات خطابی نے کبھی استدلال کرنے کے لیے اس طرح سے کہ جس خزاہی مرد کو حضرت ﷺ نے قریش کی خبر لانے کو بھیجا تھا وہ کافرتھا میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے خزاہی اس وقت مسلمان ہو لیکن اس کا اسلام مشہور نہ ہوا ہے پس یہ دلیل اس کے دعوے پر



قائم نہیں۔ (فتح)

قرض میں شرط کرنے کا بیان۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا کہ اس نے بعض بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں مانگی تو اس نے اس کو ہزار اشرفیاں کچھ مدت ٹھہرا کر دیں۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطاء نے کہا کہ جب قرض میں اس سے مدت معین کرے تو جائز ہے۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الْقَرْضِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسَلِّفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَذَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَقَالَ ابْنُ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَطَاءٌ إِذَا أَجَلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازًا.

فائدہ: ان سب کی شرح قرض میں گذر چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ قرض میں مدت معین کی شرط کرنی جائز ہے۔

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس چیز کے کہ نہیں حلال ہے شرطوں سے جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں۔ یعنی اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے مکاتب کے حق میں کہا کہ مکاتبوں اور ان کے مالکوں کے درمیان جو شرطیں قرار پا چکی ہوں وہ معتبر ہیں یعنی جب کہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما یا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شرط کہ کتاب اللہ کے مخالف ہو پس وہ باطل ہے اگرچہ سو شرط کرے۔

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَمَا لَا يَجِلُّ مِنَ الشَّرْطِ الَّتِي تَخَالَفُ كِتَابَ اللَّهِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْمُكَاتَبِ شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عَمَرَ أَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَيُقَالُ عَنْ كِلَيْهِمَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

فائدہ: پہلے یہ باب گذر چکا ہے بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ اور یہ باب پہلے سے عام ہے اگرچہ دونوں کی حدیث ایک ہے۔ اور نیز کتاب العتق میں پہلے گذر چکا ہے مَا يَجُوزُ مِنَ شُرُوطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ اور پہلے گذر چکا ہے کہ مراد اس کی پہلی کی تفسیر کرنا ہے دوسرے کے ساتھ۔ اور اس جگہ مراد تفسیر کرنی ہے آپ کے قول لیس فی کتاب اللہ کی اور یہ کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو کتاب اللہ کے مخالف ہو پھر تقویت کی اس کی بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ نقل کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہما یا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد کتاب اللہ سے حدیث میں اس کا حکم ہے اور وہ عام ہے اس سے کہ نص ہو یا نہ ہو اور جو اس

کے سوائے ہو پس وہ مخالف ہے اس چیز کے ساتھ کہ کتاب اللہ میں ہے۔ (فتح)

۲۵۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس آئی اس حال میں کہ اس سے بدل کتابت کا ادا کرنا چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو بدل کتابت ادا کر دوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہوگا سو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ حال بیان کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو خرید کے آزاد کر پس تحقیق آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اور جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ اس کو فائدہ نہیں دیتی اگرچہ سو شرط کرے۔

۲۵۳۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتَ أُعْطِيتُ أَهْلِكَ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُهُ ذَلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتِاعِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنْ اشْتَرَطَ شَرَطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے شرط کرنی اور استثناء کرنے سے اقرار میں اور بیان ہے ان شرطوں کا کہ لوگوں میں مروج ہیں یعنی بیع شرا وغیرہ معاملات میں اور جب کوئی کہے کہ مجھ پر سو ہے مگر ایک یا دو تو یہ اقرار صحیح ہے اور لازم اس پر نناوے یا اٹھانوے۔ یعنی اور ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک مرد نے اپنے کرایے دار سے کہا کہ اپنے اونٹ کو لے جا پس اگر میں فلاں فلاں دن میں تیرے ساتھ نہ جاؤں گا تو تیرے لیے سو درہم ہے سو وہ نہ نکلا یعنی پس یہ شرط صحیح ہے۔ یعنی شرح نے کہا کہ جو شرط کرے اپنی جان پر اپنی رغبت سے بغیر بردستی کے تو وہ شرط اس پر لازم ہوتی ہے

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْإِشْتِرَاطِ وَالشَّيْءِ فِي الْأَقْرَارِ وَالشُّرُوطِ الَّتِي يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةَ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ رَجُلٌ لِكُرَيْبِهِ أَرْحَلْ رِكَابَكَ فَإِنْ لَمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ فَقَالَ شَرِيحٌ مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ إِنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَقَالَ إِنْ لَمْ آتِكَ الْأَرْبَعَاءُ فَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَيْعٌ فَلَمْ

يَجِيءُ فَقَالَ شَرِيحٌ لِّلْمُشْتَرِيِّ أَنْتَ  
أَخْلَفْتَ فَقَضَى عَلَيْهِ.

یعنی اور ایوب نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ  
ایک مرد نے اناج بیچا اور کہا کہ اگر میں تیرے پاس بدھ  
کے دن نہ آؤں تو نہیں بیچ درمیان میرے اور تیرے سو  
وہ نہ آیا تو شریح نے خریدار سے کہا کہ تو نے خلاف وعدہ  
کیا ہے تو حکم کیا اس پر ساتھ فسخ کرنے بیچ کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ استثناء اقرار میں تو یہ عام ہے خواہ استثناء تھوڑی چیز کا ہو بہت سے یا بہت کا تھوڑی سے اور نہیں  
اختلاف ہے استثناء کرنے تھوڑی چیز کے بہت چیز سے اور اس کے نکس میں اختلاف ہے پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ  
وہ بھی جائز ہے اور قوی تر ان کی حجت یہ آیت ہے اَلْأَمْنِ اِتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِبِينَ سَاوِيَةً اس آیت کے اَلْأَعْبَادُكَ مِنْهُمْ  
الْمُخْلِصِينَ اس لیے کہ دونوں میں ایک تو ضرور دوسرے سے زیادہ ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور  
بعض مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ فاسد ہے اور یہ قول ابن ماجہون وغیرہ کا ہے اور ابن قتیبہ کا بھی یہی مذہب ہے اور  
اس نے گمان کیا ہے کہ یہی مذہب ہے بصریوں کا اہل لغت سے۔ اور یہ کہ جواز کو فیوں کا مذہب ہے اور اس کی مفصل  
شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ شریح نے دونوں مسئلوں میں شرط کرنے والے پر حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ شرط کی  
اس نے اپنی جان پر بغیر بردستی کے اور موافقت کی ہے اس کی دوسرے مسئلے میں ابو حنیفہ احمد اور اسحق نے اور مالک  
اور اکثر علماء بیچ کو صحیح کہتے ہیں اور شرط کو باطل کہتے ہیں اور پہلے مسئلے میں سب لوگ اس کے مخالف ہیں۔ اور بعض  
نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ عادت یہ ہے کہ اونٹوں والا ان کو چراگاہ کی طرف بھیجتا ہے پس جب اتفاق کرے  
سوداگر کے ساتھ ایک معین دن میں اور اس کے لیے اونٹ حاضر کرے اور سوداگر کے لیے سفر کی تیاری نہ ہو تو یہ  
اونٹوں کو ضرور پہنچائے گا اس چیز کے لیے کہ محتاج ہے اس کی طرف چارے سے پس واقع ہوا ان کے درمیان تعارف  
ایک مال معین پر کہ شرط کرے اس کو تا جرا اپنی جان پر جب کہ خلاف وعدہ کرے تاکہ مدد لے اس کے اونٹوں کے  
ساتھ چارے پر۔ اور جمہور نے کہا کہ وہ وعدہ ہے پس نہیں لازم ہے پورا کرنا اس کا۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۵۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ اللہ کے نداءے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کر لے  
یا اعتقاد سے یاد کر رکھے یا ان کے معنی پوچھے اور ان پر عمل  
کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

۲۵۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا مَائَةً  
إِلَّا وَاحِدًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیادہ چیز سے توڑی چیز کا استثناء درست ہے۔

### وقف میں شرط کرنے کا بیان

### بَابُ الشَّرْطِ فِي الْوَقْفِ

۲۵۳۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی یعنی وہاں کی غنیمت میں سے ان کے حصے آئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس مشورے کو آئے کہ اس زمین کو کیا کریں پس کہا کہ یا حضرت رضی اللہ عنہ میں نے خیبر میں ایک زمین پائی ہے کہ میں نے کبھی کوئی مال نہیں پایا کہ میرے نزدیک اس زمین سے زیادہ نفیس ہو تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس کو اللہ کی راہ میں مقرر کروں پھر میں نہیں جانتا کہ کس طرح مقرر کروں آپ اس کا طریقہ فرمائیں حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو اس زمین کی اصل کو وقف کر اور اس کے حاصل کو خیرات کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے وہ زمین اور نہ بہہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور صدقہ کیا حاصل اس کے کو فقیروں میں اور قراہتوں میں اور غلاموں کے آزاد کرنے میں یعنی جیسے کہ زکوٰۃ مکاتوں کو دیتے ہیں تاکہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہوں اور اللہ کے راہ میں یعنی غازیوں اور حاجیوں کے لیے اور بیچ مسافروں کے یعنی اگرچہ گھروں میں مال رکھتے ہوں اور مہمانوں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی اس زمین کا یعنی اس کی تدبیر کرے اور اس کا حاصل مصارف مذکورہ میں خرچ کرے یہ کہ کھائے اس میں سے موافق دستور کے یعنی بقدر قوت کے لے او رکھائے یعنی اہل اپنے کو جو کہ مال دار ہو اس حالت میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اس کے حاصل میں سے۔ ابن سیرین نے کہا کہ غیر متمول کے معنی یہ ہیں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو۔

۲۵۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُرْوَانَ قَالَ أَنْبَأَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ لَهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ فَتَصَدَّقْ بِهَا عُمْرُ أَنَّهُ لَا يَبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ وَتَصَدَّقْ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالصَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَّجَّهَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ. قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ غَيْرَ مَتَائِلٍ مَالًا.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب الوصایا

کتاب ہے بیچ بیان میں وصیتوں کے

**فائدہ:** وصایا وصیت کی جمع ہے۔ اور کبھی وصیت کرنے والے کے فعل پر بولی جاتی ہے اور کبھی بولی جاتی ہے اس چیز پر کہ وصیت کی جاتی ہے اس کے ساتھ مال اور عہد وغیرہ سے اور شرع میں وصیت ایک خاص عہد کا نام ہے جو منسوب ہے مابعد موت کی طرف یعنی زندگی میں کہہ جائے کہ میرے مرنے کے بعد یوں کرنا اور کبھی اس کے ساتھ احسان ہوتا ہے اور نیز شرع میں وصیت اس چیز پر بھی بولی جاتی ہے جس کے ساتھ ممنوع چیز سے زجر واقع ہو اور مامورات پر رغبت واقع ہو۔

**بَابُ الْوَصَايَا وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ.**  
وصیتوں کا بیان اور بیان اس حدیث کا کہ مرد کی وصیت اس کے نزدیک لکھی ہوئی ہے۔

**فائدہ:** نہیں واقف ہوا میں اس حدیث پر لفظ مذکورہ کے ساتھ اور شاید یہ حدیث بالمعنی مروی ہے پس تحقیق مراد مردہ مرد ہے لیکن تعقید اس کی ساتھ مرد کے باعتبار غالب کے ہے نہیں تو نہیں ہے فرق وصیت صحیحہ میں مرد اور عورت کے درمیان اور نہیں شرط ہے اس میں اسلام اور نہ ہوشیاری اور نہ خاوند کی اجازت کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط کی جاتی ہے اس کے صحیح ہونے میں عقل اور آزادی کی اور لیکن وصیت لڑکے ہوشیار کی پس اس میں اختلاف ہے۔ ابو حنیفہ اور شافعی نے اس کو منع رکھا ہے اظہر قول میں اور صحیح کہا ہے اس کو مالک اور احمد اور شافعی نے ایک قول میں ترجیح دی ہے اس کو ابن ابی عسرون وغیرہ نے اور میل کی اس کی طرف سبکی نے اور تائید کی ہے اس کی اس طرح سے کہ تہائی مال میں وارث کا حق نہیں پس نہیں کوئی وجہ منع کرنے کی وصیت کو ہوشیار لڑکے کے لیے۔ معتبر اس میں یہ ہے کہ سمجھے وہ چیز کہ وصیت کرتا ہے اس کے ساتھ۔ اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نابالغ لڑکے کی وصیت جائز رکھی۔ بیہقی نے ذکر کیا کہ شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں اور وہ حدیث قوی ہے پس تحقیق اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کے لیے شاہد ہے اور قید کیا ہے امام مالک نے اس کے صحیح ہونے ساتھ اس کے جب کہ سمجھے اور نہ خلط کرے اور احمد نے اس کو سات سال کے ساتھ قید کیا ہے اور ایک روایت اس سے دس سال کی ہے۔ (فتح)

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ لازم ہوا تم پر جب حاضر ہو سکی کو تم میں سے موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ وصیت کرے ماں باپ کے لیے اور ناطے والوں کے موافق دستور کے ضروری ہے پر ہیز گاروں پر پھر جو کوئی اس کو بدلے بعد اس کے کہ سن چکا تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے بدلے شک اللہ تعالیٰ ہے سنتا جانتا پھر جو کوئی ڈرا وصیت کرنے والے کی طرف داری سے امام بخاری نے کہا کہ جَنَفًا معنی ایک طرف جھکنا اور میل کرنا ہے اور مُتَجَانِفٌ کے معنی کہ قرآن میں واقع ہوا ہے میل کرنے والے کے ہیں۔

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةَ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَيَّ الْمَقِيّنِينَ فَمَنْ بَدَلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾. ﴿جَنَفًا﴾ مَيْلًا مُتَجَانِفٌ مَائِلٌ.

فائدہ: یہ جو فرمایا ان تَرَكَ خَيْرًا تو یہ قول دلالت کرتا ہے اتفاق کے بعد اس پر کہ مراد خیر سے مال ہے اس پر کہ جو مال نہ چھوڑے اس لیے کہ مال کے ساتھ وصیت کرنی مشروع نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خیر سے بہت مال ہے کہ جس کے پاس تھوڑا مال ہو اس کے لیے وصیت مستحب نہیں اور اجماع کی نقل میں نظر ہے پس ثابت زہری سے یہ ہے کہ اللہ نے وصیت کو لازم ٹھہرایا ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت۔ اور شافعیہ کے نزدیک تصریح یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے بغیر فرق کرنے کے تھوڑے اور زیادہ مال کے درمیان۔ اور ابو الفرج سرخسی نے ان میں سے کہا ہے کہ اگر مال تھوڑا ہو اور عیال بہت ہوں تو مستحب ہے اس کو باقی رکھنا ان کے اوپر اور کبھی وصیت بغیر مال کے ہوتی ہے جیسا کہ معین کرے جو اس کے اولاد کی بھلائوں میں دیکھے یا وصیت کرے ان کی طرف اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس کے بعد کرے اپنے دین اور دنیا کی بھلائوں میں اور اس کے مستحب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور اختلاف ہے کہ وصیت میں مال کثیر کی حد کیا علیؑ سے روایت ہے کہ سات سو قلیل مال ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ آٹھ سو قلیل مال ہے۔ اور ابن عباسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور عائشہؓ سے مروی ہے اس شخص کے حق میں جس نے بہت عیال چھوڑا اور تین ہزار چھوڑے کہ یہ مال کثیر نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ امر نسبتی ہے مختلف ہوتا ہے اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

۲۵۲۳۔ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے مرد مسلمان کو کہ اس کے پاس ایک چیز ہو کہ وصیت کی صلاحیت رکھتی ہو قبیل مال سے اور معاملہ

سے ساتھ لوگوں کے کہ دورا تیں گزارے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَّهُ شَيْءٌ  
يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتَهُ  
مَكْتُوبَةً عِنْدَهُ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ  
عَمْرِو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** مسلمان کی قید باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم اس کے لیے یا اس کو رغبت دلانے کے لیے ذکر کیا تاکہ اس کے بجالانے میں جلدی ہو اس لیے کہ مشعر ہے اس کے ساتھ اسلام کی نفی کرنے سے اس کے تارک سے اور کافر کی وصیت بھی جائز ہے فی الجملہ اور ابن منذر نے اس میں اجماع حکایت کیا ہے۔ اور سبکی نے اس میں اس جہت سے بحث کی کہ وصیت مشروع ہے زیادتی کے لیے نیک عمل میں اور کافر کے لیے مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں اور جواب دیا ہے اس نے اس کے ساتھ کہ نظر کی ہے انہوں نے کہ وصیت آزاد کرنے کی مانند ہے اور وہ صحیح ہے ذمی اور حربی سے اور یہ جو کہا کہ بیعت یعنی رات گذاری تو اس کا مفعول محذوف ہے یعنی امننا یا اذا کرا اور ابن تین نے کہا کہ تقدیر اس کی معو کا ہے یعنی بیمار ہو اور پہلی تقدیر اوٹی ہے اس لیے کہ وصیت کا استحباب بیمار کے ساتھ خاص نہیں ہاں علماء نے کہا ہے کہ نہیں ہے مستحب یہ کہ لکھے تمام چیزیں حقیر اور نہ وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ نکلنے کے اس سے اور وفا سے اس کے لیے قریب سے۔ اور ایک روایت میں تین رات کا ذکر ہے پس ذکر دو اور تین رات کا حرج دور کرنے کے لیے ہے ہجوم شغلوں آدمی کے کہ ان کے ذکر کی طرف محتاج ہے پس فراخی کی اس کی اللہ نے یہ قدرت کہ یاد کرے وہ چیز کہ محتاج ہے اس کی طرف اور مختلف ہونا روایتوں کا اس میں دلالت کرتا ہے کہ وہ تقریب کے لیے ہے نہ کہ حد مقرر کرنے کے لیے اور معنی یہ ہے کہ نہ گذرے اس پر زمانہ اگرچہ تھوڑا ہو مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو اور اس میں تھوڑے زمانے کے معاف ہونے کی طرف اشارہ ہے اور شاید کی تاخیر کی تین راتیں نہایت ہیں اسی لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے حضرت ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے تب سے میں نے ایک رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی ہے اور دار قطنی میں یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو یہ کہ دورا تیں کاٹے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے آیت کے ظاہر سے اوپر واجب ہونے وصیت کے اور یہی قول ہے زہری اور عطا اور ابو جلیز کا اور طلحہ بن مصرف کا اور لوگوں میں اور حکایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شافعی سے قدیم قول میں اور یہی قول ہے اسحق کا اور داؤد کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابو عوانہ اور ابن جریر نے اور اور لوگوں نے اور ابن عبد البر اور اور لوگوں نے۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ وصیت کے نہ واجب ہونے پر اجماع ہو چکا ہے سوائے اس شخص کے جس نے خلاف کیا اسی

طرح کہا ہے اس نے اور استدلال کیا گیا ہے نہ واجب ہونے کے معنی کے اعتبار سے اس لیے کہ اگر وصیت نہ کرتا تو اس کا تمام مال اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا یعنی اس کا تقسیم کرنا بالا جماع جائز ہے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو البتہ نکالا جاتا اس کے مال سے ایک حصہ جو وصیت کے قائم مقام ہوتا اور آیت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ منسوخ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مال اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی تو منسوخ کیا اللہ نے اس سے جو چاہا اور ہر ایک کے لیے ماں باپ سے چھٹا حصہ ٹھہرایا۔ اور جو وصیت کو واجب کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ جو چیز منسوخ ہوئی ہے وہ وصیت والدین اور قرابت والوں کے لیے ہے جو وارث ہوتے ہیں اور روادہ جو وارث نہیں ہوتا پس نہیں آیت میں اور نہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں وہ چیز کہ تقاضہ کرے اس کے منسوخ ہونے کا اس کے حق میں اور جو واجب ہونے کا قائل نہیں وہ حدیث کا یہ جواب دیتا ہے کہ مراد ما حق امرء سے احتیاط ہے اس لیے کہ کبھی اچانک موت آجاتی ہے اور وہ بغیر وصیت کے ہوتا ہے اور نہیں لائق ہے مسلمان کو کہ غافل ہو جائے موت کی یاد سے اور تیاری سے اس کے لیے اور یہ شافعی سے مروی ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ حق کے معنی لغت میں شئی ثابت ہے اور بولا جاتا ہے شرعاً اس چیز پر کہ ثابت ہو اس کے ساتھ حکم اور حکم ثابت عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب اور حق کا لفظ مباح پر بھی بولا جاتا لیکن بہت کم یہ بات قرطبی نے کہی ہے پس اگر مقترن ہو اس کے ساتھ علی یا مانند اس کی تو ہوگا ظاہر و وجوب میں نہیں تو احتمال پر ہے اور بنا بر اس تقدیر کے پس نہیں حجت ہے اس حدیث میں اس شخص کے لیے جو واجب ہونے کا قائل ہے بلکہ مقترن ہوا ہے یہ حق ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے مستحب ہونے پر اور وہ تفویض کرنا وصیت کا ہے وصیت کرنے والے کے ارادے کی طرف جس جگہ کہ کہا کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کرنے کا ارادہ کرے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو اس کے ارادے کے ساتھ معلق نہ کرتے اور جس روایت میں لا محکم کا لفظ آیا ہے تو احتمال ہے کہ اس کے راوی نے اس کو بالمعنی ذکر کیا ہو اور ارادہ کیا ہو ساتھ حلت کے ثبوت جواز کا ساتھ معنی اعم کے کہ داخل ہوتا ہے نیچے اس کے واجب اور مستحب اور مباح اور جو وصیت کے واجب ہونے کے قائل ہیں وہ آپس میں بھی مختلف ہیں پس اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ وہ فی الجملہ واجب ہے۔ اور طاؤس اور قتادہ اور حسن اور جابر بن زید سے اور اور لوگوں سے روایت ہے کہ خاص ہے اور نہیں واجب ہے قرابتوں کے لیے جو وارث نہیں ہوتے روایت کی یہ حدیث ابن جریر وغیرہ نے ان سے کہتے ہیں پس اگر غیر قرابتوں کے لیے وصیت کرے تو وہ جاری نہیں ہوتی اور روکی جائے گی کل تہائی طرف قرابتوں کے اور یہ قول طاؤس کا ہے اور حسن اور جابر بن زید نے کہا کہ تہائی کی دو تہائی اور قتادہ نے کہا کہ تہائی کی تہائی اور قوی تر اس چیز کا کہ رد کیا جاتا ہے اوپر ان کے وہ چیز کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ قصے اس شخص کے جس نے اپنے مرنے کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کئے تھے اور ان کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو



حضرت عائشہؓ نے ان کو بلایا اور ان کے تین حصے کیے سو دو کو آزاد کیا اور چار کو غلام رکھا پس ٹھہرایا اس کے آزاد کرنے کو باری میں وصیت۔ اور اگر کوئی کہے کہ شاید وہ معق کے قراہتی تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ قراہتی نہ تھے اس لیے کہ عرب کی عادت نہ تھی کہ مالک ہوں اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے درمیان قرابت ہو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتے تھے اس شخص کے کہ اس کے لیے قرابت نہ ہو یا عجم میں سے ہو پس اگر قرابت کے لیے وصیت باطل ہوتی تو البتہ باطل ہوتی ان کے حق میں اور یہ استدلال قوی ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ابو ثور سے کہہ وجوب وصیت سے مراد آیت اور حدیث میں خاص ہے اس شخص کے ساتھ جس پر حق شرعی ہو خوف کرے یہ کہ مالک کو نہ پہنچے اگر نہ وصیت کرے اس کے ساتھ مانند امانت کی اور قرض اللہ کا اور آدمی کی اور ذلالت کرتا ہے قید کرنا آپ کا ساتھ قول اپنے کے کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کا ارادہ کرتا ہو اس لیے کہ اس میں اشارہ ہے اس کے قادر ہونے کی طرف اس کے دینے پر فی الحال اگرچہ مہلت کے ساتھ ہو پس جب ارادہ کرے گا پھر اس کو جائز ہو گا اور حاصل اس کا جہور کے قول کی طرف پھرتا ہے کہ وصیت فرض عین نہیں اور فرض عین تو نکلنا ہے حقوق سے کہ واجب ہیں غیر کے لیے برابر ہے کہ تجیز کے ساتھ ہو یا وصیت کے ساتھ اور محل واجب ہونے وصیت کا تو صرف اس صورت میں ہے کہ جب کہ عاجز ہو تجیز اس چیز کے سے کہ اس پر ہے یعنی اس کو سردست نہ دے سکتا ہو اور نہ جانتا ہو اس کو غیر اس کا ان لوگوں میں سے کہ ثابت ہوتا ہے حق اس کی گواہی سے پس لیکن اگر قادر ہو یا اس کا غیر اس کو جانتا ہو تو واجب نہیں اور معلوم ہوا مجموع اس چیز کے سے کہ جو ذکر کیا ہم نے کہ وصیت کبھی واجب ہوتی اور کبھی مستحب اس شخص کے حق میں جو کثرت ثواب کی امید رکھے اور مکروہ ہے اس کے عکس میں اور مباح ہے اس کے حق میں کہ اس میں دونوں امر برابر ہوں اور حرام ہے اس صورت میں جب کہ اس میں ضرر ہو جیسا کہ ابن عباسؓ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وصیت میں ضرر پہنچانا کبیرہ گناہوں سے ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے تابع ہونے کی وجہ سے غیر کے اس کے ساتھ کہ ابن عمرؓ نے وصیت نہیں کی پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو ترک نہ کرتے اور حالانکہ وہ حدیث کے راوی ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس طرح سے کہ اگر یہ بات ابن عمرؓ سے ثابت ہو تو اعتبار اس چیز کا ہے کہ اس نے روایت کی نہ اس کی رائے کا علاوہ ازیں اس سے صحیح مسلم میں جیسا کہ گذر چکا ہے کہ میں نے کوئی رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہے۔ اور جس نے حجت پکڑی ہے کہ اس نے وصیت نہیں کی تو اس نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے جو ایوب نے نافع سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں ابن عمرؓ سے کہا گیا کیا تو وصیت نہیں کرتا تو ابن عمرؓ نے کہا کہ رہا میرا مال پس اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کیا کرتا تھا اور رہا میرا گھر پس میں نہیں چاہتا کہ میری اولاد کو کوئی اس میں شریک ہو اور اس کی سند صحیح ہے اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ اس پر محمول ہے کہ وہ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھتے

تھے اور اس کی خبر گیری کرتے تھے پھر ان کا یہ حال ہوا کہ جس چیز کے متعلق وصیت کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنا شروع کیا اور اسی طرح اشارہ ہے اس کے قول کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کرتا تھا اور شاید اس کا باعث یہ حدیث ہوئی جو ان سے رفاق میں آئے گی کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر پس جب جس چیز کے صدقہ کا ارادہ کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنے لگے اور اسی وقت صدقہ کر دیا اور نہ محتاج ہو اطراف تطبیق کی اور وصایا میں آئے گا کہ اس نے اپنے بعض گھر وقف کر دیئے تھے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی توفیق، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا حضرت ﷺ کے قول سے مکتوبہ عندہ اوپر جائز ہونے اعتماد کے کتابت اور خط پر اگرچہ نہ مقرر ہوں ساتھ گواہی کے۔ اور خاص کیا ہے احمد اور محمد بن نصر نے شافعیہ سے اس کو ساتھ وصیت کے حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ اس کے بارے میں سوائے اور احکام کے۔ اور جمہور نے جواب دیا ہے کہ ذکر کی گئی کتابت اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے ضبط مشہود بہ ہے کہتے ہیں معنی اپنے پاس وصیت لکھ رکھنے کا یہ ہے کہ اس کی شرط سے یعنی گواہی کے ساتھ اور محبت طبری نے کہا کہ اس میں شرط کا مقدر کرنا بعید ہے اور جواب دیا گیا اس کے ساتھ کہ استدلال کیا ہے انہوں نے گواہ بنانے کی شرط پر خارجی امر کے ساتھ اللہ کے قول کی مانند شہادۃ بینکمھ اذا حضر احدکم الموت حیثن الوصیۃ پس اللہ تعالیٰ کا قول دلالت کرتا ہے اوپر اعتبار گواہ کرنے کے وصیت میں اور قرطبی نے کہا کہ ذکر کتابت کا مبالغہ ہے بیچ زیادہ کرنے مضبوطی کے نہیں تو جس وصیت میں گواہی ہو اس پر سب کا اتفاق ہے اگرچہ لکھی نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وَصِیَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ اس پر کہ وصیت جاری ہوتی ہے اگرچہ اس کے صاحب کے پاس ہو اور اس کو اپنے غیر کے حوالے نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر اس کو اپنے غیر کے نزدیک رکھا ہو اور اس کو پھیر لیا ہو اور اس حدیث میں منقبت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اس کے جلدی کرنے کی وجہ سے شارع کا قول بجالانے میں اور اس کے ہیچگی کرنے پر اس کے اوپر اور اس میں رغبت دلانی ہے موت کی تیاری کے لیے اور احتراز کیا پہلے موت کے لیے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کب اچانک اس کو موت پکڑ لے اس لیے کہ کوئی وقت نہیں جو فرض کیا جائے مگر کہ اس میں ایک بڑی جماعت مرگئی اور ہر ایک بعینہ جائز ہے کہ فی الحال مر جائے۔ پس لائق ہے یہ کہ ہوتیاری کرنے والا اس کے لیے پس لکھے اپنی وصیت کو اور اس میں وہ چیز جمع کرے کہ اس کے لیے حاصل ہو ساتھ اس کے ثواب اور ددر ہو اس سے گناہ اللہ کے حقوق سے اور بندوں کے حقوق سے۔ اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو اور صحیح ہونے وصیت کے ساتھ منافع کے یعنی مثلاً اس چیز کے منافع اللہ کی راہ میں دئے جائیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور منع کیا ہے اس کو ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اور داؤد اور اس کے تابعداروں نے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے۔ اور اس حدیث میں وصیت پر رغبت دلانی ہے اور اس کا اطلاق تدرست آدمی کو بھی شامل ہے لیکن سلف نے خاص کیا ہے اس کو پیار کے ساتھ

اور حدیث میں تو اس کو مقید نہیں کیا عادت کے موافق ہونے کی وجہ اس کے ساتھ۔ اور حضرت ﷺ کا قول مکتوبہ عام ہے اس سے کہ اپنے خط سے ہو یا غیر کے خط سے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ ضروری کاموں کو لکھنے سے ضبط کیا جائے اس لیے کہ وہ یادداشت سے زیادہ تر ثابت ہے۔ (فتح)

۲۵۳۳۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے ختن (عورت کی طرف سے رشتہ دار) جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث (حضرت ﷺ کی بیوی) کے بھائی سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ غلام اور نہ لوٹڈی اور نہ کوئی اور چیز مگر خچر سفید اور اپنے ہتھیار اور زمین کہ اس کو صدقہ کیا۔

۲۵۳۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مَعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِيْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أُمَّةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَعَلْتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ غلام نہ لوٹڈی تو مراد اس سے یہ ہے کہ غلامی کی حالت میں نہ چھوڑے۔ پس اس میں دلالت ہے اس پر کہ جو تمام حدیثوں میں حضرت ﷺ کے غلاموں کا ذکر آیا ہے تو وہ یا تو مر گئے تھے اور یا آپ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر آزاد ام ولد کے بنا بر اس کے کہ ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہی اور جو کہتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مر گئی تھی تو اس میں حجت نہیں اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کے ساتھ۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ باب کی کل حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے مطابق نہیں پس اس میں وصیت کا ذکر نہیں لیکن صدقہ مذکورہ احتمال ہے کہ ہو اس سے پہلے اور احتمال ہے کہ اس کے ساتھ وصیت کی ہو پس مطابق ہوگی حدیث ترجمے کے اس حیثیت سے اور ظاہر ہوتی ہے یہ بات کہ مطابقت دونوں احتمالات پر حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ آپ نے زمین کی منفعت کو صدقہ کیا پس ہوا حکم اس کا حکم وقف کا اور وہ اس صورت میں وصیت کے معنی میں ہے اس کے باقی رکھنے کے لیے موت کے بعد۔ اور شاید بخاری نے قصد کیا ہے اس چیز کا کہ واقع ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مانند ہے اور وہ اس کی نفی کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی۔

۲۵۳۵۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مَرْفُوفٍ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أُمَّةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَعَلْتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

اللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی تھی تو اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ لوگوں پر کس طرح وصیت لازم ہوئی یا ان کو وصیت کا کس طرح حکم ہوا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کتاب اللہ کی وصیت کی کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ساتھ تمسک کیا جائے۔

مَالِكُ هُوَ ابْنُ مَعْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مَصْرَفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْضَى فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ قَالَ أَوْضَى بِكِتَابِ اللَّهِ.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ وصیت نہیں کی تو اسی طرح جواب دیا اور شاید اس نے سمجھا کہ سوال ایک خاص وصیت کے متعلق ہے پس اسی لیے جائز ہوئی اس کی نفی یہ مراد نہیں کہ اس نے مطلق وصیت کی نفی کی ہے اس لیے کہ اس نے اس کے بعد ثابت کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے کتاب اللہ کی وصیت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی اور اس کے ساتھ تمام ہو گیا اعتراض یعنی کس طرح حکم ہوا مسلمانوں کو وصیت کا اور حالانکہ حضرت ﷺ نے اس کو نہیں کیا۔ امام نووی نے کہا کہ شاید ابن ابی اوفیؓ کی مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے تہائی مال کے ساتھ وصیت نہیں کی اس لیے کہ آپ نے اپنے بعد مال نہیں چھوڑا۔ اور رہی زمین پس اس کو اپنی زندگی میں وقف کر دیا تھا اور رہے ہتھیار اور نچر اور اس کی مانند پس تحقیق خبر دی آپ نے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا یعنی تمام آپ کا مال جو آپ کے پیچھے رہے گا وہ صدقہ ہے پس نہ باقی رہی اس کے بعد وہ چیز کہ وصیت کریں اس کے ساتھ مالیت کی جہت سے اور رہی وصیتیں بغیر اس کے تو ابن ابی اوفیؓ نے ان کی نفی کا ارادہ نہیں کیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے علیؓ کی طرف وصیت نہیں کی جیسا کہ عائشہؓ کی حدیث آئندہ میں اس کی تصریح واقع ہوئی ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں قرینہ تھا جو مشعر تھا سوال خاص کرنے کو ساتھ بالخلافہ وصیت کے بارے میں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے روایت کی ہے یہ حدیث ایسے الفاظ کے ساتھ کہ دور کرتا ہے اشکال کو پس کہا کہ کسی نے ابن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی ہے تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس میں وصیت کرتے اس نے کہا کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کیا اور خود وصیت نہیں کی اس نے کہا کہ کتاب اللہ کی وصیت کی اور قرطبی نے کہا کہ طلحہ کا استبعاد ظاہر ہے اس لیے کہ ابن ابی اوفیؓ نے کلام کو مطلق چھوڑا پس اگر کوئی چیز معین مراد ہوتی تو اس کو خاص کرتے پس استراض کیا اس نے اس پر اس طرح سے کہ اللہ نے مسلمانوں پر وصیت لازم کیا اور ان کو اس کا حکم ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کو کیوں نہیں کیا پس جواب دیا اس نے ساتھ اس چیز کے جو دلالت کرتی ہے کہ اس نے تقیید کی جگہ اطلاق کیا اور یہ مشعر ہے کہ ابن ابی اوفیؓ اور طلحہؓ دونوں اعتقاد رکھتے تھے کہ وصیت واجب ہے اور یہ جو ابن ابی اوفیؓ نے کہا کہ اَوْضَى بِكِتَابِ اللَّهِ تو شاید یہ

اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ میں نے تم میں وہ چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اس کو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور مگر جو صحیح ہو چکا ہے مسلم وغیرہ میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی ایک یہ کہ عرب کے جزیرے میں دودین باقی نہ رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نکالو یہود کو عرب کے جزیرے سے دوسری یہ کہ فرمایا کہ سلوک کیا کرنا ایلیچوں سے جیسا کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور تیسری چیز کو ذکر نہیں کیا اور اسی طرح ثابت ہوا ہے نسائی میں کہ آخر اس چیز کا کہ کلام کی اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے یعنی بوقت موت وہ نماز تھی اور لوٹیاں اور سوائے ان کے اور حدیثوں سے کہ ممکن ہے حصر کرنا ان کا ساتھ تنبیح کے پس ظاہر یہ ہے کہ ابن ابی اونی رضی اللہ عنہ کی مراد ان کی نفی کرنی نہیں اور شاید کہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے وصیت پر کتاب اللہ کے ساتھ اس لیے کہ وہ اعظم اور اہم ہے اور اس لیے کہ اس میں بیان ہے ہر چیز کا یا تو بطور نص کے یا بطور استنباط کے پس جب تابع ہوں گے لوگ اس چیز کے کہ قرآن میں ہے تو عمل کریں گے ہر اس چیز پر کہ جس کا حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے اس آیت کی وجہ سے کہ جو تم کو رسول دے سولے لو یا اس وقت وصیتوں مذکورہ سے اس کو کوئی چیز یاد نہ ہوگی یا یہ بات کہنے کے وقت اس کو یاد نہ ہوگی اور اولیٰ یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ نفی کے نفی خلافت کی وصیت کی ہے یا مال کی وصیت ہو اور جائز ہے مطلق نفی کرنا۔ رہی پہلی صورت میں پس ساتھ قرینہ حال کے اور رہی دوسری صورت پس اس لیے کہ وہ عرف میں متبادر ہے۔ (فتح)

۲۵۳۶۔ اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے وصی تھے یعنی حضرت ﷺ نے ان کو خلافت کی وصیت کی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کب اس کو وصیت کی اور حالانکہ میں نے حضرت ﷺ کو تکلیف دیا ہوا تھا اپنے سینے سے یا کہا اپنی گود سے تو حضرت ﷺ نے ایک طشت منگوا لیا اور حالانکہ جھک گئے تھے میری گود میں یعنی بسبب بے جان ہونے کے تو میں نے معلوم نہ کیا کہ حضرت ﷺ فوت ہو گئے یعنی اس وقت تک تو میری گود میں تھے کہ آپ نے جان دی پس نہیں میں جانتی کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو کب وصیت کی۔

۲۵۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي أَوْ قَالَتْ حَجْرِي فَدَعَا بِالطُّسْتِ فَلَقِدْتُ انْحَنَّتْ فِي حَجْرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ.

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ شیعہ نے حدیثیں وضع کیں تھیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے سو رد کیا ان پر اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات پر اور اس طرح جو ان کے پیچھے ہیں۔ پس بعض اس میں وہ

چیز ہے کہ استدلال کیا اس کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور بعض اس سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ نے اس چیز کا اپنی جان کے لیے دعویٰ نہ کیا اور نہ پیچھے اس کے کہ خلیفہ ہوئے اور نہ ذکر کیا اس کو کسی نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے وثیقہ کے دن اور ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو عیب لگایا اور ان کی شان گھٹائی اس لیے کہ قصد کیا انہوں نے اس کی تعظیم کو اس لیے کہ منسوب کیا انہوں نے اس کو باوجود بڑی شجاعت اور بڑی بہادری کے طرف مدائنت اور تقیہ کی یعنی کہا کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ نے تقیہ کی وجہ سے یہ بات کہی تھی اور منسوب کیا ان کو منہ پھرنے کی طرف طلب حق سے باوجود ان کے قادر ہونے کے اس پر۔ اور اس کے غیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ لوگوں نے ذکر کیا نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے پس اس لیے جائز ہوا اس کو انکار کرنا اس سے اور سند پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ملازمت کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی مرض الموت میں یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آپ کا انتقال ہوا اور نہ واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز اس قسم کی یعنی خلافت کی وصیت سے علی رضی اللہ عنہ کے لیے پس جائز ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی نفی کرنی اس کے ہونے کی وجہ سے منحصر مجلسوں معین میں کہ نہ غائب ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کسی چیز میں ان سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور آپ نے کوئی وصیت نہ کی۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا۔ اور روایت کی امام احمد اور بیہقی نے دلائل النبوة میں کہ جب جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تو کہا کہ اے لوگوں نہیں وصیت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت میں کچھ بھی آخر حدیث تک اور لیکن خلافت کے سوائے اور وصیتیں پس وارد ہوئیں ہیں کئی حدیثوں میں کہ جمع ہوئی ہیں اس سے کئی چیزیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جو احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا اس میں آپ نے فرمایا کہ سونے کے ٹکڑے کو کیا ہوا میں نے کہا کہ میرے پاس ہے فرمایا کہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈال۔ اور ایک روایت میں عبد اللہ بن عقبہ سے روایت ہے کہ نہیں وصیت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرنے کے وقت مگر تین چیزوں کی ہر ایک کے لیے دارین اور دھاوین اور اشعرین سے سو سن اناج خیبر سے اور یہ کہ نہ چھوڑے جائیں عرب کے جزیرے میں دودین اور یہ کہ جاری کی جائے جماعت اسامہ رضی اللہ عنہ کی اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں یہ کہ سلوک کرو ایچیوں سے جیسے کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں کتاب اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ مرنے کے وقت اکثر وصیت آپ کی نماز کی تھی اور لونڈیوں کی یعنی ان سے سلوک کرنا اور نسائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے فسادوں سے ڈرایا اپنی مرض الموت میں اور لازم پکڑنے جماعت کے اور کہا ماننے کے اور اقدی نے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میں مراؤں تو کہے انا لله وانا اليه راجعون۔ اور طبرانی نے اوسط میں عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم کو وصیت کیجیے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ پہلے مہاجرین کے اور ان کی اولاد کے بارے میں اور جو ان کے بعد ہیں یعنی ان کے ساتھ نیکی کرنے کی اور اس حدیث کی سند میں وہ شخص ہے کہ اس کا حال معلوم نہیں اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو نہلاؤ مجھے سات مشکوں کے ساتھ غرس کے کنویں سے اور وہ کنواں قبائلیوں میں تھا اور اس سے پانی پیا کرتے تھے اور بزار کی سند میں ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ نماز پڑھیں مجھ پر ہاتھ کھلے چھوڑ کر بغیر امام کے یہ حدیث ضعیف ہے اور رافضیوں کی جھوٹی بناوٹی حدیثوں سے ہے جو کہ روایت کی کثیر بن یحییٰ نے ابو عوانہ سے اس نے ارجح سے اور اس نے زید بن علی بن حسین سے کہ جب وہ دن ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا پس ذکر کیا دراز قصہ اس کے بارے میں پس علی رضی اللہ عنہما داخل ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کھڑی ہوئی پس جھکے حضرت ﷺ پر پس خبر دی اس کو ساتھ ہزار باب کے یعنی دروازے کے جو قیامت سے پہلے ہوگا کھولا جائے گا ہر دروازے سے ہزار دروازہ اور یہ حدیث مرسل ہے یا معطل ہے۔ (فتح)

بابُ أَنْ يَتْرَكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ .  
باب ہے اس بیان میں کہ اگر اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا لفظ حدیث پر پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ جس شخص کے پاس مال تھوڑا ہو تو نہیں ہے مستحب اس کے لیے وصیت جیسا کہ پہلے گذر چکا۔ (فتح)

۲۵۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَ أَنَا بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْصِي بِمَا لِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالْشَطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ التَّلْتُ قَالَ فَالتَّلْتُ وَالتَّلْتُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ

۲۵۳۷۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا اور حضرت ﷺ میری خبر پوچھنے کو آئے اور حالانکہ میں مکہ میں تھا یعنی حجۃ الوداع میں اور حضرت ﷺ برا جانتے تھے یہ کہ مرے اس زمین میں جس سے ہجرت کی ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے عفراء کے بیٹے پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اپنے کل مال کی وصیت کرتا ہوں یعنی اپنا کل مال خیرات کرتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ دو تہائی مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں پھر میں نے کہا کہ آدھے مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ تہائی مال کی

النَّاسِ فِي أَيْدِيهِمْ وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللَّقْمَةُ الَّتِي تَرَفَعُهَا إِلَيَّ فِي أَمْرَاتِكَ وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضْرَبَ بِكَ الْآخَرُونَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ.

وصیت کروں فرمایا ہاں تمہائی کی وصیت کر اور تمہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر اور تحقیق جب تو کچھ خرچ کرے گا تو وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جس کو اپنی پی پی بی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی تجھ کو ثواب ملے گا اور عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو اس بیماری سے اٹھائے یعنی تیری زندگی دراز ہوگی (اور اسی طرح اتفاق ہوا کہ سعد رضی اللہ عنہ اس کے بعد پچاس برس تک جیتے رہے) یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت لوگ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ اور اس دن اس کی ایک بیٹی کے سوا اور کچھ اولاد نہ تھی۔

**فائدہ:** ابن نمیر نے کہا کہ تعبیر کی حضرت ﷺ نے وارثوں کے ساتھ اور نہ فرمایا کہ اگر تو اپنی بیٹی کو چھوڑے باوجود اس کے کہ نہ تھی اس کے لیے اس دن مگر ایک بیٹی۔ اس لیے کہ وارث اس وقت متحقق نہ ہوئے تھے اس لیے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تھی بنا بر اپنے مرنے اس بیماری میں اور باقی رہنے بیٹی کے اس کے بعد تا کہ وہ اس کی وارث ہو اور یہ بھی جائز تھا کہ وہ اس سے پہلے مر جائے سو جواب دیا حضرت ﷺ نے کلی کلام کے ساتھ ہر حالت کے لیے اور وہ وَرَفَعْتَ ہے اور نہ خاص کیا بیٹی کو اس کے غیر سے اور یہ جو فرمایا کہ جب تو کچھ خرچ کرے الخ تو ایک روایت میں اس کے بدلے یہ ہے کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضامندی کے لیے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہ روایت مقید ہے اللہ کی رضامندی کے ساتھ۔ اور متعلق کیا ثواب کے حاصل ہونے کو اس کے ساتھ اور یہ معتبر ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ واجب کا ثواب نیت سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ بیوی پر خرچ کرنا واجب ہے اور اس کے فعل میں ثواب ہے سو جب اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی کی نیت کرے تو اس کا ثواب اس کے ساتھ زیادہ ہوگا یہ بات ابن ابی حمزہ نے کہی اور نفقہ کے ساتھ تنبیہ کی اس کے غیر پر وجوہ احسان اور نیکی سے اور یہ جو کہا کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا الخ تو وہ وجہ تعلق اس قول کی ساتھ قصے وصیت کے یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کا سوال مشعر ہے اس کے ساتھ کہ اس نے بہت ثواب لینے کی رغبت کی سو جب حضرت ﷺ نے اس کو تمہائی پر زیادہ کرنے سے منع کیا تو اس کو بطور تسلی کے فرمایا کہ جو کچھ کہ تو اپنے مال میں کرے صدقہ حاضر سے اور نفقہ سے اگرچہ واجب ہو تو اس کا ثواب پائے گا جب کہ تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہے گا۔ اور شاید خاص کیا ہے عورت کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ اس کا نفقہ ہمیشہ جاری رہتا ہے بخلاف اس کے غیر کے۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے



میں ثواب مشروط ہے نیت کے صحیح ہونے کے ساتھ اور اللہ کی رضامندی چاہنے کے ساتھ۔ اور یہ مشکل ہے جب کہ عارض ہو اس کو مقتضی شہوت کا پس تحقیق نہیں حاصل ہوتی غرض ثواب سے یہاں تک کہ اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور پہلے گذر چکی ہے تخلص اس مقصود کی اس چیز سے کہ ملے اس کو اور کبھی اس میں اس پر دلیل ہوتی ہے کہ واجب جب ادا کیا جائے اور پر قصد ادا واجب کے اللہ کی رضامندی چاہنے کے لیے تو اس پر اس کو ثواب ملتا ہے پس تحقیق قول آپ کا حتیٰ مَا تَجْعَلْ فِيهِ اَمْرًا تَكْتَبُ عَلَيْهِ تَحْصِيصٌ ہے اس کے لیے غیر واجب کے ساتھ اور اس جگہ لفظ حتیٰ کا تقاضہ کرتا ہے مبالغہ کا ثواب حاصل کرنے میں بہ نسبت معنی کے۔ اور یہ جو کہا کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت لوگ اٹخ تو مراد اس سے یہ ہے کہ فائدہ پائیں گے تجھ سے مسلمان غنیموں کے ساتھ اس چیز پر کہ جو فتح کرے گا اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر کافروں کے شہروں کو اور تیرے ہاتھ سے ضرر پائیں گے وہ کافر جو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے۔ اور یہ جو کہا کہ اس دن اس کی صرف ایک بیٹی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں وارث بنتی میری مگر ایک بیٹی اور نووی وغیرہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہیں کہ نہیں وارث ہوتی مجھ کو اولاد سے یا خاص وارثوں سے یا عورتوں سے نہیں تو سعد رضی اللہ عنہما کے لیے عصبے تھے اور وہ بہت تھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں وارث ہے مجھ کا کوئی اصحاب فروض اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے ہیں بیمار کی زیارت کا مشروع ہونا امام کے لیے اور جو اس سے کم ہو اور موکمہ ہوتی ہے ساتھ سخت ہونے بیماری کے اور یہ کہ مستحب ہے رکھنا ہاتھ کا بیمار کے ماتھے اور اس کے منہ پر اور بیمار عضو پر ہاتھ پھیرنا اور کشادگی کرنی اس کے لیے اس کی زندگی کے دراز ہونے میں اس لیے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ماتھے پر رکھا پھر میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ الہی شفا بخش سعد کو اور اس کی ہجرت پوری کر پس ہمیشہ میں آپ کے ہاتھ کی سردی پاتا رہا اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی بیماری کی اپنی بیماری کی شدت کے ساتھ اور قوت دکھانے کے جب کہ نہ مقترن ہو اس کے ساتھ کوئی چیز کہ منع ہے یا مکروہ ہے نہ راضی ہونے سے ساتھ اللہ کی قضا کے بلکہ جس جگہ یہ ہودعا کے چاہنے کے لیے یاد ادا کے اور بہت وقت مستحب ہوتا ہے۔ اور یہ کہ یہ نہیں منافی ہے متصف ہونے صبر محمود کے ساتھ اور جب کہ یہ بیماری کے درمیان جائز ہے تو تندرستی کے بعد خبر دینی بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور یہ کہ اعمال نیکی اور بندگی کے جب کہ ہو اس سے وہ چیز کہ نہیں ممکن ہے تدارک اس کا تو قائم ہوتا ہے اس کا غیر ثواب میں اس کی جگہ اور بہت وقت اس پر زیادہ ہوتا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ سعد رضی اللہ عنہما نے خوف کیا یہ کہ مرے اس گھر میں جس سے اس نے ہجرت کی پس فوت ہو اس سے بعض ثواب اس کی ہجرت کا پر خبر دینی اس کو حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ کہ اگر اپنی ہجرت کی جگہ سے متخلف رہا اور پس عمل کیا کوئی نیک عمل حج یا جہاد وغیرہ تو ہوگا اس کے لیے ثواب بدلے اس چیز کے کہ فوت ہوا ہے اس سے اور جہت سے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا مال کا اس لیے کہ تنوین اس کے قول میں وانا ذو مال کثرت کے

لیے ہے اور اس کے بعض طرق میں صریح واقع ہوا ہے کہ میں بہت مال دار ہوں۔ اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے صلہ رحمی اور احسان کرنے پر قرابت داروں کی طرف اور یہ کہ قریب ناتے دار کے ساتھ سلوک کرنا افضل ہے بعید کے ساتھ سلوک کرنے سے اور خرچ کرنے سے نیکی کی راہوں میں اس لیے کہ مباح امر میں جب اللہ کی رضا مندی کا قصد کرے تو وہ بندگی ہو جاتی ہے اور تحقیق تنبیہ کی اس پر ساتھ اقل حظوظ دنیاوی عادی کے اور وہ رکھنا لقمہ کا ہے اپنی بی بی کے منہ میں اس لیے کہ نہیں ہوتا ہے یہ اکثر اوقات مگر وقت ملاعبت اور کھیل کے اور باوجود اس کے پس اس کے فاعل کو ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ساتھ تصدیح ہو پس کس طرح ہے اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس سے اوپر ہے اور اس میں یہ ہے کہ منع ہے نقل کرنا مردے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اس لیے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو البتہ حکم کرتے حضرت ﷺ نقل کرنے کا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے۔ خطاب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو تو جائز ہے اس کو وصیت کرنی تہائی سے زیادہ کی حضرت ﷺ کے قول کے وجہ سے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہونے پر واہ کرے گا وہ وصیت کے ساتھ اس چیز سے کہ زیادہ ہو اس لیے کہ وہ اپنے پیچھے کوئی وارث نہیں چھوڑتا کہ اس پر محتاجی کا خوف ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ محض تعلیل نہیں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہا اس میں تنبیہ ہے زیادہ تر نفع دینے والی چیز پر اور اگر محض تعلیل ہوتی تو البتہ تقاضہ کرتی کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت جائز ہو جس کے وارث مال دار ہوں اور البتہ ہوتی ان پر وصیت بغیر ان کی اجازت کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور تقدیر اس بات کی کہ تعلیل محض ہو پس وہ کم کرنے کے لیے ہے تہائی سے نہ کہ زیادہ کرنے کے لیے اس پر اس لیے کہ جب حضرت ﷺ نے تہائی کی وصیت جائز رکھی اور یہ کہ نہ اعتراض کیا جائے اس کے ساتھ وصیت کرنے والے پر مگر یہ کہ اس سے کم کرنا اولیٰ ہے خاص کر اس کو جس کے وارث مال دار نہ ہوں پس تنبیہ کی سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر اور اس میں بند کرنے ذریعے کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ نہ پھیران کو ان کی ایڑیوں پر تاکہ نہ ذریعہ پکڑے کوئی ساتھ بیماری کے حب وطن کے سبب کے لیے۔ یہ بات ابن عبد البر نے کہی ہے اور اس میں مقید کرنا ہے مطلق قرآن کے کو سنت کے ساتھ اس لیے کہ اللہ نے فرمایا کہ وصیت کے بعد کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے پس اس میں مطلق وصیت کا ذکر ہے اور قید کیا ہے اس کو سنت نے تہائی کے ساتھ اور یہ کہ جو اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑے اس کو اس میں رجوع کرنا لائق نہیں اور نہ وہ اس میں سے کسی چیز مختار ہے اور اس میں افسوس ہے اس چیز کے فوت ہونے پر کہ حاصل ہو اس کے ساتھ ثواب اور یہ کہ جس سے یہ فوت ہو وہ جلدی کرے اس کے پورا کرنے کی طرف اس کے غیر کے ساتھ اور اس میں تسلی ہے اس شخص کے لیے کہ فوت ہو اس سے کوئی کام کاموں سے اس چیز کے حاصل کرنے کے ساتھ کہ وہ اس سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ اشارہ کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے نیک عمل سے اس کے بعد۔ اور یہ کہ جائز ہے صدقہ کرنا سارے مال

کا اس شخص کے لیے کہ صبر کے ساتھ مشہور ہو اور نہ ہو اس کے لیے وہ شخص کہ اس کا خرچ اس پر لازم ہو اور یہ مسئلہ کتاب الزکاة میں پہلے گذر چکا ہے اور یہ کہ جائز ہے استفسار کرنا نقل سے جب کہ کئی وجہوں کا احتمال رکھے اس لیے کہ جب سعد رضی اللہ عنہما کو سارے مال کی وصیت کرنے سے منع کیا تو اس کے نزدیک احتمال ہوا کہ اس سے کم میں شاید منع ہو اور شاید جائز ہے پس استفسار کیا اس چیز سے کہ اس سے کم ہے۔ اور اس میں نظر کرنی ہے وارثوں کی بھلائیوں میں اور یہ خطاب شارع کا واحد کے لیے عام ہوتا ہے اس شخص کو کہ اس کی صفت پر ہو مکلفین سے علماء کے اتفاق کرنے کی وجہ سے اوپر حجت پکڑنے کے ساتھ اس حدیث کے اگرچہ واقع ہوا خطاب ساتھ مفرد کے صیغے کے ساتھ اور البتہ بعید بات کہی اس شخص نے جس نے کہا کہ یہ حکم سعد رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے جو اس کی طرح ہو اس شخص سے کہ اپنے پیچھے ضعیف وارث چھوڑے یا جو پیچھے چھوڑے وہ قلیل ہو اس لیے کہ بیٹی کی شان سے ہے یہ بات کہ اس میں طبع کی جائے اور اگر ہو بغیر مال کے تو نہ رغبت کی جائے اس کے بارے میں اور یہ کہ جو تھوڑا مال چھوڑے پس اس کے لیے اختیار ہے وصیت کو ترک کرنے کا اور باقی رکھنا مال کو وارثوں کے لیے اور یہ کہ اس میں رعایت ہے عدل کی وارثوں کے درمیان اور رعایت ہے عدل کی وصیت میں۔ اور یہ کہ تہائی کثرت کی حد میں ہے اور تحقیق اعتبار کیا ہے بعض فقہاء نے غیر وصیت میں اور حاجت ہوئی احتجاج کی اس کے ساتھ طرف ثبوت طلب کثرت کے بیچ حکم معین کے۔ اور یہ جو کہا کہ تہائی بہت ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تجھ کو تہائی کافی ہے اور احتمال ہے کہ یہ جواز کے بیان کے لیے ہو یعنی تہائی مال کی وصیت کرنی جائز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کی وصیت کی جائے اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے اور یہی ہے وہ چیز کہ جس کی طرف فہم دوڑتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ تہائی کی وصیت کرنا مکمل ہے یعنی اس کا ثواب بہت ہے اور احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہوں کہ بہت ہے تھوڑا نہیں اور یہ سب معنوں سے اولیٰ ہے یعنی کثرت نسبتی امر ہے اور یہ جو کہا کہ نہیں وارث ہوتی میری مگر بیٹی تو استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو قائل ہے رد کرنے کا باقی کے ذوی الارحام پر قول میں حصر کی وجہ سے کہ نہیں وارث ہے میری مگر میری بیٹی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ مراد ذوی الفروض ہیں جیسا کہ پہلے گذرا اور جو رد کرنے کا قائل ہے وہ اس کے ظاہر کا قائل نہیں اس لیے کہ وہ دیتے ہیں اس کو اس کا فرض پھر رد کرتے ہیں پر باقی کو اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداء میں سب کی مالک ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثَّلَاثِ . تہائی مال کی وصیت کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جواز اس کا یا مشروعت اس کی اور اس کی تقریر پہلے باب میں گذر چکی ہے اور اجماع قرار پا چکا ہے اس پر کہ تہائی سے زیادہ مال کے ساتھ وصیت کرنا منع ہے لیکن اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جس کا وارث ہو اور اس کی شرح آئے گی باب الاوصیۃ لوارث میں۔ اور اس شخص کے حق میں کہ اس کا کوئی وارث نہ ہو پس جمہور

اس کو منع کرتے ہیں اور جائز کہا ہے اس کو حنفیہ اور احنق اور شریک اور احمد نے ایک روایت میں اور یہی ہے قول علی اور ابن مسعود کا اور ان کی حجت یہ ہے کہ وصیت آیت مطلق ہے اور اس کو سنت نے مقید کیا ہے اس شخص کے ساتھ کہ جس کا کوئی وارث ہو اور جس کا کوئی وارث نہیں وہ اپنے اطلاق پر باقی رہے گا۔ اور پہلے باب میں ان کی ایک توجیہ گذر چکی ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا اعتبار کیا جائے تہائی مال کا وصیت کے وقت یا موت کے وقت اور یہ اختلاف دو قولوں پر ہے اور یہ دو وجہیں ہیں شافیہ کے لیے اور زیادہ تر صحیح دوسری وجہ ہے پس قائل ہے پہلی وجہ کے ساتھ مالک اور اکثر عراقی اور یہی قول ہے نخعی اور عمر بن عبد العزیز کا اور وجہ ثانی کا قائل ہے ابو حنیفہ اور احمد اور باقی اور یہی قول ہے علی بن ابی طالب کا اور تابعین کی ایک جماعت کا اور پہلوں نے تمسک کیا ہے اس کے ساتھ وصیت عقد میں اور عقود اعتبار کیے جاتے ہیں ساتھ اول اپنے کے اور اس طرح کہ اگر نذر مانی یہ کہ صدقہ کرے اپنے تہائی مال کے ساتھ تو اعتبار کیا جاتا ہے یہ نذر کے وقت۔ اور جواب دیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں وصیت عقد ہر جہت سے اس لیے نہیں اعتبار کی جاتی اس میں فوریت اور نہ قبول اور جواب دیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان نذر اور وصیت کے اس طرح سے کہ وصیت سے رجوع جائز ہے اور نذر لازم ہوتی ہے اور نتیجہ اس اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس چیز میں کہ جب حادث ہو اس کے لیے مال وصیت کے بعد اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا حساب کیا جائے تہائی حصے کا تمام مال سے یا نافذ ہوگی اس چیز کے ساتھ کہ جانتا ہے اس کو موصی یعنی وصیت کرنے والا سوائے اس کے جو اس پر پوشیدہ ہے یا نیا حاصل ہو اس کے لیے اور نہیں معلوم کیا اس نے اس کو اور پہلے قول کے قائل ہیں جمہور اور دوسرے کے قائل ہیں مالک اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں شرط ہے کہ یاد کرے تعداد مال کی مقدار کی وصیت کے وقت اتفاقاً اگرچہ اس کی جنس اس کو معلوم ہو پس اگر اس کا معلوم کرنا شرط ہوتا تو البتہ پھر جائز نہ ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا يَجُوزُ لِلذَّمِّيِّ وَصِيَّةٌ  
یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں جائز ہے ذمی کے لیے  
وصیت مگر ساتھ تہائی مال کے اگر ذمی کافر وصیت کرے تو  
نہیں نافذ ہوگی مگر تہائی میں۔

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ مراد بخاری کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو وارث نہ ہو اس کے لیے تہائی مال سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا درست ہے اور اسی لیے حجت پکڑی ہے اس نے اللہ کے قول کے ساتھ کہ حکم کرو ان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے اور وہ چیز کہ حکم کیا ہے اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تہائی مال کی وصیت کرنے کا وہی حکم ہے اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری سو جس نے اس حد سے تجاوز کیا تو اس نے ممنوع کام کیا اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی یہ مراد نہیں بلکہ اس کی مراد آیت سے شہادت لینی ہے اس پر کہ جب ذمی کے وارث ہمارے پاس مقدمہ لائیں تو نہیں جاری ہوگی اس کی وصیت مگر تہائی مال سے

اس لیے کہ ہم نہیں حکم کرتے ان کے درمیان مگر اسلام کے حکم کے ساتھ اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے کہ حکم کرو ان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے۔ (فتح)

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم ہوا حضرت ﷺ کو یہ کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری اللہ نے فرمایا کہ حکم کرو ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری۔

۲۵۲۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَوْ غَضَّ النَّاسُ إِلَيَّ الرُّبْعَ لِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْفُلُكُ وَالْفُلُكُ وَالْفُلُكُ كَثِيرٌ أَوْ كَثِيرٌ.

۲۵۲۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کم کریں لوگ وصیت کو تہائی سے چوتھائی تک تو بہتر ہو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال کے ساتھ وصیت کرو اور تہائی بھی بڑی ہے یا فرمایا بہت ہے۔

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: یہ مانند تعلیل کے اس چیز کے لیے کہ اختیار کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کم کرنے سے تہائی سے اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لیا ہے اس کو حضرت ﷺ کے بیان کرنے سے تہائی کو کثرت کے ساتھ اور اس کی توجیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے اور جس نے لیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو مانند اسحق بن راہویہ کی اور مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ مستحب ہے کہ تہائی مال سے کم کی جائے اور نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ اگر وارث محتاج ہو تو مستحب ہے کہ تہائی سے کم کی جائے اور اگر مال دار ہو تو نہ کم کی جائے۔ (فتح)

۲۵۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَضْتُ فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا يَرُدَّنِي عَلَى عَقْبِي قَالَ لَعَلَّ اللَّهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ أُرِيدُ أَنْ أُوصِيَ وَإِنَّمَا لِي ابْنَةٌ

۲۵۲۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا تو حضرت ﷺ نے میری بیمار پرسی کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو اپنی ایڑیوں پر نہ پھیرے یعنی جس جگہ سے میں نے ہجرت کی یعنی مکے سے وہاں مجھ کو نہ مارے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تجھ کو بیماری سے اٹھائے اور نفع پائیں ساتھ تیرے کئی لوگ میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں یعنی اپنا مال خیرات کروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری صرف ایک بیٹی

ہے تو میں نے کہا کہ میں آدھے مال کی وصیت کرتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدھا مال بہت ہے میں نے کہا کہ تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں فرمایا کہ تہائی کی وصیت کر اور تہائی بھی بہت ہے راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کے ساتھ وصیت کی اور جائز ہوئی وصیت ان کے لیے تہائی کی۔

قُلْتُ أَوْصِيَّ بِالنِّصْفِ قَالَ النِّصْفُ كَثِيرٌ  
قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ أَوْ  
كَثِيرٌ قَالَ فَأَوْصَى النَّاسَ بِالثُّلُثِ وَجَازَ ذَلِكَ  
لَهُمْ.

فائدہ: میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں نہیں دیکھا کہ نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہو اور سوائے اس کے نہیں کہ اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کل میں اور نہ دو تہائیوں میں اور نہیں ہے اس روایت میں اشکال مگر اس جہت سے کہ اس میں نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہے اور تہائی کو بھی کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہے پس کس طرح منع ہوئی وصیت ساتھ آدھے مال کے اور جائز ہوئی ساتھ تہائی کے اور اس کا جواب یہ کہ دوسری روایت جس میں نصف کا جواب ہے دلالت کرتی ہے آدھے مال کے منع ہونے پر اور اس کی تہائی میں منع نہیں آئی بلکہ اقتصار کیا اور اس کے وصف کرنے کے کثرت کے ساتھ اور اس کی علت بیان کی کہ وارثوں کو مال دار باقی چھوڑنا اولیٰ ہے بنا بر اس کے پس قول اس کا الثلث خبر مبتدا محذوف کی ہے تقدیر اس کی مباح ہے اور آپ کا قول الثلث کثیر دلالت کرتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کیا جائے اور یہ جو راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کی وصیت کی تو شاید مراد امام بخاری کی اس کے ساتھ اشارہ کرنا ہے کہ تہائی سے کم کرنا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے وہ استہاب کے لیے ہے نہ کہ منع کے لیے تطبیق کی وجہ سے دونوں حدیثوں کے درمیان۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْمُوصِي لَوَصِيهِ تَعَاهُدٌ  
وَلَدَيْ وَمَا يَجُوزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ  
الدَّعْوَى.

باب ہے بیان میں قول وصیت کرنے والے کے لیے اپنے وصی کے یعنی جس کو وصیت کی کہ میری اولاد کی خبر گیری کر اور بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے وصی کے لیے دعویٰ سے۔

فائدہ: وارد کی بخاری نے اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جھگڑے کے قصے کے بارے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ کی لوٹھی کے بیٹے کے درمیان۔ اور تحقیق باب باندھا ہے اس کے لیے کتاب الاشخاص میں دَعْوَى الْمُوصِي لِلْمَيِّتِ اَمَى عَنِ الْمَيِّتِ یعنی مردے کی طرف سے اور نکالنا دونوں امروں مذکورہ کا ترجمہ میں حدیث سے ظاہر ہے اور اس کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ (فتح)

۲۵۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ  
مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

۲۵۴۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن وقاص رضی اللہ عنہما کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی

لوٹڈی کا بیٹا مجھ سے ہے یعنی میرے نطفے سے ہے سولے لینا اس کو طرف اپنی سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لیا اور کہا کہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے پس سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے متعلق وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لوٹڈی کا بیٹا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد بن زمعہ کہ لڑکا صاحب بچھونا کے لیے اور زانی کے لیے محرومی ہے یعنی میراث اور نسب سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی کو فرمایا کہ تو پردہ کر اس سے اے سودہ بسبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عقبہ کے تو اس لڑکے نے اس سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ مر گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُبَيْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَعَهْدٌ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ مَنِيَّ فَأَقْبَضَهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهْدٌ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ أُمِّ أَبِي وَلِيدَةَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَهْدٌ إِلَيَّ فِيهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةَ أَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسُودَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبْهِهِ بَعْتَبَةَ لَمَّا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ.

بَابُ إِذَا أُوْمَأَ الْمَرِيضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَارَتْ.

جب اشارہ کرے بیمار اپنے سر سے اشارہ ظاہر جس میں کچھ خفانہ ہو۔

فائدہ: یعنی (شرح فتح الباری میں ترجمہ الباب میں اجازت کے عوض تعرف ہے یعنی جب مریض اپنے سر کے ساتھ ایسا اشارہ ظاہر کرے جس سے اس کا مطلب سمجھا جائے پس اس نسخہ کے مطابق جو اب شرط محذوف ہے جس کی تقریر شارح نے یوں نکالی ہے ای هَلْ يُحْكَمُ بِهَا یعنی کیا اس اشارہ کے بموجب حکم کیا جاسکتا ہے پس مترجم صاحب نے اختلافِ نسخین کو نظر انداز کر کے گڈ کر دیا حالانکہ نسخہ متن میں حجاب شرط اجازت مذکور پر بولا ہے جس کے ہوتے ہوئے یہ استفہام بالکل غیر موزون ہے۔ ابو محمد غفر عنہ) کیا حکم کیا جائے اس کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۴۱۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَادٍ حَدَّثَنَا ۲۵۴۱۔ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَرَّ بِمَرِيضٍ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَارَتْ فَهُوَ لَكَ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَارَتْ هَمَامٌ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سے مارا تو اس کو کہا گیا کہ کس نے تیرے ساتھ یہ کام کیا ہے کیا فلاں نے کیا یا فلاں نے کیا یعنی جن جن پر گمان تھا ان کا نام لیا یہاں تک کہ یہودی کا نام لیا گیا تو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں پھر اس کو لایا گیا تو ہمیشہ رکھا اس کو یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا کہ میں نے ہی یہ کام کیا ہے تو حضرت ﷺ نے حکم دیا تو اس کا سر پتھروں سے پکلا گیا۔

أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ بَخَارِيَّةٍ بَيْنَ حَجْرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكَ أَفْلَانُ أَوْ فُلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فِجِيءَ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى اعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَّ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ.

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیمار اپنے سر سے اشارہ کرے تو اشارہ محترم ہے۔

**بَابُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ.** نہیں جائز ہے وصیت وارث کے لیے۔

**فائدہ:** یہ ترجمہ حدیث مرفوع کا لفظ ہے۔ گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہے وہ بخاری کی شرط پر پس باب باندھا اس کے ساتھ اپنی عادت کے موافق اور بے پرواہ ہوا اس چیز کے ساتھ کہ دے اس کو حکم تحقیق روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے ابی امامہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ جتہ الوداع کے دن اپنے خطبے میں فرماتے تھے کہ اللہ نے ہر حقدار کو اپنا حق دیا پس نہیں جائز وصیت وارث کے لیے اور اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے اور تحقیق اس کی حدیث کو قوی کیا ہے شامیوں سے ایک جماعت نے اماموں سے ان میں سے احمد اور بخاری ہیں اور یہ حدیث اس نے شرجیل بن مسلم سے روایت کی ہے اور وہ شامی سے ثقہ ہیں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے ہے ترمذی اور نسائی کے نزدیک اور انس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ کے نزدیک اور عمرو بن شعیب اور جابر رضی اللہ عنہ سے دارقطنی کے نزدیک اور علی رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ کے نزدیک اور ان میں سے کسی کی سند کلام سے خالی نہیں لیکن ان کا مجموعہ تقاضہ کرتا ہے کہ حدیث کی اصل موجود ہے۔ بلکہ شافعی نے ام میں کہا کہ یہ تین متواتر ہیں پس کہا امام شافعی نے کہ پایا ہم نے اہل فتویٰ کو اور اس شخص کو کہ یاد رکھا ہم نے ان سے اہل علم بالمغازی سے قریش وغیرہ سے کہ نہیں مختلف ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں وصیت وارث کے لیے اور روایت کرتے ہیں اس کو ان لوگوں سے کہ یاد رکھا ہے انہوں نے اس کو آپ سے ان سے کہ ملاقات کی ہے انہوں نے آپ سے پس ہوگی یہ نقل کل کی کل سے پس یہ قوی تر ہے واحد کی نقل سے اور تنازع کیا فخر رازی نے اس حدیث کے متواتر ہونے میں اور اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیں تو مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ قرآن سنت کے ساتھ منسوخ نہیں ہوتا لیکن اس میں حجت اجماع ہے بنا برائے متقاضی کے جیسا کہ شافعی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور مراد وصیت کے نہ صحیح ہونے سے وارث کے لیے عدم لزوم ہے یعنی نہیں لازم ہوتی اس



لیے کہ اکثر اس پر ہیں کہ وہ موقوف ہے وارثوں کی اجازت پر۔ اور دارقطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہیں ہے جائز وصیت وارث کے لیے مگر یہ کہ وارث چاہیں کماسیاتی بیانہ۔ اور اس کے راوی معتبر ہیں اور شاید بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے پس باب باندھ حدیث کے ساتھ۔ اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوفاً بھی روایت آئی ہے لیکن اس کی تفسیر میں اخبار ہے اس چیز کے ساتھ کہ تھی حکم سے پہلے قرآن کے اترنے سے۔ پس ہوگی مرفوع کے حکم میں اس تقریر کی وجہ سے اور اس کی دلات کی وجہ ترجمہ کے ساتھ اس حجت سے ہے کہ منسوخ ہونا وصیت کا والدین کے لیے اور ثابت کرنے کے لیے میراث کو ان کے لیے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے ماں باپ کے لیے میراث اور وصیت کو اور جب اس طرح ہو تو جو ان دونوں سے کم ہے اولیٰ ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے اس کے لیے یہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وصیت ماں باپ اور قرابت والوں کے لیے تھی الخ پس ظاہر ہوئی وجہ مناسبت کی اس زیادتی کے ساتھ۔ (فتح الباری)

۲۵۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ  
وَرَقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ  
الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ  
فَنَسَخَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ  
مِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبْوَيْنِ لِكُلِّ  
وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمَنَ  
وَالرُّبْعَ وَاللِّزْوَاجَ الشُّطْرَ وَالرُّبْعَ.

۲۵۴۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں مال سب اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی یعنی ماں باپ وارثوں میں داخل نہ تھے تو منسوخ کیا اللہ تعالیٰ اس حکم سے جو کچھ چاہا پس ٹھہرایا مرد کے لیے مانند حصوں دو عورتوں کی یعنی دو عورتوں کے برابر اور ٹھہرایا ماں باپ کے لیے ہر ایک کو دونوں میں سے چھٹا حصہ اور ٹھہرایا عورت کے لیے آٹھواں حصہ یعنی جب کہ خاوند کی اولاد ہو اور چوتھائی جب کہ اولاد نہ ہو اور ٹھہرایا خاوند کے لیے آدھا مال اور چوتھائی یعنی دو حالوں میں۔

**فائدہ:** جمہور علماء نے کہا کہ یہ وصیت اول اسلام میں واجب تھی میت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے بنا بر اس کے کہ مناسب جانے اس کو میت برابری کرنی اور تفصیل سے پھر یہ حکم فرائض کی آیت سے منسوخ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وصیت ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے تھی سوائے اولاد کے پس وہ وارث ہوتی تھی اس چیز کی جو وصیت کے بعد باقی رہتی۔ اور ابن شریح نے عجیب بات کہی پس کہا کہ مکلف تھے وصیت کے والدین اور قرابت داروں کے لیے بقدر حصہ کے کہ اللہ کے علم میں مقدر تھا پہلے اس کے اتارنے کے۔ اور امام الحرمین نے اس پر سخت انکار کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آیت مخصوص ہے اس لیے کہ اقربین عام ہے اس سے کہ وارث ہوں اور ان سب کے لیے وصیت واجب تھی پس خاص کیا گیا وصیت کی آیت سے وہ شخص کہ وارث نہیں فرائض کی آیت کی رو سے اور

حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے اور باقی رہا حق اس شخص کہ نہیں وارث اقربین سے وصیت میں اپنے حال پر یہ قول طاؤس وغیرہ کا ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بچ مقرر کرنے ناخ آیت وصیت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے۔ سو بعض کہتے ہیں کہ فرائض کی آیت سے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث مذکور سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس پر اجماع نے دلالت کی ہے اگرچہ اس کی دلیل متعین نہیں ہوئی اور استدلال کیا گیا ہے حدیث لَا وَصِيَّةَ لِرِجَالٍ کے ساتھ اس طرح سے کہ وارث کے لیے ہرگز وصیت صحیح نہیں مگر ان کا تقدم۔ اور بر تقدیر اس کے تہائی سے نافذ ہونے کے نہیں صحیح ہے وصیت کے اس کے لیے اور اس کے غیر کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ تہائی سے زیادہ ہو اگرچہ وارث جائز رکھے اور ساتھ اس کے قائل ہو امزنی اور داود اور قوی کیا ہے اس کو سبکی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے اس کے لیے عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی حدیث کے ساتھ اس شخص کی کہ جس نے مجھے غلام آزاد کیے تھے پس تحقیق اس میں مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سخت بات کہی یعنی کہا کہ اگر میں جانتا تو اس کا جنازہ نہ پڑھتا اور نہیں منقول ہے یہ بات کہ حضرت ﷺ نے وارثوں سے مراجعت کی ہے پس دلالت کی اس نے یہ کہ مطلق منع ہے اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ راوی کے قول کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اس کے بعد تہائی سے وصیت کرنی جائز تھی پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کہ منع کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہما کو وصیت کرنے سے آدھے مال کی اور اجازت کی صورت مستثنیٰ نہیں کی اور جو چوتھائی سے زیادہ وصیت کو جائز کہتا ہے اس نے اس زیادتی کے ساتھ دلیل پکڑی ہے جو پہلے گذر چکی ہے اور وہ حضرت ﷺ کا قول ہے مگر یہ کہ وارث چاہیں پس اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو وہ دلیل ظاہر ہے اور دلیل پکڑی ہے جائز رکھنے والوں نے معنی کے اعتبار سے اس طرح سے کہ منع تو اصل میں حق وارثوں کے لیے تھا پس جب جائز رکھیں تو منع نہیں ہوگا اور اختلاف کیا ہے اس کی اجازت کے وقت میں پس جمہور اس پر ہیں کہ اگر موصی کی زندگی میں جائز رکھیں تو جائز ہے ان کو رجوع کرنا پس جب چاہیں اور اگر اس کے بعد جائز رکھیں تو نافذ ہو جاتی ہے یعنی لازم ہو جاتی ہے اس میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہوتا اور مالکیہ نے تفصیل کی ہے زندگی میں مرض الموت اور اس کے غیر کے درمیان پس لاحق کیا ہے انہوں نے مرض الموت کو ما بعد موت کے ساتھ اور مستثنیٰ کیا ہے بعض نے اس کو جب کہ ہو اجازت دینے والا وصیت کرنے والے کے عیال میں اور خوف کرے اس کے باز رہنے سے منقطع ہونا اس کے معروف کو اس سے اگر زندہ رہے پس تحقیق اس کی مثل کے لیے جائز ہے رجوع کرنا۔ اور زہری اور ربیعہ نے کہا کہ ان کو رجوع کرنا مطلق درست نہیں اور انہوں نے اتفاق کیا ہے اوپر اعتبار ہونے موصی لہ کے وارث بچ مرنے کے دن یہاں تک کہ اگر وصیت کرے اپنے بھائی کے لیے جو وارث ہے جب کہ اس کے لیے بیٹا نہ ہو جو بھائی مذکور کو محروم کرے پس پیدا ہو اس کے لیے بیٹا اس کے مرنے سے پہلے جو محروم کرے بھائی

کو تو بھائی مذکور کے لیے وصیت جائز ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے وصیت کرے اور اس کے لیے بیٹا ہو تو بیٹا وصیت کرنے والے کے مرنے سے پہلے مر جائے تو وہ وصیت وارث کے لیے ہے یعنی پس جائز نہ ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس شخص کے وصیت کے منع کرنے پر کہ بیت المال کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو اس لیے کہ وہ منتقل ہوتا ہے وراثت مسلمانوں کے لیے اور وارث کے لیے وصیت باطل ہے اور یہ وجہ محض ضعیف ہے حکایت کیا ہے اس کو قاضی حسین نے اور اس کے قائل کو لازم آتا ہے کہ ذمی کی وصیت کو جائز نہ رکھے یا متعید کرے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑی اس نے۔ (فتح)

بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ . مرنے کا وقت صدقہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہوگا اس کا یعنی جائز ہے اگرچہ صحت کی حالت میں افضل ہے۔

۲۵۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یعنی پوچھا کہ یا حضرت! کون سی خیرات افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حالت میں کہ تو تندرست اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو اور مالداری کی امید رکھتا ہو (اور تجھ کو زندگی کی امید ہو) اور خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ جب تو مرنے لگے اور روح حلق میں پہنچے تو اس وقت تو یوں کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اور فلاں اس کا وارث ہو چکا یعنی اس لیے کہ اگر اس وقت کسی کو نہ دے گا تو بھی مال اس کے ہاتھ سے گیا اور وارثوں کو ملا۔

۲۵۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ تَأْمَلُ الْغِنَى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمَهِّلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَتْ لِفُلَانٍ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ مذکور بطور مثال کے ہے۔ خطاب نے کہا کہ پہلا اور دوسرا فلاں موصی لہ میں اور آخر فلاں وارث اس لیے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر چاہے تو اس کو باطل کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ساتھ سب کے وہ شخص ہو کہ اس کے لیے وصیت کی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ تیسرے فلاں میں کان کے لفظ کو داخل کیا اشارہ کرنے کے لیے تقدیر کو متعید کرنے کی طرف اس کے لیے ساتھ اس کے۔ اور کرمانی نے کہا کہ احتمال ہے کہ پہلا فلاں وارث ہو اور دوسرا موروث اور تیسرا موصی لہ۔ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اس کا بعض وصیت ہو اور بعض اقرار اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ کرو فلان کے لیے اتنا اور صدقہ کرو اتنے کے ساتھ اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں تھوکا پھر اپنی انگلی سببہ رکھی پھر فرمایا کہ کہاں سے عاجز جانتا ہے مجھ کو ابن آدم اور تحقیق میں نے پیدا کیا ہے تجھ کو مثل اس چیز سے سو تو نے مال جمع کیا اور اللہ

کی راہ میں نہ دیا یہاں تک کہ جب روح حلق میں پہنچی تو تو نے کہا کہ فلا نے کو اتنا دینا اور اتنا صدقہ کرنا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندگی اور صحت کی حالت میں خیرات کرنی اور قرض کا ادا کرنا افضل ہے مرنے کے اور بیماری میں دینے سے اور اشارہ کیا اس کی طرف حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے ساتھ (وَأَنْتَ صَاحِبُ الْخ) اس لیے کہ صحت کی حالت میں مال کا نکالنا اس پر دشوار ہوتا ہے اکثر اوقات اس چیز کی وجہ سے کہ اس کو شیطان ڈراتا ہے اس کے ساتھ اور زینت دیتا ہے اس کے لیے زندگی کے لمبا ہونے کے ساتھ اور محتاج ہونے سے مال کی طرف جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور نیز پس شیطان اکثر اوقات زینت دیتا ہے ظلم کے لیے وصیت میں رجوع کرنے کی وصیت سے پس خاص ہوگی تفصیل صدقہ حاضر کے بعد۔ سلف نے کہا کہ دنیا دار لوگ اپنے مالوں میں دوبار اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ایک بار تو اس کے ساتھ بخل کرتے ہیں اور حالانکہ وہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی زندگی میں اور ایک بار اس میں زیادتی کرتے ہیں جب کہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے یعنی مرنے کے بعد۔ اور ترمذی وغیرہ نے ابو داؤد سے روایت کی ہے کہ مثل اس کی جو مرنے کے وقت آزاد کرے اور صدقہ دے مثل اس شخص ہے کہ ہدیہ بھیجے جب کہ سیر ہو اور یہ راجع ہے حدیث باب کے معنی کی طرف۔ اور ابن حبان وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ البتہ خیرات کرنا مرد کا اپنی زندگی اور تندرستی میں ساتھ ایک درہم کے بہتر ہے اس کے لیے اس سے کہ خیرات کرے اپنے مرنے کے وقت سو درہم کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دِينَ﴾  
باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وارث ہونا بعد وصیت کے ہے جو کی گئی یا قرض کے۔

فائدہ: مراد بخاری کی اس ترجمہ کے ساتھ اور اللہ خوب جانتا ہے دلیل پکڑنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بیمار کے اقرار سے ساتھ قرض کے مطلق یعنی بیمار اقرار کرے کہ فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے برابر ہے کہ مقررہ وارث ہو یا اجنبی۔ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برابری کی اللہ نے درمیان وصیت اور قرض کے بیچ ان کے مقدم کرنے میں میراث پر اور تفصیل نہیں کی پس خارج ہوئی وصیت وارث کے لیے ساتھ اس دلیل کے کہ پہلے گذری اور اقرار بالدين اپنے حال پر باقی رہا اور قول اللہ تعالیٰ کا مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ مُتَعَلِقٍ هِيَ اس چیز کے ساتھ جو پہلے گذری ہے کل ورثوں سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ متصل ہے ساتھ اس کے تھا اور گویا کہ اس نے کہا کہ قسمت ان چیزوں میں واقع ہوتی ہے بعد وصیت کے اور وصیت اس جگہ مال موصی بہ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا يوصي بها صفت ہے مقید کرتی ہے موصوف کو اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ میت کو وصیت کرنی جائز ہے یہ بات سہیلی نے کہی ہے اور وصیت کی تکمیل فائدہ دیتی ہے کہ وصیت مستحب ہے اگر واجب ہوتی تو کہا جاتا مِنْ بَعْدِ الْوَصِيَّةِ (فتح)

وَيَذَكِّرُ أَنْ شَرِيحًا وَعُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ  
یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ قاضی شریح اور عمر بن عبد العزیز

اور طاؤس اور عطا اور ابن اذینہ نے جائز رکھا ہے اقرار بیمار کا ساتھ قرض کے یعنی اگر بیمار کہے کہ فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے تو یہ جائز ہے اور وہ اقرار اس کا صحیح ہے۔ یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ لائق تر اس چیز کا کہ تصدیق کیا جائے ساتھ اس کے مرد آخردن دنیا کا ہے اور پہلادان آخرت کا ہے یعنی مرنے کے دن اگر اقرار کرے قرض کا تو اس کی تصدیق کی جائے۔ یعنی اور ابراہیم اور حکم نے کہا اگر بیمار وارث کو قرض سے بری کرے تو بری ہو جاتا ہے یعنی اگر بیمار اپنے وارث کو کہے کہ میرا اس پر کچھ قرض نہیں تو وہ وارث قرض سے بری ہو جاتا ہے اور دوسروں وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ موروث کے قرض کی بابت اس پر دعویٰ کریں یعنی اس کا قول معتبر ہے اور وارثوں پر حجت ہے۔ یعنی اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے وصیت کی اور اقرار کیا کہ نہ کہو لے جائے اس کی عورت فزار یہ اس مال سے کہ بند کیا گیا ہے اس مال پر دروازہ اس کا یعنی میرے مرنے کے بعد کوئی میری بیوی فزاریہ سے تعرض نہ کرے اور اس کو کچھ نہ کہے کہ وہ مال اس کی ملک ہے۔

فائدہ: اور اس کا یہ قول کافی ہے اس کے لیے حاجت گواہ کی نہیں۔

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ اگر مرنے کے وقت اپنے غلام سے کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تھا تو جائز ہے یعنی اور وہ غلام آزاد ہو جاتا ہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ لِمَمْلُوكِهِ عِنْدَ الْمَوْتِ كُنْتَ أَعْتَقْتِكَ جَائِزًا.

فائدہ: اور یہ حسن کے طریق پر ہے کہ بیمار کا اقرار مطلق جائز ہے۔

یعنی اور شعبی نے کہا کہ اگر عورت اپنے مرنے کے وقت کہے کہ میرے خاوند نے میرا حق مہرا دیا ہے اور میں

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ مَوْتِهَا إِنَّ زَوْجِي قَضَانِي وَقَبِضْتُ مِنْهُ

جائزہ۔ نے اس سے لے لیا ہے تو یہ اقرار معتبر ہے یعنی وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے خاوند سے مہر کا تقاضہ کریں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہیں تہمت لگائی جاتی عورت ساتھ میل ہونے کے اپنے خاوند کی طرف اس حال میں خاص کر جب کہ ہو عورت کے لیے اولاد اس کے غیر سے یعنی دوسرے خاوند سے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا يَجُوزُ إِقْرَارُهُ لِسُوءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ ثُمَّ اسْتَحْسَنَ فَقَالَ يَجُوزُ إِقْرَارُهُ بِالْوَدِيعَةِ وَالْبِضَاعَةِ وَالْمُضَارَبَةِ.

یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا بدگمانی کی وجہ سے ساتھ اس کے وارثوں کے لیے یعنی اس لیے کہ وارث گمان کریں گے کہ اس نے ہمارے محروم کرنے کے لیے اقرار کیا ہے پھر اسے بعض نے استحسان کیا پس کہا کہ جائز ہے اس کا اقرار کسی کی امانت کے ساتھ اور پونجی اور مضاربت کے یعنی کہے کہ یہ سب مال فلاں کا ہے کہ اس کا مضارب ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد اس قائل کی یہ ہے کہ جب اقرار کرے ساتھ مضاربت کے مثلاً وارث کے لیے تو لازم آئے گا اس کو تناقض اور نہیں تو نہیں اور فرق کیا ہے بعض حنفیہ نے اس کے ساتھ کہ نفع کا مال مضاربت میں مشترک ہے درمیان محنت کرنے والے کے اور مالک کے پس نہ ہوگا مانند قرض محض کی اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ اقرار بیمار کا غیر وارث کے لیے جائز ہے لیکن اگر ہو اس پر قرض تندرستی میں تو ایک گروہ نے کہا کہ ابتدا کیا جائے ساتھ تندرستی کے اور جن کے لیے بیماری میں اقرار کیا ہے ان کا قرض پیچھے ادا کیا جائے یہ قول نخعی اور اہل کوفہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ وارث کے لیے بیمار کا اقرار جائز ہے یا نہیں پس جائز رکھا ہے اس کو مطلق اوزاعی اور اسحاق اور ابو ثور نے اور یہی راجح ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک کا مگر اس نے استثنیٰ کیا ہے جب کہ اپنے بیٹے کے لیے اقرار کرے اور ہو ساتھ اس کے وہ شخص کہ شریک ہے اس کا غیر بیٹے سے مانند چچا کے بیٹے کی مثلاً اس لیے کہ وہ تہمت کیا جاتا ہے اس میں کہ اپنے بیٹے کو زیادہ دے اور چچا کے بیٹے کو کم دے بغیر عکس کے اور نیز استثناء کیا ہے اس چیز کو جب کہ اقرار کرے اپنی بیوی کے لیے کہ پہچانا جائے محبت اس کی کے ساتھ اور میل کی طرف اس کی اور گویا کہ درمیان اس کے اور درمیان اس کی اولاد کے غیر اس عورت سے دوری ہے خاص کر جب کہ ہو اس کے لیے اس عورت سے اس حالت میں اولاد اور حاصل منقول کا مالکیہ سے مدار امر کی تہمت ہے اور اس کے نہ ہونے پر پس اگر تہمت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی اختیار رویانی کا ہے شافعیہ سے اور شریح اور حسن بن صالح سے ہے کہ

نہیں جائز ہے اقرار اس کا وارث کے لیے مگر اپنی بیوی کے لیے اس کے مہر کے ساتھ اور قاسم اور سالم اور ثوری اور شافعی سے ایک قول میں کہ گمان کیا ہے ابن منذر نے کہ شافعی نے رجوع کیا ہے پہلے سے طرف اس کی اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا اپنے وارثوں کے لیے مطلق اس لیے کہ ان کے لیے کہ وصیت منع ہے پس نہیں امن ہے اس سے کہ زیادہ کرے وصیت کو اس کے لیے پس گردانے اس کو اقرار اور جو اس کو مطلق جائز رکھتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے اس چیز کے ساتھ کہ حسن سے پہلے گذر چکی ہے کہ قریب المرگ کے حق میں تہمت بعید ہے اور ساتھ فرق کے درمیان وصیت اور قرض کے اس لیے کہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر تندرستی کی حالت میں اپنے وارث کے لیے وصیت کرے اور اقرار کرے اس کے لیے قرض کے ساتھ پھر اس سے رجوع کرے تو اقرار سے رجوع کرنا اس کا صحیح نہیں برخلاف وصیت کے پس صحیح ہے رجوع کرنا اس سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بیمار جب اقرار کرے ساتھ وارث کے تو اس کا اقرار صحیح ہے باوجود اس کے کہ متضمن ہے اقرار کو اس کے لیے مال کے ساتھ اور اس طرح سے کہ مدار احکام کے ظاہر پر ہے پس نہ چھوڑا جائے گا اس کا اقرار گمان محتمل کی وجہ سے پس تحقیق امر اس کا اس کے بارے میں اللہ کی طرف ہے۔ (فتح)

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 اُيَاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ  
 اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس لیے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی اپنے گمان سے کسی مسلمان پر بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے۔  
 فَادِّهِ: اور مقصود اس کے ذکر کرنے کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار پر بدگمانی کرے پس منع کرے اس کے تصرف کو۔

وَلَا يَحِلُّ مَالُ الْمُسْلِمِينَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمَنَافِقِ إِذَا أُوتِيَ خَانَ.  
 اور نہیں حلال ہے مال مسلمانوں کا حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ منافق کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور وجہ تعلق اس کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار کے اقرار کو منع کرتا ہے اور جو جائز نہیں رکھتا اس جہت سے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے خیانت کی مذمت پر پس اگر ترک کرے اس چیز کے ذکر کو کہ جو اس پر حق سے ہے اور چھپائے اس کو تو ہوگا خیانت کرنا والا مستحق کی پس لازم آیا وجوب ترک خیانت سے واجب ہونا اقرار کا اس لیے کہ اگر وہ چھپائے تو ہوگا خان اور جو اس کے اقرار کو معتبر نہ جانے تو اس کو کتمان پر حمل کرے گا۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ

تَوَدُّوْا الْاٰمَانَاتِ اِلٰى اٰهْلِهَا ﴿ فَلَمْ يَخْصَّ وَاٰرِثًا وَّلَا غَيْرَهٗ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بِنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .  
 ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی پس نہیں خاص  
 کیا اللہ نے وارث کو اور نہ اس کے غیر کو اس باب میں عبد  
 اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔  
 فائدہ: یعنی نہیں فرق کیا اللہ نے وارث اور اس کے غیر کے درمیان امانت کے ادا کے حکم میں پس صحیح ہوگا اقرار برابر  
 ہے کہ وارث کے لیے ہو یا اس کے غیر کے لیے۔ (فتح)

۲۵۴۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا أَوْثَمَنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ .  
 ۲۵۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

بَابُ تَاوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ يُوْصِيْ بِهَا اَوْ دِيْنٍ ﴾ .  
 یعنی باب ہے بیچ بیان مراد اس آیت کے کہ قسمت بعد وصیت کے ہے کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے۔

فائدہ: یعنی بیان مراد کا ساتھ مقدم کرنے وصیت کے ذکر میں قرض پر یعنی اللہ نے جو وصیت کو قرض پر مقدم کیا تو اس کی کیا وجہ ہے باوجود اس کے کہ دین مقدم ہے ادا میں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا بعید بیچ تکرار کرنے اس ترجمہ کے۔ (فتح)

وَيُذَكِّرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالَّذِيْنَ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ .  
 یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ادا کرنے قرض کے پہلے وصیت کے یعنی وصیت کے جاری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا کہ دین وصیت کے پہلے ہے اور تم پڑھتے ہو وصیت کو پہلے قرض کے اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے اور شاید بخاری نے اعتماد کیا ہے اس پر اس کے قوت پانے کی وجہ سے سات اتفاق کے اوپر اس کے مقتضی پر نہیں تو بخاری کی عادت جاری نہیں ہوئی کہ وارد کرے ضعیف کو دلیل پکڑنے کے مقام پر اور جو چیز بخاری نے باب میں وارد کی ہے وہ بھی اس کو قوت دیتی ہے اس میں کہ قرض مقدم



کیا جائے وصیت پر مگر ایک صورت میں اور وہ یہ ہے کہ اگر وصیت کرے کسی شخص کے لیے ہزار کی مثلا اور وارث اس کی تصدیق کرے اور حکم کرے ساتھ اس کے پھر ایک دوسرا دعویٰ کرے کہ اس کا مردے کے ذمہ قرض ہے جو گھیرتا ہے اس کے موجود تمام مال کو اور وارث اس کی تصدیق کرے پس ایک وجہ میں شافیہ کے لیے مقدم کی جائے وصیت قرض پر اس صورت خاص میں پھر تحقیق نزاع کیا ہے بعض نے وصیت کے مطلق ہونے میں مقدم قرض پر آیت میں اس لیے کہ آیت میں کوئی صیغہ ترتیب کا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جسے وراثت کے قرض ادا کرنے اور جاری کرنے وصیت کے بعد واقع ہوتے ہیں اور آیت میں حرف او اباحت کے لیے لایا گیا ہے مانند تیرے قول کی کہ بیٹھ زید کے پاس یا عمرو کے پاس یعنی جائز ہے تیرے لیے بیٹھنا ہر ایک کے پاس دونوں میں سے خواہ اکٹھا ہو یا جدا جدا اس کے سوا کچھ نہیں کہ مقدم کی گئی وصیت معنی کے کہ تقاضہ کرتا ہے اہتمام کو اس کی تقدیم کی وجہ سے۔ اور اختلاف کیا گیا ہے تعیین کرنے میں اس کے معنی میں اور حاصل اس چیز کا کہ ذکر کیا ہے اس کو اہل علم نے تقدیم کے تقاضہ کرنے والی چیزوں سے چھ امر ہیں ایک ان میں سے خفت اور ثقل ہے مانند ربیعہ اور مضر کی پس مضر اشرف ہے ربیعہ سے لیکن چونکہ ربیعہ کے لفظ ہلکے تھے تو مقدم کیا گیا ذکر میں اور یہ راجع ہے لفظ کی طرف۔ دوسرا امر باعتبار زمانے کے مانند عاد اور ثمود کی۔ تیسرا امر باعتبار صیغہ کے ہے ٹمٹ اور رباغ کی طرح۔ چوتھا امر باعتبار تہ کے ہے نماز اور زکوٰۃ کی طرح۔ اس لیے کہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوٰۃ مال کا حق ہے اور بدن مقدم ہے مال پر۔ پانچواں امر مقدم کرنا سبب کا ہے مسبب پر اللہ کے قول کی طرح عزیز حکیم بعض سلف نے کہا کہ غالب ہو پس جب غالب ہوا تو حکم کیا۔ چھٹا امر ساتھ شرف اور فضیلت کے مانند قول اللہ تعالیٰ کی من النبیین والصدیقین اور جب یہ بات قرار پا چکی ہے تو سبیل نے ذکر کیا ہے کہ مقدم کرنا وصیت کا ذکر میں دین پر اس لیے ہے کہ وصیت تو صرف واقع ہوتی ہے بطور نیکی اور سلوک کرنے کے برخلاف قرض کے پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ وہ واقع ہوتا ہے اکثر اوقات بعد وصیت کے ساتھ ایک قسم تفریط کے پس واقع ہوا ابتدا کرنا ساتھ وصیت کے اس کے ہونے کی وجہ سے افضل۔ اور اس کے غیر نے کہا کہ مقدم کی گئی وصیت قرض پر یعنی ذکر میں اس لیے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ لی جاتی ہے بغیر عوض کے اور دین لیا جاتا ہے ساتھ عوض کے کہ پس ہوگا نکالنا وصیت کا زیادہ تر دشوار وارث پر قرض کے نکالنے سے اور ہوگا ادا کرنا اس کا جگہ گمان کرنے تصور کے برخلاف قرض کے پس تحقیق وارث اطمینان رکھتا ہے ساتھ اس کے نکالنے کے پس مقدم کی گئی اس سبب کے لیے اور نیز وہ پس حصہ فقیر اور مسکین کا ہے اکثر اوقات اور قرض حصہ قرض خواہ کا ہے جو طلب کرتا ہے اس کو ساتھ قوت کے اور اس کے لیے جائز ہے کلام کرنا جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے کہ حقدار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور نیز پس وصیت پیدا کرتا ہے اس کو موصی اپنے نفس کی طرف سے پس مقدم کی گئی رغبت دلاسنے کے لیے عمل کرنے کے ساتھ برخلاف قرض کے وہ ہنفسہ ثابت ہے اس کا ادا کرنا مطلوب ہے برابر ہے کہ یاد کرے یا نہ یاد کرے

اور نیز وصیت ممکن ہے ہر ایک سے خاص کر نزدیک ایک شخص کے جو اس کے وجوب کا قائل ہے پس وہ کہتا ہے کہ وصیت ہر ایک کے لیے لازم ہے پس مشترک ہیں اس میں تمام مخاطبین اس لیے کہ وہ واقع ہوئی ہے ساتھ مال اور عہد کے کما تقدم۔ اور کم ہے وہ شخص کہ خالی ہو کسی چیز سے اس میں بخلاف دین کے پس تحقیق وہ ممکن ہے کہ پایا جائے اور نہ پایا جائے اور جس کا وقوع اکثر ہو وہ مقدم ہو اس چیز پر جس کا کم ہو۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مقدم کرنا وصیت کا قرض پر لفظ میں نہیں تقاضہ کرنا مقدم کرنے اس کے کو معنی میں اس لیے وہ دونوں اکٹھے ذکر کیے گئے ہیں بیچ سیاق بعدیت کے لیکن میراث متصل ہے وصیت کے بعدیت میں اور نہیں متصل ہے بلکہ وہ اس کے بعد کے بعد ہے پس لازم ہے کہ دین مقدم کیا جائے ادا میں باعتبار قبلیت کے پس تقدیم دین کی وصیت ہو لفظ میں اور باعتبار بعدیت کے پس مقدم کی جائے وصیت قرض پر معنی میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ فَأَدَّاءُ الْأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الْوَصِيَّةِ.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو ادا کرو امانتوں کو طرف اہل ان کے کی پس ادا کرنا امانت کا لائق تر نفل وصیت سے۔

فائدہ: یعنی پس دین کر امانت کے قبیل سے ہے اس کا مقدم کرنا وصیت پر بہتر ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرٍ غَنِيٍّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يُوصِي الْعَبْدُ إِلَّا بِأَذْنِ أَهْلِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ.

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ثواب ہے صدقہ کا مگر پیچھے مال داری کے یعنی اور قرض دار مال دار نہیں مگر یہ کہ ادائے قرض کے بعد مال باقی رہے پس اس وقت جائز ہے کہ خیرات کرے ساتھ وصیت کے اور اس سے معلوم ہوا کہ قرض مقدم ہے وصیت پر اور محتاج کو خیرات کرنی ضرور نہیں۔ یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہ وصیت کرے غلام مگر اپنے مالکوں کی اجازت سے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غلام حاکم ہے اپنے سردار کے مال میں۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور اس سے بخاری کی مراد توجیہ کرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کی جو مذکور ہوئی۔ ابن منیر نے کہا کہ جب معارض ہو غلام کے مال میں اس کا حق اور اس کے سردار کا حق تو مقدم کیا گیا تو ہی تر اور وہ سردار کا حق ہے اور کیا گیا غلام مسئول عنہ اور وہ ایک نگہبانوں کا ہے بیچ اس کے پس اسی طرح حق دین کا جب معارض ہو اس کو حق وصیت کا اور دین واجب ہے اور وصیت مستحب ہے واجب ہو مقدم کرنا قرض کا۔ پس

یہ ہے وجہ مناسبت اس اثر اور حدیث کی ترجمہ کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۴۵۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر میں نے آپ سے مانگا تو پھر آپ نے دیا پھر مجھ کو فرمایا کہ اے حکیم! البتہ یہ مال سبز اور شیریں ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی سخاوت سے یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے لیے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دیئے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے نہ مانگوں گا (اصل میں رزء کے معنی کم کرنا ہے صراح میں ہے یقال ما رزنتہ ای ما نقصتہ۔ چونکہ مانگنا کمی کا سبب ہے اس لیے مانگنے کو اس لفظ کے ساتھ تعبیر کر دیا (ابو محمد)۔ پس تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ بلا تے حکیم کو یعنی اپنی خلافت میں تاکہ ان کو بیت المال سے ان کا حصہ دیں تو حکیم انکار کرتے تھے کہ قبول کریں اس سے کچھ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو بلایا تھا تاکہ ان کو ان کا حصہ بخشش (یہ زائد ہے متن حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا معنی ہو، واللہ اعلم۔ ابو محمد عفی عنہ) سے دیں تو حکیم نے قبول کرنے سے انکار کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا ہوں آگے اس کے حق اس کا جو تقسیم کیا ہے اس کے لیے

۲۵۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصِيرٌ حُلُومٌ لَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْبَدُّ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْبَدِّ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَلَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أُرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَعْرَضُ عَلَيْهِ حَقُّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْتِي أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأُ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوَفِّيَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

اللہ نے اس نے سے یعنی مال غنیمت سے تو وہ لینے سے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد زندگی بھر سے کچھ نہ مانگا یہاں تک کہ مر گیا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الزکاة میں گذر چکی ہے۔ ابن نمیر نے کہا کہ اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بخشش کے قبول کرنے میں زاہد بنایا یعنی بخشش کو بے حرص سے اور حرص سے نہ لے اور لینے والے ہاتھ کو نیچا ٹھہرایا نفرت دلانے کے لیے اس کو اس کے قبول کرنے سے اور نہیں واقع ہوا مثل اس کے قرض کی تقاضہ کرنے میں پس حاصل یہ ہے کہ جو وصیت کا لینے والا ہے اس کا ہاتھ نیچا ہے اور قرض کا لینا والا اپنے حق کا پورا لینے والا ہے یا تو ہوگا اس کا ہاتھ اونچا ساتھ اس چیز کے کہ فضیلت دیا گیا ہے قرض دینے سے یا یہ کہ نہ ہوگا اس کا ہاتھ نیچا پس ثابت ہوگی تقدیم قرض کی یعنی ادا کرنے میں وصیت پر۔ (فتح)

۲۵۴۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ تم میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم کیا اور مرد اپنی بیوی اور بال بچوں پر حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ ان کو نیک کام سکھایا اور گناہ سے روکایا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے اور وہ بھی پوچھی جائے گی کہ اس نے اس کی خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی کی یا نہیں راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

۲۵۴۶۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّخِينِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْءُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيٌّ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِي مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور تحقیق مخالفت کی طحاوی نے اس مسئلے میں اپنے اصحاب کی پس ذکر کیا اختلاف علماء کا مانند اس کی ہے کہ پہلے گذرا پھر ذکر کیا اس نے کہ صحیح وہ ہے جو جماعت کا مذہب ہے اور تصریح کی ساتھ ضعف کرنے اس چیز کے کہ پہلے گذری ہے ابو حنیفہ اور زفر اور ابو یوسف اور محمد سے اس مسئلے میں۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصَى لِأَقَارِبِهِ وَمَنِ  
الْأَقَارِبُ.

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی اپنے قرابتوں کے لیے کچھ وقف کرے یا وصیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے

اور بیان اس کا کہ قرابت والے کون ہیں۔

فائدہ: حذف کیا ہے بخاری نے جواب اذا کا اشارہ کرنے کے لیے اس طرف کہ اس میں اختلاف ہے یعنی کیا یہ صحیح ہے یا نہیں اور بخاری نے دوسرے مسئلے کو بھی استفہام کی جگہ وارد کیا کہ اس میں بھی اختلاف ہے اور ترجمہ شامل کرنے کو وقف اور وصیت کے درمیان اس چیز میں کہ متعلق ہے قرابتوں کے ساتھ اور بخاری اس جگہ سے مسائل وقف کی طرف شروع ہوا ہے پس باب باندھا اس چیز کے لیے کہ ظاہر ہوئی اس کے لیے اور پھر جوع کیا آخر میں کتاب الوصایا کے کامل کرنے کی طرف۔ ماوردی نے کہا کہ جائز ہے وصیت اس شخص کے لیے کہ جائز ہے اس پر وقف کرنا چھوٹے اور بڑے سے اور عاقل سے اور دیوانے سے اور موجود سے اور معدوم سے یعنی جو ابھی پیدا نہیں ہوا جب کہ نہ ہو وارث اور قاتل۔ اور وقف کا معنی ہے منع کرنا بیع رقبہ کا یعنی چیز کی اصل نہ بیچی جائے اور اس کی منفعت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اور وجہ مخصوص کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اقارب میں کہ کون کون ہیں ابو حنیفہ نے کہا کہ قرابت ہر ذی رحم محرم ہے یعنی وہ ناتے دار ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو برابر ہے کہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے لیکن ابتداء کی جائے باپ کی قرابتوں کے ساتھ ماں سے پہلے اور ابو یوسف اور ابو محمد نے کہا کہ قرابتی وہ ہیں جن کو جمع کرے باپ ابتداءً ہجرت سے برابر ہے کہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف بغیر تفصیل کے۔ زیادہ کیا زفر نے کہ جوان میں سے قریب ہو وہ مقدم کیا جائے اور یہ ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی آئی ہے اور اقل درجہ ان کا جن کو مال وقف اور وصیت کا دیا جائے تین آدمی ہیں یعنی اس سے کم نہ کرے۔ اور محمد کے نزدیک دو آدمی ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک ایک ہے۔ اور نہ خرچ کیا جائے مالداروں پر ان کے نزدیک مگر یہ کہ اس کی شرط کی جائے۔ اور شافعیہ نے کہا کہ قریب وہ ہے جو نسب میں جمع ہو برابر ہے کہ قریب ہے یا بعید مسلمان ہو یا کافر مالدار ہو یا فقیر مرد ہو یا عورت وارث ہو یا غیر وارث محرم ہو یا غیر محرم اور اختلاف کیا ہے انہوں نے فروع اور اصول میں۔ دو وجہوں پر کہتے ہیں کہ اگر پائی جائے جمع محصور زیادہ تین سے تو سب کو دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ بند کیا جائے تین پر اور اگر غیر محذور ہو تو نقل کیا ہے طحاوی نے (یعنی طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اس وقف کے باطل ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے ابو محمد عفی عنہ) اتفاق کو باطل ہونے پر اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ جواز کی ہے اور خرچ کیا جائے ان سے تین کے لیے اور نہیں ہے واجب برابری۔ اور کہا احمد نے قرابت شافعی کی طرح مگر اس نے کافر کو خارج کیا ہے اور مالک نے کہا کہ خاص ہے قرابت ساتھ عصبہ کے برابر ہے کہ وارث ہو یا نہ وارث ہو اور پہلے ان کے فقیروں کو دیا جائے یہاں تک کہ بے پردہ

ہو جائیں پھر مالداروں کو دیا جائے۔ اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس چیز کے لیے کہ شافعی نے کہا کہ بغیر شرط ہونے تین آدمیوں کے پس ظاہر اس کا اکتفا کرنا ہے دو کے ساتھ اور انشاء اللہ اس کا بیان ہم آئندہ کریں گے۔ (فتح) اور ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس کو یعنی باغ کو اپنے قرابت والوں کے محتاجوں کو تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں تقسیم کر دیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

یعنی اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے تمامہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ مثل حدیث ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو اپنے قرابتوں کے محتاجوں میں گردان انس رضی اللہ عنہ نے کہا پس ٹھہرایا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے اور وہ دونوں اس کی طرف مجھ سے زیادہ تر قریب تھے اور حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ناتے دار تھے بایں طور کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ہے اور حسان بن ثابت بن منذر بن حرام پس ابو طلحہ اور حسان حرام میں جمع ہوتے ہیں اور وہ تیسرا باپ ہے اور حرام بن عمرو بن زین مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار پس یہ نسب جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ کو اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو چھٹے باپ میں طرف عمرو بن مالک کی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نسب اس طور سے ہے کہ ابی بن کعب بن

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ مِثْلَ حَدِيثِ ثَابِتٍ قَالَ أَجْعَلَهَا لِفُقَرَاءِ قَرَابَتِكَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانٍ وَأَبِي بَنِ كَعْبٍ وَكَانَا أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنِّي وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانٍ وَأَبِي مِنْ أَبِي طَلْحَةَ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ عَمْرٍو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعَانِ إِلَى حَرَامٍ وَهُوَ الْأَبُ الثَّلَاثُ وَحَرَامُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ عَمْرٍو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَهَوُا يَجَامِعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأَبِيًّا إِلَى سِتَّةِ آبَاءٍ إِلَى عَمْرٍو بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ أَبِي بَنِ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عُيَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَعَمْرٍو بْنُ مَالِكٍ يَجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا

طَلْحَةَ وَأَبِيًّا وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَوْصَى  
لِقَرَابَتِهِ فَهُوَ إِلَىٰ آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ.

قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن  
نجار پس عمرو بن مالک جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ  
اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یعنی اور بعضوں یعنی ابو یوسف  
وغیرہ نے کہا کہ جب اپنے قراہتوں کے لیے وصیت  
کرے تو جاری ہوگی وصیت طرف باپوں اس کے کی  
اسلام میں۔

**فائدہ:** اور شخص اس کا یہ ہے کہ ایک دو مردوں کا جن کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خاص کیا قریب تر ہے اس کی طرف دوسرے  
کی نسبت پس حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتا ہے اس کے ساتھ تیسرے باپ میں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ چھٹے باپ  
میں پس اگر قریب تر ہونا معتبر ہوتا ہے تو البتہ خاص کیا جاتا ہے اس کے ساتھ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سوائے اپنے غیر  
کے۔ پس معلوم ہوا کہ قریب تر ہونا معتبر نہیں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ وہ دونوں مجھ سے قریب  
تر تھے اس لیے کہ جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ کو جمع کرتا ہے وہ نجار ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی عدی بن نجار ہے اور  
ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی کعب مالک بن نجار کی اولاد سے ہے اسی لیے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف انس رضی اللہ عنہ  
سے قریب تر ہیں۔ اور احتمال ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رعایت کی ہونے پر حق اس شخص کے کہ دیا اس کو اپنے قراہتوں سے  
فقیر کو لیکن استثناء کیا ہو اس شخص کو کہ کفایت کیا گیا ہو ان دونوں لوگوں میں سے جن کا خرچ ان پر لازم ہے۔ پس اس  
لیے نہ داخل کیا انس رضی اللہ عنہ کو پس گمان کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے نسب کے دور ہونے کی وجہ سے ہے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے  
اور استدلال کیا گیا ہے احمد کے لیے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ذوی القربی کے اس آیت میں وللرسول ولذی  
القربنی ہاشم اور مطلب کی اولاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کرنے کی وجہ سے ان کو ذوی القربی کے حصے کے ساتھ  
سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوتے ہیں مطلب کی اولاد کے ساتھ جو تھے باپ میں۔ اور اس کا طحاوی نے اس طرح  
پہنچا کیا ہے کہ اگر یہ بات ہوتی تو البتہ شریک ہوتے ساتھ ان کے بنی نوفل اور بنی عبد شمس اس لیے کہ وہ دونوں عبد  
مناف کی اولاد ہیں مانند مطلب اور ہاشم کی پس جب خاص کیے گئے بنی ہاشم اور بنی مطلب سوائے بنی نوفل اور بن  
عبد شمس کے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ حصے ذوی القربی کے دینا اس کا ہے مخصوص لوگوں کے لیے کہ  
بیان کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خاص کرنے آپ کے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو پس نہ قیاس کیا جائے گا جو کوئی  
وقف کرے یا وصیت کرے اپنے قرابت والوں کے لیے بلکہ لفظ اپنے اطلاق اور عموم پر محمول ہوگا یہاں تک کہ ثابت  
ہو جو مقید کرے اس کو یا خاص کرے اس کو، واللہ اعلم۔

۲۵۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو

۲۵۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں مناسب دیکھتا ہوں کہ تو اس کو قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کام کرتا ہوں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت والوں میں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد! عذاب الہی سے ڈرا اپنی قریب برادری والوں کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے لگے کہ اے فہر کی اولاد اے عدی کی اولاد قریش کی قوم کے لیے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الہی سے ڈرادے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے۔

مَالِكُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِي يُطَوِّنُ قُرَيْشٍ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ باب میں۔ اور مراد یہاں جدی برادری ہے باپ کی طرف سے۔

بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالْوَالَةَ فِي الْأَقَارِبِ.

کیا عورتیں اور اولاد بھی قرابت والوں میں داخل ہوتی ہیں یعنی جب کہ قرابتوں کے لیے وصیت یا وقف کرے

فائدہ: اس طرح وارد کیا ہے ترجمہ کو استفہام کے ساتھ اس لیے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔ (فتح)

۲۵۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب ناتے داروں کو ڈرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا مانند اس کی اور کلمہ فرمایا کہ خریدو اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کر سکتا۔ اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کر سکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں

۲۵۴۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا



آؤں گا اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ ﷺ کی میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں آؤں گا اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھ سے جو چاہے میرے مال سے کہ میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کروں گا۔

اَسْتَرَوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَايٍ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بَنِ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. تَابَعَهُ اَصْبَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ.

**فائدہ:** اور جگہ شاہد کی اس سے آپ کا یہ قول ہے اے صفیہ اے فاطمہ اس لیے کہ برابری کی حضرت ﷺ نے اس کے بیچ اپنی قوم کے درمیان پس پہلے سب کو عام کیا پھر بعض بطنوں کو خاص کیا پھر ذکر کیا اپنے چچا کو اور اپنی پھوپھی کو اور بیٹی کو پس دلالت کی اس نے کہ عورتیں بھی قرابتوں میں داخل ہیں اور فروع بھی ان میں داخل ہیں دلالت کی اس نے اور پر تخصیص کرنے اس شخص سے جو وارث ہو اور نہ ساتھ اس شخص کے کہ مسلمان ہو۔ اور احتمال ہے کہ ہولفظ اقریبین کی صفت لازمہ عشیرہ کے لیے اور عشیرہ سے مراد آپ کی قوم ہے اور وہ قریش ہے۔ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے قریش کو پس کہا وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی اپنی قوم کو اور بنا براس کے پس آپ کو اپنی قوم کے ڈرانے کا حکم ہوا پس نہ خاص ہو گیا ساتھ اقرب کے ان میں سے سوائے البعد کے۔ پس نہیں حجت ہے اس میں وقف کے مسئلہ میں اس لیے کہ اس کی صورت وہ ہے جب کہ وقف کرے قرابتوں پر یا اس پر جو سب لوگوں میں اس کے نزدیک زیادہ قریب ہو مثلاً اور آیت متعلق ہے ساتھ ڈرانے قوم کے پس دونوں جدا ہوئے اور ابن مزیر نے کہا کہ شاید وہاں کوئی قرینہ تھا حضرت ﷺ نے اس سے ڈرانے کی تعیم سمجھی پس اسی لیے عام لوگوں کو ڈرایا اور احتمال ہے کہ پہلے خاص کیا ہے ساتھ ظاہر قرابت کے پھر عام کیا ہے اس چیز کے لیے کہ آپ کے نزدیک ہے دلیل سے تعیم پر اس لیے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (فتح)

**باب هَلْ يَنْفَعُ الْوَأَقِفُ بَوَاقِفِهِ.** کیا وقف کرنے والا اپنے وقف کی چیز سے فائدہ اٹھائے؟  
**فائدہ:** یعنی بایں طور کہ وقف کرے اپنی جان پر پھر اپنے غیر پر یا اس طرح سے کہ شرط کرے اپنی جان کے لیے منفعت سے ایک جزو معین یا ٹھہرائے نظر وقف کے لیے کوئی چیز اور وہی خود اس کا محافظ ہو اور ان کل مسکوں میں خلاف ہے پس رہا وقف کرنا اپنے نفس پر پس اس کی بحث آئندہ آئے باب الوقف کیف یکتب میں اور رہا شرط کرنا کسی چیز کا منفعت سے پس اس کا بیان آئے گا اس آیت میں وابتلوا الیتیمیٰ اور لیکن جو نظر کے متعلق ہے پس

ذکر کرتا ہوں اس کو اس جگہ۔ (بخ)

بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ وَقَدْ اشْتَرَطَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَهُ أَوْ شَيْئًا لِلَّهِ فَلَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ.

تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے وقف میں کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ اس کا متولی ہو یعنی تدبیر کرے اس کی اور اس کا حاصل اس کے مصارف میں پہنچائے یہ کہ کھائے اس سے اور تحقیق متولی ہوتا ہے وقف کرنے والا اور غیر اس کا یعنی کبھی وہ اور کبھی وہ اور اسی طرح ہر وہ شخص کہ ٹھہرائے اونٹ قربانی کا یا کوئی چیز اللہ کے لیے تو جائز ہے اس کو نفع اٹھانا ساتھ اس کے جیسے کہ نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا اگرچہ صریح شرط نہ کرے کہ میں بھی اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے قصہ وقف عمر رضی اللہ عنہ کے سے اور تحقیق پہلے گذر چکا ہے موصول شرط کے آخر میں اور اس کا قول قدیمی الواقف وغیرہ الخ۔ بخاری کی نقابت سے ہے اور وہ تقاضہ کرتا ہے کہ ولایت نظر کی وقف کرنے والے کے لیے نہیں نزاع اس میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اور گویا کہ تفریح کی ہے اس نے اوپر مختار بات کے نزدیک اپنے نہیں تو مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر دفع کرے اس کو وقف کرنے والا اپنے غیر کے لیے تاکہ اس کا اناج جمع رکھے اور نہ متولی ہو جدا کرنے اس کے کا مگر وقف کرنے والا تو جائز ہے۔ ابن بطلان نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ہے اس سے مالک نے ذریعہ کے بند کرنے کے لیے تاکہ نہ ہو جیسا کہ اس نے اپنی جان پر وقف کیا یا زمانہ دراز ہو اور وقف بھول جائے یا وقف کرنے والا مفلس ہو جائے پس دست اندازی کرے اس میں اپنی جان کے لیے یا مر جائے اور اس کے وارث اس میں تصرف کریں اور یہ جواز کو منع نہیں کرتا جب کہ حاصل ہو اس سے امن لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے نظر کرنی یہ کہ وہ اس کے ساتھ نفع اٹھائے۔ ہاں اگر اس کی شرط کرے تو جائز ہے راجح قول پر اور جو چیز کہ دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے بخاری نے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے ظاہر ہے جو جواز میں پھر قوی کیا اس کو اپنے قول کے ساتھ جو ٹھہرائے اونٹ قربانی الخ پھر وارد کی بخاری نے دونوں حدیثیں انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے قصے میں جس نے قربانی کا اونٹ ہانکا تھا اور حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوار ہونے کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور بیان کیا میں نے وہاں جس نے اس کو جائز رکھا ہے مطلق اور جس نے اس کو منع کیا اور جس نے ضرورت اور حاجت کے ساتھ قید کیا ہے۔ اور تحقیق استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے وقف کو اپنی جان پر اس

جہت سے کہ جب جائز ہے اس کو نفع اٹھانا اس چیز کے ساتھ کہ ہدیہ بھیجے اس کے بعد خارج ہونے اس کے ملک اس کے سے بغیر شرط کے تو جائز ہونا اس کا ساتھ شرط کے اولیٰ ہے اور ابن نمیر نے اس پر اعتراض کیا ہے اس طرح سے کہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں مگر جو کہتا ہے کہ کلام کرنے والا داخل ہے اپنے خطاب کے عموم میں اور یہ مسائل خلاف کے ہیں اصول میں کہا اور راجح مالکیہ کے نزدیک عرف کا حکم کرنا ہے تاکہ نکلے غیر مخاطب عموم سے ساتھ قرینہ کے۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے وقف کرنے والے لیے یہ کہ نفع اٹھائے اپنے وقف کی چیز سے اس لیے کہ اس نے اس کو اللہ کے لیے نکالا ہے اور اپنی ملک سے کاٹ دیا ہے پس نفع اٹھانا ساتھ کسی چیز کے اس سے رجوع کرتا ہے اپنے صدقے میں۔ پھر کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے نفع اٹھانا اگر اس کی شرط کرے وقف میں یا محتاج ہو وہ یا اس کے وارث، اٹھے۔ اور جو چیز کہ جمہور کے نزدیک ہے یہ ہے کہ جائز ہے اس کو نفع اٹھانا جب کہ وقف کرے اس کو اور پر جہت عامہ کے سوائے خاصہ کے جیسا کہ وصایا کے آخر میں آئے گا۔ اور مسئلے کے فروغ سے یہ بات ہے کہ اگر وقف کرے محتاجوں پر مثلاً پھر وہ خود محتاج ہو جائے یا اس کی اولاد سے کوئی محتاج ہو جائے تو کیا وہ اس کو بھی شامل ہے یا نہیں اور مختار یہ ہے کہ جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ نہ خاص ہو ساتھ اس کے تاکہ نہ بلایا جائے کہ مالک ہو ہے وہ اس کا اس کے بعد۔ (فتح)

۲۵۴۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا تھا کہ قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہولے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کا اونٹ ہے خانے کعبے لے جاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی بار میں فرمایا کہ سوار ہولے تجھ کو خرابی ہو۔

۲۵۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ أَرَكَيْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ أَرَكَيْهَا وَيَلِّكَ أَوْ وَيَحِكَ.

۲۵۵۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہولے اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کا اونٹ ہے تو فرمایا کہ اس پر سوار ہولے تجھ کو خرابی ہو یہ کلمہ دوسری یا تیسری بار فرمایا۔

۲۵۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ أَرَكَيْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ أَرَكَيْهَا وَيَلِّكَ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ.

جب وقف کرے کسی چیز کو پہلے اس سے کہ اس کو اپنے

بَابُ إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى

غیرہ فَهُوَ جَائِزٌ۔  
غیر کی طرف دفع کرے یعنی اس کو اپنے پاس رکھے تو وہ جائز ہے۔

**فائدہ:** یعنی صحیح ہے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں تمام ہوتا وقف مگر قبض کے ساتھ یعنی جب تک اس کو کوئی دوسرا قبض نہ کرے تب تک وقف پورا نہیں ہوتا، اور یہی قول ہے محمد بن حسن اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ اور دلیل پکڑی ہے طحاوی نے کہ وقف آزاد کرنے کی مانند ہے مشترک ہونے کی وجہ سے ان دونوں کے اس میں کہ اللہ کی تملیک میں ہیں۔ پس جاری ہوگا ساتھ قول مجرد کے قبض سے اور جدا ہوتا ہے وہ بہہ سے اس بات میں کہ بہہ تملیک آدمی کی ہے پس ناتمام ہوگا مگر اس کے قبض کرنے کے ساتھ اور استدلال کیا ہے بخاری نے اس میں عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ پس کہا اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور فرمایا کہ نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے اور نہیں خاص کیا ہے کہ اس کا متولی عمر ہے یا کوئی اس کے علاوہ۔ پس بیچ وجہ دلالت کے اس سے خفا ہے اور تحقیق تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ غایت اس چیز کی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو وقف کا متولی ہو مباح ہے اس کو کھانا اس سے اور یہ پہلے باب میں بھی گذر چکا ہے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہر شخص کو جائز ہے یہ کہ متولی ہو وقف مذکور کا بلکہ وقف کے لیے متولی کا ہونا ضروری ہے پس احتمال ہے کہ ہو مالک اس کا اور احتمال ہے کہ اس کا غیر ہو پس نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں جو ایک احتمال کو متعین کرے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب وقف کیا پھر شرط کی تو نہ حکم کیا ان کو حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کے نکالنے کے ساتھ اپنے ہاتھ سے پس ہو گئی آپ کی تقریر یعنی برقرار رکھنا آپ کا دال ہے وقف کے صحیح ہونے پر اگرچہ نہ قبض کرے اس کو موقوف علیہ۔ (فتح)

یعنی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور کہا کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اور نہیں خاص کیا کہ اس کا متولی عمر رضی اللہ عنہ ہے یا غیر اس کا یعنی اور نبی ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ میں کرتا ہوں تو پس تقسیم کیا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قرابتیوں میں اور چچا کی اولاد میں۔

لَإِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْقَفَ وَقَالَ لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مِنْ وِلْيَتِهِ أَنْ يَأْكُلَ وَلَمْ يَخُصَّ إِنَّ وِلْيَتِهِ عُمَرُ أَوْ غَيْرُهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ أَرَأَيْتَ أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَفْعَلُ فَتَقَسَمَهَا فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ.

**فائدہ:** یہ حدیث موصول پہلے گذر چکی ہے۔ اور داودی نے کہا کہ جو چیز کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے وقف کے صحیح ہونے پر پہلے قبضے کے عمر اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے وہ حمل کرنا ہے چیز کا اپنی ضد پر اور تمثیل اس کی اس کی

غیر جنس کے ساتھ اور دفع کرنا ظاہر کا ہے اپنی وجہ سے اس لیے کہ اس نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف اپنے بیٹے کو دیا اور یہ کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے دفع کیا اپنا صدقہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے اس کی ملک نکال دی ساتھ اس کے مجرد قول کے ہی للہ صدقہ اور اسی طرح مالک کہتے ہیں کہ صدقہ لازم ہوتا ہے قول کے ساتھ اگرچہ کہتے ہیں کہ نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ قبض کرنے کے ہاں استدلال کرنا اس کا ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے۔ اعتراض کیا گیا ہے اس پر اور شبہ داودی کا صحیح ہے اور پہلے ذکر کی ہے میں نے توجیہ اس کی اور لیکن ابن بطلال اس نے نزاع کیا ہے استدلال کرنے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ اس طرح سے کہ احتمال ہے کہ اس کا ہاتھ اس سے نکلا ہو اور احتمال ہے کہ بدستور رہا ہو پس نہیں دلالت ہے اس میں اور ابن نمیر نے جواب دیا ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین کے صدقے کو مطلق چھوڑا اور سپرد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کا مصرف کہ آپ جس کو چاہیں دیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دو تو سپرد کیا اس کے لیے اس کی قسمت کو ان کے درمیان گویا کہ اس کو اس کے ہاتھ میں برقرار رکھا اس کے بعد کے صدقہ جاری ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تصریح آئندہ آئے گی کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس کی قسمت کے متولی ہوئے تھے اور اس کے ساتھ پورا ہو گیا جواب اور تحقیق مباشر ہوا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس کے مصرف کو بطور تفصیل کے۔ پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ معین کی اس کے لیے جہت مصرف کی مگر اجمال کیا تھا پس اختصار کیا اتر میں پر پس جب نہ تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ یہ کہ تمام قرابت والوں کو اس میں شامل کرے ان کے منتشر ہونے کی وجہ سے تو اقتصار کیا بعض پر اور خاص کیا اس کے ساتھ اس شخص کو کہ اختیار کیا اس کو ان میں سے۔ (بخ)

بَابُ إِذَا قَالَ دَارِيْ صَدَقَةٌ لِلَّهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَيَضَعُهَا فِي الْأَقْرَبِينَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ.  
فائدہ: یعنی تمام ہوتا ہے صدقہ پہلے معین کرنے جہت اس کے مصرف کی پھر معین کرے اس کے بعد اس شخص میں کہ

یعنی صحیح ہے اور رکھے اس کو اپنے قرابت والوں میں یا جس جگہ چاہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جب کہ اس نے کہا کہ میرے سب قسم کے مال سے مجھ کو باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرھا ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا یعنی

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ حِينَ قَالَ أَحَبُّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنِّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ فَأَجَّازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوزُ حَتَّى يُبَيِّنَ لِمَنْ

وَالْأَوَّلُ أَصْحَحُ.  
اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہاں تک کہ بیان کرے کہ کس کے لیے ہے یعنی معین کرے اس کے مصرف کو۔

فائدہ: یہ بخاری کی فقہت سے ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَمْ يَبَيِّنْ لِمَنْ ذَلِكَ.  
جب کہے کہ میری زمین یا میرا باغ صدقہ ہے اللہ کے لیے میری ماں کی طرف سے تو وہ جائز ہے اگرچہ نہ بیان کرے کہ وہ کس کے لیے ہے۔

فائدہ: پس یہ باب خاص ہے پہلے باب سے اس لیے کہ پہلا باب اس چیز کے بیان میں ہے جب کہ نہ معین ہو وہ شخص کہ صدقہ کیا گیا ہے اس کی طرف سے اور نہ وہ شخص کہ جس پر کیا گیا اور یہ باب اس چیز کے حق میں ہے جب کہ معین ہو وہ شخص کہ جس کی طرف سے صدقہ ہو فقط۔ ابن بطال نے کہا کہ امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وقف صحیح ہے اگرچہ نہ معین کرے اس کا مصرف اور اس کے موافق ہے ابو یوسف اور محمد اور شافعی ایک قول میں۔ ابن قسار نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کہے کہ وقف ہے یا صدقہ ہے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے نیکی اور قربت ہے اور سب لوگوں میں اولیٰ اس کی نیکی کے اس کے قربت والے ہیں خاص کر جب کہ محتاج ہوں اور اس شخص کی مانند ہے جو اپنے تہائی مال کے ساتھ وصیت کرے اور اس کا مصرف متعین نہ کرے کہ وہ صحیح ہے اور اس کو تاجوں میں خرچ کیا جائے اور دوسرا قول شافعی کا یہ ہے کہ وقف صحیح نہیں یہاں تک کہ اس کے مصرف کی جہت کو متعین کرے نہیں تو وہ چیز اس کی ملک میں باقی ہے اور بعض شافعی نے کہا کہ اگر کہے کہ میں نے اس کو وقف کیا اور مطلق چھوڑے تو اس میں اختلاف ہے اور اگر کہے کہ میں نے اس کو اللہ کے لیے وقف کیا تو یقیناً اس کے ملک سے نکل جاتا ہے۔ اور اس کی دلیل ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے۔ (فتح)

۲۵۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مرگئی اور وہ اس سے غائب تھا یعنی کہیں گیا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز فائدہ دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ محرف اس پر صدقہ ہے۔

۲۵۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُولُ أَنبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَّادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَوَقَّيْتُ أُمَّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّي تَوَقَّيْتُ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ

إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ لِإِنِّي  
أَشْهَدُكَ أَنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ  
عَلَيْهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی یعنی اس کا جنازہ پڑھا۔ اور مخرف میوہ دار مکان کو کہتے ہیں اور چونکہ باغ سے میوہ چنا جاتا تھا اس لیے اس کا نام مخرف رکھا۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ أَوْقَفَ بَعْضَ مَالِهِ  
أَوْ بَعْضَ رَقِيقِهِ أَوْ دَوَّابِهِ فَهُوَ جَائِزٌ.  
جب کوئی اپنا کچھ مال یا اپنے کچھ غلام یا چوپائے صدقہ  
کرے یا وقف کرے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود (باندھا گیا) ہے وقف کرنے کے جواز کے لیے منقول چیز کے۔ اور ابو حنیفہ اس میں مخالف ہیں اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور مخالف اس میں محمد بن حسن ہیں لیکن خاص کیا ہے منع کو اس چیز کے ساتھ کہ ممکن ہو اس کی قسمت اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے جوڑی نے اور وہ شافعیہ سے ہے اس طرح سے کہ قسمت بیع ہے اور وقف کی بیع جائز نہیں اور اس کا اس طرح سے تعاقب کیا گیا ہے کہ قسمت افراض (شرکت کو فتح کرنا) ہے پس نہیں ہے کوئی ڈر اس کے ہونے کی وجہ کہ پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور وقف منقول چیز کا وہ اس کے قول سے ہے کہ (وقف کرے یا صدقہ کرے اپنے بعض غلام یا چوپائے) پس تحقیق اس میں داخل ہے وہ چیز جب کہ وقف کرے ایک جزء کو غلام سے یا چوپائے سے یا وقف کرے ایک کو اپنے دو غلاموں سے یا گھوڑوں سے مثلاً پس یہ سب صحیح ہے اس شخص کے نزدیک جو منقول چیز کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور رجوع کرتا اس کی طرف تعیین میں۔ (فتح)

۲۵۵۲۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری توبہ کا شکر یہ ہے کہ میں اپنے مال سے جدا ہوں اس حال میں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیرات ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اپنا تمام مال خیرات کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کچھ مال کو اپنے پاس رکھ لے سو وہ تیرے حق میں بہتر ہے کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو حصہ میرا خیر میں ہے اس کو رکھ لیتا ہوں۔

۲۵۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ  
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ  
كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ  
مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ  
مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ لِإِنِّي أُمْسِكُ

سَهْمِي الَّذِي بِخَيْرٍ.

**فائدہ:** یہ حدیث پوری اپنی پوری شرح کے ساتھ کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور شاہد ترجمہ کا اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے پس تحقیق وہ ظاہر ہے آپ کے حکم کرنے میں بعض مال نکالنے اپنے اور بعض مال کے رکھ لینے کے بغیر تفصیل کے درمیان اس کے کہ مقسوم اور مشترک ہو سو جو مشترک چیز کے وقف کرنے کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر مکر وہ ہونے صدقہ کے اپنے سارے مال کے ساتھ اور کتاب الزکاۃ میں اس کی بحث گزر چکی ہے اور کچھ کتاب الایمان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ إِلَيْهِ وَكَيْلِهِ ثُمَّ رَدَّ  
الْوَكِيلَ إِلَيْهِ .

جو اپنے وکیل کی طرف خیرات کرے پھر وکیل اس کو اپنے  
موکل کی طرف رد کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

**فائدہ:** یہ باب اکثر نسخوں میں نہیں اور بعض میں ہے۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری نہ حاصل کر سکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو کہا کہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکو کاری ہرگز حاصل نہ کر سکو گے جب تک اپنے پسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیر جا بہت پیارا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک باغ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہم اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس وہ باغ اللہ اور رسول کا ہے یعنی میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا کہ میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور ذخیرہ ہونے کے لیے قیامت کے لیے سو یا حضرت علی رضی اللہ عنہم جس جگہ اللہ آپ کو دکھائے وہاں رکھے یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ شاباش اے ابو طلحہ یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے ہم نے اس کو تجھ

وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ﴾ جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ﴾ وَإِنْ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُ حَاءَ قَالَ وَكَانَتْ حَدِيثَةً كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَسْتَقِيلُ بِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا فَبَيَّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُو بَرَّهُ وَذُخْرَهُ فَضَعَهَا أَيْ رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ



سے قبول کیا پھر ہم نے اس کو تجھ پر پھیر دیا پس تقسیم کر اس کو اپنے قرابت والوں پر تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ تھے تو حسان رضی اللہ عنہ نے اس میں سے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی لاکھ درہم سے تو کسی نے اس کو کہا کہ کیا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کو بیچتا ہے تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا نہ بیچوں میں ایک صاع کھجور کو بدلے ایک صاع درہموں کے یعنی میں بہت مہنگا بیچتا ہوں اس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا یہ باغ بیچ محل بنی حدیلہ کے جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ يَا  
أَبَا طَلْحَةَ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ قَبْلَنَاهُ مِنْكَ  
وَرَدَدْنَاهُ عَلَيْكَ فَاجْعَلْهُ فِي الْأَقْرَبِينَ  
فَصَدَّقَ بِهِ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى ذَوِي رَحِمِهِ  
قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أَبِي وَحَسَّانُ قَالَ  
وَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهُ مِنْهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ  
فَقِيلَ لَهُ تَبِعَ صَدَقَةَ أَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ أَلَا  
أَبِيعُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِنْ ذَرَاهِمَ  
قَالَ وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيثَةَ فِي مَوْضِعٍ  
قَصَرَ بَنِي حَدِيلَةَ الَّذِي بَنَاهُ مُعَاوِيَةَ.

فائدہ: اور نزاع کیا گیا ہے بخاری پر بیچ نکالنے اس باب کے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے یعنی نزاع کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب مطلق صدقہ کیا اور مصرف کی تعیین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ چھوڑ اس کو اپنے قرابت والوں میں تو ہو گا یہ اس چیز کے مشابہ کہ باب باندھا اس کے ساتھ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ صحیح ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے حصے کو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو باغ کا مالک کر دیا تھا اور ان پر وقف نہیں کیا تھا اس لیے کہ اگر اس کو وقف کرتا تو حسان رضی اللہ عنہ کے لیے اس کا بیچنا جائز نہ ہوتا۔ پس اعتراض کیا جاتا ہے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے کسی چیز کے ساتھ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے وقف کے مسائل میں مگر اس چیز میں کہ اس میں صدقہ وقف کے مخالف نہیں اور احتمال ہے کہ جب ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر وقف کیا تو ان پر شرط کی ہو کہ جو ان میں سے اپنے حصے کو بیچنے کا محتاج ہو اس کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے۔ اور تحقیق جائز کہا ہے اس شرط کے ساتھ بعض علماء نے مانند علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی۔ (بیچ)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو ان کو کھلاؤ اور کہو ان کو بات اچھی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِذَا حَضَرَ  
الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ  
وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ﴾.

۲۵۵۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے اور قسم ہے اللہ کی

۲۵۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو  
النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ

منسوخ نہیں ہوئی لیکن لوگوں نے سستی کی ہے اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں کہ ترکے کی قسمت کے متولی ہوتے ہیں ایک والی وہ ہے کہ خود وارث ہوتا ہے اور یہ وہ ہے جو حاضرین کو رزق دیتا ہے اور دوسرا والی وہ ہے کہ وارث نہیں ہوتا کہا پس یہ وہ ہے جو اچھی بات کہتا ہے کہ میں تیرے لیے مالک نہیں کہ تجھ کو دوں۔

سَعِيدُ بْنُ جَبْرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نُسِخَتْ وَلَا وَاللَّهِ مَا نُسِخَتْ وَلَكِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ هُمَا وَالْيَانِ وَالِ الْيَرْتُ وَذَلِكَ الَّذِي يَرْزُقُ وَالِ لَا يَرْتُ لَذَاكَ الَّذِي يَقُولُ بِالْمَعْرُوفِ يَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ أَنْ أُعْطِيكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ کہ اَنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کیا مراد ہے اور یہ کہ ان میں سے عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور سوائے اس کے اقوال سے بیچ دعویٰ ہونے کے اس کے حکم یا منسوخ۔ (فتح)

فائدہ: حاصل مطلب یہ ہے کہ ترکے کی تقسیم کرنے والے اور اس میں تصرف کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث ہوتے ہیں ان کو یہ حکم ہے کہ حاضرین کو کچھ دو اور ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث نہیں ہوتے مانند ولی یتیم کی کہ وہ خود اس کے مال کا وارث نہیں ہوتا کہ دوسروں کو دے تو ان کو حکم ہے کہ حاضرین کی اچھی بات کہو اور زری سے نالو۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوَفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ وَقَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مستحب ہے اس شخص کے لیے کہ مر گیا ناگہانی موت سے یہ کہ خیرات کریں وارث اس کے اس کی طرف سے اور ادا کرنا نذرینوں کا مردے کی طرف سے۔

۲۵۵۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّيْ افْتَلَسَتْ نَفْسَهَا وَأَرَامَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفَاتَصَدَّقِي عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقِي عَنْهَا.

۲۵۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میری ماں اچانک مر گئی اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کلام کرتی تو خیرات کرتی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ (یہ فقرہ ہی زائد ہے اس متن حدیث میں اس نام و نشان بھی نہیں، واللہ اعلم ابو محمد عفی عنہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے خیرات کرو۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر نذر ہے اور گویا کہ

اس میں رمز ہے کہ عائشہ کی حدیث میں رجلا سے مراد سعد بن عبادہ ہیں اور سعد بن عبادہ کے قصے کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث گذر چکی ہے دوسرے الفاظ سے۔ اور اس کے قول میں مخالفت نہیں ہے کہ میری ماں مرگئی اور اس پر نذر ہے اور اس قول میں کہ میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا کیا پس اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے کہ میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس نے نذر اور صدقہ دونوں کا حکم پوچھا ہو۔ اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت میری ماں مرگئی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے کہا کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا پلانا۔

۲۵۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَّادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَفْتَى  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ  
أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَقَالَ أَقْصِبْ عَنْهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کفایت کرتا ہے کہ میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے آزاد کر پس فائدہ دیا اس روایت نے اس چیز کے بیان کا کہ وہ مذکورہ نذر تھی اور وہ یہ کہ اس نے نذر مانی تھی کہ غلام آزاد کرے گی پس آزاد کرنے سے پہلے مرگئی اور احتمال ہے کہ مطلق نذر مانی ہو بغیر معین کرنے کے یعنی کہا ہو کہ مجھ پر نذر ہے۔ پس اس میں اس شخص کے لیے دلیل ہے جو فتویٰ دیتا ہے مطلق نذر میں قسم کے کفارے کا اور آزاد کرنا قسموں کے کفاروں میں سے سب سے اعلیٰ ہے پس اس لیے حکم کیا اس کو یہ کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کرے اور ابن عبدالبر نے بعض سے حکایت کی ہے کہ سعد کی ماں پر روزے کی نذر تھی اور حق یہ ہے کہ یہ اس شخص کا قصہ ہے کہ اس کا بیان کتاب الصیام میں گذر چکا ہے۔ اور باب کی حدیث میں کئی فوائد ہیں ایک یہ کہ مردے کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ اس کو فائدہ دیتا ہے صدقہ کا ثواب اس کی طرف پہنچنے سے خاص کر جب کہ صدقہ کرنے والی اس کی اولاد ہو۔ اور یہ شخص ہے آیت ﴿وَأَنْ تَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ کے عموم کا اور صدقہ کے ساتھ ملحق ہے غلام آزاد کرنا اس کی طرف سے نزدیک جمہور کے خلاف ہے مشہور کے مالکیہ کے نزدیک اور اختلاف کیا گیا ہے غیر صدقہ میں یعنی صدقہ کے سوا اور نیکی کے کاموں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کا ثواب بھی مردوں کو پہنچتا ہے یا نہیں مانند حج اور روزے کی اور کچھ اس کا بیان روزے کے بیان میں ہو چکا ہے اور یہ کہ وصیت کا ترک کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت نے سعد کی ماں کی وصیت کے ترک کرنے پر مذمت نہیں کی یہ بات ابن

منزرنے کہی ہے اور اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ انکار کرنا اس پر دشوار ہوا اس کے مرجانے کی وجہ سے اچانک اور ساقط ہوئی اس سے تکلیف اور جواب دیا گیا ہے کہ انکار کا فائدہ یہ ہے کہ اگر انکار کرتی تو اس کا غیر اس کے ساتھ نصیحت پکڑتا اس شخص سے کہ اس کو سننے پس جب حضرت نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت کے ساتھ مشورہ کرنے کے دین کے کاموں میں اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ گمان غالب کے اور اس میں جہاد کرنا ہے ماں کی زندگی میں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں مرگئی اور وہ جہاد میں تھا اور یہ معمول ہے اس پر کہ اس نے ماں سے اجازت لے لی تھی اور اس میں سوال کرنا ہے تحمل سے اور جلدی کرنے سے نیکی کے عمل کی طرف اور جلدی کرنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے میں اور یہ کہ صدقہ کا ظاہر کرنا کبھی بہتر ہوتا ہے اس کے چھپانے سے اور وہ وقت صدقہ نیت کے ہے بیچ اس کے اور جائزہ حاکم کے لیے اٹھانا گواہی کا بیچ غیر مجلس حکم کے۔ (فتح)

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ.

وقف اور صدقے اور وصیت میں گواہ کرنا۔

۲۵۵۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مرگئی اور وہ اس سے غائب تھا تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت عائشہ میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں حضرت عائشہ نے فرمایا ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخرف اس پر صدقہ ہے۔

۲۵۵۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَبَانَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَّادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ تَوَقَّيْتُ أُمَّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّي تَوَقَّيْتُ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أَشْهَدُكَ أَنَّ حَاتِطِي الْمَخْرَفِ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

فائدہ: اور لائق کیا ہے بخاری نے وقف کو صدقے کے ساتھ لیکن بیچ استدلال کے اس کے لیے سعد رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ نظر ہے اس لیے کہ اس کا قول کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں احتمال ہے کہ اس سے مراد شہادت معتبر ہو اور احتمال ہے کہ اس سے مراد صرف اطلاع دینی ہو۔ اور استدلال کیا ہے مہلب نے گواہ کرنے کے لیے وقف میں اللہ کے قول کے ساتھ کہ گواہ کرو جب آپس میں سودا کرو پس جب بیچ میں گواہ کرنے کا حکم ہے اور حالانکہ اس کے لیے

بدلہ ہے تو مشروع ہونا اس کا وقف میں باوجود اس کے کہ اس میں عوض نہیں بطریق اولیٰ ہے۔ اور ابن مزیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد تو ہم کا دفع کرنا ہے اس شخص سے کہ گمان کرتا ہے کہ وقف نیکی کے کاموں میں ہے پس مستحب ہے چھپانا اس کا پس بیان کیا بخاری نے کہ مشروع ہے ظاہر کرنا اس کا اس لیے کہ وہ پیچھے اس بات کے ہے کہ نزاع کی

جائے بیچ اس کے خاص کروارثوں سے۔ (فتح)  
 بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَتُوا الْيَتَامَىٰ  
 أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْحَبِثَ بِالطَّيِّبِ  
 وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ  
 كَانَ حُوبًا كَبِيرًا وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا  
 تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ  
 لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بد لوگندے کو سترے سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے۔

۲۵۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الِیْمَانَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
 عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ  
 يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
 ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ  
 فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾.  
 قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَجَرٍ وَلِهَا فِرْعَبٌ  
 فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا  
 بِأَدْنَىٰ مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا فَهَوَّأَ عَنْ نِكَاحِهَا  
 إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ  
 وَأَمْرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ  
 قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَّا اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ اللَّهُ  
 عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلْ  
 اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ قَالَتْ فَبَيَّنَّ اللَّهُ فِي  
 هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ الْيَتِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ

۲۵۵۷۔ عروہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ نہ اگر ڈرو تم کہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں پس رغبت کرتا ہے ولی اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم مہر کے اس کی عورتوں کے دستور سے یعنی مثل سے تو ان کو ان کے نکاح سے منع ہوا مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے لیے بیچ کامل کرنے مہر کے اور حکم ہوا کہ ان کے سوا اور عورتوں سے نکاح کریں یعنی اور لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھا کہ یتیم لڑکی سے ولی کا مطلق نکاح کرنا درست نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اجازت مانگی لوگوں نے حضرت ﷺ سے بعد اترنے اس آیت کے وان خفتم ان لا تقسطوا۔۔ الایة تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ رخصت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں تو کہہ اللہ رخصت دیتا ہے تم کو ان میں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس بیان

کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مال دار ہوتی تھی تو اس کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور نہ ملاتے تھے ان کو ساتھ دستور اس کے کے ساتھ کامل کرنے مہر کے اور جب نہ مرغوب ہوتی تھی بیچ کم ہونے مال کے اور جمال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے تھے اور اس کے سوا اور عورت تلاش کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس جیسا کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس کو چھوڑتے ہیں پس ویسا ہی نہیں ہے ان کے لیے کہ ان سے نکاح کریں جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ اس کے لیے انصاف کریں ساتھ مہر پورے کے اور اس کا حق اس کو دیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الشفیر میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھوان میں ہوشیاری تو حوالے کرو ان کے مال اور کھانہ جاؤ ان کو اڑا کر اور گھبرا کر یہ کہ بڑے نہ ہو جائیں اور جو کوئی مال دار ہو تو چاہے کہ بچتا رہے اور جو کوئی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے آخر آیت تک حَسْبِيَ كَافِيَا یعنی حَسْبِيَ (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی ہیں کفایت کرنے والا وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عَمَلِهِ۔ اور جائز ہے وصی کے لیے یہ کہ یتیم کے مال میں محنت کرے اور بقدر اپنی محنت کے اس سے کھائے۔

جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوهَا بِسُنَّتِهَا بِإِكْمَالِ الصَّدَاقِ فَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قَلْبِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكَوْهَا وَالتَّمَسُّوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرِغْبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا.

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَابْتُلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا﴾.

﴿حَسِيبًا﴾ يَعْنِي كَافِيَا وَمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَعْمَلَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عَمَلِهِ.

**فائدہ:** اور یہ اختلافی مسائل میں سے ہے پس بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے وصی کے لیے (یعنی جس کو مرد وصیت کر جائے) یہ کہ لے یتیم کے مال سے بقدر اپنی محنت کے یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور عمرہ اور حسن وغیرہ کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہ کھائے اس سے مگر حاجت کے وقت پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے پس کہا عبیدہ اور سعد بن جبیر نے اور مجاہد نے کہ جب کھائے پھر مال دار ہو جائے تو ادا کرے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ادا کرنا واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں اگر چاندی سونا ہو تو نہیں جائز ہے یہ کہ لے اس سے کچھ مگر بطور قرض کے اور اگر ان کے سوائے اور کچھ ہو تو جائز ہے ضرورت کے مطابق اور یہ صحیح تر قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور یہی قول ہے شعبی اور ابو العالیہ وغیرہ کا روایت کیا ہے ان سب کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور کہا ہے اس نے ساتھ واجب ہونے قضا کے مطلق اور مدد کی ہے اس کی ہے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ لے اقل دوامروں کا اپنی اجرت سے اور نفقہ سے اور نہیں واجب ہے پھیرنا صحیح قول پر۔ اور حکایت کی ابن تین نے ربیعہ سے کہ مال دار اور محتاج سے مراد اس آیت میں یتیم ہے یعنی اگر یتیم مال دار ہو تو نہ زیادتی کرے سچ خرچ کرنے کے اس کے اوپر اور اگر محتاج ہو تو چاہیے کہ اپنے مال سے دستور کے موافق کھلائے اور اس میں اس پر ہرگز دلالت نہیں کہ یتیم کے مال سے کھانا درست ہے۔ (فتح)

۲۵۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں اپنا ایک مال یعنی زمین خیرات کی اور اس مال کو شیخ کہا جاتا تھا یعنی اور وہ زمین تھی مقابل مدینہ کے اور وہ کھجوروں کے درخت تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے مال حاصل کیا ہے اور وہ میرے نزدیک بہت نفیس ہے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کو خیرات کروں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صدقہ کر ساتھ اصل اس کی کے اس حال میں کہ نہ بیچی جائے اور نہ بہہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور لیکن اس کا میوہ خرچ کیا جائے سو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے پس یہ صدقہ اس کا ہے اللہ کی راہ میں اور آزاد کرنے غلاموں کے اور محتاجوں میں اور مہمانوں میں اور مسافروں میں اور قراہتیوں میں نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یعنی اس کی تدبیر کرے یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے اپنے یار کو اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو

۲۵۵۸۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ الْأَشْعَثِ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى نَبِيِّ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ تَمْعٌ وَكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي اسْتَفْذْتُ مَالًا وَهُوَ عِنْدِي نَفِيسٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ لَا بِيَاعٍ وَلَا يُوَهَبُ وَلَا يُورَثُ وَلَكِنْ يُنْفَقُ نَمْرَهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ عُمَرُ فَصَدَّقْتَهُ تِلْكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِينِ وَالضُّعْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَوَلَدِي الْقُرْبَى وَلَا جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُؤْكَلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ

مَتَمَوِّلٍ بِهِ۔ مال کو اس کے حاصل سے۔

**فائدہ:** مہلب نے کہا کہ تشبیہ دی ہے بخاری نے وصی کو ساتھ ناظر وقف کے یعنی جو وقف کا متولی اور مدبر ہو اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ نظر ان لوگوں کے لیے جن پر وقف کیا گیا ہے محتاجوں وغیرہ سے مانند نظر کی ہے یتیموں کے لیے اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن نمیر نے اس طرح سے کہ وقف کرنے والا وہ مالک ہے اس کے منافع کا کہ جس کو وقف کیا پس اگر شرط کرے اس شخص کے لیے کہ متولی ہو اس کی نظر کا کچھ تو یہ اس کو جائز ہے اور وصیت کرنے والا اس طرح نہیں اس لیے کہ اس کی اولاد اس کے بعد اس کے مال کی وارث ہوتی ہے ساتھ قسمت کرنے اللہ کے ان کے لیے پس نہ ہو گا وہ اس میں وقف کرنے والے کی طرح آہ۔ اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ وصیت کرنے والا جب ٹھہرائے وصی کے لیے یہ کہ کھائے مال موصی علیہم کے سے تو یہ صحیح نہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ جائز ہے جب کہ معین کرے اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس چیز میں جب وصیت کرے اور نہ معین کرے وصی کے لیے کچھ کیا اس کو جائز ہے یہ کہ لے بقدر اپنی محنت کے یا نہیں۔ اور کرمانی نے کہا کہ وجہ مطابقت کی اس وجہ سے ہے کہ قصد یہ ہے کہ وصی لے یتیم کے مال سے اپنی اجرت ساتھ دلیل قول عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے دستور کے مطابق۔ (فتح)

۲۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ قَالَتْ أَنْزَلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ أَنْ يُصِيبَ مِنْ مَالِهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ.

۲۵۵۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ جو مال دار ہو تو چاہے کہ بچتا رہے اور جو فقیر ہو تو چاہے کہ کھائے موافق دستور کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت والی کے حق میں اتنی یہ کہ بچنے اس کے مال سے جب کہ محتاج بقدر اس کے مال کے موافق دستور کے یعنی اگر بہت ہو تو بہت لے اور اگر تھوڑا ہو تو تھوڑا لے یا لے بقدر اپنی محنت کے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے ناحق وہی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ اب بیٹھیں گے آگ میں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾.

۲۵۶۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچوسات کبیرہ گناہوں سے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ

۲۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ قُورَيْبٍ



یا حضرت ﷺ وہ کون سے گناہ ہیں فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کا بارنا جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم یعنی بے باپ لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایمان دار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں لگانا۔

زَيْدُ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي الْعَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسَّحَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّرَلِّي يَوْمَ الرِّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

فائدہ: اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ کھانا یتیم کے مال کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم تو کہہ سنو ارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو تم پر مشکل ڈالتا اللہ زبردست تدبیر والا۔ لا اعتکم لاحرجکم وضیق یعنی لا اعتکم کا لفظ کہ اس آیت میں واقع ہے اس کا معنی لاحرجکم وضیق ہیں یعنی تم پر مشکل ڈالتا اور تم کو تنگ کرتا۔ وعتت خضعت یعنی وعتت کا لفظ کہ آیت وعتت الوجوه میں واقع ہوا ہے اس کے معنی خضعت ہیں یعنی جھکے اور ذلیل ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْتَبْتُمْ إِنْ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾.

﴿لَا أَعْتَبْتُمْ﴾ لَأَحْرَجَكُمْ وَضَيْقٌ ﴿وَعَنْتٌ﴾ خَضَعَتْ.

فائدہ: یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر فراموشی کی اور آسانی کی پس کہا کہ جو مال دار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی محتاج یتیم کے مال کا والی ہو تو کھائے بقدر اپنی محنت کے اس کے مال پر اور اس کے منفعت کی جب تک کہ نہ زیادتی کرے۔ (فتح)

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا یعنی اگر کوئی یتیموں کو ان کی سپرد کرتا تو اس کی وصیت کو قبول کرتے اور یتیموں کے متولی ہوتے۔

﴿لَا أَعْتَبْتُمْ﴾ لَأَحْرَجَكُمْ وَضَيْقٌ ﴿وَعَنْتٌ﴾ خَضَعَتْ. وَقَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ مَا

رَدَّ ابْنُ عُمَرَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَصِيَّةً.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ ثواب چاہتے تھے اس حدیث کی وجہ سے کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور اس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔ اور محل کراہت دخول کا وصیت میں یہ ہے کہ خوف کیا جائے تہمت کا یا ضعیف ہونے کا قیام سے ساتھ اس کے حق کے۔ (فتح)

اور تھے ابن سیرین سب چیزوں سے محبوب تر طرف اس کی بیچ مال یتیم کے یہ کہ جمع ہوں طرف اس کی خیر خواہ اس کے اور ولی اس کے پس نظر کریں اور فکر کریں اس چیز میں کہ جو اس کے لیے بہتر ہے یعنی اور طاؤس جب پوچھے جاتے یتیموں کی کسی چیز سے تو یہ آیت پڑھتے کہ اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا یعنی اور عطا نے کہا بیچ حق یتیموں چھوٹوں اور بڑوں کے خرچ کرے ولی ہر آدمی پر بقدر حال اس کے اس کے حصے سے۔

وَكَانَ ابْنُ سَيْرِينَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْهِ فِي مَالِ الْيَتِيمِ أَنْ يَجْتَمِعَ إِلَيْهِ نَصْحًا وَوَهْ وَأَوْلِيَاؤَهُ فَيَنْظُرُوا الَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَهُ وَكَانَ طَاؤُسٌ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْيَتَامَىٰ قَرَأَ ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ فِي يَتَامَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ يُنْفِقُ الْوَلِيُّ عَلَىٰ كُلِّ إِنْسَانٍ بِقَدْرِهِ مِنْ حِصَّتِهِ.

فائدہ: روایت ہے کہ پوچھے گئے عطا ایک مرد کے متعلق کہ متولی ہو یتیموں کے مال کا کہ ان میں چھوٹے اور بڑے ہوں اور ان کا مال اکٹھا ہو تقسیم نہ ہوا ہو تو عطاء نے کہا کہ خرچ کرے ہر آدمی پر ان میں سے اس کے مال سے اس کے قدر پر اور قنادہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ پاس جاؤ مال یتیم کے مگر اس طریقے کے ساتھ کہ بہتر ہے تو لوگ نہ ملاتے تھے ان کو کھانے وغیرہ میں تو مشکل ہوئی ان پر یہ بات تو اللہ نے رخصت اتاری کہا اگر اس کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سب نازل ہونے اس آیت کا یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال سے جدا کر دیئے تو یہ آیت اتری کہ کہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے تو لوگوں نے یتیموں کے مال اور کھانے سے کنارہ کیا پس یہ ان پر دشوار ہوا تو حضرت رضی اللہ عنہما کے پاس اس کی شکایت ہوئی تو یہ آیت اتری اور تمہ سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم اور ان کا خرچ ملانا جائز ہو اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ملانا یہ ہے کہ وہ تیرا دودھ پیئے اور تو اس کا دودھ پیئے اور وہ تیرے پیالے سے کھائے اور تو اس کے پیالے

سے کھائے اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے کو سنوارنے والے سے یعنی جس کی نیت یتیم کے مال کھانے کی ہو اور جو اس سے پرہیز کرے۔ ابو عبید نے کہا کہ مخالطت یہ ہے کہ ہو یتیم درمیان عیال والے کے پس دشوار اس پر جدا کرنا اس کے کھانے کا پس لے یتیم کے مال سے بقدر اس کے کہ دیکھتا ہے کہ یہ کفایت کرتا ہے اس کو ساتھ کوشش کے پس ملاتا ہے اس کو ساتھ خرچ اپنے عیال کے اور چونکہ اس میں زیادتی اور کمی واقع ہوتی ہے تو اس سے لوگوں نے خوف کیا تو اللہ نے ان پر فراموشی کی یعنی ان کے ملانے کی اجازت دی۔ (فتح)

خدمت یعنی یتیموں سے سفر میں اور وطن میں جب کہ یہ اس کے لیے اصلاح ہو یعنی اس کے سنوارنے اور تربیت میں دخل رکھے اور نظر کرنی اور توجہ کرنی ماں کی اور اس کے خاوند کی یتیم کے لیے اس کے حال کے سنوارنے میں۔

بَابُ اسْتِحْدَامِ الْيَتِيمِ فِي السَّفَرِ  
وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ صَلَاحًا لَهُ وَنَظَرِ الْأُمِّ  
وَرُؤُوجِهَا لِلْيَتِيمِ.

۲۵۶۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے بھی ہجرت کر کے اس حال میں کہ آپ کا کوئی خادم نہ تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! انس لڑکا عقل مند ہے پس چاہیے کہ آپ کی خدمت کرے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سفر میں اور حضر میں تو نہ فرمایا مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو کیا کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو نہ کیا کہ تو نے اس طرح کیوں نہیں کیا۔

۲۵۶۱۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ  
كَثِيرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ  
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَأَخَذَ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِي فَاذْهَبَ بِي  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَتَبْتُ لِي خِدْمَتَكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ  
وَالْحَضَرِ مَا قَالَ لِي لَيْشِيءَ صَنَعْتُهُ لِمَ  
صَنَعْتَ هَذَا هَكَذَا وَلَا لَيْشِيءَ لِمَ أَصْنَعُهُ  
لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هَذَا هَكَذَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خاوند ہے۔ پس حدیث مطابق ہے ترجمہ کے ایک دور کنوں کے اور لیکن جو رکن کہ اس سے پہلے ہے وہ توجہ کرنی ہے ماں کی اپنے بیٹے یتیم کے حال میں تو گویا کہ سمجھا جاتا ہے اس سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کام نہ کیا مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے بعد۔ یا اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پہل

مدینے میں آئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا پس لیکن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پس حاضر کیا اس نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہ آپ نے جنگ خیبر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا جیسا کہ جہاد میں صریح آئے گا۔ اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ حکم مسئلے اس باب کے پس مالکیہ سے ہے کہ ماں وغیرہ کو جائز ہے تصرف کرنا بیچ بھلائیوں اس شخص کے کہ ان کی پرورش میں ہیں یتیم لڑکے لڑکیوں سے اگرچہ وصیت نہ ہوں اور اشکال کیا ہے بعض نے اس کے جواز پر پس تحقیق وہ چاہتا ہے اس کو کہ مشغول ہوں یتیم ساتھ خدمت کے ادب سکھانے سے اور یہ مطلوب کی ضد ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نکلنا حکم مذکور کا اس حدیث سے تقاضہ کرتا ہے قید کرنے کو ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ خبر متدل بہ کے اور وہ یہ ہے کہ ہونزدیک اس شخص کے کہ ادب دے اس کو اور نفع اٹھائے اس کے ادب سکھانے کے ساتھ جیسا کہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ سے خدمت نبوی میں پس تحقیق فائدہ اٹھایا اس نے ساتھ مواعظت کے اوپر اس کے آداب کے ساتھ اس چیز کے کہ فوقیت حاصل کی اس نے اپنے غیر سے جس کو اپنے باپ نے ادب سکھایا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَلَمْ يَبَيِّنِ الْحُدُودَ فَهِيَ جَائِزَةٌ وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ  
جب کوئی زمین وقف کرے اور اس کی حدیں بیان نہ کرے تو وہ جائز ہے یعنی وقف کرنا اور اسی طرح صدقہ یعنی وقف کرنا ساتھ لفظ صدقہ کے۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے جواز کو اور وہ محمول ہے اس پر جب کہ موقوف اور صدقہ کی گئی چیز مشہور ہو جدا ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ امن ہو اس سے کہ اپنے غیر کے ساتھ ملے نہیں تو حد کا بیان کرنا بلا اتفاق ضروری ہے لیکن غزالی نے اپنے فتویٰ میں ذکر کیا ہے کہ جو کہے کہ گواہ رکھو کہ میرا تمام ملک وقف ہے اس پر اور اس کے مصرف کا ذکر کرے اور اس سے کسی چیز کی حد معین نہ کرے تو اس کی جائیداد کل وقف ہو جاتی ہے اور نہیں ضرر کرتا نہ جاننا گواہوں کا حدود کو اور احتمال ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہو کہ وقف صحیح ہے ساتھ صفی کے کہ نہیں ہے تحدید بیچ اسکے بنسبت اعتقاد وقف کرنے والے کے اور اس کے ارادے کے کسی چیز معین کے اپنے جی میں اور سوائے اس کے نہیں کہ معتبر ہے تحدید گواہ کرنے کے لیے اوپر اس کے تاکہ بیان ہو حق غیر کا۔ واللہ اعلم (فتح)

۲۵۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِي

بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ فَخْرٍ لَدَلَّ وَجِبَ إِذَا رَأَى مَالَهُ بِاللَّيْلِ

۲۵۶۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں مال میں یعنی کھجوروں کے درختوں میں سب انصاریوں سے زیادہ تھے اور اس کے سب مال میں سے اس کو بہت پیارا باغ میرا تھا کہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کا بیٹھا بیٹھا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے

کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکو کاری ہرگز نہ حاصل کر سکو گے جب تک اپنے پیارے مال کو اللہ کے راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فرماتا ہے کہ ہرگز نیکو کاری حاصل نہ کر سکو گے جب تک اپنے پیارے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال میں مجھے میرا باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحاء ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور اس کے ذخیرہ ہونے کی نزدیک اللہ کے سویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھیں اس کو جس جگہ اللہ آپ کو دکھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے اور میں نے سنا جو تو نے کہا اور مجھ کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کرتا ہوں تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

بِرُّحَاءَ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أُرْجُو بِرَّهَا وَذَخَرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعَهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ بَعْ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ أَوْ رَابِعٌ شَكَ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقْرَبِيهِ وَفِي بَنِي عَمِيهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ مَالِكِ رَابِعٌ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان رضی اللہ عنہ اور ابی رضی اللہ عنہ کو دیا اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو کہتا ہے کہ اقل ان کا کہ دی جائے قرابت والوں سے جب کہ منحصر نہ ہوں دو آدمی ہیں اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ واقع ہوا ہے ماحون کی روایت میں اس شخص سے جو پہلے گذر چکی ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ناتے واروں میں تقسیم کیا اور ان میں سے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں یعنی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دو سے زیادہ کو دیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اس کے بھائی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور عبید بن جابر میں تقسیم کیا۔ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں اس کے سوا اور بھی کئی فوائد ہیں کہ پہلے گذرے یہ کہ وقف نہیں محتاج ہے اپنے منفق ہونے میں طرف قبول کرنے اس شخص کے جس پر وقف کیا گیا اور اس کے ساتھ استدلال کیا ہے بعض مالکیہ نے اوپر صحیح ہونے صدقہ مطلق کے پھر اس کو معین کرے صدقہ کرنے والا اس شخص کے لیے کہ جس کو چاہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ جمہور کے لیے اس میں کہ جو وصیت کرے کہ تفریق کی جائے اس کے مال کی تہائی جس جگہ وصی کو اللہ دکھائے تو اس کی وصیت صحیح

ہو جاتی ہے اور تفریق کرے اس کو وصی نیک راہوں میں اور نہ کھائے اس سے کچھ اور نہ دے اس سے کچھ میت کے کسی وارث کو اور اس میں مخالفت کی ہے ابو ثور نے موافقت کرنے کی وجہ سے حنفیہ کے اول میں سوائے دوسرے کے اور ایک حدیث میں جواز صدقہ کرنے کا ہے زندہ آدمی کی طرف بیچ غیر مرض الموت کے ساتھ زیادہ کے تہائی مال سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کی مقدار کی تفصیل نہ پوچھی اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کو کہا کہ تہائی بھی بہت ہے۔ اور یہ کہ جو قرابتوں میں زیادہ قریب ہو اس کو غیروں پر مقدم کیا جائے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنی حسب مال کی طرف مرد فاضل عالم کی اور اس میں اس پر کچھ نقص نہیں اور تحقیق خبر دی ہے اللہ نے انسان کی کہ اس کو خیر کی بہت محبت ہے اور خیر سے مراد اس جگہ بالاتفاق مال ہے اور یہ کہ جائز ہے پکڑنا باغوں اور بستانوں کا اور داخل ہونا اہل فضل اور علم کا اس میں اور آرام کرنا ان کے سارے میں اور یہ کہ کھائے اس کو میوں سے اور آرام کرنا بیچ ان کے اور کبھی ہوتا ہے یہ مستحب کہ مرتب ہوتا ہے اس پر ثواب جب کہ قصد کرے ساتھ اس کے تفریح جان کے عبادت کی مشقت سے اور خوش کرنا اس کا عبادت کے لیے اور یہ کہ جائز ہے قصد کرنا زمین اور غیر منقول چیز کا اور مباح ہونا پانی پینے کا یار کے گھر سے اگرچہ وہ حاضر نہ ہو جب کہ اس کے نفس کی خوشی معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا بیٹھے پانی کا اور تفصیل بعض پانی کی بعض پر اور یہ کہ جائز ہے استدلال کرنا ساتھ عموم کے اس لیے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا سے یہ سمجھا کہ اپنے کل افراد کو شامل ہے پس نہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ وارد ہو اس پر بیان معین چیز سے بلکہ جلدی کی محبوب چیز کے خرچ کرنے میں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے اوپر۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کے لیے کہ امام مالک اس کی طرف گئے ہیں کہ صدقہ صحیح ہوتا ہے قول کے ساتھ پہلے قبض کے پس اگر وہ معین کے لیے ہو تو وہ مستحق ہے اس کے مطالبہ کا ساتھ قبض کرنے اس کے اور اگر ہو جہت عام کے لیے تو قائل کے ملک سے نکل جاتا ہے اور جائز ہے امام کے لیے خرچ کرنا اس کا صدقہ کے راہ میں اور یہ کل حکم اس وقت ہے جب کہ صدقہ کرنے والے کی مراد ظاہر نہ ہو اور جب ظاہر ہو تو اس کی تابعداری کی جائے اور یہ کہ جائز ہے متولی ہونا صدقہ کرنے والے کا اپنے صدقہ کی تقسیم کو اور یہ کہ جائز ہے مال دار کو لینا صدقہ نفل سے جب کہ اس کو بغیر سوال کے حاصل ہو اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جائز ہونے جس اور وقف کے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اور باطل کرتا ہے اس میں حجت نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کا صدقہ تملیک ہو اور یہی معلوم ہوتا ہے ابن ماجہون کے سیاق سے اور یہ کہ جائز ہے زیادتی کرنی صدقہ نفل میں اوپر قدر نصاب زکوٰۃ کے۔ اور اس میں فضیلت ہے ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کے لیے اس لیے کہ آیت شامل ہے اوپر رغبت دلانے کے پیارے مال کے خرچ کرنے پر پس جلدی کی اس نے خرچ کرنے پر احب المحبوب کو تو حضرت ﷺ نے اس کی رائے کو ٹھیک کہا اور شکر کیا اپنے رب سے فعل اس کے کا پھر حکم کیا اس کو یہ کہ خاص کرے اس

کے ساتھ اپنے اہل کو اور مراد رکھی اپنے راضی ہونے کی اس کے ساتھ ساتھ فرمانے اپنے کے شہابش اور یہ کہ تمام ہوتا ہے وقف ساتھ قول واقف کے کہ میں نے یہ وقف کیا ہے اور یہ کہ صدقہ اوپر جہت عام کے نہیں محتاج ہے طرف قبول معین کے بلکہ جائز ہے امام کے لیے قبول کرنا اس کا اس سے اور دینا اس کا جس کو مناسب دیکھے جیسا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے قرابت میں وہ شخص کہ جمع کرے اس کو اور وقف کرنے والے کو باپ معین نہ چوتھا اور نہ غیر اس کا اس لیے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سوائے اس کے نہیں کہ جمع ہوتا ہے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے چھٹے باپ میں۔ اور یہ کہ نہیں واجب ہے مقدم کرنا قریب کا قریب مابعد پر اس لیے کہ حسان رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی قریب تر ہے طرف ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور باوجود اس کے پس شریک کیا اس نے ابی رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ اور یہ کہ نہیں واجب ہے تمام پکڑنا قرابت والوں کا اس لیے کہ بنی حرام کی اولاد جس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتے ہیں مدینے میں بہت تھے چہ جائیکہ عمرو بن مالک جس کے ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ (فتح)

۲۵۶۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری ماں مرگئی تو کیا اس کو فائدہ دیتا ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اس نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے سو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

۲۵۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّهُ تُوَفِّيَتْ أَيُّفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ لِي مِخْرَافًا وَأَشْهَدُكَ أَنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهَا عَنْهَا.

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

ایک جماعت ایک مشترک زمین کو صدقہ کرے تو جائز ہے۔

بَابُ إِذَا أَوْقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُمْتَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد رکنا ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے وقف کرنے مشترک چیز کے سے مطلق۔ (فتح)

۲۵۶۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مسجد کے بنا کرنے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجاری اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کرو قیمت لو بنی نجار نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے یعنی ہم نے

۲۵۶۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي النَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَارِ تَأْمِنُونِي

بِحَايَتِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ  
آپ کو بدون قیمت کے دیا اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔  
تَمَنَّا إِلَّا إِلَى اللَّهِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الصلوٰۃ میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس سے ان کا یہ قول ہے کہ ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے پس ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے زمین کو اللہ کے لیے صدقہ کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا پس اس میں دلیل ہے باب کے مسئلے کے لیے اور واقعہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا مول اس کے مالکوں کو دیا پس اگر یہ ثابت ہوتا ہوگی حجت ترجمہ کے لیے اس جہت سے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور ان کے قول پر انکار نہ کیا پس اگر مشترک چیز کا وقف کرنا جائز نہ ہوتا تو البتہ ان پر انکار کرتے اور ان کے لیے حکم بیان کرتے اور استدلال کیا گیا ہے اس قصے کے ساتھ کہ حکم مسجد کا ثابت ہوتا ہے بنا کی وجہ سے جب کہ واقع ہوسا تھا صورت مسجد کے اگرچہ نہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ اس کے۔ اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر اذن اس کے بارے میں تو اس کے لیے مسجد کا حکم ثابت ہوتا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ اگر اس میں جماعت کی نماز کی اجازت دے تو ثابت ہوتا ہے اور مسئلہ مشہور ہے اور نہیں ثابت ہوتا جمہور کے نزدیک مگر یہ کہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ وقف کے یا ذکر کے صیغہ محتمل اور نیت کرے ساتھ اس کے اور جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ مثل اس چیز کے کہ منقول ہے حنفیہ سے لیکن خاص ویران زمین میں جس کا کوئی مالک نہ ہو اور حق یہ ہے کہ نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اثبات کے لیے اور نہ اس کی نفی کے لیے۔ (تح)

بَابُ الْوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ.

باب ہے وقف کے بیان میں اور کس طرح لکھا جائے؟  
۲۵۶۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی جس کا نام شمع تھا یعنی وہاں سے خریدی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ تمغہ کو صدقہ کرو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے خیبر میں ایک زمین پائی کہ میں نے اس سے زیادہ تر نہیں کبھی کوئی مال نہیں پایا تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہے تو زمین کے اصل کو وقف کر اور اس کے حاصل کو صدقہ کر تو صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے اصل اس کی اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور نہ خرید کی جائے جب تک کہ آسمان قائم رہے پس صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے

۲۵۶۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَصَابَ عَمْرٌ بِخَيْبَرٍ أَرْضًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أَصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ لَكَيْفَ تَأْمُرُنِي بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْطَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ عَمْرُ أَنَّهُ لَا يَبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُورَثُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَالرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالصَّيْفِ وَابْنِ



محتاجوں میں اور قراہتوں میں اور گردنوں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مہمان میں اور مسافروں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے یا رکو اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو یعنی مالک نہ ہو کسی چیز کا اس کے رقبے سے۔

السَّبِيلِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلَّيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مَتَمَوْلٍ فِيهِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اصل زمین کو وقف کر اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے نہ میراث کی جائے تو یہ شرط حضرت ﷺ کے کلام سے ثابت ہے جیسا کہ پانچ بابوں سے پہلے نافع کی روایت میں گذر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کر اس کی اصل کو کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث میں دی جائے مگر اس کا پھل خرچ کیا جائے اور عمر ﷺ نے پہلے یہ شرط کی تھی کی عمر ﷺ کی آل کے اہل رائے اس کے متولی ہوں پھر اپنی وصیت کے وقت اپنی بیٹی حفصہ کو متعین کیا۔ اور بیان کیا ہے اس کو عمر بن شیبہ نے ابی عثمان سے کہ یہ نسخہ عمر ﷺ کے صدقے کا ہے لیا میں نے اس کو اس کی کتاب سے جو عمر ﷺ کے گھر والوں کے پاس تھی پس میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا اس کی صورت یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس کو لکھا عبد اللہ یعنی اللہ کے بندے عمر ﷺ نے جو امیر المؤمنین ہے بیچ حق زمین مرغ کے کہ اس کی متولی حفصہ ﷺ ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے جس کو مناسب جانے اس کو اس کا پھل دے پس جب مر جائے تو اس کے متولی اہل رائے ہیں حفصہ ﷺ کے گھر والوں سے اور عمر فاروق ﷺ نے اس کے وقف کرنے کو موخر کیا تھا اور نہیں واقع ہوا اس سے پہلے اس کے مگر مشورہ لینا اس کی کیفیت سے۔ اور طحاوی نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ عمر ﷺ نے کہا کہ اگر میں نے اپنا صدقہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اس کو پھیر لیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جاری کیا عمر ﷺ نے وقف کو مگر اپنی وصیت کے وقت اور استدلال کیا ہے طحاوی نے عمر ﷺ کے اس قول سے ابو حنیفہ اور زفر کے لیے اس باب میں کہ زمین کا وقف کرنا نہیں منع کرتا اس میں رجوع کرنے کو اور جس چیز نے عمر ﷺ کو رجوع کرنے سے منع کیا تھا وہ یہ ہے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے ذکر کیا تھا پس مکروہ جانا انہوں نے یہ کہ جدا ہوں آپ سے ایک امر پر پھر مخالفت کریں اس کی آپ کے بعد اور اس میں دوجہ سے حجت نہیں ایک یہ کہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ ابن شہاب نے عمر ﷺ کو نہیں پایا دوم یہ کہ احتمال ہے کہ ہو جو کچھ کہ میں نے پہلے کہا اور احتمال یہ ہے کہ عمر ﷺ تھے دیکھتے ساتھ صحیح ہونے وقف کے مگر یہ کہ وقف کرنے والا رجوع کی شرط کرے تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور تحقیق روایت کی طحاوی نے مانند اس کی علی ﷺ سے پس نہیں ہے حجت اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ وقف ممکن نہیں باوجود ممکن ہونے اس احتمال کے کہ اگر یہ احتمال ثابت ہوتو ہوگا حجت اس شخص کے لیے جو کہتا ہے ساتھ صحیح ہونے تعلیق وقف کے اور وہ مالکیہ کے نزدیک ہے اور اسی کا قائل ہے ابن جریج اور

کہا اس نے کہ پھر آتے ہیں منافع اس کے بعد مدت معین کے طرف اس کی پھر اس کے وارثوں کی طرف پس اگر ہو تعلق کے لیے مدت تو صحیح ہے اتفاق جیسا کہ کہے میں نے اس کو ایک سال زید پر وقف کیا پھر محتاجوں پر۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اصل ہے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسلام میں پہلے پہل عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا۔ اور یہ واقدی نے کہا کہ پہلے جو چیز اسلام میں وقف ہوئی مخیر بنی کی زمین تھی جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے وصیت کی تھی پس وقف کیا اس کو حضرت ﷺ نے اور ترمذی نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اختلاف اصحاب اور متقدمین کے درمیان زمینوں کے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور شریح سے روایت ہے کہ اس نے جس سے انکار کیا اور بعض نے ان میں سے اس کی تاویل کی ہے۔ اور ابو حنیفہ نے کہا کہ لازم نہیں اور اس کے یاروں نے اس کی مخالفت کی ہے سوائے زفر کے۔ پس حکایت کی طحاوی نے عیسیٰ بن ابان سے کہا کہ ابو یوسف وقف کے بیچنے کو جائز رکھتا تھا پھر اس کو عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا کہ کسی کو اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں اور اگر یہ حدیث ابو حنیفہ کو پہنچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوتے لیکن یہ حدیث اس کو نہیں پہنچی پس رجوع کیا ابو یوسف نے وقف کی بیع سے اور ہو گیا یہ حال کہ گویا کہ نہیں ہے خلاف اس میں کسی کے درمیان۔ اور طحاوی کے حکایت کرنے کے باوجود پس مدد کی ہے اس نے مانند اپنی عادت کے پس کہا کہ قول آپ کا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ اصل کو روک رکھ اور اس کے میوے کو خرچ کر نہیں لازم پکڑتا بیعتی کو بلکہ احتمال ہے کہ ہومر امدت اس کے اختیار کی اس کے لیے اور اس تاویل کا ضعف پوشیدہ نہیں ہے اور اس کے قول سے نہیں سمجھا جاتا کہ میں نے وقف کیا اور جس کی مگر بیعتی یہاں تک کہ تصریح کرے شرط کے ساتھ اس کے نزدیک جس کا یہ مذہب ہے اور شاید طحاوی اس روایت پر واقف نہیں ہوا جس میں یہ ہے کہ یہ وقف ہے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم رہیں۔ اور قرطبی نے کہا کہ وقف کا رد کرنا اجماع کے مخالف ہے پس نہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور جو اس کو رد کرتا ہے اس کا احسن عذر یہ ہے جو ابو یوسف نے کہا پس تحقیق وہ ابو حنیفہ کے ساتھ اعلم ہے اس کے غیر سے۔ اور شافعی نے اشارہ کیا کہ وقف کرنا اہل اسلام کا خاصہ ہے یعنی وقف کرنا راضی اور غیر منقول چیز کا اور ہم نہیں جانتے کہ جاہلیت میں یہ واقع ہوا ہو اور حقیقت وقف کی شرع میں وارد ہونا ایسے صیغے کا ہے کہ قطع کرے واقف کے تصرف کو بیچ رقبہ موقوف چیز کے کہ اس سے ہمیشہ نفع اٹھایا جاتا ہے اور اس کی منفعت کے خرچ کرنے کو ثابت کرتا ہے نیکی کی جہت میں۔ اور باب کی حدیث میں اور بھی کئی فوائد ہیں جائز ہے ذکر کرنا اولاد کا اپنے باپ کو ساتھ اس کے مجرد نام کے اس کی کنیت کے بغیر اور لقب کے بغیر۔ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا وصیت کا اور نظر کا وقف پر عورت کے لیے اور مقدم کرنا اس کا اس شخص پر کہ اس کے اقران سے کہو مردوں میں سے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا نظر کی اس کی طرف کہ نام نہ رکھا گیا ہو جب کہ موصوف ہو ساتھ صفت معین کے کہ اس کو جدا کرے اور یہ کہ وقف کرنے والا متولی ہوتا ہے نظر کا اپنے وقف پر جب کہ نسبت کرتے اس کو اپنے غیر کی طرف۔ شافعی نے کہا کہ ہمیشہ رہی ایک جماعت

کثیر اصحاب سے اور جوان کے بعد ہیں کہ اپنے وقفوں کے متولی ہوتے تھے نقل کیا ہے اس کو ہزاروں نے ہزاروں سے اور نہیں اختلاف ہے ان کو اس میں۔ اور یہ کہ جائز ہے مشورہ کرنا اہل علم اور دین اور فضل سے نیکی کے کاموں میں برابر ہے کہ دینی کام ہوں یا دنیاوی اور یہ کہ مشورہ دینے والا مشورہ دے ساتھ بہتر اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے لیے تمام امور میں اور اس حدیث میں ظاہر فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے رغبت کرنے کی وجہ سے اللہ کے قول کے بجالانے میں کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ اِلَّا بِرِضَايَا اور اس میں فضیلت ہے اس صدقے کی جو ہمیشہ جاری رہے اور صحیح ہونا وقف کی شرطوں کا اور تابعداری کرنی اس کی بیچ اس کے اور یہ کہ نہیں شرط ہے معین کرنا مصرف کا لفظ میں اور یہ کہ وقف نہیں ہوتا مگر اس چیز میں کہ اس کی اصل ہو کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری ہو معین میں پس نہیں صحیح ہے وقف کرنا اس چیز کا کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری نہ رہے مانند کھانے کی اور یہ کہ نہیں کافی ہے وقف میں لفظ صدقے کا برابر ہے کہ کہے میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے یا میں نے اس کو صدقہ گردانا یہاں تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز جوڑے صدقے کے متردد ہونے کی وجہ سے اس کے درمیان کہ ہو تمملیک رقبہ کی یا وقف کرنا منفعت کا پس جب نسبت کرے طرف اس کی جو جدا کرے ایک احتمال کو تو صحیح ہوتا ہے بخلاف اس کے جب کہے کہ میں نے وقف کیا یا جس کیا پس وہ صریح ہے بیچ اس کے راجح مذہب کے مطابق۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صریح خاص وقف کے لفظ ہیں اور اس میں نظر ہے تحمیس کے ثابت ہونے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے میں ہاں اگر کہے کہ میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے کہ اس طرح پر یا ذکر کرے عام جہت کو تو صحیح ہے۔ اور تمسک کیا ہے جس نے جائز رکھا ہے اکتفا کرنے کو اس کے قول کے ساتھ کہ میں نے صدقہ کیا ہے ساتھ اس طرح کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث میں کہ پس صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس میں جہت نہیں اس لیے کہ اس نے جوڑا اس کے ساتھ اس شرط کو کہ نہ بیچا جائے اور نہ بیہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا فَصَّدَقِي بِهَا عُمَرُ رَاجِح طرف پھل کی اوپر حذف کرنے مضاف کے یعنی پس صدقہ کیا اس کے پھل کو پس نہیں متعلق اس شخص کے لیے کہ ثابت کرتا ہے وقف کو ساتھ لفظ صدقے کے تھا اور ساتھ اس دوسرے احتمال کے جزم کیا ہے قرطبی نے اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنا مال داروں پر اس لیے کہ قرابت والے اور مہمان نہیں قید کیے گئے ساتھ حاجت کے اور یہی صحیح تر ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے یہ کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے ایک جز کو موقوف کی چیز کے نفع سے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کی اس شخص کے لیے کہ وقف کا متولی ہو یہ کہ کھائے اس سے دستور کے مطابق اور نہ مستثنیٰ کیا یہ کہ وہ خود اس کا متولی ہو یا غیر اس کا پس دلالت کی اس نے اوپر صحیح ہونے شرط کے اور جب جائز ہے بیچ چیز مبہم کے جس کو عادت معین کرے تو جس کو وہ خود معین کرے وہ بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے صحیح ہونا وقف کا اپنے نفس پر اور یہی ہے قول ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور احمد کا راجح روایت میں اس سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ابن شعبان مالکیہ سے اور ان

کے جمہور منع پر ہیں مگر جب کہ مستثنیٰ کو لے اپنے نفس کے لیے تھوڑی چیز اس حیثیت کے ساتھ کہ نہ اتھام کیا جائے یہ کہ قصد کیا ہے اس نے اپنے وارثوں کے محروم کرنے کا۔ اور شافعیہ سے ابن شریح اور ایک جماعت اور محمد بن عبداللہ انصاری شیخ بخاری نے اس میں ایک ضخیم جزء تصنیف کیا ہے۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے سے اور ساتھ قصے راکب بدنہ کے اور ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور وجہ استدلال کرنے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کے ساتھ اپنے مالک سے نکالا پھر اس کو شرط کے ساتھ اپنی طرف پھیرا اور ساتھ قصہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔ اور استدلال کیا ہے مانعین نے ساتھ قول حضرت ﷺ کے سل الثمرۃ اور تسبیل الثمرۃ مالک کرنا ہے اس کا غیر کے لیے اور آدمی نہیں قادر ہے اس پر کہ خود اپنے آپ کو اس کا مالک کرے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس کا منع نہ ہونا محال نہیں اور اس کا منع ہونا مالک کرنا اس کا ہے اپنے نفس کے لیے سوائے اس کے نہیں کہ وہ واسطے نہ ہونے فائدے کے ہے اور فائدہ وقف میں حاصل ہے اس لیے کہ مستحق ہونا اس کو بطور ملک کے غیر مستحق ہونے اس کے کا ہے بطور وقف کے خاص کر جب کہ ذکر کرے اس کے لیے اور مال کو پس بے شک وہ اور حکم ہے کہ سمجھا جاتا ہے اس وقف سے اور نیز انہوں نے استدلال کیا ہے اس کے ساتھ کہ جس پر عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کیا اپنے متولی کے لیے وقف کے لیے کہ کھائے اس سے بقدر اپنی محنت کے اور اسی لیے منع کیا اس کو یہ کہ پکڑے اپنے نفس کے لیے اس سے مال کو پس اگر نفس پر وقف کا صحیح ہونا اس سے پکڑا جاتا تو نہ منع کرتے اس کو مال پکڑنے سے اپنے نفس کے لیے اور گویا کہ اس نے شرط کیا ایک امر کو اپنے نفس کے لیے کہ اگر اس سے چپ رہتے تو البتہ مستحق ہوتا اس کا اس کے قیام کے لیے اور یہ کہ ارجح قول پر ہے علماء کے دو قولوں سے کہ وقف کرنے والا جب نہ شرط کرے متولی کے لیے بقدر اس کے کام کے تو جائز ہے اس کے لیے یہ کہ لے بقدر اپنے کام کے اور اگر وقف کرنے والا اپنے نفس کے لیے قبول ہونے کی شرط کرے اور شرط کرے اجرت کی تو اس شرط کی صحت میں شافعیہ کے نزدیک اختلاف ہے مانند ہاشمی کی جب کہ کام کرے زکوٰۃ میں کیا لے حصہ عالمین کا اور رائج جواز ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کے جائز ہونے پر وارث پر مرض الموت میں پس اگر زیادہ کرے تہائی پر تو رد کیا جائے اور اگر اس سے خارج ہو تو لازم ہوتا ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد کی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے وقف کا متولی اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو ٹھہرایا اور وہ اس کے وارثوں میں سے ہے اور ٹھہرایا اس شخص کے لیے کہ والی ہو اس کے وقف کا یہ کہ کھائے اس سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ عمر رضی اللہ عنہ کا وقف حضرت ﷺ کی زندگی میں اس سے صادر ہوا تھا اور جس کے ساتھ وصیت کی تھی وہ تو صرف شرط نظر کی ہے۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اگر وقف کرنے والا وقف کے متولی کے لیے کچھ مقرر کرے تو اس کو لے اور اگر اس

کے لیے شرط نہ کرے تو نہیں جائز ہے مگر یہ کہ اہل وقف کی صفت میں داخل ہونا ماننا محتاجوں اور مسکینوں کی اور اگر دونوں معنی پر ہوں اور اس کے ساتھ راضی ہوں تو جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ تطبیق وقف کی صحیح نہیں اس لیے کہ قول اس کا جس الاصل مخالف ہے اس کے مدت معین کرنے کو اور مالک اور ابن جریج سے یہ ہے کہ صحیح ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے قول لَا تَبَاعُ کے ساتھ اس پر کہ وقف نقل نہ کیا جائے ساتھ اس کے اور ابو یوسف سے ہے کہ اگر وقف کرنے والا شرط کرے کہ اگر اس کے منافع بیکار ہو جائیں تو بیچا جائے اور اس کی قیمت غیر میں خرچ کیا جائے اور وقف کیا جائے اس چیز میں کہ نام رکھی گئی ہے پہلے میں اور اس طرح اگر شرط کرے بیع کی جب کہ دیکھے نفع کو بیچ نقل کرنے اس کے کی دوسری جگہ کی طرف اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کرنے پر مشترک چیز کے اس لیے کہ سو حصے کہ عمر ۷۰ کے لیے چیز میں تھے وہ تقسیم نہ ہوئے تھے اور یہ کہ نہیں سرایت زمین وقف شدہ میں بخلاف آزاد کرنے کے اور نہیں منقول ہوا کہ وقف نے سرایت کی عمر ۷۰ کے حصے سے اس کے غیر کی طرف باقی زمین سے یعنی اور شریکوں کے حصے وقف نہیں ہوتے اور بعض متاخرین سے کھلی ہے کہ اس نے حکم کیا اس میں ساتھ سرایت کرنے کے اور وہ شاذ اور منکر ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ خیبر قہر اور غلبے سے نفع ہوا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بابُ الْوَقْفِ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيرِ وَالضَّعِيفِ  
باب ہے بیان میں وقف کرنے محتاج اور مال دار  
اور مہمان کے لیے۔

۲۵۶۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر میں زمین پائی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر تو چاہے تو اس کو صدقہ کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے محتاجوں میں اور مسکینوں میں اور قرابت والوں میں اور مہمانوں میں۔

۲۵۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَدَ مَالًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقْ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَذِي الْقُرْبَى وَالضَّعِيفِ.

وقف کرنا زمین کا مسجد کے لیے

بابُ وَقْفِ الْأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

فائدہ: نہیں اختلاف ہے علماء کا اس کے مشروع ہونے میں نہ اس کو جو وقف کا منکر ہے اور نہ جو اس کی نفی کرتا ہے مگر مشترک چیز میں احتمال کی وجہ سے بعض شافعیہ کے ابن رافع نے کہا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ وقف کرنا مشترک چیز کا اس چیز کے بیچ کے نہیں ممکن ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے نہیں صحیح۔ اور یقین کیا ابن صلاح نے ساتھ صحیح ہونے اس کے کے یہاں تک کہ حرام ہے جہی پر ٹھہرنا بیچ اس کے۔ اور نزاع کیا گیا ہے بیچ اس کے ابن نمیر نے کہا کہ شاید مراد بخاری کی

رد کرنا ہے اس شخص پر جو خاص کرتا ہے جواز وقف کو ساتھ مسجد کے اور گویا کہ اس نے کہا کہ جاری ہوا ہے وقف کرنا زمین مذکورہ کا پہلے اس سے کہ ہو مسجد پس دلالت کی اس نے اس پر کہ صحیح ہونا وقف کا نہیں خاص ہے مسجد کے ساتھ اور وجہ اس کے لینے کی باب کی حدیث کو یہ ہے کہ جنہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے تو گویا کہ انہوں نے صدقہ کیا ساتھ زمین مذکور کے پس تمام ہوا منعقد ہونا وقف کا پہلے بنا کرنے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ جو وقف کرے زمین کو اس شرط پر کہ اس میں مسجد بنائے تو منعقد ہوتا ہے وقف پہلے بنا کے اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا۔ (فتح)

۲۵۶۷۔ انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو حکم کیا ساتھ بنانے مسجد کے پس فرمایا کہ اے نجاری اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کر (قیمت لو) تو انہوں نے کہا تم ہے اللہ کی ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

۲۵۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ يَا بَنِي النَّجَارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ لِمَنَّهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی باقی بحث ہجرت میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں وقف کرنے چو پایوں کے اور گھوڑوں کے اور اسبابوں کے اور چاندی سونے کے۔

بَابُ وَقْفِ الدَّوَابِّ وَالْكَرَاعِ وَالْعُرُوضِ وَالصَّامِتِ.

فائدہ: کرَاع عطف خاص کا ہے عام پر اور چاندی سونے کے سوا سب مال اور اسباب کو عروض کہتے ہیں اور ضامت ناطق کی ضد ہے یعنی چپ رہنے والا اور مراد ساتھ اس کے چانی سونا ہے اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے جو مشتمل ہے عمر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے قصے پر یہ ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے منقول چیزوں کے وقف کے صحیح ہونے پر پس ملحق ہوگی اس کے ساتھ وہ چیز کہ اس کے معنی میں ہے منقولات سے جب کہ پائی جائے شرط اور وہ بند رکھنا چیز ہے کا ہے پس نہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے بلکہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نفع اٹھانا ہر چیز میں اس کے موافق ہے۔ (فتح)

یعنی اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں کہ اس نے ہزار اشرفیاں اللہ کے راہ میں وقف کیں اور اپنے غلام سوداگر کو دیں کہ ان کے ساتھ سوداگری کرے اور گردانا ان کے نفع کو صدقہ محتاجوں اور قراہتوں کے لیے اور کیا

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيمَنْ جَعَلَ الْفَ دِينَارٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدَفَعَهَا إِلَى غَلامٍ لَهُ تاجرٍ يَتَجَرُّ بِهَا وَجَعَلَ رَبْحَهُ صَدَقَةً لِلْمَساكِينِ وَالْأَقْرَبِينَ هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ

اس مرد کو جائز ہے کہ اس ہزار اشرفی کے نفع سے کچھ کھائے زہری نے کہا کہ اس کو ان کے نفع سے کھانا جائز نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زہری کے نزدیک اس قسم کا وقف کرنا جائز ہے۔

۲۵۶۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چرنے کے لیے دیا اور وہ گھوڑا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ کسی کو چرنے کے لیے دیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا ایک مرد کو چرنے کے لیے دیا تو کسی نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ اس نے اس کو بازار میں کھڑا کیا ہے کہ اس کو بیچے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ کہ اس کو خریدے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ خرید اور اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

يَأْكُلُ مِنْ رِبْحِ ذَلِكَ الْأَلْفِ شَيْئًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَعَلَ رِبْحَهَا صَدَقَةً فِي الْمَسَاكِينِ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا.

۲۵۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلَيَّ فَرَسٍ لَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَعْطَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا رَجُلًا فَأَخْبَرَ عُمَرَ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا بِيَعُوبَهَا فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَّاعَهَا فَقَالَ لَا تَبْتَعْهَا وَلَا تَرَجِعَنَّ فِي صَدَقَتِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الہبہ میں گزر چکی ہے۔ اور اعتراض کیا ہے اس پر اسما علی نے پس کہا اس نے کہ نہیں ذکر کیا بخاری نے باب میں مگر زہری کے اثر کو اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو۔ اور اثر زہری کا مخالف ہے اس کے جو پہلے گزر چکا ہے اس وقف سے جس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی اس طرح سے کہ اس کی اصل رد کی جائے اور اس کے پھل سے فائدہ اٹھایا جائے اور چاندی سونا سوائے اس کے نہیں کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ ان کے اس طرح سے کہ نکلے ان کے عین کے ساتھ ایک چیز کی طرف سوائے ان کے اور نہیں یہ بند کرنا اصل کا اور فائدہ اٹھانا اس کے پھل سے بلکہ اس کی اجازت ہے کہ پھیرے اس سے نفع زیادتی کے ساتھ مانند پھل کی اور غلبہ کی اور سلوک کرنے کی اور حالانکہ چیز کی اصل ذات قائم ہو پس لیکن وہ چیز کہ نہیں فائدہ اٹھایا جاتا اس کے ساتھ مگر ساتھ فوت کرنے اس کی اصل ذات کے تو یہ وقف نہیں اور جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ تحقیق جو چیز کہ حصر کیا ہے اس نے اس کو بیچ نفع اٹھانے کے ساتھ صامت کے مسلم نہیں یعنی اس کو ہم نہیں مانتے بلکہ ممکن ہے اشقاع ساتھ صامت کے بطور سلوک کے اس طرح سے کہ بند کی جائے مثلاً اس سے وہ چیز کہ جائز ہے پہننا اس کا عورت کے لیے پس صحیح ہوگا وقف اس طرح سے کہ اس کی اصل بند کی جائے اور فائدہ اٹھائیں اس کے ساتھ عورتیں پہننے کے ساتھ حاجت کے وقت جیسا کہ میں نے اس کی توجیہ پہلے بیان کی ہے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں خرچ عامل وقف کے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْقِيمِ لِلْوَقْفِ.

۲۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي  
دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكَتُ بَعْدَ نَفَقَةٍ  
نِسَائِي وَمَنْوَنَةٍ غَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

۲۵۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث دینار اور درہم کے برابر بھی جو  
چھوڑ جاؤں میں بعد میری بیویوں کے خرچ اور کارندے کی  
محنت کے سوا صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔

**فائدہ:** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ زمین مدینے میں تھی اور کچھ فدک اور خیبر میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اس  
کے حاصلات سے اپنی بیویوں کو سال بھر کا خرچ دیتے جو باقی رہتا تو اس کو محتاج مسلمانوں میں خرچ کرتے تھے  
سو فرمایا کہ میرے وارث تو ایک درہم کے برابر بھی نہ بانٹیں گے باقی رہی یہ زمین سو بعد میری بیویوں اور کارندوں  
کے خرچ کے یہ بھی اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وقف کی کارندے کو اجرت یعنی  
درست ہے اور مراد ساتھ عامل کے اس حدیث میں کارندہ ہے زمین پر اور اجیر اور مانند ان کی یا مراد خلیفہ تھا اور یہ جو کہا  
کہ نہ بانٹیں گے تو یہ صیغہ نہی کا بھی ہو سکتا ہے اور نفی کا بھی۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ نفی کا ہے اور ساتھ اس کے قائم ہوتے  
ہیں معنی تاکہ معارض نہ ہو اس چیز کو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے گزر چکی ہے کہ نہیں چھوڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز کہ  
میراث کی جائے آپ کی طرف سے اور نہی کی روایت کی توجیہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یقین نہ تھا کہ آپ  
اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑیں گے بلکہ اس کا احتمال تھا پس منع کیا اس کو بانٹنے اس چیز کے سے کہ پیچھے چھوڑے اگر ایسا  
اتفاق ہو اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارث تو نام رکھان کا وارث اس اعتبار سے کہ وہ بالقوة آپ کے  
وارث ہیں لیکن منع کیا ان کو میراث سے دلیل شرعی نے اور وہ آپ کا قول ہے کہ ہمارے یعنی پیغمبروں کے مال کا کوئی  
وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے  
اپنے وقف میں شرط کی کہ جو اس کا متولی ہو وہ خود کھائے اور  
اپنے دوست غیر متمول کو کھلائے۔

۲۵۷۰۔ حَدَّثَنَا قَتِيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ  
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِي وَفْقِهِ أَنْ يَأْكُلَ  
مَنْ وَّلِيَهُ وَيُوكِلَ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالًا.

جب کوئی زمین یا کنویں کو وقف کرے یا اپنے لیے  
اور مسلمانوں کے ڈول کی طرح شرط کرے یعنی عام  
مسلمانوں کی طرح وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بَيْتًا وَاشْتَرَطَ  
لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ



کا کیا حکم ہے۔

**فائدہ:** یہ باب باندھا گیا ہے اس شخص کے لیے کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے اپنے وقف سے کچھ منفعت کی اور مقید کیا ہے بعض علماء نے جواز کو جب کہ ہون منفعت عام یعنی اس کو عام مسلمانوں کے لیے وقف کرے تو اس وقت خود

اس کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (بخ)

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر مدینے میں وقف کر دیا تھا سو جب مدینے میں آتے تھے تو اس میں اترتے تھے۔

وَأَوْقَفَ أَنَسٌ دَارًا فَكَانَ إِذَا قَدِمَهَا  
نَزَلَهَا.

**فائدہ:** اور یہ موافق ہے اس چیز کے لیے کہ گذر چکی ہے مالکیہ سے کہ جائز ہے یہ کہ وقف کرے گھر کو اور اس سے ایک گھر اپنے لیے مستثنیٰ کرے۔ (بخ)

یعنی اور صدقہ کیا یعنی وقف کیا زبیر نے اپنے گھروں کو اور کہا مردودہ کے لیے اپنی بیٹیوں میں سے یعنی جس کو خاوند نے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا تھا یہ کہ ان گھروں میں رہے اس حال میں کہ نہ ضرر کرنے والی ہو گھروں کو اور نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے پھر اگر خاوند کرنے سے بے پرواہ ہو جائے تو اس کے لیے کوئی حق نہیں۔

وَتَصَدَّقَ الزُّبَيْرُ بِدُورِهِ وَقَالَ لِلْمَرْدُودَةِ  
مِنْ بَنَاتِهِ أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضْرَةٍ وَلَا  
مُضْرٍ بِهَا فَإِنْ اسْتَعْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا  
حَقٌّ.

**فائدہ:** احتمال ہے کہ وہ لڑکی کنواری ہو اور خاوند نے اس کو دخول سے پہلے طلاق دی ہو پس اس وقت اس کا خرچ باپ پر ہے کہ اس کو اپنے گھر میں جگہ دے اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو وقف کے گھر میں جگہ دی۔ معلوم ہوا کہ اس نے وقف کا فائدہ اٹھانے کی شرط کر لی تھی۔ ولیہ المطابقة للترجمة

یعنی اور وقف کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا حصہ عمر رضی اللہ عنہ کے گھر سے یعنی جو ان کو عمر رضی اللہ عنہ سے بطور میراث کے پہنچا تھا محتاجوں کے رہنے کے لیے اپنی اولاد سے۔

وَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ نَصِيبَهُ مِنْ دَارِ عُمَرَ  
سُكْنَى لِدَوَى الْحَاجَةِ مِنْ آلِ عَبْدِ اللَّهِ

**فائدہ:** اور ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کو صدقہ کیا بند کر کے کہ نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔

ابو عبد الرحمن سے روایت ہے کہ جب مصر والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے گھر میں محاصرہ کیا اور گھیرا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے گھر کے اوپر سے ان پر جھانکا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور نہیں قسم دیتا میں مگر

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ  
أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ  
عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ حُوصِرَ  
أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنشَدُكُمْ اللَّهَ وَلَا

حضرت ﷺ کے اصحاب کو کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رومہ کے کنویں کو کھودے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے اس کو کھدوایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جنگی کے لشکر کا سامان درست کر دے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے لشکر کا سامان درست کر دیا راوی نے کہا پس لوگوں نے اس کی تصدیق کی ساتھ اس چیز کے کہ اس نے کہی۔

أَشَدُّ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ قَالَ فَصَدَّقُوهُ بِمَا قَالَ.

فائدہ: جب مہاجرین کے سے مدینے آئے تو انہوں نے میٹھا پانی نہ پیا اور غفاری ایک مرد کی ایک نہر تھی اس نہر کا نام رومہ تھا اور وہ اس کا پانی ایک مشک ایک مد سے بیچا کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے بدلے ایک نہر بہشت کے اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں عیال دار ہوں اور میرے عیال کے لیے اس کے سوا کوئی سبب معاش کا نہیں اور یہ خبر عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اس نے اس کو ایک ہزار درہم سے خرید لیا پھر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اس کو اللہ کے راہ میں وقف کیا اور اگر وہ پہلے نہر تھی تو نہیں مانع کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں کنواں کھودا ہو اور شاید کہ نہر کنویں کے طرف جاری تھی پس عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو فراخ کیا اور اس کو گول کیا پس اس کا کھودنا اس کی طرف منسوب ہوا اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کی تصدیق کی تو ایک روایت میں ہے کہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہراے حراء پس نہیں اوپر تیرے مگر نبی اور صدیق اور شہید تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد تک تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ فلاں کی اولاد کی جگہ خرید کر مسجد میں زیادہ کرے بدلے بھلائی کے بہشت میں تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال میں سے خرید کر مسجد میں ملایا اور آج کے دن تم مجھ کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو اور ان کے سوائے اور کئی چیزیں خرچ ذکر کیس اور اس حدیث میں مناقب ظاہر ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا اپنے مناقب کا ضرورت کے وقت ضرر کے دفع کرنے کے لیے اور منفعت کے حاصل کرنے کے لیے اور مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ فخر اور خود پسندی کے لیے ہو۔ (فتح) معلوم ہوا کہ اگر وقف کرنے والا وقف سے اپنے لیے

کچھ منفعت کی شرط کرے تو جائز ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

وَقَالَ عُمَرُ فِي وَفِّهِ لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مَنْ وَلِيَهُ أَنْ يَأْكُلَ وَقَدْ بَلِيَهُ الْوَأَافِقُ وَغَيْرُهُ - یعنی اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں کہ نہیں گناہ اس پر جو متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اور کبھی متولی ہوتا ہے وقف

فَهُوَ وَاسِعٌ لِّكُلِّ  
کرنے والا اور غیر اس کا پس وہ عام ہے ہر ایک لیے۔

فائدہ: اس کی شرح پورے طور سے پہلے گزر چکی ہے اور اسماعیلی نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز کہ ترجمہ کے موافق ہو مگر اثر اس کا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ سب اثر اس کے مطابق ہیں پس لیکن قصہ انس کا پس ظاہر ہے ترجمہ میں اور لیکن قصہ زیر کا پس اس جہت سے ہے کہ لڑکی اکثر اوقات کنواری ہوتی ہے اور دخول سے پہلے طلاق دی جاتی ہے تو اس کا خرچ اس کے باپ پر ہوتا ہے پس لازم ہوتا ہے اس پر گھر دینا اس کو رہنے کے لیے اور جب اس کو اپنے وقف کے گھر میں ٹھہرائے تو گویا کہ اس نے شرط کی اپنے نفس پر رفع تکلیف کی لیکن قصہ ابن عمر کا تو وہ بھی اسی طور سے ہے اس لیے کہ آل میں اولاد بھی داخل ہے چھوٹی ہو یا بڑی اور لیکن قصہ عثمان کا پس اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ عثمان نے گھر میں بند ہونے کے دن گھر کے اوپر سے جھانک کر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اسلام کی کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت مدینے میں آئے اور اس میں بیٹھا پانی نہ تھا سوائے کنویں رومہ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کی قیمت لے اور پھر اپنا ڈول اس کنویں میں ایسا ٹھہرائے جیسا دوسرے مسلمانوں کا ڈول ہے بدلے بھلائی کے بہشت میں یعنی اس کی قیمت لے کر اللہ کے راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے اور کچھ بیان اس کا کتاب الشرب میں گزر چکا ہے اور رہا قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا پس باب باندھا ہے اس نے اس کے لیے خاص پہلے کئی ابواب کے اور اس کی توجیہ پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْوَأَقِفْ لَا تَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا  
إِلَى اللَّهِ فَهُوَ جَائِزٌ  
جب وقف کرنے والا کہے کہ نہیں چاہتے ہم قیمت مگر اللہ سے تو یہ جائز ہے۔

۲۵۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ  
عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي  
النَّبَجَارِ ثَامِنُونِي بِحَانِطِكُمْ قَالُوا لَا تَطْلُبُ  
ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ.

۲۵۷۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کرو (قیمت لو) تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ معنی یہ ہے کہ انہوں نے اس کو نہ بیچا پھر اس کو مسجد شمار کیا مگر قول مالک کا کہ میں اس کی قیمت نہیں چاہتا مگر اللہ سے اس کو وقف نہیں کرتا۔ اور کبھی آدمی اپنے غلام کو یہ بات کہتا ہے تو پس نہیں کرتا اس کو وقف اور کہتا ہے اس کو مدبر کے لیے پس اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ وقف ہر اس لفظ کے ساتھ درست ہے جو اس پر دلالت کرے یا اس کے تباہ ہونے کے ساتھ یا قرینے کے ساتھ اور اللہ بہتر جانتا ہے اسی طرح کہا ہے اور جزم کے ساتھ کہہنا کہ یہ اس کی مراد ہے اس میں نظر ہے بلکہ ممکن ہے کہ اس نے

ارادہ کیا ہوتو مجرد اس چیز کی وجہ سے وہ وقف نہیں ہوگا۔ (بخ)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب بچے کسی کو تم میں سے موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص معتبر چاہے تم میں سے ہو یا دو اور ہوں تمہارے سوائے اخیر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ إِخْرَانٌ مِّنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ الْمَوْتِ تَحْسَبُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنْ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذَا لَمِنَ الْأَيْمِينَ فَإِنْ عَثَرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَأَخْرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلِيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذَا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ذَلِكَ أَذْنَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهٍهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تَرُدَّ أَيْمَانُ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾.

﴿الْأَوْلِيَانِ﴾ وَاحِدُهُمَا أَوْلَىٰ وَمِنْهُ أَوْلَىٰ بِهِ ﴿عَثَرَ﴾ أَظْهَرَ ﴿أَعَثَرْنَا﴾ أَظْهَرْنَا.

فائدہ: زجاج نے معانی میں کہا کہ یہ تینوں آیات قرآن کی سب سے مشکل آیات ہیں اعراب اور حکم اور معنی میں اور اولیان جو اس آیت میں واقع ہوئے واحد اس کا اولیٰ ہے اور اسی قبیل سے اولیٰ بہ یعنی اہل حق بہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دو گواہ اور پہلے دو گواہوں کی جگہ کھڑے ہوں ان لوگوں سے کہ مال کو اپنا حق بنایا ہے ہر ایک نے دونوں جھوٹے گواہوں سے زبردستی کے ساتھ ان پر اور وہ مردے کے قرابت والے ہیں اور اولیان یعنی لائق تر ہیں گواہی

کے ساتھ ان کی قرابت کی وجہ سے اور ان کی معرفت کی وجہ سے۔ اور عثر کے معنی ظہر ہیں یعنی ظاہر ہوا اور اعترنا کے معنی اظہرنا ہے یعنی ہم نے ظاہر کیا۔ (فتح) اور مقصود بخاری کا اس کا شان نزول بیان کرتا ہے۔

۲۵۷۲۔ وَقَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ مَعَ تَمِيمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَأٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضِ نَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِرِكَابِهِ فَقَدُوا جَامًا مِنْ فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِنْ ذَهَبٍ فَأَخْلَفَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَجَدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوا ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَانِيهِ فَخَلَفَا ﴿لَشَهَادَتَنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيهِمْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتُ﴾.

۲۵۷۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی سہم کا ایک مرد تمیم داری (ایک صحابی کا نام ہے لیکن اس وقت نصرانی تھا بھی مسلمان نہیں ہوا تھا) اور عدی بن بداء (یہ بھی نصرانی تھا اس کا اسلام ثابت نہیں) کے ساتھ سفر کو نکلا یعنی تجارت کے لیے مدینے سے شام کو پس سہمی بیمار ہوا اور اپنے ہاتھ سے اپنی وصیت لکھی پھر اس کو اپنے اسباب میں چھپایا پھر تمیم اور عدی دونوں کو وصیت کی اور ان کو حکم کیا کہ میرا ترکہ میرے وارثوں کو پہنچا دینا پھر وہ سہمی مر گیا ایسی زمین میں جس میں کوئی مسلمان نہ تھا تمیم نے کہا کہ جب وہ مر گیا تو ہم نے اس کے ترکے سے ایک پیالہ لیا اور وہ اس کے کل تجارتی اسباب سے زیادہ قیمتی دار تھا تو ہم نے اس کو ہزار درہم سے بیچا تو میں نے اور عدی نے اس کو آپس میں بانٹ لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ مر گیا تو دونوں نے اس کا اسباب کھولا پھر اس کا ترکہ لے اس کے وارثوں کے پاس آئے اور دونوں نے جو کہ چاہا سوان کو دیا تو اس کے وارثوں نے اس کا اسباب کھولا اور اس میں وصیت لکھی پائی یعنی اور اس کو پڑھا تو نہ پایا انہوں نے اس میں ایک پیالہ چاندی کا جس پر سونے کے نقش تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو قسم دی یعنی اور انہوں نے قسم کھائی پھر اس کے وارثوں نے مکے میں پیالہ پایا یعنی ایک جماعت کے پاس تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو تمیم اور عدی سے خریدا ہے تو سہمی کے وارثوں سے دو مرد کھڑے ہوئے سو دونوں نے قسم کھائی کہ البتہ ہماری گواہی تحقیق ہے ان کی گواہی سے اور یہ کہ یہ پیالہ ہمارے ساتھی کا ہے راوی نے کہا تو ان

کے حق میں یہ آیت اتری یا ایہا الذین آمنوا۔ الخ

**فائدہ:** اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ قسم کے جواز کے رد کرنے کے لیے اور مدعی کے پس قسم کھانے اور مستحق ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن جریج شافعی نے حکم کرنے کے لیے ساتھ ایک گواہ قسم مدعی کے اور تکلف کیا اس نے اس کے نکالنے میں پس کہا اس نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا پس اگر خبر ہو جائے کہ دونوں نے گناہ حاصل کیا نہیں خالی اس سے کہ دونوں اقرار کریں یا ان پر گواہی دیں دونوں گواہ یا ایک گواہ اور دو عورتیں یا ایک گواہ اور اجماع ہے اس پر کہ اقرار بعد انکار کے نہیں واجب کرتا قسم کو اوپر طالب کے اور اسی طرح ساتھ دو گواہوں کے اور ساتھ ایک گواہ اور دو عورتوں کے پس نہ باقی رہا مگر ایک گواہ پس اسی لیے مستحق ہوئے طالب دونوں کی قسم کو ساتھ ایک گواہ کے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وارد ہوا ہے قصہ کئی طرق سے بیچ سبب شان نزول کے ان میں سے کسی طریق میں یہ نہیں کہ اس جگہ گواہ موجود تھا بلکہ کلبی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے گواہ طلب کیا پس نہ پایا انہوں نے گواہ کو پس حکم کیا ان کو یہ کہ اس سے قسم لیں اس چیز کے ساتھ کہ اس کے اہل دین پر بڑی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ کفار کی گواہی کے جائز ہونے پر بنا بر اس کے کہ مراد غیر کے ساتھ کافر ہیں اور معنی یہ ہیں کہ تم سے یعنی تمہارے اہل دین سے یا دو اور تمہارے غیر سے یعنی غیر اہل دین تمہارے سے اور ساتھ اس کے قائل ہیں ابو حنیفہ اور جو اس کے تابع ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ ظاہر آیت کے ساتھ قائل نہیں پس تحقیق وہ نہیں جائز رکھتا ہے کافر کی گواہی مسلمان پر سوائے اس کے نہیں کہ جائز رکھتا ہے وہ گواہی بعض کافروں کی بعض پر اور جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ آیت دلالت کرتی ہے اپنے منطوق کے ساتھ اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز ہے اور ساتھ ایما اپنے کے اس پر کہ کافر کی گواہی کافر پر بطریق اولیٰ جائز ہے پھر دلیل نے دلالت کی اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز نہیں پس باقی رہی گواہی کافر کی کافر پر اپنے حال پر اور خاص کیا ہے ایک جماعت نے قبول کو ساتھ اہل کتاب کے اور ساتھ اہل وصیت کے اور ساتھ نہ موجود ہونے مسلمان کے اس وقت ان میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما اور سعید بن مسیب اور شرح اور ابن سیرین اور اوزاعی اور ثوری اور ابو عبیدہ اور احمد اور ان لوگوں نے ظاہر آیت کو لیا ہے یعنی آیت میں اہل کتاب کی گواہی ہے اور وہ وصیت میں تھی اور اس وقت مسلمان بھی موجود نہ تھا اور قوی کیا ہے اس کو ان کے نزدیک باب کی حدیث نے پس تحقیق سیاق اس کا مطابق ہے ظاہر آیت کے لیے اور بعض کہتے ہیں کہ غیر سے مراد قوم ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم میں سے یا تمہاری قوم میں سے یا دو اور تمہارے غیر سے یا تمہاری قوم کے غیر سے اور یہ قول حسن کا ہے اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے نحاس نے اس طرح سے کہ لفظ آخر کے لیے ضروری ہے یہ کہ مشارک ہو اس کو جو اس سے پہلے ہے صفت میں تاکہ نہ جائز ہو یہ کہ کہے تو مردت برجل کریم و نلیم آخر بنا بر اس کے پس صفت کئے گئے ہیں دونوں ساتھ عدالت کے پس متعین ہوا کہ

دوسرے دو بھی اسی طرح ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ اگرچہ جائز ہے اس آیت کریمہ میں لیکن حدیث اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے اور صحابی جب سبب نزول کو حکایت کرے تو ہوتا ہے صحیح حکم حدیث مرفوع کے اتفاقاً اور نیز پس صحیح اس چیز کے کہ اس نے کہا ہے رد کرنا مختلف فیہ کا ساتھ مختلف فیہ کے اس لیے متصف ہونا کافر کا ساتھ عدالت کے مختلف فیہ ہے اور وہ فروع ہے اس کے گواہی کے قبول کرنے کے سو جو اس کی گواہی کو قبول کرتا ہے اس کو عدالت کے ساتھ موصوف کرتا ہے اور جو نہیں کرتا تو سونہیں اور اعتراض کیا ہے ابو حبان نے اوپر مثال کے جس کو نحاس نے ذکر کیا ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ مطابق نہیں پس اگر تو کہے جَاءَ نَبِيٌّ رَجُلٌ مُسْلِمٌ وَأَخْرَجَ فَرِيعِنِ آيَا مِيرَةَ پَسَ اِيك مَرْدِ مُسْلِمَانِ اَوْر دوسرا کافر تو صحیح ہے بخلاف اس کے کہ کہے تو آیا میرے پاس مرد مسلمان اور کافر اور آیت پہلے قبیل سے ہے نہ کہ دوسرے سے اس لیے کہ قول اللہ کا وَاخْرَجَ اَنْثَانَ اِسْمَانِ كِي جَنْسِ سَ بَ اِس لِي كَ هَر اِيك اِن دُونِ مِي صِفَتِ رَجْلَانِ كِي هَ پَسِ گَوِيَا كَ كَهَا فَرَجْلَانِ اَنْثَانِ وَرَجْلَانِ اَخْرَجَ اَوْر اَمَامُوں كِي اِيك جَمَاعَتِ كَا يَه مَذْهَبِ هَ كَ يَه اِي تِ مَسْوَخِ هَ اَوْر تَحْقِيقِ نَاخِ اِس كَا اللّٰه كَا يَه قَوْلِ هَ مِمَّنْ تَرَوْضُونَ مِنَ الشَّهَدَاءِ يَعْنِي جِن كَو تَمِ پَسِنْد كِرْتَيِ هُو گَوَاهُوں مِيں سَ۔ اَوْر حِجْتِ پَكْڑِي هَ اِنْهُوُن لَ اِجْمَاعِ كَ سَا تَه فَاسِقِ كِي گَوَاهِي كَ رَد كِرْنَيِ پَر اَوْر كَا فَرِ فَا سِقِ سَ بَدِ هَ اَوْر پَهْلُوُن لَ جَوَابِ دِيَا هَ سَا تَه اِس كَ كَ شَخِ اِحْتِمَالِ سَ ثَابِتِ نِي سَ هُو تَا اَوْر دُونُوں دِيْلُوُن مِيں تَطْبِيقِ دِيْنِي اَوَّلِي هَ اِيك كَ لُغُو كِرْنَيِ سَ اَوْر سَا تَه اِس كَ كَ سُوْرَه مَانْدَه سَب سُوْرَتُوُن سَ پِيچْھَ اَتْرِي هَ يِهَاں تَك كَ صَحِيْحِ هُو چُكَا هَ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَ اَوْر عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَ اَوْر عُمَرُو بن شَرِيْبِلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَ اَوْر اِيك جَمَاعَتِ سَلْفِ سَ كَ سُوْرَه مَانْدَه مُحْكَمِ هَ اَوْر اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سَ رَوَايَتِ هَ كَ يَه اِي تِ اِس شَخْصِ كَ حَقِّ مِيں اَتْرِي هَ جُو مَسَا فَر مَرَّ اَوْر اِس كَ پَسِ كُوْنِي مُسْلِمَانِ نَه هُوُن پَسِ اِگْر تَهْمَتِ كِي جَا ئَ تُو دُونُوُن سَ قِسْمِ لِي جَا ئَ اَوْر اِنْكَارِ كِيَا هَ اِمْدَنَ اِس شَخْصِ پَر جُو كَهْتَا هَ كَ يَه اِي تِ مَسْوَخِ هَ اَوْر صَحِيْحِ هُو چُكَا هَ اَبُو مُوسَى اَشْعَرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَ كَ اِس لَ اِس كَ سَا تَه حَضْرَتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمُ كَ بَعْدُ عَمَلِ كِيَا۔ پَسِ رَوَايَتِ كِي هَ اَبُو دَاوُدُ لَ سِنْدِ كَ سَا تَه كَ اِس كَ تَمَامِ رَاوِي مَعْتَبَرِ هِيں شَعْمِي سَ كَ اِيكِ مُسْلِمَانِ كِي مَوْتِ حَا ضَرِ هُو ئِي اَوْر اِس لَ كِي سِي مُسْلِمَانِ كُو نَه پَا يَا پَسِ گَوَاهِ كِيَا اِس لَ نَ دُو مَرْدُوُن كُو اِهْلِ كِتَابِ سَ پَسِ آئَ كُو فِدَ مِيں اِس كَ تَر كَ كَ سَا تَه اَوْر اِس كِي وَصِيَّتِ كَ سَا تَه اَوْر اَبُو مُوسَى اَشْعَرِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كُو خَبْرِ هُو ئِي پَسِ كَهَا اِس لَ نَ كَ يَه نِي سَ هُو اِبْعَدِ اِس كَ كَ تَهَا نِي جَ زَمَانِ حَضْرَتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمُ كَ پَسِ قِسْمِ دِي اِن كُو عَصْرِ كَ بَعْدِ نَه دُونُوُن لَ خِيَانَتِ كِي اَوْر نَه جَهُو تِ بُو لَا اَوْر نَه حَقِّ چَه پَا يَا اَوْر اِن كِي گَوَاهِي جَائِز رُكْھِي اَوْر تَرَجِيحِ دِي هَ فُخْر رَا زِي لَ اَوْر سَبَقَتِ كِي هَ اِس سَ طَبْرِي لَ اِس وَجْهِ سَ كَ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى كَا يَا اِيهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَخْطَابُ هِيَ مُسْلِمَانُوُن كَ لِي عَ اَوْر جَبِ كَهَا وَاخْرَجَ اَنْثَانَ تُو ظَا هِرِ هُوَا كَ مَرَادِ غَيْرِ مَخْطَبِيْنِ هِيں۔ پَسِ مَتَعِيْنِ هُوَا كَ وَه مُسْلِمَانُوُن كَ سَوَا هِيں اَوْر نِي زِ پَسِ جَوَا زِ گَوَاهِ كِرْنَيِ مُسْلِمَانِ كَا نِي سَ مَشْرُو طِ هَ سَا تَه سَفَرِ كَ اَوْر يَه كَ اَبُو مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَ حَكْمِ كِيَا اِس كَ سَا تَه پَسِ نَه اِنْكَارِ كِيَا كِي سِي لَ اَصْحَابِ سَ پَسِ هُو ئِي حِجْتِ اَوْر

مذہب کراہیسی اور طبری اور دوسرے لوگوں کا یہ ہے کہ مراد شہادت سے آیت میں قسم ہے اور تحقیق نام رکھا ہے اللہ نے قسم کا شہادت لعان کی آیت میں اور تائید کی انہوں نے اس کی اجماع کے ساتھ اس پر کہ نہیں لازم ہے گواہ کو یہ کہہ کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یہ کہ گواہ پر قسم نہیں کہ اس نے حق کی گواہی دی ہے کہتے ہیں پس مراد شہادت سے قسم ہے اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے فَيَقْسِمَانِ بِاللَّهِ یعنی قسم کھائے ساتھ اللہ کے پس اگر معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو پھر آتی ہے قسم وارثوں پر یعنی وارث قسم کھائیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ قسم میں عدم معین کی شرط نہیں اور نہ عدالت بخلاف شہادت کے اور تحقیق دونوں شرط کی گئی ہیں اس قصے میں پس قوی ہوا حاصل کرنا اس پر کہ وہ گواہی ہے اور بعض آیت کے رد کرنے کی یہ علت بیان کرتے ہیں کہ وہ مخالف ہے قیاس کے اور اصول کے اس چیز کی وجہ سے کہ اس میں ہے قبول کرنی گواہی کافروں کی اور بند کرنا گواہ کو اور قسم دینا اس کا اور شہادت مدعی کی اپنے لیے اور اس کا مستحق ہونا ساتھ بجز قسم کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنفسہ مستقل حکم ہے اپنے نظیر سے بے پرواہ ہے اور تحقیق قبول کی جاتی ہے گواہی کافر کی بعض جگہوں میں جیسا کہ طب میں ہے اور نہیں مراد ہے ساتھ جس کے قید خانہ بلکہ مراد روک رکھنا ہے قسم کے لیے تاکہ قسم اٹھائے بعد نماز کے اور لیکن قسم دینی گواہ کی پس وہ مخصوص ہے اس صورت کے ساتھ وقت قائم ہونے تک کے اور لیکن گواہی دینی مدعی کی اپنے نفس کے لیے اور مستحق ہونا اس کا ساتھ محض قسم کے پس تحقیق شامل ہے آیت قسموں کو منتقل کرنے کے لیے ان کی طرف وقت ظاہر ہونے خیانت و صیوں کے یعنی جن کو مردنے وصیت کی پس مشروع ہے ان کے لیے یہ کہ قسم کھائیں اور مستحق ہوں جیسے کہ مشروع ہے قسم مدعی خون کے لیے قسامت میں یہ کہ قسم کھائے اور مستحق ہو پس نہیں وہ گواہی مدعی کی اپنے نفس کے لیے بلکہ باب حکم سے ہے اس کے لیے ساتھ اس کی قسم کے کہ گواہی کے قائم مقام ہے اس کی جانب کے قوی ہونے کی وجہ سے اور کیا فرق ہے درمیان ظاہر ہونے موت کے سچ صحیح ہونے دعویٰ کے ساتھ خون کے اور اس کے ظاہر ہونے کے سچ صحیح ہونے دعویٰ کے ساتھ مال کے۔ (فتح)

باب ہے سچ بیان ادا کرنے وصی کے مردے کے قرضوں

کو بغیر حاضر ہونے وارثوں کے

فائدہ: داودی نے کہا کہ یہ حکم بلا اتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيِّ دُونَ الْمَيِّتِ بغيرِ

مَحْضَرٍ مِنَ الْوَرَثَةِ

۲۵۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ أَوْ الْفَضْلُ

بْنُ يَعْقُوبَ عَنْهُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ

عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي جَابِرُ

بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۲۵۷۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا باپ

جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس نے چھ بیٹیاں چھوڑیں اور

اپنے اوپر قرض چھوڑا سو جب کھجوروں کے میوے کاٹنے کا

وقت حاضر ہوا تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو میں نے کہا



کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ میرا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس پر بہت قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس جا اور ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر میں نے ہر قسم کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگائے پھر میں نے حضرت ﷺ کو بلایا سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو مجھ سے براہیختہ ہوئے یعنی اڑ اور ضد کی سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا جو کرتے تھے تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا سو ہمیشہ ان کو ماپ ماپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے باپ کی امانت ادا کی اور قسم ہے اللہ کی میں راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کی امانت ادا کرے اور میں اپنی بہنوں کی طرف ایک کھجور نہ لاؤں پس قسم ہے اللہ کی سب ڈھیر ثابت رہے یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں طرف اس ڈھیر کی جس پر حضرت ﷺ بیٹھے تھے گویا کہ اس میں سے ایک کھجور کم نہیں ہوئی امام بخاری نے کہا کہ اغروابی کے معنی ہیں یعنی انہوں نے مجھ کو براہیختہ کیا اور آیت فاغرینا بینہم الخ کے یہی معنی ہیں۔

أَنَّ أَبَاهُ اسْتَشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتًّا  
بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جَدَادُ  
النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ  
وَالِدِي اسْتَشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا  
كَثِيرًا وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَكَ الْفُرَمَاءُ قَالَ  
أَذْهَبُ فَيَبْدُرُ كُلُّ تَمْرٍ عَلَيَّ نَاحِيَتِهِ فَفَعَلْتُ  
نَمَّ دَعْوَتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ اغْرَوْا بِي تِلْكَ  
السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ  
أَعْظَمِهَا بِيَدْرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ  
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ  
يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى آدَى اللَّهُ أَمَانَةَ وَالِدِي  
وَأَنَا وَاللَّهِ رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ اللَّهُ أَمَانَةَ  
وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَحْوَاتِي بِتَمْرَةٍ  
فَسَلِمَ وَاللَّهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتَّى أَنِّي أَنْظَرُ  
إِلَى الْبَيْدِرِ الَّذِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً  
وَاحِدَةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اغْرَوْا بِي يَعْنِي  
هَيُّجُوا بِي ﴿فَاغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ  
وَالْبَغْضَاءَ﴾.



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب الجہاد والسیر

کتاب ہے جہاد اور سیر کے بیان میں

فائدہ: جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ہیں اور شرع میں خرچ کرنا کوشش کا کافروں کی لڑائی میں اور نفس اور شیطان اور فاسقوں سے مجاہدے کو بھی جہاد کہا جاتا ہے پس لیکن مجاہدہ نفس کا پس اوپر سیکھنے امور دینیہ کے ہے پھر ان پر عمل کرنا پھر ان کا سکھانا اور لیکن مجاہدہ شیطان کا پس اوپر دفع کرنے اس چیز کے ہے کہ لاتا ہے اس کوشہادت سے اور زینت دیتا ہے اس کوشہادت سے لیکن مجاہدہ کافروں کا پس واقع ہوتا ہے ساتھ ہاتھ کے اور مال کے اور زبان کے اور قلب کے اور لیکن مجاہدہ فاسقوں کا پس ہاتھ کے ساتھ ہے پھر زبان اور پھر دل کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کافروں سے لڑنا پہلے فرض عین تھا یا فرض کفایہ۔ (فتح)

باب ہے بیان میں فضیلت جہاد کے اور سیر کے یعنی اور بیان میں اس آیت کے کہ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے بہت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمے پر سچا توراہ اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے سو خوشیاں کرو اس بیع پر جو تم نے کی ہے اور یہی ہے مراد ملنی آخر آیت تک۔

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدَا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِيَعِّكُمْ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ إِلَى قَوْلِهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُودُ الطَّاعَةَ.

فائدہ: اور مراد ساتھ بیع کے اس آیت میں وہ بیع ہے جو انصار سے عقبہ کی رات میں واقع ہوئی یا عام مراد ہے اور تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز کہ پہلے احتمال پر دلالت کرتی ہے نزدیک احمد کے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یا حضرت ﷺ شرط کریں اپنے رب کے لیے اور اپنے نفس کے لیے جو چاہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میں اپنے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ روکو مجھ سے وہ چیز کہ روکتے ہو اس سے اپنی جان کو تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم یہ کام کریں تو ہم کو کیا ثواب ہے فرمایا کہ بہت تو انہوں نے کہا کہ نفع دیا ہے اس تجارت نے نہ ہم بیع کو پھیرتے ہیں اور نہ ٹھہراتے ہیں پس یہ آیت اتری۔ (فتح)

۲۵۷۴۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِعْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيدَ بْنَ الْعِزَّارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى مِقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ بَرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَسَكَتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ اسْتَزَدْتَهُ لَزَادَنِي.

۲۵۷۴۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنی میں نے کہا پھر کون سا افضل ہے؟ فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنی میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کے راہ میں جہاد کرنا پھر میں چپ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ پوچھا اور اگر میں آپ سے زیادہ چاہتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو زیادہ کرتے یعنی اگر اس سے زیادہ پوچھتا تو زیادہ فرماتے۔

فائدہ: عجب بات کہی ہے داد دی نے بیچ شرح اس حدیث کی پس کہا کہ اگر نماز کو اپنے وقت میں پڑھے تو ہوگا جہاد مقدم اور پر نیکی ماں باپ کے اور اگر اس کو موخر کرے تو ہوگی نیکی مقدم اور جہاد کے اور میں اس کی اس باب میں کوئی سند نہیں پہچانتا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مقدم کرنا نماز کا جہاد اور نیکی پر اس کے ہونے کی وجہ سے کہ لازم ہے مکلف کے لیے ہر حال میں اور مقدم کرنا نیکی کا جہاد پر اس کے موقوف ہونے کی وجہ سے ماں باپ کی اجازت پر اور طبری نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین چیزوں کو اس لیے کہ وہ عنوان ہیں اس چیز پر کہ ان کے سوا ہیں بندگیوں سے پس تحقیق جو ضائع کرے فرض نماز کو یہاں تک کہ نکالے اس کو اپنے وقت سے بغیر عذر کے باوجود کم ہونے اس کی محنت کے اور پر اس کے اور بڑے ہونے اس کی فضیلت کے پس وہ اس کے ماسوا کے لیے زیادہ تر ضائع کرنے والا ہے اور جو اپنے ماں باپ سے نیکی نہ کرے باوجود ان کے حق کے بہت ہونے کے اس کے اور تو وہ ان کے غیر کے ساتھ اور بھی بہت کم نیکی کرے گا اور جو چھوڑے لڑائی کافروں کی باوجود ان کی سخت دشمنی کے دین کے خلاف تو ان کے سوائے فاسقوں کے جہاد کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ یہ تینوں چیزیں جمع ہوتی ہیں اس بات میں کہ جو ان کی محافظت کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کی زیادہ تر حفاظت کرے گا اور جو ان کو ضائع کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔ (فتح)

۲۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي

۲۵۷۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دطن چھوڑنے کا ثواب بعد فتح ہونے کے نہ رہا

لیکن جہاد اور اس کی نیت کا ثواب باقی ہے اور جب تم جہاد کے لیے بلائے جاؤ تو نکلو۔

مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَفْرُتُمْ فَأَنْفِرُوا.  
فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل جانتے ہیں کیا پس ہم جہاد نہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیکن افضل جہاد حج مقبول ہے۔

۲۵۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں اس جہت سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو برقرار رکھا کہ ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل دیکھتے ہیں۔ (فتح الباری)

۲۵۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وہ عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا کہ جہاد کے برابر ہو فرمایا کہ کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ جب غازی جہاد کو نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو سو نماز میں کھڑا رہے اور کسی دم نماز نہ چھوڑے اور روزہ رکھے اور کبھی نہ کھولے تو اس نے کہا کہ یہ کس سے ہو سکتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غازی کا گھوڑا چھلانگ مارتا ہے اپنے رے میں تو اس کا کودنا غازی کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

۲۵۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُعَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَصِينٍ أَنَّ ذَكَوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِي طَوْلِهِ فَيَكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ.

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ کیا چیز جہاد کے برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے دو یا تین بار آپ سے یہی پوچھا حضرت ﷺ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے اور تیسری بار فرمایا کہ مثل جہاد کی اللہ کے راہ میں آخر حدیث تک۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی اس کے عمل کے دسویں حصے کو نہیں پہنچتا اور یہ جو اس نے کہا کہ یہ کسی سے ہو سکتا ہے تو اس میں فضیلت ظاہر ہوئی مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے یعنی غازی اللہ کے راہ میں تقاضہ کرتا ہے کہ جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں اور عیدین کے باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت گذر چکی ہے کہ ایام العشر یعنی ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے عمل سے کوئی عمل افضل نہیں لوگوں نے کہا کہ اللہ کے راہ میں جہاد کرنا بھی اس کے برابر نہیں تو احتمال ہے کہ باب کی حدیث کا عموم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مخصوص ہو اور احتمال ہے کہ وہ حدیث باب کہ خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو نکلے اس حال میں کہ اپنی جان اور مال نثار کرتا تھا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باقی حدیث میں ہے کہ نکلا اس حال میں کہ اپنی جان اور مال اللہ کے راہ میں نثار کرنے کا قصد کرتا تھا پس نہ پھر اساتھ کسی چیز کے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ پھر آئے وہ اس فضیلت کو نہیں پاتا لیکن مشکل ہے جو حدیث باب کے آخر میں واقع ہوا ہے کہ غازی کے لیے اللہ ضامن ہوا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت مذکور اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو کسی چیز کے ساتھ نہ پھرے بلو انہیں لازم آتا اس سے کہ یہ کہ نہ ہو اس شخص کے لیے کہ پھر آئے ثواب فی الجملہ اور سب سے زیادہ تر شبہ میں وہ چیز ہے جو ترمذی وغیرہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ بہتر عملوں تمہارے کے نزدیک تمہارے رب کے اور بلند کرنے والا ہے تمہارے درجوں کو اور بہتر تمہارے لیے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے اور بہتر تمہارے لیے جہاد کرنے سے لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں فرمایا اللہ کا ذکر کرنا پس یہ ظاہر ہے اس میں کہ اللہ کا ذکر کرنا سب عملوں سے افضل ہے اور خرچ جہاد سے بھی اور چاندی سونے کے خرچ کرنے سے بھی باوجود جہاد میں نفع متعدی ہے اور عیاض نے کہا کہ حدیث باب کی شامل ہے اوپر بڑے ہونے امر جہاد کے اس لیے کہ روزہ وغیرہ جو افضل اعمال سے مذکور ہوا ہے جہاد ان سب کے برابر ہے یہاں تک کہ ہو گئے تمام حالات غازی کے اور تصرفات اس کے جو مباح ہیں برابر اجر مواظب کے لیے نماز وغیرہ پر اس لیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی طاقت نہیں رکھتا اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل قیاس سے نہیں پائے جاتے وہ تو صرف اللہ کے احسان سے ہے۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ جہاد سب عملوں سے افضل ہے مطلق جیسے کہ اس کی تقریر پہلے گذر چکی ہے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ جہاد افضل ہو سب عملوں سے کہ وہ وسیلے ہیں اس لیے کہ جہاد وسیلہ ہے طرف اعلان کرنے دین کے اور اس کے پھیلانے کا اور کفر بجانے کے پس فضیلت اس کی اس اعتبار سے ہے۔ (فتح)

سب لوگوں میں افضل وہ مومن ہے جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راہ میں جہاد کرے یعنی اور بیان میں تفسیر ان آیتوں کے کہ اے ایمان والو کیا میں بتاؤں تم کو ایک سوداگری کہ بجائے تم کو ایک دکھ کی مار سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کے راہ میں اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو آخر تک۔

بَابُ أَفْضَلِ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ  
وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى  
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدْرِكُمْ عَلَى  
تِجَارَةٍ تَنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ إِلِيمٍ  
تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكَ  
خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ يَغْفِرْ لَكُمْ  
ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ  
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِينٍ طَيِّبَةٍ فِي  
جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

فائدہ: روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اناخ (فتح)

۲۵۷۸۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ  
یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں افضل کون ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا وہ مسلمان جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں  
جہاد کرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر کون افضل ہے فرمایا کہ  
وہ مسلمان کہ پہاڑ کے کسی راہ میں ہو اللہ سے ڈرے اور لوگوں  
کو اپنی بدی سے چھوڑے۔

۲۵۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ  
الَلَيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ  
النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ  
مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ  
وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شِرْهِهِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں میں کامل ایمان دار کون ہے اور گویا کہ مراد ساتھ مومن کے وہ شخص ہے کہ قائم  
ہو ساتھ اس چیز کے کہ معین ہے اس پر قیام اس کے ساتھ پھر یہ فضیلت حاصل کرے اور نہیں ہے مراد جو فقط جہاد  
کرے اور فرض عین کو چھوڑے پس اس وقت ظاہر ہوگی بزرگی غازی کی اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے خرچ کرنا مال  
اور جان اپنی کے سے اللہ کے لیے۔ اور اس لیے کہ اس میں نفع متعدی ہے سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان گوشہ گیر جو  
س کے بعد افضل ہے اس لیے کہ جو لوگوں میں ملا جلا رہتا وہ نہیں سلامت رہتا گناہ کے ارتکاب سے اور مقید ہے فتون  
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے وقوف کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ وہ مراد ہے کہ پہاڑ کے درے میں لوگوں سے گوشہ گیر ہے نماز پڑھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد پہاڑ کے راہ میں گذرا اور اس میں بیٹھے پانی کی نہر تھی تو اس کو خوش لگی تو اس نے کہا کہ اگر میں لوگوں سے کنارہ کروں تو خوب ہو پھر اس نے حضرت ﷺ سے اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کر پس تحقیق جگہ کھڑے ہونے تمہارے کی اللہ کی راہ میں افضل ہے اس کے نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں ستر سال اور اس حدیث میں فضیلت تمہا ہونے کی اس لیے کہ اس میں سلامتی ہے لغو اور فحشیت سے اور مانند اس کی سے اور لیکن لوگوں سے بالکل علیحدہ ہونا جمہور کہتے ہیں کہ محل اس کا نزدیک واقع ہونے فتنوں کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں پکڑے ہوگا موت کو تلاش کرتا ہوگا اور ایک وہ مرد کہ پہاڑوں کی راہ سے ایک راہ میں ہو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچائے پس یہ حدیث تائید کرتی ہے کہ گوشہ گیری فتنے فساد کے وقت کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ ان حدیثوں میں پہاڑ کے راہوں کا ذکر ہے تو یہ اس لیے ہے کہ وہ اکثر اوقات خالی ہوتے ہیں جو جگہ کہ لوگوں سے دور ہو وہ اس میں داخل ہیں۔ (فتح)

۲۵۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ راہ اللہ کے غازی کی مثل اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے مثل روزے دار شب بیدار کی ہے اور اللہ ضامن ہوا ہے اس شخص کے لیے کہ اس کی راہ میں جہاد کرے ساتھ اس کے کہ اگر اس کو مارے گا تو بہشت میں داخل کرے گا یا پھیر لائے گا اس کو سلامت ساتھ ثواب یا مال غنیمت کے۔

۲۵۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ اللَّائِمِ وَتَوَكَّلَ اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بَأَنْ يَتَوَفَّاهُ أَنْ يَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

فائدہ: یہ کہا کہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو مراد یہ ہے کہ بغیر حساب اور عذاب کے اور یا مراد یہ ہے کہ موت کی گھڑی اس کو بہشت میں داخل کرے گا جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ شہیدوں کی رو میں بہشت میں چرتی ہیں اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اس شخص کا اعتراض جو کہتا ہے کہ ظاہر حدیث کا برابر بری کرنی ہے درمیان شہید کے اور سلامت بچ کر آنے والے کے اس لیے کہ ثواب کا حاصل ہونا لازم پکڑتا ہے بہشت کے داخل ہونے کو اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ

مراد ساتھ داخل ہونے بہشت کے دخول خاص ہے اور یہ جو کہا کہ پھیر لائے گا اس کو ساتھ اجر یا غنیمت کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ساتھ اجر خالص کے اگر کوئی چیز غنیمت نہ لائے یا ساتھ غنیمت خالص کے اس کے ساتھ اجر ہے اور گویا کہ سکوت کیا حضرت ﷺ نے اجر ثانی سے جو غنیمت کے ساتھ اس کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے نسبت پہلے اجر کی جو بغیر غنیمت کے ہے اور اس تاویل کا باعث یہ ہے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جب وہ غنیمت لائے تو اس کو ثواب حاصل نہیں ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ یا غنیمت کے اس کے ساتھ اجر ہے جو ناقص ہے اس شخص کے اجر سے جو غنیمت نہ لائے اس لیے کہ قواعد چاہتے ہیں کہ وہ غنیمت نہ لانے کے وقت افضل ہے ثواب میں اس سے جب کہ غنیمت پائے پس حدیث صریح ہے نفی حرمان میں اور نہیں صریح جمع کی نفی میں اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت غازیوں کے لشکر کی کافروں سے لڑے پھر کافروں کا مال لوٹے تو انہوں نے دو تہائیاں اپنی آخرت کی مزدوری سے دنیا میں پائیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہی اور جنہوں نے غنیمت نہ پائی تو ان کی مزدوری پوری ہوگی پس یہ حدیث تائید کرتی ہے تاویل مذکور کی اور یہ کہ جو غنیمت پائے وہ بھی ثواب کے ساتھ پھرنا ہے لیکن اس کا ثواب کم ہے اس شخص کے ثواب سے کہ غنیمت نہ پائے پس ہوگی غنیمت بیچ مقابلے جزا کے اجر غزا سے پس جب مقابلہ کیا جائے اجر غانم کا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوا ہے اس کو دنیا سے ساتھ اجر اس شخص کے کہ نہیں غنیمت پائی اس نے باوجود ان کے مشترک ہونے کے محنت اور مشقت میں تو ہوگا اجر غنیمت پانے والوں کا کم اجر غنیمت نہ پانے والے سے اور یہ موافق ہے جناب کے قول کے حدیث صحیح میں جو آئندہ آتی ہے کہ بعض ہم میں سے مرگئے اور انہوں نے اپنی مزدوری سے کچھ نہ کھایا اور یہ جو کہا کہ غازی کو غنیمت پانے کے سبب سے ثواب کم ملتا ہے تو بعض نے اس پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کے کہ اس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تحقیق مشہور ہوئی ہے مدح حضرت ﷺ کی ساتھ حلال کرنے غنیمت کے اور ٹھہرانے آپ کے اس کو اپنی امت کے فضائل سے پس اگر اس کے پانے سے ثواب کم ہوتا تو اس کے ساتھ مدح واقع نہ ہوتی اور نیز پس یہ چاہتا ہے کہ جنگ بدر والے اصحاب کا ثواب جنگ احد والے اصحاب سے کم ہو مثلاً اس لیے کہ بدر والوں نے غنیمت پائی اور احد والوں نے نہ پائی باوجود اس کے کہ بدر والے افضل ہیں اور یہ اعتراض ابن عبد البر وغیرہ نے کیا ہے اور ذکر کیا اس نے کہ بعض نے اس کا جواب دیا ہے اس طرح سے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ وہ حمید بن ہانی کی روایت سے ہے اور وہ مشہور نہیں اور یہ قول ان بعض کا مردود ہے اس لیے کہ وہ ثقہ ہے حجت پکڑی گئی ہے اس کے ساتھ مسلم کے نزدیک اور نسائی وغیرہ نے اس کی توثیق کی اور نہیں معلوم ہے کہ کسی نے اس کی جرح کی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کا کم ہونا اس غنیمت پر محمول ہے جو اپنی غیر وجہ سے لے جائے یعنی بے وجہ لے جائے اور ظاہر ہونا فساد اس وجہ کا بے پرواہ کرتا ہے اس کے رد کرنے سے اس لیے کہ اگر امر اس طرح ہوتا تو ان کے لیے تہائی



ثواب باقی نہ رہتا اور نہ اس سے کم اور بعض نے کہا کہ ثواب کا کم ہونا اس شخص پر محمول ہے جو قصد کرے غنیمت کا اپنے جہاد کی ابتدا میں اور پورا ثواب اس کے لیے جو محض جہاد کا قصد کرے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ ابتدا حدیث کی تصریح کرتی ہے اس کے ساتھ کہ مقسم راجع ہے اس شخص کی طرف جس کی نیت خالص ہو حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے اس کے اول میں کہ نہ نکالے اس کو مگر میرا ایمان اور میرے رسول کی تصدیق اور ابن دقیق العید نے کہا کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں بلکہ دونوں میں حکم قیاس پر جاری ہے اس لیے کہ مزدوریاں مختلف ہوتی ہیں باعتبار زیادتی مشقت کے اس چیز میں کہ ہو مزدوری اس کی باعتبار مشقت کے اس لیے کہ مشقت کے لیے دخول ہے مزدوری میں اور سوائے اس کے نہیں کہ مشکل وہ عمل ہے جو متصل ہے ساتھ لینے غنیمتوں کے یعنی پس اگر ثواب کم ہوتا تو البتہ سلف صالحین غنیمتوں کو نہ لیتے پس ممکن ہے یہ کہ جواب دیا جائے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا جہت تقدیم بعض مصالح جزئیہ کے سے ہے بعض پر اس لیے کہ لینا غنیمتوں کا ابتدائے اسلام میں مدد تھا دین پر اور قوت ضعیف مسلمانوں کے لیے اور یہ مصلحت عظیم ہے معاف کیا جاتا ہے اس کے لیے بعض نقص کا اجر میں اس اعتبار سے کہ ہے اور لیکن جواب اس شخص کا کہ شبہ کرتا ہے اس پر اہل بدر کے حال سے پس جو چیز کہ لائق ہے یہ کہ ہو مقابلہ درمیان کمال مزدوری اور اس کے کم ہونے میں اس شخص کے لیے کہ جہاد کرے اپنی جان سے جب کہ نہ غنیمت پائے یا جہاد کرے پس غنیمت پائے پس غایت اس کی یہ ہے کہ حال اہل بدر کا مثلاً نزدیک نہ پانے غنیمت کے افضل ہے اس سے وقت اس کے پانے کے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو حال ان کا افضل ان کے غیر کے حال سے اور جہت سے اور نہیں وارد ہوتی اس میں نفی کہ اگر وہ غنیمت نہ پاتے تو ہوتا اجر ان کا اپنے حال پر بغیر زیادتی کے اور لازم نہیں آتا اس سے کہ وہ بخشے گئے ہیں اور وہ افضل مجاہدین ہیں یہ کہ ان کے سوا کوئی اور مرتبہ نہ ہو اور لیکن اعتراض ساتھ حلال ہونے غنیمتوں کے پس وارد نہیں اس لیے کہ نہیں لازم آتا حلال ہونے سے غنیمتوں کے ثبوت و فاجرا کا ہر غازی کے لیے اور مباح فی الاصل نہیں مستلزم ہے ثواب کو بنفسہ لیکن ثابت ہو چکا ہے کہ لینا غنیمت کا اور غالب ہونا اس پر کافروں سے حاصل کرتا ہے ثواب کو اور باوجود اس کے پس باوجود صحت ثبوت فضل کے غنیمت کے لینے میں اور صحت مدح کرنے کے ساتھ لینے اس کے نہیں لازم آتا اس سے کہ ہر غازی کو حاصل ہو اس کے لیے اجر اس کے جہاد سے نظیر اس شخص کی ہے جو غنیمت نہ لائے میں کہتا ہوں کہ جس نے اہل بدر کی مثال دی ہے اس کی مراد تہویل ہی نہیں تو امر بنا براس کے کہ آخر قرار پا چکا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا ہونے ان کے سے باوجود لینے غنیمت کے کم تر ثواب میں اس چیز سے کہ اگر نہ ہوتا ان کے لیے اجر غنیمت کا یہ کہ ہوں بیچ حال لینے ان کے کے غنیمت کو مفضل یعنی فضیلت دیے گئے بنسبت ان کی کہ ان کے بعد ہیں مانند اس شخص کی کہ جنگ احد میں حاضر ہوا ان کے ہونے کی وجہ سے کہ انہوں نے کوئی چیز غنیمت سے نہ پائی بلکہ اجر بدری کا کئی گنا زیادہ ہے اجر اس شخص کے سے کہ اس کے بعد ہے مثال اس کی یہ ہے کہ کہے کہ اگر فرض کیا جائے اجر بدری کا بغیر

غنیمت کے چھ سو حصہ اور اجر احدی کا مثلاً بغیر غنیمت کے سو حصہ پس جب ہم اس کی نسبت کریں باعتبار حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہوگا بدری کے لیے اس کے لینے کی وجہ سے غنیمت کو دو سو حصہ اور وہ چھ سو کی تہائی ہے تو ہوگا بدری زیادہ اجر میں احدی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ممتاز ہوئے اہل بدر ساتھ اس کے اس کے ہونے کی وجہ سے پہلی جنگ کہ حاضر ہوئے تھے اس میں حضرت ﷺ بیچ لڑائی کافروں کے اور تھا مبداء مشہور ہونے اسلام کا اور قوت اس کے اہل کا پس ہوگا اجر اس شخص کا کہ اس میں حاضر ہوا مثل اس شخص کی کہ سب جنگوں میں حاضر ہوا فضیلت میں کوئی چیز اس کے برابر نہ ہوگی اور ذکر کیا ہے بعض متاخرین نے تعبیر کرنے کے لیے ساتھ دو تہائیوں اجر کے بیچ حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لطیفہ بالغہ اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے غازی کے لیے تین کراٹیں تیار کیں ہیں دو دنیاوی اور ایک اخروی پس دنیاوی سلامت آنا اور غنیمت لانا اور اخروی بہشت میں داخل ہونا پس جب سالم اور غانم پھر آئے تو تحقیق حاصل ہو گئیں اس کے لیے دو تہائیاں اس چیز سے کہ اللہ نے اس کے لیے تیار کیں ہیں اور اللہ کے پاس اس کے لیے ایک تہائی باقی رہی اور اگر بدون غنیمت کے پھر آئے تو اس کے بدلے اس کو ثواب دیتا ہے بیچ مقابلے اس چیز کے کہ اس سے فوت ہوئی اور گویا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ غازی کو کہا جاتا ہے کہ جب فوت ہو تجھ سے کوئی چیز دنیا کے امر سے تو میں اس کے عوض تجھ کو ثواب دوں گا مگر ثواب مختص ہے جہاد کے ساتھ پس وہ حاصل ہے دونوں فریقوں کے لیے اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل نہیں پائے جاتے ہمیشہ ساتھ قیاس کے بلکہ وہ اللہ کے فضل سے ہیں اور یہ کہ اعمال صالح نہیں مستلزم ہیں ثواب کو اپنی ذاتوں کے لیے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتے ہیں ساتھ نیت خالص کے۔ (بیچ)

باب الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ  
لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَقَالَ عُمَرُ اللَّهُمَّ  
ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلَدِ رَسُولِكَ.

باب ہے بیان میں دعا کرنے کے ساتھ جہاد اور شہید ہونے کے مردوں اور عورتوں کے لیے یعنی جائز ہے مرد اور عورت کو یہ کہ دعا کرے کہ الہی مجھ کو جہاد کرنے والوں میں کر یا مجھ کو شہیدوں سے کر۔ یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الہی روزی دے مجھ کو شہادت کی اپنے رسول کے شہر میں یعنی مدینہ منورہ میں۔

۲۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَيَّ أُمَّ حَرَامِ بِنْتِ

۲۵۸۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کا دستور تھا کہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے سو وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی اور ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے کھانا کھلایا اور وہ آپ کے سر کے بال دیکھنے لگی یعنی تاکہ آپ کے سر سے

جوئیں نکالے یعنی اس لیے کہ وہ حضرت ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں تو حضرت ﷺ سو گئے پھر ہنتے ہوئے جاگے ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہنتے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں اس سمندر کے اندر سوار بادشاہ ہیں تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر حضرت ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے پھر ہنتے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ کیوں ہنتے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں جیسے کہ پہلی بار فرمایا تھا میں نے کہا یا حضرت ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہے جو سمندر میں سوار ہوں گے تو ام حرام نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریا میں جہاز پر سوار ہوئیں سو جب دریا سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

مِلْحَانَ فُطُوعِهِ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عِبَادَةِ بِنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يَضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَأْسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرَكِبُونَ نَجِجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ شَكَ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ وَمَا يَضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَأْسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصَرَعَتْ عَنْ دَأْبَتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

فائدہ: ابن مزیر وغیرہ نے کہا کہ وجہ دخول کی اس ترجمہ کی فقہ میں یہ ہے کہ ظاہر شہادت کی دعا سے لازم پکڑتا ہے طلب نصرت کافر کے کو مسلمان پر اور اللہ کے نافرمان کی مدد کرنے کو اس کے فرمانبرار پر یعنی اس لیے کہ مسلمان تو اسی وقت ہی شہید ہوتا ہے جب کہ کافر غالب ہوں لیکن مقصود اصلی اس کے سوائے کچھ نہیں کہ حاصل ہونا بلند درجے کا جو مرتب ہے شہادت کے حاصل ہونے پر اور جو چیز اس نے ذکر کی ہے وہ مقصود لذائذ نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتی ہے ضرورت و وجود سے پس مغفرت ہوا بڑی مصلحت کا حاصل ہونا کافروں کے دفع کرنے سے اور ان کے

ذلیل کرنے سے اور ان کے قہر سے ان کے قتل کے قصد کی وجہ سے اس چیز کے حاصل ہونے کے ساتھ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ضمن میں بعض مسلمانوں کے قتل کرنے سے۔ اور جائز ہوئی تمنا کرنی شہادت کی اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتی ہے اس پر صدق اس شخص کے سے کہ واقع ہوتی ہے اس کے لیے اللہ کے بول بالا کرنے سے یہاں تک کہ خرچ کیا اس نے اپنی جان کو اس کے حاصل کرنے میں۔ پھر وارد کی بخاری نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں اور مراد اس سے ام حرام رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی اور اس کی پوری شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے بیچ مطابق ہونے کے ترجمہ کے ساتھ عورتوں کے حق میں اور پکڑا جاتا ہے اس سے حکم عورتوں کا بطریق اولیٰ اور عجیب بات کہی ابن تین نے پس کہا کہ نہیں حدیث میں تمنا شہادت کی بلکہ اس میں تو صرف جہاد کی تمنا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ شہادت بھی ہے شہرہ عظمیٰ مطلوبہ جہاد میں۔ (فتح) اور عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کی شرح حج کے آخر میں گذر چکی ہے۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجوں کا بیان یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ ہے راہ میری یعنی سبیل کا لفظ مذکر اور مونث دونوں طرح سے آتا ہے یعنی بخاری نے کہا کہ غزی جو قرآن میں واقع ہوا ہے اس کا واحد غازی ہے یعنی ہم درجات (کہ قرآن میں واقع ہوا ہے) کے معنی لہم درجات ہیں یعنی ان کے لیے درجے ہیں۔

۲۵۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو کرم اور فضل کے راہ سے ضرور ہوگا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے چھوڑا ہو یا اس کی زمین یعنی اس شہر میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا ہم لوگوں کو خوشخبری نہ سنائیں یعنی اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد پر موقوف نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو چھوڑو کہ عمل کریں بے شک بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے غازیوں کے

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُقَالُ هَذَا سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ «غَزَا» وَاحِدَهَا غَايَ «هُمْ دَرَجَاتٌ» لَهُمْ دَرَجَاتٌ.

۲۵۸۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَلَّ نَبِيْرُ النَّاسِ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ



حاصل ہوا دعائی کے لیے اس چیز کے لیے کہ اس کو میں نے ذکر کیا ہے اور اول اولیٰ ہے۔ (فتح) اور یہ بھی معلوم ہوا فقط دعا کو بھی بہشت کے حاصل کرنے میں تاثیر ہے اور نری دعا سے بھی بہشت حاصل ہو سکتی ہے ورنہ دعا مانگنے کے کوئی معنی نہ تھے۔

۲۵۸۲۔ سرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دوسروں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک درخت پر لے چڑھے سو مجھ کو ایک گھر میں داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل تھا میں نے کبھی اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا تو دونوں نے کہا کہ یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے۔

۲۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا  
۲۵۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا  
أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي  
فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَذْخَلَانِي دَارًا هِيَ  
أَحْسَنُ وَالْفَضْلُ لَمْ أَرَقُطُ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا  
أَمَا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشَّهَدَاءِ.

فائدہ: یہ کئی احادیث کا شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور اس کے لیے مفسر ہے کہ مراد اوسط سے افضل ہے حضرت رضی اللہ عنہ کے تعریف کرنے کی وجہ سے شہیدوں کے گھر کی ساتھ اس کے کہ وہ نہایت بہتر اور افضل ہے۔ (فتح)

صبح یا شام کو اللہ کے راہ یعنی جہاد میں کوشش کرنی یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور مقدر تمہاری کمان کی جگہ بہشت سے یعنی بہشت کی اتنی جگہ بھی نہایت بہتر ہے۔

بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
وَقَابِ قَوْسٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ.

فائدہ: غدرہ مشتق ہے غدا سے اور وہ نکلنا ہے اول دن میں جس وقت میں ہو دو پہر تک اور رواج رواح سے مشتق ہے اور رواج کا معنی نکلنا ہے جس وقت میں ہو ڈھلنے سورج کے سے اس کے ڈوبنے تک۔

۲۵۸۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ البتہ صبح یا شام کو اللہ کے راہ میں یعنی جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

۲۵۸۳۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا  
وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ  
خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

فائدہ: ابن دقین العید نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ احتمال ہے کہ ہو یہ باب چھپی چیز کے اتارنے سے بچ جگہ دیکھی گئی چیز کے اس کے ثابت کرنے کے لیے نفس میں اس لیے کہ دنیا نفس میں محسوس ہے یعنی نظر آتی

ہے عظیم ہے طبیعتوں میں اس لیے واقع ہوئی ہے فضیلت دینی ساتھ اس کے وگرنہ تو یہ بات معلوم ہے کہ تمام دنیا بہشت کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں دوسرا یہ کہ احتمال ہے کہ ہومراد اس کے ساتھ یہ کہ یہ قدر ثواب بہتر ہے اس ثواب سے کہ حاصل ہو اس شخص کے لیے کہ اگر اس کو ساری دنیا ملے تو اس کو اللہ کی بندگی میں خرچ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس دوسرے معنی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابن مبارک نے کتاب الجہاد میں حسن کے مرسل سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے پس پیچھے رہا کہ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر تو تمام دنیا کو خرچ کرے تو نہ پائے ان کے صبح کو جہاد کے لیے نکلنے کی فضیلت کو اور حاصل یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ دنیا کچھ چیز نہیں اور جہاد نہایت ہی بہت بڑا کام ہے اور یہ کہ جس کو کوڑے کے برابر بہشت میں جگہ ملے تو گویا کہ حاصل ہو اس کے لیے امر عظیم بہتر تمام دنیا سے پس کیا حال ہے اس شخص کا کہ جس کو بہشت کے اعلیٰ درجے ملیں اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ سب تاخیر کا جہاد میں میل کرنا تھا طرف کسی سبب کی دنیا کے اسباب سے پس تنبیہ کی گئی اس پیچھے رہنے والے کو کہ اس قدر کم جگہ بہشت میں بہتر ہے تمام دنیا سے۔

۲۵۸۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مقدار کمان ایک تمہارے کی بہشت میں بہتر ہے اس چیز سے کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہو یعنی تمام دنیا سے اور فرمایا کہ صبح یا شام کو جہاد میں جانا بہتر ہے اس چیز سے کہ اس پر آفتاب چڑھے اور ڈوبے۔

۲۵۸۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ.

فائدہ: آئمہ باب میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ ہے لقب قوس احد کھ اور یہی مطابق ہے ترجمہ باب کے لیے۔

۲۵۸۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شام یا صبح کو جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

۲۵۸۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْفَضْلُ مِنَ

الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

بَابُ الْحُورِ الْعَيْنِ وَصِفَتِهِنَّ يُحَارُ فِيهَا  
الطَّرْفُ شَدِيدَةً سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيدَةً  
بَيَاضِ الْعَيْنِ ﴿وَزَوْجَانَهُمْ بِحُورٍ﴾  
انْكحَانَهُمْ.

باب ہے بیان میں حور عین اور ان کی صفت کے حیران  
ہوتی ہے اس میں آنکھ یعنی باسبب اس کے حسن کی چمک  
کے نہایت سیاہی آنکھ والی اور نہایت سفیدی آنکھ والی  
یعنی اس کی آنکھ کی سیاہی نہایت تک ہے اور اس کی  
سفیدی بھی نہایت تک ہے۔ یعنی آیت زو جناہم کے  
معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے انکحناہم ہیں یعنی  
نکاح کر دیا ہم نے ان کا ساتھ حور عین کے۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے حور عین کی۔

۲۵۸۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ کوئی بندہ نہیں مرتا جس کے لیے اللہ کے نزدیک  
کوئی بھی بہتری ہو کہ اس کو خوش معلوم ہو یہ بات کہ پلٹ آئے  
دنیا کی طرف اس حالت پر کہ اس کو تمام دنیا ملے اور جو چیز کہ  
دنیا میں ہے یعنی جس کی مغفرت ہوئی ہو اس کی یہ آرزو نہیں کہ  
پھر دنیا میں آئے اگرچہ ساری دنیا کی اس کو بادشاہی ملے مگر  
شہید اس چیز کے لیے کہ دیکھا ہے شہید ہونے کی فضیلت سے  
کہ تحقیق اس کو خوش لگتا ہے کہ دنیا کی طرف پھر آئے اور دوبارہ  
اللہ کے راہ میں مارا جائے۔

۲۵۸۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ اللہ کی راہ میں صبح یا شام کی کوشش کرنی بہتر ہے تمام  
دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور البتہ بقدر کمان ایک تمہاری  
کے بہشت سے یا اس کے کوڑے کی جگہ بہشت سے بہتر ہے  
تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اور اگر کوئی عورت بہشت  
کے رہنے والوں میں سے زمین کی طرف جھانکے تو البتہ روشن  
کرے اس چیز کو کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے یعنی

۲۵۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا  
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ  
حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ  
يَسْرُهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا  
وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيدَ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ  
الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يَسْرُهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا  
فَيَقْتَلَ مَرَّةً أُخْرَى.

۲۵۸۷۔ قَالَ وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَوْحَةَ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ غَدَوَةَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا  
فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسٍ أَحَدَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ  
مَوْضِعُ قَيْدٍ يَعْنِي سَوْطَهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا  
فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ  
إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لِأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا



وَلَمَّا لَنَهُ رِيحًا وَلَنَصِفُهَا عَلَيَّ رَأْسَهَا خَيْرٌ  
مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

ساری دنیا کو روشن کر دے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور البتہ  
اس کے سر کی اوزھنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں

ہے۔

فائدہ: یہ چار حدیثیں ہیں اول حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور دوسری کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور تیسری کی شرح  
بہشت کی صفت میں آئے گی اور اسی طرح چوتھی کی بھی۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ بخاری نے انس رضی اللہ  
کی یہ حدیث وارد کی ہے تاکہ بیان کرے اس معنی کو جس کی وجہ سے شہید دنیا میں پھر آنے کی تمنا اور آرزو کرتا ہے تاکہ اللہ  
کے راہ میں پھر مارا جائے اس وجہ سے کہ وہ شہادت کی فضیلت اپنے گمان سے زیادہ دیکھتا ہے اس لیے کہ ہر ایک کو حور  
عین سے وہ عورت ملے گی کہ اگر دنیا کی طرف جھانکے تو ساری دنیا کو روشن کر دے۔ اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ  
روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں خشک ہوتی زمین شہید کے خون سے مگر حور عین سے اس کی بیویاں اس  
کے پاس جلد آتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لباس ہوتا ہے جو بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے  
اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بہتر حوریں ملتی ہیں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے۔ (فتح)

بَابُ تَمَنِّيِ الشَّهَادَةِ.  
باب ہے بیان میں آرزو کرنے شہادت کی۔

فائدہ: اس کی توجیہ کتاب الجہاد کے اول میں گذر چکی ہے۔ اور یہ کہ اس کی آرزو اس کا قصد کرنا مرغب فیہ ہے یعنی  
اس میں رغبت دی گئی ہے۔ اور اس باب میں کئی حدیثیں صریح ہیں ان میں ایک انس رضی اللہ کی حدیث ہے جو سچے دل  
سے شہادت کو طلب کرے وہ اس کو دی جائے گی اگرچہ اس کو نہ پائے یعنی اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس سے زیادہ  
تصریح مراد میں وہ حدیث ہے جو حاکم نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں شہید ہونا طلب کرے سچے دل سے  
پھر مر جائے یعنی اپنے گھر میں تو اللہ اس کو شہید کا ثواب دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو سچے دل سے شہادت  
مانگے تو اللہ اس کو شہادت کے مرتبے میں پہنچا دے گا اگرچہ اپنے بچھونے پر مرے۔ (فتح)

۷۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ  
الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالَ مِنَ  
الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا  
عَنِّي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ

۲۵۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے  
فرمایا تم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ  
اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ کئی مسلمانوں کے جی خوش نہ ہوں  
گے کہ مجھ سے پیچھے رہیں یعنی فقراء اور میں سواری نہیں پاتا  
جس پر سب اصحاب کو سوار کروں تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ  
رہتا جو اللہ کے راہ میں جہاد کرتا۔ تم ہے اس ذات کی جس  
کے قابو میں میری جان ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں

ماراجاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں  
پھر مارا جاؤں۔

عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْرَوُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِي  
نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أَقْتُلُ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ  
ثُمَّ أَحْيَا ثُمَّ أَقْتُلُ.

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ میں آرزو کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو بعض شارحین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آرزو کا صادر ہونا مشکل ہے اس کے باوجود کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ شہید نہ ہوں گے۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ شاید اس آرزو کا صادر ہونا اس آیت کے اترنے سے پہلے تھا کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس آیت کا نزول اوائل ہجرت میں تھا اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت رضی اللہ عنہ سے سنی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے ساتویں سال آئے اور جو چیز کہ ظاہر نظر آتی ہے جواب میں یہ ہے کہ نیکی اور بہتری کی آرزو اس کے وقوع کو نہیں چاہتی۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو خوب ہوتا کما سیاتی فی مکانہ۔ اور کتاب التہنی میں اس کی نظیریں بہت آئیں گی اور گویا کہ حضرت رضی اللہ عنہ کی مراد مبالغہ کرنا ہے جہاد کی فضیلت بیان کرنے میں اور رغبت دلانے میں مسلمانوں کو اس کے اوپر ابن تین نے کہا کہ یہ زیادہ تر مشابہ ہے اور نووی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلانی ہے حسن نیت پر اور بیان ہے پیمانے شدت شفقت حضرت رضی اللہ عنہ کے کا اپنی امت پر اور آپ کی مہربانی کا ان کے ساتھ اور مستحب ہونا طلب قتل کا اللہ کی راہ میں اور جواز اس قول کا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ ایسی ایسی نیکی حاصل کروں اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ وہ حاصل نہیں ہوگی اور اس میں ترک کرنا مصلحتوں کا راجح یا راجح مصلحت کی وجہ سے یا دور کرنے کی وجہ سے مفسدہ کے اور اس میں جواز آرزو کرنے اس چیز کا ہے جو عادت میں محال ہو اور کوشش کرنی بیچ دور کرنے مکروہ چیز کے مسلمانوں سے اور اسی میں یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں اس لیے کہ اگر فرض عین ہوتا تو اس سے کوئی بچھے نہ رہتا، میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس لیے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب تو اس شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو قادر ہو اور جو عاجز ہو پس وہ معذور ہے یعنی وہ خطاب میں داخل نہیں اور اللہ نے فرمایا ہے غیور اولی الضرور اور جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی دلیلیں اس کے سوائے اور ہیں اور اس کی بحث وجوب التفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

۲۵۸۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہوا پھر علم کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوا پھر اس کو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

۲۵۸۹۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَّارُ  
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ  
حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نے بغیر سرداری کے تو اس کو اللہ نے فتح دی اور فرمایا کہ ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے، ایوب کہتے ہیں کہ یا فرمایا کہ ان کو یعنی شہیدوں کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ  
أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ  
بُنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ  
الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ امْرَأَةٍ لَفُتِحَ لَهُ وَقَالَ مَا  
يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوبُ أَوْ قَالَ مَا  
يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس باب میں اس کے داخل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا قول کہ ان کو خوش معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یعنی بہ سبب اس چیز کے کہ جو شہادت کی فضیلت سے انہوں نے دیکھا پس نہیں خوش آتا ان کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئیں بغیر اس کے کہ دوبارہ شہید ہوں اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگی تطبیق دونوں حدیثوں کے درمیان باب کی۔ اور دلیل اس چیز کی کہ ذکر کیا میں نے استثناء سے وہ حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہما سے آئندہ آئے گی کہ نہیں کوئی جو بہشت میں داخل ہو جو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا میں پھر آئے مگر شہید۔ (فتح)

باب بیان میں فضیلت اس شخص کے کہ اللہ کے راہ میں سواری سے گر کر مرجائے تو وہ غازیوں سے ہے۔ یعنی اور بیان اس آیت کا کہ جو نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے طرف اللہ اور اس کے رسول کی پھر اس کو موت پائے تو اس کی مزدوری اللہ پر واجب ہوئی واقع کے معنی واجب کے ہیں یعنی واجب ہوئی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى  
﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مَهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ  
وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ  
أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ وَقَعَ وَجَبَ.

**فائدہ:** یعنی حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ قصد جہاد کے جب کہ نیت خالص ہو پس جب واقع ہو درمیان قاصد کے اور فعل کے کوئی مانع پس تحقیق قول اللہ کا کہ پھر اس کو موت پائے عام ہے اس سے کہ قتل سے ہو یا ساتھ گرنے کے چار پائے سے اور سوائے اس پس مناسب ہوئی آیت ترجمہ باب کے ساتھ۔ اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اتری ایک مرد کے حق میں کہ مسلمان تھا اور کے میں مقیم تھا یعنی فتح مکہ سے پہلے پس جب اس نے یہ آیت سنی کہ کیا نہ تھی اللہ کی زمین فراخ پس ہجرت کرتے تم اس میں تو اس نے اپنے گھر والوں کو کہا اور حالانکہ وہ بیمار تھا کہ مجھ کو مدینے کی طرف نکالو تو انہوں نے اس کو نکالا پھر وہ راہ میں مر گیا تو اس وقت یہ آیت اتری۔ (فتح)

۲۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ ۱- حرام علیہ ملحمان کی بیٹی سے روایت ہے کہ ایک

دن حضرت ﷺ میرے قریب سوئے پھر ہتے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہتے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے اس دریا سبز میں سوار جیسے بادشاہ تختوں پر تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر دوسری بار سوئے پھر کیا مانند پہلی بار کے یعنی ہتے ہوئے جاگے تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا جیسے پہلے کہا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا جیسے پہلے دیا تھا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلی جماعت سے ہے کہ سبز دریا میں سوار ہوں گے تو ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلی اس حال میں کہ وہ جہاد کا ارادہ رکھتا تھا پہلے پہل کہ مسلمان معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دریا میں سوار ہوئے جب وہ جہاد سے پھرے اس حال میں کہ پلٹ آنے والے تھے تو شام میں اترے تو چوچو پایہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے نزدیک کیا گیا تاکہ اس پر سوار ہو یعنی وہ سوار ہوئی تو چوچو پائے نے اس کو گرا دیا اور وہ مر گئی۔

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور ترجمہ کا شاہد اس سے یہ قول ہے کہ چوچو پایہ اس کے نزدیک کیا گیا تاکہ اس پر سوار ہو تو چوچو پائے نے اس کو گرا دیا تو وہ مر گئی بسبب دعا کرنے حضرت ﷺ کے اس کے لیے کہ تو پہلی جماعت سے ہے اور وہ بادشاہوں کی طرح ہیں تختوں پر بہشت میں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس شخص کی کہ اس کو اللہ کے راہ میں مصیبت یا زخم پہنچے۔

**فائدہ:** مراد اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے کہ واقع ہو اس کے لیے یہ یعنی مصیبت یا زخم اللہ کی راہ میں۔

۲۵۹۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ ۲۵۹۱۔ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ سَمُرَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَبْسَمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أَنَسٌ مِنُّ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمَلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ فَقُلْتُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقُلْتُ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقُلْتُ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوْلَى مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِينَ فَزَلُّوا الشَّامَ فَقُرِبَتْ إِلَيْهَا ذَابَةٌ لِرُكْبَتِهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

قاری قوم (یہاں مترجم نے ترجمہ متن حدیث کے مطابق نہیں

کیا بلکہ فتح الباری نے اس سیاق میں حفص بن عمر نجدی کے استاد کا وہم ثابت کر کے جو تحقیق معتبر ہے اس کے مطابق ترجمہ کیا متن کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی سلیم کے چند لوگوں کو ستر مردوں کی جماعت میں قبیلہ بنی عامر کی طرف بھیجا (انس رضی اللہ عنہما کہتا ہے) جب یہ خبر پہنچی میرے ماموں نے کہا الخ ابو محمد) بنی عامر (عرب کی ایک قوم کا نام ہے) کی طرف بھیجے یعنی دعوت اسلام کے لیے اور ان کے ساتھ ام سلیم کا بھائی تھا یعنی انس رضی اللہ عنہما کا ماموں سو جب وہ ان کے نزدیک آئے تو میرے ماموں نے ان کو کہا کہ میں تم سے آگے بڑھ جاتا ہوں سو اگر انہوں نے مجھے امان دی یہاں تک کہ میں ان کو حضرت ﷺ کا حکم پہنچاؤں تو ٹھیک ورنہ تم میرے نزدیک رہو اگر مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو میری مدد کرنا تو وہ آگے بڑھ گیا سو کافروں نے اس کو امان دی پس اس حالت میں کہ وہ حضرت کا حکم بیان کرتا تھا تو ناگہاں انہوں نے اپنے ایک مرد کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کو نیزہ مارا اور اس کو گذارا یعنی ایسا نیزہ مارا کہ اس کی دوسری طرف سے نکل گیا تو اس نے کہا اللہ بڑا ہے قسم ہے کعبے کے رب کی میں نے اپنا مطلب پایا پھر کافر لوگ اس کے باقی ساتھیوں کی طرف جھک پڑے تو ان کو بھی مار ڈالا اگر ایک لنگڑا مرد کہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہام نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک اور مرد بھی تھا تو جبریل نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملے تو اللہ ان سے راضی ہوا اور ان کو راضی کیا تو ہم قرآن میں پڑھتے تھے کہ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو یہ کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہو اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی تو چالیس صحیحیں یعنی چالیس دن

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ فَلَمَّا قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقَدِّمُكُمْ فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا فَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَأُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنفَذَهُ فَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ فَرُتْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَفَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَامٌ فَأَرَاهُ أَخْرَجَهُ مَعَهُ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ يَلْفُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ نَسِخَ بَعْدَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى رِغْلٍ وَذَكَوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عَصِيَّةَ الَّذِينَ عَصَوْا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یعنی ان کافروں کے چار قبیلوں پر رعل پر اور ذکوان پر اور بنی لیمان اور بنی عصبہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

**فائدہ:** اور جہاد کے آخر میں آئے گا کہ حضرت ﷺ نے بنی سلیم کے کئی قبیلوں پر بددعا کی اس لیے کہ انہوں نے قاریوں کو مار ڈالا اور یہ صریح تر ہے مقصود میں (فتح الباری) یہ ستر صحابی تھی اور سب قرآن کے قاری تھے اور کافروں نے سب کو مار ڈالا مگر ایک آدمی بچ نکلا۔

۲۵۹۲۔ جناب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بعض جنگوں میں تھے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی پس نکلا اس سے خون حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تو کچھ مگر انگلی کہ تو نے خون بہایا اور اللہ کے راہ میں ہے جس کو تو ملی یعنی درد اور تکلیف سے۔

۲۵۹۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ آتَيْتَ إِلَّا إِصْبَعُ دَمِيَتْ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقِيتَ.

**فائدہ:** یہ حدیث آئندہ آئے گی اور اس میں ہے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی اور وہ موافق ہے ترجمہ کے لیے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی طرف اور اسی باب میں ہے جو ابو داؤد اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کو روند ڈالے گھوڑا اس کا یا اونٹ اس کا اللہ کی راہ میں یا اس کو کوئی جانور کاٹے تو وہ شہید ہے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں ثواب اس شخص کی کہ اللہ کے راہ میں زخمی ہوا۔

بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزًّا وَجَلًّا.

۲۵۹۳۔ ابو ہریرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں زخمی ہوتا کوئی اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور حالانکہ اس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

۲۵۹۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكَلِّمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالزَّبِيحُ رَيْحُ الْمِسْكِ.

**فائدہ:** کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکا ہے کہ ہوگا زخم قیامت کے دن اپنی شکل پر جب کہ زخم کیا گیا خون سے جوش مارتا ہوگا اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں زخمی ہو یا کسی چیز کے لگنے سے اس کے عضو سے خون جاری ہو تو آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ خون جوش مارتا ہوگا اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی ہوگی اور اس زیادتی سے معلوم ہوا کہ صفت مذکورہ شہید کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ ہر شخص کے لیے ہے کہ زخمی ہوا۔ اور احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ زخم ہو کہ اس کے سبب سے آدی مر جائے اس کے درست ہونے سے پہلے نہ وہ کہ جو دنیا میں تندرست ہو جائے۔ پس تحقیق اثر زخم کا اور خون بہنے کا دور ہو جاتا ہے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو اس کے لیے فضیلت فی الجملہ لیکن ظاہر یہ ہے کہ جو قیامت کے دن آئے گا اور اس کا زخم خون سے جوش مارتا ہوگا وہ شخص ہے جو دنیا سے جدا ہوا اور اس کا زخم بدستور جاری تھا۔ اور علماء نے کہا کہ حکمت بیچ اٹھانے اس کے کی اس حال میں یہ ہے کہ ہو اس کے ساتھ گواہ اس کی فضیلت کے اس کے خرچ کرنے کے اپنی جان کو اللہ کی بندگی میں۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ شہید اپنے خون اور کپڑوں میں دفن کیا جائے اور نہ دور کیا جائے اس سے خون ساتھ غسل وغیرہ کے تاکہ آئے قیامت کے دن جیسا کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں لازم آتا دنیا میں خون کے دھونے سے یہ کہ اس حال سے نہ اٹھایا جائے اور بے پرواہ کرتا ہے استدلال سے شہید کے غسل کو ترک کرنا اس حدیث میں قول حضرت ﷺ کا احد کے شہداء میں کہ کپڑے اوڑھاؤ ان کو ساتھ خونوں ان کے کے جیسے کہ اس کا بیان بط کے ساتھ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

**بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسَيْنَيْنِ﴾ وَالْحَرْبُ سِجَالٍ.**  
باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ہمارے حق میں مگر دونوں نیکیوں میں سے ایک یعنی فتح یا شہادت اور لڑائی ڈول ہے کبھی کوئی غالب اور کبھی کوئی غالب۔

**فائدہ:** سورۃ برات کی تفسیر میں آئے گا کہ مراد ساتھ حسنین کے فتح ہے یا شہادت اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت قول بخاری کی بعد اس کے کہ لڑائی باری باری سے ہے اگر مسلمان غالب ہوں گے تو ان کی فتح ہوگی اور اگر کافر غالب ہوں گے تو مسلمان کے لیے شہادت ہوگی۔ (فتح)

۲۵۹۴۔ حَدَّثَنَا يَعْقِبُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر قل نے اس کو  
کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ تمہاری لڑائی کا اس کے ساتھ  
کیا حال ہے تو تو نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے یعنی کبھی وہ غالب  
ہوتا ہے اور کبھی یہ غالب ہوتے ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں  
عَبَّاسِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبِ

کا کہ پہلے ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کے لیے آرام ہوتا ہے یعنی فتح نصیب ہوتی ہے۔

أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ  
فَقَالَ كُمْ إِيَّاهُ فَرَعَمْتُ أَنَّ الْحَرْبَ سَجَالٌ  
وَدُوْلٌ فَكَذَلِكَ الرَّسُلُ تَبْتَلَى لَمْ تَكُونُ  
لَهُمُ الْعَاقِبَةُ.

فائدہ: یہ ہرقل کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری کتاب کے ابتدا میں گزر چکی ہے۔ اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ لڑائی ڈول ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ نہیں بیان کی اس نے حدیث ہرقل کی مگر اس کے قول کے لیے کہ یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور ساتھ اس کے ثابت ہوگی یہ بات کہ ان کے لیے دو نیکیوں سے ایک ہے اگر وہ غالب ہوں تو ان کے لیے دنیا بھی ہے اور عاقبت بھی اور اگر ان کا دشمن غالب ہو تو رسولوں کے لیے انجام بہتر ہے یعنی عاقبت میں اور یہ قول پہلی تفسیر کی نفی کو مستلزم نہیں اور اس کے معارض نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ پہلی تقریر اولیٰ ہے اس لیے کہ وہ ابوسفیان سے نقل ہے جو اس نے حضرت ﷺ کے حال سے روایت کی ہے اور لیکن دوسری پس وہ ہرقل کے قول سے ہے جو اس نے اپنی کتابوں سے سیکھی تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَن يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مسلمانوں میں بعض وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا تو ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے اور بعض وہ ہیں جو اس کا انتظار کرتے ہیں اور نہیں بدلا انہوں نے کچھ یعنی اپنے عہد کو نہ بدلا۔

فائدہ: مراد ساتھ معاہدہ مذکور کے وہ ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اس آیت میں وَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤْتُونَ الْأَذْيَارَ اور تھا یہ جب پہلے پہل احد کی طرف نکلے تھے اور یہ قول ابن اسحاق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ عہد ہے جو عقبہ کی رات انصار سے واقع ہوا تھا جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ آپ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں اور پہلی تقریر اولیٰ ہے اور یہ جو فرمایا کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نخب پوری کی تو مراد یہ ہے کہ بعض ان میں سے مر گئے اور اصل نخب کے معنی نذر کے ہیں اور جب کہ ہر جاندار چیز کے لیے موت ضرور ہے تو گویا کہ وہ نذر لازم ہے اس کے لیے پس جب مر گیا تو اس نے اپنی نذر پوری کی اور مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو اپنے عہد پر مر گیا اس کے مقابل ہونے کی وجہ سے اس شخص کے ساتھ جو اس کی انتظار کرتا ہے۔ (فتح)

۲۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رِوَايَةٍ عَنْ مِيرَا بَجَا أَنَسُ بْنُ نَضْرَةَ

۲۵۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَىٰ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ جَنْجَ بَدْرٍ فِي حَاضِرَتِهِ هُوَ تَوْبَهُ بَاتِ اسْ پَرَاغِرَا لْغُذْرِي تَوَا اسْ



نے کہا کہ یا حضرت ﷺ غائب ہوا میں پہلی لڑائی سے جو آپ نے کافروں سے کی یعنی میں افسوس کرتا ہوں کہ میں پہلی لڑائی میں آپ کے ساتھ حاضر نہیں ہوا قسم ہے اللہ کی کہ اگر اللہ نے مجھ کو کافروں کی لڑائی میں حاضر کیا تو البتہ اللہ دیکھے گا جو میں کروں گا یعنی لڑائی میں نہایت مبالغہ کروں گا اور بھاگوں گا نہیں تو مسلمان ننگے ہوئے یعنی شکست کھائی انس بن نصر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا الہی میں عذر کرتا ہوں طرف اس چیز کی کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو مراد رکھتا تھا یعنی مسلمانوں کے بھاگنے سے اور بری ہوتا ہوں طرف تیری اس چیز سے کہ انہوں نے کی یعنی میں کافروں کے کام سے بیزار ہوں پھر میرا چچا انس بن نصر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سامنے آیا اس کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تو میرے چچا نے کہا کہ اے سعد میں بہشت چاہتا ہوں قسم ہے رب نصر کی (اپنے باپ) کی بے شک میں بہشت کی بو پاتا ہوں نزدیک احد کے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جو انس رضی اللہ عنہ نے کیا وہ مجھ سے نہیں ہو سکتا یعنی لشکر سے آگے بڑھ کر کافروں سے لڑنا اور ان کے مقابلے میں صبر کرنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سوہم نے اس کے بدن میں کچھ زائد اسی زخم کے پائے تلوار کا زخم یا نیزے کا زخم یا تیر کا زخم اور ہم نے اس کو پایا اور حالانکہ وہ قتل کیا گیا تھا اور کافروں نے اس کے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور اس کو مقتولوں میں کسی نے نہ پہچانا مگر اس کی بہن نے اس کے پوروں سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم گمان کرتے تھے کہ یہ آیت اتری اس کے حق میں اور اس کے مانندین کے حق میں مسلمانوں میں سے کئی مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا آخر آیت تک اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی بہن نے اور اس کا نام ریح

أَنسَا قَالَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ حَدَّثَنِي حَمِيدُ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ لَيْنِ اللَّهُ أَشْهَدُنِي. قَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيْرِينَ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَدُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذِ الْجَنَّةِ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدُ فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسُ فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَتَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمِيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتَهُ بِنَانَةَ قَالَ أَنَسُ كُنَّا نَرَى أَوْ نَنْظُرُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَقَالَ إِنَّ أُخْتَهُ وَهِيَ تَسْمَى الرَّبِيعَ كَسَرَتْ نَيْبَةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسِرُ

فَنِيْتَهَا فَرَضُوا بِالْأَرْضِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ  
مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَأَهُ.

تھا ایک عورت کا دانت توڑ ڈالا تو حضرت ﷺ نے قصاص  
کا حکم فرمایا تو انس بن نصر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم  
ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا دانت  
نہ توڑا جائے گا تو اس عورت کے وارث دیت کے ساتھ راضی  
ہوئے اور قصاص کو چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے  
شک اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے  
بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

**فائدہ:** بدر کو پہلی جنگ اس لیے کہا وہ پہلی جنگ ہے جس میں حضرت ﷺ خود نکلے تھے اور اس سے پہلے اور بھی  
جنگیں ہوئیں تھیں لیکن خود حضرت ﷺ ان میں نہ نکلے تھے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں بہشت کی خوشبو پاتا ہوں تو  
احتمال ہے کہ حقیقی خوشبو ہو اور اس نے سچ بچ بہشت کی خوشبو پائی ہو یا اس نے کوئی پاک خوشبو پائی ہو کہ اس کی  
خوشبو نے اس کو بہشت کی خوشبو یاد دلائی ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس شخص نے اپنے ذہن میں بہشت کو  
حاضر کیا ہو جو شہید کے لیے تیار کی گئی تو اس نے تصور کیا کہ وہ اسی جگہ میں ہے جہاں وہ لڑتا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ  
بہشت اس جگہ میں حاصل ہوگی تو وہ اس کے لیے مشتاق ہو اور انس بن نصر رضی اللہ عنہما کے قصے میں کئی فائدے ہیں جو  
بذل نفس کا جہاد میں اور فضل و فائے عہد کا اگرچہ نفس پر دشوار ہو یہاں تک کہ وہ اس کے ہلاکت تک پہنچے اور یہ کہ  
طلب کرنا شہادت کا جہاد میں نہیں شامل ہے اس کو نبی ڈالنے نفس کو طرف ہلاکت کی اور اس میں فضیلت ظاہر ہے انس  
بن نصر رضی اللہ عنہما کے لیے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب صحت ایمان سے اور کثرت تقویٰ اور تورع سے اور  
توت یقین سے۔ (فتح)

www.KitaboSunnat.com

۲۵۹۶- زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے روقوں  
کو قرآنوں میں نقل کیا تو میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت  
گم کی کہ میں حضرت ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے  
تو میں نے اس کو نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری کے جس کی گواہی  
حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی اور  
وہ آیت یہ ہے من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا  
اللہ علیہ کہ مسلمانوں میں کئی مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں  
نے جس پر عہد تھا اللہ سے۔

۲۵۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ  
حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سَلِيمَانَ أَرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ  
بْنِ أَبِي عَتِيبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ  
بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ نَسَحْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ  
فَلَقَدْتُ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ  
أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خَزِيمَةَ بْنِ  
ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ  
رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهُ «مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ  
صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ».

جہاد سے پہلے نیک عمل کرنے کا بیان۔ یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم اپنے عملوں سے لڑتے ہو یعنی نیک عمل کو کافروں کی لڑائی میں دخل ہے اور تم کو اس سے تقویت ہوتی ہے اور لڑائی میں مدد پہنچتی ہے۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزارى ہے اللہ کی یہ کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے ان کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر جیسے وہ دیوار ہے سبسہ پلائی۔

بَابُ عَمَلِ صَالِحٍ قَبْلَ الْقِتَالِ وَقَالَ أَبُو  
الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ وَقَوْلُهُ  
«يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا  
تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا  
لَا تَفْعَلُونَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ  
فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَهُمْ بُنْيَانٌ  
مَرصُوصٌ».

۲۵۹۷۔ اور براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا جس نے لوہے سے اپنا منہ ڈھانکا ہوا تھا یعنی خود لوہے کی پہن کر لڑنے کے لیے تیار ہو کر آیا تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ میں کافروں سے لڑوں یا مسلمان ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلے مسلمان ہو پھر کافروں سے لڑو وہ مسلمان ہو پھر کافروں سے لڑا پس شہید ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب بہت لیا۔

۲۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ  
حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارِ بْنِ الْفَزَارِيِّ حَدَّثَنَا  
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ  
الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَى النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ  
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلْ أَوْ أَسْلِمْ قَالَ  
أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتِلْ فَقَاتِلْ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ  
قَلِيلًا وَأَجَرَ كَثِيرًا.

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دو مجھ کو اس مرد کی کہ بہشت میں داخل ہو اور اس نے نماز نہ پڑھی پھر کہا کہ وہ عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے۔ اور ابن اسحاق نے اس کا قصہ مغازی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ اسلام سے انکار کیا کرتا تھا پھر جب جنگ احد کا دن ہوا تو اس کو ظاہر ہوا تو اس نے تلوار لی یہاں تک کہ قوم میں

آیا اور ان میں داخل ہو اور لڑنے لگا یہاں تک کہ زخمی ہو کر گرا تو اس کی قوم نے اس کو معرکے میں پایا تو انہوں نے کہا کہ تو یہاں کیوں آیا ہے کیا اپنی قوم کی حمایت کے لیے یا اسلام کی رغبت سے تو اس نے کہا کہ میں اسلام کی رغبت سے آیا ہوں میں حضرت ﷺ کے ہمراہ لڑا یہاں تک کہ پہنچی مجھ کو وہ چیز کہ پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بہشتی ہے اور باب کی حدیث کی اس کے ساتھ تطبیق اس طرح ہے کہ اس نے پہلے حضرت ﷺ سے آکر مشورہ لیا پھر مسلمان ہو کر لڑا اور ابن مسیر نے کہا کہ مناسبت ترجمہ کی اور آیت کی حدیث کے ساتھ ظاہر ہے اور بیچ مناسبت آیت کے ترجمہ کے لیے خفا ہے اور گویا کہ وہ اس جہت سے ہے کہ اللہ نے عتاب کیا ہے اس پر جو کہے کہ میں نیک کام کروں گا اور نہ کرنے اور تعریف کی اس پر جو قول کو پورا کرے اور لڑنے کے وقت ثابت رہے بھاگے نہیں۔ یا اس جہت سے ہے کہ اللہ نے انکار کیا اس شخص پر جو لڑائی سے پہلے ناپسند بات کرے پس کھولا گیا غیب کہ اس نے خلاف کیا پس مفہوم اس کا ثابت ہونا فضل کا بیچ مقدم کرنے صدق کے اور قصد صحیح کے اوپر وفا کے اور یہ اصل اعمال سے ہے اور میری رائے میں یہ دوسری توجیہ اظہر ہے اور کرمانی نے کہا کہ مقصود آیت سے اس ترجمہ میں قول اس کا بیچ آیت کے ہے کہ جیسے دیوار میں سیسہ پلائی اس لیے کہ لڑائی میں صف باندھنی عمل صالح ہے لڑائی سے پہلے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی تھوڑے عمل سے بھی بہت اجر حاصل ہوتا ہے اللہ کے فضل اور احسان سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ آتَاهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فَقَتَلَهُ.

اگر کسی کو تیر غریب لگے یعنی اس کا پھینکنے والا معلوم نہ ہو اور

اس کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۵۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام ربیع براء کی بیٹی اور وہ ماں ہے حارثہ بن سراقہ کی حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ کیا آپ مجھ سے حارثہ کا حال بیان نہیں فرماتے اور حارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا تھا اور اس کو تیر غریب لگا تھا یعنی ناگہاں پس اگر وہ بہشت میں ہے تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور اگر بہشت کے سوا کہیں اور ہو تو محنت کر کے اس کو رو لوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حارثہ کی ماں! حال تو یوں ہے کہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں اور بے شک تیرا بیٹا پہنچا بہت اونچے بہشت میں یعنی یہ نہ سمجھنا کہ وہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے جو سب سے

۲۵۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرَّبِيعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سَرَّاقَةَ آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَلَا تَحَدِيثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قَتْلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرِبٌ فَإِنَّ كَأَنَّ فِي الْجَنَّةِ صَبْرٌ وَإِنْ كَأَنَّ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنِكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى.

اونچا ہے۔

**فائدہ:** غریب اس تیر کو کہتے ہیں جس کا مارنے والا معلوم نہ ہو یا نہ معلوم ہو کہ کدھر سے آیا یا مارنے والے سے بے قصد آیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ جس کو تیر غریب لگے اس کو بہت ہی بڑا ثواب ہے۔

جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو اس کے لیے کیا ثواب ہے یا اس کا جواب محذوف ہے یعنی پس وہی معتبر

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا.

ہے۔

۲۵۹۹۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد غنیمت کے لیے لڑتا ہے کہ لوٹ کا مال پائے اور ایک مرد ذکر کے لیے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مذکور ہو اور شجاعت کے ساتھ مشہور ہو اور ایک مرد لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے لڑتا ہے تاکہ لوگ اس کی بہادری دیکھیں (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مرد اپنی قوم کی حمایت کے لیے لڑتا ہے اور ایک مرد غصے کے لیے لڑتا ہے اور حاصل ان روایتوں سے یہ ہے کہ لڑنا پانچ چیزوں کے سبب سے واقع ہوتا ہے طلب غنیمت کے لیے اور اظہار شجاعت اور ریا کے لیے اور حمیت کے لیے اور غصے کے لیے اور ہر ایک کو ان میں سے شامل ہے مدح اور ذمہ پس اسی لیے نہ حاصل ہوا جو اب ساتھ اثبات کے اور نہ ساتھ نفی کے) تو کون ہے اللہ کی راہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے یعنی جس کی یہ نیت ہو کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ اللہ کے راہ میں ہے۔

۲۵۹۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِبِرِّهِ مَكَانَهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

**فائدہ:** مراد ساتھ کلمۃ اللہ کے اللہ کی دعوت ہے اسلام کی طرف اور احتمال ہے کہ ہومراد کہ تحقیق نہیں ہوتا اللہ کی راہ میں مگر وہ شخص کہ ہو سبب لڑنے اس کے کا طلب کرنا اس بات کا کہ اللہ کا بول بالا ہو فقط اس معنی سے کہ اگر کوئی سبب اسباب مذکورہ سے اس کے ساتھ ملائے تو اس کے لیے نخل ہو اور احتمال ہے کہ نہ نخل ہو جب کہ حاصل ہو ضمن میں نہ

بطور اصل اور مقصود کے اور اس کے ساتھ تصریح کی طبری نے پس کہا اس نے کہ جب ہو اصل باعث وہی اول ہے یعنی اللہ کا بول بالا ہونا تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو کچھ کہ عارض ہو اس کے لیے بعد اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ لیکن ابو داؤد نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا مجھے بتاؤ تو اگر کوئی آدمی جہاد کرے تلاش کرتا ہو اور ذرا اور ذکر کو یعنی تاکہ لوگوں میں اس کا نام پیدا ہو تو کیا اس کے لیے کچھ ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں تو اس نے یہ بات تین بار دہرائی آپ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ اس کے لیے کچھ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ نہیں قبول کرتا عمل مگر وہ کہ جو اس کے لیے خالص ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اس کو اس آدمی کے حق میں جو دونوں کے لیے اکٹھا قصد کرے ایک حد پر پس نہ مخالف ہوگا مرجح کو اول یعنی ابتدا میں جس کی نیت اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے خالص ہو اور اس کے سوائے مغلوب ہو تو اس کا کچھ ذر نہیں پس ہو گے مرتبے پانچ یہ کہ دونوں چیزوں کے لیے اکٹھا قصد کرے یا صرف ایک ہی کا قصد کرے اور دوسرا اس کے ضمن میں حاصل ہو پس گناہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کے بلند کرنے کے سوا کوئی اور چیز قصد کرے پس کبھی حاصل ہوتا ہے اعلاء اس کی ضمن میں اور کبھی نہیں ہوتا اور اس کے تلے دو مرتبے داخل ہوتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور اگر دونوں چیزوں کا قصد کرے تو وہ بھی منع ہے لیکن پہلے سے کم اور اس پر ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور مطلوب یہ ہے کہ صرف اعلاء کا قصد کرے اور کبھی حاصل ہوتا ہے غیر اعلاء کا اور کبھی نہیں ہوتا تو اس میں بھی دو مرتبے ہیں ابو حمزہ نے کہا کہ محققوں کا یہ مذہب ہے کہ جب اول قصد اللہ کے دین بلند کرنے کا ہو تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو اس کے بعد اس کے ساتھ ملے اور ابو داؤد کی ایک حدیث میں ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اگر باعث اصلی اعلاء ہو تو دخول غیر اعلاء کا ضمن نہیں قدح کرتا ہے اعلاء میں اور بیچ جواب دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نہایت بلاغت اور اعجاز ہے اور جوامع الکلم میں سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لیے کہ اگر اس کو جواب دیتے کہ جو چیز مذکور ہوئی ہے وہ اللہ کے راہ میں نہیں تو احتمال تھا کہ اس کے سوائے ہر چیز اللہ کی راہ میں ہوتی اور حالانکہ اس طرح نہیں پس پھرے جامع لفظ کی طرف کہ پھرے اس کے ساتھ ماہیت قتال کے جواب سے طرف حال مقاتل کے پس یہ لفظ شامل ہیں جواب کو اور زیادتی کو اور احتمال ہے کہ ضمیر آپ کے قول فہو میں راجع ہو طرف قتال کی جو مقاتل کے ضمن میں ہے یعنی پس لڑنا اس کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہے اور شامل ہے طلب اعلاء کلمۃ اللہ کی اس کی رضامندی کی طلب پر اور ثواب کی طلب پر اور طلب پھیلانے دشمنوں اس کے کی اور یہ کل امر آپس میں لازم ہیں اور حاصل اس چیز سے کہ مذکور ہوئی یہ ہے کہ لڑنا نشاء اس کا قوت عقلی ہے اور قوت غضبی اور قوت شہوانی اور نہیں ہوتی اللہ کی راہ میں مگر پہلی اور اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا ثواب نیت صالحہ پر ہے۔ اور یہ کہ جو فضیلت غازی کے حق

میں وارد ہوئی ہے وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ مذکور ہوا اور اس میں جواز ہے سوال کا علت سے اور مقدم ہونا علم کا عمل پر اور اس میں مذمت ہے حرص کرنے کی دنیا پر اور پر لڑنے کے نفس کے حصے کے لیے غیر طاعت میں۔ (فتح)

بابٌ مِّنْ اَغْبَرْتِ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ  
وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مَا كَانَ لِاَهْلِ  
الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ  
يَتَخَلَفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهِ اِنَّ  
اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

جس کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں یعنی اس کے لیے کیا ثواب ہے یعنی نہ چاہیے مدینے والوں کو اور جو ان کے گرد دیہاتی مجاہدین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یہ کہ وہ پیچھے رہیں رسول اللہ ﷺ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ اس کی جان سے یہ اس لیے کہ نہ کہیں پیاس کھینچتے ہیں اور نہ تھکن اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ پاؤں پھیرتے کہیں جس سے خفا ہوں کافر نہ چھینتے ہیں دشمن سے کچھ چیز مگر کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے ساتھ اس کے نیک عمل تحقیق اللہ نہیں کھوتا حق نیکو کاروں کا۔

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ مناسبت آیت کی ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ نہیں پھرتے پاؤں کہیں جس سے کافر خفا ہوں اور نیز آیت میں ہے کہ مگر ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے نیک عمل کی تفسیر کہ جو اس کے ساتھ عمل کرے اس کو آگ نہ پہنچے گی اور فی سبیل اللہ سے مراد تمام بندگیاں ہیں ابھی۔ اور یہ اس طرح ہے جس طرح کہ اس نے کہا لیکن متبادر اطلاق کے وقت فی سبیل اللہ کے لفظ سے جہاد ہے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو بخاری نے بیچ فضیلت چلنے کی جمع کے لیے لفظ کے استعمال کرنے کی وجہ سے اپنے عموم پر اور لفظ اس کے اس جگہ یہ ہیں کہ حرام کرے گا اس کو اللہ آگ پر اور ابن منیر نے کہا مطابقت آیت کی اس جہت سے ہے کہ اللہ نے ان کو ان کے قوموں پر ثواب دیا اگر چہ وہ لڑائی کے ساتھ مباشر نہ ہوئے اور اسی طرح دلالت کرتی ہے حدیث کہ جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں اللہ اس کو آگ پر حرام کر ڈالے گا برابر ہے کہ لڑائی کے ساتھ مباشر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور تمام مناسبت سے ہے یہ بات کہ پاؤں کا پھیرنا متضمن ہے مٹی کو جو موثر ہے بیچ غبار آلودہ کرنے پاؤں کے خاص کر اس وقت میں۔ (فتح)

۲۶۰۰۔ عبد الرحمن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں گرد آلودہ ہوتے دونوں پاؤں کسی بندے کے اللہ کی راہ میں پھر پہنچے اس کو آگ۔

۲۶۰۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ  
الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَزَةَ قَالَ  
حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ

رَفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو  
عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبْرِ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْتَبَرْتُ  
قَدَمًا عَبْدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَتَّسَهُ النَّارُ.

**فائدہ:** اور معنی یہ ہیں کہ آگ کا پہنچنا دور ہوتا ہے ساتھ موجود ہونے گرد مذکور کے اور اس میں اشارہ ہے عظیم ہونے  
تصرف کی قدر کے اللہ کی راہ میں اور جب کہ کھس غبار کے پہنچنے پر آگ حرام ہو جاتی ہے تو کیا حال ہے اس شخص کا جو  
کوشش کرے اور اپنی قوت خرچ کرے اور اس حدیث کے لیے کئی شواہد ہیں بعض ان میں سے وہ چیز ہے جو طبرانی  
نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس کے پاؤں اللہ کے راہ میں گرد آلودہ ہوں دور کرتا ہے اس کو اللہ آگ سے  
ہزار برس کی راہ جلد باز سوار کے لیے۔

اللہ کے راہ میں سر سے گرد کا پونچھنا۔

بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ.

**فائدہ:** ابن مزیر نے کہا کہ بخاری نے یہ باب اور اس سے پچھلا باب اس لیے باندھا ہے کہ دفع کرے وہم کراہت  
غسل غبار کے کو اور پونچھنے اس کے کو اس کے ہونے کی وجہ سے جہاد کی نشانیوں سے جیسا کہ مکروہ جاتا ہے بعض سلف  
نے پونچھنے کو بعد وضو کے میں کہتا ہوں کہ فرق دونوں کے درمیان اس جہت سے ہے کہ ستھرائی شرع میں مطلوب ہے  
اور گرد جہاد کا اثر ہے اور جب جہاد گزر جائے تو نہیں ہے کوئی معنی اس کے اثر کے باقی رکھنے میں اور لیکن وضو پس  
مقصود اس کے ساتھ نماز ہے پس مستحب ہے باقی رکھنا اثر اس کے کا یہاں تک کہ مقصود حاصل ہو تو دونوں مسوں میں  
فرق ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۶۰۱۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس  
کو اور علی بن عبداللہ کو کہا کہ تم دونوں ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ  
اور اس کی حدیث سنو تو ہم اس کے پاس آئے اور حالانکہ ابو  
سعید رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی اپنے احاطے والے باغ میں تھے  
باغ کو پانی سینچتے تھے سو جب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ہم کو دیکھا تو  
آئے اور گوٹ مار کر بیٹھ گئے پس کہا اس نے کہ ہم مسجد کی  
ایٹھیں لے جاتے تھے ایک ایک ایٹھ اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو ایٹھیں  
لے جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے اور اس

۲۶۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّ  
ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِّيْ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ ائْتِيَا  
أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ فَاتَيْنَاهُ وَهُوَ  
وَأَخُوهُ فِي حَانِطٍ لَّهُمَا يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَأَا  
جَاءَ فَاحْتَبَى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَيْنَ  
الْمَسْجِدِ لَيْنَةً لَيْنَةً وَكُنَّا نَنْقُلُ لَيْتَيْنِ  
لَيْتَيْنِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



کے سر سے گرد پونجھی اور فرمایا کہ عمار کے لیے خرابی ہونا ہے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا عمار رضی اللہ عنہ ان کو اللہ کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائے گا۔

وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْعَبَارَ وَقَالَ وَيْحَ عَمَارٍ تَقْتُلُهُ الْفِتْنَةُ الْبَاغِيَّةَ عَمَارًا يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز کے ابتدا میں گذری چکی ہے اور مراد اس جگہ اس کا یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے سر سے گرد پونجھی۔ (فتح) یعنی پس معلوم ہوا کہ جہاد کی غبار سر سے صاف کرنا درست ہے۔

بابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْعَبَارِ.

باب ہے لڑائی اور غبار کے بعد نہانے کے بیان میں۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے باب میں گذری چکی ہے۔

۲۶۰۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب جنگ خندق کے دن پھرے اور ہتھیار رکھے اور غسل کیا تو آپ کے پاس جبرئیل آئے اور حالانکہ ان کے سر کو گرو نے احاطہ کیا تھا یعنی ان کے سر میں درد بیٹھی تھی تو اس نے کہا کہ آپ نے ہتھیار اتار ڈالے اور قسم ہے اللہ کی میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرف یعنی کس طرف جاتے ہو جبرئیل نے کہا کہ اس جگہ اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس طرف چلو کہ وہ یہودی تھے تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے۔

۲۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السَّلَاحَ وَاعْتَسَلَ فَاتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ غَضِبَ رَأْسَهُ الْعَبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السَّلَاحَ فَوَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَوْمَأَ إِلَيَّ بِنَبِيِّ قَرِيظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے بعد نہانا درست ہے۔

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تو نہ گمان کر کہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں خوشی کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ جو دی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے

بَابُ فَضْلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ان میں اس قول تک کہ اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکوکاروں کا۔

يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ مَنِ اللَّهُ  
وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ أَجْرَ  
الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۶۰۳﴾

۲۶۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن انس نے بددعا کی ان لوگوں پر جن نے اصحاب بزمعونہ کو مار ڈالا تھا چالیس صمسمیں رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لوگ بزمعونہ میں مارے گئے تھے ان کے حق میں قرآن اترا جو ہم پڑھا کرتے تھے پھر اس کے بعد منسوخ ہوا اور وہ قرآن یہ ہے کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے سو وہ ہم سے راضی ہو اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

۲۶۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قُتِلُوا أَصْحَابَ بَنِي  
مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ غَدَاةً عَلَى رِغْلٍ وَذِكْوَانَ  
وَعَصِيَّةَ عَصَتِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالَ أَنَسُ  
أَنْزَلَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِنِيْرٍ مَعُونَةَ قُرْآنٍ  
قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نَسِخَ بَعْدُ بَلَّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ  
لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اشارہ کیا ہے آیت کے وارد کرنے کے ساتھ اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے نزدیک قول اس کے کہ ان کے حق میں یہ آیت اتری کہ ہماری قوم کو پہنچا دو الخ۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوئی اور یہ آیت اتری کہ نہ گمان کران کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے الخ۔ (فتح)

فائدہ: اور معونہ ایک جگہ کا نام ہے وہاں ایک کنواں ہے اس جگہ سترقاری صحابی مارے گئے تھے جن کا ذکر گذر چکا ہے۔

۲۶۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمْعٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اصْطَبَحَ نَاسٌ النِّحْمَوِ  
يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ قُتِلُوا شَهْدَاءَ فَقِيلَ لِسُفْيَانَ مِنْ  
أَخِي ذَلِكَ الْيَوْمِ قَالَ لَيْسَ هَذَا فِيهِ.

۲۶۰۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن صبح کو کچھ لوگوں نے شراب پی پھر شہید ہوئے۔ (مترجم صاحب نے پوری حدیث کا ترجمہ نہیں کیا باقی کا ترجمہ اس طرح چاہیے تو سفیان سے کہا گیا کہ اسی دن کے آخر میں سفیان نے جواب دیا کہ لفظ اس حدیث میں نہیں۔ ابو محمد)

فائدہ: مغازی میں آئے گا کہ جابر رضی اللہ عنہ کا باپ بھی انہی میں سے تھا۔ ابن نمیر نے کہا کہ مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ مشکل ہے مگر یہ کہ ہومر اس کی جو شراب انہوں نے اس دن پی تھی اس نے ان کو ضرر نہ کیا اس لیے کہ اللہ نے

ان کے مرنے کے بعد ان کی تعریف کی اور ان سے غم اور خوف دور کیا اور یہ اس لیے ہوا کہ شراب اس دن مباح تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ وارد کیا ہو اس کو اشارہ کرنے کے لیے طرف ایک قول کی احوال سے جو آیت مترجم بھا کے نزول میں وارد ہے اس لیے کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے جب جابر رضی اللہ عنہ کے والد سے کلام کیا اور اس نے دنیا کی طرف پلٹ آنے کی آرزو کی پھر اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے بچپلوں کو پیغام پہنچا دے تو اللہ نے یہ آیت اتاری وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا

باب ہے بیان میں سایہ کرنے فرشتوں کے شہید پر۔  
۲۶۰۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا یعنی جنگ احد کے دن اور حالانکہ وہ مثلہ کیا گیا تھا یعنی کافروں نے اس کی ناک و کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا تو میں اس کا منہ کھولنے لگا تو میری قوم نے مجھ کو منع کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی تو کہا گیا کہ وہ عمرو کی بیٹی یا اس کی بہن ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتی ہے یا فرمایا رونہیں کہ ہمیشہ فرشتے اس کو اپنے پروں سے سایہ کیے رہے یعنی شہید پر بظاہر جنتی ذلت گذری اللہ کے نزدیک اتنی ہی اس کی عزت ہوتی ہے امام بخاری نے کہا کہ میں نے صدقہ اپنے استاد سے کہا کہ کیا اس حدیث میں رفع کا لفظ بھی ہے یعنی یہاں تک کہ اس کی لاش اٹھائی گئی تو اس نے کہا کہ اکثر اوقات اس کو ابن عیینہ نے کہا ہے۔

بَابُ ظِلِّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ.  
۲۶۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ جِئْتُ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُتِلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبَتْ أَكْشِيفُ عَنْ وَجْهِهِ فَتَهَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتًا صَانِحَةً فَقِيلَ ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تَطْلُهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةَ أَفِيهِ حَتَّى رَفِعَ قَالَ رَبَّمَا قَالَهُ.

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اس کی شرح کتاب الجمانز میں گذر چکی ہے۔

باب ہے بیان میں آرزو کرنے غازی کے یہ کہ پلٹ آئے دنیا کی طرف۔

بَابُ تَمَنَّى الْمُجَاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا.

۲۶۰۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نہیں کہ بہشت میں داخل ہو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئے اور حالانکہ اس کو تمام دنیا ملے علاوہ شہید

۲۶۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

کے وہ آرزو کرے گا کہ دنیا میں پھر پلٹ آئے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے دس بار بسبب اس چیز کے کہ دیکھتا ہے عمدہ درجہ شہادت کا۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَسْتَمْنِي أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيَقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكِرَامَةِ.

فائدہ: اور یہ حدیث آرزو کے ساتھ بھی وارد ہو چکی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشتی آدمی کو لایا جائے گا تو اللہ کہے گا کہ اے آدم کے بیٹے تو نے اپنا گھر بیسا پایا تو وہ کہے گا اے میرے رب بہت عمدہ جگہ تو اللہ فرمائے گا کہ مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو وہ کہے گا میں کچھ نہیں مانگتا اور کچھ تمنا نہیں کرتا میں تجھ سے یہی مانگتا ہوں کہ تو مجھ کو دنیا میں پھر بھیجے اور میں دس بار تیری راہ میں مارا جاؤں شہادت کا عمدہ درجہ دیکھ لو۔ روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور مسلم میں ہے کہ اللہ شہیدوں پر مطلع ہوگا تو فرمائے گا کہ کیا تم کو کسی چیز کی خواہش ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ تو ہم کو زندہ کرے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ مارے جائیں اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں کہ اللہ نے تیرے باپ کو کیا کہا اللہ نے فرمایا کہ اے بندے مجھ سے مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو اس نے کہا کہ اے رب مجھ کو زندہ کر کہ میں تیری راہ میں دوبارہ مارا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات مجھ سے پہلے گذر چکی ہے کہ وہ پھریں گے نہیں۔

بَابُ الْجَنَّةِ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوفِ وَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَحْبَبْنَا نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِهِ رَبَّنَا مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى.

بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے۔ یعنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہم کو خبر دی کہ جو ہم سے مارا گیا وہ بہشت کی طرف پھرا یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ کیا ہمیں مقتول ہمارے بہشت میں اور مقتول پکافروں کے دوزخ میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔

فائدہ: یہ اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے اور کبھی بارقہ کہا جاتا ہے اور مراد اس سے نفس تلوار ہوتی ہے پس ہو گی اضافت بیانی اور تحقیق وارد کیا ہے ساتھ لفظ تحت ظلال السیوف کے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ کے ساتھ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف کہ بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد یہ ہے کہ جب تلواریں چمکنے والی ہیں تو ان کا سایہ بھی ہوگا قرطبی نے کہا کہ یہ کلام جامع ہے نفس ہے مخبر ہے شامل ہے کئی قسم کی بلاغت کے ساتھ اختصار اور شیرینی لفظ کے پس تحقیق اس نے فائدہ دیا ہے جہاد کی رغبت کا اور خبر محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دینے کا ثواب کے ساتھ اوپر اس کے اور رغبت دلانے کے اوپر نزدیک ہونے دشمن کے۔ (فتح)  
**فائدہ:** یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے اور مغازی میں آئے گی۔

۲۶۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا  
 مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ  
 مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ  
 مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبَهُ قَالَ  
 كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ  
 ظِلِّ الشَّوْفِ. تَابَعَهُ الْأَوْيسِيُّ عَنِ ابْنِ  
 أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ.

**فائدہ:** یہ حدیث پوری اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

**فائدہ:** مہلب نے کہا کہ ان احادیث میں ہے کہ جائز ہے یہ بات کہنی مسلمانوں کے مقتول بہشت میں ہیں لیکن  
 بطور اجمال کے نہ بطور تعیین کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ.

**فائدہ:** یعنی نیت کرے وقت صحبت کے حاصل ہونے اولاد کی تاکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے پس حاصل ہوگا اس کے  
 لیے اس کی وجہ سے اجرا گرچہ یہ بات واقع نہ ہو۔ (فتح)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے کہا البتہ میں آج کی  
 رات سو عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا  
 کہا ناوے عورت پر ہر ایک ان میں سے ایک بچہ جنے  
 گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے  
 ساتھی نے اس کو کہا کہ انشاء اللہ کہو تو سلیمان علیہ السلام نے  
 انشاء اللہ نہ کہا تو نہ حاملہ ہوئی ان میں سے مگر ایک عورت  
 کہ آدھا بچہ لائی قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں  
 وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ  
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ قَالَ سَمِعْتُ  
 أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ  
 سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ  
 لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةَ عَلَى مِائَةِ امْرَأَةٍ أَوْ تِسْعٍ  
 وَتِسْعِينَ كُلَّهُنَّ يَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي  
 سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

میری جان ہے اگر سلیمان انشاء اللہ کہتے تو البتہ وہ کل اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔

فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُونَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔  
بَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الْحَرْبِ وَالْجَبِينِ.

لڑائی میں بہادری اور بزدلی کرنی یعنی مدح دلیری کی اور مذمت بزدلی کی۔

۲۶۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں میں زیادہ تر بہتر تھے اور سب لوگوں میں زیادہ تر دلاور تھے اور سب لوگوں سے زیادہ تر بخشش کرنے والے تھے اور البتہ ایک بار مدینے والے دشمن سے ڈرے اور حضرت ﷺ گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں سے آگے نکل گئے اور فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یعنی نہایت تیز قدم۔

۲۶۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلَى فَرَسٍ وَقَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا.

فائدہ: اس حدیث سے حضرت ﷺ کی کمال شجاعت معلوم ہوئی کہ خوف کی حالت میں رات کو تہا آگے بڑھ جانا کمال شجاعت کی دلیل ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۶۰۹۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ چلا تھا اور آپ کے ساتھ لوگ تھے وقت پلٹنے آپ کے حنین سے توراہ میں دیہاتی لوگ حضرت ﷺ کو لپٹے اور آپ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو ایک درخت کی طرف دبایا تو آپ کی چادر اتاری گئی یعنی آپ کی چادر دیہاتیوں نے اتار لی تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو میری چادر دو سو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ

۲۶۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَةً مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمْرَةَ فَحَطِطَتْ رِدَائِهِ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہوتے تو میں سب تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامراد نہ پاتے۔

وَسَلَّمَ فَقَالَ أُعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي  
عَدُوٌّ هَذِهِ الْعِصَاهُ نَعْمًا لَقَسَمْتُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ  
لَا تَجِدُونِي بِخَيْلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا.

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ پھر تم مجھ کو بخیل اور نامراد نہ پاتے۔ (فتح)  
باب مَا يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ.

نامردی سے پناہ مانگنے کا بیان۔

۲۶۱۰۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد اپنے بیٹوں کو یہ کلمے سکھایا کرتے تھے جیسا کہ معلم لڑکوں کو لکھانا سکھاتا ہے اور کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کلموں سے پناہ مانگا کرتے تھے پیچھے نماز کے وہ کلمے یہ ہیں الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور نامردی سے اور پناہ مانگتا ہوں بری اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے فساد اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے تو میں نے یہ حدیث مصعب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

۲۶۱۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا  
أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ  
سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونِ الْأَوْدِيَّ قَالَ  
كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا  
يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْعِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ إِنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ  
يَتَعَوَّذُ مِنْهُمْ ذُبْرَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ  
بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَرُدَّ إِلَى  
أَرْدَلِ الْعُمْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا  
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. فَحَدَّثْتُ بِهِ  
مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جن کو سعد رضی اللہ عنہ اپنی اولاد سے یہ دعا سکھاتے تھے وہ چودہ مرد تھے اور ستر عورتیں تھیں۔  
۲۶۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ الہی میں پناہ مانگتا ہوں جان کی ماندگی سے اور بدن کی کالیگی سے اور نامردی اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

۲۶۱۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ  
سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ  
الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ  
بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوذُ بِكَ  
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

فائدہ: اس کی شرح بھی دعوات میں آئے گی اور فرق عجز اور کسل میں یہ ہے کہ کسل ترک کرنا چیز کا ہے ساتھ قدرت

کے اس کے شروع کرنے میں اور بجز نہ قادر ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ  
قَالَ أَبُو عُسْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ  
جو بیان کرے اپنا حاضر ہونا لڑائی میں یعنی یہ جائز ہے ریا  
نہیں اور روایت کیا ہے اس کو ابو عثمان نے سعد رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو مغازی میں سعد رضی اللہ عنہ سے آئے گی کہ اس نے کہا کہ پہلے پہل اللہ کی راہ  
میں مجھ کو تیر لگا اور طرف اس کی جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں آئندہ آئے گی ابو عثمان سے کہ نہ باقی رہا ساتھ  
حضرت رضی اللہ عنہم کے جن دنوں میں آپ نے لڑائی کی تھی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے دونوں نے یہ حدیث ابو عثمان  
سے بیان کی۔ (فتح)

۲۶۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ عَنِ السَّائِبِ  
بْنِ يَزِيدَ قَالَ صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ  
وَسَعْدًا وَالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَعَبْدَ  
الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ لَمَّا  
سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ  
طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمٍ أُحُدٍ.

۲۶۱۲۔ ساجب بن یزید سے روایت ہے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور  
سعد رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ  
رہا تو میں نے ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ حضرت رضی اللہ عنہم سے  
حدیث بیان کرتا ہو مگر بے شک میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ  
حدیث بیان کرتا تھا جنگ احد کے دن سے۔

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ اکثر اصحاب کہا نہیں حدیث بیان کرتے تھے حضرت رضی اللہ عنہم سے زیادتی اور نقصان کے  
خوف سے اور لیکن حدیث بیان کرنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا پس وہ جائز ہے جب کہ ریاء اور خود پسندی سے امن ہو اور استقباب کی  
طرف ترقی کرتا ہے جب کہ ہو اس جگہ جو پیروی کرے ساتھ اس کے فعل کی۔

بَابُ وَجُوبِ الْفَيْرِ.  
باب ہے بیان میں واجب ہونے نفیر کے۔

فائدہ: یعنی کافروں کی لڑائی کی طرف نکلنا۔ (فتح)

وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ.  
اور بیان ہے اس چیز کا کہ واجب ہے جہاد اور نیت سے۔

فائدہ: یعنی اور بیان قدر واجب کا جہاد سے اور مشروع ہونا نیت کا اس میں اور لوگوں کے لیے جہاد میں دو حال ہیں  
ایک حال حضرت رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اور ایک آپ کے بعد۔ پس لیکن پہلا حال پس پہلے پہل جو جہاد شروع ہوا ہے  
تو بعد ہجرت نبوی کے ہوا ہے اتفاقاً یعنی جہاد بعد ہجرت کے مشروع ہوا پھر بعد اس کے کہ مشروع ہوا تو کیا فرض عین  
تھایا فرض کفایہ یہ دو قول مشہور ہیں علماء کے۔ اور یہ دونوں شافعی کے مذہب میں ہیں ماوردی نے کہا کہ مہاجرین پر



فرض عین تھا اور ان کے سوائے اور لوگوں پر فرض نہیں تھا اور تائید کرتا ہے اس کی واجب ہونا ہجرت کا پہلے فتح کے بیچ حق ہر مسلمان کے مدینے کی طرف اسلام کی مدد کے لیے۔ اور سہیلی نے کہا کہ صرف انصار پر فرض عین تھا اور وہ پر نہ تھا اور تائید کرتا ہے اس کی بیعت کرنا ان کا حضرت ﷺ سے عقبہ کی رات کو اس پر کہ حضرت ﷺ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں تو دونوں کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد مہاجرین اور انصار پر فرض عین تھا اور ان کے غیر کے حق میں فرض کفایہ تھا اور باوجود اس کے پس نہیں بیچ حق دونوں گروہوں کے عموم پر بلکہ انصار کے حق میں تو اس وقت فرض تھا جب کہ کوئی رات کو مدینے پر آپڑے اور مہاجرین کے حق میں جب کہ کسی کافر کی لڑائی کا ابتداء ارادہ ہو اور تائید کرتی ہے اس کی جو واقع ہوا ہے بدر کے قہے میں پس وہ مانند صریح کی ہے اس میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ فرض عین تھا اس جنگ میں جس میں حضرت ﷺ خود نکلتے تھے سوائے اس کے جس میں نہ نکلتے تھے اور تحقیق یہ ہے کہ جہاد فرض اس شخص کے حق میں تھا جس کے حق میں حضرت ﷺ نے معین کر دیا تھا اگرچہ نہ نکلے اور دوسرا حال بعد حضرت ﷺ کے پس وہ فرض کفایہ ہے مشہور قول پر مگر یہ کہ اس کی طرف حاجت بلائے مانند اس کی کہ پڑے ان پر دشمن اور متعین ہوتا ہے اس پر جس پر امام معین کرے اور ادا ہوتا ہے فرض کفایہ ساتھ اس کے فعل کے سال میں ایک بار نزدیک جمہور کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ جزیہ اس کے بدلے میں واجب ہوتا ہے اور نہیں واجب ہوتا جزیہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ اتفاقاً تو چاہیے کہ اس کا بدل بھی اس طرح ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے جب ممکن ہو اور قدرت ہو اور یہ قوی ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بدستور ہا جیسا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا یہاں تک کہ بڑے بڑے شہر فتح ہوئے اور زمین کے کناروں میں اسلام پھیلا پھر اس چیز کی طرف کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا اور نیز تحقیق یہ ہے کہ جنس جہاد کفار کی متعین ہے ہر مسلمان پر یا تو اپنے ہاتھ سے اور اپنی زبان سے اور یا اپنے مال سے یا اپنے دل سے۔ (فتح)

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے اگر کچھ مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا تو تیرے ساتھ چلتے اس قول تک کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

بَابُ وُجُوبِ النَّفِيرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ  
الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ  
﴿انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا  
بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ لَوْ  
كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا  
لَاتَّبَعُوكَ وَلَكِنْ بَعَدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ  
وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ﴾ الْآيَةُ.

**فائدہ:** یہ آیت پیچھے ہے ترتیب قرآنی میں اس آیت سے جو اس کے بعد ہے اور اس میں مقید ہے ساتھ اپنے ما قبل کے اس لیے کہ اللہ نے عتاب کیا ان مسلمانوں پر جو پیچھے رہتے ہیں حکم نفیر کے پھر اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور گویا کہ بخاری نے مقدم کیا ہے امر کی آیت کو عتاب کی آیت پر اس کے عام ہونے کی وجہ سے اور طبری نے ابوضحیٰ سے روایت کی ہے کہ سورۃ براءۃ میں پہلے یہ آیت اتری کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور بعض اصحاب نے اس امر سے عموم سمجھا اور نہ پیچھے رہتے تھے کسی جہاد سے یہاں تک کے مر گئے اور ان میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں اور معنی خِفَافًا وَرِثَقَالًا کے یہ ہیں کہ خواہ تیار ہو یا نہ تیار ہو خوش ہو یا نہ خوش ہو اور بعض کہتے ہیں کہ سوار ہوں یا پیادے۔ (فتح)

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیا ہوا ہے تم کو جب تم کو کہا جائے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو بیٹھ جاتے ہو زمین پر کیا راضی ہو دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہیں دنیا کا برتا آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا۔

وَقَوْلِهِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْتَقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ إِلَى قَوْلِهِ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

**فائدہ:** طبری نے کہا کہ جائز ہے ہو آیت إِلَّا تَنْفِرُوا يَعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا یعنی اگر نہ نکلو گے تو تم کو دے گا دکھ کی مار خاص ساتھ اس شخص کے جس کا نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو وہ باز رہے اور حسن بصری اور کریمہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مخصوص ہے منسوخ نہیں۔ (فتح)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت فانفروا ثباتا کے معنی یہ ہیں کہ نکلو اور کوچ کرو جدا جدا لشکر ہو کر یعنی اور کہا جاتا ہے کہ اثبات کا واحد شتہ ہے یعنی ثبات جمع کا صیغہ ہے۔

**فائدہ:** یعنی نکلو لشکر بعد لشکر کے یا نکلو سب اکٹھے اور بعض گمان کرتے ہیں کہ وہ ناخ ہے اس آیت سے کہ نکلو ہلکے یا بوجھل اور تحقیق یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ دونوں آیتوں میں رجوع امام کی طرف ہے اور حاجت اس کی۔ (فتح)

۲۶۱۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم بلائے جاؤ یعنی جہاد کے لیے تو نکلو۔

۲۶۱۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ  
بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَرَيْبَةٌ وَإِذَا  
اسْتَفْرُغْتُمْ فَأَنْفِرُوا.

فائدہ: خطابی نے کہا کہ اول اسلام میں ہجرت فرض تھی اس شخص پر جو مسلمان ہو مدینے میں مسلمانوں کے کم ہونے کی وجہ سے اور ان کے محتاج ہونے کی وجہ سے اجماع کی طرف سوجب اللہ نے مکہ فتح کیا تو داخل ہوئے لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج تو مدینے کی طرف ہجرت کرنے کی فرضیت موقوف ہوئی اور باقی رہا فرض ہونا جہاد کا اور نیت کا اس شخص پر جو قائم ہو ساتھ اس کے اس پر دشمن اترے اٹھی۔ اور نیز تھی حکمت ہجرت کے واجب ہونے میں اس شخص پر کہ مسلمان ہوتا کہ سلامت رہے کافروں کی ایذا سے اس لیے کہ تحقیق وہ عذاب کرتے تھے اس شخص کو کہ جو ان میں مسلمان ہوتا یہاں تک کہ اپنے دین سے پلٹ جائے اور ان کے حق میں یہ آیت اتری اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ الْخَالِقِ يَعْنِيْ جَنِّ لُؤْغُوْا كِيْ جَانِ كَيْنَجِيْ هِيْ فَرَشْتِيْ اِسْ حَالِ مِيْنِ كِهْ وَهْ بَرَا كِرْ هِيْ هِيْ اِنْبَا كَيْتِيْ هِيْ تَمَّ كَسْ بَاتِ مِيْنِ تَحِيْ وَهْ كَيْتِيْ هِيْ هِيْ مَغْلُوبِ تَحِيْ اِسْ مَلِكِ مِيْنِ كَيْتِيْ هِيْ كِهْ كِيَا نَهْتِيْ زِيْمِنِ اللّٰهِ كِيْ كَشَادِهْ كِهْ وَطْنِ چھوڑ جاؤ وہاں الایۃ اور اس ہجرت کا حکم باقی ہے اس شخص کے لیے جو دارالکفر میں مسلمان ہوا اور اس سے نکلنے پر قادر ہو اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ مشرک سے کوئی عمل بعد اس کے کہ مسلمان ہو یا (فتح الباری میں لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ مُّشْرِكٍ عَمَلًا بَعْدَ مَا اَسْلَمَ اَوْ يُفَارِقُ الْمُشْرِكِيْنَ يَهْ اَوْ يَهْتِيْ اِلٰى اِنِّ كِهْ ہے چنانچہ نحو کی کتابوں میں شرح ہے پس ترجمہ یوں چاہیے یہاں تک کہ کافروں سے جدا ہوا۔ اور ابو داؤد میں ہے فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر مسلمان سے کہ کافروں کے درمیان ٹھہرے۔ اور یہ اس کے حق میں محمول ہے جس کو اپنے دین پر اسن نہ ہو اور یہ جو کہا کہ لیکن جہاد اور نیت ہے تو طبیی وغیرہ نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق ہجرت یعنی وطن چھوڑ کر مدینے میں جانا فرض عین تھا وہ موقوف ہوا لیکن وطن چھوڑنا بسبب جہاد کے باقی ہے اور اسی طرح وطن چھوڑنا بسبب نیت صالحہ کے مانند بھاگنے کی دارالکفر سے یا نکلنے کی طلب علم کے لیے اور بھاگنے کی ساتھ دین کے فتنے سے اور نیت کے ان تمام چیزوں میں۔ اور نووی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ تحقیق جو نیکی کہ ہجرت موقوف ہونے کے ساتھ موقوف ہوئی ہے ممکن ہے اس کا حاصل کرنا جہاد کے ساتھ اور نیت صالحہ کے اور جب تم کو حکم کرے امام نکلنے کا جہاد کی طرف اور اس کی مانند نیک عملوں کی تو اس کی طرف نکلو۔ اور ابن العربی نے کہا کہ ہجرت وہ نکلنا ہے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف اور حضرت ﷺ کے زمانے میں فرض تھی اور آپ کے بعد بھی بدستور رہی جو اپنی جان پر خوف کرے اور جو بالکل موقوف ہوگئی ہے وہ قصد کرنا حضرت ﷺ کی طرف ہے جس جگہ کہ ہوں اور اس حدیث میں بشارت ہے کہ مکہ ہمیشہ دارالسلام رہے گا اور یہ کہ واجب ہے نکلنا جہاد کی طرف اس شخص پر جس کو امام معین کرے

اور یہ کہ عملوں کے اعتبار نیٹوں سے ہے۔ اور ابن ابی جمرہ نے کہا جس کا حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے اتارنا اس حدیث کا سالک کے احوال پر اس لیے کہ اول اس کو حکم کیا جائے کہ اپنی مرغوب چیزوں سے ہجرت کرے یہاں تک کہ اس کے لیے فتح حاصل ہو پس جب نہ حاصل ہو اس کے لیے فتح تو حکم کیا جائے جہاد کا اور وہ جہاد نفس اور شیطان کا ہے ساتھ نیت صالحہ کے۔ (فتح)

بَابُ الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسَلِّمُ  
فَيَسُدُّ بَعْدَهُ وَيُقْتَلُ.

باب ہے بیان میں کافر کہ مسلمان کو مار ڈالے پھر اس کے بعد وہ مسلمان ہو جائے پس درست کرے اسلام کو (یہاں مترجم صاحب کو دھوکا لگا ترجمہ الباب کی عبارت جو انہوں نے اپنے قلم سے لکھی ہے اس سے دیکھ کر ترجمہ لکھا اور ان کے لکھے ہوئے سے فیسد بعد و يقتل واقع طور پر نہیں پڑھا جاتا بلکہ ظاہراً فیسد بعد القتل پڑھا جاتا ہے پس انہوں نے ترجمہ بھی اسی طرح کر دیا اور صحیح ترجمہ اس طرح ہے پس بعد اس کے اسلام کو درست کرے اور مارا جائے یعنی راہ اللہ میں، واللہ اعلم، ابو محمد) بعد قتل کے یعنی دین میں استقامت حاصل کرے اور استقامت پر زندہ رہے اللہ کی راہ میں مارا جائے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ میں فیسد دہے یعنی استقامت حاصل کرے اور حدیث میں ہے کہ پس شہید ہو جائے تو گویا کہ اس نے تنبیہ کی اس کے ساتھ اس پر کہ شہادت تو صرف اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ تنبیہ کرے اوپر وجہوں تہدید کے اور یہ کہ ہر تہدید اسی طرح ہے اگرچہ شہادت افضل ہے لیکن بہشت میں داخل ہونا شہید کے ساتھ خاص نہیں پس ظہر ایما بخاری نے ترجمہ کو مانند شرح کی معنی حدیث کے لیے۔ (فتح)

۲۶۱۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اللہ ہنستا ہے یعنی راضی ہوتا ہے دو شخصوں سے کہ ایک دوسرے کو قتل کرے اور دونوں بہشت میں داخل ہوں اور یہ ایک اللہ کی راہ میں مرتا ہے پس مارا جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے پھر اللہ قاتل کی توبہ قبول کرتا ہے پھر شہید ہوتا ہے پس داخل ہوتا ہے بہشت میں۔

۲۶۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْأُخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يَفَاقِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ

يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْقَائِلِ فَيَسْتَشْهَدُ.

**فائدہ:** خطابی نے کہا کہ جو ہنسی بندوں کو خوشی کے وقت عارض ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ مثال بیان کی گئی ہے اس فعل کے لیے جو اترتا ہے بچ جگہ اعجاب کے نزدیک بشر کے پس اس کو دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور معنی اس کے خبر دینا ہے اللہ کی رضامندی کا ساتھ فعل ان کے ایک کے اور قبول کرنے اس کے کے دوسرے کے لیے اور بدلہ دینا ان دونوں کو ان کے فعل پر ساتھ بہشت کے باوجود مختلف ہونے ان دونوں کے حال کے۔ اور تحقق تاویل کی ہے بخاری نے ہنسی کی دوسری جگہ میں اوپر معنی رحمت کے اور وہ قریب ہے اور تاویل کرنی اس کی ساتھ معنی رضا کے قریب تر ہے پس تحقیق محکم دلالت کرتا ہے رضا اور قبول پر اور ابن جوزی نے کہا کہ اکثر سلف ایسی صفات کی تاویل سے باز رہتے ہیں دیکھتے ہیں اس کو جیسا کہ وارد ہوا اور لائق یہ ہے کہ ایسی صفتوں میں امرار کی رعایت رکھی جائے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کی صفات مخلوق کی صفات کی مانند نہیں اور معنی امرار کے یہ ہیں کہ اس کی مراد کو نہ جانے باوجود اعتقاد پاک کرنے کے۔ میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ محکم کے متوجہ ہونا ساتھ رضامندی کے ہے متعدی کرنا اس کا ساتھ الی کے مراد اس سے توجہ اور رضا ہے اور یہ جو کہا کہ وہ دونوں بہشت میں داخل ہوتے ہیں تو ابن عبد البر نے کہا کہ معنی اس حدیث کے اہل علم کے نزدیک یہ ہیں کہ پہلا قائل کافر تھا میں کہتا ہوں کہ یہی ہے جس کو بخاری نے ترجمہ میں استنباط کیا ہے لیکن نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ ہو پہلا قائل مسلمان آپ کے قول کے عموم کی وجہ سے کہ پھر توبہ کرتا ہے اللہ قائل پر جیسے کہ قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر بغیر شبہ کے پھر قائل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ ایسے شخص کے دخول کو وہ شخص منع کرتا ہے جس کا مذہب یہ ہے کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے اس کی توبہ قبول نہیں اور اس کی بحث تفسیر سورہ نساء میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور پہلی وجہ کی تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ جو ہام سے روایت ہے کہ پھر اللہ دوسرے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کو اسلام کی طرف راہ دکھاتا ہے اور زیادہ تر صحیح یہ روایت ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا کس طرح ہے یہ بات یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ دونوں میں ایک کافر تھا پس مار ڈالا دوسرے کو پھر مسلمان ہو جائے پھر جہاد کرے اور قتل کیا جائے اور ہام کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر ہدایت دے اس کو اسلام کی طرف پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا شہید ہو جائے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جائے پس وہ بہشت میں ہے۔ (فتح)

۲۶۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
 ۲۶۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبَسَةَ بِنْتُ  
 پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے بعد اس کے کہ  
 سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
 مسلمانوں نے اس کو فتح کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِبَحْيَرَ بَعْدَ مَا افْتَحَوْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْهَمَ لِي فَقَالَ بَعْضُ نَبِيِّ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهَمُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعْجَبْنَا لَوَبْرِ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدْرٍ ضَانٍ يَنْعَى عَلَيَّ قَتَلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللَّهُ عَلَيَّ يَدَيَّ وَلَمْ يُهْنِي عَلَيَّ يَدَيْهِ قَالَ فَلَا أَدْرِي أَسْهَمَ لَهُ أَمْ لَمْ يُسْهَمَ لَهُ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي السَّعِيدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ السَّعِيدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرُو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ.

مال غنیمت سے مجھ کو بھی حصہ دیجئے۔ تو سعید بن عاص کے بعض بیٹوں نے یعنی ابان بن سعید نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کو حصہ نہ دیجئے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ ابن قوقل کا قاتل ہے یعنی جنگ بدر کے دن یہ کافروں کے ساتھ تھا اور اس نے ابن قوقل صحابی کو قتل کیا تھا تو ابان بن سعید نے کہا کہ عجب ہے اس حیوان کے لیے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے لیے کہ اتر اہم پر قدم ضان پہاڑ کے راہ سے عیب کرتا ہے مجھ پر ایک مرد مسلمان کے قتل کرنے کا اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی یعنی میرے سبب سے شہادت کے درجے کو پہنچا اور مجھ کو اس کے ہاتھ میں ذلیل نہ کیا راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو حصہ دیا یا نہ دیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نعمان بن قوقل رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن کہا کہ الہی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ نہ غروب ہو آفتاب یہاں تک کہ میں بہشت میں پہنچ جاؤں تو وہ اسی دن شہید ہو گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو بہشت میں دیکھا اور باقی اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی شہادت کے ساتھ اور نہ قتل ہوا ابان رضی اللہ عنہما اپنے کفر پر کہ آگ میں داخل ہوتا اور امانت سے یہی مراد ہے۔ بلکہ ابان اس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام صلح حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے تھا اور یہ بات اس نے حضرت ﷺ کے سامنے کہی اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ بھی اس چیز کے موافق ہے کہ شامل ہے اس کو ترجمہ۔ اور جو راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اس کو حصہ دیا یا نہیں تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے ابان بیٹھ جا اور حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کو حصہ نہ دیا اور اس کے ساتھ اس شخص نے دلیل پکڑی ہے جو کہتا ہے کہ جو لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حاضر ہو وہ اس شخص کے ساتھ شریک نہیں ہوتا جو اس میں حاضر ہوا اگرچہ ان کی مدد کو نکلا ہو۔ اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور ان کی طرف سے طحاوی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کچھ آدمی نبی کی طرف بھیجے تھے پہلے اس سے کہ شروع ہوں بیچ سامان

جنگ خیبر کے پس اس لیے ان کو حصہ نہ دیا۔ اور لیکن جو لشکر کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کرنے اور اس کو کوئی مانع روک لے تو اس کو حصہ دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کو حصہ دیا جو جنگ میں حاضر نہ ہوئے تھے لیکن انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا تھا تو ایک شرعی مانع نے اس کو اس سے روکا۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصُّومِ.

جو جہاد کو روزے پر اختیار کرے۔

فائدہ: یعنی تاکہ نہ ضعیف کر دے اس کو روزہ لڑنے سے اور یہ اس شخص کے لیے منع نہیں ہے کہ جس کو معلوم ہو کہ یہ اس کو نقصان نہیں کرتا۔ (فتح)

۲۶۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں روزہ نفل نہ رکھا کرتے تھے جہاد کی وجہ سے یعنی قوت پر نگاہ رکھنے کی وجہ سے جہاد کے لیے سوجب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ روزہ کھولتا ہو مگر دن عید فطر اور قربانی کے۔

۲۶۱۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَائِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ لَا يَصُومُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ فَلَمَّا قَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَهُ مَفْطِرًا إِلَّا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى.

فائدہ: یعنی ان دنوں میں روزہ نہ رکھتا تھا اور عید الاضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں قربانی کرنی جائز ہے پس اس میں تشریق کے دن بھی شامل ہوں گے۔ اور اس چیز میں اشعار ہے اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جہاد کے ملازم نہ تھے یعنی حضرت ﷺ کے بعد اس نے جنگ نہ کی اور سوائے اس کے نہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نقلی روزہ جہاد کی وجہ سے چھوڑا تھا تو اس خوف سے کہ اس کو لڑنے سے ضعیف نہ کر ڈالے اس کے باوجود کہ اس نے اپنی اخیر عمر میں پھر جہاد کی طرف رجوع کیا۔ اور روایت کیا حاکم نے کہ وہ جہاد کے لیے جہاز میں سوار ہوا سو مگیا تو لوگوں نے اس کو ساتھ دن کے بعد دفنایا اور اس کی لاش بگڑی نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صیام الدھر یعنی ہمیشہ کے روزے کو جائز سمجھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةِ سَبْعُ سَوَى الْقَتْلِ.

شہادت سات قسم کی ہے سوائے مقتول ہونے کے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں نصر بن شمیل نے کہا اس لیے کہ وہ زندہ ہے پس گویا کہ ان کی روح شاہد ہے یعنی حاضر ہے۔ اور ابن باری نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ اور اس کے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے لیے ساتھ بہشت کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ حاضر کی جاتی ہے نکلنے روح اس کی کے وہ چیز کہ تیار کی گئی ہے کرامت اور بزرگی سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اس کے لیے گواہی دی جاتی امان کی آگ سے اور بعض

کہتے ہیں اس لیے کہ اس پر گواہ ہے ساتھ ہونے اس کے شہید۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں حاضر ہوتے اس کے پاس اس کے مرنے کے وقت مگر رحمت کے فرشتے۔ اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ وہ گواہی دے گا قیامت کے دن رسولوں کے پچپانے کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے لیے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے نیک خاتمہ کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ پیغمبر گواہی دیں گے اس کے لیے حسن اتباع کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اللہ گواہی دیتا ہے اس کے لیے ساتھ نیک نیت اور اس کے اخلاص کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ فرشتے جان نکلنے کے وقت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مشاہدہ کرتا ہے ملکوت کا دنیا کے گھر سے اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ گواہی دی گئی ہے اس کے لیے آگ سے امان کی۔ اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ علامت شاہد ہے اس کے ساتھ کہ اس نے نجات پائی۔ اور ان میں سے بعض چیزیں خاص ہیں اس شخص کے لیے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور بعض ان میں سے عام ہیں ان کے غیر کو اور بعض میں نزاع ہے اور یہ ترجمہ حدیث کا لفظ ہے روایت کیا ہے اس کو مالک نے جابر بن عتیک کی روایت سے کہ حضرت ﷺ عبد اللہ بن ثابت ؓ کی بیمار پرسی کو آئے پس ذکر کی تمام حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم شہید اپنے درمیان کس کو گنتے ہو اصحاب نے کہا کہ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اس میں یہ بھی ہے کہ شہید ساتھ قسم کے ہیں سوائے قتل کے جو اللہ کی راہ میں ہو ابو ہریرہ ؓ کی حدیث پر اتنا زیادہ ذکر کیا کہ جو آگ میں جل کر مر جائے اور جو ذات الحجب کے درد سے مر جائے اور عورت کہ نفاس کی حالت میں مرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو اللہ کے راہ میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے مال کے پچانے کے لیے مارا جائے وہ شہید ہے اور دین اور خون اور اہل میں بھی اسی طرح فرمایا۔ اور ایک روایت میں سل کا لفظ آیا ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث اس باب کی ترجمہ کے مخالف ہے۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ ترجمہ حدیث سے بالکل نہیں نکلتا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ کتاب کے صاف کرنے سے پہلے مر گیا اور احتمال ہے کہ مراد اس کی تشبیہ ہو اس پر کہ شہادت قتل میں بند نہیں بلکہ اس کے لیے اور کئی اسباب ہیں اور ان اسباب کے عدد میں مختلف حدیثیں آئی ہیں۔ پس بعض میں پانچ اور بعض میں سات کا ذکر ہے اور جو بخاری کی شرط کے موافق ہے وہ پانچ کی روایت ہے پس تشبیہ کی ترجمہ کے ساتھ اس پر کہ عدد وارد میں تحدید مراد نہیں یعنی حد بیان نہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے لیے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اول اقل معلوم کر دیا پھر اس پر زیادتی معلوم کر دئی پس ذکر کیا اس کو اور وقت میں اور نہیں قصد کیا بند کرنے کا پانچ کسی چیز کے اس سے اور تحقیق جمع ہوئی ہیں ہمارے لیے کھرے طریقوں سے زیادہ میں خصلتوں سے پس اس کا مجموعہ کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے چودہ خصلتیں ہیں اور باب **مَنْ يَنْكِبُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فِي ابْنِ مَالِكٍ** کی حدیث گذر چکی ہے کہ جس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ نے پکلیا یا کاٹا اس کو زہر لے جانور نے یعنی سانپ وغیرہ نے یا مر گیا اپنے بچھونے پر کسی موت کے ساتھ کہ اللہ نے چاہا تو تحقیق وہ شہید



ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مسافر کی موت شہادت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرا وہ شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں اپنے بچھونے پر مرے وہ بھی شہید ہے اور نیز یہ کہا مبطلون کے حق میں اور لہبغ اور غریق اور شریق کے حق میں اور جس کو درندہ کھالے اور جو اپنی سواری سے گر کر مر جائے اور صاحب ہدم اور ذات الجنب اور ایک روایت میں ہے کہ سر پھرنے والا دریا میں کہ پہنچے اس کو قے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔ اور پہلے گذر چکا ہے کہ جو خالص نیت سے شہادت طلب کرے وہ شہید لکھا جاتا ہے اور آئندہ آئے گا کہ جو طاعون میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو اس کی سواری گرا دے اور ایک روایت میں ہے کہ جو پہاڑ کے سر سے گرایا جائے جس کو درندہ کھالے اور دریا میں ڈوب جائے وہ اللہ کے نزدیک شہید ہے اور ان کے سوا اور چیزیں بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں مگر ان کے ضعف کی وجہ سے میں نے ان کو بیان نہیں کیا۔ ابن تیم نے کہا کہ یہ سب موتیں ہیں جن میں سختی ہے کہ اللہ نے امت محمدی پر احسان کیا ساتھ اس طور کے کہ گردانا اس کو منانا ان کے گناہوں کے لیے اور ان کے اجر میں زیادتی کے لیے کہ پہنچائے ان کو ساتھ اس کے شہیدوں کے مرتبے میں۔ میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ سب لوگ جو مذکور ہوئے ہیں درجے میں برابر نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ حدیث جو احمد وغیرہ نے روایت کی کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا جہاد افضل ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں اور جس کا خون گرایا جائے یعنی آپ بھی مارا جائے اور گھوڑا بھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر موت کہ اس کے ساتھ مسلمان مرے پس وہ شہید ہے لیکن شہادت کم و بیش ہے اور ان بیماریوں کی شرح کتاب الطب میں آئے گی اور ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ شہید دو قسم ہے ایک شہید دنیا کا اور ایک آخرت کا۔ اور شہید آخرت کا وہ ہے کہ کافروں کی لڑائی میں مارا جائے آگے بڑھنے والا نہ پیٹھ پھیرنے والا اور خالص حیت والا اور دوسری قسم آخرت کا شہید ہے وہ لوگ وہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اس معنی کے ساتھ کہ ان کو بھی شہیدوں کی اجر کی جنس سے دیا جائے گا اور دنیا میں شہیدوں کے احکام ان پر جاری نہیں ہوتے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ہوگا اطلاق شہید کا غیر مقتول فی سبیل اللہ پر بطور مجاز کے۔ (فتح)

۲۶۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں ایک تو جو دبا میں مر جائے اور دوسرا وہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دستوں سے اور اسہال سے اور تیسرا وہ جو ڈوب جائے اور چوتھا وہ جس پر دیوار گر پڑے اور پانچواں وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو یعنی جہاد میں مارا جائے۔

۲۶۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَمِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.



تک کہ میں اس کے پہلو میں بیٹھا تو اس نے ہم کو خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ آیت لکھوائی کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمانوں سے اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو مجھ سے لکھوا رہے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو اہل جہاد کرتا اور وہ اندھا مرد تھا تو اللہ نے اپنے رسول پر وحی اتاری اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میرنی ران پر تھی تو آپ کی ران مجھ پر بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں ڈرا کہ میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر وہ حالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوئی تو اللہ نے یہ آیت اتاری غیر اولی الضرر یعنی جن کو دکھ نہیں۔

لڑنے کے وقت صبر کرنا۔

۲۶۲۱۔ عبد اللہ بن ابی اونی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کافروں سے لڑ یعنی جنگ میں تو صبر کرو اور قائم رہو یعنی صف جنگ میں نہ پھرو اور پیٹھ نہ دو۔

حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْرَى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾. (وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمَلِّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْنَى فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيَّ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذَةُ عَلَيَّ فَنَخِذِي فَنَقَلْتُ عَلَيَّ حَتَّى خِضْتُ أَنْ تَرْضَى فَنَخِذِي ثُمَّ سُرِّي عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرُ أُولَى الضَّرَرِ﴾.

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ.

۲۶۲۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ لِقَرَاتِهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں۔

لڑائی کی رغبت دلانے کا بیان۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلُهُ

رغبت دلا مسلمانوں کو لڑائی پر۔

۲۶۲۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف نکلے تو ناگہاں مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودتے تھے سردی کے دن میں یعنی تاکہ کافر مدینے کے اندر نہ آسکیں اور اصحاب کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے لیے یہ کام کریں تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی جو چیز کہ ان کے ساتھ ہے تکلیف اور بھوک سے تو کہا کہ الہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انصار اور مہاجرین نے آپ کے جواب میں کہا ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

تَعَالَى ﴿حَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ﴾.  
۲۶۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَيْدٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشَ الْآخِرَةِ فَاعْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور ترجمے کا نکالنا اس حدیث سے اس جہت سے ہے کہ تحقیق مباشر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھودنے کو ساتھ اپنے نفس کے حرص دلانی ہے مسلمانوں کے لیے عمل پر تاکہ لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں۔ (فتح)

مدینے کے گرد کھائی کھودے کا بیان۔

۲۶۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودنے لگے اور اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھا اٹھا کر اور جگہ پھینکتے تھے اور کہتے تھے ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اسلام پر جب تک ہم زندہ رہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دیتے تھے کہ الہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو برکت کر انصار اور مہاجرین میں۔

بَابُ حَفْرِ الْخَنْدَقِ.

۲۶۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَتَقَلَّبُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدًا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيبُهُمْ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لَا

خَيْرٍ إِلَّا خَيْرَ الْأَخِرَةِ قَبَارِكُ لِي الْأَنْصَارِ  
وَالْمُهَاجِرَةِ.

۲۶۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ  
أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ  
وَيَقُولُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا.

۲۶۲۵- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا  
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ  
وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ  
يَقُولُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا  
وَلَا صَلِّينَا فَانْزِلْنَا سَكِينَةً عَلَيْنَا وَتَبَّتِ  
الْأَقْدَامُ إِنَّ لَاقِينَا إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَعَوْا عَلَيْنَا  
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَيْنَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔  
بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُدْرُ عَنِ الْغَزْوِ.

۲۶۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حَمِيدٌ أَنَّ أُنْسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ  
رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۲۷- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا  
حَمَادُ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسِ

۲۶۲۳- براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مٹی نقل کرتے تھے کہ اگر تو ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

۲۶۲۵- براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو جنگ احزاب کے دن دیکھا کہ مٹی نقل کرتے تھے یعنی مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے اور حالانکہ مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو ڈھانکا ہوا تھا یعنی آپ کا پیٹ گرد آلود تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے سوا تا رہم پر چین کو اور طاقت رکھ ہمارے قدموں کو اگر ہم کافروں کا مقابلہ کریں تحقیق اس گروہ نے ہم پر سرکشی کی ہے جب وہ ہمارے فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔

اگر کسی کو عذر جہاد سے روک رکھے تو اس کے لیے غازی کا ثواب ہے جب کہ اس کی نیت سچی ہو۔

فائدہ: عذرا یک وصف ہے جو طاری ہوتا ہے مکلف پر کہ مناسب ہے سہولت کے لیے اس پر۔ (فتح)

۲۶۲۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک سے واپس لوٹے۔

۲۶۲۷- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جنگ تبوک میں تھے سو فرمایا کہ بے شک کچھ لوگ ہم سے چھوٹ کر مدینے

میں رہ گئے ہیں نہیں چلے ہم پہاڑوں کے کسی اونچے اونچے راہ  
مگر کہ وہ ہمارے ساتھ تھے یعنی ثواب میں وہ بھی ہمارے  
شریک ہوئے ناچاری نے ان کو روک رکھا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَقْوَامًا  
بِالْمَدِينَةِ خَلَفْنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا  
إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ حَبْسَهُمُ الْعَذْرُ. وَقَالَ  
مُوسَى حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوسَى  
بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَوَّلُ أَصْحُ.

**فائدہ:** اور مراد ساتھ عذر کے عام ہے بیماری اور عدم قدرت سے سفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو بیماری نے  
روکا اور گویا کہ وہ محمول ہے اکثر اوقات پر۔ اور مہلب نے کہا کہ گواہی دیتی ہے اس حدیث کے لیے یہ آیت کہ نہیں  
برابر بیٹھنے والے مسلمانوں سے جن کو کوئی دکھ نہیں الایہ۔ پس تحقیق وہ فاصل ہے درمیان قاعدین اور مجاہدین کے پھر  
مشقی کیا ضرر والوں کو قاعدین سے تو گویا کہ ان کو فاضلوں کے ساتھ ملایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی پہنچتا ہے  
اپنی نیت سے عامل کے اجر کو جب کہ روکے اس کو عذر عمل کرنے سے۔ (فتح)

**بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.** باب ہے بیان میں فضیلت روزے رکھنے کی اللہ کے راہ  
میں۔

**فائدہ:** ابن جوزی نے کہا کہ جب سبیل اللہ کا لفظ مطلق ہو تو اس سے مراد جہاد ہوتا ہے اور قرطبی نے کہا کہ سبیل اللہ  
سے مراد اطاعت اللہ ہے پس مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی رضامندی کے لیے روزہ رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ  
اس سے عام مراد ہو پھر میں نے فوائد ابو طاہر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث پائی اس کے لفظ یہ ہیں کہ کوئی نہیں جو اللہ  
کی راہ میں چوکیداری کرتا ہو تو روزہ رکھے اللہ کی راہ میں آخر حدیث تک۔ اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اکثر استعمال  
اس کا عرف میں جہاد پر ہے پس اگر جہاد پر محمول ہو تو ہوگی فضیلت جمع ہونے کے لیے دو عبادتوں میں۔ اور احتمال ہے  
کہ اللہ کی اطاعت مراد ہو جس طرح کہ ہو اور اول توجیہ قریب تر ہے اور نہیں معارض ہوگا یہ اس کو کہ جہاد میں روزہ  
کھولنا افضل ہے اس لیے کہ روزہ دار ضعیف ہوتا ہے دشمن کے مقابلے میں جیسا کہ اس کی تقریر پہلے گذر چکی ہے اس  
لیے کہ فضیلت مذکورہ اس شخص کے حق میں محمول ہے جو ضعیف کا خوف نہ کرے خاص کر جس کو اس کی عادت ہو پس یہ  
امور نسبیہ سے ہے پس جس کو روزہ جہاد سے ضعیف نہ کرے تو روزہ اس کے حق میں افضل ہے تاکہ دونوں فضیلتوں  
کو جمع کرے۔ (فتح)

۲۶۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا - ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں ایک روزہ رکھے گا اللہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور ڈالے گا۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

فائدہ: اور ستر برس سے مراد کثرت ہے اور اس کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ نسائی کی روایت میں سو برس کا ذکر آیا ہے۔ (فتح)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان۔

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

۲۶۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جوڑا دے گا اللہ کی راہ میں بلائیں گے اس کو بہشت کے چوکیدار سب چوکیدار بہشت کے دروازوں کے کہیں گے او میاں فلاں ادھر آؤ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کچھ ڈر نہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو اور دوسرے کو چھوڑ دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ مجھے کو امید ہے کہ تو انہی لوگوں میں ہے جن کو سب بہشت کے فرشتے بلائیں گے۔

۲۶۲۹۔ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلَّ خَزَنَةٍ بَابِ أَى فُلْ هَلُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلِكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ لَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ.

فائدہ: جوڑا خرچ کرے یعنی دوا شرعی دے یا دوروپے یا دوپیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو اونٹنیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اور یہ جو فرمایا کل خزانہ باب تو یہ ترکیب مقلوب ہے اس لیے کہ مراد چوکیدار ہر دروازے کا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد سب عملوں سے افضل ہے اس لیے کہ غازی دیا جاتا ہے ثواب نمازی اور روزے دار کا اور صدقہ دینے والے کا اگرچہ یہ کام نہ کرے اس لیے کہ باب الریان روزے داروں کے لیے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس حدیث میں کہ غازی ان سب دروازوں سے بلا یا جائے گا قلیل چیز خرچ کرنے کی وجہ سے مال میں اللہ کی راہ میں اتنی۔ وہ چیز کہ جاری ہوا ہے اس پر ظاہر حدیث سے رد کرتا ہے اس کو جو میں نے روزے کے باب

میں پہلے بیان کیا ہے زیادتی سے احمد کی حدیث میں اس لیے کہ اس میں ہے کہ ہر عمل والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس سے بلایا جائے اس کے ساتھ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد اللہ کی راہ کے وہ چیز ہے کہ وہ عام ہے جہاد سے اور جو اس کے سوائے اور عمل ہیں۔ (فتح)

۲۶۲۰۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو اپنے پیچھے تم پر اس چیز کا ڈر ہے جو کھولی جائے گی تم پر زمین کی برکات سے یعنی اناج اور لباس اور چاندی سونے کی کان وغیرہ سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی زینت اور آرائش ذکر کی سو ایک کو پہلے بیان کیا اور دوسری بار دوسری کو تو ایک مرد کھڑا ہو اتو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا نیک چیز ہی بدی لائے گی یعنی جب زمین کی پیدا ہوئی چیز کو برکت فرمایا تو پھر بدی کیوں کر ہوگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب سے چپ رہے ہم نے کہا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے اور لوگ چپ رہے جیسے کہ ان کے سروں پر جانور ہیں اور وہ ان کو شکار کرنا چاہتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ مبادا حرکت کرنے سے سر سے اڑند جائیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے مبارک سے پسینہ پونچھا تو فرمایا کہ کہاں ہے اب پونچھنے والا کیا وہ خیر ہے یہ آپ نے تین بار فرمایا یعنی وہ مال خیر نہیں بے شک خیر سے خیر ہی آتی ہے البتہ ہر ایک گھاس جس کو ریح کی فصل اگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاک کے قریب کر دیتی ہے یعنی جب کہ حد سے زیادہ چرے مگر اسی جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاک نہیں کرتی کہ وہ کھایا گیا یہاں تک کہ جب اس کے دنوں کو ہیں تھی گئیں یعنی سیر ہوا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور لید کی اور پیشاب کیا پھر چرے نے لگا اور کہنا شروع کیا بے شک یہ مال دنیا کہ ہر ابھر اور بیٹھا ہے اور خوب مصاحب ہے مال

۲۶۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّمَا أَخَشِي عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يَفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا قَبْدًا بِإِحْدَاهُمَا وَثَنِي بِالْآخَرَى فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالْشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا يُوْحَى إِلَيْهِ وَسَكَتَ النَّاسُ كَانَ عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّخَصَاءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ إِنْفَاؤُ خَيْرٌ هُوَ ثَلَاثًا إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ وَإِنَّهُ كَلَّمَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلْمُ إِلَّا أَكَلَةَ الْخَضِيرِ كَلَّمَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ فَفَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هَذَا الْمَالُ تَخْضِرَةٌ حُلُوهٌ وَنَعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لَمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْأَكْلِ الَّذِي لَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهْدًا يَوْمَ



الْقِيَامَةِ.

مسلمان کا جس نے اس کو بچالیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور خرچ کیا اس کو اللہ کی راہ میں اور یتیموں میں اور مسکینوں میں اور مسافروں میں اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مال دار کا حال اس بیمار کا حال جو جو ع قلبی کی بیماری سے کھاتا جاتا ہے اور کبھی سیر نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس پر گواہ ہوگا یعنی اس پر کہ اس نے ناحق طور سے کمایا تھا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی پوری شرح رفاق میں آئے گی اور غرض اس حدیث سے راوی کا یہ قول ہے کہ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ یعنی اس کو اللہ کے راہ میں خرچ کیا پس یہ قول اس کا موافق ہے ترجمہ کے لیے اور نسائی میں خریم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سو گنا ثواب لکھا جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے اس آیت کے مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الْاِيَةِ یعنی مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں آخر آیت تک۔ (بخاری)

**بابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ**  
جو غازی کا سامان درست کر دے یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے۔  
بِخَيْرٍ.

**فائدہ:** غازی کا سامان درست کر دے یعنی اس کے سفر کا سامان تیار کر دے اور اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر لیا کرے۔

۲۶۳۱- زید بن خالد جہمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سامان درست کر دے بے شک وہ بھی غازی ہو اور جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے تو بے شک وہ بھی غازی ہو یعنی اس کو بھی غازی کے برابر ثواب ملے گا۔

۲۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا.

**فائدہ:** ابن حبان نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بھی ثواب میں غازی کے برابر ہے اگرچہ ہیئتہ جہاد نہ کرے

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے بھی غازی کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اس کے ثواب سے کچھ چیز بھی کم نہیں کی جاتی روایت کی یہ حدیث ابن حبان نے۔ اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ جو غازی کا سامان درست کر دے یہاں تک کہ پورا ہو تو اس کے لیے بھی اس کے برابر ثواب ہوتا ہے یہاں تک کہ غازی مرجائے یا لوٹ آئے اور اس حدیث سے دو فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ وعدہ مذکور مرتب ہے سامان غازی کے تمام کرنے پر کہ کسی چیز کی اس کو حاجت نہ رہے۔ دوم یہ کہ وہ برابر ہے اس کے ساتھ اجر میں یہاں تک کہ جہاد گذرے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو فرمایا کہ چاہیے کہ ہر دو مردوں سے ایک مرد نکلے اور ثواب دونوں کے درمیان ہے یعنی آدھا آدھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ پھر بیٹھنے والوں کو فرمایا کہ جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری کرے اچھی طرح سے تو اس کے لیے ثواب ہے مثل نصف ثواب غازی کے پس اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ غازی جب اپنا سامان خود درست کر لے یا قائم ہو ساتھ کفایت اس شخص کے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبر داری کرے تو ہوگا اس کے لیے ثواب دوبار۔ اور تحقیق حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ مراد احادیث سے جو وارد ہوئیں ہیں ساتھ مثل ثواب فعل کا حاصل ہونا اصل ثواب ہے اس کے لیے بغیر دوگنا ہونے کے اور یہ دوگنا ہونا خاص ہے اس شخص کے حق میں جو مباشر عمل کا ہو یعنی جو اپنے ہاتھ سے عمل کرے قرطبی نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس کے لیے اس حدیث میں دو جہوں سے ایک یہ کہ وہ محل نزاع کو شامل نہیں اس لیے کہ مطلوب تو صرف یہ ہے کہ تحقیق دلالت کرنے والا نیکی پر مثلاً کیا اس کے لیے مثل اجر فاعل اس کے کی ہے ساتھ دوگنا ہونے کے یا اس کے بغیر اور حدیث باب کی سوائے اس کے نہیں کہ چاہتی ہے مشارکت کو اور مشاطرة کو یعنی نصف نصف ہونے کو اور دونوں میں فرق ظاہر ہے دوم یہ احتمال ہے کہ نصف کا لفظ زیادہ ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی حاجت نہیں کہ اس کے زیادہ ہونے کا دعویٰ کیا جائے اس کے صحیح میں ثابت ہونے کے بعد جو چیز کہ اس کی توجیہ میں ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ لفظ بولا گیا ہے بنسبت مجموع ثواب کے جو حاصل ہوتا ہے غازی کے لیے اور پیچھے رہنے والے کے لیے اس کے گھر میں ساتھ اچھی طرح کے پس تحقیق کل ثواب جب تقسیم کیا جائے دونوں کے درمیان نصف نصف تو ہوگا ہر ایک کے لیے دونوں میں سے مثل اس چیز کے کہ وہ دوسرے کے لیے ہے پس نہیں تعارض ہے دونوں حدیثوں میں۔ پس لیکن جو وعدہ دیا گیا ساتھ مثل ثواب عمل کے اگرچہ اس کو نہ کرے جب کہ ہو اس کے لیے اس میں دلالت یا مشارکت یا نیت صالح تو نہیں اپنے اطلاق پر دوگنا ہونے میں ہر ایک کے لیے اور پھر تاخیر کا اپنے ظاہر سے محتاج ہے طرف سند کی اور شاید اس کی سند جو کہتا ہے کہ عامل خود اپنی جان سے مشقت کا مباشر ہوتا ہے برخلاف دلالت کرنے والے کے اور مانند اس کی لیکن جو غازی کو اپنے مال سے مثلاً سامان بہت کر دے اور اسی طرح وہ شخص کہ اس کے پیچھے والوں کی خبر گیری کرے وہ بھی کچھ مشقت کا مباشر ہوتا ہے پس تحقیق نہیں حاصل ہوتا اس سے جہاد

مگر جب کہ اس عمل سے کفایت کیا جائے۔ پس ہو گیا گویا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جہاد کا مباشر ہے برخلاف اس شخص کے جو مثلاً صرف نیت پر اختصار کرے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۶۲۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ مدینے میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے سوائے کسی کے گھر میں نہ جایا کرتے تھے مگر اپنی بیویوں پر تو کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ یہ عنایت کس سبب سے ہے فرمایا کہ اس بھائی میرے لشکر میں مارا گیا۔

۲۶۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سَلِيمٍ إِلَّا عَلَى أَرْوَاجِهِ فَقِيلَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي أَرْحَمُهَا قِيلَ أَوْهَا مَعِيَ.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس اکثر جایا کرتے تھے یعنی مراد کثرت سے جانا ہے ورنہ کبھی اس کی بہن ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔ اور شاید ام سلیم رضی اللہ عنہا مقتول کی بہن تھی یا اس کا غم ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ام حرام رضی اللہ عنہا سے زیادہ ہوا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام حرام رضی اللہ عنہا کا ایک گھر تھا اور نہیں مانع ہے کہ یہ کہ دونوں بہنیں ایک بڑے گھر میں ہوں کہ ہر ایک کے لیے اس میں علیحدہ جگہ ہو پس ایک بار اس کی طرف منسوب کیا گیا اور ایک بار اس کی طرف۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ آپ کے اس قول سے ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر گیر کرے اس لیے کہ یہ عام ہے اس سے کہ اس کی زندگی میں ہو یا اس کے مرنے کے بعد ہو اور حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے دل کو جبر کرتے تھے اس طرح سے کہ اس کی ملاقات کو جانتے تھے اور اس کی علت یہ بیان کرتے تھے کہ اس کا بھائی میرے لشکر میں یا میری اطاعت میں مارا گیا۔ پس اس میں ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری اچھی طرح کرتے تھے اس کے مرنے کے بعد اور یہ حضرت ﷺ کے اچھے اخلاق سے ہے۔ (فتح)

کافروں کے ساتھ لڑنے کے وقت خوشبو لگانا۔

بَابُ التَّحْنِطِ عِنْدَ الْقِتَالِ.

فائدہ: اور حنوط وہ چیز ہے کہ جو مردے کو لگائی جاتی ہے۔

۲۶۲۳۔ موسیٰ سے روایت ہے کہ اور حالانکہ ذکر کیا اس نے دن یمامہ (ایک شہر کا نام ہے یمن میں) یعنی جب کہ مسلمانوں نے مسیلہ کذاب اور اس کے یاروں کا محاصرہ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ موسیٰ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حالانکہ اس نے اپنی دونوں رائیں

۲۶۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتَى أَنَسُ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنِّطُ فَقَالَ يَا عَمَّ

مَا يَحْسَبُ أَنْ لَا تَجِيءَ قَالَ الْآنَ يَا ابْنَ  
أَخِي وَجَعَلَ يَتَحَطَّ يَعْنِي مِنَ الْحَنُوطِ ثُمَّ  
جَاءَ فَجَلَسَ فَلَذَكَرَ لِي الْحَدِيثَ انْكِشَافًا  
مِنَ النَّاسِ فَقَالَ هَكَذَا عَنْ وُجُوهِنَا حَتَّى  
تُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَسْ مَا  
عَوَدْتُمْ أَقْرَانَكُمْ. رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ  
عَنْ أَنَسٍ.

نگی کی تھیں اور وہ خوشبو لگاتا تھا تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے چچا  
تجھ کو کس چیز نے روکا ہے کہ تو جنگ میں نہیں آتا تو اس نے  
کہا کہ اے میرے بھتیجے میں ابھی آتا ہوں اور خوشبو ملنے لگا پس  
ثابت رضی اللہ عنہ صف میں آکر بیٹھ گئے اور ذکر کی راوی نے حدیث  
میں ہزیمت لوگوں کی یعنی جو مسلمانوں کی شکست ہوئی تو ثابت  
بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے آگے سے ہٹ جاؤ یعنی میرے  
لیے جگہ کشادہ کرو تا کہ ہم کافروں سے لڑیں ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ اس طرح نہ کیا کرتے تھے بلکہ صف اپنی جگہ سے نہ  
پھرتی تھی بری ہے وہ چیز کہ عادت ڈالی ہے تم نے اپنے  
جیسوں کو یعنی لڑائی سے بھاگنے والوں کو توبخ کی کہ تم نے  
عادت ڈالی اپنے دشمنوں کو جو قوت میں تمہارے برابر ہیں اور  
یہ کہ تم ان سے بھاگ جاتے ہو یہاں تک کہ انہوں نے تم میں  
طبع کی اور تم نے لڑائی کی خواہش کی۔

فائدہ: اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ کے دن آیا اور  
حالانکہ خوشبو لگائی تھی اور دو کپڑے سفید پہنے تھے جن میں کفنائے جائیں اور حالانکہ مسلمانوں نے شکست کھائی تو اس  
نے کہا کہ الہی میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ یہ کافر لائے اور عذر کرتا ہوں تیری طرف اس چیز سے کہ مسلمانوں نے  
کی یعنی بھاگنا پھر فرمایا کہ بری ہے وہ چیز جو تم نے اپنے جیسوں کو عادت ڈالی آج کے دن ایک گھڑی مجھے ان سے نہ  
روکو تو اس نے حملہ کیا اور لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا اور اس کی زرہ چرائی گئی تھی۔ تو ایک مرد نے یعنی بلال نے اس کو شہید  
ہونے کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میری زرہ فلانی جگہ پالان کے نیچے ہانڈی میں رکھی تھی اور اس کے  
علاوہ اور بھی کئی چیزوں کی وصیت کی تو جس طرح اس نے کہا تھا لوگوں نے اسی طرح زرہ کو پایا اور اس کی وصیتوں کو  
جاری کیا۔ مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہلاکت چاہنی اپنی جان کی جہاد میں اور ترک کرنا اخذ  
رخصت کا اور تیاری کرنی مرنے کے لیے خوشبو اور کفن پہننے کے ساتھ اور اس میں بیان ہے قوت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا  
اور صحت یقین اس کی اور نیت اس کی۔ اور یہ کہ جائز یہ بلانا ایک دوسرے کو لڑائی کی طرف اور اس پر رغبت دلانی اور  
جھڑکنا اس کا جو اس سے بھاگے اور اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں  
اصحاب شجاعت اور ثابت رہنے سے لڑائی میں۔ اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ ران عورت نہیں یعنی  
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کا چھپانا فرض نہیں اور اس کی بحث نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔ (فتح الباری)

بابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ.  
باب ہے بیان فضیلت مقدمہ لشکر کے یعنی جو لوگ کہ دشمن کی طرف بھیجے جاتے ہیں تاکہ دشمن کی خبر لائیں اور اس کا حال معلوم کر کے امام کو آ کر بتائیں۔

۲۶۲۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زبیر نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا ہے اور میرا خالص مددگار اور جانثار زبیر ہے۔

۲۶۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بنی قریظہ کی جنگ کے دن جب امر سخت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ ان کی خبر لائے آخر حدیث تک اور اس میں ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تین بار ان کی طرف گئے اس سے معلوم ہوا کہ قوم سے مراد پہلی روایت میں بنو قریظہ ہے اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا اور یہ کہ جب قریش وغیرہ عرب کے سب کافر مدینے پر چڑھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے گرد خندق کھودی تو مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کی کہ یہود بنی قریظہ نے جو مسلمانوں سے عہد کیا ہوا تھا سوا انہوں نے توڑ ڈالا اور مسلمانوں کی لڑائی پر کفار قریش پر شریک ہوئے اور حواری کی شرح آئے گی۔ (فتح)

بابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحَدَهُ.  
کیا امام صرف ایک آدمی کو تہہ دشمن کی خبر لانے کے لیے

بھیجے؟

۲۶۲۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کون ہے کہ دشمن کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجالایا پھر دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا تو زبیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجالایا پھر تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا پھر بھی زبیر رضی اللہ عنہ

۲۶۲۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَحْبَرَنَا ابْنُ عَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ

آپ کا حکم بجالایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا ایک خالص مدگار ہوتا ہے اور میرا خالص مدگار زبیر بن عوامؓ ہے۔

نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ بَيْنَ الْعَوَامِ.

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے استعمال کرنا تجسس کا جہاد میں اور اس میں تعریف ہے زبیرؓ کی اور اس کے قوت دل کی اور اس کی صحت یقین کی اور یہ کہ جائز ہے مرد کو تنہا سفر کرنا اور یہ کہ تنہا سفر کرنے کی ممانعت تو اس وقت ہے جب اس کو کوئی حاجت نہ ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔

باب سَفَرِ الْإِثْنَيْنِ۔ باب ہے بیان میں سفر کرنے دو شخصوں کے۔

**فائدہ:** یعنی جواز اس کا اور مرد دو شخصوں کا سفر ہے نہ سفر کرنا سوموار کے دن برخلاف اس کے جس کو داودی نے سمجھا پھر بخاری پر اعتراض کیا اور رد کیا ہے ابن تین نے اس طرح سے کہ وارد کی بخاری نے اس میں مالک بن حویرثؓ کی حدیث کہ تم دونوں اذان دیا کرو اور بکبیر کہا کرو اور اشارہ کیا اس کے ساتھ اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو یہ بات اس وقت کہی جب کہ انہوں نے اپنی قوم کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا پس لیا جاتا ہے جواز حضرت ﷺ کے اجازت دینے سے ان کے لیے۔ میں کہتا ہوں کہ شاید اس نے حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے جو وارد ہوئی جھڑک میں ایک اور دو آدمیوں کے سفر کرنے سے منع میں اور وہ حدیث یہ ہے جو اصحاب سنن نے عمر بن شعیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک سواریک شیطان ہے اور دو سواریک شیطان ہیں اور تین سواریک ہیں یعنی تین کو سفر کرنا درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث حسن الاسناد ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور اس کے لے باب باندھا ابن خزیمہ نے اَلنَّهْيُ عَنْ سَفَرِ الْإِثْنَيْنِ وَإِنَّ مَا دُونَ الثَّلَاثَةِ عُصَاةٌ یعنی دو کو سفر کرنا منع ہے اور یہ کہ تین سے کم گناہگار ہیں اس لیے کہ معنی شیطان کے اس جگہ گناہگار ہیں اور طبری نے کہا کہ یہ جھڑک ادب اور ارشاد کی ہے اس چیز کے لیے کہ خوف کیا جاتا ہے تنہا پر وحشت اور وحدت سے اور یہ حرام نہیں پس تنہا جنگل میں چلنے والا اور گھر میں تنہا رات کاٹنے والا نہیں امن میں ہے وحشت سے خاص کر جب کہ اس کا فکر ردی اور دل ضعیف ہو اور حق یہ ہے کہ لوگ اس میں مختلف ہیں پس احتمال ہے یہ کہ یہ نہی واقع ہوئی ہو کھاڑنے کے لے مادے کے پس نہ شامل ہوگی اس کو جب اس کی حاجت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ معنی الרכب شیطان کے یہ ہیں کہ تنہا سفر کرنے پر اس کو شیطان باعث ہوتا ہے یا وہ اپنے فعل میں شیطان کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس لیے مکروہ ہے کہ اگر اکیلا آدی سفر کرے اور سفر میں مر جائے تو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا خبر گم ہو اور اس کو کفنائے دفنائے اور اسی طرح اگر دو میں سے ایک مر جائے تو نہ پائے گا کسی کو

کہ اس کا مددگار ہو بخلاف تین آدمیوں کے کہ وہ اکثر اوقات اس خوف سے امن میں ہوتے ہیں۔ (فتح)

۲۶۳۶۔ مالک بن حویث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے پھرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مجھ کو اور میرے ساتھی کو فرمایا کہ جب نماز کا وقت آئے تو اذان دیا کرو اور اقامت کہو اور چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام بنے۔

۲۶۳۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا أَنَا وَصَاحِبٌ لِي أَذْنَا وَأَقِيمَا وَلْيُؤْتِكُمَا أَكْبَرَ كَمَا.  
بَابُ الْخَيْلِ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: اسی طرح بخاری نے باب باندھا حدیث کے الفاظ کے ساتھ بغیر زیادتی کے اور تحقیق استنباط کی ہے اس نے

اس سے وہ چیز کہ آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

۲۶۳۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے دن قیامت تک۔

۲۶۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۲۶۳۸۔ عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں نیکی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

۲۶۳۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ سَلِيمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ تَابِعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ عروہ رضی اللہ عنہ بہت گھوڑے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے ان

کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اونٹ عزت ہیں اپنے مالکوں کے لیے اور بکریوں میں برکت ہے۔ (تح)

۲۶۳۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برکت گھوڑوں کی چوٹیوں میں ہے۔

۲۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ.

**فائدہ:** یعنی برکت ان کی چوٹیوں میں اترتی ہے۔ عیاض نے کہا کہ جب گھوڑوں کی چوٹیوں میں برکت ہے تو بعید ہے کہ ان میں نحوست ہو۔ پس احتمال ہے یہ کہ ہو نحوست جس کا ذکر آئندہ آتا ہے بیچ غیر ان گھوڑوں کے جو جہاد کے لیے باندھے جاتے ہیں اور یہ کہ جو گھوڑے جہاد کے لیے تیار کئے گئے ہیں وہی برکت اور خیر کے ساتھ خاص کئے گئے ہیں یا کہا جائے گا کہ بھلائی اور برائی کا ایک ذات میں جمع ہونا ناممکن ہے پس تحقیق تفسیر کی گئی ہے خیر کی اجر و غنیمت کے ساتھ اور نہیں منع ہے یہ کہ ہو یہ گھوڑا اس قبیل سے کہ بدشگونئی لی جاتی ہے اس کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ گھوڑا تو مراد اس سے وہ گھوڑا ہے جو جہاد کے لیے ہو اس طرح کہ اس پر سوار ہو کر لڑائی کی جائے یا جہاد کے لیے باندھا جائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ آئندہ حدیث میں ہے کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں پس تحقیق روایت کی ہے احمد نے اسماء بنت یزید سے بطور رفع کے کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر و ابستہ ہے قیامت کے دن تک سو جو اس کو اللہ کی راہ میں تیاری کے لیے باندھے اور ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کرے تو ہوگا سیر ہونا اس کا اور بھوک اس کی اور سیراب ہونا اس کا اور پیاس اس کی اور لید اس کی اور پیشاب اس کا نجات اس کے ترازو میں قیامت کے دن اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے آئندہ باب کی حدیث میں کہ اجر اور غنیمت یعنی وہ اجر اور غنیمت میں ہے اور مراد ماتھے سے اس جگہ بال ہیں جو ماتھے پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں خطاب و غیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ ماتھے سے مراد گھوڑے کی تمام ذات ہو اور یہ بعید ہے باب کی تیسری حدیث سے۔ اور مسلم میں جریر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی انگلی سے اپنے گھوڑے کا ماتھا پھیرتے تھے اور کہتے تھے آخر حدیث تک۔ پس احتمال ہے کہ ماتھا اس لیے خاص کیا گیا ہو کہ وہ گھوڑے کی اگلی طرف میں ہے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ فضیلت آگے بڑھنے میں ہے اس کے ساتھ دشمن کی طرف سوائے پیچھے رہنے کے اس لیے کہ اس میں پیٹھ پھیرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیز اس کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ اس میں نحوست ہے تو وہ اپنے ظاہر پر نہیں یعنی اس کے ظاہری معنی مراد نہیں۔ لیکن احتمال ہے کہ ہو مراد



اس جگہ گھوڑے کی جنس یعنی تحقیق وہ درپے اس بات کے ہے کہ اس میں خیر ہو پس لیکن اس کو غیر صالح عمل کے لیے پس حاصل ہونا گناہ کا اس امر خارجی کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے گھوڑے کی فضیلت پر اس کے سوا دوسرے چوپایوں سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ایسی بات اور جانوروں کے حق میں نہیں کہی۔ اور نسائی میں ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک گھوڑوں سے زیادہ ترکوئی چیز محبوب نہ تھی۔ اور خطاب نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو مال گھوڑے کے رکھنے سے کمایا جائے وہ سب مالوں سے بہتر اور پاکیزہ تر ہے اور عرب مال کو خیر کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْجِهَادِ مَا ضَمَّ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ  
لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى  
يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جہاد جاری اور لازم ہے ساتھ امام عادل اور گناہگار کے۔  
یعنی دلیل کی وجہ سے قول حضرت ﷺ کے کہ گھوڑوں کی  
چوٹیوں میں بھلائی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: یہ استدلال پہلے امام احمد نے کیا ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر قیامت تک باقی رہے گی اور تفسیر کی خیر کی ساتھ ثواب اور غنیمت کے اور غنیمت ساتھ اجر کے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتی ہے گھوڑوں سے جہاد کے ساتھ اور نہیں قید کیا اس کو اس وقت کے ساتھ جب کہ ہو عادل یعنی امام کے عادل ہونے کی اس میں قید نہیں پس دلالت کی اس نے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ حاصل ہونے اس فضیلت کے اس کے درمیان کہ ہو جہاد امام عادل کے ساتھ یا ظالم کے ساتھ۔ اور حدیث میں ترغیبت ہے جہاد کرنے میں گھوڑوں پر اور نیز اس میں خوشخبری ہے ساتھ باقی رہنے اسلام اور مسلمانوں کی قیامت کے دن تک اس لیے کہ جہاد کے باقی رہنے کو مجاہدین اور غازیوں کا باقی رہنا لازم ہے اور غازی مسلمان ہیں اور وہ مانند دوسری حدیث کی ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر لاتا رہے گا کہ اس میں بھی بشارت ہے دین اسلام کے باقی رہنے پر قیامت تک اور استنباط کیا ہے اس سے خطاب نے ثابت کرنا حصے کا گھوڑے کے لیے کہ مستحق ہوتا ہے اس کو سوار اس کے سبب سے پس اگر مراد اس کی زیادہ حصہ ہے سوار کے لیے پیادے کی نسبت تو ان میں کچھ نزاع نہیں اور اگر اس کی یہ مراد ہے کہ گھوڑے کے لیے دو حصے ہیں اس کے سوار کے حصے کے علاوہ تو یہ محل نزاع ہے اور اس پر حدیث دلالت نہیں کرتی۔ (فتح)

۲۶۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا  
عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ  
فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ

۲۶۴۰۔ عروہ باری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن  
تک اجر یعنی ثواب اخروی اور غنیمت۔

وَالْمَغْنَمُ.

جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا روک رکھے  
یعنی اس کی فضیلت کا بیان اس آیت کی دلیل کی وجہ سے  
کہ تیاری کرنے گھوڑوں کے سے جہاد کے لیے۔

بَابُ مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمِنْ رِبَاطِ الْعَجَلِ﴾.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ گھوڑے کی چوٹی پر شیطان کا قابو نہیں۔

۲۶۴۱- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا  
کہ جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا رکھے اللہ کو  
مان کر اور اس کا وعدہ سچا جان کر تو البتہ اس کے چارے اور پانی  
پینے کی اور اس کی لید اور پیشاب کے برابر ثواب اس کے  
ترازو میں ہوگا قیامت کے دن یعنی جب اللہ کے لیے خالص  
جہاد کی نیت سے گھوڑا پالے نام منظور نہ ہو تو یہ ثواب پائے۔

۲۶۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ  
الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ  
سَمِعْتُ سَعِيدَانَ الْمُقْبِرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ  
سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ احْتَبَسَ  
فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا  
بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّةَ وَرَوَّكَةَ وَبَوْلَهُ فِي  
مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا وعدہ سچا جان کر تو وعدہ سے مراد وہ چیز ہے کہ وعدہ دیا ہے اس کے ساتھ اللہ نے ثواب کا اور مہلب  
نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے وقف کرنا گھوڑے کا دفع کرنے کے لیے مسلمانوں سے اور استنباط کیا  
جاتا ہے جواز وقف کرنا غیر گھوڑے کا یعنی جب گھوڑے کا وقف کرنا جائز ہو تو اس کو سوائے اور چیزوں منقولہ اور غیر منقولہ کا  
وقف کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور یہ جو کہا کہ لید اس کی تو مراد اس کا ثواب ہے نہ یہ کہ بعینہ اس کی لید ترازو میں تولی جائے  
گی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نیت سے ثواب ملتا ہے جیسا کہ عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے اور یہ کہ حاجت کے لیے  
مکروہ چیز کا نام لینا درست ہے اور ابن ابی حمزہ نے کہا کہ اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ نیکیاں قبول کی جاتی ہیں اس  
کے صاحب سے شارع کی نص کی وجہ سے کہ وہ اس کے ترازو میں تولی جائیں گی بخلاف دوسری نیکیوں کے کہ وہ کبھی مقبول  
نہیں ہوتی پس نہیں داخل ہوتی ترازو میں اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ جو اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھے پھر اس کو اپنے ہاتھ  
سے گھاس کاٹ کر کھلائے تو اس کے لیے ہر ایک دانے کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ.

باب ہے بیان میں ذکر کرنے نام گھوڑے اور گدھے کے  
اور جائز ہونے اس کے کے امتیاز کے لیے غیر جنس اس

کی سے۔

**فائدہ:** یعنی جائز ہے گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا اور اسی طرح جائزے نام رکھنا ان کے سوائے دوسرے جانوروں کا ساتھ ناموں کے کہ خاص کرے ان کو سوائے ناموں جنسوں ان کی کے اور تحقیق کوشش کی ہے اس نے جس نے سیرت نبوی میں تالیف کی ساتھ بیان کرنے ناموں اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں حضرت ﷺ کے گھوڑوں سے اور ان کے سوائے آپ کے اور چوپایوں سے اور اس باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو قوی کرتی ہے اس شخص کے قول کو جس نے ذکر کی ہے نسب بعض عربی گھوڑوں اسیلوں کی اس لیے کہ نام وضع کیے گئے ہیں جدائی کرنے کے لیے درمیان افراد جنس کے۔ (فتح)

۲۶۴۲۔ ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ نکلا یعنی سال حدیبیہ کے تو ابوقادہ رضی اللہ عنہ اپنے بعض یاروں کے ساتھ جدا ہوا اور اس کے یار احرام باندھے ہوئے تھے اور وہ احرام سے نہ تھا تو انہوں نے جنگلی گدھا دیکھا پہلے اس سے کہ اس کو ابوقادہ رضی اللہ عنہ دیکھے سو جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس کو چھوڑ دیا یعنی ابوقادہ رضی اللہ عنہ کو نہ بتلایا یہاں تک کہ اس کو ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا تھا اور ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ اس کو اس کا کوڑا پکڑا دیں تو انہوں نے نہ مانا تو اس نے اتر کر کوڑا لیا اور جنگلی گدھے پر حملہ کیا اور اس کو زخمی کیا اور پکڑ لیا پھر ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کے یاروں نے بھی کھایا پھر اس کے کھانے سے پشیمان ہوئے پھر جب انہوں نے حضرت ﷺ کو پایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے ہم نے کہا کہ اس کی ایک ران ہمارے ساتھ ہے تو حضرت ﷺ نے اس کو لے کر کھایا۔

**فائدہ:** اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے غرض وہ قول ہے کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا ہے یعنی پس معلوم ہوا کہ گھوڑے کا نام رکھنا جائز ہے۔ (فتح)

۲۶۴۳۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے باغ میں حضرت ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام لحيث تھا اور بعض کہتے

۲۶۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَوْا جَمَارًا وَحَشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَأَى أَبُو قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَتَنَاوَلَهُ فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا فَنَدِمُوا فَلَمَّا أَدْرَكُوهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رَجُلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا.

ہیں کہ اس کا نام نخیف تھا۔

بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ. قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللَّخِيفُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ اللَّخِيفُ.

۲۶۴۴۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کو عفیر کہا جاتا تھا یعنی خاکی رنگ کا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ بھلا تو جانتا ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا کہ بے شک اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ عذاب نہ کرے اس شخص کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو لوگوں کو خوشخبری سنا دوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ خوشخبری سنانا کو پس اعتماد کر بیٹھیں گے اور عمل کے ساتھ کوشش نہ کریں گے۔

۲۶۴۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عَفِيرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تَبَشِّرُهُمْ فَيَتَكَلَّبُوا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور اس کی باقی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

۲۶۴۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک بار ہول پڑی تو حضرت ﷺ نے ہمارا گھوڑا عاریتاً لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ ہول نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے تو اس کا قدم در پایا یعنی نہایت تیز قدم پایا۔

۲۶۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ كَانُ فَرَعٌ بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَرَعٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی اور اس کی موافقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ  
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے

گھوڑے کی نحوست سے۔

**فائدہ:** یعنی کیا وہ اپنے عموم پر ہے یا بعض گھوڑوں کے ساتھ خاص ہے اور کیا وہ اپنے ظاہر پر ہے یا مؤول ہے اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے وارد کرنے کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعد اس کی طرف کہ جو حصر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے وہ اپنے ظاہر پر نہیں اور ترجمہ باب کے ساتھ اشارہ کیا ہے جو اس کے بعد ہے اور وہ یہ کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے طرف اس کی کہ نحوست مخصوص ہے ساتھ گھوڑوں کے سوائے بعض کے اور یہ سب اشارات اس کی تیز نظر اور باریک بینی کا نتیجہ ہے۔ (فتح)

۲۶۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ  
اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ إِنَّمَا الشُّومُ فِي فَلَائِيَةِ فِي الْفَرَسِ  
وَالْمَرْأَةِ وَالذَّارِ.

۲۶۴۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اور نامبارکی تو تین چیزوں میں ہے گھوڑے میں اور عورت میں اور گھر میں۔

**فائدہ:** ابن العربی نے کہا کہ حصر ان تین چیزوں میں نسبت عادت کے ہے نہ کہ پیدائش کے اور اس کے غیر نے کہا کہ ان تین چیزوں کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کیونکہ کہ یہ ایک مدت تک ساتھ لازم رہتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور بدشگونی لینا مگر تین چیزوں میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر بدشگونی لینا کسی چیز میں ہوتا تو ان تین میں ہوتا۔ اور طیرہ اور شوم کے معنی ایک ہیں۔ اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نامبارکی ان تین چیزوں میں ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اہل جاہلیت شگون بد لیا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور ان کو بتلادیا کہ شگون بد نہیں سوجب انہوں نے نہ مانا تو باقی رہی نحوست ان تین چیزوں میں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن قتیبہ نے اس کے ظاہر کو لیا ہے اور لازم آتا ہے اس کے قول سے کہ جو ان چیزوں میں سے کسی کے ساتھ بدشگونی لے تو وہ اس پر اتنی ہے وہ چیز جس کو وہ برا جانے۔ اور قرطبی نے کہا کہ نہیں گمان کیا جاتا ابن قتیبہ کے ساتھ کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس پر جس کا اہل جاہلیت اعتقاد رکھتے تھے بنا بر اس کے کہ وہ فی ذاتہ نفع و نقصان پہنچاتا ہے پس یہ خطا ہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ یہی تین چیزیں ہیں جن کے ساتھ لوگ اکثر اوقات شگون بد لیتے ہیں سوجب کسی کے جی میں کوئی چیز واقع ہو تو اس کو جائز ہے کہ اس کو اس کے غیر کے ساتھ بدل ڈالے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو ان تین چیزوں میں ہے اور یہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے موافق ہے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور وہ تقاضہ کرتی ہے نہ جزم کرنے کا اس کے ساتھ بخلاف روایت زہری کے۔ ابن العربی نے کہا کہ معنی اس

کے یہ ہیں کہ اگر فرضا اللہ نے کسی چیز میں نامبارکی پیدا کی ہے اس قبیل سے کہ جاری ہوئی بعض عادت سے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پیدا کرنا یعنی اللہ ان چیزوں میں۔ اور مازری نے کہا کہ محمل اس روایت کا یہ ہے کہ اگر نحوست حق ہے تو یہ تین چیزیں زیادہ لائق ہیں اس کے اس معنی سے کہ واقع ہوتا ہے دلوں میں بدشگونی لینا ساتھ ان چیزوں سے اکثر اس چیز سے کہ واقع ہوتا ہے ان کے غیر کے ساتھ۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گیا اور ان کے انکار کا کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کے اور اصحاب نے بھی اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث بیان کی گئی ہے لوگوں کے اعتقاد کے بیان کے لیے اس کے بارے میں نہ یہ کہ وہ اخبار ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ثابت ہونے کے ساتھ اور سیاق حدیثوں کا جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس تاویل کو بعید ٹھہراتا ہے ابن العربی نے کہا کہ یہ جواب ساقط ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے نہیں بھیجے گئے تاکہ خبر دیں لوگوں کو ان کے اعتقاد گذشتہ کی اور حال کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجے گئے ہیں تعلیم دینے کے لیے اس چیز کی جس کا اعتقاد رکھنا لوگوں کے لیے لازم ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور تحقیق ہوتی ہے نحوست عورت میں اور گھر میں اور گھوڑے میں اور اس کی سند میں ضعف ہے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں معمر سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا جو اس حدیث کی تفسیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ اولاد نہ بنے اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ بد ہو۔ اور ابو داؤد سے روایت ہے کہ کسی نے مالک سے اس کا معنی پوچھا تو مالک نے کہا کہ بہت ایسے گھر ہیں کہ لوگ ان میں بے پس ہلاک ہوئے۔ مازری نے کہا کہ مالک اس کو اپنے ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی تقدیر سے اکثر اوقات ایسی چیز کا اتفاق ہو جاتا ہے کہ گھر میں بسنے میں مکروہ ہوتی ہے پس یہ سبب کے مانند ہوتا ہے۔ ابن العربی نے کہا نہیں ارادہ کیا مالک نے اضافت شوم کا گھر کی طرف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مراد ہے عادت کے جاری ہونے سے اس میں پس اشارہ کیا اس کی طرف کہ لائق ہے مرد کے لیے نکلنا گھر سے نگاہ رکھنے کے لیے اپنے اعتقاد کے تعلق سے باطل کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دراز ہوتا ہے عذاب دل کا ان کے ساتھ ان کے مکروہ ہونے کے باوجود بسنے میں ان کی ملازمت کی وجہ سے اور صحبت کی وجہ سے اگرچہ نہ اعتقاد کرے آدمی نحوست کا اس کے بارے میں۔ پس حدیث نے اشارہ کیا حکم کرنے کی طرف ان کے جدا کرنے میں تاکہ دور ہو عذاب کرنا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ چیز کہ جس کی طرف ابن العربی نے اشارہ کیا ہے مالک کی کلام کی تاویل میں اولیٰ ہے اور وہ نظیر ہے حکم کرنے کے ساتھ بھاگنے کو کوڑھی سے باوجود صحیح ہونے نفی عدویٰ کے اور اس سے مراد مادے کا اکھاڑنا ہے اور ذریعہ کا بند کرنا ہے تاکہ نہ موافق ہو اس سے کوئی چیز تقدیر کو پس اعتقاد کرے جس کے لیے یہ واقع ہو کہ یہ عدویٰ ہے یا یہ طیرہ ہے پس واقع ہو اس چیز میں اعتقاد کہ جس کا اعتقاد رکھنے سے



فرمایا کہ اگر نحوست اور نامبارکی کسی چیز میں ہو تو عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ لِي فِي شَيْءٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ. بَابُ الْخَيْلِ لِثَلَاثَةٍ.

باب ہے اس بیان میں کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں۔

**فائدہ:** اسی طرح اقتصار کیا بخاری نے ابتداء حدیث پر اور اس کی تفسیر کو حوالے کیا اور اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ اس کے بعض شارحین نے اس سے حصر سمجھا ہے پس کہا کہ گھوڑا رکھنا نہیں خارج ہوتا اس سے کہ ہو مطلوب یا مباح یا منج پس داخل ہوگا مطلوب میں واجب اور مندوب اور داخل ہوگا مکروہ میں ممنوع اور حرام باعتبار اختلاف مقاصد کے اور بعض نے اس طرح اعتراض کیا ہے کہ مباح حدیث میں مذکور نہیں اس لیے کہ دوسری قسم جس میں کہ یہ خیال کیا جاتا ہے وارد ہوئی مقید ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ بھلایا حق اللہ کا بیچ اس کے پس ملحق ہوگا ساتھ مندوب کے اور اس میں بھید یہ ہے کہ حضرت ﷺ اکثر اوقات سوائے اس کے نہیں کہ کوشش کرتے تھے ساتھ ذکر کرنے اس چیز کے کہ اس میں رغبت دلانا ہے یا منع کرنا ہے اور لیکن محض مباح پس اس سے چپ رہتے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ آپ کی عادت ہے کہ آپ کا چپ رہنا معافی ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قسم دوسری دراصل مباح ہے مگر یہ کہ اکثر اوقات چڑھتی ہے ندب کی طرف قصد کے ساتھ برخلاف پہلی قسم کے پس تحقیق وہ ابتداء ہی سے مطلوب ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخَيْلِ لِثَلَاثَةٍ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾  
یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے گھوڑے بنائے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو جاؤ اور رونق کا باعث بنایا اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔

**فائدہ:** یعنی تحقیق ان کو پیدا کیا ہے اللہ نے سوار ہونے کے لیے اور رونق کے لیے سو جس نے اس کو ان میں استعمال کیا پس اگر فعل کے ساتھ بندگی کا قصد ہو وہ ندب کی طرف ہے اور اگر گناہ کا قصد کرے تو گناہ حاصل ہوگا اور باب کی حدیث اس تقسیم پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح)

۲۶۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں ایک مرد کے لیے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے لیے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں تو جس کو ثواب ہے سو وہ مراد ہے جس نے

۲۶۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ



گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک پہنچے اور جتنے گھاس کو چرے تو اس مرد کے لیے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مارے (ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھے) تو اس مرد کے لیے ان کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گذرے اور اس میں سے پانی پیئے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا تو بھی اس کے لیے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے کو اس مرد کے ثواب کا سبب ہیں۔ اور جس مرد نے گھوڑے کو باندھا اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے لیے یعنی کفر کی کمک (مدد) کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حال سے تو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز مگر یہ آیت جامعہ اور نادرہ کہ شامل ہے ان کے احکام کو کہ جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

الْخَيْلُ لِثَلَاثَةِ رَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَنْتَ شَرْفًا أَوْ شَرْفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَانِهَا وَإِثَارَهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخَرًا وَرِنَاءً وَنَوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيهِ وَوِزْرٌ عَلَى ذَلِكَ وَسَيْلٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمْرِ لَقَالَ مَا أَنْزَلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَلِدِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں تو تین میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ جو گھوڑے رکھتا ہے تو یا تو ان کو سواری کے لیے پالتا ہے یا تجارت کے لیے اور ہر ایک دونوں میں سے یا تو اس کے ساتھ اللہ کی بندگی کا فعل متصل ہوتا ہے اور وہ پہلی قسم ہے یا گناہ کا فعل ہوتا ہے اور وہ اخیر ہے اور یا اس سے خالی ہوتا ہے اور وہ دوسری ہے اور یہ جو کہا کہ اس نے پانی پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ آدمی اجر دیا جاتا ہے اور تفصیلوں کے جو واقع ہوتی ہیں فعل طاعت میں جب کے ان کے اصل کا قصد کیا ہو اگرچہ ان تفصیلوں کا قصد نہ کیا ہو اور تحقیق تاویل کی ہے اس کی بعض شارحین نے پس کہا بن میر نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ اجر دیا گیا ساتھ اس کے اس وجہ سے کہ یہ وقت ہے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا اس کے پینے کے ساتھ بچ اس کے پس غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے ساتھ پس وہ ثواب دیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جب پیئے غیر کے پانی سے اس کی اجازت کے بغیر پس

غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے لیے پس ثواب دیا جاتا ہے اور یہ سب پھرنا ہے قصد سے۔ اور تیسرے شخص کو بیان نہیں کیا اور وہ ہے کہ گھوڑے کو باندے تجارت کی نیت سے یعنی اس کی نسل کے ساتھ فائدہ اٹھائے یا اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کی اجرت سے حاصل ہوتی ہے اس شخص سے کہ اس پر سوار ہو یا مانند اس کے اور لوگوں سے بے پرواہ ہو اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں میں ہے نہ بھولا اور پوری حدیث علامات العبوۃ میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ اس کی گردنوں میں اللہ کا حق نہ بھولا تو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اچھی طرح اس کا مالک بنے اور اس کا پیٹ بھرنے اور سیراب کرنے کی خبر گیری کرے اور سواری میں اس پر مشقت نہ کرے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے گردن ذکر کے ساتھ اس لیے کہ وہ استعارہ کی جاتی ہے بہت وقت حقوق لازمہ میں اور اسی قبیل سے ہے یہ آیت فَتَنَحْرُورُ قَبْتِہِ اور یہ اس شخص کا جواب ہے جو گھوڑوں میں زکوٰۃ کو واجب نہیں کہتا اور یہ قول جمہور کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ حق کے چھوڑنا ان کے نہ کا ہے اور سوار کرنا اس پر اللہ کی راہ میں اور یہ قول حسن اور شععی اور مجاہد کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حق سے مراد زکوٰۃ ہے اور یہ قول حماد اور ابو حنیفہ کا ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں نے اور تمام فقہاء امصار نے۔ ابو عمر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہو اور ریا کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں بندگی ہو اور باطن میں اس کے برخلاف ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وَرِیَاءٌ وَتَوَآءٌ میں دو معنی آو کے ہے اس لیے کہ یہ چیزیں کبھی جدا جدا ہوتی ہیں اشخاص میں اور ہر ایک ان میں سے جدا جدا مذموم ہے اور اس حدیث میں بیان ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر اس وقت ہوتی ہے جب کہ ہوان کا پالنا اطاعت میں یا مباح کاموں میں نہیں تو ان کا پالنا مذموم ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہ آیت جامعہ ہے تو یہ اس کے شامل ہونے کی وجہ سے ہے سب قسموں کو بندگی اور گناہ سے اور اس کا نام فاہہ رکھا اس کے منفرد ہونے کی وجہ سے اپنے معنی میں۔ ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو گدھوں کے پالنے میں نیک عمل کرے گا وہ اس کا ثواب دیکھے گا اور جو گناہ کرے گا وہ اس کا عذاب دیکھے گا ابن بطلان نے کہا کہ اس میں تعلیم ہے استنباط اور قیاس کرنے کی اس لیے کہ تشبیہ دی گئی ہے وہ چیز کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے اس کا حکم اپنی کتاب میں اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کیا اس کو ذرا بھر سے بھلائی سے ہو یا برائی سے جب کہ دونوں کے معنی ایک ہوں اور یہ عمدہ قیاس ہے نہیں منکر ہوتا اس کا مگر جس کو سمجھ نہیں اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن منیر نے کہ یہ قیاس سے کسی چیز میں نہیں وہ صرف استدلال عموم کے ساتھ ہے اور اس میں تحقیق ہے عمل کے ثابت کرنے کے لیے ساتھ ظواہر عموم کے اور یہ کہ وہ لازم کیا گیا ہے یہاں تک کہ دلالت کرے دلیل تخصیص پر اور اس میں اشارہ ہے طرف فرق کے درمیان حکم خاص منصوص کے اور عام ظاہر کے اور یہ کہ ظاہر منصوص سے دلالت کم ہے دلالت میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ ضَرَبَ ذَاتَہٗ غَیْرَہٗ فِی الْغُرُو۔ بیان ہے اس شخص کا جو غیر کے چوپائے کو کوڑا مارے

یعنی اس کی مدد اور رفاقت کے لیے۔

۲۶۳۹- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضرت ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ ابو عقیل راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ جہاد کا سفر تھا یا عمر کے کا سوجب ہم مدینے کی طرف پلٹے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے گھر والوں کی طرف جلدی جانا چاہے تو چاہیے کہ جلدی جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم متوجہ ہوئے اور حالانکہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو خالص سیاہ تھا اس میں کوئی داغ نہ تھا اور لوگ میرے پیچھے تھے سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تو اونٹ مجھ پر کھڑا ہو یعنی تھک گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ تو اس کو روک رکھ تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے کوزے سے ایک چوٹ ماری تو اونٹ اپنی جگہ سے کودا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اونٹ کو بیچتا ہے میں نے کہا ہاں سوجب ہم مدینے میں آئے حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے تو میں آپ کے پاس گیا اور اونٹ کو بلاط (ایک جگہ کا نام ہے کہ مسجد کے آگے پتھروں سے فرش کی گئی تھی) کے کنارے میں باندھا تو میں نے آپ سے کہا یہ آپ کا اونٹ ہے تو حضرت ﷺ نے مسجد سے باہر تشریف لائے اور اونٹ کے گرد گھومنے لگے اور کہتے تھے کہ اونٹ ہمارا اونٹ ہے تو حضرت ﷺ نے سونے کے کئی اوقیہ بیچے اور فرمایا کہ یہ جابر رضی اللہ عنہ کو دے دو پھر فرمایا کہ تو نے پوری قیمت لے لی میں نے کہا ہاں فرمایا کہ قیمت اور اونٹ دونوں تیرے ہیں۔

۲۶۴۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُو عَقِيلٍ لَا أَدْرِي غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَّعَجَلَ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيُعَجَلْ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلَى جَمَلٍ لِي أُرْمَكَ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ وَالنَّاسُ خَلْفِي فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ إِذْ قَامَ عَلِيٌّ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضْرَبَهُ بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبَعِيرُ مَكَانَهُ فَقَالَ أَتَبِيعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِي طَوَائِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِي نَاحِيَةِ الْبِلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هَذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَمَلَ يُطِيفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُولُ الْجَمَلَ جَمَلْنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَاقٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتِ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

فائدہ: یعنی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی تجھ کو عطا کیا۔

سخت چوپائے پر سوار ہونا اور نر گھوڑے پر سوار ہونا۔

بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّائِبَةِ الصَّعْبَةِ  
وَالْفُحُولَةِ مِنَ الْخَيْلِ.

فائدہ: اور اخذ کیا ہے مصنف نے سخت چوپائے پر سوار ہونے کو نر پر سوار ہونے سے اس لیے کہ وہ اکثر اوقات میں سخت ہوتا ہے مادہ سے اور اخذ کیا ہے اس نے اس کے نر ہونے کو اس سے کہ ذکر کیا اس کو ساتھ ضمیر مذکر کے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ عود صحیح ہے لفظ پر اور فرس کا لفظ مذکر ہے اگرچہ مونث پر بھی واقع ہوتا ہے اور عکس کیا ہے اس کو ایک جماعت نے پس کہا کہ صحیح ہے پھرنا ضمیر کا لفظ پر اور معنی پر ابن منیر نے کہا کہ اور نہیں باب کی حدیثوں میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر فضیلت دینے نر کے مگر یہ کہ ہم کہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تعریف کی ہے اور مادہ سے سکوت فرمایا پس ثابت ہوئی فضیلت اس کے ساتھ ابن بطلان نے کہا کہ معلوم ہے کہ مدینہ گھوڑیوں سے خالی نہ تھا اور نہیں منقول ہوا حضرت ﷺ سے اور نہ آپ کے اصحاب سے کہ وہ نروں کے سوا گھوڑیوں پر سوار ہوئے ہوں مگر وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے سعد بن عاص سے اور اس کے اس کے قول میں توقف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ السَّلْفِ  
يَسْتَحِبُّونَ الْفُحُولَةَ لِأَنَّهَا أَجْرَى  
وَأَجْسَرُ.

یعنی اور راشد بن سعد نے کہا کہ تھے سلف یعنی اصحاب اور جوان کے بعد ہیں پسند کرتے نر گھوڑوں کو اس لیے کہ وہ دلاور تر اور بہادر تر ہیں گھوڑیوں سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تھے پسند کرتے گھوڑیوں کو لوٹوں اور شب خونوں میں اور اس چیز کے لیے کہ پوشیدہ ہیں لڑائی کے کاموں سے اور تھے پسند کرتے گھوڑوں کو لڑائی میں اور قلعوں میں اور اس چیز میں کہ ظاہر ہے لڑائی کے کاموں سے اور روایت ہے کہ تھے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نہ لڑتے مگر گھوڑیوں پر اس لیے کہ وہ پیشاب کو دور کرتی ہیں اور گھوڑا پیشاب کو روک رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۶۵۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں گھبراہٹ پڑی یعنی اس لیے کہ دشمن آ گیا تھا تو حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتاً لیا کہ کہا جاتا تھا اس کو مندوب یعنی بیٹھا تو حضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے اور جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے خوف کی کوئی چیز نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا۔

۲۶۵۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ  
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ  
بِالْمَدِينَةِ فَرَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ يَقَالُ لَهُ  
مَدُوبٌ فَرَسِكَبَهُ وَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَرَعٍ  
وَأِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

باب ہے بیان میں حصے گھوڑے کے یعنی وہ چیز کہ مستحق

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ. وَقَالَ مَالِكٌ يُسَهُمُ

ہوتا ہے اس کو سوار مال غنیمت سے بسبب اپنے گھوڑے کے اور امام مالک نے کہا کہ حصہ دیا جائے گھوڑے کے لیے اور ترکی گھوڑوں کے لیے۔ اس آیت کی وجہ سے کہ بنائے ہم نے گھوڑے اور خچریں اور گدھے کہ تم ان پر سوار ہو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وجہ استدلال کی آیت کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ نے احسان جتلا یا ساتھ سوار ہونے کے گھوڑوں پر اور تحقیق حصہ ٹھہرایا ہے ان کے لیے حضرت ﷺ نے اور نام خیل کا واقع ہوتا ہے برزون اور بھین پر بخلاف بغال اور حیر کے اور گویا کہ آیت نے تمام پکڑا ہے اس چیز کو کہ سواری کی جاتی ہے اس جنس سے اس چیز کے لیے کہ اس کو چاہتا احسان جتنا پس جب کہ نہ نص بیان کی برزون اور بھین کے بیچ اس کے تو دلالت کی اس نے اوپر ان کے داخل ہونے کے گھوڑوں میں۔ اور مراد بھین سے وہ گھوڑا ہے جس کا ایک ماں باپ عربی ہو اور دوسرا غیر عربی اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا صرف باپ عربی ہو۔ (فتح)

وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرِ مَنْ فَرَسَ.  
یعنی اور نہ حصہ نکالا جائے ایک سے زیادہ گھوڑوں کے لیے یعنی اگر غازی کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے ہوں تو صرف ایک ہی گھوڑے کا حصہ نکالا جائے اور گھوڑوں کا حصہ نہ نکالا جائے

فائدہ: یہ بقیہ ہے امام مالک کی کلام کا اور یہی ہے قول جمہور کا اور لیث اور ابو یوسف اور احمد اور اسحاق نے کہا کہ دو گھوڑوں کا حصہ نکالا جائے اس سے زیادہ کا نہ نکالا جائے اور اس باب میں ایک حدیث بھی آئی ہے جس کو دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے ابو عمرہ سے کہ حضرت ﷺ نے ایک حصہ میرے لیے نکالا اور چار حصے میرے گھوڑے کے لیے نکالے سو میں نے پانچ حصے لیے اور قرطبی نے کہا کہ کسی نے نہیں کہا کہ دو گھوڑوں سے زیادہ کے لیے حصہ نکالا جائے مگر جو سلیمان بن موسیٰ سے روایت ہے کہ ہر گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے جائیں خواہ کتنے ہی ہوں اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ ہے یعنی گھوڑے کے دو حصوں کے سوا۔ (فتح)

۲۶۵۱۔ حَدَّثَنَا عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي  
۲۶۵۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے ہیں اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ ٹھہرایا۔  
أُسَامَةَ عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ

وَلصَّاحِبِهِ سَهْمًا.

**فائدہ:** یعنی سوائے دو حصوں گھوڑے کے تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور خیبر کی جنگ میں آئے گا کہ نافع نے اس کو اس طرح تفسیر کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر مرد کے ساتھ گھوڑا ہو تو اس کے لیے تین حصے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گھوڑا نہ ہو تو اس کے لیے صرف ایک حصہ ہے اور ابو داؤد وغیرہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت منہ نے مرد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے ٹھہرائے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے اور دارقطنی نے رمای کے طریق سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت منہ نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے۔ دارقطنی نے کہا کہ اس میں راوی سے وہم ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم نہیں اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرائے سوار کے لیے بسبب اس کے گھوڑے کے دو حصے اس کے حصے کے سوا جو اس کے ساتھ خاص ہے اور تحقیق روایت کا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسی سند کے تو کہا **أَسْهَمَ لِلْفَرَسِ** اس میں یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے ابن ابی شیبہ سے اور شاید کے رمادی نے اس کو معنی کے ساتھ روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے احمد نے ابو اسامہ اور ابن نمیر دونوں سے ساتھ اس لفظ کے اسہم للفرس یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے مقرر کیے اور نیز اسی تاویل پر محمول ہوگی وہ حدیث جو عبد اللہ سے رمادی کی روایت کی طرح مروی ہے اور اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو علی بن حسین نے اور وہ ثابت تر ہے نعیم سے عبد اللہ بن مبارک سے ساتھ لفظ اسہم للفرس کے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس روایت کے ظاہر کے بعض اس شخص نے جس نے دلیل پکڑی ہے ابو حنیفہ کے لیے بیچ قول اس کے کہ گھوڑے کے لیے ایک حصہ ہے اور اس کے سوار کے لیے دوسرا حصہ تو سوار کے لیے دو حصے ہوں گے اور نہیں جت اس کے لیے بیچ اس کے اس چیز کے لیے کہ ہم نے ذکر کی کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے حصے سوار کے جو اس کے ساتھ خاص ہے اور نیز جت پکڑی گئی ہے اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے مجمع بن جاریہ کی حدیث سے خیبر کے قصبے میں کہا پس حضرت منہ نے سوار کو دو حصے اور پیادے کو ایک حصہ اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو حاصل کیا جائے گا اس چیز پر کہ پہلے گذری کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے اس کے حصے کے اس لیے کہ وہ دونوں امروں کی محتمل ہے اور تطبیق دینی دونوں روایات میں اولیٰ ہے خاص کر پہلی سندیں زیادہ تر ثابت ہیں اور ان کے راوی کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور صریح تر اس سے وہ چیز ہے جو ابو داؤد نے ابو عمرہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت منہ نے گھوڑے کے دو حصے دیئے اور ہر انسان کے لیے ایک حصہ تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور نسائی کے لیے زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت منہ نے اس کو چار حصے دیئے دو اس کے گھوڑے کے اور ایک حصہ اس کا اور ایک حصہ اس کی قرابت کے لیے اور کہا محمد بن سحون نے کہ

اکیلا ہوا ہے ابوحنیفہ اس کے ساتھ سوائے اور فقہاء امصار کے اور ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ میں برا جانتا ہوں کہ چوپائے کو مسلمان پر فضیلت دوں اور ضعیف شبہ ہے اس لیے کہ درحقیقت کل حصے مرد کے لیے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث ثابت نہ ہوتی تو البتہ شبہ قوی ہوتا اس لیے کہ مراد کمی بیشی ہے درمیان پیادے اور سوار کے پس اگر گھوڑا نہ ہوتا تو سوار کو پیادے سے ایک حصہ زیادہ نہ دیا جاتا سو جس نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے تو اس نے گھوڑے اور مرد کے درمیان برابری کی اور تحقیق یہ بھی تعاقب کیا گیا ہے اس لیے کہ اصل عدم مساوات ہے درمیان انسان اور چوپائے کے سو جب لکھایہ اصل سے ساتھ مساوات کے تو چاہیے کہ کمی بیشی بھی اسی طرح ہو اور تحقیق فضیلت دی ہے حنفیہ نے چوپائے کو آدمی پر بعض احکام میں پس کہتے ہیں کہ اگر مار ڈالے کوئی شکاری کتا کہ اس کی قیمت دس ہزار سے زیادہ تو اس کو ادا کرے اور غلام مسلمان کو مار ڈالے تو نہ ادا کرے اس میں مگر کم دس ہزار درہم سے اور حق یہ ہے کہ اعتماد اس میں خبر پر ہے یعنی حدیث پر اور نہیں اکیلا ہوا ابوحنیفہ اس چیز کے ساتھ کہ اس نے کہی پس یہی قول مروی ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے لیکن ثابت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے مانند قول جمہور کے ہے۔ اور جمہور کے لیے استدلال کیا گیا ہے باعتبار معنی کے اس طرح سے کہ گھوڑا محتاج ہے محنت کی طرف اپنی خدمت کی وجہ سے اور گھاس اپنے اور ساتھ اس کے کہ خاص ہوتی ہے ساتھ اس کے لڑائی میں بے پرواہی سے وہ چیز کہ نہیں پوشیدہ ہے پس استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ مشرک جب لڑائی میں حاضر ہو اور مسلمان کے ساتھ لڑے تو اس کے لیے حصہ ٹھہرایا جائے اور یہی قول ہے بعض تابعین کا شععی کی طرح۔ اور نہیں حجت ہے اس میں اس لیے کہ اس جگہ کوئی عموم کا صیغہ وارد نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے جمہور کے لیے اس حدیث کے ساتھ کہ نہیں حلال ہوئیں غنیمتیں کسی کے لیے ہم سے پہلے اور اس کا بیان اپنی جگہ میں آئے گا۔ اور اس حدیث میں ترغیب ہے گھوڑوں کے حاصل کرنے پر اور ان کے رکھنے پر جہاد کے لیے اس چیز کی وجہ سے کہ جو اس میں برکت ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اعظام شوکت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا *وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ* یعنی اور گھوڑوں کے باندھنے سے کہ ڈراؤ تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جو جہاد کی طرف نکلے اور اس کے ساتھ گھوڑا ہو پس مرجائے لڑائی کے حاضر ہونے سے پہلے تو مالک نے کہا کہ مستحق ہے گھوڑے کے حصے کا اور امام شافعی اور باقی امام کہتے ہیں کہ نہ حصہ نکالا جائے اس کے لیے مگر جب کہ حاضر ہو لڑائی میں اور اگر گھوڑا لڑائی میں مرجائے تو مستحق ہوتا ہے اس کا مالک اور اگر اس کا مالک مرجائے تو بدستور رہتا ہے استحقاق اس کا اور وہ وارثوں کے لیے ہے۔ اور اوزاعی سے روایت ہے کہ جو لڑائی کی جگہ میں پہنچے اور اپنا گھوڑا بچ ڈالے تو اس کے لیے حصہ نکالا جائے لیکن مستحق ہے بائع اس چیز سے کہ غنیمت لائے پہلے عقد کے اور خریدار اس چیز سے کہ غنیمت لائے بعد اس کے اور جو مشتبہ ہو وہ بانٹا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ ٹھہرایا جائے یہاں تک کہ دونوں صلح کریں

اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ جو داخل ہودشمن کی زمین میں پیادہ تو نہ ٹھہرایا جائے اس کے لیے مگر حصہ پیادے کا اور اگرچہ گھوڑا خرید لے اور اس پر لڑے اور اختلاف کیا گیا ہے دریا کے غازیوں میں جب کہ ان کے ساتھ گھوڑے ہوں تو شافعی اور اوزاعی نے کہا کہ اس کا حصہ نکالا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ  
اگر کوئی لڑائی میں کسی کے چوپائے کی مہار کھینچے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۶۵۲۔ ابو اطلق سے روایت ہے کہ ایک مرد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم جنگ حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سے بھاگ گئے تھے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہرگز نہیں بھاگے اس کا قصہ یوں ہے کہ تحقیق ہوازن تیر انداز لوگ تھے اور بے شک جب ہم ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر بھاگے اور مسلمان غنیموں پے متوجہ ہوئے اور سامنے ہوئی ہم کو قوم ہوازن ساتھ تیروں کے یعنی ہم کو سامنے سے تیر مارنے لگے اور مسلمانوں نے شکست کھائی اور بھاگے اور لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس نہیں بھاگے پس البتہ تحقیق میں نے آپ کو دیکھا اور حالانکہ آپ اپنے سفید خنجر پر سوار تھے ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

۲۶۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُونُسَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرْ إِنْ هَوَازَنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَاءَ وَإِنَّا لَمَّا لَقِينَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَأَنْهَزْتُمُوْنَا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيَّ الْغَنَائِمَ وَاسْتَقْبَلُونَا بِالسِّهَامِ فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَإِنَّهُ لَعَلَى بَعْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخَذَ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

فائدہ: اس کی پوری شرح جنگ حنین میں آئے گی اور اس کی غرض یہ قول تھا کہ ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا۔ (فتح)  
بَابُ الرِّكَابِ وَالْعُرْزِ لِلدَّابَّةِ.  
باب ہے بیان میں رکاب چوپائے کے لیے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ رکاب لوہے کی ہوتی ہے اور لکڑی کی اور غرض نہیں ہوتی مگر چمڑے سے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں ہم معنی ہیں یا غرض اونٹ کے لیے ہوتی ہے اور رکاب گھوڑے کے لیے۔ (فتح)

۲۶۵۳۔ حَدَّثَنِي عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ  
۲۶۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے تھے اور آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ



عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أُدْخِلَ رِجْلَهُ فِي الْغُرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَانِمَةً أَهْلًا مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحَلِيفَةِ.

سیدھی کھڑی ہوتی ہے تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے نزدیک سے احرام باندھتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا اس کے لیے غرز سے اور لیکن رکاب پس لائق کیا اس کو اس کے ساتھ اس لیے کہ وہ اس کے معنی میں ہے۔ ابن بطلان نے کہا کہ گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رکابوں کو کاٹ ڈالو اور گھوڑوں پر چڑھو تو یہ مطلق رکابوں کے منع کرنے پر دلیل نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عادت ڈالنی ان کی ہے اور پر سوار ہونے گھوڑوں کے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعُرِيِّ.

بابت رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعُرِيِّ.

فائدہ: یعنی جس پر نہ زین ہو اور نہ پالان۔

۲۶۵۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ عُرِيٍّ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ.

۲۶۵۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگے آئے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ ننگے گھوڑے پر سوار تھے اس پر زین نہ تھی اور اس کی گردن پر تلوار لٹکی ہوئی تھی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاری بنا لیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک رات مدینے میں ہول پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آگے سے آٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف ان سے آگے بڑھ گئے تھے اور وہ ننگے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور شجاعت میں پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے دلاور تر تھے اور اس کی شرح بہہ میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تواضع سے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے کی سواری کا نہایت تجربہ تھا اس لیے کہ ننگے پر سوار ہونا نہیں حاصل ہوتا مگر اس شخص سے جو سواری کرنی خوب جانتا ہوں اور یہ کہ گردن میں تلوار کا لٹکانا جائز ہے حاجت کے وقت جب کہ اس کو اس سے مدد ہو۔ اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ جو اس کی طرف اشارہ کرتی ہے جو لائق ہے سوار کے لیے یہ کہ سواری کی حفاظت رکھے اور اس کی خبر گیری کرے اور طبع کو اس کے ساتھ ریاضت کر دے تاکہ اچانک اس کو کوئی سختی پیش نہ آئے تو اس کے لیے تیاری کی ہوگی۔ (فتح)

سست قدم گھوڑے کا بیان۔

بَابُ الْفَرَسِ الْقَطُوفِ.

۲۶۵۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے والے گھبرائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو ست قدم تھا یا اس میں کچھ سستی تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا تو اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔

۲۶۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ أَوْ كَانَ فِيهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هَذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا بیان ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ست گھوڑے پر سوار ہوئے تو وہ تیز قدم ہو گیا۔ (فتح)

باب ہے بیان میں گھڑ دوڑ کے

بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

فائدہ: یعنی اس کے شروع ہونے کے اور مراد سبق سے اس جگہ رہن ہے جو اس کے لیے رکھا جاتا ہے پھر کہا کہ باب ہے بیان میں اضمار کرنے گھوڑوں کے گھڑ دوڑ کے لیے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ سنت گھڑ دوڑ میں یہ ہے کہ پہلے گھوڑوں کو اضمار کریں اور اگر نہ اضمار کیے ہوں تو نہیں منع ہے گھڑ دوڑ ان کے اوپر پھر کہا باب غایۃ السباق فی الخیل المضمرة یعنی بیان اس کا اور بیان غایت ان گھوڑوں کا کہ نہیں اضمار کئے گئے۔ (فتح)

۲۶۵۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دوڑایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑا اضمار کیا ہوا حیا سے ثنیۃ الوداع تک اور دوڑایا اس گھوڑے کو کہ نہ اضمار کیا گیا تھا ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں گھوڑے کے دوڑانے والوں میں تھا سفیان نے کہا کہ حیا سے ثنیۃ تک پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصلہ ہے۔

۲۶۵۶۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَجْرَى مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرَى. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ قَالَ سُفْيَانُ بَيْنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةٌ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ وَبَيْنَ ثَنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي

ذُرْبِي مَيْلٌ.

**فائدہ:** ہضیا نام ہے ایک جگہ کا چند قوس پر مدینہ سے اور ثمیۃ الوداع ایک پہاڑ کا نام ہے کہ اہل مدینہ مسافروں کو وہاں تک پہنچانے کو جاتے ہیں۔

**بابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلْسَّبْقِ.** اضمار کرنا گھوڑے کا گھڑ دوڑ کے لیے۔

**فائدہ:** گھڑ دوڑ یہ ہے کہ دو گھوڑے دوڑاتے ہیں کہ دیکھیں کہ کون آگے نکلتا ہے۔ اور اضمار اس کو کہتے ہیں کہ گھوڑے کو خوب چارہ کھلاتے ہیں تاکہ قوی اور فرہہ ہو بعد ازاں کم کرتے جاتے ہیں چارے کو اور اس کی خوراک پر لاٹھیراتے ہیں اور ایک مکان میں بند کر کے اس پر جھول ڈالتے ہیں کہ وہ گرم ہوتا ہے اور عرق لاتا ہے اور جب اس کا عرق خشک ہوتا ہے تو اس کا گوشت ہلکا ہو جاتا ہے اور قوی ہو جاتا ہے دوڑنے میں۔ (فتح)

۲۶۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا  
اللَّيْثُ عَنْ نَالِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ  
بَيْنَ الْغَيْلِ النَّبِيِّ لَمْ تَضْمَرَ وَكَانَ أَمَدًا مِنْ  
النَّبِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي ذُرْبِي وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ  
بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابِقَ بِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
أَمَدًا غَايَةً ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ﴾

۲۶۵۷۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گھڑ دوڑ کی حضرت عائشہ نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کئے گئے تھے اور اس کی انتہاء ثمیۃ سے مسجد بنی ذریق تھی اور بے شک عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور ابو عبد اللہ یعنی بخاری نے کہا امد کے معنی غایت ہے یعنی نہایت فطال علیہم الامد یعنی دراز ہوئی ان پر غایت یعنی امد کے معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے غایت ہے۔

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ باب باندھا ہے بخاری نے لیف کے طریق کے ساتھ اضمار کا اور وارد کیا ہے ساتھ لفظ سابق بین الخیل النبی لم تضممر تاکہ اشارہ کرے اس کے ساتھ طرف تمام حدیث کے اور ابن نمیر نے کہا کہ نہیں الزام کیا بخاری نے اس کو اپنے تراجم میں بلکہ اکثر اوقات باب باندھا ہے مطلق اس چیز کے لیے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے اور کبھی منقہ ہوتی ہے پس معنی اس کے قول کا اضمار الخیل للسبق یعنی کیا اضمار شرط ہے یا نہیں پس بیان کیا اس روایت کے ساتھ جس کو وارد کیا کہ شرط نہیں اور ہوتی غرض اس کی اقتصار محض تو البتہ ہوتا اختصار کرنا اور اس طرف کہ جو مطابق ہے ترجمہ کے لیے اولیٰ لیکن عدول کیا اس نے اس سے اس نکتہ کے لیے اور نیز پس زائل کرنے کے لیے اعتقاد اس بات کے کہ اضمار جائز نہیں اس لیے کہ اس میں مشقت ہانکنے اس کے سے اور خطر سے بچ اس کے پس بیان کیا ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے میں کہتا ہوں کہ ابن بطال اور ابن نمیر کی کلام میں منافات نہیں۔ (فتح)

**بابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضْمَرَةِ.** نہایت گھڑ دوڑ کی ان گھوڑوں کے لیے کہ اضمار کیے گئے

ہوں۔

۲۶۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت یہ ہے کہ گھڑ دوڑ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ان گھوڑوں کے اضمار کیے گئے تھے سو ان کو ہٹایا سے چھوڑا اور گھڑ دوڑ کی انتہاء ثنیۃ الوداع تھی اور ابواصلح کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ سے کہا کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ چھ یا سات میل ہے اور گھڑ دوڑ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کئے گئے تھے سو چھوڑا ان کو ثنیۃ الوداع سے اور اس کی انتہاء مسجد بنی زریق تھی میں نے کہا کہ اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ میل یا مانند اس کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ لوگوں میں تھے۔

۲۶۵۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَبَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أَضْمِرَتْ فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفِيَاءِ وَكَانَ أَمَدَهَا ثِنْتِيَةَ الْوَدَاعِ لَقُلْتُ لِمُوسَى فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ سِتَّةَ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةَ وَسَأَبَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثِنْتِيَةَ الْوَدَاعِ وَكَانَ أَمَدَهَا مَسْجِدَ بَنِي زُرَيْقٍ قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذَلِكَ قَالَ مِيلٌ أَوْ نَحْوَهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَأَبَقَ فِيهَا.

**فائدہ:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گھڑ دوڑ کرنی اور یہ عبت میں داخل نہیں بلکہ یہ ریاضت محمودہ ہے جو پہنچانے والی ہے مقاصد کے حاصل کرنے کی طرف جہاد میں اور نفع اٹھانے کے ساتھ اس کی حاجت کے وقت اور وہ دائرہ ہے درمیان استجاب اور اباحت کے باعتبار باعث کے اس کے اوپر قرطبی نے کہا کہ نہیں خلاف ہے صحیح جائز ہونے گھڑ دوڑ کے اوپر گھوڑوں کے اور ان کے سوا اور چوپایوں سے اور اوپر قدموں کے اور اس طرح آپس میں تیر اندازی کرنے اور استعمال کرنا ہتھیاروں کا اس لیے کہ اس میں تجربہ کرنا ہے لڑائی پر اور یہ کہ جائز ہے اضمار کرنا گھوڑوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے اختصار استجاب اس کے کا ساتھ گھوڑوں کے تیار کیے گئے ہیں کہ جہاد کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نشان کرنا ساتھ ابتدا کے اور انتہا کے گھڑ دوڑ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا فضل کی حکم کرنے والے کی طرف اس لیے کہ مراد اس کی قول سابق سے یہ ہے کہ آپ نے حکم کیا یا مباح کیا۔

**تنبیہ:** نہیں تعرض کیا اس حدیث میں گورد رکھنے کے لیے اس پر لیکن باب باندھا ہے اس کے لیے ترمذی نے باب **الْمَرَاهِنَةِ عَلَى الْخَيْلِ** اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ دوڑ کی اور رہن رکھا اور تحقیق اجماع کیا ہے گھڑ دوڑ کے جواز پر بغیر عوض کے لیکن بند کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے اونٹ اور گھوڑے دوڑانے میں اور تیر اندازی میں اور خاص کیا اس کو بعض علماء نے ساتھ گھوڑوں کے اور عطانے اس کو دونوں میں جائز رکھا ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے گھڑ دوڑ کے جائز ہونے پر عوض کے ساتھ

بشرطیکہ وہ دونوں گھڑ دوڑ والوں کے غیر کی طرف سے ہو مانند امام کے جس جگہ کہ ان کے ساتھ کوئی اس کا گھوڑا نہ ہو اور جائز رکھا ہے جمہور نے یہ کہ دونوں میں سے ایک کی طرف سے ہو اور اس طرح جب کہ ہوساتھ ان کے تیسرا احلال کرنے والا بشرطیکہ اپنے پاس سے کچھ نہ نکالے تاکہ نکلے عقد قمار کی صورت سے اور وہ یہ ہے کہ جانبین سے شرط ہو اور دونوں مال مشروط نکالیں جو آگے بڑھ جائے سودوں کا مال لے پس اتفاق ہے علما کا اس کے منع ہونے پر اور ان میں سے بعض نے شرط کی ہے محلل میں کہ نہ متحقق ہو سبق مجلس سبق میں اور یہ کہ مراد ساتھ مسابقت بانخیل کے ان پر سوار ہونا ہے نہ محض دو گھوڑوں کا چھوڑنا بغیر سوار کے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور اس طرح استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بعض نے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جو سوار ہونے کی شرط نہیں کرتا نہیں منع کرتا صورت سواری کو اور سوائے اس کے نہیں کہ حجت پڑی ہے جمہور نے اس طرح سے کہ گھوڑے خود بخود راہ نہیں پاتے ساتھ قصد غایت کے بغیر سوار کے اور اکثر اوقات نفرت کرتے ہیں اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ راہ پانا نہیں خاص ہے سوار ہونے کے ساتھ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا مسجد کا طرف قوم خاص کی اور اس کے لیے باب باندھا ہے بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں اور یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا چوپایوں کا حاجت کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ ہو تعذیب اس کے لیے بیچ غیر حاجت کے مانند بھوکا رکھنے کے اور دوڑانے کے اور یہ کہ خلقت کو اپنی جگہوں میں اتارا جائے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اضمار کئے گئے اور نہ اضمار کئے گئے میں فرق کیا اور اگر ان کو باہم ملاتے تو غیر مضمر تھک جاتا۔ (فتح) گھڑ دوڑ میں اگر ایک طرف سے شرط ہو تو درست اور اگر دونوں طرف سے ہو تو درست نہیں کہ یہ قمار ہے لیکن اگر کوئی تیسرا آدی ان کے درمیان گھوڑا ڈالے اس شرط پر کہ اگر تیسرا گھوڑا بڑھ گیا تو دونوں سے لے گا اور اگر پیچھے رہے گا تو کچھ نہیں دے گا تو یہ اس صورت میں درست ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک بڑھ جائے تو اس کو بھی دوسرے سے لینا درست ہوگا اور تیسرے آدی کو محلل کہتے ہیں کہ اس کے سبب سے یہ صورت شرط جانبین کی حلال ہوگی۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی اونٹنی کے۔

فائدہ: اس طرح جدا کیا ہے بخاری نے اس باب کو اشارہ کرنے کے لیے اس کی طرف کہ قصواء اور عصفاء ایک ہی اونٹنی کا نام ہے۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أُرْدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَامَةَ عَلَى الْقَصَوَاءِ.

یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے قصواء اونٹنی پر سوار کیا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اور پوری حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

وَقَالَ الْمِسُورُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

یعنی اور مسور نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں



انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔

الْبَيْضَاءِ قَالَهُ أَنَسٌ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث اس کی طرف کہ جو قصہ حنین میں ہے اس میں ہے کہ حضرت سفید خنجر پر سوار تھے۔ (بخاری)

یعنی اور ابو حمید نے کہا کہ ایلاء (ایک شہر کا نام ہے بحرین میں) کے بادشاہ نے حضرت سفید خنجر بھیجا۔

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو دراز ہے اور غزوہ تبوک میں آئے گی اور جانا چاہیے کہ جس خنجر پر حضرت سفید خنجر کے دن سوار تھے وہ غیر اس خنجر کے ہے جو ایلاء کے بادشاہ نے تحفہ بھیجا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس خنجر پر حضرت سفید خنجر کے دن سوار تھے اس کا نام دلدل تھا۔ (بخاری)

۲۶۶۱۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سفید خنجر نے پیچھے اپنے کچھ نہیں چھوڑا مگر سفید خنجر اور اپنے ہتھیار اور زرہ کے چھوڑا اس کو بطور صدقہ کے۔

۲۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۶۶۲۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اس کو کہا کہ اے ابو عمارہ کیا تم نے جنگ حنین کے دن پیٹھ پھیری تھی اس نے کہا کہ ستم ہو اللہ کا حضرت سفید خنجر نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیری تو ہوازن ان کو تیروں کے ساتھ ملے یعنی سامنے سے ان کو تیر اندازی کی اور حضرت سفید خنجر پر سوار تھے اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے تھے اور حضرت سفید خنجر فرماتے تھے کہ میں پیٹھ نہیں ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

۲۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَمَّارَةَ وَكَيْتَمُ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ وَلَّى سَرْعَانَ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا

ابن عبد المطلب.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت سفید خمر پر سوار تھے اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ جائز ہے رکھنا خمر اور چڑھانا گد ہوں گا گھوڑوں پر اور لیکن حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت سفید خمر نے فرمایا کہ یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو نہیں جانتے روایت کی یہ حدیث ابوداد نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان نے پس کہا طحاوی نے کہ اس کو ایک قوم نے لیا ہے تو کہا کہ یہ کام کرنا حرام ہے اور نہیں ہے حجت اس میں اس لیے کہ اس کا معنی رغبت دلانا ہے اور زیادہ کرنے گھوڑوں کے کیونکہ اس میں ثواب ہے اور گویا کہ مراد وہ لوگ ہیں کہ نہیں جانتے ثواب کو جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ (فتح)

عورتوں کے جہاد کا بیان۔

بَابُ جِهَادِ النِّسَاءِ.

۲۶۶۳۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سفید خمر سے جہاد کی اجازت چاہی تو حضرت سفید خمر نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

۲۶۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهِذَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس کے لیے شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جہاد کبیر کا یعنی عاجز ضعیف کا اور عورت کا حج عمرہ ہے۔

۲۶۶۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سفید خمر کی بیویوں نے آپ سے جہاد کا حکم پوچھا حضرت سفید خمر نے فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے۔

۲۶۶۴۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهِذَا وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ نِسَاؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نَعَمْ الْجِهَادُ الْحَجُّ.

فائدہ: ابن بطلال نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ جہاد عورتوں پر واجب نہیں لیکن حضرت سفید خمر نے یہ جو فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو نفل کرنا بھی جائز نہیں اور جہاد ان پر واجب نہیں تو یہ اس چیز کی وجہ سے ہے کہ مغایرت ہے اس چیز سے کہ ان سے مطلوب ہے مردوں سے پردہ کرنے میں اور ان



سے دور رہنے میں پس اس لیے حج افضل ہے ان کے لیے جہاد سے۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کے ساتھ اس کے وارد کرنے میں ساتھ ترجمہ کو مجمل اور پچھا کرنا اس کے ساتھ ان بابوں کے جو تصریح کرتے ہیں عورتوں کے جہاد پر نکلنے کی۔ (بخ)

دریا میں سوار ہو کر عورت کا جہاد کرنا۔

بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ.

۲۶۶۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ام حرام رضی اللہ عنہا) ملحمان کی بیٹی کے پاس گئے تو اس کے پاس تکیہ کر کے سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ کچھ لوگ میری امت کے اس دریا سبز میں سوار ہوں گے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے مثل ان کی جیسے بادشاہ تختوں پر تو اس نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ الہی اس کو بھی ان میں شریک کر پھر دوسری بار سو کر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی مثل کہا یعنی جیسا پہلے کہا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس کو اسی طرح کہا تو اس نے کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو پہلے غازیوں میں شریک ہے پچھلوں میں نہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ام حرام رضی اللہ عنہا نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو قرظہ کی بیٹی کے ساتھ دریا میں سوار ہوئی سو جب جہاد سے پھری تو اپنے چوپائے پر سوار ہوئی تو اس نے اس کی گردن توڑ ڈالی تو سواری سے گر پڑی اور مر گئی۔

۲۶۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ مَلْحَانَ فَاتَكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَرَكِبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِثْلَهُمْ مِثْلُ الْمَلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلُ أَوْ مِثْلُ ذَلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلُ ذَلِكَ فَقَالَتْ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَلَسْتَ مِنَ الْآخِرِينَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكَبَتْ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرْظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ ذَابْتَهَا فَوَقِصَتْ بِهَا لَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر اس نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو اس سے ظاہری طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے بعد نکاح کیا اور اول جہاد میں گزر چکا ہے کہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس داخل ہوئے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس وقت اس کے نکاح میں تھیں پس یا تو یہ

روایت اس پر محمول ہوگی کہ وہ اس کی بیوی تھی پھر اس نے اس کو طلاق دی پھر اس کے بعد اس سے رجوع کیا یہ جواب ابن تین کا ہے۔ یا قول راوی کَاكَانَتْ تَحْتَ عِبَادَةِ جملہ معترضہ ہے مراد راوی کی وصف کرنا ہے ام حرام رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس کے بغیر مفید کرنے کے ساتھ کسی حال کے حالات میں اور دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اس سے اس کے بعد نکاح کیا اور یہی اولیٰ ہے کہ دوسری روایت کے موافق ہے۔ (فتح)

ابن تین کا یہ بیان ہے کہ عیسیٰ یہ جائز ہے۔  
 اٹھانا مرد کا اپنی بی بی کو جہاد میں سوائے اپنی بعض بیبیوں  
 دُونَ بَعْضِ نِسَائِهِ.

۲۶۶۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد میں جس میں جنگ کی تھی تو اس میں میرا نام نکلا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی بعد نازل ہونے حجاب کے۔

۲۶۶۶۔ حَدَّثَنَا حَبَّاجُ بْنُ مِهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ النَّمِيرِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ وَعَلْقَمَةَ بِنَ وَقَاصٍ وَعَبِيدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ كُلِّ حَدِيثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيُّتَهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي عُرْوَةَ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جس کے لیے باب باندھا گیا ہے اور اس میں تصریح ہے کہ اٹھانا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اپنے تھا قرعہ ڈالنے کے بعد اپنی بیویوں میں۔ (فتح)

عورتوں کا جہاد کرنا اور لڑنا ساتھ مردوں کے۔  
 بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ.

۲۶۶۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کا دن ہوا تو لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیری اور بے شک میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کھینچے ہوئے تھیں میں ان کی پنڈلیوں کی پازیبیں دیکھتا ہوں اپنی

۲۶۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابَ.

بچیوں پر مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں پھر پھر جاتی تھیں اور ان کو بھر لاتی تھیں اور ان کو لوگوں کے منہ میں گراتی تھیں۔

وَسَلَّمَ قَالَ وَقَلَّدَ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَهُمَا لَمُسْمِرَتَانِ أُرِي خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقِزَانَ الْقِرْبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَنْقِلَانِ الْقِرْبَ عَلَى مُتُونِهِمَا ثُمَّ تَفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَأْنِيهَا ثُمَّ تَجْبِنَانِ فَتَفْرِغَانِيهَا فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ ان کو جہاد میں ساتھ لے جاتے تھے تو وہ زخمیوں کی دوا کرتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ عورتیں حضرت عائشہؓ کے ساتھ جنگ میں حاضر ہوا کرتی تھیں لڑنے والوں کو پانی پلاتی تھیں اور دوا کرتی تھیں زخمیوں کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ حنین میں عورتیں حضرت عائشہؓ کے ساتھ نکلیں تو حضرت عائشہؓ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نکلیں ہیں کہ بال میں اور اللہ کی راہ میں مدد کریں اور زخمیوں کی دوا کریں اور تیر دیں اور ستو پلائیں۔ اور میں نے کسی حدیث میں یہ تصریح نہیں دیکھی کہ وہ لڑیں اور اس لیے کہا ابن نمیر نے کہ باب میں عورتوں کے لڑنے کا ذکر ہے اور حدیث میں نہیں ہے پس یا تو اس سے مراد غازیوں کی مدد کرنی غزوہ کرنا ہی ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ نہ کھڑیں ہوئیں کہ پانی پلائیں زخمیوں کو اور مانند ان کے مگر کہ وہ درپے اس بات کے تھیں کہ اپنی جانوں سے دفع کریں اور یہی غالب ہے۔ اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حنین کے دن خنجر لیا تھا تو کہا کہ اگر کوئی کافر میرے نزدیک آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ اور احتمال ہے کہ بخاری کی غرض ترجمہ سے یہ ہو کہ بیان کریں کہ عورتیں نہ لڑیں اگرچہ جہاد کے لیے نکلیں پس اصل اس طور سے ہے کہ لڑنا ان کا مردوں کے ساتھ یعنی کیا وہ جائز ہے یا جب مردوں کے ساتھ جہاد میں نکلیں تو اس چیز پر اقتصار کریں جو کہ ذکر کی گئی ہے زخمیوں کی دوا کرنے سے اور مانند اس کے پھر بخاری نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہوئے تھیں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ حَمَلِ النِّسَاءِ الْقِرْبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ.

۲۶۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ تَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ

اٹھانا عورتوں کا مشکوں کو طرف لوگوں کے جہاد میں یعنی جائز ہے۔

۲۶۶۸۔ ثعلبہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کی کچھ عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کیں سو ایک عمدہ چادر باقی رہی تو اس کی بعض پاس والوں نے کہا کہ اے امیر

المؤمنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو دیتے جو آپ کے نکاح میں ہے مراد ان کی ام کلثوم علیہا السلام کی بیٹی تھی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سلیط لائق تر ہے اس سے اور ام سلیط ایک انصاری عورت تھی ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جنگ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔ امام بخاری نے کہا کہ تفرغ کے معنی تخیط ہیں یعنی سیتی تھیں۔

عَنْ قَسَمَ مَرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيْدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطَ هَذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أُمَّ كَلْثُومَ بِنْتِ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمَّ سَلِيطٍ أَحَقُّ وَأُمَّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَاتَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرْبَ يَوْمَ أُحُدٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَزْفِرُ تَخِيْطُ.

فائدہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے علی کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کیا ہوا تھا اور اس کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں پس اس لیے اس کو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کہا کہ وہ حضرت ﷺ کی نواسی تھیں اور آپ کی زندگی میں پیدا ہوئی تھیں اور وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب بیٹیوں سے چھوٹی تھیں اور اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ (فتح)

دوا کرنا عورتوں کا زخموں کو جہاد میں۔

بَابُ مَدَاوَاةِ النِّسَاءِ الْجَرْحِي فِي الْعَزْوِ  
فائدہ: یعنی خواہ مرد زخمی ہو یا کوئی غیر۔ (فتح)

۲۶۶۹۔ ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ ہم جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھیں غازیوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخموں کو دوا دیتی تھیں اور مقتولوں کو اٹھاتی تھیں مدینہ کی طرف۔

۲۶۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنْ الرَّبِيعِ بْنِ مَعْوِذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِي وَنَدَاوِي الْجَرْحِي وَنَرُدُّ الْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا اجنبی مرد کا معالجہ کرنا درست ہے حاجت کے وقت۔ اور ابن بطلان نے کہا کہ یہ محرموں کے ساتھ خاص ہے پھر ساتھ متجالات کے ان میں سے اس لیے کہ جگہ زخم کی نہیں لذت اٹھائی جاتی اس کے چھونے کے ساتھ بلکہ اس سے بدن کے بال کھڑے ہوتے ہیں پس اگر غیر متجالات کے ساتھ ضرورت پڑی تو چاہیے کہ ہو بغیر مباشرت اور چھونے کے اس پر ان کا اتفاق دلالت کرتا ہے کہ جب عورت مر جائے اور کوئی عورت اس کے غسل دینے کو نہ پائی جائے تو تو نہ مباشر ہو اس کو غسل دینے والا ساتھ چھونے کے اس کے بلکہ پردے کے اوپر سے اس کو نہلائے اور اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے بیچ قول بعض ان کے مانند زہری کے اور اکثر کے قول میں تیمم

کروائے۔ اور اوزاعی نے کہا کہ بدستور دفنائی جائے۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ فرق درمیان حال مداوۃ کے اور نہلانے مرد کے یہ ہے غسل عبادت اور مداوۃ ضرورت ہے اور ضرورت حرام کو مباح کر دیتی ہے۔ (فتح)

پھر لانا عورتوں زخیوں اور مقتولوں کو۔

بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الْجُرْحَى وَالْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

۲۶۷۰۔ ربيع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم (عورتیں) حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کرتی تھیں تو لوگوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور پھر لاتی تھیں زخیوں کو اور شہیدوں کو طرف مدینے کی۔

۲۶۷۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعْوِذٍ قَالَتْ كُنَّا نَعُزُّوْهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْقَسَى الْقَوْمُ وَنَحَدَّمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجُرْحَى وَالْقَتْلَى إِلَى الْمَدِينَةِ.

کھینچنا تیر کا بدن سے۔

۲۶۷۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھنے میں تیر لگا تو میں اس کے پاس پہنچا اس نے کہا کہ اس تیر کو کھینچ لے تو میں نے اس کو کھینچا تو اس کے زخم سے پانی جاری ہوا تو میں حضرت ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الہی بخش دے عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کو۔

بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ.

۲۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَمِي أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ انزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبِيدِ أَبِي عَامِرٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ مہلب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھینچنا تیر کا بدن سے اگرچہ اس کے پیچھے موت ہو اور یہ ہلاکت میں ڈالنے کے قبیل سے نہیں جب کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانے کی امید رکھتا ہو اور مثل اس کے ہے داغنا وغیرہ اور جن کے ساتھ دوا کی جاتی ہے۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ شاید باب باندھا بخاری نے اس کے ساتھ تاکہ نہ خیال کیا جائے کہ شہید سے تیر نہ کھینچا جائے جیسا کہ حکم ہوا ہے اس کو اس کے خون کے ساتھ دفنانے کا تاکہ اسی کے ساتھ اٹھایا جائے۔ پس بیان کیا اس ترجمہ کے ساتھ یہ کہ جائز ہے اور جو بات مہلب نے کہی وہ ادلی ہے اس لیے کہ حدیث باب کی متعلق ہے اس شخص کے ساتھ جس کو تیر لگے اور ابھی وہ زندہ ہے اور جو بات ابن نمیر نے کہی ہے وہ مطلق ہے اس کے کھینچنے کے ساتھ موت کے بعد۔ (فتح)

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

جہاد میں اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی بیان اس چیز کا کہ اس میں ہے جو فضیلت -

۲۶۷۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت ﷺ جاگتے رہے پھر جب مدینے میں آئے تو فرمایا کاش کوئی نیک آدمی میرے اصحاب سے آج کی رات میری نگرانی کرے تو اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا کہ یہ کون ہے اس نے کہا میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں میں آیا ہوں کہ آپ کی نگہبانی کروں اور حضرت ﷺ سوئے۔

۲۶۷۲۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْرًا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ لَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالَ أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ جُنْتُ لِأَحْرُسَكَ وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خوف کو لینا اور دشمن سے نگہبانی کرنی اور یہ کہ لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ کی نگہبانی کریں قتل کے خوف سے اور یہ کہ اس شخص کی تعریف جائز ہے جو بھلائی کے ساتھ احسان کرے اور نام رکھنا اس کا نیکو کار اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ کام کیا باوجود قوی ہونے کے تو کل کے پیر دی کرنے کے لیے ساتھ آپ کے بیچ اس کے اور حالانکہ آپ نے دوزر ہیں پہنی تھی باوجود اس کے کہ جب لڑائی سخت ہوتی تھی تو حضرت ﷺ سب کے آگے ہوتے تھے اور نیز توکل اسباب کے منافی نہیں اس لیے کہ توکل دل کا عمل ہے اور اسباب بدن کا عمل ہے اور تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تاکہ میرا دل قرار پکڑے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کورسی سے باندھ پھر توکل کر۔ ابن بطلان نے کہا کہ یہ منسوخ ہے جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر دلالت کرتی ہے۔ قرطبی نے کہا کہ نہیں آیت میں وہ چیز کہ منافی ہو چوکیداری کے جیسا کہ خبر دینا اللہ کا اپنے دین کی مدد کی اور اس کے غالب ہونے کی تو یہ نہیں منع کرتا لڑنے اور دشمنوں کے لیے تیاری کرنے کے حکم کو تو بنا براس کے پس مراد آیت میں عصمت فتنے اور ضلال سے یا روح قبض کرنے سے۔ (فتح)

۲۶۷۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منہ کے بل گر پڑا یعنی ہلاک ہوا اشرنی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کبیل دھاری دار کا بندہ اگر اس کو دیا جائے تو راضی ہے اور اگر نہ دیا جائے تو خوش ہو اور ایک روایت

۲۶۷۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہوا اشرنی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کبیل کا بندہ اگر دیا جائے تو راضی رہے اور اگر نہ دیا جائے تو غضبناک ہو ہلاک ہوا اور گھانا پانے والا ہوا اور جب اس کو کانٹا لگے تو نہ نکال سکے (صحیح ترجمہ یوں ہے کہ تو کوئی نہ نکالے) خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی بھاگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے اس کے سر کے بال بکھرے اور اس کے دونوں قدم گرد میں بھرے اگر اس کو چوکیداری میں رکھے تو چوکیداری میں رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے حفاظت کے لیے مقرر کیا جائے تو وہی رہے اور اگر وہ سردار کے پاس آنے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت نہ ملے اور کسی کی سفارش کرے تو قبول نہ ہو اور فتعسا کے معنی جو آیت ﴿والذین کافروں فتعسا لہم﴾ میں واقع ہے یہ ہیں کہ گویا اللہ کہتا ہے کہ اللہ نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور نا امید کیا اور طوبی فعلی کا وزن ہے جو ہر چیز ستھری ہے مشتق ہے طیب سے اور وہ یا داو سے بدل گئی ہے اور یطیب سے ہے۔

تَعَسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةَ  
وَالْخَمِيصَةَ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ  
لَمْ يَرْضَ. لَمْ يَرْفَعَهُ إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ  
جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَزَادَنَا عَمْرُو قَالَ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَسَ  
عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ  
الْخَمِيصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ  
سَخِطَ تَعَسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شَيْكَ فَلَا  
انْتَقَسَ طُوبَى لِعَبْدٍ أَخِيذَ بَعْنَانَ فَرَسِهِ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ أَشَقَّتْ رَأْسَهُ مُغْبِرَةً قَدَمَاهُ إِنْ  
كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ  
كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنْ  
اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يَشْفَعْ  
وَقَالَ ﴿فَتَعَسَا﴾ كَأَنَّهُ يَقُولُ فَاتَمَسَّهُمُ اللَّهُ  
﴿طُوبَى﴾ فَعَلَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَهِيَ  
يَاءٌ حَوَّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيبُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے آپ کے قول کی وجہ سے کہ اگر چوکیداری میں رکھا جائے تو چوکیداری میں رہے۔ اور تعس سعد کی ضد ہے یعنی بد بخت اور یہ جو کہا کہ جب اس کو کانٹا چبھے تو نہ نکال سکے تو بیچ دعا کرنے کے ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف عکس مقصود اس کے لیے کہ جو گر پڑے پس اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور کوئی نکالنے والا نہ پائے تو ہوتا ہے عاجز حرکت سے اور کوشش کرنے سے دنیا کے حاصل کرنے میں اور یہ جو کہا کہ خوشی ہو اس بندے کو اچ تو یہ اشارہ ہے رغبت دلانے کی طرف عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے خیر دنیا اور آخرت کی۔ اور یہ جو کہا کہ چوکیداری ہو تو چوکیداری میں ہوتا ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر ہم چوکیداری

ہو تو چوکیداری میں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چوکیداری کے ثواب میں ہے۔ اور ابن جوزی نے کہا کہ وہ غیر مشہور ہے نہیں قصد کرتا بلندی کا۔ اور یہ جو کہا کہ اگر سفارش کرے تو اس کی قبول نہ ہو تو اس میں ترک کرنا حسب ریاست کا ہے اور شہرت کا اور فضیلت قبول اور تواضع کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ طوبیٰ سے مراد دعا کرنا ہے اس کے لیے بہشت کی اس لیے کہ طوبیٰ بہشت کے سب درختوں سے مشہور ہے اور جس کو طوبیٰ ملا وہ بہشت میں داخل ہوا۔ — تکمیل: اور وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں حراست کی فضیلت کے متعلق جو بخاری کی شرط پر نہیں اور ان میں ایک حدیث عثمان کی ہے جو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزار رات سے کہ رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور حدیث سہل بن معاذ کی جو مسلمانوں کے گرد چوکیداری کرے تو دوزخ کو اپنی اور نہ دیکھے گا مگر قسم کو حلال کرنے کے لیے روایت کی یہ حدیث احمد نے۔ اور حدیث ابو یحیٰ بن کثیر کی کہ جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگے اس پر آگ حرام ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے۔ (فتح)

باب فُضِّلَ الْخِدْمَةُ فِي الْغَزْوِ . باب ہے بیان میں فضیلت خدمت کی جہاد میں۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ ہو چھوٹے سے بڑے کے لیے یا اس کے عکس یا برابر کی کے ساتھ۔ (فتح)

۲۶۷۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا یعنی سفر میں تو وہ میری خدمت کرتا تھا اور انس رضی اللہ عنہ سے بڑا تھا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انصار کو دیکھا کہ ایک چیز کرتے تھے (یعنی حضرت ﷺ کی نہایت تعظیم) نہیں پاتا میں کسی کو ان میں سے یعنی جنہوں نے حضرت ﷺ کی خدمت کی مگر کہ میں اس کی تعظیم کرتا ہوں۔

۲۶۷۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ قَابِتِ بْنِ الْبَنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ لَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسِ قَالَ جَرِيرٌ إِنِّي رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ شَيْئًا لَا أَحَدٌ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے قسم کھائی کہ میں ان میں سے کسی کے ساتھ صحبت نہ کروں گا مگر اس کی خدمت کروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہمیشہ انصار کو دوست رکھتا ہوں اور اس حدیث میں فضیلت انصار اور جریر کی ہے اور اس کی تواضع اور اس کی محبت کی دلیل ہے حضرت ﷺ کے لیے۔ (فتح)

۲۶۷۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلا اس حال میں کہ میں آپ کی خدمت کرتا تھا سو جب حضرت ﷺ پھر کر مدینے کی طرف تشریف لائے اور آپ کے لیے احد پہاڑ ظاہر ہوا تو

۲۶۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ



فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر اپنے ہاتھ مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ الہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ مدینے کی دونوں طرف پتھر پٹی زمین کے اندر ہے یعنی اس کے درخت اور شکاری جانوروں سے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا الہی برکتے دے ہم کو ہمارے صاع اور مد میں۔

۲۶۷۶- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سفر میں تھے (متن صحیح بخاری میں نہیں کہ ہم میں سے بعض روزہ سے تھے اور بعض بے روزہ تھے بلکہ یہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے پس صحیح بخاری کی حدیث کے ترجمہ میں یہ داخل کر دینا کمال جرات ہے) ہم میں سے زیادہ تر سائے میں وہ شخص تھا جو اپنی چادر کے ساتھ سایہ کرتا تھا اور بعض ہم میں سے ساتھ اپنے ہاتھ کے سورج سے سایہ کرتے تھے یعنی سایہ مطلق نہ تھا (یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث میں نہیں مسلم کی زیادات ہے انوس ہے کہ مترجم حدیث کے ترجمہ میں بلا تفریق دوسری سندوں کے زیادات کو داخل کرتا ہے اور ابجدیث کے نزدیک یہ فعل جائز نہیں) ہم میں سے اپنے ہاتھ سوجو روزے دار تھے انہوں نے کچھ کام نہ کیا یعنی روزے کے سبب سے کام سے عاجز ہوئے اور لیکن جن لوگوں نے روزہ کھول ڈالا تھا انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا یعنی ان کی خدمت کے لیے اور پانی پلانے اور گھاس ان کی کے اور روزے داروں کی خدمت یعنی اور خیمے قائم کیے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آج روزہ کھولنے والے ثواب کو لے گئے۔

فائدہ: یعنی زیادہ ثواب کو اور یہ مراد نہیں کہ روزے داروں کا ثواب کم ہوا بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے لیے اجر حاصل

خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ أَخَذُمَا فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَأَ لَهُ أُحُدٌ قَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحْرِمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمِدْنَانَا.

۲۶۷۶- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكْرِيَاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُؤَرِّقِ الْعَجَلِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَنَا ظِلًّا أَلْدَى يَسْتَضِلُّ بِكِسَائِهِ وَأَمَّا الَّذِينَ صَامُوا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوا وَعَالَجُوا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ.

ہو ان کے عمل کا اور مانند ثواب روزے داروں کے کہ انہوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزے داروں کا کام بھی یہ پس اس لیے کہا کہ ساتھ کل ثواب کے صفات کے وجود کے لیے جو تقاضا کرتی ہیں اجر کے حاصل کرنے کا ان میں سے ابن ابی سفرہ نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اجر خدمت جہاد کا اعظم ہے روزے دار کے اجر سے میں کہتا ہوں کہ یہ عام نہیں اور اس میں رغبت دلانا ہے جہاد میں مدد کرنے پر اور اس پر کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا رکھنے سے افضل ہے اور یہ کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ منعقد نہیں ہوتا اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ یہ روزہ فرض تھا یا نفل اور لائق تھا کہ یہ حدیث کتاب الصیام میں بیان کی جائے۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ.  
باب بیان میں اس شخص کے جو سفر میں اپنے ساتھی کا اسباب اٹھائے۔

۲۶۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی ہر ہڈی اور ہر جوڑ پر صدقہ ہے مدد کرنا مرد کا اس کی سواری میں اس حال میں کہ اس کو سواری پر چڑھائے یا اس کا اسباب اس کی سواری پر لدائے صدقہ ہے اور نیک بات سے ہے کسی کا دل خوش کر دینا اور ہر قدم جو نماز کے لیے چلے صدقہ ہے اور راہ بتلانا صدقہ ہے۔

۲۶۷۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سُلَامَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ يُعِينُ الرَّجُلَ فِي ذَاتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَدَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اس لیے کہ وہ شامل ہے حالت سفر کو اس اطلاق سے بطریق اولیٰ اور اس کی شرح کچھ گزر چکی ہے اور کچھ آگے آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ جب غیر کی سواری کے ساتھ کام کرنے میں آدمی کو ثواب ہوتا ہے تو جو غیر کو اپنی سواری پر چڑھادے ثواب کی نیت سے تو اس کو زیادہ ثواب ہوگا۔ (فتح)

بابُ فَضْلِ رِبَاطٍ يَوْمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

اللہ کی راہ میں ایک دن دارا سلام کی سرحد پر چوکیداری کرنے کی فضیلت یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! صبر کرو یعنی ثابت قدم رہو دین پر اور محنت کرو یا مقابلے میں مضبوطی کرو اور چوکیداری کرو دارا سلام کی سرحد پر یعنی مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کافروں سے۔

**فائدہ:** اور استدلال کرنا بخاری کا ساتھ آیت کے اختیار کرنا ہے اس کی مشہور تفسیر کے پس حسن بصری اور قتادہ سے روایت ہے کہ اصبروا سے مراد ثابت رہنا بندگی پر ہے اور صابروا سے مراد مضبوطی کرنا دشمن کے مقابلے میں ہے جہاد میں اور رابطوا سے مراد اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنی ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ صبر کرو اطاعت پر اور صبر کرو وعدے کے انتظار کے لیے اور دشمن کے جہاد کے لیے تیار ہو اور ڈرودر میان اپنے۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ صبر کرو جہاد پر اور صبر کرو دشمن کے مقابلے میں اور تیار کرو گھوڑے اور لیکن قید کرنی ایک دن کی ترجمہ میں اور اطلاق اس کا آیت میں پس گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ مطلق اس کا مقید ہے ساتھ حدیث کے پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اقل درجہ چوکیداری کا ایک دن ہے اس کے سیاق کی وجہ سے مبالغہ میں۔ اور ذکر کرنا ساتھ جگہ کوڑے کے نیز اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (فتح)

۲۶۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں دار اسلام کی سرحد پر ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور بہشت میں تمہارے کوڑے رکھنے کا مکان بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور جہاد میں پہلے روز یا آخر روز بندے کا کوشش کرنا بہتر ہے دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے۔

۲۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَيْبِرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَبَّاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ الْعُدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

**فائدہ:** نسائی اور احمد کی روایت میں ہے کہ ایک دن یا ایک رات دار اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنی بہتر ہے ایک ماہ کے روزے سے اور اس کی شب بیداری سے اور احمد اور ترمذی میں روایت ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزاروں سے اس چیز میں کہ اس کے سوا ہے منزلوں میں۔ ابن بریرہ نے کہا کہ نہیں تعارض ہے دونوں کے درمیان اس لیے کہ وہ حمل کی جائے گی اعلام کرنے پر زیادہ کرنے کے ساتھ ثواب میں پہلے سے یا ساتھ اختلاف عمل کرنے والوں کے۔ میں کہتا ہوں کہ یا باعتبار عمل کے نسبت کثرت اور قلت کے اور یہ دونوں باب کی حدیث کو بھی معارض نہیں اس لیے کہ روزہ ایک مہینے کا اور قیام اس کا بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے۔ (فتح)

جو کوئی جہاد کرے ساتھ لڑکے کے کہ خدمت کے لیے ہونے کہ جہاد کے لیے ہو۔

بَابُ مَنْ غَزَا بِصِبيِّ لِلْخِدْمَةِ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لڑکا جہاد کے ساتھ مخاطب نہیں لیکن اس کو ساتھ لے جانا جائز ہے بطور تابعداری کے۔ (فتح)

۲۶۷۹۔ حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عُمَرُو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ التَّمِمْسِ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أُخْرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلَامٌ رَاهِقْتُ الْحُلْمَ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْرِ وَالْكَسَلِ وَالْبَخْلِ وَالْجُبْنِ وَصَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حِمْيَرَ بْنِ أَخْطَبٍ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَّغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطْعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذِنْ مِنْ حَوْلِكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَوَلِيْمَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ

۲۶۷۹۔ حدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عُمَرُو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ التَّمِمْسِ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أُخْرَجَ إِلَى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلَامٌ رَاهِقْتُ الْحُلْمَ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْرِ وَالْكَسَلِ وَالْبَخْلِ وَالْجُبْنِ وَصَلَعِ الدِّينِ وَغَلْبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حِمْيَرَ بْنِ أَخْطَبٍ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَّغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطْعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذِنْ مِنْ حَوْلِكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَوَلِيْمَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ

صفیہ رضی اللہ عنہا پر پھر ہم مدینے کی طرف نکلے اس وقت نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہا آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے پیچھے چادر سے اونٹ کی کہان کا گرد گھیرا یعنی پردے کے لیے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھتے تھے اور اپنا زانو پست کیا تو صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے پاؤں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر رکھ کر سوار ہوئی پھر ہم چلے یہاں تک کہ جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احد کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر مدینے کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ الہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ اس کے دونوں طرف پتھر لی زمین کے اندر ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الہی برکت کران کے صاع میں اور مدینے۔

قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَأَتْهُ بَعَانَةً ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرُكَبَ فَيَسْرِنَا حَتَّى إِذَا أَسْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ نَظَرَ إِلَيَّ أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيَّ الْمَدِينَةَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا أَحْرَمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدَاهِمٍ وَصَاعِهِمْ.

**فائدہ:** اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی شرح کتاب الزکاح میں آئے گی اور مکے کے حرام ہونے کی بحث حج میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس حدیث سے یہاں اس کا ابتدائی حصہ ہے۔ (فتح)  
بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ.

**فائدہ:** امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اور خاص کر وارد کرنا اس کا جہاد کے ابواب میں اشارہ کرتا ہے اس کے جہاد کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے یعنی جہاد کے سوا اور کسی کام لیے دریا میں سوار ہونا جائز نہیں۔ اور تحقیق سلف نے اختلاف کیا ہے اس کی سواری کے جائز ہونے میں اور بیوع کی ابتدا میں قول مطر الورق کا گذر چکا ہے کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے دریا میں سوار ہونے کو قرآن میں مگر حق کے ساتھ اور اس نے اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ هُوَ الَّذِي يُسَبِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی اللہ وہ ہے جو سیر کرواتا ہے تم کو جنگل اور دریا میں اور زبیر بن عبد اللہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو موج مارنے کے وقت دریا میں سوار ہو تو اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو یعنی اللہ تعالیٰ کی امان سے بری ہو اور ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیے کہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو۔ روایت کیا ابو عبید نے غریب حدیث میں۔ اور زبیر کی صحبت میں اختلاف ہے اور تحقیق روایت کیا ہے بخاری نے اس حدیث کی شرح کو اپنی تاریخ میں پس کہا کہ اپنی روایت میں عن زبیر عن رجل من الصحابة اور اس کی اسناد حسن ہے اور اس میں تقید ہے منع کی ساتھ ارتجاج کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر ارتجاج نہ ہو تو جائز ہے اور یہی مشہور ہے

علماء کے اقوال سے پس جب سلامتی غالب ہو تو جنگل دریا برابر ہے اور بعض نے مرد اور عورت میں فرق کیا اور یہ مالک سے روایت ہے پس منع کیا ہے اس نے عورت کے لیے مطلق اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے لیے اور عنقریب گذر چکا ہے کہ پہلے پہل دریا میں معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور مالک نے ذکر کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے لوگوں کو دریا میں سوار ہونے سے یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس سے اجازت چاہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو اجازت دے دی۔ (فتح)

۲۶۸۰۔ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دوپہر کو اس کے گھر میں سوئے پھر بھٹتے ہوئے جاگے تو میں نے کہا یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کیوں ہنسے ہیں فرمایا کہ تعجب کیا میں نے اپنی امت کے کچھ لوگوں سے کہ دریا میں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر سوئے اور بھٹتے ہوئے جاگے تو فرمایا اس کے لیے مثل اس کی دو بار یا تین بار میں نے کہا یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو فرمایا کہ تو پہلے لوگوں سے ہے تو نکاح کیا اس سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اور اس کو لے کر جہاد کی طرف نکلا سو جب ام حرام رضی اللہ عنہا جہاد سے پھر تو ان کی سواری ان کے نزدیک کی گئی تاکہ اس پر سوار ہوں پھر سوار ہوئی اور سواری سے گر پڑی اور ان کی گردن کوئی گئی پس مر گئی۔

۲۶۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَىٰ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَىٰ بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهَا فَاسْتَقِظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَضْحَكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْتَكِبُونَ الْبَحْرَ كَالْمَلُوكِ عَلَى الْأَسْرِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنْهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَقِظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَيَقُولُ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَتَزُوجَ بِهَا عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِبَتْ دَابَّةٌ لَبَسَتْ كِبَاحَهَا فَوَقَعَتْ فَأَنْدَقَتْ عَنْقَهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیزان میں آئے گی۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دریا میں سوار

ہونا درست ہے۔

بابُ مِنَ اسْتَعَانَ بِالضُّعْفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الْحَرْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِي

کہ خبر دی مجھ کو ابوسفیان نے کہ مجھے قیصر روم کے بادشاہ ہرقل نے کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب تو نے کہا کہ غریب تو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول غریب لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔

أَبُو سَفْيَانَ قَالَ لِي قَيْصَرُ سَأَلْتُكَ  
أَشْرَافَ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضَعَفَاؤُهُمْ  
فَرَعَمَتِ ضَعْفَانَهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ  
الرُّسُلِ.

فائدہ: یعنی ساتھ برکت ان کی اور دعائوں کی کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے اور پوری حدیث بدء الوحی میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا قول ضعیفوں کے حق میں ہے کہ پہلے پہلے پیغمبروں کی وہی لوگ اطاعت کرتے ہیں اور طریق حجت پکڑنے کا اس کے ساتھ حکایت کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اس کو اور برقرار رکھنا اس کا اس کے لیے۔ (فتح)

۲۶۸۱- مصعب بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہما نے گمان کیا کہ اس کے لیے سوائے اور اصحاب پر زیادتی ہے یعنی بسبب شجاعت اپنی کے اور مانند اس کے کے تو حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم کو فتح اور روزی نہیں ملتی مگر اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے۔

۲۶۸۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ  
سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَهُ  
فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَنْصُرُونَ وَتَرُذِقُونَ إِلَّا  
بِضَعْفَانِكُمْ.

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ مدد کرتا ہے اللہ اس امت کی ان کے غریبوں سے اور ان کی دعا سے اور نماز سے اور اخلاق سے اور اس کے لیے شاہد ہے احمد اور نسائی میں ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فتح دیئے جاتے ہوتے اور روزی دیئے جاتے ہوا اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے ابن بطلان نے کہا کہ حدیث کی تاویل یہ ہے کہ ناچار لوگ سخت تر ہیں از روئے اخلاص کے دعا میں اور اکثر ہیں از روئے خشوع کے عبادت میں خالی ہونے کی وجہ سے ان کے دل دنیا کی آرائش کے تعلق سے اور مہلب نے کہا کہ ارادہ کیا حضرت رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے رغبت دلانا سعد رضی اللہ عنہما کو تواضع پر اور نفی کرنا فخر کی غیر پر اور ترک کرنا احتقار مسلم کا ہر حالت میں۔ اور عبد الرزاق نے روایت کی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یا حضرت رضی اللہ عنہما بھلا بتلائیے تو اگر کوئی اپنی قوم کا حامی ہو اور اپنے اصحاب سے دشمن کو دفع کرے تو کیا اس کا حصہ غیر کے حصے کے برابر ہوگا پس ذکر کی ساری حدیث بنا بر اس کے پس مراد زیادتی کے ساتھ زیادہ حصہ لینا مال غنیمت سے تو حضرت رضی اللہ عنہما نے اس کو فرمایا کہ لڑنے والوں کے حصے برابر ہیں پس اگر کوئی ترجیح دیا جاتا ہے اپنی شجاعت کے زیادہ ہونے کی وجہ تو غریب ترجیح پاتا ہے اپنی دعا کی

زیادتی کے ساتھ اور اپنے اخلاص کے ساتھ اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا راز اس بات کا کہ بخاری نے اس کے پیچھے ابو سعد رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کی۔ (فتح)

۲۶۸۲۔ ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جہاد کریں گے اس میں آدمیوں کے جھنڈ تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں وہ شخص ہے کہ جس نے حضرت رضی اللہ عنہما سے صحبت کی ہو یعنی تم میں کوئی صحابی ہے تو لوگ کہیں گے ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک وقت آئے گا پھر پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی ہے جس نے حضرت رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے صحبت کی ہو یعنی تابعین تو کہا جائے گا کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے اصحاب کے یاروں سے صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین تو کہا جائے گا ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔

۲۶۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا تَبِي زَمَانٌ يَغْزُو فِنَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيَفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَا تَبِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيَفْتَحُ ثُمَّ يَا تَبِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيَفْتَحُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوة اور فضائل صحابہ میں آئے گی۔ ابن بطلال نے کہا کہ یہ حدیث دوسری حدیث کی طرح ہے کہ سب لوگوں میں بہتر میرا زمانہ ہے یعنی میرے زمانے کے لوگ یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین یا فتنہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین اس لیے کہ فتح ہوگی اصحاب کے لیے ان کی فضیلت کی وجہ سے پھر تابعین کی وجہ سے ان کی فضیلت کی وجہ سے اور اسی لیے ہوگی بھلائی اور فضیلت اور فتح چوتھے طبقے کے لیے کم تر پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے۔ (فتح)

باب لَا يَقُولُ فَلَانٌ شَهِيدٌ . باب ہے اس بیان میں کہ نہ کہے کوئی کہ فلاں شہید ہے۔

فائدہ: یعنی بطور قطع اور یقین کے ساتھ اس کے مگر یہ کہ وحی سے ہو اور شاید یہ اشارہ ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہما کی طرف کہ تم اپنی جنگوں میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہے اور فلاں شہادت سے مراد خبردار ہو یہ نہ کہو لیکن کہو جیسے حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مرے وہ شہید ہے۔ روایت کی یہ حدیث احمد نے اور یہ حسن ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم اپنے درمیان شہید کس کو گنتے ہو لوگوں نے کہا جس کو ہتھیار لگے فرمایا بہت لوگ ایسے ہیں کہ



ان کو ہتھیار لگتا ہے اور حالانکہ وہ شہید نہیں بنا براس کے پس نہیں معین کرنا و صف ایک مرد بعینہ کے ساتھ اس کے کہ وہ شہید ہے بلکہ جائز ہے کہ کہا جائے بطور اجمال کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّهِ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کی ابتدا میں گزری چکی اور وجہ نکالنے مسئلہ باب کے اس سے ظاہر ہوتا ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ماضی سے کہ جوڑے اس لیے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور نہیں اطلاع ہوتی اس پر مگر وحی کے ساتھ پس جو ثابت ہو کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے تو اس کو شہادت کا حکم دیا جائے پس قول اس کا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہو پس نہیں جانتا اس کو کوئی مگر جس کو اللہ معلوم کر دئے پس نہیں ہے لائق کہنا ہر شخص کے لیے کہ جہاد میں مارا جائے کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (فتح)

۲۶۸۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّقِيُّ هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتُلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْأَخْرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَاذَةَ وَلَا فَاذَةَ إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أُسْرِعَ أُسْرِعَ مَعَهُ قَالَ فَجَرِحَ الرَّجُلُ

۲۶۸۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کافر آپس میں لڑے پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف پھرے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف پھرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کافروں کے کسی اکیلے دو کیلے کو مگر کہ اس کا چچھا کرتا تھا اور اس کو اپنی تلوار سے مار ڈالتا تھا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ثواب پایا آج کے دن کسی نے ہم میں سے جیسا کہ ثواب پایا فلاں نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار رہو بے شک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ میں اس کے ساتھ رہتا ہوں تاکہ اس کے حال پر واقف ہوں تو وہ مرد اس کے ساتھ نکلا جب وہ کھڑا ہوتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ دوڑتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی دوڑتا تھا وہ شخص سخت زخمی ہو اس نے مرنے کو جلدی کی اور اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو مار ڈالا

جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ  
نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ تَدْيِيهِ ثُمَّ  
تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ  
الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ  
وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ أَنَا  
أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ  
فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ  
جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ  
فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابُهُ بَيْنَ  
تَدْيِيهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ  
ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ  
فِيَمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ  
الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيَمَا يَبْدُو  
لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اور جو مرد اس کے ساتھ تھا وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے اس نے کہا کہ جس مرد کے حق میں آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی بے شک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو لوگوں نے اس بات کو یعنی آپ کے اس قول کو کہ وہ دوزخی ہے بعید جانا کہ ایسا بہادر مجاہد کس طرح دوزخی ہو گا تو میں نے کہا کہ میں تمہارے لیے اس کے ساتھ رہتا ہوں سو میں اس کا حال دریافت کرنے کو نکلا پھر اس کو بہت شدید زخم لگے تو پس اس نے مرنے کے لیے جلدی کی سو اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین میں رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اس پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آدمی البتہ بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ دوزخیوں سے ہے اور بے شک آدمی البتہ دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے بظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ بہشتیوں سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور وجہ لینے ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ انہوں نے شہادت دی اس کے لیے ساتھ مقدم ہونے میں جہاد کے امر میں پس اگر قتل کیا جاتا تو نہ منع تھا یہ کہ گواہی دیں اس کے لیے شہادت کی اور تحقیق ظاہر ہو اس سے کہ اس نے اللہ کے لیے جہاد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی قوم کے لیے لڑا تھا پس نہیں بولا جاتا ہر مقتول فی الجہاد کے لیے کہ وہ شہید ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس کی مثل ہو اگرچہ باوجود اس کے کہ ظاہر میں اس کو شہیدوں کا حکم دیا جاتا ہے اس لیے اتفاق کیا ہے سلف نے اوپر نام رکھنے مقتولوں بدر اور احد کے شہداء یعنی شہید اور مراد اس کے ساتھ حکم ظاہر ہے جو مبنی ہے گمان غالب پر۔ اور مجاہد سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جنگ تبوک کی طرف نکلے تو فرمایا کہ نہ نکلے ساتھ ہمارے مگر قوی پس نکلا ایک مرد ضعیف اونٹ پر پس اونٹ نے اس کو پکلا تو وہ مر گیا تو لوگوں نے کہا کہ شہید ہے شہید ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال لوگوں میں پکارو کہ نہیں داخل ہو گا بہشت میں گناہگار۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ شہید دوزخ میں داخل نہیں

ہوگا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخیوں سے ہے اور نہیں ظاہر ہوا اس سے مگر اپنے آپ کو مارنا اور وہ اس کے ساتھ گناہگار ہوانہ کہ کافر لیکن احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے باطنی کفر پر اطلاع ہوئی کہ وہ باطن میں کافر تھا یا اس نے خود کو مارنے کو حلال جانا۔ اور تعجب ہے مہلب سے کہ اس نے کہا کہ حدیث باب کی ترجمہ کے مطابق نہیں اور شاید اس نے بخاری کی مراد میں غور نہ کیا اور وہ ظاہر ہے جیسے کہ میں نے اس کی تقریر کی۔ (فتح)

بَابُ التَّحْرِيطِ عَلَى الرَّمِي وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾

تیر اندازی پر رغبت دلانے کا بیان یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ تیار کرو ان کی لڑائی کو جو پیدا کر سکوزور اور گھوڑے پالنے سے کہ ڈراؤ ساتھ اس کے اپنے دشمنوں کو اور اللہ کے دشمنوں کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ آیا ہے قوت کی تفسیر کے بارے میں اس آیت میں کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے اور وہ مسلم میں عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر تھے کہ کافروں کے لیے تیار کرو قوت سے جتنا تم سے ہو سکے اور خبردار رہو کہ البتہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اور ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے اس کے بنانے والے کو جو ثواب کی نیت سے بناتا ہے اس کے پھینکنے والے کو اور اس کے دینے والے کو یعنی جو تیر انداز کے ہاتھ میں دے پس تیر اندازی کرو اور سواری کرو گھوڑوں پر اور تمہاری تیر اندازی کرنی بہت محبوب ہے میری طرف سواری کرنے سے اور اس میں ہے کہ جو چھوڑ دے تیر اندازی بعد اس کے سیکھنے کے بسبب بیزار ہونے کے اس سے تو تیر اندازی ایک نعمت ہے کہ اس نے اس نعمت کا کفران کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں یا فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی اور قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ تفسیر کی قوت کی تیر اندازی کے ساتھ اگرچہ قوت ظاہر ہوتی ہے تیار کرنے کے ساتھ اس کے غیر کے لڑائی کے ہتھیاروں سے اس لیے کہ تیر اندازی سخت تر ہے دشمن کے زخمی کرنے میں اور آسان تر ہے محنت میں۔

۲۶۸۴۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں پر گذرے کہ آپس میں تیر اندازی کرتے تھے یعنی تاکہ دیکھیں کون آگے بڑھ جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرواے اولاد اسماعیل کی یعنی عرب پس تحقیق تمہارا باپ یعنی اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے

۲۶۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا خَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْصُلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ

اور میں فلاں کی اولاد کے ساتھ تیر اندازی کرتا ہوں تو دوسرے فریق نے یعنی جن کے ساتھ حضرت ﷺ تھے جو ان کے مقابل میں تھے انہوں نے اپنے ہاتھ تیر اندازی سے روکے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تم کو کہ تیر اندازی نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح تیر اندازی کریں در حالانکہ آپ ان کے ساتھ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فَلَانَ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ بَأْيَدِيهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ قَالُوا كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوا فَإِنَّا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

فائدہ: اور مراد معیت سے معیت قصد کرنے کی ہے خیر کی طرف اور احتمال ہے کہ ہوں قائم مقام محلل کے۔ اور مہلب نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس پر بادشاہ چڑھے بیچ جماعت تیر اندازوں کے تو لائق ہے اس کو یہ کہ نہ تعرض کرے اس کے لیے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے دوسرے کے فریق میں اس خوف سے کہ ان پر غالب نہ ہوں تو حضرت ﷺ مغلوبوں کے ساتھ ہوں گے پس بند رہے اس سے ادب کی وجہ سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ جس معنی کے لیے وہ بند رہے تھے وہ اس میں بند نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بند ہوئے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ معلوم کی انہوں نے اپنے ساتھیوں کی قوت قلوب سے جب کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ ہوئے اور یہ اعظم وجہوں سے ہے جو خبر دیتے ہیں فتح کے ساتھ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس کے ساتھ آپ ہوں گے وہ غالب ہوگا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جد اعلیٰ کا نام باپ رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں حضرت ﷺ کے خلق کا بیان ہے اور آپ کی معرفت کا لڑائی کے امر میں اور اس میں بلانا ہے آباء اجداد کا جو نیک ہیں ان کی خصلتوں کی طرف اور عمل کرنا ساتھ مانند ان کے کے۔ اور اس میں حسن ادب ہے اصحاب کا حضرت ﷺ کے ساتھ۔ (فتح)

۲۶۸۵۔ ابو اسید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا جب کہ ہم نے قریش کے لڑنے کے لیے صف باندھی اور قریش نے ہمارے لڑنے کے لیے صف باندھی کہ جب وہ تمہارے نزدیک پہنچیں تو لازم پکڑو اپنے اوپر تیر مارنے کو یعنی ان کو تیر مارو۔

۲۶۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْغَسِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ حِينَ صَفَّفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا إِذَا أَكْبَبُوكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالْبَلْبَلِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اپنے تیروں کو باقی رکھو اور نہ کھینچو تلواروں کو یہاں تک کہ تمہارے سر پر پہنچ جائیں۔ پس ظاہر ہوا کہ حدیث کا معنی امر کرنا ساتھ ترک کرنے تیر اندازی کے اور لڑائی کے یہاں تک کہ ہوں اس لیے کہ اگر ان کو دوسرے تیر ماریں گے تو کبھی ان کے پاس نہ پہنچے گا اور اس کی طرف اشارہ کیا ساتھ قول حضرت ﷺ

کے کہ باقی رکھو اپنے تیروں کو اور یہ جو فرمایا کہ نہ کھینچو تلواروں کو یہاں تک کہ تم کو ڈھانکیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قرب سے مراد جو تیر اندازی میں مطلوب ہے قرب نسبی ہے اس طرح سے کہ ان تک تیر پہنچ سکے نہ قرب قریب کہ آپس میں مل جائیں۔ (فتح)

بَابُ اللّٰهُوَ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا. کھیلنا ساتھ برچھیوں اور مانند ان کی کے۔

فائدہ: یعنی اس کی طرح کے لڑائی کے ہتھیاروں سے۔ اور شاید اس نے اپنے قول نحوھا کے ساتھ اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ جو ابودوداد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نہیں کھیل سے مشروع یا مطلوب مگر اب سکھانا مرد کا اپنے گھوڑے کو اور کھیلنا اپنی بیوی سے اور تیر اندازی کرنی اپنے کمان سے۔ (فتح)

۲۶۸۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حبشی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی برچھیوں سے کھیلتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو کنکری کی طرف جھکے اور کنکراٹھا کر ان کو مارے اس گمان سے کہ یہ کھیل باطل ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمران کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسجد میں کھیلتے تھے۔

۲۶۸۶۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا الْجَبَشَةُ يَلْعَبُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصَى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعَهُمْ يَا عُمَرُ. وَزَادَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ.

فائدہ: اس حدیث میں برچھیوں کا ذکر نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوا ہے برچھیوں کا ذکر جیسا کہ نماز کے بیان میں گذر چکا ہے۔ ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو اور نہ معلوم کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں یا گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں اور حیا کیا کہ ان کو منع کریں اور یہ اولیٰ ہے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیلتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پہلے احتمال کو منع نہیں کرتا اور احتمال ہے کہ ہوا نکارا اس کا اس کے انکار کے مشابہ اور پرگانے عورتوں کے اور ان کی دین کے کام میں بہت شدت تھی خلاف اولیٰ پر بھی انکار کرتے تھے اور جدنی الجملہ اولیٰ ہے کھیل مباح سے اور لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس تھے درپے بیان جواز کے یعنی جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَتْرُسُ بِتُرْسٍ. باب ہے بیان میں ڈھال کے۔ اور بیان ہے اس شخص کا جو اپنے ساتھی کی ڈھال سے پردہ کرے یعنی پس نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے۔

فائدہ: ابن نمیر نے کہا کہ وجہ ان ترجموں کی اس شخص کا رد ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ ان آلات کا پکڑنا توکل کے منافی ہے اور حق یہ ہے کہ حذر تقدیر کو دور نہیں کرتا لیکن تنگ کرتا ہے سو سے کی راہوں کو اس چیز کی وجہ سے کہ انسان اس پر پیدا ہوا ہے۔ (فتح)

۲۶۸۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پردہ کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے ایک ڈھال سے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ خوب تیر انداز تھے سو جب وہ تیر پھینکتے تھے تو حضرت ﷺ سر اونچا کر کیا اس کے تیر گرنے کی جگہ کی طرف دیکھتے تھے۔

۲۶۸۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَرَسُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَرَسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمِيِّ فَكَانَ إِذَا رَمَى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی کہتے ہیں کہ تیر انداز محتاج ہوتا ہے کہ اس کو کوئی پردہ کرے اس کے مشغول ہونے کے وجہ سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ تیر اندازی کرنے کی وجہ سے اس لیے کہ اس کو حضرت ﷺ اپنی ڈھال سے پردہ کرتے تھے۔

۲۶۸۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کی خود آپ کے سر پر توڑی گئی اور آپ کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اور علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بار بار پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کا چہرہ مبارک دھوتی تھیں تو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خون کو دیکھا کہ کثرت سے پانی پر زیادہ ہوتا ہے تو قصد کیا طرف چٹائی کے سو اس کو جلایا اور اس کو حضرت ﷺ کے زخم پر لگایا تو خون بند ہوا۔

۲۶۸۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بِيضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَكَانَ عَلِيُّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهُ فَلَمَّا رَأَتْ الدَّمَ يَزِيدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَالصَّقَتْهَا عَلَى جُرْحِهِ لِقَرَأِ الدَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوه احد میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی

لاتے تھے۔ (فتح)

۲۶۸۹۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے مال اس قسم سے تھے کہ عطا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر کہ نہیں دوڑائے تھے مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ تو وہ مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہوئے خرچ کرتے تھے اپنے اہل پر خرچ سال بھر کا پھر باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں پر خرچ کرتے تھے سامان کرنے کے لیے راہ اللہ میں یعنی جہاد میں۔

۲۶۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَّانِ عَنْ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ لَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض خمس میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ پھر باقی کو چوپایوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے سامان جہاد کے لیے اس لیے کہ ڈھال بھی جملہ آلات ہتھیاروں سے ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک ڈھال تھی تو کہا اس نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو یہ وصیت نہ کی ہوتی کہ اپنے ہتھیاروں کو روک رکھ تو البتہ یہ ڈھال میں اپنی بعض اولاد کو دے دیتا۔ (فتح)

۲۶۹۰۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی شخص کے حق میں کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں بعد سعد رضی اللہ عنہ کے میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے کہ تیرا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

۲۶۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ إِبرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ عَنْ عَلِيٍّ. حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفِدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَرِمَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

فائدہ: اور دخول اس حدیث کا اس جگہ غیر ظاہر ہے اس لیے کہ یہ ترجمہ کے کسی رکن کے موافق نہیں اور ایک روایت میں باب کا لفظ بغیر ترجمہ کے ہے اور اس کے لیے مناسبت ہے پہلے باب سے اس لیے کہ تیرا انداز نہیں بے پرواہ ہے کسی چیز سے کہ بچائے ساتھ اس کے اپنی جان کو غیر کے تیر سے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز تقد یہ کا ہے اور اس

کی پوری شرح کتاب الادب میں آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں ڈھال کے۔

بَابُ الدَّرَقِ.

فائدہ: یعنی جواز پکڑنے اس کے کایا اس کی مشروعیت۔ (فتح)

۲۶۹۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے اور میرے پاس چھوٹی چھوٹی دوڑکیاں تھیں جو لڑائی بعثت کی بہادری کے گیت گاتی تھیں تو حضرت ﷺ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیرا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھ کو جھڑکا اور کہا کہ پیغمبر کے نزدیک شیطانی باجے کا کیا کام تو حضرت ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ غافل ہوئے میں نے ان کو اشارہ کیا تو وہ نکل گئیں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ عید کا دن تھا حبشی ڈھالوں اور برھیوں سے کھیلتے تھے سو یا تو میں نے حضرت ﷺ سے التماس کی یا حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ کیا تو دیکھنا چاہتی ہے میں نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا میرا رخسار آپ کے رخسار مبارک پر تھا اور فرماتی تھی کہ لو اے ارفدہ (جس کے جد کا نام) کی اولاد اپنی ڈھال اور برھیوں کو یہاں تک کہ جب میں اداس ہوئی تو فرمایا کہ کیا بس میں نے کہا ہاں فرمایا پس جا۔

۲۶۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ قَالَ عَمْرُو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تَغْتَابَانِ بِغَنَاءٍ بَعَثَتْ فَاضْطَجَعَ عَلَيَّ الْفِرَاشِ وَحَوْلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْبَعُ السُّودَانُ بِالذَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَمَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا قَالَ تَشْهَيْنِ تَنْظِرِينَ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَأَيْتُهُ خَدَّيْ عَلَى خَدِّهِ وَيَقُولُ دُونَكُمْ بَنِي أَرْفَدَةَ حَتَّى إِذَا مَلَلْتُ قَالَ حَسْبُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈھال کر رکھنا جائز ہے۔

باب ہے بیان میں حمائل کے یعنی وہ چیز کہ ہار ڈالی جاتی

بَابُ الْحَمَائِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ.

ہے ساتھ اس کے تلوار اور لڑکھانا تلوار کا گردن میں۔

۲۶۹۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ بہترین سب لوگوں میں اور دل اور ترسب لوگوں میں اور ایک رات

۲۶۹۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَنِّسٍ رَضِيَ





سے بے پرواہ تھے ان کی شدت کی وجہ سے اپنے نفسوں میں اور ان کی قوت کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں۔ (فتح)  
 بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ

عِنْدَ الْقَائِلَةِ.

۲۶۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
 عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي  
 سِنَانَ الدُّوَلِيِّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
 أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 أَخْبَرَا أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَذَرَ كَتَمَهُمُ  
 الْقَائِلَةَ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِصَاهِ فَنَزَلَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ  
 يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمْرَةٍ وَعَلَّقَ بِهَا  
 سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُونَا وَإِذَا عِنْدَهُ  
 أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي  
 وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقِظْتُ وَهُوَ فِي يَدِي صَلَاتًا  
 فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللَّهُ ثَلَاثًا وَلَمْ  
 يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ.

۲۶۹۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد (ایک ملک کا نام ہے یمن اور عراق  
 کے درمیان) کی طرف جہاد کیا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں  
 سے پلٹے تو جابر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پلٹے تو ان کو ایک بہت  
 خاردار درختوں والے نالے میں دوپہر آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 اترے اور لوگ سایہ پکڑنے کے لیے درختوں میں جدا جدا  
 ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کیکر کے درخت کے تلے اترے  
 اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی اور ہم تھوڑا سا سوئے تو  
 اچانک ہم نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بلاتے ہیں اور  
 اچانک آپ کے پاس ایک دیہاتی ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ اس آدمی نے میری تلوار مجھ پر کھینچی اور میں سویا تھا تو  
 میں جاگ اٹھا اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی تو اس نے  
 کہا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تجھ کو مجھ سے  
 کون بچائے گا میں نے تین بار کہا اللہ بچائے گا تجھ کو مجھ سے  
 مارے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
 سے بدلہ نہ لیا اور وہ آپ کے پاس بیٹھا اور ایک روایت میں  
 اتنا زیادہ ہے کہ پس تلوار کو میان میں ڈالا پس وہ یہ بیٹھا ہے  
 پس اس کو عقاب نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس سے غرض یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے  
 تلے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی۔ (فتح)

باب ہے خود کے پہننے کے بیان میں۔

بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ.

فائدہ: اور خود وہ ہے جو پہنی جاتی ہے سر پر آلات ہتھیاروں سے۔ (فتح)

۲۶۹۵۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ پوچھے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم سے جو احد کے دن آپ کو لگا تھا تو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ کا دانت شہید کیا گیا اور آپ کے سر پر خود توڑی گئی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھوتی تھیں اور علی رضی اللہ عنہ اس کو بند کرتے تھے سو جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی لی تو اس کو جلادیا یہاں تک کہ راکھ ہو گئی پھر اس کو چھٹایا تو خون بند ہوا۔

۲۶۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرْحٌ وَجَهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَسِرَتْ رِبَاعِيْنَهُ وَهَشِمَتْ الْبَيْضَةُ عَلِي رَأْسِهِ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا لَمْ الزَّقْفَةَ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود کا سر پر پہننا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ كَسْرَ السِّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ  
جو نہیں دیکھتا یعنی اعتقاد نہیں کرتا توڑنا ہتھیاروں کا وقت مرنے کے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ جب ان میں کوئی رئیس مارجاتا تو ہتھیار توڑ ڈالتے تھے اور چوپایوں کی کوچیں کاٹ ڈالتے تھے اور اکثر اوقات وصیت کر جاتا تھا اس کے لیے اور ابن مزیر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے عمل جاہلیت کے بند ہونے کی طرف کہ اس کو غیر اللہ کے لیے کرتے تھے اور باطل ہونے اس کے اثر کے اور چھپانے اس کے ذکر کے برخلاف سنت مسلمانوں کے بیچ تمام ان کاموں کے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس شخص کی کہ جس سے منقول ہے کہ اس نے اپنا نیزہ توڑا اصطدام یعنی جنگ کے وقت تاکہ قیمت نہ کرے اس کو دشمن اگر وہ مارا جائے اور اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور اپنی تلوار سے لڑا جہاں تک کہ مارا گیا جیسا کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے جنگ موتہ میں اسی طرح کیا۔ پس اشارہ کیا بخاری نے اس کی طرف کہ یہ فعل جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا اپنے اجتہاد سے ہے اور اصل یہ ہے کہ مال کا تلف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ ایک چیز محقق کرتا ہے امر غیر محقق میں۔ (فتح)

۲۶۸۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ

۲۶۸۶۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا مگر ہتھیار اور سفید فخر اور زمین کہ

اس کو اللہ کی راہ میں وقف کیا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَهُ بَيْضَاءَ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

فائدہ: اور کرمانی نے گمان کیا ہے کہ مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ پر قرض تھا اور نہ بیچی اس نے کوئی چیز اپنے ہتھیاروں سے اگرچہ آپ کی زرہ گروی تھی بنا بر اس کے پس مراد ساتھ توڑنے ہتھیاروں کے بیچنا ان کا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے دور ہونا اس توجیہ کا۔ (فتح)

باب ہے بیان میں جدا جدا ہونا لوگوں کا امام سے وقت دوپہر کے اور سایہ پکڑنا ساتھ درختوں کے۔

بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْإِسْطِلَالِ بِالشَّجَرِ.

۲۶۹۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے ساتھ حضرت ﷺ کے جنگ کیا تو ان کو ایک نالی بہت خاردار درختوں والی میں دوپہر آئی تو لوگ درختوں میں جدا جدا ہوئے اس حال میں کہ درختوں سے سایہ پکڑتے ہیں اور حضرت ﷺ ایک درخت کے تلے اترے اور اس سے اپنی تلوار لٹکائی پھر سو گئے پھر جاگے اور حالانکہ ایک بندہ آپ کے پاس تھا اور آپ اس سے بے خبر تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے مجھ پر میری تلوار کھینچی تو اس نے کہا کہ تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا میں نے کہا اللہ پھر تلوار کو میان میں کیا پس ہاں یہ وہ شخص بیٹھا ہوا ہے پھر آپ نے اس سے بدلہ نہیں لیا۔

۲۶۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ. ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانِ الدَّوْلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكَتَهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرٍ الْعِصَاهُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِصَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ قُلْتُ اللَّهُ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

فائدہ: اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ قرطبی نے کہا کہ یہ دلالت کرتی ہے

اس پر کہ اس وقت میں کوئی آدمی حضرت ﷺ کی نگہبانی نہ کرتا تھا بخلاف اس کے کہ اول امر میں تھے کہ اس وقت آپ کی نگہبانی کی جاتی تھی پھر آیت اتری کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا لیکن ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ایک قصے میں اتری اور اس کے نازل ہونے کا سبب یہی قصہ ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کہا جائے گا کہ حضرت ﷺ چونکہ کیداری کروانے میں مختار تھے پس کبھی اس کو چھوڑتے تھے اپنے یقین کے قوی ہونے کی وجہ سے۔ پس جب یہ قصہ واقع ہوا اور یہ آیت اتری تو آپ نے چونکہ کیداری موقوف کروائی۔ (فتح)

باب مَا قِيلَ فِي الرِّمَاحِ . باب ہے بیان میں اس چیز کے جو نیزوں میں کہی گئی

ہے۔

فائدہ: یعنی بیچ رکھنے ان کے کے اور ان کے استعمال کرنے کے یعنی اس کی فضیلت سے۔ (فتح)

وَيَذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَجُعِلَ الدَّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي . یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ میرا رزق میرے نیزے کے سائے کے نیچے ٹھہرایا گیا یعنی مال غنیمت کا اور میرا مخالف ذلیل اور خوار کیا گیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اشارہ ہے نیزے کی فضیلت کی طرف اور اس امت کے لیے غنیمتوں کے حلال ہونے کی طرف اور اس چیز کی طرف کہ حضرت ﷺ کا رزق اس میں ٹھہرایا گیا ہے نہ اس کے سوا اور کسیوں میں۔ اس لیے بعض علما نے کہا کہ یہ سب کسیوں سے افضل ہے اور خواری سے مراد جزیہ لینا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ میرے تیر کے سائے کے تلے تو اس میں اشارہ ہے کہ اس کا سایہ دراز کیا گیا ہے ابد الابد تک یعنی ہمیشہ رہے گا اور نیزوں کے ذکر پر اقتصار کرنے کی وجہ دوسرے ہتھیاروں سے مانند تلوار کی یہ ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ گردانے جھنڈوں کے نیزوں کی طرف پس جب کہ نیزے کا سایہ اسٹیخ ہے تو ہوگی نسبت روزی کی طرف اس کے لائق تر ہے اور تحقیق تعرض کیا ہے دوسری حدیث میں تلوار کے سائے سے جیسا کہ آگے آئے گا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے۔ پس منسوب کیا گیا رزق نیزے کے سائے کے تلے کی طرف اس وجہ سے کہ میں نے ذکر کی ہے کہ مقصود نیزے سے جھنڈا ہے اور نسبت کی گئی ہے بہشت کی تلواروں کے سایے کی طرف اس لیے کہ شہادت واقع ہوتی ہے اس کے ساتھ اکثر اوقات۔ اور نیز اس لیے کہ تلوار کا سایہ اکثر ظاہر ہوتا ہے ساتھ کثرت حرکت تلوار کے لڑنے والے کے ہاتھ میں اور نیز اس لیے کہ سایہ تلوار کا نہیں ظاہر ہوتا مگر اس کے مارنے کے بعد اس لیے کہ اس سے پہلے مغمود اور معلق ہوتی ہے۔ (فتح)

۲۶۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا ۲۶۹۸۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے

ساتھ تھا یہاں تک کہ جب وہ مکے کی بعض راہ میں تھے تو اپنے یاروں کے ساتھ جدا ہوا کہ احرام باندھے تھے اور وہ احرام سے نہ تھا تو اس نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تو اس نے اپنے یاروں سے اپنا کوزا مانگا تو انہوں نے نہ دیا پھر اس نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو بھی انہوں نے نہ مانا تو اس نے اس کو خود اتر کر لیا پھر جنگلی گدھے کو ڈانٹا اور مار ڈالا تو اس کے بعض ساتھیوں نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے نہ کھایا پھر جب انہوں نے حضرت ﷺ کو پایا تو آپ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو ایک کھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا کیا تمہارے ساتھ اس کا گوشت ہے۔

مَالِكُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْضُ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرَمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحَشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرْسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَنَالُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْجِمَارِ لَفَقَتَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضٌ فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطَعَمَكُمُوهَا اللَّهُ. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْجِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا یہ قول ہے کہ اس نے ان سے

اپنا نیزہ مانگا تو انہوں نے نہ دیا۔ (فتح)

بیان اس چیز کا کہ کبھی گئی ہے بیچ زرہ حضرت ﷺ کی کے اور حکم پوشاک کا لڑائی میں۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيصِ فِي الْحَرْبِ.

فائدہ: یعنی آپ کی زرہ کس چیز سے تھی اور پوشاک کے پہننے کا کیا حکم ہے۔ (فتح)

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لیکن خالد پس اس کا تو یوں حال ہے کہ اس نے اپنی زرہوں کو اللہ کی راہ میں بند کر رکھا ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا خَالِدٌ فَقَدْ أَحْتَسَسَ أَدْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

**فائدہ:** یہ حدیث پوری مع شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے اس حدیث کے ذکر کرنے کے ساتھ اس طرف کہ بے شک جیسے کہ حضرت ﷺ نے زرہ پہنی ہے اس چیز میں کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ویسے ہی ذکر کیا زرہ کو اور منسوب کیا اس کو بعض بہادر اصحاب کی طرف پس دلالت کی اس نے اس کے مشروع ہونے پر اور یہ کہ اس کا پہننا توکل کے منافی نہیں۔ (فتح)

۲۶۹۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک قبے میں یعنی خیبر میں تھے کہ الہی میں تجھ سے تیرا قول قرار چاہتا ہوں یعنی تیرے عہد اور بیان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اسلام کی مدد کرنے میں کیا ہے الہی اگر تو مسلمانوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو اتنی دعا کافی ہے کہ آپ نے پر لے سرے کی اپنے رب سے التجا کی اور حالانکہ حضرت ﷺ زرہ میں تھے تو حضرت ﷺ قبے سے باہر آئے اور آپ کہتے تھے کہ شکست کھائے گی جماعت کافروں کی اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت بڑی اور بڑی کڑوی ہے۔

۲۶۹۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ اللَّهِ إِنْ شِئْتُ لَمْ تَعْبُدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَيَّ رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدَّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ «سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُؤْتُونَ الذُّبْرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى وَأَمْرٌ». وَقَالَ وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ.

**فائدہ:** اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اپنی زرہ میں تھے۔ (فتح)

۲۷۰۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی بدلے میں صاع جو کے۔

۲۷۰۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ وَقَالَ يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ وَقَالَ مُعَلَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ وَقَالَ رَهْنَهُ دِرْعًا

مِنْ حَدِيدٍ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ آپ کی زرہ گردی تھی اور اس کی شرح کتاب الرهن میں گذر چکی ہے۔

۲۷۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہادت ایسے ہے جیسے دو مردوں کی کہادت ہے جن پر دو کرتے یاد دوزر ہیں ہوں لوہے کی باندھے ہوئے ہیں ہاتھ ان کے گردن تک جب کہ ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے والا خیرات کا تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی نقش قدم پر گھسٹی جاتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو ہر ایک حلقہ زرہ کا دو سے حلقے سے مل جاتا ہے اور زرہ اس پر سمٹ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ گردن تک کھینچ جاتے ہیں اور وہ کوشش کرتا ہے کہ زرہ کشادہ سو وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

۲۷۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّانٌ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ اضْطَرَّتْ أُيُدُهُمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَعْفَى أَثَرَهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلَى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوسِعَهَا فَلَا تَسِعُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر دو کرتوں کا ہے پس تحقیق وہ مروی ہے باء کے ساتھ اور یہ مناسب ہے قیص کے ذکر کے لیے ترجمہ میں اور نون کے ساتھ مروی ہے اور وہ مناسب ہے زرہ کے لیے اور محل استشہاد ترجمہ کا یہ ہے اگرچہ مثل بہ مثل ہیں نہیں شرط کیا جاتا جو اس کا چہ جائیکہ مشروع ہو اس جہت سے ہے کہ اس نے تمثیل بیان کی ہے ساتھ زرہ نجی کی کے پس تشبیہ نجی محمود کی ساتھ زرہ کے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ زرہ محمود ہے اور موضوع شاہد کی اس سے زرہ نجی کی ہے نہ زرہ بخیل کی۔ اور گویا کہ اس نے قائم کیا نجی کو مقام شجاع کے دونوں کے لازم ہونے کی وجہ سے آپس میں اکثر اوقات اور اس طرح ان کی ضد۔ (فتح) اور خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ نجی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے ہاتھ دل کے ارادے کی اطاعت کرے ہیں اور بخیل کی خیرات کرتے ہوئے جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی ہے اس کا دل تنگی کرتا ہے اور دینے کو ہاتھ باہر نہیں نکلتے گویا کہ اس نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

باب ہے بیان میں کرتے پہننے کے سفر میں اور لڑائی میں۔

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ.

۲۷۰۲۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۲۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا



قضائے حاجت کو گئے پھر آئے اور میں آپ کو آگے سے پانی لے کر ملا آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنی آستینوں سے نکالنے لگے سو دونوں آستینیں تنگ تھیں تو دونوں ہاتھ اس کے نیچے سے نکالے پھر ان کو دھویا اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونوں موزوں پر۔

عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّخْيِ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُعِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَقِيْتَهُ بِمَاءٍ فَوَضَّأَ وَعَلِيَهُ جَبَّةٌ شَامِيَةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَشَقَّ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَيْهِ فَكَانَا صَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خَفِيهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)  
بَابُ الْحَرِيرِ فِي الْحَرْبِ.  
لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا۔

۲۷۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشمی کرتا پہننے کی اجازت دی کھجلی کی وجہ سے کہ دونوں کو تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے جوؤں کی شکایت کی اور ممکن ہے تطبیق اس طرح سے کہ کھجلی حاصل ہوئی تھی بسبب جوؤں کے پس نسبت کی گئی علت ایک بار طرف سبب کے اور ایک بار طرف سبب کے سبب کے اور لیکن قید کرنا اس کا لڑائی کے ساتھ پس شاید کہ لیا ہے بخاری نے اس کو اس کے قول سے ہمام کی روایت میں کہ میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا اور ابو داؤد کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ اس کو سفر میں کھجلی تھی اور تحقیق اس نے اس کے لیے باب باندھا۔ ہے لباس میں۔ باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے مردوں کے لیے ریشم کے لیے کھجلی کی وجہ سے۔ اور نہیں قید کیا اس کو ساتھ لڑائی کے۔ سو بعض نے گمان کیا ہے کہ جرب ترجمہ میں جیم اور راء کے فتح کے ساتھ ہے اور نہیں ہے ہسا کہ اس نے گمان کیا اس لیے کہ نہ باقی رہے گی اس کے لیے باب الجہاد میں کوئی مناسبت اور لازم آئے گا اس سے دوبارہ لانا باب کا لباس میں اس لیے کہ حکم اور جرب ہم معنی ہیں اور کیا ہے طبری نے اس کے جواز کو جہاد کے لیے استنباط کرتے ہوئے اس کے جائز ہونے کے کھجلی کے لیے پس کہا اس نے کہ دلالت کی کھجلی کی وجہ سے پہننے کی رخصت نے اس پر کہ بے شک جو قصد کرے اس کے پہننے کا اس چیز میں وہ اعظم ہے کھجلی کے دکھ سے مانند دفع کرنے ہتھیاروں دشمن کے اور مانند اس کے کہ وہ جائز ہے پس پیروی کی ہے ترمذی

نے بخاری کی اور ترجمہ باندھا ہے اس کے لیے بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ فِي الْحُزْبِ پھر مشہور قائلین جواز سے ہے کہ یہ سفر کے ساتھ خاص نہیں اور بعض شافعیہ سے روایت ہے کہ وہ سفر کے ساتھ خاص ہے اور قرطبی نے کہا کہ حدیث حجت ہے منع کرنے والے پر مگر یہ کہ دعویٰ کرے کہ یہ جواز زیر اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے اور یہ دعویٰ صحیح نہیں میں کہتا ہوں کہ میل کی ہے اس کی طرف عمر رضی اللہ عنہ نے پس ابن عساکر نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ پر ریشمی کرتا دیکھا تو کہا یہ کیا ہے تو ذکر کیا اس کے لیے خالد رضی اللہ عنہ نے زیر اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کا قصہ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو بھی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرح ہے پھر حاضرین کو فرمایا تو انہوں نے اس کو پھاڑ ڈالا اور تحقیق اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے پہننے میں پس منع کیا ہے مالک اور ابو حنیفہ نے مطلقاً اور شافعی اور ابو یوسف نے کہا کہ ضرورت کے لیے جائز ہے اور ابن ماثون سے روایت ہے کہ مستحب ہے پہننا اس کا لڑائی میں اور مہلب نے کہا کہ پہننا اس کا لڑائی میں دشمن کو ڈرانے کے لیے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہ رخصت ہے اکڑ کر چلنے کی لڑائی میں اور نووی نے کہا کہ حکمت ریشم کے پہننے میں کھلی کے لیے یہ ہے کہ اس میں سردی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس کے ساتھ کہ ریشم تو گرم ہے اور ٹھیک بات تو یہ ہے کہ حکمت تو اس میں واسطے خاص کے لیے ہے جو اس میں ہے دفع کرنے کے لیے اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے اس سے کھلی مانند جوؤں کے۔ (فتح)

۲۷۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ عَوْفٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِي الْقَمَلَ فَأَرَّخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ.

۲۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ عَوْفٍ فِي حَرِيرٍ.

۲۷۰۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن اور زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت ﷺ کی طرف شکایت کی یعنی جوؤں کی تو حضرت ﷺ نے ان کے لیے ریشم پہننے کی اجازت دی تو میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا۔

۲۷۰۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔

۲۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعَتْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ بْنِ عَوْفٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزِي الْقَمَلَ فَأَرَّخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ.

کوئی۔

رَخَّصَ أَوْ رُخِّصَ لَهَمَا لِحِكَّةٍ بِهِمَا.  
بَابُ مَا يُدْكَرُ فِي السِّكِّينِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے چھری  
میں۔

۲۷۰۶۔ عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بکری  
کے موٹھے سے گوشت کھاتے تھے یعنی اس سے کاٹتے تھے  
پھر نماز کی طرف بلائے گئے تو آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہ  
کیا بلکہ پہلے وضو پر کفایت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ  
چھری کو ڈال دیا۔

۲۷۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ  
شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ  
الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ كَيْفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا  
ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.  
حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ  
الرُّهْرِيِّ وَزَادَ فَالْقَى السِّكِّينَ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ (وہاں شرح مفصل کی گئی ہے)۔

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ  
لڑائی روم کی۔

فائدہ: یعنی فضیلت سے اور اختلاف کیا گیا ہے روم میں اکثر اس پر ہیں کہ وہ عیص بن اسحاق بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں  
اور نام جدان کے کا بعض کہتے ہیں کہ رومانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابن لیطابن یونان بن یافث بن نوح ہے۔ (فتح)

۲۷۰۷۔ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ  
سے سنا فرماتے ہیں کہ اول لشکر میری امت سے جو سمندر میں  
جہاز پر چڑھ کر کافروں سے جہاد کرے گا ان کے لیے بہشت  
واجب ہوئی ہے ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول  
اللہ! دعا کیجئے اللہ مجھ کو ان میں شریک کرے فرمایا تو بھی ان  
میں ہوگی پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت کا  
جو روم والے بادشاہ قسطنطینہ سے لڑے گا بخش دیے گئے ہیں  
میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں بھی ان میں ہوں فرمایا نہیں  
یعنی تو ان میں داخل نہیں۔

۲۷۰۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ  
الِدِمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ قَالَ  
حَدَّثَنِي نُوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ  
أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ  
أَتَى عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي  
سَاحَةِ حِمَصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمَّ  
حَرَامٍ قَالَ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَنَا أُمَّ حَرَامٍ أَنَّهَا  
سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
أَوَّلَ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ

أَوْجِبُوا قَالَتْ أَمْ حَرَامٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 أَنَا فِيهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي  
 يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ فَقُلْتُ أَنَا  
 فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا.

**فائدہ:** مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں فضیلت ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ پہلے پہل اس نے دریا میں سوار ہو کر جہاد کیا اور فضیلت ہے اس کے بیٹے یزید کے لیے (قول مہلب کا یزید کے حق میں مردود ہے ساتھ دلائل قطعیہ کے مختار ثقفی نے اس سے بڑھ کر کام کئے تھے آخر مردود ہو کر مر گیا) اس سے کہ پہلے پہل اس نے قسطنطیہ پر جہاد کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے اور ابن نمیر نے جس کا حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کے داخل ہونے سے اس عموم میں یہ کہ نہ نکالا جائے ساتھ دلیل خاص کے اس لیے کہ نہیں اختلاف ہے اہل علم کو کہ قول حضرت ﷺ کا مغفور لہم مشروط ہے ساتھ اس کے کہ ہوں اہل مغفرت سے یعنی مغفرت کے لائق ہوں یہاں تک کہ اگر ان غازیوں میں سے اس کے بعد کوئی مرتد ہو جائے تو اس عموم میں بالاتفاق داخل نہ ہوگا پس دلالت کی اس نے کہ مراد مغفور لہم کے وہ شخص ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے اور لیکن قول ابن تین کا کہ احتمال ہے کہ یزید اس لشکر کے ساتھ حاضر نہ ہوا ہو تو یہ مردود ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے کہ وہ لڑنے کے ساتھ مباشرت نہ ہوگا تو ممکن ہے پس تھا وہ سردار اس لشکر کا بالاتفاق اور جائز رکھا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ شہر قیصر کے وہ شہر ہے جس میں وہ تھا جس دن حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی اور وہ حمص ہے اس وقت اس کی دار السلطنت وہی شہر تھا اور یہ دفع ہوتا ہے اس کے ساتھ کہ حدیث میں ہے کہ جو سمندر میں جہاد کریں گے وہ اس سے پہلے ہے اور یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا ان میں تھی اور حمص فتح کیا تھا اس جہاد سے پہلے جس میں ام حرام رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ جنگ یزید کی ہجرت کے باون سال میں تھی اور اس حدیث میں ترغیب ہے شام میں بسنے کی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں پیشین گوئی حضرت ﷺ کی ساتھ لڑنے کے یہود سے۔

بَابُ قِتَالِ الْيَهُودِ.

۲۷۰۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑو گے تم اے مسلمانوں یہود سے یہاں تک کہ پتھر کے چھپے یہودی چھپے گا تو پتھر کہے گا اے مسلمان یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

۲۷۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَوِيُّ  
 حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقَاتِلُونَ الْيَهُودَ

حَتَّى يَخْتَبِيَ أَحَدُهُمْ وَرَأَى الْحَجَرَ  
فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ  
فَأَقْتُلَهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مخاطب کرنا ایک شخص کو اور مراد اس کا غیر ہو جو اس کے قول کے ساتھ قائل ہو اور اس کے اعتقاد کا معتقد ہو اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ جس وقت کی طرف حضرت ﷺ نے اشارہ کیا تھا وہ ابھی نہیں آیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ تم لڑو گے مسلمانوں کو خطاب کرنا ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خطاب شفا ہی عام ہوتا ہے مخاطبین کو اور جو ان کے بعد ہیں اور لیکن اتفاق ہے حکم کی جہت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف بیچ غائب لوگوں کے کہ کیا غائبوں کو بھی نفس خطاب سے حکم واقع ہوا ہے یا بطریق الحاق کے اور حدیث تائید کرتی ہے اس شخص کی جس کا پہلا مذہب ہے اور اس میں اشارہ ہے دین اسلام کے باقی رہنے کی طرف یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال سے لڑیں گے اور جڑا کھاڑ ڈالیں گے یہود کی جو دجال کے تابع دار ہیں اور اس کا پورا بیان علامات النبوة میں آئے گا۔ (فتح)

۲۷۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ہوگی قائم قیامت یہاں تک کہ اے مسلمانوں تم یہودیوں کو قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمانوں یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

۲۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ  
أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا الْيَهُودَ حَتَّى  
يَقُولَ الْحَجَرُ وَرَأَى الْيَهُودِيَّ يَا مُسْلِمُ  
هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتُ فَأَقْتُلَهُ.

باب ہے بیان میں لڑائی ترک کے کہ آخر زمانہ میں واقع ہوگی۔

بَابُ قِتَالِ التُّرُكِ.

فائدہ: اور ترک کی اصل میں اختلاف ہے پس خطاب نے کہا کہ وہ قسطنطین کی اولاد ہیں جو ابیریم علیہ السلام کی لونڈی تھیں اور ابو عمر نے کہا کہ یا نف کی اولاد سے ہیں اور وہ کئی قسم ہیں اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ یا جوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں کہ جب ذوالقرنین نے دیوار بنائی تو اس وقت بعض لوگ یا جوج ماجوج سے غائب تھے تو وہ دیوار سے باہر اپنی قوم کے ساتھ داخل نہ ہوئے پس نام رکھا گیا ان کا ترک اور بعض کہتے ہیں کہ وہ تبع کی اولاد ہیں۔ (فتح)

۲۷۱۰۔ عمرو بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں اور قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جن کے منہ چوڑے ہیں گویا کہ منہ ان کے جیسے ڈھالیں ہیں تمہ بہ تمہ جی ہوئی یعنی ان پر چڑا جما ہوا یعنی ان کے منہ گول اور موٹے موٹے ہیں۔

۲۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ ثَعْلَبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَتَّعِلُونَ نَعَالَ الشَّعْرِ وَإِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ.

فائدہ: یہ حدیث اور جو اس کے بعد ہے ظاہر ہے اس میں کہ جو لوگ بالوں کی جوتیاں پہنتی ہیں وہ ترک کے غیر ہیں۔ (تح)

۲۷۱۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو تم ترک سے چھوٹی آنکھوں والے سرخ منہ والے چھپے ناکوں والے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں نہ بہ تمہ جی ہوئی اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں۔

۲۷۱۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرِكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأَنْوْفِ كَأَنَّ وُجُوهُهُمْ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نَعَالَهُمُ الشَّعْرُ. بَابُ قِتَالِ الَّذِينَ يَتَّعِلُونَ الشَّعْرَ.

باب ہے بیان میں ان لوگوں کی لڑائی ہے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں۔

۲۷۱۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم اس قوم سے لڑو گے کہ ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں نہ بہ تمہ جی ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی آنکھوں

۲۷۱۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نَعَالَهُمُ

والے چپے ناکوں والے۔

الشَّعْرُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقَاتِلُوا قَوْمًا  
كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرَقَةُ. قَالَ  
سُفْيَانُ وَزَادَ فِيهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ  
الْأَنْوْفِ كَانَ وَجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمَطْرَقَةُ.  
بَابٌ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيمَةِ  
وَنَزَلَ عَنْ ذَاتِ بَيْتِهِ وَاسْتَنْصَرَ.

جو صف باندھے اپنے یاروں کی وقت شکست کے۔ یعنی  
صف باندھے ان کی جو اس کے ساتھ ثابت رہے بعد  
بھاگنے اس شخص کے کہ بھاگا اور اپنے چوپائے سے  
اترے اور فتح چاہے اللہ سے۔

۲۷۱۳۔ ابو اسحق سے روایت ہے کہ میں نے براءؓ سے  
سنا اور حالانکہ ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ اے ابو عمارہ کیا تم  
جنگ حنین کے دن بھاگے تھے اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی  
حضرت ﷺ نے تو پیٹھ نہیں پھیر لیکن آپ کے اصحاب سے  
نوجوان اور ہلکے لوگ نکلے اس حال میں کہ ننگے تھے ان کے  
پاس ہتھیار نہ تھے سو تیر انداز قوم کے سامنے آئے جو ہوازن  
اور بنی نصر کی جماعت تھے نہ قریب تھا کہ ان کا تیر زمین پر  
گرے یعنی خالی جائے تو ہوازن نے ان کو تیر مارے نہ قریب  
تھا کہ چوکے یعنی ان کا تیر نشانے سے چوکتا نہ تھا تو وہ اصحاب  
پھرے اس جگہ سے طرف حضرت ﷺ کی اور حضرت ﷺ  
اپنے فخر سفید پر سوار تھے اور آپ کے چچا کا بیٹا ابو سفیانؓ  
فخر کی باگ کھینچتا تھا تو حضرت ﷺ اترے اور اللہ سے مدد  
چاہی پھر فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں  
عبدالمطلب کا بیٹا ہوں پھر اپنے اصحاب کی صف باندھی۔

۲۷۱۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّائِيُّ  
حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ  
سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ  
يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حَنْيْنٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا  
وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَلَكِنَّهُ خَرَجَ شَبَّانَ أَصْحَابِهِ وَأَخِفَاءَهُمْ  
حُسْرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ فَاتُوا قَوْمًا رَمَاةَ جَمْعٍ  
هُوَ أَرِزَنْ وَبَنِي نَصْرٍ مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ  
سَهْمٌ فَرَشَقُوهُمْ رَشَقًا مَا يَكَادُونَ  
يُخِطُّونَ فَاقْبَلُوا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَعْلَيْهِ الْبِيضَاءِ  
وَأَبْنِ عَمِّهِ أَبُو سُفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ  
الْمُطَّلِبِ يَقُودُ بِهِ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ  
أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ  
صَفَّ أَصْحَابَهُ.

فائدہ: اور یہ بعد اس کے تھے کہ آپ اترے اور مدد چاہی یعنی اللہ سے بعد اس کے کہ کافروں کو مٹی کی مٹی ماری

اور اس کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ (فتح)

دعا کرنی مشرکوں پر ساتھ شکست اور زلزلے کی۔

بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالْهَرَبَةِ  
وَالزَّلْزَلَةِ.

۲۷۱۴۔ علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہم کو نماز وسطی یعنی بیچ کی نماز سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

۲۷۱۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا  
عِيسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَيْبَةَ عَنْ  
عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ  
الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مَلَأَ اللَّهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا سَفَلُونَا  
عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کے آخر میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کی صف باندھی۔ اس حدیث میں بد دعا ہے اور ان کے ساتھ اس کے کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے اور اس میں ان پر شکست کی دعائیں لیکن یہ ہزیمت پکڑی جاتی ہے زلزلے کے لفظ سے اس لیے کہ ان کے گھروں کے جلانے میں نہایت تزلزل ہے ان کی جانوں کے لیے۔ (فتح)

۲۷۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قنوت میں دعا کیا کرتے تھے کہ الہی نجات دے سلمہ بن ہشام کو الہی نجات دے ولید بن ولید کو الہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الہی نجات دے کے کے دے ہوئے مسلمانوں کو الہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

۲۷۱۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ  
ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو فِي الْقُنُوتِ اللَّهُمَّ أَنْجِ  
سَلْمَةَ بِنَ هِشَامٍ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ  
الْوَلِيدِ اللَّهُمَّ أَنْجِ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ  
اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ  
اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللَّهُمَّ  
بِسَيْنِ كَسِينِ يُّوسُفَ.

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں بطور عموم کے ہے اس لیے کہ سخت عذاب میں ترجمہ باب بھی داخل ہے پس مراد یہ ہے کہ سخت ڈال ان

پر سختی اور عقوبت اور ان کو سختی اور اس کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)



۲۷۱۶- عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت ﷺ نے کافروں پر بددعا کی سو فرمایا کہ اے الہی! اتارنے والے قرآن کے جلد حساب لینے والے الہی شکست دے کفار کے گردہوں کو الہی شکست دے ان کو اور ان کو ڈگمگادے۔

۲۷۱۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْ لَهُمُ.

فائدہ: جنگ احزاب کے دن کفار نے مدینے کو گھیر لیا تھا حضرت ﷺ کی دعا سے نہایت سرد ہوا چلی کفار گھبرا کر بھاگ گئے اور یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اور مراد دعا ہے ان پر جب کہ بھاگیں یہ کہ ان کو قرار نہ دے اور داود نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ان کی عقل ماری جائے اور ان کے پاؤں کا پھینے لگیں لڑائی کے وقت پس نہ ثابت رہیں۔ (فتح)

۲۷۱۷- عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خانے کعبے کے سایے میں نماز پڑھتے تھے سو ابو جہل اور قریشیوں نے کہا اور حالانکہ مکے کے ایک کنارے میں اونٹ ذبح ہوا تھا تو انہوں نے کچھ آدمی بھیجے وہ ان کی اوجھری لائے اور رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی تو فاطمہؓ آئیں اور اس کو حضرت ﷺ کی پیٹھ سے اتارا اور حضرت ﷺ نے ان کو بددعا کی کہ الہی پکڑ لے قریش کو یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا (یعنی اولاً مجمل قریش کو ذکر کیا پھر بڑے بڑے موزیوں کا مفصل نام لیا) فرمایا کہ الہی پکڑ لے ابو جہل بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ اور ابی بن خلف کو اور عتبہ بن ابی معیط کو عبداللہؓ نے کہا کہ میں نے ان کو جنگ بدر میں دیکھا کہ مارے گئے اور وہ بدر کے کنوئیں میں ڈالے گئے ابواسحق سے روایت کی ہے کہ ساتواں امیہ بن خلف ہے اور شیبہ نے کہا کہ امیہ یا ابی ہے۔ اور صحیح امیہ ہے۔

۲۷۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَنَجِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِي جَهْلٍ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدَ بْنَ عُتْبَةَ وَأَبِي بِنِ خَلْفٍ وَعُتْبَةَ بْنَ أَبِي مَعِيْطٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلْبِ بَدْرٍ قَتَلِي قَالَ أَبُو

إِسْحَاقُ وَنَسِيتُ السَّابِغِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَاللَّهِ وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ أُمِّيَّةُ بْنُ خَلْفٍ وَقَالَ شُعْبَةُ أُمِّيَّةُ أَوْ أَبِي وَالصَّحِيحُ أُمِّيَّةٌ.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ میں نے تقریر کی باب کی دوسری حدیث میں۔ (فتح)

۲۷۱۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی حضرت عائشہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ السام علیکم تم کو موت ہو تو میں نے ان کو لغت کی تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے ان کو لغت کی عائشہ نے کہا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ میں نے کہا اور تم پر۔

۲۷۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُودَ دَخَلُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَلَعْنَتْهُمْ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ أَوْلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ فَلَمْ تَسْمِعِي مَا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

فائدہ: اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے اس کے آخر میں کہ ہماری دعا ان کے حق میں قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی پس اس میں جائز ہونا دعا کا ہے مشرکین کے خلاف اگرچہ دعا کرنے والا خوف کرے کہ وہ اس پر بددعا کریں گے اور اس کی پوری شرح

کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح)  
بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يَعْلَمُهُمُ الْكِتَابِ.

فائدہ: مراد کتاب اول سے توراہ اور انجیل ہے اور کتاب ثانی سے مراد وہ چیز ہے کہ عام تر ہے اس سے اور قرآن سے اور غیر اس کے سے۔ (فتح)

۲۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے روم کے بادشاہ کی طرف لکھا کہ اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہو تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی اور ان کی گراہی کا عذاب تجھ پر ہو گا۔

۲۷۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِيهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيَّ قَبْضَرٌ  
وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَا فَإِنَّ عَلَيْكَ إِنَّمَ  
الْأَرَبِيِّينَ.

**فائدہ:** اور ہدایت کرنا اہل کتاب کا اس سے ظاہر ہے اور لیکن ان کو کتاب سکھانی شاید استنباط کیا ہے اس نے اس کو اس سے کہ حضرت ﷺ نے بعض قرآن ان کی طرف لکھا تھا ساتھ عربیت کے گویا کہ مسلط کیا ان کو اس کی تعلیم پر اس لیے کہ نہ پڑھیں گے وہ اس کو مگر ترجمہ کروانے کے بعد اور نہ ترجمہ کیا جائے گا ان کے لیے یہاں تک کہ پہچانے مترجم کیفیت اس کے استخراج کی۔ اور اس مسئلے میں سلف کو اختلاف ہے پس امام مالک کہتے ہیں کہ کافر کو قرآنی تعلیم کرنا منع ہے۔ اور ابو حنیفہ نے اس کی اجازت دی ہے اور شافعی کا قول اس میں مختلف ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ راجح تفصیل ہے اس شخص کے درمیان کہ اس میں دین کی رغبت کی امید کی جائے اور اس کے مسلمان ہونے کی امید ہو ساتھ امن کے اس سے یہ کہ غالب ہو اس کے ساتھ طرف طعن کے بچ اس کے اور درمیان اس شخص کے کہ ثابت ہو جائے کہ وہ اس میں رغبت نہیں کرتا یا گمان ہو کہ وہ پہنچے گا اس کے ساتھ دین میں طعن کی طرف۔ اور نیز فرق کیا جاتا درمیان قلیل کے اس سے اور کثیر کے کما تقدم فی اوائل کتاب الحیض۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْهُدَى  
ان کے دلوں کو الفت دے۔  
لِيَتَأْتَهُمُ.

۲۷۲۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمر رضی اللہ عنہ دوسی اور اس کے یار حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! بے شک دوس نے نافرمانی کی اور دین اسلام نہیں مانا تو آپ ان پر بددعا کیجئے تو کسی نے کہا کہ ہلاک ہوئی تو دوس کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی ہدایت کر دوس کو اور ان کو مسلمان کر کے لا۔

۲۷۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ  
أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ طَفِيلُ بْنُ  
عَمْرِو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا  
فَقِيلَ هَلَكْتَ دَوْسُ قَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا  
وَأْتِ بِهِمُ.

**فائدہ:** اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ تاکہ الفت دے ان کو تو یہ مصنف کی فقہت سے ہے اور یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں مقاموں میں فرق ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ ایک بار ان پر بددعا کرتے تھے اور ایک بار ان کے لیے دعا کرتے تھے پس پہلی حالت یعنی ان پر بددعا کرنی اس جگہ ہے جس جگہ ان کی شوکت سخت

ہو اور ان کی ایزد بہت ہو جیسے کہ پہلے باب کی حدیثوں میں گذر چکا ہے اور دوسری حالت یعنی ان کی ہدایت کے لیے دعا اس جگہ ہے کہ ان کے دکھ سے امن ہو اور ان کی الفت کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں بلانے یہود اور نصاریٰ کے طرف اسلام کی قبل اس کے کہ لڑائی کی جائے ان سے۔

بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ وَعَلَىٰ مَا يُقَاتِلُونَ عَلَيْهِ وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَىٰ كِسْرَىٰ وَقَيْصَرَ وَالذُّعُورَةَ قَبْلَ الْقِتَالِ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ پچھلے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ ہماری طرح ہوں اور اس میں حکم ہے حضرت ﷺ کا اس کے لیے ساتھ اترنے کے ان کے میدان میں پھر بلانا ان کو طرف اسلام کی پھر لڑنا اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے روم کی طرف لکھا اس حال میں کہ ان کو اسلام کی طرف بلا تے تھے اس سے پہلے کہ ان کی لڑائی کی طرف متوجہ ہوں۔ (فتح)

فائدہ: اور بیان ہے اس چیز کا کہ لکھی فارس کے بادشاہ کی طرف اور روم کے بادشاہ کی طرف۔

فائدہ: یہ بات باب میں مسند مذکور ہے۔

فائدہ: اور لڑنے سے پہلے اسلام کی دعوت کرنی۔

فائدہ: شاید یہ ابن عون کی حدیث کی طرف اشارہ ہے حضرت ﷺ کے بنی مصطلق کے لوٹنے کے بارے میں غفلت کی حالت میں۔ اور وہ حدیث مردی ہے اس کے نزدیک کتاب الفتن میں اور وہ اس شخص کے نزدیک محمول ہے جو کہتا ہے ساتھ اشتراط کے دعوت اسلام کی لڑائی سے پہلے اس پر کہ ان کو اسلام کی دعوت پہنچ گئی تھی اور یہ مسئلہ اختلافی ہے سوا یک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ لڑنے سے پہلے اسلام کی طرف بلانا شرط ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پہلے پھیلنے دعوت اسلام کے پس اگر کوئی ایسا آدمی پایا جائے جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو تو اس کے ساتھ دعوت دینے سے پہلے لڑائی نہ کی جائے۔ شافعی نے اور مالک نے کہا ہے کہ جس کا گھر دار السلام سے قریب ہو لڑائی کی جائے اس سے بغیر دعوت کے اسلام کے مشہور ہونے کی وجہ سے اور جس کا گھر دور ہو اس کو دعوت ضروری ہے شک کی وجہ سے۔ اور ابو عثمان مندی سے روایت ہے کہ ہم کبھی دعوت کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ محمول ہے پہلے دونوں حالوں پر۔ (فتح)

۲۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا  
۲۷۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت یہ کہ جب حضرت ﷺ نے روم کے بادشاہ کی طرف خط لکھا۔ کارادہ کیا اس کو بلانے کے لیے طرف اسلام کی تو کسی نے عرض کیا کہ وہ بغیر مہر کے خط نہیں

اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

پڑھتے تو حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی سفیدی حضرت ﷺ کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کھوا گیا۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ  
إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ  
مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةِ فِكَائِي  
أَنْظَرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

۲۷۲۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط کسری بادشاہ فارس کی طرف بھیجا یعنی طرف بیٹے نوشیروان کے جس کا نام خسرو تھا پس حکم کیا ایلچی کو کہ اس کو بحرین کے سردار کے پاس پہنچا دے (یعنی اس نے اس کے پاس پہنچایا) اور بحرین کے سردار نے اس کو کسری کے پاس پہنچایا سو جب کسری نے اس کو پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا پس میں گمان کرتا ہوں کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یہ کہ پارہ کئے جائیں وہ تمام پارہ پارہ ہوتا۔

۲۷۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ  
قَالَ أَخْبَرَنِي عُبيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ  
بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْفَعَهُ إِلَى  
عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَذْفَعُهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى  
كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى حَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ  
أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ فَذَعَا عَلَيْهِمُ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا  
كُلَّ مُمَزَّقٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس میں ہے کہ خط لے جانے والا عبداللہ بن حذافہ تھا اور ذکر کریں گے ہم اس جگہ جو کسری سے متعلق ہے اور یہ کہ عظیم البحرین سے کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث میں بلانا ہے اسلام کی طرف کلام کے ساتھ اور لکھنے کے ساتھ اور یہ کہ لکھنا قائم مقام ہوتا ہے نطق کے۔ اور اس میں بھیجنا مسلم کا ہے کافر کی طرف اور یہ کہ بادشاہوں کے درمیان عادت جاری ہے ساتھ اس کے کہ ایلچی کو قتل نہ کیا جائے اس لیے کسری نے خط پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو کچھ نہ کہا۔ (بخ)

باب ہے بیان میں بلانے حضرت ﷺ کے لوگوں کو طرف اسلام اور نبوت کی اور یہ کہ نہ پکڑے بعض ہمارا بعض کو رب سوائے اللہ کے یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنَّبُوءَةِ وَأَنَّ لَا  
يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ

ٹھہرائے۔ یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دے کتاب اور حکم اور پیغمبری پھر کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر آخر تک۔

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

فائدہ: اس آیت سے مراد انکار کرنا ہے اس شخص پر جو لوگوں کو کہے کہ میرے بندے ہو جاؤ اور مثل اس کی یہ آیت ہے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو کہا ہے آخر آیت تک۔ (فتح)

۲۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ حضرت ﷺ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا اس حال میں کہ اس کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور اپنا خط دجیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا اور حضرت ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ خط کو بصری کے سردار کے پاس پہنچا دے تاکہ بصری کا سردار اس کو روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے اور جب اللہ تعالیٰ نے روم کے بادشاہ سے فارس کی فوجیں دور کیں اور وہ ان پر غالب ہو تو بیت المقدس کی طرف چلا شکر ادا کرنے کے لیے اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو انعام کی سوجب حضرت ﷺ کا خط روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا تو کہا اس نے جب کہ اس کو پڑھا کہ کسی کو اس کی قوم سے اس جگہ تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ کہ میں ان سے آپ کا حال پوچھوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو سفیان نے مجھ کو خبر دی کہ وہ شام میں تھا مع چند مردوں قریش کے کہ تجارت کے لیے آئے تھے اور اس مدت میں جو حضرت ﷺ اور کفار قریش کے درمیان قرار پائی تھی یعنی دن صلح حدیبیہ کے۔ ابو سفیان نے کہا کہ قیصر کے اچھی نے ہم کو شام کی بعض جگہ میں پایا تو وہ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو لے چلا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں آئے اور روم کے بادشاہ پر داخل کیے گئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے ملک کی مجلس میں بیٹھا ہے اور

۲۷۲۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَأَمْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بَصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرٌ لَمَّا كَشَفَ اللَّهُ عَنْهُ جُنُودَ فَارِسَ مَشَى مِنْ حِمَاصٍ إِلَى إِبِلْيَاءَ شُكْرًا لِمَا أَنْهَاهُ اللَّهُ فَلَمَّا جَاءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ قَرَأَهُ التَّمَسُّوا لِي هَاهُنَا أَحَدًا مِنْ قَوْمِهِ لِأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِي رَجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوا بَحَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اس کے سر پر تاج ہے اور اس کے گروہ روم کے سردار ہیں اس نے اپنے مترجم دو بیان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ ان لوگوں میں اس مرد کا رشتے میں کون شخص زیادہ تر قریب ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو ابوسفیان کہتا ہے کہ میں نے کہا میں اس کو رشتے میں سب سے زیادہ تر قریب ہوں تو بادشاہ نے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان کیا قرابت ہے میں نے کہا کہ وہ میرا چچا بھائی ہے اور اس دن قافلے میں عبد مناف کی اولاد سے میرے سوا کوئی نہ تھا تو بادشاہ نے کہا کہ میرے نزدیک لاؤ اور میرے ساتھیوں کو حکم ہو تو وہ میرے پیچھے بٹھائے گئے میرے دونوں مونڈ ہوں کے پاس پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ میں اس مرد سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو پیغمبر گمان کرتا ہے سوا گریہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر اس دن شرم نہ ہوتی یعنی اس کا ڈرنہ ہوتا ہے میرے یار میری دروغ گوئی مشہور کریں گے تو اہل بیت میں اپنی طرف سے جھوٹ بولتا جب کہ اس نے مجھ سے حضرت ﷺ کا حال پوچھا لیکن میں نے حیا کیا اس سے کہ میری دروغ گوئی مشہور ہو سو میں نے سچ کہا پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ تم میں اس پیغمبر کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم لوگوں میں نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں سے اس طرح نبوت کا دعویٰ کسی نے اس سے پہلے بھی کیا ہے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت بھی کرتے تھے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ سردار لوگ اس کے

وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ  
فَوَجَدَنَا رَسُولٌ قَيَّصَرَ بَعْضَ الْبَعْضِ الشَّامِ  
فَانطَلِقَ بِيَّ وَيَا أَصْحَابِي حَتَّى قَدِمْنَا إِبِلْيَاءَ  
فَأَذْخَلْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِ  
مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ التَّاجُ وَإِذَا حَوْلَهُ عُظَمَاءُ  
الرُّومِ فَقَالَ لِرَجْمَانِهِ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ  
نَسَبًا إِلَيَّ هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ  
قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا  
قَالَ مَا قَرَابَةٌ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ  
عَمِّي وَكَيْسَ لِي الرِّكْبُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِنْ  
بَنِي عَبْدِ مَنَاظٍ غَيْرِي فَقَالَ قَيَّصَرَ أَذْنُوهُ  
وَأَمْرًا بِأَصْحَابِي فَجَعَلُوا خَلْفَ ظَهْرِي عِنْدَ  
كَتْفِي ثُمَّ قَالَ لِرَجْمَانِهِ قُلْ لِأَصْحَابِهِ إِنِّي  
سَأَلْتُ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ  
فَأَنْ كَذَبَ فَكَذِبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللَّهِ  
لَوْلَا الْحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ مِنْ أَنْ يَأْتُرَ أَصْحَابِي  
عَنِّي الْكُذِبَ لَكَذَّبْتُهُ حِينَ سَأَلْتَنِي عَنْهُ  
وَلَكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَأْتُرُوا الْكُذِبَ عَنِّي  
فَصَدَّقْتُهُ ثُمَّ قَالَ لِرَجْمَانِهِ قُلْ لَهُ كَيْفَ  
نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فَيُكْرَمُ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو  
نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ  
مِنْكُمْ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا فَقَالَ كُنْتُمْ تَتَهَمُونَهُ  
عَلَى الْكُذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا  
قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا  
قَالَ فَأَشْرَافِ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ

تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ میں نے کہا کہ بلکہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اس کے ساتھی بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کہ بلکہ بڑھتے جاتے ہیں، بادشاہ نے کہا کہ کوئی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے نا خوش ہو کر بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا کبھی قول اقرار کر کے دعا بھی کرتا ہے میں نے کہا کہ نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے ایک مدت تک صلح ہوئی ہم ڈرتے ہیں کہ دعا کرے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں اتنی بات کے سوا اس میں اور کوئی بات نہ ملا سکا کہ اس کے ساتھ حضرت ﷺ کی تحقیض کروں جس کے مشہور ہونے کا مجھ کو خوف نہ ہو سوائے اس بات کے بادشاہ نے کہا کہ کیا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہے میں نے کہا کہ ہاں بادشاہ نے کہا کہ تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال ہے یعنی کون غالب ہوتے ہیں میں نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ تم کو کس بات کا حکم کرتا ہے میں نے کہا کہ ہم کو حکم کرتا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور منع کرتا ہے ہم کو اس چیز سے کہ ہمارے باپ دادا نے عبادت کی یعنی بت پرستی وغیرہ اور حکم کرتا ہے ہم کو نماز پڑھنے کا اور خیرات کرنے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد کے پورا کرنے کا اور امانت کے ادا کرنے کا تو بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا (جب کہ میں نے یہ اس سے کہا) کہ اس کو کہہ کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کا نسب تم میں کیسا ہے تو تم نے کہا کہ وہ شریف خاندان ہے اور اسی طرح پیغمبر لوگ اپنی قوم میں شریف اور عالی خاندان ہوتے آئے

قُلْتُ بَلْ ضَعْفًا وَهُمْ قَالَ فَيَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخَطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ الْأَنْ مِنْهُ فِي مَدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ قَالَ أَبُو سَفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنِي كَلِمَةً أَدْخُلُ فِيهَا شَيْئًا أَنْتَقِصُ بِهِ لَا أَخَافُ أَنْ تُؤْتَرَ عَنِّي غَيْرُهَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ كَانَتْ دُولًا وَسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرْءُ وَنَدَالُ عَلَيْهِ الْأُخْرَى قَالَ فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ قَالَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَبَيْنَهُنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ لَتَرْجُمَانِي حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ لَهُ قُلْ لَهُ ابْنِي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَيَكْفُرُ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ ذُو نَسَبٍ وَكَذَلِكَ الرَّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبٍ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ يَأْتُمُ بِقَوْلٍ قَدْ قِيلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدْعَ الْكُذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى



اللَّهِ وَسَأَلْتِكَ هَلْ كَانَ مِنَ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ  
فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنَ آبَائِهِ  
مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مَلِكٌ آبَائِهِ وَسَأَلْتِكَ  
أَشْرَافَ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضَعْفَاءُ وَهُمْ  
فَزَعَمْتَ أَنْ ضَعْفَاءَهُمْ أَتَّبِعُوهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ  
الرُّسُلِ وَسَأَلْتِكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ  
فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ  
حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتِكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخَطَةً  
لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا  
فَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تَخْلُطُ بِشَاشَتِهِ  
الْقُلُوبَ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ وَسَأَلْتِكَ هَلْ  
يَعْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا  
يَعْدِرُونَ وَسَأَلْتِكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ وَقَاتَلَكُمْ  
فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ وَأَنْ حَرَبَكُمْ وَحَرَبَهُ  
تَكُونُ ذُوَلَا وَيُدَالُ عَلَيْكُمْ الْمَرْءُ  
وَتُدَالُونَ عَلَيْهِ الْأُخْرَى وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ  
تُبْتَلَى وَتَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتِكَ بِمَاذَا  
يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا  
اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا  
كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ  
وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ  
الْأَمَانَةِ قَالَ وَهَذِهِ صِفَةُ النَّبِيِّ قَدْ كُنْتُ  
أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَكِنْ لَمْ أَظُنَّ أَنَّهُ مِنْكُمْ  
وَإِنْ يَكُ مَا قُلْتُ حَقًّا فَيُوشِكُ أَنْ يَمْلِكَ  
مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرَجُو أَنْ أَخْلَصَ

ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں کسی نے اس سے  
پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے سو تم نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ  
اگر تم میں کسی نے اس سے پہلے بھی دعویٰ کیا ہوتا تو میں جانتا کہ  
اس شخص نے بھی پہلی بات کی پیروی کی اور اگلوں کی طرح اس  
کو بھی ہوس نے لیا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا نبوت کے  
دعویٰ سے پہلے بھی کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت کرتے تھے سو  
تو نے کہا کہ نہیں سو میں نے جانا کہ جو کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ  
باندھے گا بھلا وہ اللہ پر کیوں کر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تم  
سے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے تو  
نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے باپ دادوں میں  
کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے میں  
اپنے باپ دادے کی بادشاہی چاہتا ہے میں نے تجھ سے پوچھا  
کہ کیا سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ تو تو  
نے کہا کہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں تو یہی حال ہے  
پیغمبروں کا کہ اول غریب انکی اطاعت کرتے ہیں یعنی رئیس  
لوگ غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا  
کہ اس کے تابع دار بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں سو تو  
نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا یہاں تک  
کہ پورا ہو یعنی ایمان کی بھی خاصیت ہے کہ بڑھتا جاتا ہے  
یہاں تک کہ پورا ہوا اور کمال کو پہنچے اور میں نے تجھ سے پوچھا  
کہ کیا اس کے دین سے کوئی ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو تو  
نے کہا کہ نہیں اور یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب دل میں  
رجح جائے کہ کوئی اس سے ناخوش نہیں ہوتا اور میں نے تجھ سے  
پوچھا کہ کیا دعا بھی کرتا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال  
پیغمبروں کا کہ وہ دعا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ تم

إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقِيَّهٖ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ  
لَفَسَلْتُ قَدَمَيْهِ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ ثُمَّ دَعَا  
بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَفَرَّءَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ  
عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَيَّ مِنْ اتَّبَعَ الْهُدَى  
أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ  
أَسْلِمْتَ تَسْلَمَ وَأَسْلِمْتَ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ  
مَرَّتَيْنِ فَإِن تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِنَّهُمُ الْأَرَبِيِّينَ  
وَ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ  
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ  
بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ  
دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا  
مُسْلِمُونَ﴾ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا أَنْ قَضَى  
مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ  
عَظَمَاءِ الرُّومِ وَكَثُرَ لَفْظُهُمْ فَلَا أُدْرِي  
مَاذَا قَالُوا وَأَمْرٌ بِنَا فَأُخْرِجْنَا فَلَمَّا أَنْ  
خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ  
لَهُمْ لَقَدْ أَمَرَ أَمْرٌ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ هَذَا مَلِكُ  
بَنِي الْأَصْفَرِ يَخَافُهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَاللَّهِ مَا  
زِلْتُ ذَلِيلًا مُسْتَقِيمًا بَأَنَّ أَمْرَهُ سَيَطْهَرُ حَتَّى  
أَدْخَلَ اللَّهُ قَلْبِي الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَارِهِ.

سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے سو تو نے کہا کہ اس نے  
لڑائی کی ہے اور تمہاری اور اس کی لڑائی ڈھول ہے کبھی وہ تم  
پر غالب ہوتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب ہوتے ہو تو یہی حال  
ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح  
نصیب ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا چیز تم کو بتلاتا  
ہے تو نے کہا کہ ہم کو بتلاتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے  
ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور منع کرتا ہے تم کو اس چیز سے کہ  
تمہارے باپ دادے عبادت کرتے تھے اور حکم کرتا ہے تم کو  
نماز کا اور صدقے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا  
اور امانت ادا کرنے کا اور یہی صفت ہے پیغمبر کی میں آگے سے  
جانتا تھا کہ پیغمبر ظاہر ہونے والا ہے لیکن مجھ کو گمان نہ تھا کہ تم  
عرب لوگوں میں پیدا ہوگا اور اگر تیری یہ سب باتیں سچی ہیں تو  
عنقریب ہے کہ وہ میرے دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا  
یعنی اس کی سلطنت اور حکومت یہاں تک پہنچے گی اور اگر میں  
جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کے لیے  
تکلیف کرتا یعنی بہر کیف اس کی ملاقات حاصل کرتا اگر میں  
اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوتا پھر بادشاہ نے  
حضرت ﷺ کا خط منگوایا اور پڑھا تو ناگہاں اس میں یہ مضمون  
تھا ﷺ یعنی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت  
مہربان ہے نہایت رحم والا یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے بندے  
اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل کی طرف جو روم کا  
سر دار ہے سلام ہے اس پر جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں  
تجھ کو بتلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو دین  
و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تعالیٰ تجھ کو دہرا  
ثواب دے گا (یعنی ایک ثواب دین عیسوی کے قبول کرنے

کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا) اور اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا اور اے کتاب والو! آجاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعضوں کو اللہ تعالیٰ کے سوائے اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سوا اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الہی کے مطیع ہیں ابوسفیان نے کہا کہ جب وہ اپنی بات پوری کر چکا یعنی خط پڑھ چکا تو روم کے سردار اس کے گرد تھے یعنی اہل دربار ان کی آوازیں بلند ہوئیں اور نہایت شور اور غل ہوا سو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا اور ہمارے نکالنے کا حکم ہوا سو ہم دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر نکلا اور ان کے ساتھ خالی ہوا تو میں نے کہا کہ ابی کبشہ کے بیٹے یعنی محمد ﷺ کا رتبہ بلند ہوا کہ یہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں جب سے ہمیشہ خوار اور یقین کرنے والا تھا کہ حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا اور حالانکہ میں اسلام سے ناخوش تھا۔

**فائدہ:** یہ حدیث پوری کتاب بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور کچھ شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۲۴۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ جنگ خیبر کے دن فرماتے تھے کہ البتہ میں علم دوں گا اس کو جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح کرے گا تو اصحاب اس کی امید کو کھڑے ہوئے کہ کس کو ملے (یعنی اس

۲۷۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ

کے لیے مستعد ہوئے) توجیح کوکل اصحاب حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالانکہ ہر ایک شخص ان میں سے امیدوار تھا کہ علم اس کو ملے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ (مرقسی) کہاں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں تو فرمایا کہ ان کو بلاؤ تو وہ بلائے گئے حضرت ﷺ نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگایا تو اسی وقت صحت ہوگئی جیسے کہ ان کو کچھ درد نہ تھا تو علی رضی اللہ عنہ (مرقسی) نے کہا کہ ہم ان سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ ہماری مثل ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں اترے پھر ان کو اسلام کی طرف بلا اور خبر دے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ اوپر ان پر واجب ہے پس قسم ہے اللہ کی کہ ہدایت پانا ایک مرد کا تیرے سبب سے تیرے لیے بہتر ہے سرخ اونٹ سے۔

لَا عَظِيْنَ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ فِقَامُوا يَرْجُونَ لِذَلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَعَدَّوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَى فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَأَمَرَ فَدْعَى لَهُ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتَّى كَانَهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ فَقَالَ نَقَاتِلَهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلِيُّ رَسَلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَأَنْ يُهْدِيَ بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ پھر ان کو اسلام کی طرف بلا۔ (فتح) ۲۷۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغْرَ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا.

۲۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغْرَ حَتَّى يُصْبِحَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا.

۲۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا.

مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى  
 خَيْبَرَ فَجَاءَهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا  
 بَلِيلٌ لَا يُغَيِّرُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا  
 أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاجِيهِمْ  
 وَمَكَاتِيْلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ  
 مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرَبْتُ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا  
 نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَاءَ صَبَاحَ  
 الْمُنْذَرِينَ﴾

طرف نکلے اور رات کو اس کی طرف پہنچے اور آپ کا معمول  
 تھا کہ جب جہاد کے لیے کسی قوم کے پاس جاتے تھے تو ان پر  
 لوٹ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے سو جب  
 حضرت ﷺ نے صبح کی تو یہود اپنے بیلچوں اور تھیلوں کے  
 ساتھ نکلے یعنی ساتھ اسباب زراعت کے سو جب انہوں نے  
 حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا اے محمد! قسم ہے اللہ کی آئے  
 محمد ﷺ ساتھ لشکر کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بطور تقاول  
 کے کہ اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر (یہ خبر ہے یادعا ہے) تحقیق  
 ہم مسلمان یا جماعت پیغمبروں کی جب کسی قوم کے میدان میں  
 اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی ڈرائے گئے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خیبر میں آئے گی اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جس  
 کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو بغیر دعوت کے۔ پس تطبیق دی جائے گی اس کے اور اہل بیتؑ کی حدیث کے درمیان کہ  
 دعوت مستحب ہے شرط نہیں اور اس میں دلالت ہے اوپر حکم کے ساتھ دلیل کے حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے کہ باز  
 رہتے تھے لڑنے سے ساتھ مجرد سننے اذان کے اور اس میں اخذ ہے ساتھ زیادہ احتیاط کے منوں کے امروں میں اس لیے  
 کہ باز رہے ان سے بیخ اس حالت کے باوجود اس احتمال کے کہ نہ ہو یہ حقیقت پر اور اس روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ  
 خیبر میں صبح کے وقت میں پہنچے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دن چڑھے پہنچے تھے تو ان دنوں کے درمیان تطبیق اس  
 طرح ہے کہ شہر کے پاس اول ابتدا میں صبح کے وقت پہنچے پھر اترے اور نماز پڑھی پھر سوار ہوئے۔ (فتح)

۲۷۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
 عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ أَنَّ  
 أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ  
 النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَدْ عَسَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ  
 إِلَّا بِحَقِّهِ وَرِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ. رَوَاهُ عُمَرُ  
 وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۲۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے  
 فرمایا ہے کہ مجھ کو لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ  
 کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان بچایا  
 مگر دین کا حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ کے حوالے  
 ہے۔



قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ  
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ  
يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُرِيدُ غَزْوَةَ إِلاَّ وَرَى بِغَيْرِهَا.

۲۷۲۹- وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ  
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَمًا يُرِيدُ  
غَزْوَةَ يَغْزُوهَا إِلاَّ وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى  
كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرِّ شَدِيدٍ  
وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَقَارًا وَاسْتَقْبَلَ  
غَزْوً وَعَدُوٌّ كَثِيرٌ فَجَلِيَ لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرُهُمْ  
لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً عَدُوَّهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ  
الَّذِي يُرِيدُ.

۲۷۳۰- وَعَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ  
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ  
أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ  
يَقُولُ لَقَلَمًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلاَّ  
يَوْمَ الْخَيْبِ.

۲۷۲۹- کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی جہاد کا ارادہ نہ کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے یہاں تک کہ جنگ تبوک کا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جہاد سخت گرمی میں کیا اور متوجہ ہوئے سفر دور دراز کو اور جنگوں بے آب و گھاس کو اور بہت دشمنوں کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس کا حال کھول کر کہہ دیا تاکہ اپنے دشمن کے جہاد کا سامان درست کر لیں اور خبر دی ان کو اپنے ارادہ کی جس کا آپ ارادہ رکھتے تھے۔

۲۷۳۰- اور ایک روایت میں ہے کہ کم تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ نکلتے کسی سفر میں مگر کہ دن جمعرات کے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ کرتے تھے تو پسند کرتے تھے کہ جمعرات کے دن نکلیں۔ (فتح)

۲۷۳۰۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جمعرات کے دن نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کرنے کو پسند کرتے تھے۔

ظہر کی نماز کے بعد سفر کو نکلنا۔

۲۷۳۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور میں نے اصحاب کو سنا کہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ لبیک کہتے تھے۔

۲۷۳۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ. بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ.

۲۷۳۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِي الْحَلِيفَةِ وَكَعْتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا.

فائدہ: یہ حدیث حج میں گزر چکی ہے اور شاید بخاری نے اس کو اشارہ کرنے کے لیے وارد کیا ہے اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ میری امت کے صبحوں میں برکت کی گئی ہے نہیں منع کرتا جواز تصرف کو بیچ غیر وقت صبح کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی صبح ساتھ برکت کے اس کے ہونے کی وجہ وقت نشاط کا اور یہ حدیث صبح کے وقت میں برکت ہونے کی ہیں اصحاب سے مروی ہے۔ (فتح)

مہینے کے آخر میں سفر کرنے کا بیان۔

بَابُ الْخُرُوجِ آخِرَ الشَّهْرِ.

فائدہ: یعنی رد کرنے کے لیے اس شخص پر جو اس کو برا جانتا ہے شگون بدلنے کے طریقے سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچیسویں ذی قعدہ کو مدینے سے چلے اور چوتھی ذی الحجہ کو مکہ کے میں آئے۔

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ لِخَمْسِ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

فائدہ: اور ابن بطال نے نقل کیا ہے کہ تھے اہل جاہلیت تصد کرتے مہینوں کے اول کو عمل کے لیے اور یہ برا جانتے



تھے تصرف کو چاند کی کمی میں۔ (بخ)

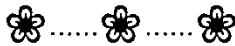
۲۷۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیسویں ذی القعدہ کو نکلے اور نہ دیکھتے تھے ہم مگر حج کو یعنی اس لیے کہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو برا جانتے تھے سو جب ہم مکے کے نزدیک ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو جب خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن گائے کا گوشت ہمارے پاس لایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیسا گوشت ہے تو گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

۲۷۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ يَلْحَمُ بَقْرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَرْوَاجِهِ. قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَنُكُ وَاللَّهِ بِالْحَدِيثِ عَلِيٌّ وَجِهَةٌ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مہینے کے آخر میں سفر کرنا درست ہے۔

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ یازدہم صحیح بخاری تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ دے، آمین ثم آمین۔

وصلی اللہ علیہ تعالیٰ علی خیر محمد والہ واصحابہ اجمعین.



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

- 248..... قول کے ساتھ یعنی زبانی لوگوں سے شرط کرنے کا بیان ❀
- 249..... ولا میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 250..... مزارعت میں مالک جب چاہے مزارع کے نکال دینے کی شرط کا بیان ❀
- 252..... باب ہے بیع میں شرطوں کے جہاد میں اور صلح کرنے ❀
- 271..... قرض میں شرط کرنے کا بیان ❀
- 271..... باب ہے بیان میں مکاتب کی شرطوں میں ❀
- 272..... بیان میں شرائط ساتھ استثناء کے کے اور شرائط مردہ بیع شراء وغیرہ کے ❀
- 274..... وقف میں شرط کرنے کا بیان ❀

### کتاب الوصایا

- 285..... مال دار وارثوں کے لیے مال چھوڑے تو بہتر ہے تاکہ وہ گدائی نہ کریں ❀
- 289..... تہائی مال کی وصیت کا بیان جس کو وصیت کرے کہ اولاد میری کی خبر گیری کر اور جائز ہے وصی کو دعویٰ ❀
- 293..... مریض جب اشارہ کرے ظاہر جس میں خفا نہ ہو تو جائز ہے تعمیل اس کی ❀
- 294..... نہیں جائز وصیت وارث کے لیے ❀
- 297..... مرنے کے وقت بھی صدقہ جائز ہے ❀
- 298..... بیان آیت ﴿مَنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُوصِيٰ بِهَا أَوْ ذَيْنَ﴾ یعنی وارث ہونا بعد وصیت کے اور قرض کے ❀
- 302..... مراد اس آیت سے کہ بعد وصیت اور قرض کے تقسیم چاہیے ❀
- 307..... وقف اقباء کے لیے کیا حکم ہے؟ ❀
- 310..... کیا عورتیں اور اولاد اقباء میں ہیں؟ ❀
- 311..... کیا وقف کرنے والا بھی فائدہ اٹھاتا ہے؟ ❀
- 313..... جب وقف کرے کوئی چیز اور کسی کو نہ دے ❀

- 315 ..... جب کہے گھر میرا صدقہ ہے
- 316 ..... جب کہے زمین یا باغ میرا صدقہ ہے
- 318 ..... جو اپنے وکیل کی طرف خیرات کرے
- 319 ..... بیان آیت ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ﴾
- 320 ..... جو مر گیا ناگہانی موت سے وارث اس کی طرف سے خیرات کریں تو مستحب ہے
- 322 ..... گواہ کرنا وقف اور صدقہ میں
- 323 ..... بیان آیت ﴿وَلَا تَبَدَّلُوا الْحَبِيبَ﴾
- 324 ..... بیان آیت ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى﴾
- 327 ..... بیان آیت ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى﴾
- 329 ..... خدمت لینی یتیم سے
- 330 ..... جب کوئی اپنی زمین وقف کرے
- 333 ..... ایک جماعت مشترک زمین کو وقف کرے
- 334 ..... وقف کس طرح لکھا جائے
- 339 ..... وقف فقیر اور غنی اور مہمان کے لیے
- 341 ..... بیان خرچِ عامل و وقف کے
- 345 ..... جب کہے واقف اللہ سے اجرت لوں گا
- 346 ..... بیان ﴿إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتُ﴾
- 350 ..... وصی کا ادا کرنا قرض مردے کا

### کتاب الجہاد

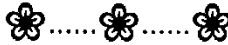
- 352 ..... فضیلت جہاد اور سیرکی
- 356 ..... افضل الناس مومن مجاہد
- 360 ..... دعا مردوں اور عورتوں کے لیے جائز ہے کہ الہی مجھ کو مجاہد اور شہید کر
- 362 ..... درجات مجاہدین کے
- 364 ..... صبح اور شام اللہ کی راہ میں
- 366 ..... حور عین کی صفت

- 367 ..... شہادت کی آرزو کرنا ..... ❀
- 369 ..... اللہ کی راہ کی میں گر کر مرے تو شہید ہے ..... ❀
- 370 ..... جس کو اللہ کی راہ میں زخم آئے ..... ❀
- 372 ..... جو اللہ کی راہ میں زخم ہوا ..... ❀
- 373 ..... بیان آیت ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ﴾ ..... ❀
- 374 ..... بیان آیت ﴿رِجَالٌ صَدَقُوا﴾ ..... ❀
- 377 ..... جہاد سے پہلے نیک عمل کرنا ..... ❀
- 378 ..... جو تیرنا گہائی کھا کر مرے تو اس کا حکم کیا ہے ..... ❀
- 379 ..... جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو ..... ❀
- 381 ..... جس کے قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں ..... ❀
- 382 ..... سر سے غبار اللہ کی راہ میں پھونچنا ..... ❀
- 383 ..... نہانا بعد جہاد کے اور غبار کے ..... ❀
- 383 ..... بیان آیت ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الدِّينَ قُتُلُوا﴾ ..... ❀
- 385 ..... سایہ کرنا فرشتوں کا شہداء پر ..... ❀
- 386 ..... بہشت تلواروں کی چمک کے نیچے ہے ..... ❀
- 387 ..... جو جہاد کے لیے اولاد چاہے ..... ❀
- 388 ..... بہادری اور بزدلی جہاد میں ..... ❀
- 389 ..... نامردی سے پناہ مانگنے کا بیان ..... ❀
- 390 ..... اظہار جہاد ریاء نہیں ..... ❀
- 390 ..... واجب ہونے خروج کا جہاد کے لیے اور مقدار و جہاد کا ..... ❀
- 394 ..... کافر مسلمان کو قتل کر کے مسلمان ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے ..... ❀
- 397 ..... روزہ دار ہو کر جہاد کرنا ..... ❀
- 397 ..... شہادت سات قسم ہے سوائے مقتول کے ..... ❀
- 400 ..... بیان آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾ ..... ❀
- 401 ..... لڑنے کے وقت صبر کرنا ..... ❀

- 402..... مدینے کے گرد خندق کا بیان ❀
- 403..... سچے عذر سے جہاد سے رہ جائے تو اس کو غازی کا ثواب ہے ❀
- 404..... فضیلت روزہ فی سبیل اللہ ❀
- 405..... اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ❀
- 407..... جو غازی کا سامان درست کرے ❀
- 409..... لڑائی کے وقت خوشبو لگانا ❀
- 411..... کیا امام دشمن کی طرف ایک آدمی کو بھیجے؟ ❀
- 412..... سفر کرنا دو شخصوں کا ❀
- 413..... گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت تک جو جہاد کے لیے ہوں ❀
- 415..... جہاد جاری اور لازمی ہے ساتھ امام عادل اور فاجر کے ❀
- 416..... فضیلت اس کی جو گھوڑا جہاد کے لیے رکھے ❀
- 416..... نام رکھنا گھوڑے اور گدھے کا جائز ہے ❀
- 418..... بیان گھوڑے کی نحوست کا ❀
- 422..... گھوڑا تین آدمیوں کے لیے ہے ❀
- 424..... جو غیر کے چوپائے کو ہانگے ❀
- 426..... سخت چوپائے پر سوار ہونا ❀
- 426..... گھوڑے کا حصہ غنیمت سے ❀
- 430..... مہار اور لگام دوسرا کھینچے اور فرمانا حضرت ﷺ کا انا النبی لا کذب ❀
- 430..... رکاب کا بیان ❀
- 431..... ننگے گھوڑے پر سوار ہونا ❀
- 431..... ست قدم گھوڑے کا بیان ❀
- 432..... گھوڑا دوڑ کا بیان ❀
- 432..... تیار کرنا گھوڑا دوڑ کے لیے ❀
- 433..... نہایت گھوڑا دوڑ کا بیان ❀
- 435..... حضرت ﷺ کی اونٹنی کا بیان ❀

- 438 ..... عورتوں کے جہاد کا بیان ..... ❀
- 439 ..... دریا میں سوار ہو کر عورتوں کا جہاد کرنا ..... ❀
- 440 ..... اپنی عورتوں سے ایک کو جہاد میں لے جانا ..... ❀
- 440 ..... عورتوں کا جہاد کرنا مردوں سے ..... ❀
- 441 ..... عورتوں کا پانی دینا مجاہدین کو ..... ❀
- 442 ..... دوا کرنا عورتوں کا زخموں کو جہاد میں ..... ❀
- 443 ..... پھر لانا عورتوں کا زخمی اور مقتولوں کو ..... ❀
- 443 ..... کھینچنا تیر کا بدن سے ابو عامر کے ..... ❀
- 443 ..... جہاد میں چوکیداری کرنی ..... ❀
- 446 ..... فضیلت خدمت کی جہاد میں ..... ❀
- 448 ..... ثواب اس کا جو سفر میں رفیق کا اسباب اٹھائے ..... ❀
- 450 ..... جہاد میں لڑنا کا خدمت کے لیے لے جانا ..... ❀
- 452 ..... مدد ساتھ ضعفاء اور صلحاء کے جہاد میں ..... ❀
- 454 ..... نہ کوئی کہے کہ فلاں شہید ہے ..... ❀
- 457 ..... رغبت دلانا تیر اندازی پر ..... ❀
- 459 ..... کھیلنا ساتھ برھیوں اور مانند اس کے ..... ❀
- 461 ..... سعد کو فرمایا اوم لداک ابی وامی ..... ❀
- 462 ..... ڈھال کے بیان میں دو باب میں ..... ❀
- 462 ..... حائل یعنی جس میں تلواریں گردن میں ڈالتے ہیں بغیر پر تلہ ..... ❀
- 463 ..... تلواریں کو سونے اور چاندی سے مزین کرنا ..... ❀
- 464 ..... تلواریں کو درخت سے لٹکانا سفر میں ..... ❀
- 464 ..... خود کے پہننے کا بیان ..... ❀
- 465 ..... جو نہ توڑے ہتھیار وقت مرنے کے ..... ❀
- 466 ..... جدا جدا ہونا درختوں کے سائے میں امام سے ..... ❀
- 467 ..... تیروں کے رکھنے کے فضائل جہاد کے لیے ..... ❀

- 468 ..... بیان زرہ پیغمبر ﷺ اور قیص جہاد میں ❀
- 470 ..... جبہ یعنی کرتا جہاد میں ..... ❀
- 471 ..... لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا ..... ❀
- 473 ..... چھری سے گوشت کو نکلوا کھانا آیا ہے ..... ❀
- 473 ..... روم کی لڑائی کا بیان ..... ❀
- 474 ..... پیشین گوئی یہود سے لڑنے کی ..... ❀
- 475 ..... لڑائی ترک اخیر کے زمانے میں ہوگی ..... ❀
- 476 ..... بالوں کی جوتی والوں سے جہاد ہوگا ..... ❀
- 478 ..... دعا کرنی مشرکوں پر شکست و زلزلہ کی ..... ❀
- 480 ..... کیا جائز ہے اہل کتاب کو ہدایت کرنی ..... ❀
- 481 ..... دعا ہدایت کی مشرکوں کو تالیف کے لیے ..... ❀
- 482 ..... بلانا یہود و نصاریٰ کا طرف اسلام کے اور لڑنا ان سے ..... ❀
- 483 ..... بلانا حضرت ﷺ کا لوگوں کو اسلام اور نبوت کی طرف اور بیان ہر قتل کا ..... ❀
- 492 ..... ارادہ جہاد کا ہو اور ظاہر کرنا اور چیز کا تاکہ دشمن خبر نہ پائے اور بیان سفر کا دن جمعرات کے ..... ❀
- 494 ..... ظہر کی نماز کے بعد سفر کو نکلنا ..... ❀



[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



# فَيْضُ الْبَابِ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ أَبُو الْحَسَنِ سَيِّدُ الْكُوْتِي

ارو ترجمہ

## فَتْحُ الْبَابِ

ابن حَجْر العَسْقَلَانِي

شَرْحٌ صَحِيحٌ بِجَمَائِ

جلد ۱۲

تقدیم

فَاطِمَةُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّيِّدِ الْكُوْتِي

تصدیر

فَاطِمَةُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّيِّدِ الْكُوْتِي

بخشن امتیام

عَبْدُ الرَّحْمَنِ السَّيِّدِ الْكُوْتِي

حافظ بلازہ مچھلی منڈی

نیوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحبۃ الحدیث

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رمضان کے مہینے میں سفر کرنے کا بیان۔

۲۷۳۴- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں سفر کو نکلے تو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب کدید (ایک جگہ کا نام ہے دو منزل کے سے) پہنچے تو روزہ کھول ڈالا۔ ابو عبد اللہ یعنی بخاری نے کہا کہ یہ زہری کا قول ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے سوائے اس کے کچھ نہیں کہہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر فعل کو لیا جاتا ہے۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ.

۲۷۳۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ لِفَصَامٍ حَتَّى بَلَغَ الْكُدَيْدَ الْفَطْرَ. قَالَ سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گذر چکی ہے اور مراد بخاری کی اس کے ساتھ دور کرنا وہم اس شخص کا ہے جو اس کے مکروہ ہونے کا وہم کرتا ہے یعنی گمان کرتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں سفر کرنا درست نہیں۔ (فتح) سفر کرنے کے وقت وداع کرنے کا بیان۔

بَابُ التَّوَدِيعِ عِنْدَ السَّفَرِ

فائدہ: یعنی جائز ہے یعنی عام تر ہے اس سے کہ مسافر مقیم کو وداع کرے یا مقیم مسافر کو اور حدیث باب کی ظاہر ہے پہلے معنی کے لیے یعنی مسافر مقیم کو وداع کرے۔ اور پکڑے جاتے ہیں اس سے دوسرے معنی بطریق اولیٰ اور وہ اکثر ہیں وقوع میں۔ (فتح)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو ملو دو مردوں کے لیے قریش سے جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا تو ان کو آگ سے جلاوینا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کے وداع کرنے کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

وَقَالَ ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقَيْتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ

نَوَدِعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ إِنِّي  
كُنْتُ أَمْرْتَكُمْ أَنْ تَحْرَقُوا فَلَانًا وَفَلَانًا  
بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يَعْذِبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ  
فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ يَأْمُرْ  
بِالْمَعْصِيَةِ.

البتہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا  
دیجیے اور بے شک آگ سے جلاانا اور عذاب کرنا سوائے  
اللہ کے کسی کو جائز نہیں سوا اگر تم ان دونوں کو پکڑو تو قتل کر  
ڈالنا۔

امام کا کہا ماننا اور فرمانبرداری کرنا جب تک کہ نہ حکم کرے  
ساتھ گناہ کے۔

فائدہ: ایک روایت میں ماہر بمعصیہ کی قید نہیں لیکن وہ بھی اس پر محمول ہے۔

۲۷۳۵۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے  
فرمایا کہ بادشاہ کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا واجب ہے جب  
تک کہ نہ حکم کرے ساتھ گناہ کے اور جب حکم کرے ساتھ گناہ  
کے تو نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا۔

۲۷۳۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ  
عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ. ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ  
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ  
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ  
فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا تو مراد نفی

حقیقت شرعی کی ہے نہ وجودی کی یعنی جائز نہیں نہ یہ کہ اس کا وجود ممکن نہیں۔ (فتح)

بَابُ يُقَاتِلُ مِنْ وِرَاءِ الْإِمَامِ وَيَتَّقِي بِهِ.

امام کے پیچھے لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے  
بچاؤ کیا جاتا ہے۔

فائدہ: نہیں زیادہ کیا بخاری نے اور لفظ حدیث کے اور مراد ساتھ یقاتل کے لڑنا ہے امام سے دفع کرنے کے لیے

برابر ہے کہ ہو یہ اس کے پیچھے سے حقیقتاً یا اس کے آگے سے۔

۲۷۳۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۲۷۳۶۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ

فرمایا کہ ہم دنیا میں پیچھے ہیں اور آخرت میں آگے ہیں۔

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
نَحْنُ الْأَخْرُونَ السَّابِقُونَ.

۲۷۲۷- وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ  
أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ  
وَمَنْ يُطِيعُ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَعْصِ  
الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ  
يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيَنْقُضُ بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى  
اللَّهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا وَإِنْ قَالَ  
بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ.

۲۷۳۷- اور اسی مذکورہ سند کے ساتھ ہی ہے کہ اور جس نے  
میری فرمانبرداری کی تو بے شک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی  
اور جس نے میری نافرمانی کی یعنی میرے خلاف کیا اور کہا نہ مانا  
تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے حاکم کی  
اطاعت کی تو اس نے میری اطاعت کی اور جس نے حاکم کی  
نافرمانی کی تو اس نے میری نافرمانی کی اور نہیں سردار مگر جیسے  
ڈھال کہ اس کی آڑ میں لڑائی کی جاتی ہے اور اس کے سبب سے  
بچاؤ کیا جاتا ہے یعنی لڑائی سردار کی ہمت اور تدبیر سے بنتی ہے  
اس کی محافظت اور اطاعت لشکر کو ضروری ہے سو اگر سردار اللہ کی  
پرہیزگاری کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کے سبب سے  
اس کو ثواب ملے گا اور اگر اس کے سوائے حکم کرے یعنی خلاف  
شرع تو اس کے سبب سے اس پر عذاب ہوگا۔

فائدہ: اور تکلف کیا ہے ابن نمیر نے پس کہا کہ وجہ مطابقت ترجمہ کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے نحن الاخرون  
السابقون اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت ﷺ ہی امام ہیں اور یہ کہ واجب ہے ہر شخص پر یہ کہ اس کی طرف سے  
لڑے اور اس کی مدد کرے اس لیے کہ اگرچہ آپ زمانے میں متاخر ہیں لیکن متقدم ہیں سچ لینے عہد کے ہر شخص پر جو  
آپ سے پہلے ہے یہ کہ اگر وہ آپ کا زمانہ پائے گا تو آپ کے ساتھ ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا پس وہ  
ظاہر میں آگے ہیں اور حقیقت میں پیچھے پس مناسب ہوا یہ آپ کے قول کو کہ امام کے پیچھے لڑائی کی جائے اس لیے کہ  
وہ عام تر ہے اس سے کہ ارادہ کیا جائے اس کے ساتھ آگے کا یا پیچھے کا اور یہ جو کہا کہ امام ڈھال ہے تو معنی اس کے یہ  
ہیں کہ وہ سترہ اور آڑ ہے اس لیے کہ وہ دشمن کو مسلمانوں کی ایذا سے منع کرتا ہے اور بعض کو بعض کی ایذا سے  
روکتا ہے اور مراد ساتھ امام کے ہر وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ امور لوگوں کے اور انتظام ان کے کے۔ (فتح)

بَابُ الْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ أَنْ لَا يَفِرُّوا  
وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى الْمَوْتِ.

اس پر بیعت کرنی کہ لڑائی سے نہ بھاگیں اور بعض نے  
کہا کہ موت پر بیعت کی یعنی لڑائی سے نہ بھاگیں اگرچہ

مارے جائیں۔

فائدہ: گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کی طرف کہ دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ

ہو یہ دو جگہوں میں یا ایک دوسری کو تسلیم ہو۔ (فتح)

لَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾  
اس آیت کی وجہ سے کہ بے شک اللہ خوش ہو ایمان والوں سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے۔

فائدہ: ابن مزیر نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے استدلال کرنے کے ساتھ اس آیت سے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے

صبر پر بیعت کی اور وجہ نکالنے اس کے کی اس آیت سے یہ آیت ہے کہ پھر جانا اللہ نے جو ان کے جی میں تھا پھر اتارا

ان پر چین اور سکینت کو مراد چین ہے بیچ لڑائی کے پس دلالت کی اس نے کہ ان کے دلوں میں یہ تھا کہ وہ نہ بھاگیں

گے تو اللہ نے ان کی اس پر مدد کی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ بخاری نے سوائے اس کے نہیں کہ ذکر کیا ہے

آیت کو پیچھے قول کے کہ پھر نا والا ہے اس کی طرف کہ بیعت موت پر واقع ہوئی تھی اور اس کے نکالنے کی وجہ آیت سے

یہ ہے کہ اس میں مطلق بیع ہے یعنی اس میں یہ ذکر کچھ نہیں کہ کس بات پر بیعت واقع ہوئی تھی اور تحقیق خبر دی سلمہ بن

اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت رضی اللہ عنہم سے مرنے پر بیعت کی اور حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے درخت

کے تلے بیعت کی تھی پس دلالت کی اس نے کہ نہیں منافات ہے درمیان ان کے قول کے کہ انہوں نے آپ سے

مرنے پر اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اس لیے کہ مراد ساتھ بیعت کرنے کے موت پر یہ ہے کہ نہ بھاگیں اگرچہ مر جائیں

اور یہ مراد نہیں کہ واقع ہو موت اور حالانکہ کہ کوئی چارہ نہیں یعنی یہ جو بعض احادیث میں آیا ہے کہ انہوں نے موت پر

بیعت کی تو اس سے مراد یہ نہیں کہ موت کے واقع ہونے پر بیعت کی تھی اس لیے کہ اس سے تو کچھ چارہ نہیں اور یہی

معنی ہیں جن سے نافع نے انکار کیا اور عدول کیا طرف اپنے قول کی کہ بلکہ بیعت کی انہوں نے حضرت رضی اللہ عنہم سے صبر

یعنی صابر رہنے پر اور نہ بھاگنے پر برابر ہے کہ یہ ان کو موت کی طرف پہنچائے یا نہ۔ اور عنقریب مغازی میں آئے گی

موافقت مسیب بن خزن کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس درخت کے پوشیدہ ہونے پر اور بیان حکمت کا اس میں

اور وہ یہ ہے کہ نہ حاصل ہو اس کے ساتھ فتنہ اس چیز کی وجہ سے کہ واقع ہوئی اس کے نیچے خیر سے پس اگر وہ درخت

باقی رہتا تو اس سے امن نہ تھا کہ بعض جاہل اس کی تعظیم کریں یہاں تک کہ بہت وقت ان کو اس اعتقاد کی طرف پہنچا

تا کہ اس کو نفع اور ضرر پہنچانے کی قوت ہے جیسا کہ اب ہم اس کا مشاہدہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ اس سے کم ہے اور

طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قول کے ساتھ کہ یہ اللہ کی رحمت تھی یعنی اس کے بعد اس درخت کا

لوگوں سے پوشیدہ ہو جانا اللہ کی رحمت تھی اور احتمال ہے کہ اس کے قول کانت رحمة من اللہ کے یہ معنی ہوں کہ وہ

درخت اللہ کی رحمت کی جگہ تھی اور اس کی رضامندی کا عمل تھا نازل ہونے کی وجہ سے رضامندی کے مسلمانوں سے اس کے نزدیک۔ (فتح)

۲۷۳۸- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم آئندہ سال کو حدیبیہ میں پلٹ کر آئے یعنی عمرہ قضا میں تو ہم میں سے دو آدمیوں نے بھی اس درخت کے تعیین پر اتفاق نہ کیا جس کے نیچے ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی یعنی ہر چند لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ درخت کون سا درخت تھا اور کہاں تھا یہ اللہ کی رحمت تھی سو میں نے نافع سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کس چیز پر بیعت کی تھی کیا مرنے پر اس نے کہا کہ نہیں بلکہ بیعت کی اس نے صبر پر۔

۲۷۳۹- عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب واقعہ حرہ کا دن ہوا تو کوئی آنے والا اس کے پاس آیا تو اس نے کہا ابن حنظلہ لوگوں سے بیعت لیتا ہے مرنے پر تو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا۔

۲۷۳۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا الثَّنَانُ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِي بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِنَ اللَّهِ فَسَأَلْتُ نَافِعًا عَلَى أَمَى شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا بَلْ بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ.

۲۷۳۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ آتَاهُ ابْنُ لُقَيْطٍ لَّهُ إِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يَبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ فَقَالَ لَا أَبَايِعُ عَلَى هَذَا أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** مراد حرہ سے وہ جنگ ہے جو سن تریسٹھ ہجری میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت مدینے میں واقع ہوئی اس لڑائی میں یزید کی طرف سے مسلم بن عقبہ سردار تھا اور ابن حنظلہ انصار کا سردار تھا جو مسلم کے مقابل میں تھا اور عبد اللہ بن مطیع ان کے سوائے اور لوگوں پر سردار تھا وہ بھی مسلم کے مقابلے میں تھا وہ دونوں اس لڑائی میں مارے گئے اور اس لڑائی کا بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ یہ جو کہا کہ میں اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے بیعت نہ کروں گا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی اور یہ صریح نہیں اس لیے کہ اس کے پیچھے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لایا اس کی تصریح کرنے کی وجہ سے اس میں اس کے ساتھ۔ اور ابن منیر نے کہا کہ حکمت بیچ قول صحابی کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ کام نہ کرے گا یہ ہے کہ ہر مسلمان پر حق تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان کے ساتھ بچائے اور تھا فرض ان کے اوپر یہ کہ نہ بھاگیں آپ سے یہاں تک کہ مر جائیں آگے آپ کے اور یہ برخلاف

اس کے غیر کے ہے۔ (بخ)

۲۷۴۰۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں درخت کے سایے کی طرف پھر اسوجب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد لوگ کم ہوئے تو فرمایا اے اکوع کے بیٹے کیا تو بیعت نہیں کرتا میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بیعت کر چکا ہوں فرمایا پھر بیعت کرتو میں نے دوسری بار پھر بیعت کی میں نے اس سے کہا کہ اے ابو مسلم (یہ سلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تم اس دن کس چیز پر بیعت کرتے تھے اس نے کہا کہ مرنے پر۔

۲۷۴۰۔ حَدَّثَنَا الْمُكْتَبِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ الْأَتْبَاعُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَيْضًا فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أُمَّي شَيْءٍ كُنْتُمْ تَبَايَعُونَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابن منیر نے کہا کہ حکمت دوبار بیعت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ وہ لڑائی میں پیشوا تھا پس زیادہ احتیاط کی وجہ سے اس نے مکرر بیعت کی۔ میں کہتا ہوں کہ یا اس لیے کہ وہ سوار اور پیادے دونوں کی لڑائی لڑا تھا پس مکرر ہوئی صفت کے متعدد ہونے کی وجہ سے۔ (بخ)

۲۷۴۱۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن انصار کہتے تھے کہ ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب میں یہ دعا فرمائی کہ الہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سوا کرام کر یعنی بخش دے انصار اور مہاجرین کو۔

۲۷۴۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُولُ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حِينَا أَبَدًا فَأَجَابَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ.

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۷۴۲۔ مجاشع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو میں نے کہا کہ یا حضرت! ہم سے ہجرت پر بیعت کیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذر چکی ہجرت اپنے اہل کے لیے یعنی ہجرت کا ثواب ہو چکا اب اس

۲۷۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فَضِيلٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ مُجَاشِعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ آتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا

کا ثواب نہیں میں نے کہا آپ ہم سے کس چیز پر بیعت کرتے ہیں فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

بادشاہ کی فرمانبرداری اس چیز میں واجب ہے جس کی لوگوں کو طاقت ہو اور ان سے ہو سکے۔

۲۷۴۳۔ ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج ایک مرد میرے پاس آیا تو اس نے مجھ سے ایک بات پوچھی کہ میں نہیں جانتا کہ اس کو کیا جواب دوں یعنی مجھ کو اس کا جواب نہ آیا تو اس نے کہا کہ بھلا تم بتاؤ تو اس مرد کے حال کو جو لڑائی کے پورے ہتھیار رکھتا ہے اور ہمارے سرداروں کے ساتھ خوشی سے جنگوں میں نکلتا ہے تو سردار ہم پر کئی کام لازم کرتا ہے جن کی ہم طاقت نہیں رکھتے تو میں نے اس سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں تجھ کو کیا جواب دوں مگر یہ کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے پس قریب تھا کہ کوئی کام ہم پر لازم نہ کریں امارت کے باب میں یہاں تک کہ ہم اس کو کرتے اور تحقیق ایک تمہارا ہمیشہ خیر سے رہے گا جب تک کہ اللہ سے ڈرتا رہے گا اور جب کوئی اپنے جی میں کسی چیز میں شک کرے کہ جائز ہے یا ناجائز تو کسی مرد سے پوچھے پس شفا دے اس کو وہ مرد اس سے یعنی اللہ کی پرہیزگاری سے یہ ہے کہ نہ اقدام کرے مرد اس چیز پر جس میں شک کرتا ہے یہاں تک کہ کسی عالم سے پوچھے پس راہ دکھائے وہ اس کو طرف اس چیز کی جس میں اس کی شفا ہے اور قریب ہے کہ نہ پاؤ گے تم اس مرد کو یعنی بعد گزرنے اصحاب کے کہ دلوں کو شک سے شفا دے اور قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی لائق

وَأَخِي فَقُلْتُ تَبِيعْنَا عَلَى الْهَجْرَةِ فَقَالَ  
مَضَتْ الْهَجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ عَلَامَ تَبِيعْنَا  
قَالَ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ.

فائدہ: اس کی شرح بھی مغازی میں آئے گی۔

بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا  
يُطِيقُونَ.

۲۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا  
جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ  
عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَقَدْ أَتَانِي الْيَوْمَ  
رَجُلٌ فَسَأَلَنِي عَنْ أَمْرٍ مَا دَرَيْتُ مَا أَرُدُّ  
عَلَيْهِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُؤَدِّيًا نَشِيطًا  
يَخْرُجُ مَعَ أَمْرَانَا فِي الْمَغَازِي فَيَعِزُّمُ  
عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءَ لَا نُحْصِيهَا فَقُلْتُ لَهُ وَاللَّهِ  
مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ إِلَّا أَنَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسَى أَنْ لَا يَعِزُّمُ  
عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلَّا مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ وَإِنْ  
أَحَدُكُمْ لَنْ يَزَالَ بِخَيْرٍ مَا اتَّقَى اللَّهَ وَإِذَا  
شَكَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ سَأَلَ رَجُلًا فَشَفَّاهُ مِنْهُ  
وَأَوْشَكَ أَنْ لَا تَجِدُوهُ وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا  
هُوَ مَا أَذْكَرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالْتَلْعِ  
شُرْبِ صَفْوَةٍ وَبَقِيَ كَذْرُهُ.



عبادت کے نہیں ذکر کرتا ہوں میں جو کچھ باقی ہے دنیا سے مگر  
مانند گڑھے پانی کی کہ سائے میں ہو جس کا صاف پانی پیا گیا  
اور میل باقی رہا یعنی جو دنیا گزر چکی ہے اس کی مثل گڑھے کے  
صاف پانی کی مثل ہے جو پیا گیا اور جو دنیا باقی ہے اس کی مثل  
اس کی میل کی مثل ہے جو باقی رہا۔

**فائدہ:** حاصل حدیث کا یہ ہے کہ اس مرد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سردار کی فرمانبرداری کا حکم پوچھا کہ واجب ہے یا  
نہیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا کہ سردار کی فرمانبرداری واجب ہے بشرطیکہ مامور بہ اللہ کی پرہیزگاری کے  
موافق ہو اور جب کہ یہ حال تھا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور حالانکہ مر گئے تھے وہ پہلے بلوی عثمان رضی اللہ عنہ کے  
اور پیدا ہونے ان وقتوں عظیمہ کے تو کیا ہوگا اعتقاد اس کا اس چیز میں کہ اس کے بعد پیدا ہوئی اور اس حدیث سے  
معلوم ہوا کہ تھے اعتقاد رکھتے اس کا کہ امام کی فرمانبرداری واجب ہے۔ اور لیکن وقف کرنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خصوصی  
جواب اس کے سے اور اس کا پھر نا عام جواب کی طرف پس اس اشکال کی وجہ سے ہے کہ ان کے لیے واقع ہوا  
اور تحقیق اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی اپنی باقی حدیث میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے توقف کرنا فتویٰ دینا  
اس چیز میں کہ مشکل ہو امر سے اس چیز کے لیے کہ واقع ہوئی ہے فساد سے اور اگر جواب دیتے اس کو ساتھ جواز باز  
رہنے کے تو مشکل ہوتا امر اس لیے کہ وہ فتنے کی طرف پہنچتا ہے پس صواب توقف کرنا ہے اس کے جواب سے اور جو  
اس کی مانند ہے۔ (فتح)

**بابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ آخَرَ الْقِتَالِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ.**  
باب ہے اس بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ  
جب اول دن میں نہ لڑتے تھے تو لڑنے میں تاخیر کرتے  
تھے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلتا۔

**فائدہ:** یعنی اس لیے کہ اکثر اوقات ہو احوال کے بعد چلتی ہے پس حاصل ہوتی ہے اس کے ساتھ تمہید تیزی  
تھیاروں کے اور لڑائی کی اور زیادتی نشاط میں۔ (فتح)

۲۷۴۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا  
مُعَاوِيَةَ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ  
مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ  
مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ  
قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى  
۲۷۴۳۔ عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی  
جہاد میں انتظار کی یہاں تک کہ آفتاب ڈھلا پھر لوگوں میں  
کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے  
کی آرزو نہ کیا کرو یعنی یہ نہ چاہوں کہ کافروں سے لڑائی واقع

ہو کہ اس میں طلب کرنا بلا کا ہے اور یہ منع ہے اور اللہ سے عافیت مانگو اور جب تم دشمنوں سے ملو تو صبر کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے پھر فرمایا یعنی دعا کی کہ الہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد لینے والے حساب کے اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد دے ہم کو کافروں پر۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَرَأَتْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا أَنْتَظَرَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُّوْا اللَّهُ الْعَاقِبَةَ فَإِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مَنِّزَ الْكِتَابِ وَمُعْجِزِ السَّحَابِ وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَأَنْصِرْنَا عَلَيْهِمْ.

فائدہ: اس حدیث میں ترجمہ باب کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن اس میں یہ نہیں کہ اذالم یقاتل اول النہار اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے پس احمد کی ایک روایت میں ہے کہ پسند کرتے تھے یہ کہ کھڑے ہوں دشمن کی طرف آفتاب کے ڈھلنے کے وقت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہلت دیتے تھے جب آفتاب ڈھلتا پھر دشمن کی طرف کھڑے ہوتے۔ اور بخاری نے جزیہ میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اول دن میں نہ لڑتے تھے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز حاضر ہوتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مدد اترتی پس ظاہر ہوا کہ فائدہ تاخیر کا یہ ہے کہ نماز کے اوقات جگہ ظن قبول ہونے دعا کے ہیں۔ اور جنگ احزاب میں ہوا کے چلنے کے ساتھ فتح نصیب ہوئی تھی۔ پس اس کے ظن کی جگہ ہوئی اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے نعمان رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا سو حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب فجر چڑھتی تھی تو جہاد کے شروع کرنے سے باز رہتے تھے یہاں تک کہ آفتاب نکلتا سو جب آفتاب نکلتا تو لڑتے پھر جب دوپہر ہوتی تو باز رہتے پھر جب آفتاب ڈھلتا تو لڑتے پھر جب عصر کا وقت آتا تو باز رہتے یہاں تک کہ اس کو پڑھتے پھر لڑتے اور فرماتے تھے کہ اس وقت فتح کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی نماز میں اپنے لشکر کے لیے دعا کرتے ہیں۔ (فتح)

باب ہے رعیت میں سے کوئی امام سے اجازت چاہے یعنی پھرنے کی یا نکلنے سے پیچھے رہنے کی یا مانند اس کی تو اس کا کیا حکم ہے یعنی اللہ نے فرمایا کہ ایمان والے وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور جب

بَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامَ لِقَوْلِهِ  
(إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ  
وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ  
لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ

يَسْتَأْذِنُونَكَ ۖ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ.

ہوتے ہیں ساتھ اس کے کسی امر جامع پر یعنی جیسے کہ تدبیر جہاد کی ہے تو نہیں جاتے یہاں تک کہ اس سے اجازت لیں۔

**فائدہ:** ابن عباس نے کہا کہ حجت پکڑی ہے اس آیت کے ساتھ حسن نے اس پر کہ نہیں جائز ہے کسی کو یہ کہ جائے لشکر سے یہاں تک کہ سردار سے اجازت لے اور یہ نزدیک سب فقہاء کے حضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھا اسی طرح کہا ہے اس نے اور ظاہر یہ بات ہے کہ خصوصیت بیچ عموم و وجوب اجازت لینے کے ہے نہیں تو اگر ہوگا ان لوگوں میں سے کہ معین کیا ہے ان کو امام نے پس عارض ہو اس کے لیے وہ چیز کہ تقاضہ کرے پیچھے رہنے کا یا پھر آنے کا تو تحقیق وہ محتاج ہے اجازت کی طرف۔ (فتح)

۲۷۴۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیا تو حضرت رضی اللہ عنہ مجھ کو پیچھے سے آٹے اور میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو تھک گیا تھا نہ قریب تھا کہ چلے تو حضرت رضی اللہ عنہ نے مجھ کو فرمایا کہ تیرے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ یہ تھک گیا ہے تو حضرت رضی اللہ عنہ پیچھے ہوئے اور اس کو ڈانٹا اور اس کے لیے دعا کی (تو وہ ایسا تیز قدم ہو گیا) کہ ہمیشہ سب اونٹوں کے آگے چلتے تھا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اپنا اونٹ کس طرح دیکھتا ہے میں نے کہا کہ خیر کے ساتھ دیکھتا ہوں بے شک آپ کی برکت اس کو پہنچی یعنی آپ کی برکت سے تیز قدم ہو گیا ہے حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بچتا ہے تو میں شرمندہ ہوا اور حالانکہ اس کے سوائے ہمارے پاس کوئی اونٹ پانی سینچنے والا نہ تھا میں نے کہا کہ ہاں حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس اس کو میرے ہاتھ بیچ ڈال تو میں نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ ڈالا اس شرط پر کہ اس کی سواری میرے لیے ہوگی یہاں تک کہ میں مدینے میں پہنچوں جابر رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے کہا یا حضرت رضی اللہ عنہ میں نے تازہ شاری کی ہے سو میں نے آپ سے اجازت چاہی تو

۲۷۴۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُعْبِرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَلَا حَقَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاصِحٍ لَنَا قَدْ أَضَاعَا فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ فَقَالَ لِي مَا لِبَعِيرِكَ قَالَ قُلْتُ عَيْبٍ قَالَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قَدَامَهَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ قَالَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفْتَبِعُ عَيْبِهِ قَالَ فَاسْتَحْيَيْتُ وَلَمْ يَكُنْ لَنَا نَاصِحٌ غَيْرُهُ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَبِعْتُهُ فَبَعْتَهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهْرَهُ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِينَةَ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي عَرُوسٌ فَاسْتَأْذِنْتُهُ فَأَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى آتَيْتُ الْمَدِينَةَ

حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی تو میں مدینے کی طرف لوگوں سے آگے بڑھا یہاں تک کہ میں مدینے میں آیا تو میرا ماموں مجھ کو ملا اور مجھ سے اونٹ کا حال پوچھا تو خبر دی میں نے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ میں نے اس میں کی تو اس نے مجھ کو ملامت کی اور جب میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ کیا تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے میں نے کہا کہ بیوہ سے نکاح کیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلنا اور وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرا باپ مر گیا یا یوں کہا شہید ہوا اور میری بہنیں چھوٹی چھوٹی ہیں اور میں نے برا جانا کہ ان کی مانند سے نکاح کروں پس نہ ان کو ادب سکھائے اور نہ ان کی خبر گیری کرے تو نکاح کیا میں نے بیوہ سے تاکہ ان کے حال کی خبر گیری کرے اور ان کو ادب سکھائے سو جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو میں صبح کو آپ کے پاس اونٹ لایا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو اس کی قیمت دی اور اونٹ بھی پھیر دیا۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بیچ اس شرط پر ہمارے فتویٰ میں درست ہے ہم اس کے ساتھ کچھ ڈر نہیں دیکھتے۔

فَلَقَيْتِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيرِ فَأَخْبَرْتَهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَا مَنِي قَالَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي حِينَ اسْتَأْذَنْتَهُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بَكْرًا أَمْ نَيْبًا فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ نَيْبًا فَقَالَ هَلَّا تَزَوَّجْتَ بَكْرًا تَلَاعِبَهَا وَتَلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُؤْفَى وَالْيَدَىٰ أَوْ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ فَكُرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِنْهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُومُ عَلَيْهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ نَيْبًا لِيَقُومَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي لَمَنَةً وَرَدَّهٗ عَلَيَّ قَالَ الْمَغِيرَةُ هَذَا فِي قِضَانِنَا حَسَنٌ لَا نَرَىٰ بِهِ بَأْسًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشروط میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ میں نے تازہ شادی کی ہے سو میں نے حضرت ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی اور باقی شرح اس کی نکاح میں آئے گی۔ اور مغیرہ نے جو کہا کہ یہ ہمارے فتویٰ میں جائز ہے تو مراد اس کی اس کے ساتھ وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے شرط کرنے سواری اونٹ کی سے مدینے تک۔ (فتح)

جو جہاد کرے اور حالانکہ اس نے تازہ شادی کی ہو۔ یعنی اس باب میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔ یعنی جو کہ پہلے باب

بَابٌ مِّنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عَهْدِ بَعْرِيهِ فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میں گذر چکی ہے اور یہ جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیوں جلدی کرتا ہے میں نے کہا کہ میں نے تازہ شادی کی ہے۔

جو اختیار کرتا ہے جہاد کو بعد بنا کے یعنی بعد خلوت کرنے کے ساتھ بیوی اپنی کے۔ یعنی اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو فس میں آئے گی کہ پیغمبروں سے ایک پیغمبر نے جہاد کیا تو فرمایا کہ جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک ہوا ہو اور اس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو وہ میرے ساتھ نہ جائے اور اس کی شرح اس جگہ آئے گی اور باب باندھا ہے اس کے ساتھ بخاری نے نکاح میں من احب البناء بعد الغزو اور غرض اس جگہ یہ ہے کہ خالی ہوں اس کا جہاد کے لیے اور متوجہ ہو اس پر ساتھ خوشی کے اس لیے کہ جو کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اس کا دل اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے بخلاف اس شخص کے جو اس کے ساتھ صحبت کرے کہ پس تحقیق اس کے حق میں امر اکثر اوقات ہلکا ہوتا ہے اور اس کی نظیر مشغول ہونا ہے ساتھ کھانے کے پہلے نماز کے۔ (فتح)

خوف اور گھبراہٹ کے وقت امام کی جلدی کرنی۔

۲۷۴۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے میں ہول پڑی تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے نکل گئے سو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ چیز نہیں دیکھی البتہ ہم نے تو اس گھوڑے کا قدم دریا پایا۔

بَابُ مَبَادِرَةِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْفُرُوعِ.  
۲۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فُرْعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَعْرًا.

فائدہ: یہ حدیث کئی بار پہلے گذر چکی ہے اور موافقت اس کی باب سے ظاہر ہے۔

گھبراہٹ کے وقت جلدی کرنا اور گھوڑا دوڑانا۔

۲۷۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ گھبرائے اور دوڑے تو حضرت ﷺ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو ست قدم تھا پھر تہا دوڑتے نکلے تو لوگ آپ کے پیچھے سوار ہوئے

بَابُ السَّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الْفُرُوعِ.  
۲۷۴۷۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ

اس حال میں کہ اپنے چوپائے دوڑاتے تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت ڈرو بے شک وہ دریا ہے تو اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس کے آگے نہ بڑھا۔

عَنْهُ قَالَ فَرَزَعَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ بَطِينًا ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَحْدَهُ فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُونَ خَلْفَهُ فَقَالَ لَهُمْ تَرَاؤُوا إِنَّهُ لَبَحْرٌ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

خوف کے وقت تنہا نکلنا۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي الْفُرْعِ وَوَحْدَهُ.

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں اور شاید بخاری نے ارادہ کیا ہو یہ کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھے جو مذکور ہے اور طریق سے پھر اس سے پہلے مر گئے۔ ابن بطلال نے کہا کہ خلاصہ ان ابواب کا یہ ہے کہ امام کو لائق ہے کہ اپنی جان کو بچائے اس لیے کہ اس میں نظر کرنی ہے مسلمانوں کے لیے مگر یہ کہ ہواہل غنا شدید سے اور ثبات بالغ سے پس احتمال ہے کہ ہو یہ جائز اس کے لیے۔ اور جو شجاعت حضرت ﷺ میں تھی وہ آپ کے سوا کسی میں نہ تھی خاص کر حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ اللہ آپ کو بچائے گا اور آپ کی مدد کرے گا۔ (فتح)

بَابُ الْجَعَائِلِ وَالْحُمْلَانِ فِي السَّبِيلِ.

اگر کوئی کسی مرد کو مزدوری دے کر اپنی طرف سے جہاد کروائے اور اللہ کی راہ میں کسی کو سوازی چڑھنے کو دے تو اس کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: جعالہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کو مقرر کرے بیٹھنے والا اجرت سے اس شخص کے لیے جو اس کی طرف سے جہاد کرے۔ ابن بطلال نے کہا کہ اگر کوئی مرد اپنے مال سے کچھ نکالے اور اس کے ساتھ مستحب کام کرے یا مدد کرے غازی کی جہاد میں گھوڑے وغیرہ سے تو اس میں کچھ نزاع نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس چیز میں جب کہ اجارہ دے اپنی جان کو یا اپنے گھوڑے کو جہاد میں یعنی کسی کی طرف سے مزدوری پر جہاد کرے سو مکروہ جانا ہے اس کو مالک نے اور مکروہ جانا ہے اس نے یہ کہ لے مزدوری اس پر کہ آگے بڑھے قلعے کی طرف۔ اور ابو حنیفہ کے یاروں نے جعالہ کو برا جانا ہے مگر یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ ضعف ہو اور بیت المال میں کچھ چیز نہ ہو اور کہتے ہیں کہ اگر بعض بعض کی مدد کرے تو جائز ہے نہ بطور بدل کے اور امام شافعی نے کہا کہ نہیں جائز یہ کہ جہاد کرے مزدوری پر کہ لے اس کو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بادشاہ سے جائز ہے اور کسی سے جائز نہیں اس لیے کہ جہاد فرض کفایہ ہے پس جو اس کو کرے واقع ہوگا فرض سے اور نہیں جائز ہے کہ مستحق ہوا اپنے غیر سے عوض کو انتہی۔ اور اس کی تائید کرتی ہے جو عبد الرزاق نے روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فائدے پہنچائے بیٹھنے والا غازی کو اس چیز کے ساتھ کہ چاہے لیکن غازی اپنا جہاد بیچے تو یہ جائز نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ جعالہ کا

کیا حکم ہے تو اس نے اس کو مکروہ جانا اور کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غازی اپنا جہاد بیچتا ہے اور مزدوری دینے والا اپنے جہاد سے بھاگتا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے خلاف کی طرف اس چیز میں کہ لے اس کو غازی کہ کیا مستحق ہوتا ہے اس کا جہاد کے سبب سے پس نہ تجاوز کرے جہاد سے اس کے غیر کی طرف یعنی جہاد کرنے کے سوا اس میں کچھ تصرف نہ کرے یا مالک ہوتا ہے اس کا پس تصرف کرے اس میں جو چاہے۔ کماسیاتی بیانہ (فتح)

یعنی اور مجاہد نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے کچھ مال سے تیری مدد کروں میں نے کہا کہ اللہ نے میری روزی مجھ پر فراخ کی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری مال داری تجھ کو مبارک ہو میں چاہتا ہوں کہ میرا کچھ مال اس وجہ میں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ ہو۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ الْغَزْوُ  
قَالَ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أُعِينَكَ بِطَائِفَةٍ مِّنْ  
مَّالِي قُلْتُ أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيَّ قَالَ إِنَّ  
غِنَاكَ لَكَ وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَكُونَ مِّنْ  
مَّالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ.

فائدہ: اس اثر کا بیان مغازی میں آئے گا۔ اور تشبیہ کی ہے بخاری نے اس کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد پر اس اثر کے ساتھ جو اس سے ابن سیرین نے روایت کیا ہے کہ نہیں مکروہ ہے مدد کرنی غازی کی۔ (فتح)

یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ لوگ بیت المال سے مال لیتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں پھر جہاد نہیں کرتے سو جو ایسا کرے یعنی بیت المال سے مال لے اور جہاد نہ کرے تو ہم اس کے مال کے ساتھ لائق تر ہیں یہاں تک کہ ہم اس سے لیں جو اس نے لیا یعنی اگر وہ جہاد نہ کرے تو وہ مال اس سے واپس لیا جائے یعنی اور طاؤس اور مجاہد نے کہا کہ جب تجھ کو کوئی چیز دی جائے کہ تو اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلے یعنی جہاد کے لیے تو کر ساتھ اس کے جو کچھ چاہے اور رکھ اس کو نزدیک اپنے اہل و عیال کے۔

وَقَالَ عُمَرُ إِنَّ نَاسًا يَأْخُذُونَ مِنْ هَذَا  
الْمَالِ لِيُجَاهِدُوا ثُمَّ لَا يُجَاهِدُونَ فَمَنْ  
فَعَلَهُ فَتَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ حَتَّى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا  
أَخَذَ وَقَالَ طَاؤُسٌ وَمُجَاهِدٌ إِذَا دَفِعَ  
إِلَيْكَ شَيْءٌ تَخْرُجُ بِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَأَصْنَعُ بِهِ مَا شِئْتُ وَضَعَهُ عِنْدَ أَهْلِكَ.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی چیز جہاد کے لیے لے تو لینے والا اس کا مالک ہو جاتا ہے جس جگہ چاہے اس کو خرچ کرے یہ ضروری نہیں کہ جہاد کے سوا اس کو اور کسی جگہ خرچ نہ کرے۔

۲۷۴۸۔ ۲۷۴۹۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کوچرنے کے لیے دیا میں نے اس کو دیکھا کہ بکتا ہے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس کو خرید لوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

۲۷۴۸۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ زَيْدٌ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَأَيْتُهُ يَبَاعُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْتَرِيهِ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهِ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کی راہ میں دے اس کو پھر خرید کر بھی نہ لے۔

۲۷۴۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کوچرنے کے لیے دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا تو اس کو خریدنا چاہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مول لے اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

۲۷۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ يَبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ يَتَنَاغَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتِعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

فائدہ: اور جو داخل ہونے قصے گھوڑے عمر رضی اللہ عنہ کے کی اس باب میں اس جہت سے ہے کہ برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمول علیہ کو اوپر تصرف کرنے کے اس میں بیع وغیرہ کے ساتھ پس دلالت کی اس نے اوپر قوی کرنے اس چیز کے جو طاؤس کا مذہب ہے کہ جو جہاد کے لیے کوئی چیز لے اس کو اس چیز میں جہاد کے سوا اور طرح سے تصرف کرنا جائز ہے یعنی جیسا کہ اس کے اثر میں ابھی گذر چکا ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ جو لے مال کو بیت المال سے کسی عمل پر اور پھر وہ نہ کام کرے تو جو چیز اس نے لی ہے سو پھیر دے اور اس طرح لینا ہے اس عمل پر جس کے وہ لائق نہ ہو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مذہب امر مذکور میں تاویل کا محتاج ہے اس طرح کہ حمل کیا جائے کراہت پر۔ ابن مسیب نے کہا کہ جو جہاد میں کسی چیز کے ساتھ مدد کرے وہ چیز اس کی ملک ہوئی جو دیا گیا جب کہ پہنچے اس مغزی کو روایت کیا ہے اس اثر کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔ اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب تو وادی القری میں پہنچے تو نشان تیرا ہے ساتھ اس کے یعنی تصرف کر بیچ اس کے اور یہی قول ہے ثوری اور لیث کا۔ (فتح)

۲۷۵۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو کسی لشکر سے پیچھے نہ

۲۷۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي



رہتا یعنی ہر لشکر کے ساتھ جاتا لیکن میں بار برداری اور سواری نہیں پاتا نہ میرے پاس وہ چیز ہے جس پر سب اصحاب کو سوار کروں اور مجھ کو رنج ہوتا ہے کہ مسلمان مجھ سے چھوٹ رہیں اور البتہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پس مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔

أَبُو صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَلَّوْنَا أَنْ أَسْقَى عَلَى أُمَّتِي مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ وَلَكِنْ لَا أُجِدُ حَمُولَةً وَلَا أُجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَيُشَقُّ عَلَيَّ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَوْ دِدْتُ أَنِّي قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَتَلْتُ نَفْسِي لَأُحْيَيْتُ ثُمَّ قَتَلْتُ ثُمَّ أُحْيَيْتُ.

فائدہ: اور وجہ داخل ہونے اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی باب میں یہ ہے کہ وہ متعلق ہے رکن ثانی سے ترجمہ باب سے اور وہ اللہ کی راہ میں سوار کرنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ نہ میرے پاس وہ چیز ہے کہ جس پر سب اصحاب کو سوار کروں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں مزدور پکڑنے کے جہاد میں۔

فائدہ: جو مزدور کہ جہاد میں رکھا جائے اس کے لیے حال ہیں یا یہ کہ خدمت کے لیے رکھا جاتا ہے کہ اس سے خدمت لی جائے یا اس لیے کہ لڑے لیکن پہلا پس کہا ہے اوزاعی اور احمد اور اسحق نے کہ مال غنیمت سے اس کو حصہ نہ دیا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کو حصہ دیا جائے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ کا نوکر تھا اس کے گھوڑے کی خدمت کیا کرتا تھا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حصہ نکالا اور ثوری نے کہا کہ نوکر کے لیے حصہ نہ نکالا جائے مگر یہ کہ لڑے اور لیکن جب کوئی لڑنے کے لیے مزدور رکھا جائے تو مالکیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے مال غنیمت سے حصہ نہ نکالا جائے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ اس کے لیے حصہ نکالا جائے اور امام احمد نے کہا اگر امام کسی قوم کو لڑنے کے لیے نوکر رکھے تو اجرت کے سوائے اور حصہ ان کو نہ دے اور شافعی نے کہا کہ اس کے حق میں ہے جس پر جہاد واجب نہ ہو۔ اور لیکن آزاد بالغ مسلمان جب صف کفار میں حاضر ہو تو اس پر جہاد متعین ہوتا ہے پس اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے اور وہ اجرت کا مستحق نہیں ہوتا۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سَبْرِينَ يُقْسَمُ  
لِلْأَجِيرِ مِنَ الْمَغْنَمِ.  
یعنی حسن اور ابن سیرین نے کہا کہ نوکر اور مزدور کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یعنی اور وہ اجرت کا مستحق نہیں۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کی ہے کہ جب غلام اور نوکر لڑائی میں حاضر ہوں تو ان کو غنیمت سے حصہ دیا جائے۔

وَأَخَذَ عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَيَّ  
یعنی اور لیا عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا نصف پر یعنی

جو حصہ گھوڑے کے مال غنیمت سے ملے اس کو آدھم آدھ بانٹ لیں گے تو گھوڑے کا حصہ چار سو اشرفی کو پہنچا یعنی گھوڑے کے حصے میں چار سو اشرفی آئی تو اس نے دو سو اشرفی آپ لی اور دو سو اشرفی گھوڑے کے مالک کو دی۔

النِّصْفِ فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعَ مِائَةٍ دِينَارٍ فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَعْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

فائدہ: یہ فعل جائز ہے اس شخص کے نزدیک جو مختار ہو اور کہا ہے ساتھ صحیح ہونے اس کے اس جگہ اوزاعی اور احمد نے برخلاف باقی تین اماموں کے اور مختار کی بحث مزارعت میں گذر چکی ہے۔ (فتح)

۲۷۵۱۔ یعلیٰ بن یعلیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک کیا اور میں نے ایک اونٹ اللہ کی راہ میں کسی کو چرنے کے لیے دیا اور وہ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے مضبوط تر ہے تو میں نے ایک مزدور ٹھہرایا سو وہ ایک مرد سے لڑا تو ایک نے دوسرے کو کاٹ کھایا یعنی اس کا ہاتھ اپنے منہ میں چبایا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا تو اس کا سامنے کا دانت اکھاڑ ڈالا تو کاٹنے والا حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے اس کا بدلہ معاف کیا اور فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا پس چباتا تو اس کو جیسے کہ اونٹ چباتا ہے۔

۲۷۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرٍ فَهُوَ أَوْثَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي فَاسْتَأْجَرْتُ أُجَيْرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَصَّ أَحَدَهُمَا الْآخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ ثِيْبَتَهُ فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ أَيَدْفَعُ يَدَهُ إِلَيْكَ فَتَقْضِمُهَا كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القصاص میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں نے ایک مزدور ٹھہرایا۔ اور مہلب نے کہا کہ استنباط کیا ہے بخاری نے اس سے کہ جہاد میں آزاد مرد کو نوکر رکھنا جائز ہے اور تحقیق خطاب کیا ہے اللہ نے مسلمانوں کو اپنے قول کے ساتھ کہ جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز سوا اللہ کے لیے اس میں سے پانچواں حصہ ہے آخر تک پس داخل ہو مزدور اس خطاب میں۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کی ابو داؤد نے یہ حدیث اور طریق سے جو اس سے زیادہ تر واضح ہے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے جہاد کی اجازت دی اور میں بوڑھا تھا میرا کوئی خادم نہ تھا سو میں نے مزدور تلاش کیا جو مجھ کو کفایت کرے اور میں اپنا حصہ اس کو دوں سو میں نے ایک مرد پایا سو جب کوچ کا وقت قریب ہوا تو میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا تیرا حصہ کیا ہے پس میرے لیے کچھ چیز مقرر کر خواہ تجھ کو حصہ ملے یا نہ ملے تو میں نے اس کے لیے تین اشرفیاں مقرر کیں۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيلَ فِي لُؤَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** جھنڈے کو رایت اور علم بھی کہتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ لشکر کا سردار اس کو تھامے رکھے پھر اس کا یہ حال ہو گیا کہ سردار کے سر پر ہو گیا اور ابن العربی نے کہا کہ لواء اور رایت میں فرق ہے پس لواء وہ ہے جو نیزے کی ایک طرف میں گرہ دیا جاتا ہے پھر اس پر لپٹا جاتا ہے اور رایت وہ ہے جو اس میں گرہ دی جاتی پھر چھوڑ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہوائیں ادھر ادھر پلٹادیں اور بعض کہتے ہیں کہ لواء رایت سے کم ہوتا ہے۔ اور میلان کیا ہے ترمذی نے فرق کی طرف پس باب باندھا ساتھ لواء کے اور وارد کی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میں داخل ہوئے اور آپ کا لواء سفید تھا پھر باب باندھا رایت کے لیے اور وارد کی براء رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لواء کالا تھا چوکھٹا نمروہ سے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رایت کالا تھا اور لواء سفید تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زرد تھا اور تلبیق دی جاتی ہے ان کے درمیان اختلاف اوقات کے ساتھ یعنی کبھی سفید تھا اور کبھی زرد اور ایک روایت میں ہے کہ اکرام دیا ہے اللہ نے میری امت کو ساتھ جھنڈوں کے اور اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے پر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا تھا اور اس کی سند وہی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے جھنڈے کا نام عقاب تھا چوکھٹا تھا اور آپ کے ایک جھنڈے کا نام سفید جھنڈا تھا اور اکثر اوقات اس میں کوئی چیز سیاہ لگاتے تھے۔ (فتح)

۲۷۵۲۔ ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق سعد بن انصاری رضی اللہ عنہ نے اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والا تھاج کارادہ کیا اور کنگھی کی۔

۲۷۵۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَقِيلُ بْنُ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ الْقُرْظِيُّ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ صَاحِبَ لَوَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَلَ.

**فائدہ:** اور مراد وہ جھنڈا ہے جو خزیج کے ساتھ خاص تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ اپنے جہاد میں ہر قبیلے کے سردار کو جھنڈا دیتے تھے کہ وہ اس کے تلے لڑیں اور غرض بخاری کی اس سے یہ ہے کہ قیس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والے تھے اور نہ مقرر تھے اس میں مگر ساتھ اجازت کے پس یہی قدر ہے مرفوع حدیث سے اور اس کی یہاں حاجت ہے اور اسماعیلی نے یہ حدیث پوری روایت کی ہے پس کہا کہ اس نے آدھے سر میں کنگھی کی تو اس کا غلام کھڑا ہوا اور ہدی کے گلے میں ہار ڈالا سو جب قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی ہدی کو دیکھا کہ ہار ڈالی گئی ہے توجج کا احرام

باندھا اور آدھے سر میں کنگھی نہ اور یہ پھرنا ہے قیس رضی اللہ عنہ سے اس بات کی طرف کہ جو احرام کا ارادہ رکھتا ہو اور جب اپنی ہدی کے گلے میں ہار ڈالے تو محرم کے حکم میں داخل ہوتا ہے۔ (فتح)

۲۷۵۳۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیچھے رہے تھے اور ان کی آنکھیں دکھتی تھیں تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی بطور حسرت کے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیچھے رہتا ہوں پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جانے پس جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا اس مرد کو یا فرمایا کہ البتہ پکڑے گا علم کو کل وہ شخص جس کو اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کرے گا پس اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما ہیں اور ہم ان کی امید نہ رکھتے تھے تو لوگوں نے کہا یہ علی رضی اللہ عنہما ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو علم دیا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح کی۔

۲۷۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ لِلْحَقِيقِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَعْطَيْنَ الرَّايَةَ أَوْ قَالَ لِيَأْخُذَنَّ عَدَا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرَجُوهُ فَقَالُوا هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اس میں غرض یہ قول ہے کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں پس تحقیق وہ مشر ہے اس کے ساتھ کہ جہنڈا کسی معین شخص کے ساتھ خاص نہ تھا بلکہ ہر جہاد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس کو چاہتے تھے دیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں دینے والا ہوں لواء اس مرد کو جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ یہ مشر ہے ساتھ اس کے کہ رایہ اور لواء برابر ہے۔ (فتح)

۲۷۵۴۔ نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ زبیر رضی اللہ عنہما کو کہتے تھے کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تجھ کو اس جگہ جہنڈا گاڑنے کا حکم دیا تھا۔

۲۷۵۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُولُ



نصیب ہوئی رعب سے پس جس حالت میں کہ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے سامنے ہوئیں سو میرے آگے رکھی گئیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے گئے اور تم وہ خزانے نکالتے ہو۔

بِنِ الْمَسِيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعَتْ فِي يَدِي قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَلُونَهَا.

فائدہ: جوامع الکلم اس کو کہتے ہیں جس میں لفظ کم اور معانی زیادہ ہوں۔ اور جوامع الکلم سے مراد قرآن اور حدیث ہے جن کے معانی اور مطالب کی کچھ حد نہیں۔ اور زمین کے خزانوں کی کنجیوں سے مراد وہ چیز ہے جو کھولی جائے گی آپ کی امت پر آپ کے بعد فتوحات سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کانیں مراد ہیں۔ (فتح)

۲۷۵۶۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور حالانکہ ہرقل بیت المقدس میں تھا پھر اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوا لیا اور پڑھوایا پھر جب خط کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس کے نزدیک بہت شور وغل ہوا اور آوازیں بلند ہوئیں اور ہم نکالے گئے تو میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ یہاں تک بلند ہوا کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔

۲۷۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ وَهُمْ بِبَابِلِيَاءَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخْبُ فَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمَرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ.

فائدہ: یہ حدیث بدء الوسی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے اس لیے کہ ہرقل کی جگہ اور مدینے کے درمیان ایک ماہ کی مدت تھی یا اس کی مانند۔ (فتح)

باب حَمَلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾

جہاد میں سفر کا خرچ اٹھانا۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ خرچ راہ ساتھ لیا کرو کہ خرچ بہتر ہے گناہ سے بچنا یعنی سوال سے۔

**فائدہ:** اس ترجمہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سفر میں خرچ کا اٹھانا توکل کے منافی نہیں اور تحقیق گذر چکی ہے حج میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں جو اس کی تائید کرتی ہے۔ (فتح)

۲۷۵۷-۲۷۵۸- اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں حضرت ﷺ کا کھانا تیار کیا جب کہ آپ نے مدینے کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا سو نہ پائے ہم نے آپ کے لیے دسترخوان اور نہ آپ کی مشک کے لیے وہ چیز کہ باندھیں ہم ان کو ساتھ اس کے تو میں نے اپنے باپ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں کوئی چیز نہیں پاتی جس کے ساتھ باندھوں مگر اپنا کمر بند ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو پھاڑ کر دو کھڑے کر پس ایک سے مشک باندھ اور دوسرے سے دسترخوان تو میں نے اسی طرح کیا پس اس لیے اسماء رضی اللہ عنہا کا نام ذات الطاقین رکھا گیا یعنی صاحب دو کمر بند کی۔

۲۷۵۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَحَدَّثَنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهِ وَلَا لِسِقَائِهِ مَا نَرِبُطُهُمَا بِهِ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا أُرِبُطُ بِهِ إِلَّا بِطَاقِي قَالَ فَشَقِيهِ بِاثْنَيْنِ فَاُرْبِطِيهِ بِوَاحِدٍ السِّقَاءِ وَبِالْآخِرِ السُّفْرَةَ لَفَعَلْتُ لِذَلِكَ سَمِيَّتْ ذَاتُ الْبِطَاقِينَ.

**فائدہ:** اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ ہم نے آپ کی مشک اور دسترخوان باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ پائی۔ پس تحقیق وہ ظاہر ہوتا ہے بیچ اٹھانے آہ خرچ کے سفر میں اور اس کی شرح ہجرت میں آئے گی۔ (فتح)

۲۷۵۸- جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں قربانیوں کا گوشت خرچ راہ ساتھ لیا کرتے تھے مدینے تک۔

۲۷۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَزَوَّدُ لِحُومِ الْأَصْحَابِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

**فائدہ:** اس کی شرح کتاب الاضاحی میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۷۵۹- سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جنگ خیبر کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب صہباء میں پہنچے اور وہ جگہ خیبر کے علاقہ سے ہے اور وہ خیبر کے تلے ہے تو انہوں نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت ﷺ نے کھانے

۲۷۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ

منگائے پس نہ لایا گیا پاس حضرت ﷺ کے کچھ مگر ستوتو ہم نے لقمہ منہ میں پھیرا سو ہم نے کھایا اور یہاں یعنی بعضوں نے خشک ستوکھایا اور بعضوں نے پانی میں بھگو کر پیا پھر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ وَهِيَ أَذْنَى خَيْبَرَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يُوتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَلَكْنَا فَآكَلْنَا وَشَرَبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا وَصَلَّيْنَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۷۶۰۔ سلمہ ﷺ سے روایت ہے کہ لوگوں کے خرچ راہ کم ہوئے اور محتاج ہوئے تو حضرت ﷺ کے پاس اونٹوں کے ذبح کرنے کے ارادے سے آئے یعنی پس آپ سے اپنے اونٹوں کے ذبح کرنے کی اجازت چاہی تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی تو عمر فاروق ﷺ ان کو ملے تو لوگوں نے ان کو اس واقعہ سے خبر دی عمر فاروق ﷺ نے کہا کہ نہیں زندگی تمہاری بعد تمہارے اونٹوں کے پھر عمر فاروق ﷺ حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا ہے یا حضرت ﷺ نہیں زندگی ان کی بعد ان کے اونٹوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں پکار دے کہ اپنے باقی خرچ راہ لائیں یعنی جتنا کسی کے پاس خرچ راہ باقی ہو تو حضرت ﷺ کے پاس لے آئے سو اس کے لیے دسترخوان بچھایا گیا اور باقی خرچ راہ لائے تو حضرت ﷺ نے ان پر برکت کی دعا کی پھر ان کے برتن منگوائے تو لوگوں نے پیوں سے لینا شروع کیا یہاں تک کہ اپنی حاجتوں سے فارغ ہوئے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

۲۷۶۰۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَفْتُ أَرْوَادَ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا فَأَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَى فِي النَّاسِ يَا تُوتُونَ بِفَضْلِ أَرْوَادِهِمْ فَدَعَا وَبَرَكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ فَأَحْتَنَى النَّاسُ حَتَّى فَرَعُوا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ.



**فائدہ:** یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ظاہر ہونا معجزے کا اس قبیل سے ہے کہ رسالت کی تائید کرتا ہے اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا حسن خلق ہے اور اجابت آپ کی طرف اس چیز کی کہ التماس کریں آپ سے اصحاب آپ کے اور ان کا جاری ہونا اور پر عادت بشری کے بیچ محتاج ہونے طرف سفر خرچ کی اور اس میں فضیلت ظاہر ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جو دلالت کرتی ہے اور پر قوی ہونے اس کے یقین کے ساتھ قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی اور ان کی نیک نظری پر مسلمانوں کے لیے علاوہ ازیں نہیں بیچ اجابت کرنے حضرت ﷺ کے ان کے لیے اوپر ان کے اذنیوں کے ذبح کرنے کے جو اس بات کو واجب کرے کہ وہ بغیر سواری کے باقی رہیں گے اس احتمال کی وجہ سے کہ بھیجے اللہ ان کے لیے وہ چیز جو ان کو اٹھائے غنیمت سے اور مانند اس کی سے لیکن قبول کیا حضرت ﷺ نے کہنا عمر رضی اللہ عنہ کا اس چیز کی طرف کی اشارہ کیا اس کے ساتھ معجزے میں جلدی کرنے کے لیے ساتھ برکت کہ حاصل ہوئی کھانے میں اور تحقیق واقع ہوا ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے مشابہ ساتھ اس قصے کے پانی میں جیسا کہ علامات النبوۃ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔ اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تمہاری زندگی تمہارے اونٹوں کے بعد تو یہ اس لیے کہ پے در پے پیادہ چلنا اکثر اوقات پہنچاتا ہے ہلاکت کی طرف۔ ابن بطال نے کہا کہ استنباط کیا ہے اس سے بعض فقہانے یہ کہ جائز ہے حاکم اور بادشاہ کے لیے قتل میں کہ جس کے پاس اپنی قوت اور حاجت سے زیادہ غلہ ہو وہ اس کے بیچنے کے لیے واجب کر کے حکم کرے اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے لوگوں کی خیر خواہی سے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جائز ہونا مشورے کا ہے امام پر ساتھ مصلحت کے اگرچہ اس سے پہلے مشورہ نہ لیا ہو۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرَّقَابِ.  
خرچ راہ کا گردنوں پر اٹھانا یعنی جب کہ اس کا چوپایوں پر اٹھانا مشکل ہو۔

۲۷۶۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم جہاد کو نکلے اور ہم تین سے آدمی تھے ہم اپنا خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے تو ہمارا خرچ راہ کم ہوا یہاں تک کہ آدمی ہر دن ایک کھجور کھاتا تھا ایک مرد نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ (یہ جابر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) ایک کھجور سے آدمی کو کیا ہوتا ہوگا یعنی ایک کھجور سے آدمی کا کس طرح گزارا ہوگا تو جابر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب کھجوریں تمام ہوئیں تو ایک کو بھی ہم نے گم پایا یعنی پھر ایک بھی ہاتھ نہ آتی تھی یہاں تک کہ ہم دریا پر آئے تو ناگہاں ہم نے دیکھا کہ ایک مچھلی ہے یعنی مری ہوئی جس کو دریا نے باہر پھینک

۲۷۶۱۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهَبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجْنَا وَنَحْنُ ثَلَاثٌ مَائَةٌ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلَى رِقَابِنَا لَفَنِي زَادَنَا حَتَّى كَانِ الرَّجُلُ مِنَّا يَأْكُلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً قَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَإِنِّي كَأَنَّ التَّمْرَةَ تَقَعُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا لَقَدْهَا حِينَ لَقَدْنَاهَا حَتَّى آتَيْنَا الْبَحْرَ فَإِذَا حَوْثٌ قَدْ قَدَفَهُ الْبَحْرُ

فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا مَا أَحْبَبْنَا. دیا ہے سو ہم نے اس میں سے اٹھارہ دن تک کھایا جو کچھ ہم نے چاہا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ ہم اپنے خرچ راہ اپنی گردنوں پر اٹھاتے تھے۔

عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا۔

۲۷۶۲- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کے اصحاب توج اور عمرہ دونوں کے ثواب کے ساتھ پھرتے ہیں اور میں نے صرف حج کیا ہے عمرہ نہیں کیا یعنی چاہتی ہوں کہ میں بھی عمرہ کروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور چاہیے کہ عبد الرحمن تجھ کو اپنے پیچھے سوار کرے تو حضرت ﷺ نے عبد الرحمن کو حکم دیا کہ اس کو تعظیم سے عمرہ کروائے تو حضرت ﷺ نے کئے کی اونچی طرف میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتظاری کی یہاں تک کہ عمرہ کر کے آئیں۔

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ أُخِيهَا.

۲۷۶۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَرْجِعُ أَصْحَابُكَ بِأَجْرِ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَلَمْ أَرِذْ عَلَى الْحَجِّ فَقَالَ لَهَا إِذْ هِيَ وَكَيْفَ لَكَ عِبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمِرَهَا مِنَ التَّعِيمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور مشابہ ہے یہ کہ ہو وجہ داخل ہونے اس کے اس جگہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو پہلے گزری ہے کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ (بخاری)

۲۷۶۳- عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پیچھے چڑھاؤں اور ان کو تعظیم سے عمرہ کراؤں۔

۲۷۶۳- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَوْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ وَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّعِيمِ.

جہاد اور حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔

۲۷۶۴- انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور البتہ لوگ آواز بلند کرتے تھے ساتھ حج اور عمرہ

بَابُ الْإِرْتِدَافِ فِي الْغَزْوِ وَالْحَجِّ.

۲۷۶۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ

أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي  
طَلْحَةَ وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا  
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا درست ہے اور علیٰ ہذا القیاس جہاد کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ.

گدھے پر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا۔  
۲۷۶۵۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے پالان پر جس پر کپڑا ڈالا ہوا تھا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھایا۔

۲۷۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ  
عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ  
عُرْوَةَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكْفِ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ  
وَأَرْدَفَ أَسَامَةَ وَرَأَاهُ.

۲۷۶۶۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر گدھے کی اونچی طرف سے آئے اس حال میں کہ اسامہ کو اپنے پیچھے چڑھائے تھے اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے جو کعبے کے دربانوں سے تھے یہاں تک کہ سواری کو مسجد حرام میں بٹھایا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ خانے کعبے کی کھجی لائے تو خانہ کعبہ کھولا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اندر دیر تک رہے تو لوگوں نے کعبے کے اندر میں ایک دوسرے سے جلدی کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے داخل ہوئے انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پاس کھڑے پایا اور اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی ہے تو اشارہ کیا اس نے اس کے لیے طرف اس

۲۷۶۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ قَالَ يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ  
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى  
مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرَدِّفًا أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ  
وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنْ  
الْحَجَبَةِ حَتَّى آتَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ  
يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَسَامَةُ  
وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ فَمَكَتْ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا  
ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ  
بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَأَاهُ  
الْبَابُ قَائِمًا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَسَيِّتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمَا صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ.

جگہ کی جس میں حضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس سے پوچھنا بھول گیا کہ حضرت ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ظاہر ہوگی وجہ اس کے داخل ہونے کی جہاد کے ابواب میں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نماز اور حج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن آئے اس حال میں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو پکڑے رکاب کو اور مانند اس کے کو یعنی مدد کرنے سے سواری وغیرہ پر۔

۲۷۶۷- حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَلَامِي مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطَّلَعُ فِيهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْإِنْتَيْنِ صَدَقَةٌ وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى ذَاتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَبِمِيطِ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.

۲۷۶۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز جس میں آفتاب نکلے آدمیوں کی ہر ایک ہڈی اور ہر جوڑے پر صدقہ ہے انصاف کرنا دو شخصوں میں صدقہ ہے مدد کرنی مرد کی اس کی سواری پر اس کو سواری پر چڑھادینا یا اس کا اسباب اس کی سواری پر لاد دینا صدقہ ہے اور نیک بات سے کسی کا دل خوش کرنا صدقہ ہے یعنی خیرات ہے اور ہر ایک قدم جو نماز کے لیے چلے خیرات ہے اور تکلیف دینے والی چیز جیسا کہ کاٹنا اور ہڈی اور پتھر کو راہ سے دور کرنا خیرات ہے۔

فائدہ: یعنی ہر مسلمان مکلف پر ساتھ گنتی ہر جوڑے کے اس کی ہڈیوں سے صدقہ ہے اللہ کے لیے بطور شکر کے اس کے لیے۔ اس لیے کہ اللہ نے اس کی ہڈیوں میں جوڑے بنائے کہ ان کے سبب سے قبض اور بسط یعنی بند کرنے اور کھولنے پر قادر ہوتا ہے اور خاص کی گئیں ہڈیاں ذکر کے ساتھ اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ تصرف کے ہے ساتھ ان کے دقاق کاری گریوں سے جن کے ساتھ آدمی خاص ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو اس کی سواری پر چڑھانا تو یہ جگہ ترجمہ کی ہے پس تحقیق قول اس کا بحمل علیہا عام تر ہے اس سے کہ اس کا اسباب اس کی سواری پر لادے یا اس کو اس پر چڑھادے اور یہ جو کہا اور رفع علیہا متاعہ تو یہ راوی کا شک ہے یا تلوغ ہے اور سوار کا چڑھانا عام تر ہے اس سے کہ اس کو بدستور اٹھا کر سواری پر سوار کرے یا سوار ہونے میں اس کی مدد کرے پس صحیح ہوگا ترجمہ۔ ابن منیر نے کہا کہ نہیں لیا جاتا

ترجمہ مجرد صیغہ فعل سے پس تحقیق وہ مطلق ہے بلکہ عموم کی جہت سے اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جنگ حنین میں کہ میں حضرت ﷺ کی رکاب کو پکڑنے والا تھا۔ اور یہ جو کہا کہ تکلیف دینے والی چیز کاراہ سے دور کرنا خیرات ہے تو ابن بطلال نے بعض سے حکایت کی ہے کہ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ فضائل قیاس کے ساتھ مدرک نہیں ہوتے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑے جاتے ہیں بطور توقیف کے حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

بَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ  
الْعُدُوِّ وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ  
بَشِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ  
عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کافروں کی زمین کی طرف قرآن کے ساتھ سفر کرنا مکروہ ہے یعنی اور اس طرح روایت ہے محمد بن بشر سے اس نے روایت کی ہے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: لیکن روایت محمد بن بشر کی پس موصول کیا ہے اس کو اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند سے اس لفظ سے کہ مکروہ رکھا ہے حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف زمین دشمن یعنی کافر کی اس خوف کی وجہ سے کہ پہنچے اس کو دشمن اور لیکن متابعت ابن اسحق کی پس وہ معنی کے ساتھ اس لیے کہ احمد نے اس کو روایت کیا ہے اس لفظ کے ساتھ کہ نہیں کی حضرت ﷺ نے یہ کہ سفر کیا جائے قرآن کے ساتھ دشمن کی زمین کی طرف اور نہیں تقاضہ کرتی ہے کراہت کو اس لیے کہ وہ نہیں جدا ہوتی ہے کراہت تزییہ یا تحریم سے۔ (فتح)

وَتَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ  
عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَصْحَابُهُ فِي أَرْضِ الْعُدُوِّ وَهُمْ  
يَعْلَمُونَ الْقُرْآنَ.

اور متابعت کی ہے عبید اللہ کی ابن اسحق نے نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے یعنی اور سفر کیا حضرت ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے بیچ زمین کافر کے اور حالانکہ وہ قرآن جانتے تھے۔

فائدہ: اس کے ساتھ بخاری نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن کے ساتھ سفر کرنے کی نہیں سے مراد لکھے ہوئے قرآن کی نفی ہے یعنی جو کاغذ وغیرہ پر لکھا ہو اس خوف سے کہ پہنچے اس کو دشمن۔ یہ مراد نہیں کہ نفس قرآن کے ساتھ سفر کرنا منع ہے یعنی عامل قرآن مراد نہیں۔ اور اسما علی نے اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ یہ کسی نے نہیں کہا کہ جو قرآن اچھا جانتا ہو وہ دشمن کے گھر میں اس کے ساتھ جہاد نہ کرے اور یہ اس شخص کا اعتراض ہے جو بخاری کی مراد نہیں سمجھتا اور دعویٰ کیا ہے مہلب نے کہ مراد بخاری کی اس کے ساتھ قوی کرنا ہے اس شخص کے قول کا جو بڑے اور چھوٹے لشکر میں فرق کرتا ہے پس بڑے میں جائز اور چھوٹے میں ناجائز رکھتا ہے۔ (فتح)

۲۷۶۸۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت رضی اللہ عنہما نے یہ کہ سفر کیا جائے ساتھ قرآن کے طرف زمین دشمن کی۔

۲۷۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ.

۵: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس خوف کی وجہ سے کہ اس کو دشمن پہنچے۔ اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اجماع کیا ہے فقہاء نے اس پر کہ ناسفر کیا جائے ساتھ قرآن کے چھوٹے لشکروں میں جن کے مغلوب ہونے کا خوف ہو اور انہوں نے اختلاف کیا ہے بڑے لشکر کے بارے میں جس کے مغلوب ہونے سے امن ہو سو امام مالک نے تو اس میں بھی مطلق منع کیا ہے اور ابو حنیفہ نے تفصیل کی ہے اور دائر کیا ہے شافعیہ نے کراہت کو خوف کے ساتھ وجود اور عدم اور ان میں سے بعض نے مالکیہ کی طرح کہا ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ کافر کے ہاتھ قرآن کا بیچنا منع ہے معنی مذکور کے موجود ہونے کی وجہ سے اس میں اور وہ اس کی اہانت پر قدرت پانی ہے اور نہیں اختلاف ہے اس کے حرام ہونے میں سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ کیا صحیح ہے اگر واقع ہو اور حکم کیا جائے ساتھ دور کرنے اس کی ملک کے اس سے یا نہیں اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ کافر کو قرآن سکھانا منع ہے پس مالک تو مطلق منع کرتے ہیں اور حنفیہ تو مطلق جائز رکھتے ہیں اور شافعی سے دو قول ہیں اور تفصیل کی ہے بعض مالکیہ نے درمیان قلیل کے سبب کے لیے مصلحت قائم ہونے حجت کے اوپر ان کے پس جائز رکھا ہے انہوں نے اس کو اور درمیان کثیر کے پس منع کیا ہے اس کو اور تائید کرتا ہے اس کی قصہ ہر قل کا اس لیے کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف بعض آیات لکھی اور نووی نے اتفاق نقل کیا ہے اوپر جائز ہونے کتاب کے طرف ان کی ساتھ مثل ان کے۔ (فتح)

لڑائی کے وقت تکبیر کہنے کا بیان یعنی اللہ اکبر کہنا یعنی جواز باب التکبیر عند الحرب۔ اس کا یا مشروعیت اس کی۔

۲۷۶۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے خیبر میں صبح کی اور حالانکہ خیبر والے بیچوں کو اپنی گردنوں پر رکھ کر نکلے تھے یعنی کھیتی ہتھیار لے کر نکلے بے خبر حضرت رضی اللہ عنہما کے آنے سے سو جب انہوں نے حضرت رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو کہنے لگے کہ آئے محمد رضی اللہ عنہما اور ان کا لشکر آئے محمد رضی اللہ عنہما اور ان کا لشکر تو انہوں نے قلع کی طرف پناہ لی تو حضرت رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے

۲۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٍ وَقَدْ خَرَجُوا بِالْمَسَاحِي عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا هَذَا مُحَمَّدٌ وَالْحَمِيسُ مُحَمَّدٌ وَالْحَمِيسُ فَلَجْتُوا إِلَى الْحِصْنِ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بڑا ہے خراب ہوا خیر تحقیق ہم مسلمان جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی جو ڈرائے گئے اور ہم نے گھر کے پلے ہوئے گدھے پائے سو ہم نے ان کو پکایا سو حضرت ﷺ کے منادی نے پکارا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول منع کرتے ہیں تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

يَدِيهِ وَقَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ حَرَبْتُ حَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذِرِينَ﴾ وَأَصَبْنَا حُمْرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولُهُ يَنْهَيْنِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ فَأَكْفَيْتِ الْقُدُورُ بِمَا فِيهَا. تَابَعَهُ عَلِيُّ عَنْ سُفْيَانَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے وقت تکبیر کہنی درست ہے۔

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے بلند کرنے آواز کے سے تکبیر میں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ.

۲۷۷۰۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو جب ہم کسی نالے کی بلندی پر پہنچتے تھے لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور ہماری آوازیں بلند ہوتیں تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگوں نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو البتہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو یعنی بلکہ تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو تحقیق وہ تمہارے ساتھ موجود ہے سنتا ہے قریب ہے۔

۲۷۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْبِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمًّا وَلَا غَائِبًا إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالَى جَدُّهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اور طبری نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا اور ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنی مکروہ ہے اور یہی قول ہے عام سلف کا اصحاب اور تابعین سے اور تصرف بخاری کا چاہتا ہے اس بات کو کہ یہ خاص ہے ساتھ تکبیر کے لڑائی کے وقت اور لیکن بلند کرنا آواز کا کہ اس کے غیر میں پس تحقیق گذر چکا ہے کتاب الصلوٰۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں دستور تھا کہ جب فرض نماز سے پھرتے تھے تو پکار پکار کے ذکر کرتے تھے اور اس کی بحث اس جگہ گذر چکی ہے۔ (فتح)

جب کسی پست زمین میں اترے تو سبحان اللہ کہے۔  
۲۷۷۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

جب کسی بلند جگہ پر پہنچے اللہ اکبر کہے۔  
۲۷۷۲۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تھے یعنی مانند پہاڑ کی اور ٹیلے کی تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب کسی پست جگہ میں اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

فائدہ: یہ وہی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو ابھی مذکور ہو چکی ہے۔

۲۷۷۳۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب حج یا عمرے سے پلٹتے تھے اور نہیں جانتا میں اس کو عمر ذکر کیا جہاد کو کسی پہاڑی کی گھاٹی یا سنگستانی زمین پر پہنچتے تھے تو تین بار اللہ اکبر کہتے تھے پھر فرماتے تھے کہ نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے تو بہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تمہا اسی نے۔ صالح کہتا ہے کہ میں نے سالم سے کہا عبد اللہ نے انشاء اللہ نہیں کہا یعنی بعد آیتوں کے تو اس نے کہا کہ نہیں۔

بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَإِذَا يَآءُ.  
۲۷۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا.

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَا شَرَفًا.  
۲۷۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا تَصَوَّبْنَا سَبَّحْنَا.

۲۷۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الْعَزْوُ يَقُولُ كَلِمًا أَوْفَى عَلَى نِيَّةٍ أَوْ قَدْ قَدِّ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْيَوْمَ تَأْتِيُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعَدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ قَالَ صَالِحٌ لَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَقُلْ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ قَالَ لَا.



**فائدہ:** اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ جب پہاڑ کی کسی گھاٹی یا بلند جگہ پر اترتے تھے تو تمہیں بار اللہ اکبر کہتے تھے اور مہلب نے کہا کہ اللہ اکبر کہنا حضرت ﷺ کا بلندی کے وقت خبر دینی ہے اللہ کی بڑائی کی جو بلند اور بزرگ ہے اور وقت واقع ہونے اور بڑی چیز کے اس کی مخلوق سے کہ وہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ اور سبحان اللہ کہنا حضرت ﷺ کی میدانوں کے اندر مستتب ہے یونس علیہ السلام کے قصے سے اس لیے کہ باسب سبحان اللہ کہنے ان کے مچھلی کے پیٹ میں نجات دی ان کو اللہ نے اندھیروں سے تو حضرت ﷺ نے بھی میدانوں میں سبحان اللہ کہا تاکہ اللہ آپ کو بھی نجات دے اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ پست جگہوں میں سبحان اللہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ تسبیح کے معنی پاکی بیان کرنے کے ہیں پس مناسب ہوئی پاکی بیان کرنی اللہ کی پست ہونے کے صفوں سے جیسا کہ مناسب ہے بڑائی بیان کرنی اس کی بلندی کے وقت اور نہیں لازم آتا ہونے جہت بلند اور پستی سے محال اللہ تعالیٰ پر یہ کہ نہ صفت کیا جائے ساتھ بلندی کے اس لیے کہ وصف کرنا اس کا ساتھ علو کے معنی کے جہت سے ہے اور محال ہونا اس کا حس کی جہت سے ہے اس لیے کہ وارد ہوا ہے اس کی صفت میں عالی اور علی اور متعالی اور نہیں وارد ہوئی اس کی ضد اگرچہ اللہ کے علم نے اس کو احاطہ کیا ہے۔ (فتح)

**بَابُ يُكْتَبُ لِلْمَسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الْإِقَامَةِ.**  
 لکھا جاتا ہے مسافر کے لیے ثواب مثل اس کی کہ تھا عمل کرتا بیچ حالت اقامت کے۔

**فائدہ:** یعنی جب کہ اس کا سفر گناہ میں نہ ہو۔ (فتح)

۲۷۷۴۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْعَوَّامُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السَّكْسَكِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَاصْطَحَبَ هُوَ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيدُ يَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مَرَارًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا.

۲۷۷۴۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے ابو برداء رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ اور یزید بن ابی کبشہ دونوں ایک سفر میں ساتھی تھے یزید رضی اللہ عنہ روزہ رکھتے سفر میں تو ابو برداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کئی بار سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کا ثواب ویسا ہی لکھا جاتا ہے جیسا وہ اپنے وطن میں اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔

**فائدہ:** یہ اس شخص کے حق میں ہے جو بندگی کرتا ہو پس روکا جائے اس سے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اگر مانع نہ ہوتا تو اس کو ہمیشہ کرتا اور ابو داؤد میں صریح آچکا ہے اور نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ بندہ جب کسی نیکی پر ہو پھر بیمار

ہو جائے تو جو فرشتہ اس کے ساتھ موکل ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ لکھ اس کے لیے مثل اس کی جو یہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں یہاں تک کہ میں اس کو صحت دوں یا اپنی طرف لاؤں روایت کی یہ حدیث عبد الرزاق اور احمد نے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب مبتلا کرتا ہے اللہ مسلمان کو کسی بلا کے ساتھ اس کے بدن میں تو اللہ فرشتے کو کہتا ہے کہ لکھ اس کے نیک عمل اس کے لیے جو کیا کرتا تھا پھر اگر اس کو اللہ شفا دے تو اس کو گناہ سے پاک کر ڈالتا ہے اور اگر اس کی روح قبض کر لے تو اس کو بخش دیتا ہے اور رحم کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ لکھتا ہے بیمار کے لیے وہ اجر کہ عمل کرتا تھا حالت صحت میں جب تک کہ بیمار رہے اور ایک روایت میں ہے کہ رات کو نماز پڑھا کرتا ہو یعنی اس کی عادت ہو پھر غالب آئے اس پر نیند یا بیماری تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے اجر نماز اس کی کا اور وہ سونا اس پر صدقہ ہوتا ہے ابن بطال نے کہا کہ یہ سب بحث نوافل کے حق میں ہے اور لیکن نماز فرائض کے تو نہیں ساقط ہوتی سفر اور بیماری میں اور اس کے ساتھ استدلال کیا گیا ہے کہ بیمار اور مسافر جب تکلیف اٹھا کر عمل کرے تو افضل ہوگا اس سے جو صحت اور اقامت کی حالت میں کرے ان احادیث میں تعاقب ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ عذر رخصت دینے والے جماعت کے ترک پر ساقط کرتے ہیں کراہت اور گناہ کو خاص کے اس کے بغیر کے ہوں حاصل کرنے والے فضیلت کو اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے نودی نے شرح مذہب میں اور اس کی پہلی وجہ کو جزم کیا ہے روایانی نے تلخیص میں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوعہ کہ جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کی طرف جائے اور پائے لوگوں کو کہ نماز پڑھ چکے ہوں تو اللہ اس کو نماز پڑھنے والے اور اس پر حاضر ہونے والے کے برابر ثواب دیتا ہے اس کا کچھ ثواب کم نہیں ہوتا یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور اس کی سند قوی ہے اور سبکی کبیر نے کہا کہ جس کی عادت جماعت سے نماز پڑھنے کی ہو اور اس پر جماعت سے نماز پڑھنی مشکل ہو تو تنہا نماز پڑھے تو اس کے لیے جماعت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس کی عادت نہ اور جماعت کا ارادہ کرے پس دشوار ہو اس پر پس تنہا نماز پڑھے تو لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب قصد اس کے کا نہ کہ جماعت کے ثواب کا اس لیے کہ اگرچہ اس کا قصد جماعت کا تھا مگر قصد مجرد ہے اور پہلے کے لیے دلالت کرتی ہے حدیث باب کی اور ثانی کے لیے یہ کہ ثواب فعل کا دو گنا ہوتا ہے اور اجر قصد کا دو گنا نہیں ہوتا اس دلیل کے ساتھ کہ جو نیکی کا قصد کرے اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ اگر کہا جائے کہ جو تنہا نماز پڑھتا ہے اگرچہ اس کے لیے جماعت کا ثواب ہوتا ہے اس وجہ سے کہ اس کی عادت تھی پس لکھا جاتا ہے اس کے لیے ثواب اکیلے کی نماز کا ساتھ اصالت کے اور ثواب جماعت سے پڑھنے والے کا ساتھ فضل کے۔ (فتح)

تنہا چلنے کا بیان۔

بَابُ السَّيْرِ وَحَدُّهُ.

۲۷۷۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - ۲۷۷۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ

خندق کے دن حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے ان کو بلایا یعنی کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں جاتا ہوں پھر حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا یعنی تین بار بلایا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے تینوں بار آپ کا حکم قبول کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُكَدَّرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرِ. قَالَ سُفْيَانُ الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ.

فائدہ: یہ حدیث باب الطلیعہ میں پہلے گزر چکی ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ حدیث اس باب میں کس طرح داخل ہوتی ہے اور ابن نمیر نے اس کی تقریر یوں کی کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ﷺ کا حکم قبول کیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے ساتھ کوئی اور نہ گیا ہو میں کہتا ہوں کہ اور طریق میں وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تھا گئے تھے اور مناقب میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے آئے گی وہ چیز کہ جو اس پر دلالت کرتی ہے اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ اے باپ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو جدا ہوتا ہے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ کفار کے لشکر کی خبر لائے سو میں چلا ہوں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تھا گئے اور ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ (فتح)

۲۷۷۶-۲۷۷۷-۱. ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ جانیں کہ جو کچھ تمہاری میں آفتیں ہیں جو میں جانتا ہوں تو رات کو کوئی سوار تمہا نہ چلے۔

۲۷۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُوا مَا سَارَ رَاكِبٌ بَلِيلٍ وَحْدَهُ.

فائدہ: ابن نمیر نے کہا کہ لڑائی کی مصلحت کے لیے چلنا خاص تر ہے سفر کرنے سے اور حدیث منع کی سفر کے حق میں وارد ہوئی ہے پس جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پکڑا جاتا ہے کہ جائز ہے سفر کرنا تمہا ضرورت کے لیے اور مصلحت کے جو

نہیں منتظم ہوتی مگر ساتھ تھا ہونے کے مانند بھیجنے جاسوس کے اور طلوعہ کے اور جو اس کے علاوہ ہے اور سوکروہ ہے اور احتمال ہے کہ ہو حالت جواز کی مفید حاجت کے ساتھ امن کے وقت اور حالت منع کی مفید ساتھ خوف کے جس جگہ ضرورت نہ ہو اور تحقیق واقع ہوا ہے کتب مغازی میں بھیجنا ہر ایک کا حذیفہ اور نعیم بن مسعود اور عبداللہ بن انیس اور خوات بن جہیر اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہم سے بھی کئی جگہوں کے بیچ ان میں سے بعض صحیح میں ہیں۔ (فتح)

چلنے میں جلدی کرنی یعنی بیچ رجوع کرنے کے طرف وطن کی۔ یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں جلد جانے والا ہوں مدینے کو سو جو تم لوگوں میں سے میرے ساتھ جلد جانا چاہے تو چاہیے کہ جلد جائے پھر جب مدینے کے قریب پہنچے۔ آخر حدیث تک

۲۷۷۷۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضرت ﷺ حجۃ الوداع میں کس طرح چلتے تھے تو اس نے کہا کہ تیز چلتے تھے پھر جب فراخ جگہ پاتے تھے تو اور زیادہ تیز چلتے تھے اور نص عنق سے تیز چلنا ہے۔

بَابُ السَّرْعَةِ فِي السَّيْرِ قَالَ أَبُو حَمِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ.

۲۷۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَحْيَى يَقُولُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَسَقَطَ عَنِّي عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ لَكَانَ يَسِيرُ الْعَنْقَ لِإِذَا وَجَدَ فَجُودَةَ نَصٍّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنْقِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

۲۷۷۸۔ اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے کے راہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو اس کو صیفیہ رضی اللہ عنہما (اپنی بی بی) کی سخت بیماری کی خبر پہنچی سو وہ جلدی چلے یہاں تک کہ جب سرخی غروب ہوئی تو پھر اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی یعنی دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھا اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ کو چلنا کوشش میں لاتا تھا یعنی جلد چلنے کی ضرورت ہوتی تھی تو مغرب کی نماز کو تاخیر کرتے تھے اور دونوں کو جمع کرتے تھے۔

۲۷۷۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَلَبَغَهُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ شِدَّةٌ وَجِعَ فَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى إِذَا كَانَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعَتَمَةَ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ آخِرَ  
الْمَغْرِبِ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا.

۲۷۷۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنْ سَمِيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي  
صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ  
نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ  
نَهْمَتَهُ فَلْيُعْجِلْ إِلَى أَهْلِهِ.

۲۷۷۹- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر عذاب کا ٹکڑا ہے باز رکھتا ہے تمہارے ایک کوسونے اس کے سے اور کھانے سے اور پینے سے پھر جب کوئی اپنے کام سے فراغت پائے تو چاہیے کہ جلدی اپنے گھروالوں کے پاس آئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے بیان میں گزر چکی ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے کی طرف جلد چلنا اس لیے تھا کہ اپنی جان کو آرام دیں اور اپنے گھروالوں کو خوش کریں۔ اور جلد چلنا آپ کا مزدلفہ کی طرف اس لیے تھا کہ مشعر حرام میں جلد وقوف کریں۔ اور جلد چلنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنی بیوی کی طرف اس لیے تھا کہ اس کی زندگی سے کچھ پائیں کہ ممکن ہو اس کو کہ وصیت کریں اس کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ وصیت کرتے تھے اس کے غیر کی طرف۔ (فتح)

جب کسی کو اللہ کی راہ میں گھوڑا چرنے کو دے پھر اس کو بکنا دیکھے تو اس کو نہ خریدے۔

بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَاهَا تُبَاعُ.

۲۷۸۰- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چرنے کو دیا پھر اس کو بکنا ہوا پایا تو اس کو خریدنا چاہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت خریدو اس کو اور نہ پھیر لے اپنے صدقے کو۔

۲۷۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا  
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى  
فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَجَدَهُ يَبَاعُ فَأَرَادَ أَنْ  
يَتْبَاعَهُ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَبْتِعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ.

۲۷۸۱- عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کی راہ میں کسی کو چرنے کے لیے دیا تو جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اس کو بیچنا چاہا یا ضائع کیا سو میں نے اس

۲۷۸۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ  
عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ  
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ

کو خریدنا چاہا اور میں نے گمان کیا ہے وہ اس کو سستا بیچتا ہے تو میں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مت خریدو اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم سے دے پس (صحیح ترجمہ اس طرح ہے کہ اپنی خیرات کو واپس لینے والے کی مثال کتے کی سی ہے جو اپنی تے کو پھر کھا جاتا ہے) تحقیق اپنی خیرات کی چیز کو پھیر لینے والا ویسا ہے جیسا کوئی اپنی تے کو اپنے پیٹ میں پھر ڈال لے۔

حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَابْتَاعَهُ  
أَوْ فَاضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ  
أَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَانِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا  
تَشْتَرِهِ وَإِنْ بَدَرَهُمْ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي هَيْبَتِهِ  
كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْبِهِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

ماں باپ کی اجازت کے ساتھ جہاد کرنا۔

بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الْآبَوَيْنِ.

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے اس کو اور یہی قول ہے ثوری کا اور متقید کیا ہے اس کو جمہور نے اسلام کے ساتھ اور نہیں واقع ہوا باب کی حدیث میں کہ ماں باپ نے اس کو منع کیا تھا لیکن شاید اس نے اشارہ کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف جو آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۸۲۔ ۲۷۸۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے جہاد کی پرواگی چاہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا کہ ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس انہی دونوں میں جہاد کر۔

۲۷۸۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا  
حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا  
الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ وَكَانَ لَا يُتَمَّهُ فِي حَدِيثِهِ  
قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَى  
وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ ففِيهِمَا فَجَاهِدْ.

فائدہ: یعنی خاص کر ان کو ساتھ جہاد نفس کے بیچ رضامندی ان کی کے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز تعبیر کرنا چیز کو ساتھ ضد اس کی کے جب کہ اس کے معنی سمجھ جائیں اس لیے کہ صیغہ امر کا بیچ قول حضرت ﷺ کے فہم ظاہر ہے اس کا پہنچنا ضرور کا ہے جو دونوں کے غیر کے لیے حاصل ہونا تھا ان کے لیے اور حالانکہ یہ قطعاً مراد نہیں بلکہ مراد تو پہنچانا قدر مشترک ہے جہاد کی تکلیف سے اور وہ مشقت بدن کی ہے اور مال کی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جو چیز جان مشقت میں ڈالے اس کا نام جہاد رکھا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ سے نیکی کرنا کبھی جہاد سے افضل ہوتا ہے اور جس سے مشورہ لیا جائے وہ محض خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے اور یہ مکلف بندگی کے عملوں سے افضل عمل

پوچھے تاکہ اس کے ساتھ عمل کرے اس لیے کہ اس نے جہاد کی فضیلت سنی پس جلدی کی طرف اس کی پھر نہ قناعت کی اس نے یہاں تک کہ اس کی اجازت چاہی پس دلالت کی اس نے اس چیز پر کہ وہ افضل ہے اس کے حق میں اور اگر سوال نہ ہوتا تو اس کو اس کا علم حاصل نہ ہوتا اور مسلم وغیرہ کی روایت میں یہ ہے کہ پھر جا اپنے ماں باپ کی طرف اور اچھی طرح ان کے ساتھ رہ اور ابو داؤد وغیرہ کی روایت میں ہے کہ پھر جا پس ہنسا اس کو جیسا کہ تو نے ان کو رلایا اور اس سے زیادہ تر صریح یہ حدیث ہے کہ پھر جا اور اپنے ماں باپ سے اجازت مانگ پس اگر وہ تجھ کو اجازت دیں تو جہاد کرنیں تو ان کے ساتھ نیکی کر اور صحیح کہا ہے ان کو ابن حبان نے اور جمہور علمائے کہا کہ حرام ہے جہاد کرنا جب کہ ماں باپ دونوں منع کریں یا ایک منع کرنے بشرطیکہ دونوں مسلمان ہوں اس لیے کہ ان کی خدمت فرض عین اور جہاد فرض کفایہ۔ پس جب متعین ہو جہاد تو اس وقت اجازت نہیں اور شہادت دیتی ہے اس کے لیے وہ حدیث جو ابن حبان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا کہ سب سے افضل کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا کہ نماز اس نے کہا کہ پھر کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا جہاد اس نے کہا کہ میرے ماں باپ زندہ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھ کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم کرتا ہوں اس مرد نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ میں جہاد کروں گا اور ماں باپ کو چھوڑ دوں گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو خوب جانتا ہے پس یہ حدیث محمول ہے فرض عین پر دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کے لیے اور کیا داد اور دادی بھی ماں باپ کے ساتھ ملحق ہیں یا نہیں اس میں اصح نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور نیز صحیح یہ ہے کہ اس میں آزاد اور غلام کے درمیان فرق نہیں شامل ہونے کی وجہ سے طلب بر کے پس اگر اولاد غلام ہو اور اس کا سردار اس کو اجازت دے تو ماں باپ کا اذن معتبر نہیں اور ماں باپ کے لیے رجوع کرنا ہے بیچ اذن کے مگر یہ کہ صف میں حاضر ہو اور اسی طرح اگر ماں باپ شرط کریں یہ کہ جہاد نہ کرے پس حاضر ہو صف میں تو نہیں اثر ہے شرط کے لیے یعنی شرط باطل ہو جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ سفر کے حرام ہونے پر بغیر اذن کے اس لیے کہ جب جہاد منع ہے اس کی فضیلت کے باوجود تو مباح سفر بطریق اولیٰ منع ہو گا ہاں اگر ہو سفر اس کا فرض عین کے سیکھنے کے لیے جس جگہ کہ متعین ہو سفر طریقہ طرف اس کی تو نہیں ہے منع اور اگر فرض کفایہ ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اس حدیث میں فضیلت بر والدین کی ہے اور تعظیم ان کے حق کی اور بہت ہونا ثواب کا ان کے بر میں اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الْجَوَاسِ وَنَحْوِهِ فِي  
 بَابِ مَا قِيلَ فِي الْجَوَاسِ وَنَحْوِهِ فِي  
 اَعْنَاقِ الْاِبِلِ.  
 اور مانند اس کی کے اونٹ کی گردن میں۔

فائدہ: یعنی جیسا کہ گھنگر و اور پازیب وغیرہ بیچ گردنوں اونٹوں کے یعنی کراہت سے اور قید کیا ہے بخاری نے اس

کوساتھ اونٹ کے وارد ہونے کی وجہ سے خبر کے بیچ اس میں خاص کر۔ (فتح)

۲۷۸۳۔ ابو بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا اور حالانکہ لوگ اپنے سونے کی جگہ میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیجا یہ کہ نہ باقی رہے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا مگر کہ کاٹ ڈالا جائے۔

۲۷۸۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَيْتِهِمْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا أَنْ لَا يَبْقَيْنَ فِي رِقَبَةٍ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةً إِلَّا قَطَعَتْ.

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ ادتار کی مراد میں تین قول ہیں ایک یہ کہ وہ تانت کا گنڈا اونٹوں کی گردن میں اس لیے ڈالتے تھے تاکہ نظر نہ لگے ان کے گمان میں تو ان کو حکم ہوا کہ اس کو کاٹ ڈالیں خبر دینے کے لیے کہ تانت اللہ کے حکم کو پھیر نہیں سکتی اور یہ قول مالک کا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ جب اونٹ کی گردن میں تانت ڈالنے والا یہ اعتقاد کرے کہ وہ نظر کو پھیر دیتی ہے تو بے شک اس نے گمان کیا کہ وہ تقدیر کو پھیر دیتی ہے اور یہ جائز نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اس لیے منع ہے کہ دوڑانے کے وقت جانور کا گلانا گھونٹا جائے اور یہ ٹھکی ہے محمد بن حسن ابو حنیفہ کے شاگرد سے اور ترجیح دیتی ہے اس کو ابو عبیدہ کی کلام پس اس نے کہا کہ یہ اس لیے منع ہے کہ چوپائے اس کے ساتھ ایذا پاتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کی جان تنگ ہوتی ہے اور چرنے سے رک جاتا ہے اور اکثر اوقات درخت کے ساتھ انک جاتا ہے پس اس کا گلا گھنٹا ہے یا چلنے سے باز رہتا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ لوگ اس میں گھنٹا باندھتے تھے حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے اور اس پر دلالت کرتا ہے بخاری کا باب باندھنا اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ساتھ ہوتے فرشتے ان رفیقوں کے جن میں گھنٹا ہو اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ کہ اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ نہ باقی رہے کوئی گنڈا تانت کا اور نہ گھنٹا کسی اونٹ کی گردن میں مگر کہ کاٹا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں فرق ہے اس میں اونٹ اور اس کے غیر کے درمیان مگر تیسرے قول پر کہ نہیں جاری ہوئی عادت لٹکانے کی گھنٹوں کے گھوڑوں کی گردن میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اونٹوں کی گردن میں تانت نہ ڈالے پس اس سے (یہ دعویٰ دلیل مذکور سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کی نقیض ثابت ہوتی ہے فتح الباری میں تو اس طرح نہیں اس میں تو ابو داؤد اور نسائی کی حدیث اس طرح نقل کی ہے اربطوا النخیل وقلدوها ولا تقلدوها الاوتار یعنی گھوڑوں کو باندھ رکھو



اور ان کے گلوں میں ہار ڈالیں تاکہ ان کے گلوں میں نہ ڈالو۔ واللہ اعلم) معلوم ہوا کہ حکم اونٹوں کے ساتھ خاص نہیں اور شاید اس کی قید ترجمہ میں غالب کی وجہ سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اپنی داڑھی کو گرہ دے یا تانت کو گلے میں ڈالے تو تحقیق محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ گھنٹا شیطان کا باجا ہے اور یہ روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس میں کراہت اس کی آواز کی وجہ سے ہے اس لیے کہ اس میں مشابہت ہے ناقوس کی اور اس کی مثل کی آواز کے ساتھ۔ اور نووی وغیرہ نے کہا کہ یہ نبی کراہت کے لیے ہے اور یہ کہ یہ کراہت تزیہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ کراہت تحریم کے لیے ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر حاجت نہ ہو تو منع کیا جائے اور جب حاجت ہو تو جائز ہے اور مالک سے روایت ہے کہ خالص ہوتی ہے کراہت ساتھ تانت کے گندے کے اور اس کے غیر کے ساتھ جائز ہے جب کہ قصد دفع کرنا نظر کا ہو اور یہ سب بحث بیچ لگانے تعویذوں وغیرہ کے ہے جن میں قرآن اور اس کی مانند نہ ہو اور لیکن جس چیز میں اللہ کا ذکر ہو تو وہ منع نہیں پس تحقیق سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ڈالا جاتا ہے تبرک کے لیے اور تعویذ کے اللہ کے ناموں کے ساتھ اور اس کے ذکر کے ساتھ۔ اور اسی طرح نہیں منع جو ڈالا جاتا ہے زینت کے لیے جب تک کہ نہ پہنچے تکبر اور اسراف کو اور گھنٹے کے باندھنے میں بھی اختلاف ہے تیسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے بقدر حاجت کے اور بعض کہتے ہیں کہ چھوٹا جائز ہے بڑا جائز نہیں۔

جو جہاد میں لکھا جائے اور اس کی بیوی حج کے لیے نکلے یا اس کو کوئی عذر ہو تو کیا اس کو اجازت دی جائے کہ جہاد میں نہ جائے۔

بَابُ مَنْ اَكْتَسَبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتْ  
اِمْرَاَتُهُ حَاجَةً اَوْ كَانَ لَهُ عُدْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ  
لَهُ.

۲۷۸۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ خلوت کرے کوئی مرد ساتھ عورت کے یعنی مرد اور عورت اجنبی ایک مکان میں تہا جمع نہ ہوں اور نہ سفر کرے کوئی عورت مگر کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرا نام فلاں فلاں جہاد میں لکھا گیا ہے یعنی جو لشکر فلاں جہاد میں جانا ہے اس میں میرا نام بھی لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو نکلے ہے یعنی تو میں کیا کروں آیا جہاد کو جاؤں اور اپنی بیوی کو اکیلے حج کو جانے دوں یا بیوی کے ساتھ جاؤں اور جہاد کو نہ جاؤں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

۲۷۸۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَخْلُونَ  
رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا  
مَحْرَمٌ فَفَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
اِكْتَسَبْتُ فِي عَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتْ  
اِمْرَاَتِي حَاجَةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ  
اِمْرَاَتِكَ.

**فائدہ:** یہ حدیث مع شرح کے حج میں گزر چکی ہے۔ اور اس سے غرض یہ اخیر قول ہے کہ جاو اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے حق میں حج جہاد سے افضل ہے اس لیے کہ جمع ہوا اس کے لیے حج نفل کے بیچ اس کے کہ حاصل کرنا حج فرض کا اپنی بیوی کے لیے تو ہوگا یہ جمع ہونا اس کے لیے افضل مجرد جہاد سے جو کہ حاصل ہوتا ہے مقصود اس سے ساتھ غیر اس کے اور اس میں مشروعیت ہے لکھنے کی لشکر کے اور نظر کرنی امام کی اپنی رعیت کی مصلحت کے لیے۔ (فتح)

**بابُ الْجَاسُوسِ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾**  
**التَّجَسُّسُ التَّبَحُّثُ.**  
 باب ہے جاسوس کے بیان میں یعنی تجسس کے معنی جستجو کے ہیں باطن امور سے اور اللہ نے فرمایا کہ نہ پکڑو میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

**فائدہ:** مناسبت آیت کی یا اس چیز کی وجہ سے کہ تفسیر میں آئے گی کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں مذکور ہے وہ اس کا سبب نزول تھا اور یا اس لیے کہ اس سے نکالا جائے حکم جاسوس کفار کا پس جب بعض مسلمانوں کو اس پر اطلاع ہو اس کے امر کو چھپائے نہیں بلکہ اس کو امام کے پاس لے جائے تاکہ وہ اس میں اپنی رائے کے موافق کام کرے اور اختلاف کیا ہے علماء نے کفار کے جاسوس کے قتل کے جواز میں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۷۸۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ قَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخَ فَإِنَّ بِهَا طَعِينَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلِقْنَا تَعَادَى بِنَا حَيْلِنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالطَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرَجَنِي الْكِتَابُ فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابُ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الْغِيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ

۲۷۸۵۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے بارہ میل مدینے سے میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شترسوار ہے اور اس کے پاس ایک خط ہے سو وہ خط اس سے چھین لو تو ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے یہاں تک کہ روضہ خاخ میں پہنچے تو ناگہاں ہم نے ایک شترسوار عورت دیکھی تو ہم نے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ یا تو خط نکال یا بدن سے کپڑے اتار تو اس نے اپنے بالوں کی جوڑی سے خط نکالا تو ہم اس خط کو حضرت ﷺ کے پاس لائے پس ناگہاں اس میں لکھا تھا کہ یہ خط حاطب کی طرف سے ہے طرف بعض مشرکین کے اہل مکہ سے اس حال میں کہ خبر دیتا تھا ان کو حضرت ﷺ کے بعض امروں سے

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حاطب یہ کیا ہے یعنی اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے حاطب نے کہا یا حضرت مجھ پر شتابی نہ کیجیے بے شک میں مرد قریش میں ملا ہوا تھا ان کی برادری میں سے نہ تھا یعنی مکے میں میرا کوئی بھائی بند نہیں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے لیے مکے میں قراہتی ہیں کہ وہ قربت کے سبب سے ان کے لڑکے بالوں اور مالوں کی نگاہ رکھتے ہیں اور جب ان میں میرا کوئی قراہتی نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں جس کے سبب سے وہ میرے لڑکے بالوں کی نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کفر کے سبب سے اور نہ مرتد ہونے کے سبب سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے تم کو سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں کہ یہ منافق ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھا اور تجھ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو اللہ نے ان سے کہا کہ جو تمہارا جی چاہے کرو میں تم کو بخش چکا۔

عَاقِبَتِهَا فَاتَيْنَا بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَنَا فِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هَذَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ أَمْرًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ لِيَهُمْ أَنْ اتَّخَذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قُرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا وَلَا رِضًا بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ صَدَقَكُمْ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ ااعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ سَفِيَانُ وَأَيُّ إِسْنَادٍ هَذَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

بَابُ الْكِسْفَةِ لِلْأَسَارِيِّ.

قیدیوں کو کپڑا پہنانا یعنی جو ان کے ستروں کو ڈھانکے اس لیے کہ ان کی طرف نظر کرنی جائز نہیں ہے۔

۲۷۸۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب جنگ

۲۷۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

بدر کا دن ہوا تو قیدی لائے گئے اور عباس رضی اللہ عنہ بھی قیدیوں میں لائے گئے اور ان پر کوئی کپڑا نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے حاضرین میں پوشاک دیکھا تو لوگوں نے عبداللہ بن ابی کا پوشاک اس کے اندازے کے مطابق پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پوشاک اس کو پہنائی پس اسی لیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوشاک عبداللہ کو مرنے کے وقت پہنائی ابن عیینہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک احسان تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس کو اس کا بدلہ دیں۔

باب ہے بیان میں اس شخص کے جس کے ہاتھ پر کوئی مرد مسلمان ہو۔

۲۷۸۷۔ ۲۷۸۷۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں علم دوں گا کل اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر پس فتح کرے گا وہ اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں تو لوگوں نے وہ رات اس فکر میں کاٹی کہ دیکھیں علم کس کو ملے تو صبح کو سب اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص اس کا امید دار تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاں ہے لوگوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں آئی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگائی اور ان کے لیے دعا کی تو اسی وقت ان کو صحت ہوگئی جیسے ان کو کچھ درد نہ تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو علم دیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ وہ ہماری مثل ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور

ابن عیینة عن عمرو سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال لما كان يوم بدر أتى بأسارى وأتى بالعباس ولم يكن عليه ثوب فنظر النبي صلى الله عليه وسلم له فميصا فوجدوا قميص عبد الله بن أبي يقدر عليه فكساه النبي صلى الله عليه وسلم وأياه فلذلك نزع النبي صلى الله عليه وسلم عنه قميصه الذي لبسه. قال ابن عيينة كانت له عند النبي صلى الله عليه وسلم يد فأحب أن يكافئه. باب فضل من أسلم على يديه رجل.

۲۷۸۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِأَعْطَيْنَ الرَّايَةَ غَلَا رَجُلًا يُفْتَحُ عَلَيَّ يَدِيهِ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَى فَعَدُوا كُلَّهُمْ يَرْجُوهُ فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيلَ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ كَأَن لَّمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ فَقَالَ أَقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُدْ عَلَيَّ رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزَلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ

پر یہاں تک کہ تو اپنے میدان میں اترے پھر ان سے اسلام کی درخواست کرو اور خبر دے ان کو جو ان پر اللہ کا حق واجب ہے پس قسم ہے اللہ کی کہ اللہ کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے لیے بہتری ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے۔

إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرَهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ  
قَوْلَ اللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ  
مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

فائدہ: اور مراد اس حدیث سے یہاں بھی آخر قول ہے کہ اللہ کی تیری وجہ سے ایک مرد کو ہدایت دینا تیرے لیے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)  
بَابُ الْأَسَارِ فِي السَّلَاسِلِ.

قیدیوں کو زنجیروں میں باندھنے کا بیان۔  
۲۷۸۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعجب کیا اللہ نے یعنی راضی ہو ان لوگوں کے حال سے جو بہشت میں داخل ہوں گے زنجیروں میں۔

۲۷۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا  
عُذْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ  
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ.

فائدہ: اور ابو داؤد میں ہے کہ کھینچے جاتے ہیں بہشت کی طرف زنجیروں میں اور تحقیق گذر چکی ہے توجیہ عجب ہونے کی اللہ کے حق میں بیچ ابتدئ جہاد کے اور یہ کہ اس کے معنی اللہ کی رضامندی ہے اور مانند اس کی ابن منیر نے کہا کہ اگر مراد ہیچہ رکھنا زنجیروں کا ہے گردنوں میں تو ترجمہ مطابق ہے اگر مراد مجاز ہے اکراہ سے نہیں ہے مطابق۔ میں کہتا ہوں کہ زنجیروں کا گردنوں میں ہونا مقید ہے ساتھ حالت دنیا کے پس نہیں ہے کوئی مانع اس کے حمل کرنے سے حقیقت پر اور معنی یہ ہیں کہ بہشت میں جائیں گے اور مسلمان ہونے سے پہلے زنجیروں میں تھے یعنی ان میں بندھے ہوئے آئے تھے اور آل عمران کی تفسیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئے گا کلتتم خیر امۃ اخر جت للناس کی تفسیر میں کہ لوگوں میں بہتر وہ لوگ جو لائے جائیں گے اس حالت میں کہ ان کی گردنوں میں زنجیر ہوں گے یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوں گے ابن جوزی نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ قید کئے گئے پھر جب انہوں نے اسلام کی صحت معلوم کی تو خوشی سے اسلام میں داخل ہوئے پھر بہشت میں داخل ہوئے پس ہوگا اکراہ قید کرنے پر وہ سب پہلا اور گویا کہ اس نے اطلاق کیا ہے اکراہ پر تسلسل کو اور جب کہ بہشت میں داخلہ کا وہی سبب تھا تو قائم کیا سبب کو جگہ سبب کی اور طبعی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہومر اساتھ زنجیر کے کھینچنا جس کو اللہ کھینچتا ہے اپنے خاص بندوں سے گمراہی سے ہدایت کی طرف لیکن آل عمران کی تفسیر دلالت کرتی ہے کہ مراد اس سے حقیقی قید ہے اور مانند اس کی ہے جو ابو طفیل کے طریق سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کچھ لوگ اپنی امت سے دیکھے کہ بہشت کی طرف ہانکے جاتے

ہیں زنجیروں میں ناخوشی سے میں نے کہا یا حضرت ﷺ وہ کون ہیں فرمایا کہ ایک قوم عجم کی ہے کہ مہاجرین ان کو قید کریں گے اور ان کو جبراً اسلام میں داخل کریں گے اور لیکن ابراہیم حربی تو منع کیا ہے اس نے حمل کرنے اس کے کو حقیقت قید پر اور کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اسلام کی طرف کھینچے جائیں گے اس حال میں کہ ناخوش ہوں گے پس ہو گا یہ سب داخل ہونے ان کے کا بہشت میں اور یہ مراد نہیں کہ وہاں زنجیر ہوں گے اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد مسلمان ہوں جو کافروں کے پاس قید ہوں اور اسی حالت میں مر جائیں یا مارے جائیں پس قیامت کے دن اسی طرح (ان کا حشر ہوگا) جمع کیے جائیں گے اور تعبیر کیا حشر کو ساتھ داخل ہونے بہشت کے ان کے دخول کے ثابت ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے۔ (تح)

بابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِينَ .  
باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کی جو یہود اور

نصاری سے مسلمان ہو۔

۲۷۸۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کو ہر اثواب ملے گا ایک مرد وہ ہے جس کے پاس ایک لونڈی ہو تو اس کو شرع کے احکام سکھائے سو اس کو اچھی طرح تعلیم کرے پھر اس کو ادب سکھائے پس اچھی طرح ادب سکھائے پھر اس کو آزاد کرے بعد اس کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لیے دو ہر اثواب ہے یعنی ایک اثواب اس کی تعلیم اور آزادی کا اور دوسرا نکاح کر لینے کا اور دوسرا مرد اہل کتاب سے ہے یعنی یہود و نصاریٰ سے جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا تھا پھر حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لایا تو اس کے لیے بھی دو ہر اثواب ہے۔ اور تیسرا وہ مملوک غلام ہے جس نے اللہ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کی خیر خواہی کی۔ شععی نے کہا کہ میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت دے دی اور حالانکہ تھا مرد کوچ کرنا بیچ حاصل کرنے ادنیٰ چیز کے اس سے طرف مدینے کی۔

۲۷۸۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ أَبُو حَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ يُؤْتُونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْإِمَّةُ فَيُعَلِّمُهَا فَيَحْسِنُ تَعْلِيمَهَا وَيُؤَدِّبُهَا فَيَحْسِنُ أَدَبَهَا ثُمَّ يَعْتَقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَمُؤْمِنٌ أَهْلَ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ. ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَعْطَيْتُكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ وَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِي أَهْوَنِ مَنِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حقیق میں گزر چکی ہے۔ اور مہلب نے کہا کہ نص ان تین شخصوں کے حق میں آئی ہے تاکہ تنبیہ کرے اس کے ساتھ اور تمام ان شخصوں کے جو احسان کرے دونوں معنی میں جس فعل میں کہ ہو افعال بر سے اور محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لوٹھی سے نکاح کرنے کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مومن اہل کتاب سے ضرور ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہو اس چیز کی وجہ سے کہ لیا ہے اللہ نے ان سے عہد اور میثاق پس جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو ہوگا ایمان اس کا مستمر پس کس طرح متعدد ہوگا اس کا ایمان تاکہ دوہرا ہو اس کا ثواب پھر جواب دیا ہے اس نے اس طرح کہ ایمان اس کا پہلا اس طرح سے ہے کہ موصوف ساتھ اس طرح کے رسول ہیں اور دوسرا اس طور سے کہ تحقیق محمد ﷺ وہی موصوف ہیں پس ظاہر ہوا تغایر پس ثابت ہوا تعدد اتھی اور احتمال ہے کہ اس کا اجر دوہرا اس لیے ہو کہ اس نے عناد نہیں کیا جیسا کہ اس کے غیر نے کیا ان لوگوں سے جن کو اللہ نے علم پر گمراہ کیا پس حاصل ہو اس کے لیے ثواب ثانی ساتھ مجاہدہ نفس اس کے کے اور مخالفت ہم ثملوں اپنی کے۔ (فتح)

بابُ أَهْلِ الدَّارِ بَيْتُونَ فَيَصَابُ  
الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ ﴿بَيَاتًا﴾ لَيْلًا.  
باب ہے بیان میں اہل دار کے یعنی کافروں کے کہ  
شہروں میں رہتے ہیں شیخون کئے جاتے ہیں پس ان کی  
اولاد اور لڑکے مارے جائیں یعنی کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔  
یعنی بیات کے معنی لیلہ ہیں یعنی رات کو۔

فائدہ: اور سمجھا جاتا ہے قید کرنے اس کے سے ساتھ مارے جانے سے ان کی اولاد کے بند کرنا خلاف کا اور اس کے یعنی اختلاف صرف اسی میں ہے اور جواز شب خون کرنے کا جب کہ اس سے خالی ہو۔ امام احمد نے کہا کہ شیخون کرنے کا کوئی ڈر نہیں اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو مکروہ جانا ہو۔ (فتح)

فائدہ: بیات قرآن کا لفظ ہے جو آیت وجاء ہا باسنا بیاتنا میں واقع ہے اور بخاری کی عادت ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا لفظ واقع ہو جو قرآن کے لفظ کے موافق ہو تو اس کی تفسیر کر دیتے ہیں دونوں مصلحتوں کے جمع کرنے کے اور تبرک حاصل کرنے کے لیے دونوں امروں کے۔ (فتح)

﴿لَيْلِيَّتَهُ﴾ لَيْلًا يُبَيَّتُ لَيْلًا.  
یہ سب قرآن کے الفاظ ہیں جو اس مادے سے ہیں۔

فائدہ: اور مراد بِيَّتُ سے یہ آیت ہے ﴿بَيْتٌ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ﴾ یعنی سب لفظوں کے معنی شیخون کے ہوں اور معنی بیات کے جو مراد ہیں حدیث میں یہ ہیں کہ لوٹ کرے کافروں پر رات میں ساتھ اس طور کہ ان کے فردوں میں تیز اور فرق نہ ہو سکے۔ (فتح)

۲۷۹۰۔ صعب بن جشمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گذرے  
ساتھ میرے حضرت ﷺ ابواء میں یا ودان میں کہ وہ دونوں  
نام ہیں دو جگہوں کے پس پوچھے گئے حال اہل دار حرب کے  
سے کہ شیخون کئے جائیں مشرکوں سے پس ماری جائیں ان کی

۲۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَشْمَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

عورتیں اور ان کے لڑکے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں اور میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہے راکھ مگر اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔

وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بَوْدَانَ وَسَيْلَ عَنْ أَهْلِ  
الدَّارِ بَيْتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَيَصَابُ مِنْ  
نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ  
وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ  
سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا  
الصَّعْبُ فِي الدَّرَارِيِّ كَانَ عَمْرُو يُحَدِّثُنَا  
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي  
عُبَيْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ قَالَ  
هُمْ مِنْهُمْ وَلَمْ يَقُلْ كَمَا قَالَ عَمْرُو هُمْ  
مِنَ آبَائِهِمْ.

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں تو مراد یہ ہے کہ اس حالت میں وہ حکم میں برابر ہیں اور یہ مراد نہیں کہ جائز ہے مار ڈالنا ان کا قصد ان کی طرف بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ناممکن ہو پہنچنا طرف باپوں کی مگر اولاد کے قتل کے ساتھ پس اگر مارے جائیں مخلط ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ تو جائز ہے قتل ان کا اور ایک روایت میں ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور اس کے معنی کے ساتھ زہری سے ساتھ دوسرے طریق کے شاید کہ زہری نے اشارہ کیا ہے اس کے ساتھ حدیث صعب کے نسخ کی طرف۔ اور مالک اور او زاعی نے کہا کہ نہیں جائز ہے قتل کرنا عورتوں اور بچوں کا کسی حال میں یہاں تک کہ اگر اہل حرب اپنی عورتوں اور بچوں کو بجائے ڈھال کے اپنے آگے کریں یا پناہ لیں ساتھ قلعے یا کشتی کے اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے ساتھ گردائیں تو نہیں جائز ہے تیر اندازی کرنی ان کی طرف اور نہ ان کا جلانا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آپ نے جنگ حنین کے دن فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ قتل کرو مزدور کو اور نہ بچوں کو اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے تو ایک عورت قتل کی گئی اور حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نہ لڑتی تھی اور اس کے قتل سے منع فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے طائف میں ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ کیا میں نے عورتوں کے مارنے سے منع نہیں کیا کس نے اس کو قتل کیا تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے اس کو مارا میں نے اس کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا تو اس نے چاہا کہ مجھ کو گرا کر مار ڈالے تو میں نے اس کو



مارڈالا تو حکم کیا حضرت ﷺ نے پس مٹی میں دبائی گئی اور احتمال ہے کہ متعدد واقعات ہوں اور جس کی طرف اس کے غیروں نے میل کی ہے وہ تطبیق دیتے ہیں دونوں حدیثوں کے درمیان جیسا کہ میں نے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی قول ہے شافعی اور کوفیوں کا اور کہتے ہیں کہ اگر عورت لڑے تو اس کا قتل جائز ہے حبیب اور ابن حبیب مالکی نے کہا کہ نہیں جائز قصد کرنا اس کے قتل کی طرف جب کہ لڑی مگر یہ کہ لڑائی کی مباشر ہو اور اس کی طرف قصد کرے اور اس طرح لڑا جا جو بلوغت کے قریب پہنچا ہو اور تائید کرتی ہے جمہور کے قول کی جس کو ابوداؤد وغیرہ نے ربیع سے روایت کی ہے کہ میں ایک جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ نے لوگ جمع ہوئے دیکھے تو ایک عورت قتل کی ہوئی دیکھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ یہ عورت تو نہیں لڑتی تھی پس اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لڑے تو قتل کی جائے۔ اور اتفاق کیا ہے تمام نے جیسا کہ نقل کیا ہے ابن بطلال وغیرہ نے قصداً عورتوں اور بچوں کے قتل کے لیکن عورتیں پس ان کے ضعیف ہونے کی وجہ سے اور لیکن بچے پس واسطے قصور ان کے کے فعل کفر اور اس لیے کہ ان سب کے باقی رہنے میں نفع اٹھانا ہے ان کے ساتھ یا تو غلامی کے ساتھ یا بدلے لینے کے لیے جس کا بدلہ لینا جائز ہے اور حکایت کیا ہے حازمی نے ایک قول ساتھ جواز قتل کے عورتوں اور بچوں کے بنا بر ظاہر حدیث صعب کی اور گمان کیا اس نے کہ وہ منسوخ ہے نہی کی حدیث سے اور یہ قول غریب ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے جواز عمل کی عام پر یہاں تک کہ وارد ہو خاص اس لیے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے استدلال کیا عموماً کے ساتھ جو دلالت کرتے ہیں اہل شرک کے قتل پر پھر منع کیا حضرت ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے پس خاص کیا گیا یہ عموم پس احتمال ہے کہ استدلال کیا جائے اس کے ساتھ اوپر جواز تاخیر بیان کے خطاب کے وقت وقت حاجت تک اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے رد کرنا اس شخص پر جو جدا ہوتا ہے عورتوں سے اور ان کے سوائے اور مال کی اقسام سے زہد کی وجہ سے اس لیے کہ اگرچہ حاصل ہوتا ہے ان سے ضرر دین میں لیکن موقوف ہے جدا ہونا ان سے اوپر حاصل ہونے اس ضرر کے پس جب ضرر حاصل ہو تو بچے نہیں تو بقدر حاجت کے اس سے لے۔ (فتح)

لڑائی میں لڑکوں کے مارنے کا بیان۔

۲۷۹۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے کسی جنگ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو انکار کیا حضرت ﷺ نے قتل کرنے لڑکوں کے سے اور عورتوں کے سے۔

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ.

۲۷۹۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا  
اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وَجَدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ  
النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

لڑائی میں عورتوں کا مارنا یعنی جائز ہے یا نہیں۔

۲۷۹۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے بعض جنگوں میں ایک عورت مقتول پائی گئی پس منع کیا حضرت ﷺ نے قتل کرنے عورتوں کے سے اور لڑکوں کے سے۔

بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ.

۲۷۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ حَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَجَدتِ امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

فائدہ: اور طرانی نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے قتل کرنے سے عورتوں اور بچوں کے اور فرمایا کہ وہ اس شخص کے لیے ہے جو غالب ہو۔ (فتح)

بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللَّهِ.

فائدہ: اسی طرح قطع کیا ہے اس نے حکم کو اس مسئلے میں دلیل کے واضح ہونے کی وجہ سے اس میں اس کے نزدیک اور محل اس کا وہ ہے جب نہ متعین ہو چلانا طریق طرف غلبے کی کفار پر لڑائی کی حالت میں۔ (فتح)

۲۷۹۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا سو فرمایا کہ اگر تم فلاں فلاں آدمی کو پاؤ تو ان کو آگ سے جلا دینا پھر جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم آپ کو وداع کرنے کے لیے آئے تو فرمایا کہ میں نے تم کو حکم کیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو جلا دینا اور بے شک آگ سے جلا نا اور عذاب کرنا سوائے اللہ کے کسی کو نہ چاہیے سو اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو قتل کر ڈالو۔

۲۷۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَقَلَانًا فَاحْرَقُوهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرَقُوا فَلَانًا وَقَلَانًا وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذَّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا.

فائدہ: ابن اسحق نے روایت کی ہے کہ ان دونوں میں سے ایک ہبار بن اسود ہے اور دوسرا نافع بن قیس ہے۔ اور ان کا قصہ یوں ہے کہ جب ابو العاص حضرت ﷺ کا داماد یعنی زینب بنت رسول ﷺ کا خاوند قید ہو کر آیا تو حضرت ﷺ نے

نے اس کو مدینے سے چھوڑ دیا اور اس پر شرط کی کہ زینب کو یہاں پہنچائے تو اس نے زینب کا سامان تیار کر کے ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے کی طرف روانہ کیا اور ہمار بن اسود اور نافع بن قیس دونوں اس کے ساتھ ہو لیے تو دونوں نے زینب کے اونٹ کی کوچیں کاٹ ڈالیں سو وہ گر پڑی اور اس سے بیمار ہوئی تو حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا اور فرمایا کہ اگر تم اب دونوں کو پاؤ تو ان کو لکڑیوں کے گھٹوں میں ڈالو پھر ان کو آگ لگاؤ اور یہ جو فرمایا کہ نہیں عذاب کرتا آگ کے ساتھ کوئی مگر اللہ تو یہ خبر ہے ساتھ منع نبی کے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ جلانے کے سو عمر رضی اللہ عنہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو اس کو مطلق مکروہ جانا ہے برابر ہے کہ ہو یہ باسبب کفر کے یا بیچ حالت لڑائی یا بطور قصاص کے اور علی مرتضیٰ اور خالد رضی اللہ عنہما وغیرہ نے اس کو جائز رکھا ہے۔ اور قصاص کا بیان عنقریب آئے گا اور مہلب نے کہا کہ یہ نبی تحریمی نہیں بلکہ بطور تواضع کی ہے اور دلالت کرتا ہے جلانے کے جواز پر فعل اصحاب کا اور حضرت ﷺ نے عربیوں کی آنکھوں میں لوہے کی سیخیں گرم کر کے پھیریں اور تحقیق جلا یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو آگ کے ساتھ اصحاب کے سامنے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مرتدوں کو جلا یا۔ اور مدینے کے اکثر علما جائز رکھتے ہیں جلا تعلقوں کا اور سواروں کا ان کے اہل پر یہ ثوری اور اوزاعی نے کہا۔ اور ابن میسر نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس چیز میں کہ جواز کے لے ذکر کی اس لیے کہ عربیوں کا قصہ بطور قصاص کے تھا یا منسوخ ہے جیسا کہ پہلے گذرا اور جائز رکھنا ایک صحابی کا معارض ہے ساتھ منع دوسرے صحابی کے اور قصہ قلعوں اور سواروں کا مفید ہے ساتھ ضرورت کے اس کی طرف جب کہ متعین ہو راہ فتح پانے کے لیے دشمن پر۔ اور بعض نے ان میں سے قید کیا ہے اس کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عورتیں نہ ہوں اور لڑکے کما تقدم اور لیکن باب کی حدیثیں پس ظاہر نہیں اس میں حرمت کے لیے ہے اور وہ نسخ ہے پہلے حکم کے لیے برابر ہے کہ وحی سے ہو یا اجتہاد سے اور وہ معمول ہے اس شخص پر جو اس کی طرف قصد کرے معین شخص میں اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے مالک کے مذہب میں اصل مسئلے میں اور بیچ تدخین کے اور قصاص کے بیچ آگ کے ساتھ اور حدیث میں جواز ہے حکم لگانے کا ساتھ چیز کے از روئے اجتہاد کے پھر رجوع کرنا اس سے اور استحباب ذکر کرنے کا کرنا دلیل کو نزدیک حکم کے دور کرنے کے لیے التباس کے اور نائب کرنا حدود وغیرہ میں اور یہ کہ زمانے کا لمبا ہونا نہیں اٹھا تا عقوبت کو اس شخص سے کہ اس کا مستحق ہے اور اس میں کراہت مارنا جو وغیرہ کا ہے آگ کے ساتھ اور اس میں سنت کا منسوخ کرنا ہے سنت کے ساتھ اور اس پر اتفاق ہے اور اس میں مشروعیت ہے مسافر کے ووداع کرنے کی اکابر اہل بلد اپنے کے اور ووداع کرنا اس کے اصحاب کا اس کے لیے بھی اور اس میں جواز نسخ حکم کا ہے پہلے عمل کرنے کے ساتھ اس کے یا پہلے قادر ہونے سے اس کے عمل پر اور اس پر اتفاق ہے مگر بعض معتزلوں سے اور یہ مسئلہ غیر اس مسئلے کے ہے جو مشہور ہے اصول میں بیچ واجب ہونے عمل کے ساتھ ناخ کے پہلے جانے اس کے اور اس کا کچھ ذکر نماز کی ابتدا میں گذر چکا ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے انہوں نے اس پر کہ اگر اس کے معلوم کرنے پر قادر

ہوں تو ثابت ہوتا ہے حکم ان کا سچ حق ان کے کے اتفاقاً پس اگر نہ قادر ہوں تو جمہور اس پر ہیں کہ ان کے حق میں ان کا حکم ثابت نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ ذمہ میں ثابت ہوتا ہے جیسا کہ سونا ہو لیکن وہ معذور ہے۔ (بخاری)

۲۷۹۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَلَقَتَلْتَهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ.

۲۷۹۳۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو آگ سے جلایا سو یہ خبر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ عذاب کرو ساتھ عذاب اللہ کے اور البتہ میں ان کو قتل کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنا دین بدل ڈالے یعنی مرتد ہو جائے تو اس کو مار ڈالو یعنی تو یہ خبر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو فرمایا کہ خرابی ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

فائدہ: جن کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا وہی مرتد لوگ تھے۔ (یعنی آگ سے جلا کر۔ ابو جہر)

باب ﴿فِيمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِنَّمَا فِدَاءٌ﴾ فِيهِ حَدِيثٌ ثَمَامَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم لڑائی کرو منکروں سے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ جب بہت کرو خون ریزی بیچ ان کے تو مضبوط باندھو قیدی کو پھر یا احسان کرو پیچھے یا فدیہ لیجیے یہاں تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار یعنی بالکل موقوف ہو جائے اس باب میں ثمامہ کی حدیث وارد ہوئی ہے۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف ثمامہ کے اسلام لانے کے بارے میں اور یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور مقصود اس سے اس جگہ یہ قول ثمامہ کا ہے کہ اگر تم قتل کرو گے یعنی مجھ کو تو قتل کرو گے خون والے کو یعنی میرا خون ساقط نہیں ہوگا بلکہ میری قوم اس کا بدلہ لے گی اور اگر انعام کرو گے تو انعام کرو گے قدر دان پر یعنی میری طرف سے اس کے بدلے اچھا سلوک ہوگا اور اگر تم مال چاہتے ہو تو مانگو جس قدر چاہو یعنی دیئے جاؤ گے پس تحقیق حضرت ﷺ نے اس پر برقرار رکھا اور نہ انکار کیا اس پر تقسیم کا پھر اس کے بعد اس پر احسان کیا پس ہوگی اس میں تقویت قول کے جمہور کے لیے کہ امر بیچ قیدیوں کافروں کے مردوں سے طرف امام کے اختیار میں ہے کہ کرے ان میں جو زیادہ فائدہ دینے والا ہو مسلمانوں کو اور اسلام کو اور کہا زہری نے اور مجاہد اور ایک جماعت نے کہ کافروں کے قیدیوں کو مال لے کر چھوڑ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اور حسن اور عطاء سے روایت ہے کہ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ امام کو اختیار ہے

احسان کرنے کے درمیان اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے۔ امام مالک سے روایت ہے کہ نہیں جائز ہے احسان کرنا بغیر فدیہ لینے کے اور حنفیہ سے روایت ہے یہ احسان کرنا ہرگز جائز نہیں نہ ساتھ فدیہ لینے کے اور نہ ساتھ اس کے غیر کے اور طحاوی نے کہا کہ ظاہر آیت کا حجت ہے جمہور کے لیے اور اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ثمامہ کے قصے میں لیکن ثمامہ کے قصے میں قتل کا ذکر ہے اور ابو بکر رازی نے کہا کہ حجت پکڑی ہے ہمارے اصحاب نے مکروہ ہونے پر فدیہ مشرکین کے ساتھ مال کے اس آیت کی وجہ سے کہ لولا کتاب من اللہ سبق الایۃ یعنی اگر نہ ہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ پہلے تو تم کو آپڑتا اس کے لینے میں بڑا عذاب اور نہیں حجت ہے ان کے لیے اس میں اس لیے کہ یہ غنیمت کے حلال ہونے سے پہلے تھا پس اگر غنیمت کے حلال ہونے کے بعد یہ کرے تو یہ مکروہ نہیں اور یہی ٹھیک بات ہے اور تحقیق حکایت کہا ہے ابن قیم نے ہدی میں اختلاف کو بیچ اس کے دونوں اموں سے کون راجح ہے یعنی وہ چیز کہ مشورہ دیا گیا ساتھ اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے سے یا وہ چیز کہ مشورہ دیا جس کا عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کا سوا ایک گروہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے ظاہر آیت کی وجہ سے اور اس چیز کی وجہ سے کہ بیچ قصے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے ہے حضرت رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میں روتا ہوں اس چیز کے لیے کہ سامنے کی گئی تیرے ساتھیوں پر عذاب سے ان کے لینے کی وجہ سے فدیہ کو اور ایک گروہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی ہے اس لیے کہ وہ وہ چیز ہے اس وقت اسی پر حال قرار پایا ہے اور موافق ہونے کی وجہ سے ان کی رائے کے اس کتاب کو کہ آگے گزر چکی اور اس کے موافق ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے کہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے اور حاصل ہونے سے خیر عظیم کے بعد اس میں داخل ہونے بہت لوگوں کے ان میں سے اسلام میں اور صحبت میں اور جو ان سے پیدا ہو جو تھا اور جو نیا اسلام لایا اور سوائے اس کے جو تامل سے معلوم ہوتا ہے اور صل کی گئی تحدید ساتھ عذاب کے اس شخص کے حق میں جس نے اختیار کیا فدیہ کو پس حاصل ہو گا دنیا کا مال مجرد اور اللہ نے ان سے یہ بات معاف کی۔ (فتح)

وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿مَا كَانَ لِنَبِيِّ أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُبْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ يَعْنِي يَغْلِبُ فِي الْأَرْضِ ﴿تَرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا﴾ الْآيَةَ۔  
یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہیں چاہیے نبی کو کہ اس کے ہاتھ میں قیدی ہوں جب تک کہ نہ خون کرے زمین میں یعنی غائب ہو جائے زمین میں تم چاہتے ہو مال دنیا کا آخر آیت تک۔

فائدہ: ابو عبید نے کہا کہ اشخان کے معنی غالب ہونے کے ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی قتل کرنے کے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں مبالغہ کرنا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہاں تک کہ قادر ہوں زمین میں۔ اور لغت میں اشخان کا اصل قوت اور شدت ہے۔ اور بخاری نے اس آیت سے اشارہ کیا ہے مجاہد وغیرہ کے قول کی طرف جو کفار کے قیدیوں سے فدیہ لینے کو منع کرتے ہیں اور ان کی حجت اس آیت سے یہ ہے کہ اللہ نے

انکار کیا ہے بدر کے قیدیوں کے چھوڑنے پر اوپر مال کے پس دلالت کی اس نے اس کے ناجائز ہونے پر اور انہوں نے اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ مشرکین کو جہاں کہیں بھی پاؤ قتل کرو۔ اس نے کہا کہ پس نہیں استثناء کیا جاتا اس سے کوئی شخص مگر جس سے جزیہ لینا جائز ہے۔ اور ضحاک نے کہا کہ بلکہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿فَأَمَّا مَنْ بَعْدُ وَأَمَّا فِدَاءً﴾ ناسخ ہے اس آیت کا کہ ﴿فَأَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ﴾ اور ابو عبید نے کہا کہ ان آیتوں میں سے کوئی بھی منسوخ نہیں۔ بلکہ وہ محکم ہیں اور یہ اس لیے کہ حضرت ﷺ نے عمل کیا اس چیز پر کہ دلالت کی اس پر تمام آیات نے اپنے تمام احکام میں۔ پس جنگ بدر کے دن بعض کافروں کو قتل کیا اور بعض کو مال لے کر چھوڑ دیا اور بعض کو احسان کر کے چھوڑ دیا۔ اور اسی طرح بنو قریظہ کو قتل کیا اور بنی مصطلق پر احسان کیا اور کئے میں ابن نخل وغیرہ کو قتل کیا اور ان کے سوا اور لوگوں پر احسان کیا اور قوم ہوازن کے لڑاکے بالوں کو قید کیا اور ان کے باقی پر احسان کیا اور ثمامہ پر احسان کیا پس یہ کل جمہور کے قول پر دلالت کرتا ہے کہ یہ امام کی رائے کی طرف ہے اور حاصل احوال ان کے کا اختیار دینا امام کو ہے قید کرنے کے بعد درمیان مقرر کرنے جزیہ کے اس شخص کے لیے جس سے لینا اس کا مشروع ہے یا مار ڈالنا یا غلام بنانا یا احسان کرنا ساتھ عوض کے یا اس کے بغیر یہ حکم مردوں کے حق میں ہے اور لیکن عورتیں اور بچے پس غلام بنائے جائیں ساتھ نفس قید کے اور جائز ہے بدلہ لینا ساتھ قیدی عورت کافرہ کے بدلے قیدی مسلمان مرد کے یا مسلمان عورت کے نزدیک کافروں کے اور اگر قیدی مسلمان ہو جائے تو دور ہوتا ہے اس سے قتل اتفاقاً اور کیا وہ غلام غلام رہتا ہے یا باقی خصلتیں باقی رہتی ہیں دو قول ہیں علماء کے۔ (فتح)

باب هَلْ لِلْأَسِيرِ أَنْ يُقْتَلَ وَيَخْدَعَ  
الْمَدِينِ أَسْرُوهُ حَتَّى يَنْجُوَ مِنَ الْكُفْرَةِ  
فِيهِ الْمَسُورُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا جائز ہے قیدی کے لیے یہ کہ قتل کرے یا دعا بازی کرے ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو قید کیا اس باب میں حدیث مسور کی ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اشارہ ہے وہ تفصیل کے ساتھ شرط میں بیان ہو چکا ہے۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور یہ بھی اختلافی مسائل سے ہے اسی لیے نہیں یقین کیا اس نے اس میں ساتھ حکم کے جمہور نے کہا کہ اگر انہوں نے اس کو عہد میں دیا تو عہد ان کے ساتھ پورا کرے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ ان سے بھاگے اور مخالفت کی ہے اس کی اہمب نے پس کہا اس نے کہ اگر نکلے اس کے ساتھ کافر تا کہ اس کے ساتھ فدیہ دے تو جائز ہے اس کو اس کا قتل۔ اور کہا ابو حنیفہ اور طبری نے کہ عہد کو اس پر دینا باطل ہے اور جائز ہے اس کو یہ کہ ان کے ساتھ دفن کرے اور کہا شافعیہ نے کہ جائز ہے اس کے لیے کہ ان کے ہاں سے بھاگے اور نہیں جائز ہے اس کے لیے یہ کہ ان کے مال لے کہتے ہیں کہ اگر ان کے درمیان عہد نہ ہو تو جائز ہے اس کو یہ کہ بھاگے ان سے

ساتھ ہر طور کے اگرچہ قتل کے ساتھ اور لینے مال کے اور جلانے گھر کے اور سوائے اس کے اور نہیں ہے بچ قصبے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے تصریح اس کے ساتھ کہ تھا اس کے درمیان اور ان کے درمیان جن کے سپرد کیا تھا تا کہ پھیر دے ان کو مشرکین کی طرف کوئی عہد اور اس لیے تعرض کیا اس نے قتل کے لیے سوا یک کو مار ڈالا اور دوسرا بھاگ گیا اور اس پر حضرت ﷺ نے انکار نہ کیا ماقدم مستوفی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا حَرَّقَ الْمُشْرِكُ الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ.  
اگر مشرک مسلمان کو آگ سے جلا دے تو کیا اس کے بد لے کافر کو جلا یا جائے۔

فائدہ: یعنی اس کے فعل کے عوض میں اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تخصیص نبی کی جو حضرت ﷺ کے اس قول میں ہے کہ نہ عذاب کر و عذاب اللہ کے ساتھ اس چیز کے جب کہ نہ ہو یہ بطور قصاص کے اور اس کی طرف پہلے اشارہ گذر چکا ہے۔ (فتح)

۲۷۹۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم عکلی کی آٹھ آدمی حضرت ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے تو ان کو مدینے کی آب و ہوا نا موافق پڑی تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے لیے دودھ تلاش کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے کوئی علاج نہیں پاتا سوائے اس کے کہ تم اونٹوں میں جا ملو یعنی اونٹوں میں جا رہو تو وہ اونٹوں میں رہے اور ان کا دودھ اور پیٹاب پینا شروع کیا یہاں تک کہ تندرست ہوئے اور موٹے ہوئے اور چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک لے چلے اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوئے تو فریاد کرنے والا حضرت ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ﷺ نے کچھ لوگ تلاش کے لیے ان کے پیچھے بھیجے سو نہ بلند ہوا آفتاب یہاں تک کہ وہ لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالے پھر لوہے کی میخوں کے گرم کرنے کا حکم کیا سو گرم کی گئیں پھر ان کو ان کی آنکھوں میں پھیر کر اندھا کیا پھر ان کو پتھر ملی زمین میں ڈال دیا یعنی سورج کی گرمی میں پانی مالتے تھے سوان کو کوئی پانی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ مر گئے۔ ابو فلج نے

۲۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةٌ قَدِمُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَرَوْا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْعَا رِسْلًا قَالَ مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوا بِالذُّوْدِ فَانْطَلِقُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَابْتَنَاهَا حَتَّى صَحُّوا وَسَمِنُوا وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَأْفُوا الذُّوْدَ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ فَاتَى الصَّرِيخُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ حَتَّى أَتَى بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ أَمَرَ بِمَسَامِيرٍ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقُونَ حَتَّى مَاتُوا. قَالَ أَبُو قَلَابَةَ قَتَلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَتَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَاءَ ۱۵۔  
 کہا کہ انہوں نے قتل کیا اور چوری کی اور اللہ اور اس کے رسول  
 سے لڑائی کی اور دوڑے زمین میں فساد کرنے کو یعنی ڈاکے اور  
 راہزنی کو۔

**فائدہ:** اور نہیں ہے اس حدیث میں تصریح اس کی کہ انہوں نے چرانے والے کو گرم سلاخوں سے اندھا کیا تھا لیکن  
 اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں ہے جیسا کہ مسلم نے دوسرے طریق کے ساتھ  
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عربیوں کی آنکھوں میں گرم سلاخی ڈال کر ان کو اندھا کیا اس لیے کہ  
 انہوں نے چرانے والوں کو گرم سلاخیوں سے اندھا کیا تھا ابن بطلان نے کہا کہ اگر یہ مراد نہ ہو تو لیا ہوگا اس کو  
 عربیوں کے قصے سے بطریق اولیٰ اس لیے کہ جب ان کی آنکھوں میں گرم سلاخی پھیرنی درست ہے اور یہ عذاب  
 کرنا ہے آگ کے ساتھ اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ ایسا نہ کریں پس اگر ایسا کریں تو ان کے ساتھ ایسا کرنا بطریق اولیٰ  
 جائز ہوگا اور اس کی پوری شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

یہ باب ہے۔  
 بَابُ

**فائدہ:** یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے گویا کہ وہ فصل کی طرح ہے پہلے باب سے اور ان کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ نہ  
 تجاوز کیا جائے ساتھ جلانے کے جس جگہ جائز ہو اس شخص کی طرف جو اس کا مستوجب نہ ہو پس تحقیق وارد کی ہے  
 بخاری نے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح تخریق قریہ چیونٹی کے اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ  
 اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ اللہ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ تو نے ایک چیونٹی کیوں نہ ماری اور اس  
 میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اگر وہ ایک چیونٹی کو جلاتا تو اس پر عتاب نہ ہوتا اور نہیں پوشیدہ ہے کہ صحت استدلال  
 ساتھ اس کے موقوف ہے اس پر کہ پہلے نبیوں کی شرع کیا ہمارے لیے بھی ہے اور اس کی پوری شرح بدء الخلق میں  
 آئے گی۔ (فتح)

۲۷۹۶-۲۷۹۷- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے سنا فرماتے تھے کہ ایک چیونٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو اس نے  
 حکم کیا سو چیونٹیوں کا مکان جلا دیا گیا تو اللہ نے اس پیغمبر کی  
 طرف وحی کی کہ تجھ کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو نے مخلوقات کے  
 ایک گروہ کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح کرتا تھا۔

۲۷۹۶۔ حَدَّثَنَا يَعْنَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
 اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ  
 سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا  
 هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَرَّصَتْ  
 نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ  
 فَأُحْرِقَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَّصَتْكَ



نَمَلَةٌ أَحْرَقَتْ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ.  
بَابُ حَرْقِ الدُّوْرِ وَالنَّخِيلِ.

باب ہے بیان میں جلانے گھروں کے اور کھجوروں کے  
درختوں کے یعنی جو مشرکین کے ہوں۔

۲۷۹۷- جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے یعنی یمن کے کعبے سے اور وہ ایک گھر تھا تو م شعم میں اس کا نام کعبہ یمانیہ تھا یعنی یمن کا کعبہ سو میں ڈیڑھ سو سواریں چلا جو اس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں بیٹھ سکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کی انگلیوں کا نشان دیکھا اور فرمایا کہ الہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کہ اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر رضی اللہ عنہ اس کی طرف گیا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلا دیا پھر اس کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجی سو جریر رضی اللہ عنہ کے ایلچی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے اس کو چھوڑا جیسے کہ وہ بت خانہ اونٹ خارش دار ہے یعنی جل کر سیاہ ہو گیا ہے اس کی زینت کچھ باقی نہیں رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں میں پانچ بار برکت کی دعا کی۔

۲۷۹۸- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا دیئے یعنی حکم کیا ساتھ جلانے ان کے کا۔

۲۷۹۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرٌ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلْصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي حَنْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ قَالَ فَاَنْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا آئِبْتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثْرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ تَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا فَاَنْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ وَاللَّهِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتَهَا كَانَهَا جَمَلٌ أَجُوفٌ أَوْ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

۲۷۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح مغازی میں آئے گی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ دشمن کے شہروں کو جلاتا اور ڈھاتا درست ہے اور کر وہ جانا ہے اس کو اوزاعی اور لیث اور ابو ثور نے اور انہوں نے حجت پکڑی ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت

کے ساتھ اپنے لشکروں کو کہ اس قسم کی کوئی چیز نہ کریں اور جواب دیا ہے طبری نے اس طور کہ نبی محمول ہے اس کے قصد پر بخلاف اس کے جب کہ پہنچیں اس کو بیچ لڑائی کے جیسا کہ واقع ہوا بیچ کھڑا کرنے منجیق کے طائف پر اور وہ مانند اس کی ہے کہ جواب دیا ساتھ اس کے بیچ نبی قتل کرنے عورتوں اور بچوں کے سے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور اسی طرح ہے قتل کرنا ساتھ غرق کرنے کے اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکروں کو اس سے۔ اس لیے کہ اس نے معلوم کیا تھا کہ یہ شہر فتح ہو جائیں گے پس ارادہ کیا باقی رکھنا ان کا مسلمانوں پر۔ (فتح)

باب قَتْلِ الْمُشْرِكِ النَّائِمِ .

باب ہے بیچ بیان قتل کرنے سوتے مشرک کے۔

۲۷۹۹۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت ابو رافع کی طرف بھیجی تاکہ اس کو مار ڈالیں سوان میں سے ایک مرد چلا اور ان کے قلعے میں داخل ہوا تو اس نے کہا کہ میں ان کے چوپایوں کی باندھنے کی جگہ میں گھسا اور کافروں نے قلعے کا دروازہ بند کیا پھر ان کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ اس کی تلاش کو نکلے تو میں بھی ان میں نکلا میں ان کو معلوم کروا تا تھا کہ میں بھی اس کو ان کے ساتھ تلاش کرتا ہوں سو انہوں نے گدھا پایا اور قلعے میں داخل ہوئے میں بھی داخل ہوا پھر انہوں نے اس قلعے کا دروازہ بند کیا اور دیوار کے ایک سوارخ میں جس جگہ کہ میں ان کو دیکھتا تھا چابیاں رکھ دیں سو جب سو گئے تو میں نے کنجیاں لیں اور قلعے کا دروازہ کھولا پھر میں ابو رافع کے پاس داخل ہوا تو میں نے کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے مجھ کو جواب دیا تو میں نے آواز کا قصد کر کے اس کو تلوار ماری تو اس نے چیخ ماری سو میں وہاں سے نکلا اور پھر پلٹ گیا جیسے کہ میں فریاد رس ہوں تو میں نے آواز بدل کر کہا کہ اے ابا رافع تو اس نے کہا کہ کیا ہے تیرے لیے تیری ماں کی کم سختی میں نے کہا کیا حال ہے تیرا ابو رافع نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کون مجھ پر داخل ہوا اور مجھ کو تلوار

۲۷۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّاءَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ لِيَقْتُلُوهُ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ قَالَ فَدَخَلْتُ فِي مَرْبِطِ دَوَّابِّ لَهُمْ قَالَ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ فَخَرَجُوا يَطْلُبُونَهُ فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ أُرِيهِمْ أَنِّي أَطْلُبُهُ مَعَهُمْ فَوَجَدُوا الْحِمَارَ فَدَخَلُوا وَدَخَلْتُ وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيحَ فِي كَوَّةٍ حَيْثُ أَرَاهَا فَلَمَّا نَامُوا أَخَذْتُ الْمَفَاتِيحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَأَجَابَنِي فَتَعَمَّدْتُ الصَّوْتِ فَصَرَبْتُهُ فَصَاحَ فَخَرَجْتُ ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَأَنِّي مُعِيْتُ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيْرُتِ

ماری اس مرد نے کہا سو میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ میں رکھی پھر میں نے اس کو زور سے دبایا یہاں تک کہ اس نے ہڈیاں توڑیں پھر میں نکلا اور میں خوفناک تھا تو پھر میں ان کی سیڑھی پر آیا تاکہ اس سے اتروں تو میں گر پڑا اور میرا پاؤں زخمی ہوا سو میں وہاں سے نکل کر اپنے یاروں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز سنوں سو میں نہ گیا یہاں تک کہ میں نے ابورافع کے مرنے کی خبر سنی جو اہل حجاز کا سوداگر تھا تو میں اٹھ کھڑا ہوا اور حالانکہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا یہاں تک کہ ہم نے حضرت ﷺ کو آ کر خبر دی۔

صَوْتِي فَقَالَ مَا لَكَ لِأَمِكَ الْوَيْلُ قُلْتُ مَا شَأْنُكَ قَالَ لَا أَدْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَصَرَّيْنِي قَالَ فَوَضَعْتُ سَيْفِي فِي بَطْنِهِ ثُمَّ تَحَامَلْتُ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعْتُ الْعُظْمَ ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا دَهْشُ فَأَتَيْتُ سَلْمًا لَهُمْ لِأَنْزِلَ مِنْهُ فَوَقَعْتُ فَوُتِنْتُ رَجُلِي فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ مَا أَنَا بِبَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى سَمِعْتُ نَعَايَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرِ أَهْلِ الْحِجَازِ قَالَ فَقُمْتُ وَمَا بِي قَلْبَةً حَتَّى أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتَاهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اگر اللہ نے چاہا۔ اور وہ ظاہر ہے ترجمہ میں اس لیے کہ صحابی نے ابورافع کو قتل کرنا چاہا اور حالانکہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کو آواز تو صرف اس لیے دی تھی کہ تحقیق ہو کہ وہی ہے تاکہ اس کے سوائے اور کوئی نہ مارا جائے ان لوگوں سے جن کے مارنے سے وہاں کوئی غرض نہ تھی اور بعد اس کے کہ جواب دیا اس نے اس کو کہ وہ سونے والی جگہ میں تھا اس لیے کہ وہ اس وقت بدستور اپنے سونے کے خیال میں رہا اس دلیل سے کہ جب اس نے اس کو مارا تو وہ اپنے مکان سے نہ بھاگا اور نہ اپنے بچھونے سے پھرا یہاں تک کہ اس نے اس کو پھر کر قتل کیا اور اس میں جاسوسی کا جواز ہے مشرکین پر اور ان کی غفلت کا طلب کرنا اور دھوکا دینے کا جواز بہت ایذا دینے والے کے لیے۔ اور ابورافع حضرت ﷺ سے عداوت رکھتا تھا اور لوگوں کو آپ کی لڑائی کی ترغیب دیتا تھا اور اس سے لیا جاتا ہے جواز قتل مشرک کا بغیر دعوت کے اگر اس کو اس سے پہلے دعوت پہنچ چکی ہو اور لیکن قتل کرنا اس کا جب کہ سویا ہو پس محل اس کا یہ ہے کہ جانے کہ وہ بدستور اپنے کفر پر قائم ہے اور ناامید ہو چکا ہے اس کی فلاح سے اور طریق علم کا ساتھ اس کے یا تو ساتھ وحی کے ہے یا ساتھ قرآن کے جو دلالت کرتے ہیں اس پر۔ (فتح)

۲۸۰۰۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصاری کی ایک جماعت ابورافع کی طرف بھیجی تو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات کو اس کے گھر میں اس کے پاس گیا پس قتل کیا اس کو اس حال میں کہ وہ سوتا تھا۔

۲۸۰۰۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبُرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُولُ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِّنَ  
الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ عَبِيدٍ بَيْتَهُ لَيْلًا فَقَتَلَهُ وَهُوَ نَائِمٌ.

بَابُ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ.

۲۸۰۱- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا  
عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ الْيَرُبُوعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو  
إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقَبَةَ قَالَ  
حَدَّثَنِي سَالِمُ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عَمْرِ بْنِ  
عُبَيْدِ اللَّهِ كُنْتُ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُوْلَى حِينَ خَرَجَ إِلَيَّ  
الْحَرُورِيَّةَ فَقَرَأْتَهُ فَإِذَا فِيهِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي  
لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَضَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ  
ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ لَا  
تَمْنُوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَسَلُّوا اللَّهَ الْعَاقِبَةَ فَإِذَا  
لَقَيْتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ  
تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مَنْزِلَ  
الْكِتَابِ وَمُجْرِي السَّحَابِ وَهَازِمَ  
الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَأَنْصِرْنَا عَلَيْهِمْ.

۲۸۰۲- وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقَبَةَ حَدَّثَنِي  
سَالِمُ أَبُو النَّضْرِ كُنْتُ كَاتِبًا لِعَمْرِ بْنِ  
عُبَيْدِ اللَّهِ فَاتَاهُ كِتَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
أُوْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ  
الْعَدُوِّ. وَقَالَ أَبُو عَامِرٍ حَدَّثَنَا مُبَيْرَةُ بْنُ

جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو۔

۲۸۰۱- ۲۸۰۲- عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ  
حضرت عائشہؓ اپنے بعض دنوں میں جن میں دشمن سے ملے یعنی  
جہاد میں انتظار کی یعنی لڑائی شروع نہ کی یہاں تک کہ آفتاب  
ڈھلا پھر حضرت عائشہؓ لوگوں میں کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ  
اے لوگو جنگ میں دشمن سے ملنے کی آرزو نہ کیا کرو یعنی نہ چاہو  
کہ کافروں سے لڑائی واقع ہو اور ماگوا اللہ سے عافیت پھر جب  
تم دشمن سے مل جاؤ تو جم جایا کرو اور جانو کہ بہشت تلواروں  
کے سائے کے تلے ہے پھر دعا کی کہ الہی اتارنے والے  
کتاب کے اور لینے والے حساب کے اور چلانے والے ابر کے  
اور بھگانے والے گروہوں کفار کے شکست دے ان کو اور مدد  
دے ہم کو اور ان کے۔

۲۸۰۲- اور موسیٰ بن عقبہ نے فرمایا کہ مجھے بیان کیا سالم  
ابونضر نے کہ میں کاتب تھا عمر بن عبید اللہ کا تو پس آیا اس کے  
پاس عبد اللہ بن ابی اوفی کا خط کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا ہے کہ نہ تم امید کرو دشمن سے ملاقات کی اور ابو عامر  
فرماتے ہیں کہ بیان کیا ہم کو مغیرہ بن عبد الرحمن ابوزناد وہ  
اعرج سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم نہ

آرزو کرو دشمن سے ملنے کی لیکن جب تم طوق صبر کرو۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنُوا لِقَاءَ  
الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا.

فائدہ: ابن بطلان نے کہا کہ حکمت نبی کی یہ ہے کہ آدمی نہیں جانتا کہ انجام کار کیا ہوگا اور وہ نظیر سوال کرنے کی ہے  
فتنوں سے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا آرام میں ہونا اور شکر کرنا مجھ کو بہتر ہے اس سے کہ میں مبتلا ہوں پس صبر  
کروں اور اس کے غیر نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملنے کی آرزو کرنے  
سے اس لیے کہ اس میں خود پسندی اور تکبر کرنا ہے اور اعتبار کرنا ہے قوت پر اور قلت اہتمام ہے دشمن کے لیے اور کل  
یہ مخالف ہے احتیاط کے اور جزم پر عمل کرنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی محمول ہے اس پر جب کہ واقع ہو شک  
مصلحت میں یا حصول ضرورت میں نہیں تو قتال کرنا فضیلت اور اطاعت ہے اور تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی یہ بات کہ  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کے بعد فرمایا کہ اللہ سے عافیت چاہو اور ابن دقین العید نے کہا کہ چونکہ تھاملنا موت کا دشوار  
ترین چیزوں سے جانوں پر اور امور غائبہ اور امور محققہ کی طرح نہ تھے تو نہ امن ہو اس سے کہ ہونزدیک واقع ہونے  
کے جیسا کہ لائق ہے پس مکروہ ہوئی آرزو کرنی اس کے لیے اور اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے اگر واقع ہوا احتمال  
سے یہ کہ مخالفت کرے انسان اس چیز کی کہ وعدہ اس کا اپنے نفس سے پھرا کر کیا ساتھ صبر کے نزدیک واقع ہونے  
حقیقت کے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ اوپر منع ہونے لڑائی کے طلب پر اور یہ رائے حسن بصری کی  
ہے اور یہ جو کہا کہ الہی اتارنے والے کتاب کے اٹخ تو اشارہ کیا اس دعا کے ساتھ مدد کی وجوہ کی طرف ان کے اوپر  
پس ساتھ کتاب کے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ قتل کرو ان کو کہ عذاب کرے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے اور  
ساتھ جاری کرنے بادل کے طرف قدرت ظاہرہ کے بیچ تغیر ابر کے جس جگہ کہ چلاتی ہے اس کو ہوا ساتھ خواہش اللہ  
کے اور جس جگہ بدستور اپنی جگہ میں کھڑا رہتا ہے باوجود چلنے ہوا کے اور جس جگہ کہ ایک بار برستا ہے اور ایک بار نہیں  
برستا پس اشارہ کیا ہے اس کی حرکت کے ساتھ طرف اعانت غازیوں کے بیچ ان کے حرکت کرنے میں لڑائی میں  
اور ساتھ کھڑا ہونے اس کے کے طرف روکنے ہاتھ کفار کی اور ساتھ اتارنے مینہ کے اور غنیمت کرنے اس چیز کے کہ  
ساتھ ان کے ہے جس جگہ کہ اتفاق پڑے ان کے قتل کا اور ساتھ نہ ہونے اس کے کے ان کی شکست کی طرف جس  
جگہ کہ نہ حاصل ہو ساتھ کسی چیز کے ان میں سے اور کل یہ احوال صالح ہیں مسلمانوں کے لیے اور اشارہ کیا ساتھ ہازم  
الاحزاب کے ساتھ طرف توسل کی ساتھ نعمت سابقہ کے اور طرف تجرید توکل اور اعتقاد رکھنے کے ساتھ اس کے کہ تحقیق  
اللہ وہی ہے تنہا ساتھ فعل کے اور اس میں تشبیہ ہے اوپر بڑی ہونے ان تینوں نعمتوں کے پس تحقیق ساتھ اتارنے

کتاب کے حاصل ہوئی نعمت اخروی اور وہ اسلام ہے اور ساتھ جاری کرنے ابر کے حاصل ہوئی نعمت دنیویہ اور وہ رزق ہے اور ساتھ شکست دینے کافروں کے حاصل ہو حافظ دونوں نعمتوں کا اور گویا کہ اس نے کہا کہ الہی جیسے انعام کیا تو نے ساتھ عظیم دونوں نعمتوں اخرویہ اور دنیویہ کے اور محفوظ رکھا ہے تو نے ان کو پس باقی رکھ ان کو اور اس حدیث میں استجاب دعا کا ہے نزدیک ملنے دشمن کے اور مدد چاہنے کے اور وصیت مقتولین کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ان کے امر کی صلاح ہے اور تعلیم کرنی ان کو ساتھ اس چیز کے کہ محتاج ہیں وہ اس کی طرف اور سوال کرنا اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات کے ساتھ جو حسی ہیں اور ساتھ نعمت سابقہ اس کی کے اور رعایت نشاط نفوس کی اطاعت کے فعل کے لیے اور رغبت دلانے کے اور سلوک ادب کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بابُ الْحَرْبِ خَدْعَةً۔ باب ہے اس بیان میں کہ لڑائی فریب ہے۔

۲۸۰۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہو اریان کا بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا ہلاک ہو اورم کا بادشاہ پھر اس کے بعد کوئی وہاں بادشاہ نہ ہوگا اور البتہ ان ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم ہوں گے اور نام رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کا فریب۔

۲۸۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرَى لَمْ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَفَيْصَرُ لَيْهَلِكَنَّ لَمْ لَا يَكُونُ فَيْصَرُ بَعْدَهُ وَلَقَسَمَنَّا كُنُوزَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَسَمَى الْحَرْبِ خَدْعَةً.

فائدہ: اس حدیث کا معنی ہے اظہار کرنا ایک امر کا اور دل میں اس کے برخلاف ہو اور اس میں رغبت دلانی ہے اور پر لینے پناہ کے لڑائی میں اور بلانا طرف فریب کفار کی اور خبر دار ہونا اس کے لیے پس نہیں امن ہے اس سے کہ اس پر امر الٹا ہو جائے امام نووی نے کہا کہ اتفاق کیا ہے علما نے فریب کے جواز پر کفار کے ساتھ لڑائی میں جس طرح کہ ممکن ہو مگر یہ کہ اس میں نقض عہد ہو یا نقض امان ہو پس جائز نہیں ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں فریب واقع ہوتا ہے ساتھ تعریض اور گھات لگانے کے اور اس کی مانند۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے رائے کے استعمال کا لڑائی میں بلکہ اس کی طرف محتاجی زیادہ مؤکد ہے دلاوری سے اور اسی لیے واقع ہوا ہے اختصار کرنا اس چیز پر کہ اشارہ کرتا اس کی طرف اس حدیث کے ساتھ اور یہ اس حدیث کی مانند ہے کہ حج عرفہ ہے اور ابن منیر نے کہا کہ معنی حدیث الحرب خدعہ کے یہ ہیں کہ لڑائی جید اس کے مالک کے لیے جو کامل ہے مقصود میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فریب دینا ہے نہ سامنے ہونا اور یہ خطر مواجہت کی وجہ سے ہے اور حاصل ہونے فتح کے ساتھ فریب کے بغیر خطرے کے۔ (فتح)

۲۸۰۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أُصْرَمَ أَخْبَرَنَا

نے لڑائی کا فریب کہا ابو عبد اللہ (امام بخاری کی کنیت ہے) کہ  
یہ ابو بکر وہ بور بن اصرم ہے۔

۲۸۰۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا کہ  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑائی ایک قسم کا دھوکا ہے۔

لڑائی میں جھوٹ بولنا۔

۲۸۰۶۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ بے  
شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ کو اور اس کے رسول کو تو محمد  
بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ چاہتے ہیں  
کہ میں اس کو مار ڈالوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں  
جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ  
اس یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تکلیف دی یعنی ساتھ امروں  
اور نواہی کے اور ہم سے صدقہ چاہتا کہ اس کو اس کی جگہوں  
میں رکھے تو کعب نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ تم اور بھی زیادہ  
رنج پاؤ گے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کے تابع ہوئے  
ہیں سو ہم برا جانتے ہیں کہ اس کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ اس کا  
انجام کار دیکھیں سو ہمیشہ رہا اس سے کلام کرتا یہاں تک کہ اس  
پر قادر ہو اس نے اس کو مار ڈالا۔

عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ سَمَى النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبَ خَدَعَةً.

۲۸۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا  
أَبْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَمْعٍ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ  
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَرْبُ خَدَعَةٌ.

بَابُ الْكُذْبِ فِي الْحَرْبِ.

۲۸۰۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ  
الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ أَذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ  
مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتَحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاتَاهُ فَقَالَ إِنَّ  
هَذَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ  
عَنَانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللَّهِ  
لَتَمَلَّنَّهُ قَالَ فَإِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاهُ فَانْكُرْهُ أَنْ نُدْعَهُ  
حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُهُ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ  
يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمَكَّنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ مطابق نہیں اس لیے کہ قول اس کا معنا معنی اس کے یہ ہیں کہ تکلیف دی اس نے ہم کو  
ساتھ اور اور نواہی کے اور قول اس کا کہ ہم سے صدقہ چاہتا کہ اس کو اس کی جگہ میں اور قول اس کا فنسکرہ الخ  
معنی اس کا یہ ہے کہ ہم مکروہ جانتے ہیں جدائی اس کی کو اور نہیں شک ہے اس میں کہ وہ چاہتے تھے کہ ہمیشہ آپ کے  
ساتھ رہیں اور جو ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کسی بات میں بالکل کچھ جھوٹ واقع نہیں ہوا اور تمام وہ چیز کہ ان سے

واقع ہوئی تلوح ہے کما سبق۔ لیکن ترجمہ باندھاساتھ اس کے محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے جو اس نے حضرت رضی اللہ عنہ سے اول کہا کہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں جو چاہوں سو کہوں فرمایا کہو۔ پس تحقیق داخل ہوتی ہے اس میں اجازت جھوٹ بولنے کی بطور تصریح اور تلوح کے۔ اور یہ زیادتی اگرچہ نہیں مذکور ہے پس تحقیق وہ ثابت ہے بیچ اس کے جیسے آئندہ باب میں ہے اور علاوہ یہ ہے کہ اگر مراد نہ ہو تو البتہ ہوگا ترجمہ مخالف حدیث کے اس لیے کہ اس کے معنی اس وقت یہ ہیں کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مطلق جائز ہے یا جائز ہے اس سے ایما سوائے تصریح کے اور یہ ترمذی کی روایت میں صریح آچکا ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں حلال جھوٹ مگر تین چیزوں میں بات چیت کرنا مرد کا اپنی بیوی سے تاکہ اس کو راضی کرے اور جھوٹ بولنا لڑائی میں اور بیچ صلح کروانے کے لوگوں کے درمیان اور تحقیق گذر چکی ہے صلح میں وہ چیز کہ ام کلثوم کی حدیث میں ہے اس معنی کی وجہ سے اس سے اور نقل کرنا خلاف کا بیچ جائز ہونے جھوٹ کے مطلقاً یا قید کرنا اس کا ساتھ تلوح کے۔ نووی نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ ان تین چیزوں میں صریح جھوٹ بولنا جائز ہے لیکن تعریض اولیٰ ہے۔ ابن العربی نے کہا کہ لڑائی میں جھوٹ بولنا مستثنیٰ ہے جو جائز ہے ساتھ نص کے نرمی کرنے کے لیے ساتھ مسلمانوں کے ان کی حاجت کے لیے اس کی طرف اور نہیں ہے واسطے عقل کے اس میں مجال اور حرمت جھوٹ کی عقل سے ہوتی تو حلال نہ ہوتا اور قوی کرتی ہے اس کو جو احمد اور ابن حبان نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حجاج بن علاط کے قصے میں روایت کی ہے اس کے اجازت مانگنے میں حضرت رضی اللہ عنہ سے یہ کہ کہے آپ کی طرف سے جو چاہے مصلحت کے لیے اپنے مال کو خلاص کروانے میں اہل مکہ سے اور حضرت رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت دی اور خبر دینا اس کا اہل مکہ کے لیے کہ اہل خیبر نے مسلمانوں کو شکست دی اور سوائے اس کے جو مشہور ہے اور نہیں معارض ہے اس کو جو روایت کی نسائی نے عبداللہ بن ابی سرح کے قصے میں اور قول نصاریٰ کا حضرت رضی اللہ عنہ کے لیے جب کہ اس کی بیعت سے باز رہے کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے کیوں نہیں اشارہ کیا فرمایا کہ لائق نہیں پیغمبر کو کہ اس کی آنکھیں خائن ہوں اس لیے کہ طریقہ تطبیق کا ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ جس جھوٹ کے بولنے کی اجازت ہے وہ صرف لڑائی کی حالت کے ساتھ خاص ہے اور لیکن حالت بیعت کی پس وہ لڑائی کی حالت نہیں اور اس تطبیق میں شبہ ہے اس لیے کہ حجاج کا قصہ بھی لڑائی کی حالت میں نہ تھا اور جواب مستقیم یہ ہے کہ کہا جائے کہ منع مطلق حضرت رضی اللہ عنہ کے خصائص سے ہے یعنی حضرت رضی اللہ عنہ کو جھوٹ بولنا مطلق منع ہے اور آپ کے سوائے اور لوگوں کو جھوٹ بولنا جائز ہے اور نہیں معارض ہے اس کے وہ چیز جو گذر چکی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کسی جہاد کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے پس تحقیق مراد یہ ہے کہ آپ کام کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو ظاہر نہ کرتے تھے جیسا کہ ارادہ کرتے تھے کہ مشرق کی طرف جہاد کرے پس سوال کرتے تھے اسی امر سے کہ مغرب میں ہے یعنی مغرب کا حال دریافت کرتے تھے اور سفر کا سامان درست کرتے تھے پس جو آپ کو دیکھتا تھا وہ گمان کرتا تھا کہ آپ مغرب کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ صریح نہ کہتے





طرف چلے اور آپ کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے لوگوں نے خبر دی کہ وہ کھجوروں کے باغ میں ہے سو حضرت ﷺ باغ میں اس کے پاس گئے تو کھجور کی ٹہنیوں میں چھپ کر چاہا کہ اس کی آواز سنیں اور ابن صیاد اپنا کپڑا اوڑھے تھا کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن صیاد کی میں ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ اے صاف! یعنی ابن صیاد دیکھ محمد ﷺ آئے تو ابن صیاد اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا یعنی معلوم ہو جاتا کہ کیا کہتا تھا۔

شِهَابٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَبِي بْنُ كَعْبٍ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ فَحَدَّثَ بِهِ فِي نَخْلٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النخْلَ طَفِقَ يَتَّقِي بَجْدُوعِ النخْلِ وَأَبْنُ صَيَّادٍ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمِيمَةٌ فَرَأَتْ أُمَّ ابْنِ صَيَّادٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا صَافُ هَذَا مُحَمَّدٌ فَوَثَبَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتَهُ بَيْنَ

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

لڑائی میں شعر پڑھنا اور کھائی کے کھودنے میں آواز بلند کرنا۔ یعنی اس باب میں حدیث سہل اور انس رضی اللہ عنہما کی ہے جو حضرت ﷺ سے مروی ہے نیز اس باب میں حدیث یزید کی ہے جو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

بَابُ الرَّجْزِ فِي الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الْخَنْدَقِ فِيهِ سَهْلٌ وَأَنَّسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِ يَزِيدٌ عَنْ سَلَمَةَ.

۲۸۰۸۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ خندق کے دن حضرت ﷺ کو دیکھا اور حالانکہ آپ مٹی کو اٹھا اٹھا کر پھیلتے تھے یہاں تک کہ مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو ڈھانک لیا اور حضرت ﷺ کے بدن پر بال بہت تھے اور آپ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ الہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے سو تسکین کو ہم پر اتار اور قدموں کو جمادے اگر کفار سے ہم ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ بٹے اور دشمنوں

۲۸۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ حَتَّى وَارَى التُّرَابَ شَعْرَ صَدْرِهِ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرَ الشَّعْرِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجْزِ عَبْدِ اللَّهِ اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلْنَا سَكِينَةً

عَلَيْنَا وَنَبَتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَأَقِينَا إِنْ الْأَعْدَاءُ  
قَدْ بَعَرُوا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَيْنَا يَرْفَعُ  
بَهَا صَوْتَهُ.

نے البتہ ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے  
ہیں ہم ان کی بات نہیں مانتے ان کے ساتھ آواز بلند کرتے  
تھے۔

فائدہ: اور اس حدیث میں پڑھنا حضرت ﷺ کا ہے غیر کے شعر کو اور اس کا بیان ببط کے ساتھ آئندہ آئے اور اس  
میں بلند کرنا آواز کا ہے بیچ عمل اطاعت کے تاکہ اس کا نفس اور غیر اس کا خوش ہو اور گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے  
ترجمہ میں اپنے قول کے ساتھ و رفع الصوت فی حفر الخندق طرف اس بات کی کہ کراہت رفع صوت کی لڑائی  
میں خاص ہے حالت قتال کے ساتھ جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب مکروہ جانتے تھے  
بلند کرنے آواز کے کو نزدیک لڑائی کے۔ (فتح)

جو گھوڑے پر نہ ٹھہر سکے۔

فائدہ: یعنی لائق ہے اہل خیر کے لیے یہ کہ دعا کریں اس کے لیے ساتھ ٹھہرا دینے کے۔ اور اس میں اشارہ ہے  
طرف فضیلت سوار ہونے کی گھوڑوں پر اور ٹھہرنے کی اور پران کے۔ (فتح)

۲۸۰۹۔ جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا مجھ کو  
حضرت ﷺ نے گھر میں آنے سے جب سے کہ میں مسلمان  
ہوا اور نہیں دیکھا مجھ کو کبھی مگر کہ میرے منہ میں تبسم فرمایا اور میں  
نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا تو  
حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا پس فرمایا کہ الہی  
اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا  
اور راہ یاب۔

۲۸۰۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
نَمِيرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ  
قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا  
حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ  
أَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا تَبَسَّ فِي وَجْهِهِ  
وَلَقَدْ شَكَّوْتُ إِلَيْهِ إِنِّي لَا أَتُبُّ عَلَى  
الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ  
اللَّهُمَّ تَبَّهْ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا.

فائدہ: اور جگہ ترجمہ کی اس میں یہ قول ہے کہ میں نے آپ کے پاس شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم نہیں سکتا اور اس  
کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں دوا کرنے زخم کے ساتھ جلانے چٹائی  
کے اور دھونا عورت کا خون کو اپنے باپ کے منہ سے اور  
اٹھانا پانی ڈھال میں۔

بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الْحَصِيرِ  
وَوَسْطِ الْمَرْأَةِ عَنْ أَيْبِهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ  
وَحَمْلِ الْمَاءِ فِي التَّرْسِ.

فائدہ: یہ باب شامل ہے تین احکام پر اور حدیث باب کی ظاہر ہے بیچ ان کے اور مفروہ بیان کیا ہے اس نے ثانی

مسئلے کو کتاب الطہارۃ میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

۲۸۱۰۔ ابو حازم سے روایت ہے کہ لوگوں نے سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کس چیز سے دوا کیا گیا زخم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سہل رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں باقی رہا کوئی جو زیادہ جانتا ہو اس کو مجھ سے تھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پانی لاتے اپنی ڈھال میں اور تھی فاطمہ رضی اللہ عنہا دھوتی خون کو آپ کے منہ سے اور چٹائی لے کر جلانی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زخم اس کے ساتھ بھرا گیا۔

۲۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَأْتِي شَيْءٍ دُوْوِي جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ مَا بَقِيَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي كَانَ عَلِيُّ يَجِيءُ بِالْمَاءِ فِي تَرْسِهِ وَكَانَتْ يَغْنِي فَاطِمَةَ تَغْسِلُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَأَخَذَ حَصِيرًا فَأَحْرَقَ نَمَّ حُشِي بِهِ جُرْحُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے جھگڑے اور اختلاف سے لڑائی میں۔ یعنی لڑائی والوں سے لڑائی کے احوال میں اور بیان میں عذاب اس شخص کے جو اپنے امام کی نافرمانی کرے یعنی ساتھ بھاگنے کے اور محروم ہونے کے غنیمت سے یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نہ جھگڑو آپس میں پس بزدل اور نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری لڑائی کی قوت دور ہو جائے گی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّارُعِ وَالْإِخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ وَعُقُوبَةُ مَنْ عَضِيَ إِمَامَهُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَعَشَلُوا وَتَذَهَبَ رِيحُكُمْ﴾ قَالَ قَتَادَةُ الرِّيحُ الْحَرْبُ.

فائدہ: اور مراد رخ سے قوت ہے لڑائی میں۔

۲۸۱۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور خوشخبری دو اور نہ بھڑکاؤ آپس میں موافقت کرو اور اختلاف نہ کرو۔

۲۸۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَاذًا وَأَبَا مُوسَى إِلَى الْيَمَنِ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تَفْرِرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا.

فائدہ: مراد اس حدیث سے یہی آخری قول ہے کہ اختلاف نہ کرو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

۲۸۱۲۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پیادوں پر سردار کیا اور وہ پچاس مرد تھے سو فرمایا کہ اگر تم ہم کو دیکھو کہ پرندے ہم کو اچک رہے ہیں تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں اور اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم نے ان کافروں کو شکست دی اور ان کو اپنے قدموں سے کچل ڈالا تو بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں تم کو بلا بھیجوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شکست دی براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے مشرکوں کی عورتوں کو دیکھا کہ اپنے کپڑے اٹھا کر جلد چلتی تھیں ان کے بازئیں اور پنڈلیاں تنگی ہوئیں اور اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئیں تھیں تو عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے یاروں نے کہا کہ غنیمت لو اے قوم غنیمت لو کہ تمہارے یار غالب ہوئے پس کس چیز کی انتظار کرتے ہو تو عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو کہا تھا انہوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا نہ مانا اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ہم لوگوں میں جاتے ہیں پس غنیمت پاتے ہیں سو جب وہ ان میں آئے تو ان کے منہ پھیرے گئے تو سامنے آئے لوگوں کو اس حال میں کہ بھاگتے تھے پس یہ اس وقت تھا جب کہ بلا تے تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے لوگوں میں پس نہ باقی رہے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر بارہ مرد تو کافروں نے ہم میں سے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور جنگ بدر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مشرکین سے ایک سو چالیس آدمی پائے تھے ستر قیدی اور ستر مقتول تو ابوسفیان نے تین بار کہا کہ کیا قوم مسلمانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس سے کہ اس کو جواب دیں پھر

۲۸۱۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَالِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ فَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَحْطِفْنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَأَوْطَأْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ فَهَزَمُوهُمْ قَالَ فَأَنَا وَاللَّهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشُدُّنَ قَدَّ بَدَتِ خَلَاجِلُهُنَّ وَأَسْوَفُهُنَّ رَافِعَاتٍ نِيَابِهِنَّ فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُبَيْرٍ الْغَنِيمَةَ أَمْي قَوْمِ الْغَنِيمَةَ ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جُبَيْرٍ أُنْسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا وَاللَّهِ لَنَاتِيَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِيبَنَّ مِنَ الْغَنِيمَةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وَجُوهُهُمْ فَأَقْبَلُوا مِنْهُمْ مِينَ فَلَذَلِكَ إِذْ يَدْعُوهُمْ الرَّسُولُ فِي أَخْرَاهُمْ فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ وَمِائَةً سَبْعِينَ أُسِيرًا وَسَبْعِينَ قَتِيلًا فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ أَيْ الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثُ

اس نے تین بار کہا کہ کیا قوم میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر تین بار کہا کہ کیا قوم میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں پھر اپنے ساتھیوں کی طرف پھرا اور کہنے لگا لیکن یہ تینوں پس مارے گئے یعنی جب مسلمانوں کی طرف سے کسی نے اس کو جواب نہ دیا تو اس کو گمان ہوا کہ یہ مارے گئے ورنہ جواب دیتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو روک نہ سکے تو انہوں نے کہا کہ اے دشمن اللہ کے قسم ہے اللہ کی کہ تو نے جھوٹ کہا جن کو تو نے گناہتہ وہ سب زندہ ہیں اور تحقیق باقی ہے تیرے لیے وہ چیز کہ ناخوش کرے تجھ کو ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن بدر کے دن کے مقابلے ہے اور لڑائی مانند ڈھول کی ہے یعنی بدر کے دن تم غالب ہوئے تھے اور آج ہم تحقیق تم اپنے مردوں میں ناک کان کئے پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں کیا اور نہ میں اس سے ناخوش ہوں پھر گانے لگا کہ بلند ہواے ہبل (ایک بت کا نام ہے جو کعبے میں رکھا ہوا تھا) بلند ہواے ہبل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جواب نہیں دیتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں فرمایا کہ کہو اللہ بلند تر اور بزرگ تر ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے لیے عزی ہے اور تمہارے لیے عزی نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب نہیں دیتے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا جواب دیں فرمایا کہ اللہ ہے مددگار ہمارا اور نہیں مددگار تمہارے لیے۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ شکست واقع ہوئی بسبب مخالفت تیرا مذاہب کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی وجہ سے کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور پوری شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

جب لوگ رات کو ڈریں یعنی تولا لائق ہے امیر لشکر کے لے کہ خود اس خبر کا حال دریافت کرے یا ساتھ اس شخص

کے کہ اس کو اس لیے بلائے۔

بَابُ إِذَا فَرَعُوا بِاللَّيْلِ.

۲۸۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے بہتر اور سخی تر اور دلاور تر تھے اور مدینے والے ایک رات گھبرائے کہ انہوں نے ایک آواز سنی تو حضرت ﷺ کو لوگوں کو آگے سے آملے اس حال میں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ننگے گھوڑے پر سوار تھے اور اپنی گردن میں تلوار کو لٹکائے ہوئے تھے پس فرمایا کہ مت گھبراؤ مت گھبراؤ پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے گھوڑے کو دریا پایا۔

جو دشمن کو دیکھے اور اپنی بلند آواز سے پکارے یا صباحا  
تا کہ لوگوں کو سنائے۔

۲۸۱۴۔ سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے سے نکل کر غابہ (ایک جگہ کا نام ہے ایک منزل مدینے سے طرف شام کی) کو چلا یہاں تک کہ جب میں غابہ کے پہاڑ پر پہنچا تو عبد اللہ بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھے راہ میں ملا تو میں نے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو تجھ کو کیا ہوا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئی ہیں نے کہا کہ ان کو کس نے پکڑا اس نے کہا کہ غطفان اور فزارہ کی قوم نے تو میں نے تین بار چیخ ماری کہ لوگو دوڑو کہ سنایا میں نے اس شخص کو کہ مدینے کی پھرلی زمین کے درمیان ہے یعنی میں نے ایسی بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری کہ مدینے کے سب لوگوں نے سن لیا پھر میں اکیلا ان کے پیچھے دوڑا یہاں تک کہ میں ان کو ملا اور حالانکہ انہوں نے اونٹنیاں پکڑی ہوئی تھیں سو میں ان کو تیر مارنے لگا اور میں یوں کہتا تھا کہ میں اکوع کا

۲۸۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ قَالَ وَقَدْ فَرَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةَ سَمِعُوا صَوْتًا قَالَ فَتَلَقَّاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرَى وَهُوَ مُتَقَلِّدٌ سَيْفَهُ فَقَالَ لَمْ تَرَ عَوًّا لَمْ تَرَ عَوًّا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدْتُهُ بَحْرًا يَعْنِي الْفَرَسَ.

فائدہ: اس کی شرح بہہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا صَبَاحَاهُ حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ.

۲۸۱۴۔ حَدَّثَنَا الْمُكْبِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلْمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتَّى إِذَا كُنْتَ بِبَيْتَةِ الْغَابَةِ لَقَيْتَنِي غَلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَا بَكَ قَالَ أَخَذْتُ لِقَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غُطْفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى الْقَاهِمُ وَقَدْ أَخَذُوهَا فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَقُولُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ فَاسْتَقْدْتُهَا

بیٹا ہوں اور آج کم بختوں کی موت کا دن ہے سو میں نے ان سے سب اونٹیاں چھین لیں تو میں ان کو ہانکتا ہوا آگے بڑھا تو راہ میں حضرت ﷺ مجھ کو ملے یعنی سواروں کو لے کر دوڑے جاتے تھے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ وہ لوگ ابھی پیاسے ہیں میں نے ان کو پانی نہیں پینے دیا سو ان کے پیچھے لشکر کو بھیجے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے تو قابو پا چکا ان پر سوزی اور آسانی کر کہ البتہ لوگوں کی مہمانی ہوتی ہوگی ان کی قوم میں یعنی تو ان پر غالب ہو چکا اب در گذر کر جانے دے اپنی قوم میں کھاتے پیتے ہوں گے۔

**فائدہ:** ابن نمیر نے کہا کہ جگہ اس ترجمہ کی یہ ہے کہ اس طرح کا پکارنا جاہلیت کا پکارنا نہیں جومع ہے اس لیے کہ یہ استغاثہ ہے کفار پر۔

بَابُ مَنْ قَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فَلَانٍ۔

**فائدہ:** یہ کلمہ ہے مدح کے وقت کہا جاتا ہے۔ ابن نمیر نے کہا کہ موقع اس کا احکام سے یہ ہے کہ وہ خارج ہے فخر کرنے سے جومع ہے تقاضہ کرنے کی وجہ سے حال کے اس کو میں کہتا ہوں کہ یہ قریب ہے جواز احتیال سے حرب میں سوائے اس کے غیر میں۔ (فتح)

وَقَالَ سَلَمَةُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ۔

یعنی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا

ہوں۔

**فائدہ:** یہ ایک کلمہ ہے سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو ابھی مذکور ہوئی اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو مسلم نے دوسرے طریق سے اور اس میں ہے کہ لے اس کو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں یعنی یہ لفظ کہنا اپنی تعریف میں درست ہے۔

۲۸۱۵۔ ابی اسحق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء بن

عازب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی سے پوچھا کہ کیا تم اصحاب

جنگ حنین کے دن بھاگ گئے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا اور حالانکہ

میں ابو اسحق سنتا تھا کہ حضرت ﷺ نے تو اس دن ہرگز پیٹھ نہیں

پھیری اور ابو سفیان حضرت ﷺ کے فخر کی باگ پکڑنے

ہوئے تھے سو جب کافروں نے حضرت ﷺ کو گھیر لیا تو

۲۸۱۵۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ

أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرَةَ أَوْلَيْتُمْ يَوْمَ

حُنَيْنٍ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ أَمَا رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُولِ يَوْمَئِذٍ

كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ إِخِيًا يُعِينَانِ



حضرت ﷺ سواری سے نیچے اترے اور فرمانے لگے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں سو نہیں دیکھا گیا لوگوں میں اس دن کوئی زیادہ سخت حضرت ﷺ سے لڑائی میں۔

بَغْلَتِهِ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمَشْرِ كُنَّ نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ قَالَ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدَّ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں جائز ہے۔

باب إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ.  
جب اترے دشمن ایک مرد کے حکم پر یعنی پس جائز رکھے اس کو امام تو جاری ہوتا ہے حکم اس کا۔

۲۸۱۶۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہود بنی قریظہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے یعنی قلعے سے تو حضرت ﷺ نے کسی کو سعد رضی اللہ عنہ کے بلانے کے لیے بھیجا اور سعد رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک تھے یعنی ان کو اپنے پاس خیمے میں جگہ دی ہوئی تھی تاکہ قریب سے ان کی بیمار پرسی کریں اس بیماری میں جو ان کو تیر لگنے سے پہنچی تھی تو سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے پھر جب نزدیک ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے جاؤ طرف سردار اپنے کی سو سعد رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تو حضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ بے شک یہ لوگ یعنی بنی قریظہ تمہارے حکم پر راضی ہو کر اترے ہیں اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ جو کچھ سعد رضی اللہ عنہ ہمارے بارے میں حکم کرے ہم کو منظور ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ ان کے لڑنے والے مارے جائیں یعنی جو لڑنے کے قابل ہیں اور ان کے بچے اور عورتیں قید کیے جائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ان کے حق میں حکم کیا ساتھ حکم بادشاہ کے یعنی تو نے ایسا حکم کیا ہے اس سے اللہ راضی ہوا۔

۲۸۱۶۔ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنِيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمُوا إِلَيَّ سَيِّدُكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَيَّ حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تَقْتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَأَنْ تُسَبِّى الدَّرِيَّةَ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ ابن میر نے کہا کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث سے لازم ہونا حکم محکم کا ساتھ رضامندی مدعی اور مدعی علیہ کی۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْأَسِيرِ وَقَتْلِ الصَّبْرِ.

باب ہے بیان میں قتل کرنے قیدی کے اور قتل کرنے کے نشانہ ٹھہرا کر یعنی جاندار چیز کو کھڑا کیا جائے پھر اس کو تیر سے مارا جائے۔

۲۸۱۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر سے خود اتاری تو ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ ابن نطل کعبے کے پردے پکڑے ہوئے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو۔

۲۸۱۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ لَفَقَالَ اقْتُلُوهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزری چکی ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے کہ امام اختیار کرے وہ چیز کہ وہ زیادہ ترمفید ہے اسلام کے لیے اور مسلمانوں کے قیدی کے قتل اور اس کے احسان کے درمیان اور اوپر بدلہ لینے کے ساتھ یا بغیر بدلہ لینے کے یا اس کے غلام بنانے سے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ وَمَنْ رَكَعَ رَكَعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ.

کیا طلب کرے مرد قید ہونا اپنا یعنی اپنے نفس کو قید ہونے کے لیے دوسرے کے سپرد کرے یا نہیں اور جو اپنے تئیں قید ہونے کے لیے سپرد نہ کرے اور جو قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھے۔

۲۸۱۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی بطور لشکر جاسوسی کے بھیجے اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا سو وہ چلے یہاں تک کہ ہدایہ میں پہنچے اور وہ ایک جگہ ہے درمیان عسفان اور مکہ کے تو ذکر کیے گئے ہذیل کے قبیلے کے لیے جن کو بنو عیان کہا جاتا تھا یعنی ان کو خبر ہوئی تو ان کے لیے دو سو آدمی کے قریب نکلے کہ سب تیر انداز تھے تو وہ ان کے پیچھے چلے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ پائی جس کو انہوں نے مدینے سے خرچ راہ لیا تھا سو انہوں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجوریں ہیں تو ان کے پیچھے چلے

۲۸۱۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ وَهُوَ حَلِيفُ لَيْبِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ فَاَنْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا

سو جب عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں نے ان کو دیکھا تو ایک بلند جگہ کی طرف پناہ لی تو کافروں نے ان کو گھیرا تو کافروں نے ان کو کہا کہ اتر اور ہم کو اپنے ہاتھ دو یعنی اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو اور تمہارے لیے قول و اقرار ہے ہم کسی کو تم میں سے نہ ماریں گے تو عاصم رضی اللہ عنہ لشکر کے سردار نے کہا کہ لیکن میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں اتروں گا آج سچ ذمے کافر کے الہی ہمارے نبی کو ہمارے حال سے خبر دے تو کافروں نے ان کو تیروں سے مارا تو عاصم رضی اللہ عنہ سمیت سات آدمیوں کو قتل کیا اور باقی تین آدمی عہد و پیمان کے ساتھ ان کی طرف اترے ان میں سے ایک خبیث انصاری رضی اللہ عنہ تھا دوسرا ابن دھنہ اور تیسرا ایک مرد اور تھا سو جب کافران پر قادر ہوئے تو کمانوں کی تان کھول کر ان کو باندھ لیا تو تیسرے مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ اول دعا ہے قسم ہے اللہ کی کہ میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا البتہ مجھے ان لوگوں کی چال چلنی ہے یعنی شہیدوں کی سو انہوں نے اس کو کھینچا اور اس کے ساتھ محنت کی اس پر کہ وہ ان کے ساتھ چلے اس نے نہ مانا تو انہوں نے اس کو مار ڈالا اور خبیث اور ابن دھنہ رضی اللہ عنہ کو لے چلے یہاں تک کہ دونوں کو کے میں بیچا بعد جنگ بدر کے سو خبیث رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر کی اولاد نے خرید لیا اور جنگ بدر کے دن خبیث رضی اللہ عنہ نے حارث کو قتل کیا تھا سو خبیث رضی اللہ عنہ کچھ مدت ان کے پاس قید رہا پس خبر دی مجھ کو عبید اللہ نے کہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ جب کافر اس کے مارنے کے لیے جمع ہوئے تو اس نے زیر ناف بال موٹنے کے لیے استرا مانگا تو اس نے اس کو استرا عاریہ دیا سو اس نے میرے بیٹے کو لیا اور میں اس سے بے خبر تھی سو میں نے اس کو پایا کہ میرے بیٹے کو اپنی ران

بِالْهَدَاةِ وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذِكْرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَدَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مَائَتَى رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامَ فَاقْتَصَبُوا اَنْارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَا كَلَّهْمُ تَمَرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا هَذَا تَمْرٌ يَثْرَبُ فَاقْتَصَبُوا اَنْارَهُمْ فَلَمَّا رَاهُمْ عَاصِمٌ وَاَصْحَابُهُ لَجَنُوا اِلَى فَدْفِدٍ وَاَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمْ اَنْزِلُوا وَاَعْطُونَا بَايِدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ اَحَدًا قَالَ عَاصِمُ بَنُ ثَابِتٍ اَمِيرُ السَّرِيَّةِ اَمَّا اَنَا فَوَاللَّهِ لَا اَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَفَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ ثَلَاثَةَ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْمِثَاقِ مِنْهُمْ خَبِيبُ الْاَنْصَارِيِّ وَاَبْنُ دَيْثَةَ وَرَجُلٌ اٰخَرٌ فَلَمَّا اسْتَمَكُّوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوْا اَنْوَارَ قَسِيْهِمْ فَاَوْثَقُوْهُمُ فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ هَذَا اَوَّلُ الْعَذْرِ وَاللّٰهُ لَا اَصْحَبَكُمْ اِنْ لِي فِي هٰؤُلَاءِ لَاسُوَّةٌ يُّرِيْدُ الْقَتْلَى فَجَرَّرُوْهُ وَاَعَالَجُوْهُ عَلٰى اَنْ يُّصَحِّبَهُمْ فَاَبٰى فَفَقَتَلُوْهُ فَاَنْطَلَقُوْا بِخَبِيبٍ وَاَبْنِ دَيْثَةَ حَتَّى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَاَبْتَاعَ خَبِيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ خَبِيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خَبِيْبٌ عِنْدَهُمْ اَسِيْرًا.

پر بٹھائے ہوئے ہے اور اس کے ہاتھ میں ہے سو گھبرائی میں گھبرانا کہ خبیث رضی اللہ عنہ نے اس کو میرے چہرے میں پہچانا تو خبیث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کروں تحقیق میں یہ کام نہیں کروں گا قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کوئی قیدی خبیث رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا قسم ہے اللہ کی میں نے البتہ اس کو ایک دن پایا کہ انگور کے گچھے سے کھاتا تھا جو اس کے ہاتھ میں تھا اور البتہ وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھا ہوا تھا اور کے میں میوہ نہ تھا اور حارث کی بیٹی کہتی تھی کہ وہ اللہ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ نے خبیث رضی اللہ عنہ کو دی تھی سو جب کافر اس کو حرم سے لے نکلے تاکہ اس کے حل میں یعنی حرم سے باہر قتل کریں تو خبیث رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پھر خبیث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم گمان کرو گے کہ مجھ کو ڈر ہے تو البتہ میں نماز کو دراز کرتا الہی ان سب کو ہلاک کر دے اور نہ باقی چھوڑ ان میں سے کسی کو اور میں کچھ پرواہ نہیں کرتا جب کہ مسلمان مارا جاؤں اوپر جس کروٹ کے کہ ہو اللہ کے لیے جگہ ہلاک ہونے میرے کی اور یہ مارا جانا میرا اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو برکت کرے گا اوپر جوڑوں عضو کٹے ہوئے کے سوحارث کے بیٹے نے اس کو قتل کیا پس تھا خبیث رضی اللہ عنہ وہ جس نے مسنون کی دو رکعت نماز ہر مسلمان کے لیے کہ قید میں مارا جائے تو قبول کی اللہ نے دعا عاصم رضی اللہ عنہ کی جس دن کہ شہید ہوا سو حضرت رضی اللہ عنہم نے اپنے اصحاب کو ان کے حال سے خبر دی اور جو مصیبت کہ ان کو پہنچی اور کفار قریش نے کچھ آدی اس کے پاس بھیجے جب کہ ان کو خبر ہوئی کہ وہ مارا گیا تاکہ کوئی چیز اس سے لائی جائے کہ پہچانا جائے اور تحقیق جنگ بدر کے دن اس نے ان کے

فَاخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَجِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَأَخَذَ ابْنَا لَيْ وَآنَا غَالِلَةٌ حِينَ آتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فِخْدِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ فَفَزِعْتُ فَزِعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِ فَقَالَ تَخَشِينِ أَنْ أَقْتَلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أُسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمَوْتِقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ نَمْرٍ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لِرِزْقٍ مِنَ اللَّهِ رِزْقَهُ خَبِيئًا فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَبَ رَكْعَتَيْنِ فَعَرَكُوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَطَنُوا أَنْ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتَهَا اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا مَا أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيْ شِقِّ كَانَ لِلَّهِ مَضْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ بِيَارِكْ عَلَيَّ أَوْ صَالِ سِلَاطِي مُمْزَعٍ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قَتَلَ صَبْرًا فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصَيْبٍ فَاخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبْرَهُمْ وَمَا أُصِيبُوا وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ حِينَ حَدَّثُوا

ایک رئیس کو مارا تو بھیجے گئے عاصم رضی اللہ عنہما پر زبور مثل ابر کی تو زبوروں نے اس کو ان کے ایلچیوں سے نگاہ رکھا سو نہ قادر ہوئے وہ اس پر کہ اس کے بدن سے کچھ گوشت کاٹیں۔

أَنَّهُ قَتَلَ لِيُوتُوا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفَ وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عِظَمَاءِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلَ الظَّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتُهُ مِنْ رَسُولِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں چھڑانے قیدی کے۔

بَابُ فَكَاكِ الْأَسِيرِ فِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یعنی دشمن کے ہاتھ سے ساتھ مال کے ہو یا غیر اس کے۔

۲۸۱۹۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چھوڑاؤ قیدی کو کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور خبر پوچھو بیمار کی۔

۲۸۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُّوا الْعَائِيَّ يَغْنَى الْأَسِيرَ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعَوِّدُوا الْمَرِيضَ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ چھڑانا قیدی کا فرض کفایہ ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور اسحق بن راہویہ نے کہا کہ بیت المال سے اور مالک سے بھی مروی ہے اور احمد نے کہا کہ بدلہ دیا جائے ساتھ سروں کے اور لیکن ساتھ مال کے پس اس کو میں نہیں پہچانتا اور اگر ہوں نزدیک مسلمانوں کے قیدی اور نزدیک کافروں کے قیدی اور اتفاق کریں اوپر بدلے کے تو معین ہوتا ہے اور نہیں جائز ہے بدلہ لینا کافروں کے قیدیوں کا ساتھ مال کے۔ (فتح)

۲۸۲۰۔ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ چیز وحی سے ہے سوائے اس چیز کے کہ قرآن میں ہے یعنی سوائے قرآن کے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے پیدا کیا اناج کو اور پیدا کیا جاندار چیز کو میں اس کو نہیں جانتا مگر سمجھ کہ اللہ کسی شخص کو قرآن میں دینا ہے اور جو کچھ کہ اس کا غذ لکھا ہوا ہے میں نے کہا کہ اس کا غذ میں کیا لکھا ہوا ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیت اور

۲۸۲۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَطْرَفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي جَحْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ فَلَئِن لَقِيَ النَّبِيَّ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا لَهْمًا يُعْطِيهِ اللَّهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ وَمَا

تدراس کا اور چھڑانا قیدی کا یعنی ثواب اس کا اور یہ کہ نہ مارا جائے مسلمان بدلے کا فرکے۔

فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ  
قَالَ الْعَقْلُ وَفَكَأَكُ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ  
مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور باقی آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)  
باب ہے بیان میں بدلہ لینے کے مشرکین سے یعنی ساتھ  
باب فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ.  
مال کے کہ ان سے لیا جائے۔

۲۸۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ انصاری مردوں نے حضرت ﷺ سے پرواگی چاہی پس عرض کیا یا حضرت ﷺ ہم کو پرواگی دیجئے کہ ہم اپنے بھانجے عباس رضی اللہ عنہ کا بدلہ چھوڑ دیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے ایک درہم نہ چھوڑو اور نیز انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین کا مال لایا گیا تو عباس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے پس کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو مال دیجئے کہ بے شک میں نے بدلہ دیا ہے اپنی جان سے اور بدلہ دیا ہے عقیل کا یعنی جنگ بدر کے دن تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نے لے تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کے کپڑے میں دیا۔

فائدہ: کچھ بیان اس کا پہلے باب میں گزر چکا ہے۔

۲۸۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ  
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ  
مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ  
حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
أَنْذَنُ فَلَنْتَرُكَ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ  
فَقَالَ لَا تَدْعُونَ مِنْهَا دَرَهَمًا. وَقَالَ  
إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ  
صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَجَاءَهُ  
الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي فإِنِّي  
فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا فَقَالَ خذْ  
فَأَعْطَاهُ فِي ثَوْبِهِ.

فائدہ: اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن بطال نے جواز پر دینے بعض قسموں کے زکوٰۃ سے اور اس میں دلالت نہیں اس لیے کہ یہ مال زکوٰۃ کا نہ تھا اور بر تقدیر اس کے ہونے سے زکوٰۃ سے پس عباس رضی اللہ عنہ نہیں اہل زکوٰۃ سے اور حق یہ ہے کہ مال مذکور خراج یا جزیہ کا تھا اور دونوں مصالح کے مال سے ہیں اور اس کا بیان جزیہ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۸۲۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ جَبْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ أَنَّ رِوَايَةَ بَدْرَ كَيْدِيَّوْنَ فِي

آیا تھا کہا اس نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورۃ طور پڑھتے تھے۔

الرِّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ جَاءَ فِي أَسَارِي بَدْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ بدر کے قیدیوں میں آیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آیا تھا سچ طلب کرنے بدلہ قیدیوں بدر کے اور اس کی شرح کتاب القراءۃ میں گزر چکی ہے اور کچھ شرح اس کی مغازی میں آئے گی۔

بابُ الْحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ.

باب ہے کہ اگر کافر حربی دالسلام میں بغیر امان کے داخل ہو۔

فائدہ: تو کیا جائز ہے اس کا قتل اور یہ اختلافی مسائل سے ہے مالک نے کہا کہ امام کو اس میں اختیار ہے اور اس کا حکم حکم اہل حرب کا ہے۔ اور کہا اوزاعی اور شافعی نے کہ اگر وہ دعوی کرے کہ وہ اپنی ہے تو اس سے قبول کیا جائے اور ابو حنیفہ اور احمد نے کہا کہ یہ دعوی اس کا قبول نہ کیا جائے اور وہ نے ہے مسلمانوں کے لیے۔ (فتح)

۲۸۲۳۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین کا ایک جاسوس حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سفر میں تھے تو وہ آپ کے اصحاب کے پاس بیٹھ کر گفتگو کرنے لگا پھر پھرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ڈھونڈ کر مار ڈالو وہ جاسوس ہے تو حضرت ﷺ نے اس کا اسباب سلمہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔

۲۸۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَيْسِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اطْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ فَفَعَلْتُمْ فَنَفَلْتُمْ سَلْبَةً.

فائدہ: مسلم میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوڑتا ہوا نکلا یہاں تک کہ میں نے اونٹ کی مہار پکڑی سو میں نے اس کو بٹھایا سو جب اس نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے اپنی تلوار کھینچ کر اس کے سر پر ماری سو وہ مر گیا سو لایا میں سواری اس کی اور جو اس پر تھا اس حال میں کہ میں اس کو کھینچتا تھا تو حضرت ﷺ آگے بڑھ کر مجھ کو جاملے تو فرمایا کہ کافر کو کس نے مارا ہے لوگوں نے کہا کہ اکوع کے بیٹے نے فرمایا کہ اس کا سبب اسباب اس کے لیے ہے اس سے معلوم ہوا کہ باعث اس کے قتل پر یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کے ستر پر جھانکا اور جلدی کی تاکہ آپ کے اصحاب کو معلوم کرے پس غنیمت جانے ان کی غفلت کو اور اس کے قتل میں مسلمانوں کی مصلحت تھی اور نووی نے کہا کہ اس میں راز ہے قتل کا جاسوس حربی کافر کے اور اس پر اتفاق ہے اور لیکن عہد والا کافر اور ذمی پس

کہا مالک اور اوزاعی نے کہ اس سے اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک خلاف ہے اور لیکن اگر شرط کی ہو اس پر یہ بیچ عہد اس کے کہ تو ٹوٹ جاتا ہے اس کا عہد اتفاقاً اور اس میں حجت ہے اس شخص کے لیے کہ جو کہتا ہے اسباب مقتول کا سب قاتل کے لیے ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا مستحق نہیں مگر ساتھ قول امام کے وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر ایک کے دو امروں سے بلکہ وہ دونوں کے لیے محتمل ہے لیکن ایک روایت میں ہے ایک مرد کھڑا ہوا سو اس نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ جاسوس ہے مشرکین کا تو فرمایا کہ جو اس کو مارے پس اس کے لیے ہے اسباب اس کا کہا پس میں نے اس کو پایا تو میں نے اس کو مار ڈالا یہ تائید کرتی ہے احتمال ثانی کی بلکہ قرطبی نے کہا کہ اگر کہتے کہ قاتل مستحق ہے سلب کا ساتھ مجر قتل کے تو نہ ہوتا حضرت ﷺ کے قول کے لیے کہ سلبہ اجمع کوئی فائدہ اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم سوائے اس کے نہیں کہ ثابت ہوا ہو اسی وقت اور تحقیق استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اور جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے اس لیے کہ اللہ کا قول **وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ عَامٍ** ہے ہر غنیمت میں پس بیان کیا حضرت ﷺ نے بعد زمانے دراز کے کہ سلب قاتل کے لیے ہے برابر ہے کہ ہم اس کو امام کی اجازت کے ساتھ قید کریں یا نہیں لیکن مالک کا قول کہ نہیں پہنچی مجھ کو یہ بات کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہو مگر حنین کے دن پس اگر مراد مالک کی یہ ہے کہ ابتداء اس حکم کی حنین کے دن تھی تو وہ مردود ہے لیکن مالک کے غیر پر جو اس کو منع کرتا ہے پس تحقیق مالک نے سوائے اس کے نہیں کہ پہنچنے کی نفی کی ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے ابو داؤد میں کہ حضرت ﷺ نے جنگ موتہ میں حکم کیا کہ اسباب مقتول کا قاتل کے لیے ہے اور موتہ بالاتفاق جنگ حنین سے پہلے ہے۔ اور ابن نمیر نے کہا کہ ترجمہ میں حربی کا ذکر ہے اور حدیث میں جاسوس کا ذکر ہے اور حکم جاسوس کا مخالف ہے حربی مطلق کے لیے جو داخل ہوتا ہے بغیر امان کے پس دعوی عام ہے دلیل سے اور جواب دیا گیا ہے کہ جاسوس مذکور نے وہم دلایا تھا کہ وہ امن والوں سے ہے پس جب اس نے اپنی حاجت ادا کی جاسوسی کرنے سے تواٹھ کر جلدی چلا پس معلوم ہو گیا کہ وہ حربی ہے کہ بغیر امان کے داخل ہوا ہے۔ (فتح)

لُرَائِي كِي جَائے اہل ذمہ کی طرف سے یعنی ان کی مدد کی  
جَائے اگر ان کا دشمن ان پر غالب ہو اور نہ غلام بنائے  
جائیں یعنی اگر چہ وہ عہد کو توڑ ڈالیں۔

۲۸۲۴۔ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں امیر کو ساتھ ذمہ اللہ کے اور ذمے اس کے رسول ﷺ کے اور یہ کہ پورا کیا جائے عہد ان کا اور یہ کہ لُرَائِي كِي جَائے پیچھے ان کے سے اور نہ تکلیف دی جائے ان کو مگر موافق طاقت ان کی کے۔

۲۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَأَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ



يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ  
وَرَأَيْهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ.

**فائدہ:** یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی اور ابن تین نے کہا کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اس لیے کہ اس میں غلام بنانے کا ذکر نہیں اور جواب دیا ہے ابن منیر نے اس طرح سے کہ لیا ہے اس کو بخاری نے اس کے اس قول سے کہ میں اس کو وصیت کرتا ہوں ساتھ ذمہ اللہ کے پس تحقیق متقضى وصیت بالاشفاق کا یہ ہے کہ نہ داخل ہو غلامی میں اور جو کہتا ہے کہ وہ غلام بنائے جائیں جب کہ عہد کو توڑ ڈالیں وہ ابن قاسم ہے اور مخالف ہے اس کے جمہور علماء اور اہلب اور محل اس کا وہ ہے جب کہ قید کریں حربی ذمی کو پھر قید کریں مسلمان ذمی کو اور عجیب بات کہی ابن قدامہ نے پس حکایت کیا اجماع کو اور شاید اس کو ابن قاسم کے خلاف کی اطلاع نہیں ہوئی اور بخاری کو اطلاع ہوئی پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ (فتح)

باب ہے بیان میں انعام دینے ایلچیوں کے۔

بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ  
وَمَعَامَلَتِهِمْ.

کیا طلب کی جائے شفاعت طرف اہل ذمہ کی اور معاملہ ان کا۔

بَابُ جَوَائِزِ الْوَفْدِ.

**فائدہ:** بعض روایتوں میں پہلا ترجمہ اس باب سے موخر ہے اور اس کے ساتھ دور ہو جاتا ہے اشکال پس تحقیق حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موافق ہے باب جوائز الوفد کے حضرت رضی اللہ عنہما کے قول کی وجہ سے کہ انعام دیا کرو ایلچیوں کو برخلاف دوسرے ترجمہ اور شاید بخاری نے باب باندھا ہے ساتھ اس کے اور بیاض خالی چھوڑا تھا تا کہ اس کے موافق کوئی حدیث اس میں وارد کرے پھر اتفاق نہ ہوا۔ اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پہلے باب کے تحت میں ہے اور باب جوائز الوفد بالکل یہاں نہیں ہے اور بیچ مناسبت اس کی کے ترجمہ کے لیے غموض ہے اور شاید وہ اس جہت سے ہے کہ یہود کا نکالنا تقاضہ کرتا ہے رفع استشفاء کا اور رغبت دلانا اور اجازت وفد کے تقاضہ کرتا ہے حسن معاملہ کا یا شاید رالی ترجمہ میں ساتھ معنی لام کے ہے یعنی کیا استشفاء کیا جائے ان کے لیے نزدیک امام کے اور کیا معاملہ کیا جائے ان سے اور دلالت آخر جوہم من جزیرة العرب اور اجیزوا الوفد کی اس کے لیے ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۸۲۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جمہرات کا دن اور کیا ہے جمہرات کا دن پھر رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے پتھر تر ہوئے پھر کہا کہ جمہرات کے دن حضرت رضی اللہ عنہما کی بیماری سخت ہوئی اور رد غالب ہوا تو

۲۸۲۵۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ  
سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ  
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ  
الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمَ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لیے نوشتہ لکھ دوں تاکہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بہکو یعنی کبھی مختلف اور حیران نہ ہو تو اصحاب آپس میں جھگڑنے لگے یعنی کاغذ لانے نہ لانے میں کہ کسی نے کہا کہ لاؤ اور کسی نے کہا کہ نہ لاؤ اور پیغمبر ﷺ کے پاس جھگڑنا لائق نہیں تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے دنیا کو چھوڑ دیا یعنی عنقریب ہے کہ دنیا کو چھوڑ دیں یا اصحاب نے کہا کہ کیا ورد سے حضرت ﷺ کی زبان قابو میں نہیں رہی یعنی اس کو حضرت ﷺ سے تحقیق کرو پھر حضرت ﷺ سے تحقیق کرنے لگے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑو مجھ کو جس میں کہ اب میں مشغول ہوں اس سے بہتر ہے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت ﷺ نے مرنے کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی کہ نکال دینا مشرکین کو عرب کے جزیرہ سے اور انعام دیا کرنا ایچیوں کو جس طرح میں ان کو انعام دیتا تھا راوی نے کہا کہ میں تیسری چیز کو بھول گیا ابو عبیدہ نے کہا کہ ابو یعقوب نے کہا کہ میں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عرب کا جزیرہ کون سا ہے اس نے کہا کہ مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن اور یعقوب نے کہا کہ عرج اول تھا مہ ہے اور اس کی ابتدا ہے۔

خَصَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَيْبِ فَقَالَ اتُّوْنِي بِكِتَابٍ أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَبْغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازَعُ فَقَالُوا هَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي فَإِلْدِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونِي إِلَيْهِ وَأَوْضَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثِ أَخْرَجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَلَدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتَ أَجِيزُهُمْ وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ. وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَأَلْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ فَقَالَ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ وَقَالَ يَعْقُوبُ وَالْعَرَجُ أَوَّلُ تِهَامَةَ.

**فائدہ:** جزیرہ عرب کا طول عدن سے عراق تک ہے اور عرض جدہ سے شام تک ہے اور نام رکھا گیا ہے جزیرہ عرب کا احاطہ کرنے کی وجہ سے دریاؤں کا اس کو یعنی بحر ہند اور بحر قزقم اور بحر فارس اور بحر حبشہ کا اور نسبت کیا گیا عرب کی طرف اس لیے کہ وہ اسلام سے پہلے ان کے ہاتھ میں تھا اور وہ ان کا وطن تھا اور ان کی جگہ تھی لیکن جس میں مشرکوں کا رہنا منع ہے وہ خاص مکہ اور مدینہ اور یمامہ ہے اور جو اس کے آس پاس ہیں نہ سوائے ان کے ان پر عرب کا جزیرہ بولا جاتا ہے سب کے اتفاق کی وجہ سے اس پر کہ مشرکوں کو یمن میں رہنے سے منع نہ کیا جائے باوجود اس کے کہ وہ بھی جزیرہ عرب میں داخل ہے یہ مذہب جمہور کا ہے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ جائز ہے مطلقاً مگر مسجد حرام اور مالک سے روایت ہے کہ جائز ہے داخل ہونا ان کا حرم میں تجارت کے لیے اور شافعیہ نے کہا کہ نہ داخل ہوں حرم میں ہرگز مگر

امام کی اجازت کے ساتھ مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خاصہ۔ (فتح)

باب ہے بیان میں زینت کرنے کے ایلیچوں کے لیے  
یعنی جب امام کے پاس کسی ملک کے ایلیچی آئیں تو امام  
ان کے دکھانے کے لیے عمدہ لباس پہنے۔

۲۸۲۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے  
ایک جوڑا ریشمی پایا جو بازار میں بکتا تھا تو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس لائے اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جوڑے کو خرید  
لیں پس زینت کیا کریں ساتھ پہننے اس کے کے عید کے دن  
اور ایلیچوں کے لیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اس شخص  
کا لباس ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے یا یوں فرمایا کہ اس  
کو تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے پھر کچھ مدت  
کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی پوشاک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو  
بھیجی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ اس کو  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ  
نے فرمایا تھا کہ ریشمی کپڑا تو وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے  
نصیب ہے پھر آپ نے یہ مجھ کو بھیجا یعنی پھر مجھ کو کیوں بھیجا  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاکہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے  
فائدہ پائے یا تو اس سے اپنی کوئی حاجت ادا کرے۔

۲۸۲۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةً اسْتَبْرَقِ تَبَاعُ فِي  
السُّوقِ فَاتَى بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْتِعْ هَذِهِ  
الْحُلَّةَ فَتَجْمَلُ بِهَا لِلْعِيدِ وَاللُّؤُؤُودِ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا  
هَذِهِ لِبَاسٌ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ  
هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ  
أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِجُئَةِ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ قُلْتُ إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسٌ مَنْ لَا  
خَلَاقَ لَهُ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ  
لَهُ ثُمَّ أَرَسَلْتُ إِلَيَّ بِهَذِهِ فَقَالَ تَبِعْهَا أَوْ  
تَصِيبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ.

فائدہ: ابن عمر نے کہا کہ جگہ ترجمہ کی یہ ہے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس کو خرید لیں تاکہ عید کے دن  
یا ایلیچوں کے لیے زینت کیا کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اس کا انکار نہ کیا بلکہ صرف ریشمی کپڑے کے ساتھ زینت  
کرنے سے انکار کیا اور اس کی شرح لباس میں آئے گی۔ (فتح)

بابُ كَيْفَ يَعْزُضُ الْإِسْلَامَ عَلَى الصَّبِيِّ.  
کس طرح پیش کیا جائے اسلام لڑکے نابالغ پر۔

۲۸۲۷۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ابن صیاد کی طرف چلے اور آپ ﷺ کے ساتھ عمر فاروق اور چند اصحاب رضی اللہ عنہم تھے یہاں تک کہ اس کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پایا نزدیک ٹیلوں بنی مغالہ کے اور ابن صیاد اس دن بلوغت کے قریب پہنچا تھا تو اس کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے آپ ﷺ کی طرف نظر کی اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو پھر ابن صیاد نے حضرت ﷺ کو کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے ابن صیاد نے کہا کہ آتی ہے مجھ کو خبر جھوٹی اور سچی یعنی جو خبر میں لوگوں کو بتلاتا ہوں کبھی سچ ہو جاتی ہے اور کبھی جھوٹ نکلتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مخلوط ہوا تجھ پر حق اور باطل یعنی جیسے کہ کانوں کا حال ہوتا ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے سو تو بتلا کہ وہ کیا ہے ابن صیاد نے کہا کہ وہ درخ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو تو بے مراد ہو تو اپنے اس قدر سے ہرگز نہ بڑھے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا یعنی بلکہ اس کو عیسیٰ رضی اللہ عنہ قتل کریں گے اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں کچھ بہتری نہیں۔

۲۸۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ عِنْدَ أُطَمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَظَنَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تَرَى قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ يَا نَبِيَّ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ حَيِّتًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ هُوَ الدُّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَأُ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَدُنَّ لِي فِيهِ أَضْرَبُ عَنْقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

يَكُنْهُ فَلَنْ تُسَلِّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ فَلَا  
خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ.

۲۸۲۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے ساتھ اس باغ کی طرف چلے جس میں ابن سیاد تھا یہاں تک کہ جب باغ میں داخل ہوئے تو کھجوروں کی شاخوں میں چھپ کر چاہا کہ ابن سیاد سے کچھ خبریں پہلے اس سے کہ ابن سیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور ابن سیاد اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا اپنی چادر میں کچھ غن غن کرتا تھا تو ابن سیاد کی ماں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کی شاخوں میں چھپتے تھے تو اس نے ابن سیاد سے کہا کہ اے صاف (یہ ابن سیاد کا نام تھا) دیکھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو ابن سیاد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ابن سیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو البتہ اپنا حال ظاہر کرتا یعنی اگر اس کی ماں کو ہمارا آنا معلوم نہ ہوتا تو بدستور رہتا اس چیز میں کہ تھا اس میں پس سنتے ہم وہ چیز کہ اس کے ساتھ اس کا حال کھل جاتا اور اس کی حقیقت حال معلوم ہوتی۔

۲۸۲۸۔ قَالَ ابْنُ عَمَرَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيُّ بِنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ  
النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ  
النَّخْلَ طَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَتَّقِي بَجْدُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتَلِ ابْنَ  
صَيَّادٍ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ  
يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي  
قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِي  
بَجْدُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَمَى  
صَافٍ وَهُوَ اسْمُهُ فَتَارَ ابْنَ صَيَّادٍ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتَهُ  
بَيْنَ.

۲۸۲۹۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے یعنی خطبے کے واسطے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا ہے البتہ ڈرایا ہے اس سے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو لیکن میں تم کو اس کا ایسا پتا بتلاتا ہوں جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو نہیں بتلایا یاد رکھو کہ بیشک وہ کاٹا ہے اور بیشک اللہ کا نام نہیں۔

۲۸۲۹۔ وَقَالَ سَالِمٌ قَالَ ابْنُ عَمَرَ لَمْ يَأْتِ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ  
فَأَتَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ لَمْ يَذْكُرْ  
الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي أُنذِرُكُمْ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ  
إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ قَوْمَهُ  
وَلَكِنْ سَأَفُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ  
لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَزُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ  
بِأَعْوَزٍ.

فائدہ: اس ترجمہ کی توجیہ کتاب الجنائز میں بابٌ هَلْ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ فِي كُرْشِ الْجَدِي - اور وجہ

مشروعیت پیش کرنے اسلام کی لڑکے پر بیچ حدیث باب کے حضرت ﷺ کے قول سے ہے جو آپ ﷺ نے ابن صیاد سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس وقت ابن صیاد بالغ نہیں ہوا تھا پس تحقیق دلالت کرتا ہے مدعی کے صحیح ہونے پر اور دلالت کرتا ہے اوپر صحت اسلام لڑکے کے اور یہ کہ اگر وہ اقرار کرے تو قبول کیا جائے اس واسطے کہ یہی ہے فائدہ عرض کرنے کا اور یہ جو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے رسول ہو تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ جن یہودیوں میں سے ابن صیاد تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے کے قائل اور مقرر تھے لیکن دعویٰ کرتے تھے کہ ان کی بعثت عرب کے ساتھ خاص ہے اور ان کی حجت کافساد واضح ہے اس واسطے کہ جب انہوں نے اقرار کر لیا کہ حضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو محال ہوا کہ وہ اللہ پر جھوٹ بولیں پس جب حضرت ﷺ نے دعویٰ کیا کہ میں سارے جہان کا رسول ہوں خواہ غریب ہوں یا غیر متعین ہوا صدق ان کا پس واجب ہوئی تصدیق ان کی ابن نمیر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ پیش کیا حضرت ﷺ نے اسلام کو ابن صیاد پر بنا بر اس کے کہ وہ دجال موعود نہیں جس سے حضرت ﷺ نے ڈرایا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بات متعین نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اس کا امر محتمل تھا تو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو اس کے ساتھ جانچیں پس اگر اس نے اسلام قبول کیا تو غالب ہوگی یہ ترجیح کہ وہ دجال نہیں اور اگر اس نے اسلام کو قبول نہ کیا تو احتمال باقی رہے گا اور ارادہ کیا ساتھ بلانے اس کے کے اظہار کرنا کذب اس کے کا جو منافی ہے واسطے دعویٰ نبوت کے اور چونکہ یہی مراد تھی تو جواب دیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ جواب منصف کے پس کہا میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور قرطبی نے کہا کہ ابن صیاد کا ہنوں کے طور پر تھا آئندہ کی باتیں لوگوں کو بتلاتا تھا سو کوئی خبر سچی نکلتی تھی اور کوئی جھوٹی پس یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی اور اس کے حق میں وحی نہ اتری پس حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کا حال معلوم کریں کہ کیا کہتا ہے پس یہی سبب تھا بیچ جانے حضرت ﷺ کے طرف اس کی اور ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں میں ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا ہوا اس کی ایک آنکھ مسوح تھی اور دوسری اٹھی ہوئی تو حضرت ﷺ نے خوف کیا کہ مبادا یہی دجال ہو اور ترمذی میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے ماں باپ کے گھرتیں برس اولاد پیدا نہ ہوگی پھر ان کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا اس کا نقصان بہت ہوگا اور فائدہ کم اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی ماں موٹی ہوگی اور اس کے ہاتھ دراز ہوں گے اور اس کا باپ دراز ہوگا گویا اس کا ناک منقہ ہے سو ہم نے سنا کہ ایک لڑکا اس صفت کا پیدا ہوا ہے یعنی ابن صیاد کے ماں باپ کے پاس گئے تو بعینہ ان کی وہی صفت پائی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں بارہ مہینے حاملہ رہے گی اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے تو حضرت ﷺ نے اس کے واسطے سورہ دخان چھپائی تھی اور گویا کہ اطلاق کیا سورہ کا اور ارادہ کیا بعض کا اور لیکن جواب ابن صیاد کا ساتھ رخ کے پس کہتے ہیں کہ وہ مدہوش ہوا پس نہ واقع ہوا لفظ دخان سے مگر اس

کے بعض پر اور حکایت کی ہے خطاب نے کہ یہ آیت اس وقت حضرت ﷺ کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی پس نہ راہ یاب ہوا ابن صیاد اس سے مگر ساتھ اس قدر ناقص کے اوپر طریق کانہوں کے پس اسی واسطے اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے یعنی اپنے کانہوں کے قدر دے جو اپنے جنوں کا القاسے کچھ جھوٹ بیچ ملا ہوا ہو یاد رکھتے ہیں اور علماء کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے جو اس کا امر دریافت کرنا اور ظاہر کرنا چاہا تو یہ اس واسطے ہے کہ تاکہ بیان کریں واسطے اصحاب اپنے کے طمع اس کا تاکہ نہ مخلوط ہو حال اس کا ضعیف پر جو اسلام میں پکا نہیں ہوا اور حاصل جواب حضرت ﷺ کا یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بطور تنزیل اور فرض کے فرمایا کہ اگر تو اپنی پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے اور تجھ پر امر مخلوط نہیں تو میں اللہ کے ساتھ ایمان لایا اور اگر تو جھوٹا ہے اور تیرا امر تجھ پر مخلوط ہے تو نہیں اور تحقیق ظاہراً جھوٹ تیرا اور التباس امر کا اوپر تیرے پس نہ بڑھے گا تو اپنے قدر سے اور خطاب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اس کے مارنے کی اجازت نہ دی باوجود یہ کہ اس نے حضرت ﷺ کے سامنے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو یہ اس واسطے ہے کہ وہ نابالغ تھا اور یا اس واسطے کہ وہ عہد والوں میں سے تھا میں کہتا ہوں کہ یہی دوسری بات متعین ہے اور احمد کی حدیث میں یہ بات صریح آچکی ہے اور عروہ کے مرسل میں ہے کہ پس نہیں حلال ہے واسطے تیرے قتل کرنا اس کا پھر تحقیق بیچ سوال کے نزدیک میرے نظر ہے اس واسطے کہ نہیں تصریح کی اس نے ساتھ دعویٰ نبوت کے اور سوائے اس کے نہیں کہ وہم دلایا اس نے کہ وہ رسالت کا دعویٰ کرتا ہے اور نہیں لازم آتا دعویٰ رسالت کے سے دعویٰ نبوت کا اللہ نے فرمایا اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيْطَانَ عَلٰى الْكَافِرِيْنَ یعنی رسول کیا ہم نے شیطانوں کو کافروں پر اور بیچ قصے ابن صیاد کے اہتمام کرنا امام کا ہے ساتھ ان امور کے جن میں سے فساد کا خوف ہو اور نقب کرنی اوپر ان کے اور ظاہر کرنا کذب مدعی باطل کا اور امتحان کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ کھول دے حال اس کے کو اور جاسوس کرنے اوپر اہل ریب کے اور یہ کہ حضرت ﷺ تھے اجتہاد کرتے اس چیز میں کہ نہیں وحی ہوتی تھی اس میں طرف آپ کی اور ابن صیاد کے حق میں علماء کو بہت اختلاف ہے کما سیاتی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو دعویٰ کرتا ہے رجعت کا یعنی پھر آنے کا طرف دنیا کی واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو کہ اگر یہ وہی ہے جس سے تو خوف کرتا ہے تو تو اس کو مار نہ سکے گا اس واسطے کہ اگر جائز ہوئی یہ بات کہ مردہ دنیا کی طرف پھر آتا ہے تو البتہ نہ ہوتی درمیان قتل کرنے عمر رضی اللہ عنہما کے ابن صیاد کو اس وقت اور ہونے عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہی اس کو اس کے بعد قتل کریں گے منافات۔ (فتح) یعنی اس واسطے کہ اندریں صورت رجعت ممکن ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہما ابن صیاد کو قتل کریں اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا جائے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لِلْيَهُودِ أَسْلَمُوا تَسْلَمُوا قَالَهُ الْمَقْبُرِيُّ  
باب ہے بیان حضرت ﷺ کے اس قول واسطے یہود کے  
کہ اسلام قبول کرو تا کہ دین و دنیا میں سلامت رہو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

روایت کیا اس کو مقبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الْحَرْبِ  
وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرْضُونَ فَبَيْتِ لَهُمْ.

اگر کوئی قوم دار الحرب میں اسلام لائے اور واسطے ان کے مال اور زمینیں ہوں تو وہی ان کے مالک ہیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو کہتا ہے حنفیہ سے کہ حربی جب دار الحرب میں اسلام لائے اور وہاں اقامت کرے یہاں تک کہ مسلمان ان پر غالب ہوں تو وہ لائق تر ہے ساتھ تمام مال اپنے کے مگر زمین اس کی اور غیر منقول چیز اس کی یعنی مانند گھر اور باغ کی پس تحقیق وہ مسلمانوں کے واسطے غنیمت ہوتی ہے اور مخالفت کی ہے عقبہ کی ابو یوسف نے پس کہا اس نے کہ ایک قوم بنی سلیم کی اپنی زمینوں سے بھاگ گئی اور ایک شخص نے ان کی زمین لے لی پھر وہ مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنی زمین کا حضرت ﷺ کے پاس بھگڑا کیا تو حضرت ﷺ نے ان کو ان کی زمینیں پھیر دیں اور فرمایا کہ جب آدمی مسلمان ہو تو وہ لائق تر ہے ساتھ مال اپنے کے اور زمین اپنی کے۔ (فتح)

۲۸۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَنْزَلُ عَلَدًا فِي حَجَّتِهِ قَالَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنزِلًا لَمْ قَالَ نَحْنُ نَأْزِلُونَ عَلَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ الْمُحَصَّبِ حَيْثُ قَاسَمَتْ قُرَيْشٌ عَلَى الْكُفْرِ وَذَلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حَالَفَتْ قُرَيْشًا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ أَنْ لَا يَبَايَعُوهُمْ وَلَا يُؤْوُوهُمْ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَالْخَيْفُ الْوَادِي.

۲۸۳۰۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت ﷺ آپ کل جیتہ الوداع میں اپنے مکانات سے کس مکان میں اتریں گے تو فرمایا کہ کیا ہمارے واسطے عقیل نے کوئی گھر چھوڑا ہے یعنی عقیل نے ہمارے سب مکانات بچ ڈالے ہیں کوئی مکان باقی نہیں رہا جس میں اتریں پھر فرمایا کہ ہم اتریں گے کل انشاء اللہ بنی کنانہ کے ٹیلے پر یعنی محصب پر جہاں کفار قریش وغیرہ نے آپس میں قسم کھائی تھی بنی ہاشم پر کہ نہ ان سے خرید و فروخت کریں اور نہ ان کو جگہ دیں یعنی یہاں تک کہ وہ تنگ ہو کر حضرت ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مع اپنی شرح کے کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس میں وہ چیز ہے جس کے ساتھ وہاں باب باندھا ہے یعنی کئے کے گھروں کا وارث ہونا اور بیچنا اور لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ مکہ قہر سے فتح ہوا اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا اور اس کی بحث مغازی میں آئے گی اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ جب برقرار رکھا حضرت ﷺ نے عقیل کو اوپر تصرف اس کے کے بچ اس چیز کے کہ تھی واسطے دونوں کے بھائیوں اس کے یعنی علی اور



جعفر رضی اللہ عنہما اور واسطے حضرت رضی اللہ عنہما کے گھروں سے اور حویلیوں سے ساتھ بیچ وغیرہ کے اور حضرت رضی اللہ عنہما نے اس کو نہ بدلایا اور نہ چھینا ان کو اس شخص سے جس کے ہاتھ میں تھی جب فتح یاب ہوئے تو ہوگی اس میں دلالت اوپر برقرار رکھنے اس شخص کے کہ اس کے ہاتھ میں ہوگھر ہو یا زمین جبکہ مسلمان ہو اور وہ اس کے ہاتھ میں ہو بطریق اولیٰ اور قرطبی نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہومر ادا امام بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے احسان کیا اہل مکہ پر ساتھ مالوں ان کے کے اور گھروں ان کے پہلے اس سے کہ مسلمان ہوں پس برقرار رکھنا اس شخص کا کہ مسلمان ہو بطریق اولیٰ ہے۔

۲۸۳۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو راکھ یعنی روند (چراگاہ) پر عامل کیا جس کا نام ہنی تھا سو فرمایا کہ اے ہنی روک رکھنا اپنے ہاتھ کو مسلمانوں سے یعنی ان پر ظلم کرنے سے اور ڈرتے رہنا مظلوم کی بددعا سے پس تحقیق دعا مظلوم کی مقبول ہے اور داخل کر روند میں تھوڑی ادنیٰ والے کو اور تھوڑی بکریاں والے کو اور بیچ ابن عوف کے چوپایوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چوپایوں سے پس تحقیق اگر ان دونوں کے مویشی ہلاک ہوں تو رجوع کریں گے طرف باغوں اور کھیتی کی یعنی ان کو مویشیوں کی بالکل حاجت نہیں بلکہ ان کے پاس اور قسموں کے مال بہت ہیں اور تھوڑے اونٹوں کا مالک اور تھوڑی بکریوں کا مالک اگر ان کے مویشی ہلاک ہوں تو اپنے بیوی بچے میرے پاس لائے گا پس کہے گا اے امیر المؤمنین یعنی سوال کرے گا اور کہے گا کہ میں محتاج ہوں یعنی اگر وہ پانی اور گھاس سے منع کیے جائیں تو ان کے مویشی ہلاک ہو جائیں گے پس محتاج ہوگا طرف معاوضہ دینے ان کے کی ساتھ خرچ سونے اور چاندی کے واسطے ان کے واسطے بند کرنے حاجت ان کی کے اور اکثر اوقات معارض ہوگی یہ حاجت طرف نقد کی بیچ خرچ کرنے اس کے کی دوسری مہم میں کیا پس میں ان کو چھوڑ دوں یعنی میں ان کو محتاج نہ چھوڑوں گا تیرا باپ نہ ہو (یہ بددعا ہے اس کے حق میں اور ظاہر اس کا

۲۸۳۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلَى لَهُ يُدْعَى هُنِيًّا عَلَى الْجَمِيِّ فَقَالَ يَا هُنِيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ وَأَتَقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصَّرِيمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعْمَ ابْنُ عَوْفٍ وَنَعْمَ ابْنُ عَفَّانٍ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهَلَّكَ مَا شِيتَهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ وَإِنَّ رَبَّ الصَّرِيمَةِ وَرَبَّ الْغَنِيمَةِ إِنْ تَهَلَّكَ مَا شِيتَهُمَا يَأْتِي بَيْنَهُمَا قَيْقُولٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَانَا كُهُمُ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلْبُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرَقِ وَأَيُّمُ اللَّهُ إِنَّهُمْ لَيَرُونَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لِبِلَادِهِمْ فَقَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شَبْرًا.

مراؤ نہیں) پس پانی اور گھاس آسان تر ہے۔ مجھ پر سونے اور چاندی سے اور قسم ہے اللہ کی البتہ وہ گمان کرتے ہیں یعنی تھوڑے مویشی والے کہ میں نے ان پر ظلم کیا یعنی وہ لائق تر ہیں ساتھ اس کے مجھ پر اور حالانکہ یہ زمین البتہ انہیں کے شہر ہیں اور انہیں کا ملک ہے لڑائی کی انہوں نے ان زمینوں پر جاہلیت میں اور مسلمان ہوئے ہیں اور پر معاف ہونے ان کے اسلام میں یعنی کہتے ہیں کہ یہ سب ہماری زمینیں ہمارے ملک ہیں اور سب ہم ان کے مالک ہیں پھر تو نے کیوں روند رکھی ہیں قسم ہے اللہ کی کہ اگر نہ ہوتا وہ مال جس پر میں لوگوں کو اللہ کی راہ میں سوار کرتا ہوں یعنی اونٹوں سے کہ تھے سوار کرتے ان پر اس شخص کو جو سواری نہ پاتا تو میں ان کے شہروں سے ایک بالشت بھر زمین نہ گھیرتا۔

**فائدہ:** مہلب نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ اس واسطے کہا تھا کہ مدینے والے عفو پر مسلمان ہوئے تھے اور ان کے مال انہی کے واسطے تھے اس واسطے مول چکایا حضرت ﷺ نے بنی نجار سے ساتھ مکان مسجد اپنی کے اور اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ جو اہل صلح سے مسلمان ہو پس وہ لائق تر ہے زمین اپنی کے اور جو مسلمان ہو اہل قہر سے پس زمین اس کی مسلمانوں کے واسطے ہے اس واسطے کہ غالب ہوئے ان کے شہروں پر جیسے کہ غالب ہوئے ان کے مال پر بخلاف اہل صلح کے بیچ اس کے اور سوائے اس کے نہیں کہ روند رکھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض زمین غیر آباد سے اس قسم سے کہ اس میں سبزی اگتی تھی بغیر محنت کسی کے اور خاص کیا صدقے کے اونٹوں کو اور مجاہدین کے گھوڑوں کو اور اجازت دی اس شخص کو جس کے مویشی کم ہوں یہ کہ اپنے مویشی کو اس میں چرائے واسطے نرمی کرنے کے ساتھ اس کے پس نہیں حجت ہے اس میں واسطے مخالف کے اور یہ جو کہا کہ گمان کرتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا تو اشارہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ لائق تر ہیں ساتھ اس کے نہ یہ کہ منع کیا انہوں نے اپنے حق کو جو ان پر واجب ہے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ تھے اس میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ قوت سے اور جودت نظر سے اور شفقت سے اور مسلمانوں کے اور مالک سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں جو جانور یعنی اونٹ اور گھوڑے وغیرہ چراگاہ میں جرتے تھے ان کی گنتی چالیس ہزار کو پہنچتی تھی اور سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہو یا یہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ وہ زمین غیر آباد تھی کسی کے ملک میں نہ تھی پس چراگاہ میں رکھا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے واسطے اونٹوں صدقہ کے واسطے مصلحت عام مسلمانوں کے۔ (فتح)

بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسِ .  
لکھنا امام کا لوگوں کو۔

فائدہ: یعنی لڑنے والوں سے یا غیر ان کے سے اور مراد عام ہے اس سے کہ وہ خود لکھے یا کوئی اس کے حکم سے لکھے۔ (فتح)

۲۸۳۲۔ حدیثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لکھ لاؤ میرے لیے ان کو جو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں لوگوں سے تو ہم نے آپ کے لیے پندرہ سو مرد لکھے (اور یہ جنگ احد کی طرف نکلنے کی وقت تھا یا نزدیک کھودنے خندق کے یا حدیبیہ کے) سو ہم نے کہا کہ کیا ہم ڈرتے ہیں اور حالانکہ ہم پندرہ سو آدمی ہیں یعنی باوجود اتنی کثرت کے ڈرنے کا مقام نہیں اور البتہ ہم نے اپنے تئیں دیکھا کہ ہم ہتلا ہوئے یہاں تک کہ بعض مرد البتہ تہا نماز پڑھتا تھا اور حالانکہ وہ ڈرنے والا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے پانچ سو مرد پالنے اور ایک میں یوں ہے کہ چھ سو اور سات کے اندر تھے۔

۲۸۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حَدِيثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكُتِبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسُ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ أَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا ابْتُلِينَا حَتَّى إِنْ الرَّجُلَ لَيَصِلُنِي وَحَدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ. حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ فَوَجَدْنَا هُمْ خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ مَا بَيْنَ سِتِّ مِائَةٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ.

فائدہ: یہ جو حدیثہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہم ہتلا ہوئے تو شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئے سچ اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکومت بعض امیروں کو فہ کے سے مانند ولید بن عقبہ کی اس لیے کہ وہ نماز میں تاخیر کرتے تھے اس کو اچھی طرح ادا نہ کرتے تھے اور بعض پرہیزگار تہا پوشیدہ نماز پڑھتے تھے پھر امیر کے ساتھ نماز پڑھتے تھے واسطے خوف وقوع فتنے کے اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس لیے کہ یہ پیشین گوئی ہے اور تحقیق واقع ہوا سخت تر اس سے بعد حدیثہ کے سچ زمانے حجاج وغیرہ کے۔ (فتح) اور اس حدیث میں مشروعیت کتابت دفتر لشکروں کی ہے اور کبھی متعین ہوتا ہے وقت حاجت کی طرف جدا کرنے اس شخص کو جو لڑائی کی صلاحیت رکھتا ہے اور جو نہیں رکھتا اور اس میں وقوع عقوبت کا ہے اور پر خود پسندی کرنے کے ساتھ کثرت کے اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے کہ نہ خیال کیا جائے کہ لکھنا لشکر کا اور گنا عدد اس کے کا ہوتا ہے ذریعہ واسطے دور ہونے برکت کے بلکہ کتابت ماسور بہا واسطے مصلحت دینی کے ہے اور جو مواخذہ حنین کے دن واقع ہوا تھا وہ خود پسندی کی جہت سے تھا۔

۲۸۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي

۲۸۳۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میرا نام فلاں فلاں

جہاد میں لکھا گیا اور میری بیوی حج کو نکلی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

مَعْبِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنَيْتُ فِي غَزْوَةٍ  
كَذَا وَكَذَا وَأَمْرًا بِي حَاجَةً قَالَ ارْجِعْ  
فَحَجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

فائدہ: پوری شرح اس کی حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ

الْفَاجِرِ.

۲۸۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ  
غِيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ  
لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدْعَى الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ  
النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا  
شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ  
قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّارِ قَالَ  
فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ فَبَيْنَمَا هُمْ  
عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنَّ بِهِ  
جِرَاحًا شَدِيدًا فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ  
يَصْبُرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَأُخْبِرَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ

باب ہے اس بیان میں کہ بے شک اللہ مدد کرتا ہے دین کی گناہگار آدمی سے۔

۲۸۳۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تو حضرت ﷺ نے ایک مرد کے لیے فرمایا کہ جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دوزخی ہے سو جب لڑائی حاضر ہوئی یعنی لڑائی کا وقت ہوا تو اس مرد نے سخت لڑائی کی تو اس کو زخم پہنچا تو کسی نے کہا کہ یا حضرت جس کے لیے آپ نے کہا تھا کہ وہ دوزخی ہے اس نے آج سخت لڑائی کی اور مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں گیا تو قریب تھا کہ بعض لوگ حضرت ﷺ کے قول میں شک کریں سو جس حالت میں کہ لوگ اسی تردد میں تھے کہ ناگہاں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن اس کو سخت زخم لگے ہیں سو جب رات ہوئی تو زخم پر صبر نہ کر سکا سو اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تو کسی نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں پھر بلال کو حکم کیا تو اس نے لوگوں میں پکارا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر وہ شخص کہ مسلمان ہے اور بے شک اللہ مدد کرتا ہے اس دین کی گناہگار آدمی سے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ ثُمَّ  
أَمَرَ بِاللَّيْلِ فَنادَى بِالنَّاسِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ  
الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَيَوَدُّ  
هَذَا الَّذِينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور مہلب نے کہا کہ نہیں معارض ہے یہ حدیث حضرت ﷺ کی اس حدیث کو نہیں مدد چاہتے ہم مشرک سے اس لیے کہ یا وہ خاص ہے ساتھ اس وقت کے اور یا کہ ہومر اداس کے فاجر غیر مشرک میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے اور جواب دیا ہے اس سے شافعی نے ساتھ اول وجہ کے اور حجت نسخ کی حاضر ہونا صفوان کا ہے حنین میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور وہ مشرک تھا اور اس کا قصہ مشہور مغازی میں اور بعضوں نے ان میں اور کئی طرح سے تطبیق دی ہے ایک تطبیق ان میں سے یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی کہ میں مشرک سے مدد نہیں چاہتا اس سے آپ نے اسلام کی رغبت معلوم کی تھی پس اس کو اس امید سے کہ مسلم ہو اور اپنا گمان سچا کرے اور ایک تطبیق یہ ہے کہ امر اس میں طرف رائے امام کے ہے اور ان دونوں میں نظر ہے اس لیے کہ لفظ مشرک کا لفظ ہے سیاق نفی میں پس مدعی تخصیص کا محتاج ہے طرف دلیل کی اور ابن منیر نے کہا کہ موضع ترجمہ کی فقہ سے یہ ہے کہ نہ خیال کیا جائے امام میں جبکہ اسلام کی چراگاہ رکھے اور غیر عادل ہو یہ کہ ڈالا جائے نفع اس کا دین میں گناہ گار کے لیے پس جائز ہے خروج کرنا اور اس کے پس ارادہ کیا ہے اس نے کہ یہ خیال مدفوع ہے ساتھ اس نص کے اور کہ یہ مدد کرتا ہے اللہ اپنے دین کی ساتھ گناہگار کے اور اس کا گناہ اس کی جان پر ہے (فتح)

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ  
إِذَا خَافَ الْعَدُوَّ.  
جو سردار ہولڑائی میں بغیر سردار کرنے امام کے جبکہ خوف کرے دشمن سے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے۔ (فتح)

۲۸۳۵۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا  
ابْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ  
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا  
جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
۲۸۳۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہو گیا پھر علم کیا جعفر رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر سردار بنانے حضرت ﷺ کے اس کو تو اللہ نے اس کو فتح نصیب کی اور ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوئے یعنی شہید نہ

ہوتے اور آپ کی دونوں آنکھیں سے آنسو جاری تھی۔

رَوَّاحَةَ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ  
الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ وَمَا  
يَسُرُّنِي أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا  
وَقَالَ وَإِنَّ عَيْنِي لَتَدْرِ فَانَ.

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ بھی ظاہر ہے ترجمہ باب میں ابن منیر نے کہا کہ پکڑا جاتا ہے حدیث باب سے کہ جو متعین ہو واسطے سرداری کے اور دشوار ہو مراجعت کرنے طرف امام کی تو اس کی سردادی ثابت ہوتی ہے شرعاً اور واجب ہوتی ہے فرمانبرداری اس کی حکم میں اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ اتفاق کریں حاضرین اوپر اس کے کہا اس نے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے یہ کہ مالک کا قول صحیح ہے کہ جب بادشاہ کے سوا عورت کا کوئی والی نہ ہو اور بادشاہ سے اجازت لینی دشوار ہو تو جائز ہے یہ کہ نکاح کر دے کوئی ایک اور اسی طرح جب غائب ہو امام جمعہ کا تو امام بنے لوگوں کا کوئی ایک (فق)

باب ہے مدد کرنا امام کا لشکر کو ساتھ فوج کے

بَابُ الْعَوْنِ بِالْمَدَدِ.

۲۸۳۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصبی اور بنو لحيان (یہ چاروں نام ہیں عرب کی قوموں کے) حضرت ﷺ کے آپاس آئے تو انہوں نے گمان کیا کہ وہ مسلمان ہوئے میں اور حضرت ﷺ سے اپنی قوم پر مدد چاہی یعنی چاہا کہ ہم کو مدد دیجیے تاکہ ہم اپنی قوم کو جا کر ہدایت کریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ستر انصاری مردوں سے مدد کی انس نے کہا کہ ہم ان کو قاری کہا کرتے تھے یعنی وہ ستر انصاری قرآن کے قاری تھے دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے تو وہ ان کو لے چلے یہاں تک کہ جب بزمعونہ میں پہنچے کہ نام ہے ایک جگہ کا درمیان کے اور عسفان کے تو ان کے ساتھ دعا کیا اور ان کو مار ڈالا تو قنوت پڑھی حضرت ﷺ نے ایک مہینہ رعل اور ذکوان اور بنو لحيان پر اور قتادہ نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ اصحاب نے ان کے سبب سے قرآن پڑھا یعنی جو ان کے حق

۲۸۳۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ  
أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آتَاهُ رِعْلٌ وَذُكْوَانٌ  
وَعَصْبِيَّةٌ وَبَنُو لَحِيَانَ فَرَزَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ  
أَسْلَمُوا وَاسْتَمَدُّوهُ عَلَى قَوْمِهِمْ فَأَمَدَّهُمْ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنْ  
الْأَنْصَارِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نَسْمِيهِمُ الْقُرَّاءَ  
يَحْطَبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ فَاثْلَقُوا  
بِهِمْ حَتَّى بَلَغُوا بَنِي مَعُونَةَ عَدَرُوا بِهِمْ  
وَقَتَلُوهُمْ فَفَقَتَتْ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلِي  
وَذُكْوَانَ وَبَنِي لَحِيَانَ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا  
أَنَسٌ أَنَّهُمْ قَرَأُوا بِهِمْ قُرْآنًا أَلَّا يَلْفُوا عَنَّا  
قَوْمَنَا بَأَنَّ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا

میں اترا وہ قرآن یہ تھا کہ خبردار ہو کر ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی۔

وَأَرْضَانَا نَمَّ رُفِعَ ذَلِكَ بَعْدُ.

**فائدہ:** یہ حدیث بھی ترجمہ باب میں ظاہر ہے ابن مسیر نے کہا کہ تحقیق اجتہاد اور عمل ساتھ ظاہر کے نہیں ضرر کرتا اس کے صاحب کو اگر واقع ہو خلاف اس شخص سے جس سے وفا کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرَصَتِهِمْ ثَلَاثًا.

جو غالب ہو دشمن پر پھر ان کے میدان میں تین دن ٹھہرے۔

۲۸۳۷۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب ہوتے تھے تو ان کے میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے۔

۲۸۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرْنَا لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ تَابَعَهُ مُعَاذٌ وَعَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**فائدہ:** اور سنن میں ہے کہ دوست رکھتے تھے کہ ان کے میدان میں تین دن ٹھہریں اور مہلب نے کہا کہ حکمت اقامت کی آرام دینا سوار یوں کا ہے اور جانوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے یہ بات کہ محل اس کا وہ ہے جبکہ ہوا من دشمن سے اور چوڑی سے اور تین دن پر اقتصار کرنے سے نکالا جاتا ہے کہ چار دن اقامت ہیں ابن جوزی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں تین دن وہاں ٹھہرتے تھے تا کہ ظاہر ہوتا شیر غلبے کی اور جاری کرنے احکام کے پس گویا کہ کہتے تھے کہ پس جس میں تم میں سے قوت ہو تو چاہیے کہ پھرے طرف ہماری اور ابن مسیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ہو ضیافت اسی زمین کی جس میں گناہ واقع ہوئے ساتھ واقع کرنے بندگی کے بیچ اس کے ساتھ ذکر اللہ کے اور ظاہر کرنے شعائر مسلمانوں کے اور جب یہ ضیافت کے حکم میں ہو تو مناسب ہوا کہ اس میں تین دن ٹھہریں اس لیے کہ ضیافت تین دن ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ.

جو تقسیم کرے مال غنیمت کو اپنے جہاد میں اور سفر میں۔

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے رد کرنے کا اور قول کوفیوں کے کہ غنیمت کا مال دار الحرب میں تقسیم نہ کیا جائے اور اس کی علت یہ بیان کرتے ہیں کہ ملک نہیں تمام ہوتا مال غنیمت پر مگر ساتھ استیلا کے اور نہیں تمام ہوتا غالب ہوتا مگر ساتھ گھیرنے اس کے کے بیچ دارالاسلام کے اور جمہور نے کہا کہ وہ راجع ہے طرف نظر امام کی اور اجتہاد اس کے کی اور تمام ہونا غلبے کا حاصل ہوتا ہے ساتھ قابو ہونے اس کے کے بیچ ہاتھ مسلمانوں کے اور دلالت کرتی ہے اس پر یہ بات کہ اگر کفار اس وقت کوئی غلام آزاد کریں تو نہیں صحیح آزاد کرنا ان کا اور اگر حربی کا غلام مسلمان ہو اور مسلمانوں میں جا ملے تو آزاد ہو جاتا ہے۔ (فتح)

یعنی اور رافع نے کہا کہ تھے ساتھ حضرت ﷺ کے ذوالکلیفہ میں سو ہم نے بکریاں اور اونٹ پائے تو حضرت ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر کیا۔ ۲۸۳۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جحرانہ (ایک گاؤں کا نام ہے درمیان مکے اور طائف کے) سے عمرے کا احرام باندھا جس جگہ کہ حنین کی غنیمتیں تقسیم کیں۔

وَقَالَ رَافِعٌ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْيِ الْحُلَيْفَةِ فَاصْبْنَا غَنَمًا وَإِبِلًا فَعَدَلْ عَشْرَةَ مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ.  
۲۸۳۸۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ.

**فائدہ:** یہ دونوں حدیثیں ترجمہ باب میں ظاہر ہیں اور ان کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

جب مشرکین مسلمانوں کا مال لوٹ لیں پھر مسلمان اس کو پائے۔

بَابُ إِذَا غَنِمَ الْمُشْرِكُونَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ الْمُسْلِمُ.

**فائدہ:** یعنی تو کیا وہ خاص اسی کا حق ہے یا داخل ہوتا ہے غنیمت میں اور اس میں اختلاف ہے۔ پس کہا شافعی رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے کہ نہیں مالک ہوتے ہیں اہل حرب ساتھ غلبے کے کسی چیز کے مسلمان کے مال سے اور واسطے مالک اس کے کے ہے لینا اس کا پہلے تقسیم ہونے غنیمت کے یعنی مالک کو اس کا لینا جائز ہے قسمت سے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور علی اور زہری اور عمرو بن دینار اور حسن سے روایت ہے کہ نہ پھیرا جائے ہرگز اور خاص ہوتے ہیں ساتھ اس کے اہل غنیمت یعنی مجاہدین، اور کہا عمر اور سلیمان بن ربیعہ اور عطا اور لیث اور مالک اور احمد اور دوسروں نے اور یہی روایت ہے فقہا سب سے اور یہی ایک روایت ہے حسن سے کہ اگر اس کا مالک اس کو تقسیم سے پہلے پائے تو لے اور اس کے پیچھے پائے تو نہ لے مگر ساتھ قسمت کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جو مرفوع ہے ساتھ اس تفصیل کے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مانتد قول مالک رضی اللہ عنہ کے مروی ہے مگر غلام بھاگے ہوئے میں پس کہا انہوں نے اور ثوری نے کہ اس کا مالک لائق



ترے ساتھ اس کے مطلقاً۔ (بخ)

نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گھوڑا چھوٹ گیا اور دشمن نے اس کو پکڑ لیا پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو وہ گھوڑا ان پر پھیرا گیا بیچ زمانے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگا اور رومیوں میں جا ملا پھر مسلمان ان پر غالب ہوئے تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام ان کو پھیر دیا بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔

قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَهَبَ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں جزم نہیں کیا واسطے تردد راویوں کے اس کے وقف اور رفع میں لیکن جو اس کا قائل ہے اس کو جائز ہے کہ حجت پکڑے ساتھ واقع ہونے اس کے بیچ زمانے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور اصحاب رضی اللہ عنہم عام تھے اور کسی نے ان میں سے انکار نہیں کیا۔ (بخ)

۲۸۳۹۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک غلام بھاگ کر روم میں جا ملا پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روم پر غالب آئے تو وہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو پھیر دیا اور تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک گھوڑا بھاگا اور روم میں جا ملا پھر غالب ہوئے ان پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تو پھیر دیا ہو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو، ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ عار عمر سے مشتق ہے اور اس کا معنی جنگلی گدھا کے ہیں یعنی بھاگ گیا۔

۲۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبَقَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَرَدَّهٗ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَّ فَرَسًا لِابْنِ عُمَرَ عَارَ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدَّوْهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَارَ مُسْتَقٌّ مِنَ الْعَيْرِ وَهُوَ حِمَارٌ وَحَشِشٌ أَيْ هَرَبٌ.

۲۸۴۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے جس دن کہ مسلمان کافروں سے ملے اور مسلمانوں کے سردار اس وقت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھیجا تھا تو گھوڑے کو دشمن نے پکڑا پھر جب دشمن بھاگ گیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو گھوڑا پھیر دیا۔

۲۸۴۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُونَ وَامِيرُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعَثَهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَهُ الْعَدُوُّ

فَلَمَّا هَزِمَ الْعَدُوُّ رَدَّ خَالِدٌ فَرَسَهُ.

فارسی اور عجمی زبان میں کلام کرنا۔

بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرُّطَانِيَّةِ.

فائدہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ فارسی لوگ منسوب ہیں طرف فارس بن کیومرث کی اور کیومرث میں اختلاف ہے کہ وہ سام بن نوح کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یافث کی اولاد سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ آدم علیہ السلام کا صلی بیٹا ہے اور کہتے ہیں کہ فقہ اس باب کی ظاہر ہوگی بیچ امن دینے مسلمانوں کے واسطے اہل حرب کے ساتھ زبانوں ان کی کے وسیاتی فی الجزیۃ۔ (فتح)

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی نشانیوں سے مختلف ہونا زبانوں تمہاری کا ہے اور رنگوں تمہارے کا۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان قوم اپنی کے۔

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِخْتِلَافَ اللِّسِنِكُمْ وَاللِّوَانِكُمْ﴾ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾.

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ حضرت ﷺ سب زبانوں کو جانتے تھے اس واسطے کہ آپ ﷺ سارے جہان کی طرف بھیجے گئے ہیں باوجود مختلف ہونے زبانوں ان کی کے پس تمام امتیں قوم آپ ﷺ کی ہے ساتھ نسبت کرنے کی طرف عام ہونے رسالت آپ ﷺ کی کے تاکہ حضرت ﷺ ان کا کلام سمجھیں اور لوگ آپ ﷺ کا کلام سمجھیں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں مستزم یہ بولنے آپ ﷺ کے کو ساتھ تمام زبانوں کے واسطے ممکن ہونے ترجمان کے جو معتبر ہے نزدیک ان کے۔ (فتح)

۲۸۴۱۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور تین سیر جو پیس کر آنا نکالا تو آپ اور دو تین آدمی چلیں تو حضرت ﷺ نے کہا کہ اے خندق کھودنے والو ابنتہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا ہے سو جلدی کرو۔

۲۸۴۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةَ لَنَا وَطَخْنَتْ صَاحِحًا مِنْ شَعِيرٍ لَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ لَصَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلَا بِكُمْ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ جابر نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا اور سور فارسی میں کھانے کو کہتے ہیں اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف اس کی جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ فارسی میں کلام کرنا مکروہ

ہے وہ حدیثیں ضعیف ہیں مانند اس حدیث کی کہ دو ذخیوں کا کلام فارسی ہے اور مانند اس حدیث کی کہ جو فارسی میں کلام کرے اس کا جث زیادہ ہوتا ہے اور اس کی مروت کم ہوتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اچھی طرح عربی جانتا ہو وہ فارسی میں کلام نہ کرے کہ وہ نفاق کو پیدا کرتا ہے اور ان حدیثوں کی سند وہی ہے۔ (فتح)

۲۸۴۲۔ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي وَعَلَى قَمِيصٍ أَصْفَرَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهُ سَنَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اللَّعْبُ بِحَاتِمِ النَّبُوءَةِ فَوَزَّيْنِي أَبِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِلِي وَأَخْلِفِي ثُمَّ أَبِلِي وَأَخْلِفِي ثُمَّ أَبِلِي وَأَخْلِفِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَبَقِيَتْ حَتَّى ذَكَرَ.

۲۸۴۳۔ ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ آئی اور مجھ پر زرد کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوب خوب عبد اللہ بن مبارک راوی نے کہا کہ اس کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں تو میں خاتم النبوة کے ساتھ کھینے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو جھڑکا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پرانا کر کپڑے کو پھر پرانا کر پھر پرانا کر یعنی مکرر پیوند کر اس کو عبد اللہ نے کہا کہ وہ عورت باقی رہی یعنی بہت مدت زندہ رہی یہاں تک کہ لوگوں میں مذکور ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا یہ قول ہے کہ سنہ سنہ کے معنی حبشہ کی زبان میں خوب ہیں۔ (فتح)

۲۸۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ كَيْخُ كَيْخُ أَمَا تَعْرِفُ أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. قَالَ عِكْرَمَةُ سَنَهُ الْحَسَنَةَ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ تَعَشِ امْرَأَةً

۲۸۴۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور لی اور اس کو اپنے منہ میں ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چھی چھی کیا تو جانتا ہے کہ ہم لوگ صدقے کا مال نہیں کھاتے عکرمہ نے کہا کہ سنہ حبشہ کی زبان میں عمدہ چیز کو کہتے ہیں اور کہا ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ کسی عورت نے اس کے بعد ام خالد جیسی عمر نہیں پائی۔

مِثْلَ مَا عَاشَتْ هَذِهِ يَعْْنِي أُمَّ خَالِدٍ.

**فائدہ:** اور غرض اس حدیث سے قول آپ ﷺ کا کح ہے اور یہ کلمہ لڑکے کے جھڑکنے کے واسطے کہا جاتا ہے اور کرمانی نے کہا کہ یہ تینوں کلمے عجی نہیں اس واسطے کہ اول جائز ہے کہ توافق دانتوں کے سے ہو اور دوسرا جائز ہے کہ اس کا اصل حسہ ہو پس حذف کی گیا اول اس کا واسطے ایجاز کے اور تیسرا اسماء صوت سے ہے اور جواب دیا ہے ابن نمیر نے اخیر سے پس کہا کہ وہ مطابقت اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے خطاب کیا اس کو ساتھ اس چیز کے سمجھے اس کو اس قسم سے کہ نہیں کلام کرتا ساتھ اس کے مرد مرد سے پس وہ مانند خطاب کرنے عجی کے ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھے اس کو لغت اپنی سے، میں کہتا ہوں کہ ساتھ اسی کے جواب دیا جاتا ہے باقی سے اور کلمہ کے اول سے حرف کا حذف کرنا معروف نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْغُلُولِ.

باب ہے بیان میں خیانت کرنے کے مال غنیمت میں۔

**فائدہ:** ابن قتیبہ نے کہا کہ نام رکھا گیا اس کا غلول اس واسطے کہ لینے والا اس کا چھپاتا ہے اس کو اپنے اسباب میں اور نقل کیا ہے نووی نے اجماع اس پر کہ مال غنیمت میں خیانت کرنی کبیرے گناہوں سے ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو خیانت کرے لائے گا قیامت کے دن وہ چیز کہ خیانت کی۔

۲۸۴۴- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے پس ذکر کیا خیانت کرنے کا مال غنیمت میں پس بڑا گناہ بتلایا اس کا اور بڑا بیان کیا امر اس کا فرمایا کہ نہ پاؤں میں کسی کو تم میں سے قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کی گردن پر بکری ہو اور اس کے واسطے آواز ہو اور اس کی گردن پر گھوڑا ہو اور اس کے واسطے آواز ہو کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کرو یعنی شفاعت کرو تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں تحقیق میں نے تجھ کو شریعت پہنچادی اور اس کی گردن پر اونٹ ہو کہ اس کے واسطے آواز ہو کہ یا حضرت ﷺ میری فریاد رسی کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچادی اور اس کی گردن پر سونا چاندی ہو تو کہے گا کہ

۲۸۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَهُ أَمْرَهُ قَالَ لَا الْفَيْنَ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا نِعَاءٌ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَعْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُعَاءٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَعْتُكَ وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ يَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا

یا حضرت ﷺ فریادری کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی اور اس کی گردن پر کپڑے ہوں ہلتے تو کہے کہ یا حضرت ﷺ میری فریادری کیجیے تو میں کہوں گا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی۔

أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَعْتُكَ أَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ  
رَقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْنَيْتُنِي  
فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَعْتُكَ.  
وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ فَرَسٌ لَهُ  
حَمْحَمَةٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے کسی چیز کا مالک نہیں یعنی مغفرت سے اس واسطے کہ شفاعت کا امر اللہ کی طرف ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو شریعت پہنچا دی تو مراد یہ ہے کہ نہیں تیرے واسطے کوئی عذر بعد پہنچا دینے شریعت کے اور گویا کہ ظاہر کی حضرت ﷺ نے یہ وعید بیچ مقام جھڑک کے اور تغلیظ کے یعنی مراد اس سے جھڑک ہے نہیں تو حضرت ﷺ قیامت کے دن صاحب ہیں شفاعت کے واسطے گنہگاروں امت کے اور احتمال ہے کہ ہواٹھانا مذکورہ چیزوں کا ضرر ہو واسطے عقوبت کرنے کے اس کے لیے ساتھ اس کے تاکہ ذلیل ہو سامنے گواہوں کے اور ایپر بعد اس کے پس امر اس کا طرف اللہ کی ہے کہ خواہ اسے عذاب کرے یا اس کو معاف کرے اور بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث تفسیر کرتی ہے آیت مذکورہ کی یعنی آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ بعض اس چیز کا کہ چرایا جاتا ہے نقد سے اخف ہے اونٹ سے مثلاً اونٹ سستا ہے مول میں تو جس کا تصور ہلکا ہے کس طرح عذاب کیا جائے گا ساتھ ثقیل تر چیز کے اور عکس اس کا تو جواب اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ عقوبت کرنے کے ساتھ اس کے نصیحت کرنی اٹھانے والے کی ہے سامنے گواہوں کے اس موقف عظیم میں نہ ساتھ ثقل اور خفت کے، ابن میر نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حاکموں نے اس حدیث سے سمجھا ہے کہ چور کے گلے میں گھنٹہ وغیرہ ڈالنا درست ہے۔

تکمیل: ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ جو کوئی غنیمت سے کچھ چرائے وہ قسمت سے پہلے اس میں پھیر دے اور ایپر بعد قسمت کہ پس کہا ثوری اور اوزاعی اور لیث اور مالک نے کہ دفع کرے طرف امام کی شخص اس کا اور باقی کو خیرات کر دے اور شافعی یہ حکم نہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس کا مالک ہوا تو نہیں لازم ہے اس پر صدقہ کرنا ساتھ اس کے اور اگر اس کا مالک نہ ہوا تو نہیں جائز ہے اس کو صدقہ کرنا ساتھ مال غیر کے کہا کہ واجب ہے اس کو امام کی طرف پھیر دے مانند ضائع شدہ مالوں کے۔ (فتح)

غنیمت میں تھوڑی خیانت کرنے کا بیان یعنی کیا لاحق ہے حکم میں ساتھ کثیر کے یا نہیں اور نہیں ذکر کیا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے اس

بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْغُلُولِ وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَّقَ مَتَاعَهُ وَهَذَا أَصَحُّ.

کا اسباب جلا دیا اور یہ صحیح تر ہے۔

فائدہ: یعنی نہیں ذکر کی عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بات باب کی حدیث میں اور ہذا اصح اشارہ ہے طرف ضعف کرنے اس چیز کے جو مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ جلا دینے اسباب خیانت کرنے والے کے مال غنیمت میں۔ روایت کی یہ حدیث ابو داؤد نے اور بخاری نے تاریخ میں کہا کہ لوگ اس کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں اور یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں اور تحقیق اخذ کیا ہے ساتھ ظاہر اس حدیث کے امام احمد رحمہ اللہ نے ایک روایت میں اور یہی قول ہے اوزاعی اور کھول کا اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کل اسباب جلا دیا جائے مگر حیوان اور قرآن اور طہادی نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو احتمال ہے کہ یہ اس وقت حکم ہو جبکہ تھی عقوبت ساتھ مال کے۔ (فتح)

۲۸۴۵۔ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ﷺ کے اسباب پر داروغہ تھا کہ اس کو کرہ کہا جاتا تھا یعنی بعض جنگوں میں سو وہ مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے تو لوگوں نے اس کو دیکھنا شروع کیا تھا تو انہوں نے اس کے اسباب میں ایک کبیل پائی جس کو اس نے غنیمت میں سے چرایا تھا۔

۲۸۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَالِمٍ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلِيٌّ ثَقْلِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كِرْكِرَةٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاةً قَدْ عَلَّهَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ سَلَامٍ كِرْكِرَةٌ يَعْنِي بَفَتْحِ الْكَافِ وَهُوَ مَضْبُوطٌ كَذَا.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غنیمت کے مال میں خیانت کرنی حرام ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت اور مراد آگ میں ہونے سے یہ ہے کہ اس کو عذاب کیا جاتا ہے اس کے گناہ پر یا یہ کہ وہ آگ میں ہے اگر نہ معاف کرے اللہ اس سے۔ (فتح الباری)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے اور بکریوں کے سے کہ غنیمت کے مال میں ہیں یعنی پہلے تقسیم کرنے کے۔

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ فِي الْمَغَانِمِ.

۲۸۴۶۔ رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے لوگوں کو بھوک پھینچی سو ہم نے

۲۸۴۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَاةَ

اونٹ اور بکریاں پائیں اور حضرت ﷺ پچھلے لوگوں میں تھے تو لوگوں نے جلدی کی اور ہانڈیاں چڑھائیں سو حضرت ﷺ نے ہانڈیوں کے اٹانے کا حکم کیا سو انٹائی گئیں پھر غنیمت تقسیم کی تو دس بکریوں کو ایک انٹ کے برابر کیا سو ایک اونٹ بھاگا اور لوگوں میں گھوڑے تھوڑے تھے تو لوگوں نے اس کو پکڑنا چاہا تو اس نے ان کو تھکایا تو ایک مرد نے اس کو تیر مارا سو اللہ نے اس کو بند کیا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کے درمیان بھڑکنے والے اور نفرت رکھنے والے ہیں لوگوں سے مانند بھڑکنے والے جنگلی جانوروں کی سو جو تم سے بھاگے تو کرو ساتھ اس کے اسی طرح تو میرے دادا نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں یا ڈرتے ہیں یہ کہ یہ دشمن سے ملیں یعنی لڑائی میں اور ہمارے ساتھ چھریاں نہیں یعنی شاید کہ چھریاں ساتھ نہ ہوں سو کیا ہم بانس کے چیرے ہوئے کھڑے سے ذبح کر لیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز کہ خون بہائے اور اس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو کھا یعنی اس کا کھانا جائز ہے سو سوائے دانت اور ناخن کے اور میں بیان کرتا ہوں تجھ سے حال ہر ایک کا ایپر دانت پس ہڈی ہے اور ایپر ناخن پس یہ جھیشوں کی چھریاں ہیں یعنی اس میں ان سے مشابہت لازم آتی ہے۔

بِنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْيِ الْحَلِيفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ وَأَصْبْنَا إِبِلًا وَعِغْمًا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَحْرِيَّاتِ النَّاسِ فَعَجَلُوا فَصَبُوا الْقُدُورَ فَأَمَرَ بِالْقُدُورِ فَأَكْفَيْتُمْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشْرَةَ مِنَ الْعِغْمِ بِيَعِيرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ وَفِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ هَذِهِ الْبَهَائِمُ لَهَا أَوَابِدُ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا فَقَالَ جَدِّي إِنَّا نَرَجُو أَوْ نَخَافُ أَنْ تَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَكَيْسَ مَعَنَا مَدَى الْفَنْدَبِخِ بِالْقَصَبِ فَقَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ كَيْسَ السِّنِّ وَالظُّفْرِ وَسَأَحْذِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمَدَى الْحَبْشَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اور موضع ترجمہ کی اس سے حکم کرنا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ اٹانے ہانڈیوں کے پس تحقیق وہ مشر ہے ساتھ کراہت اس چیز کے کہ کیا انہوں نے ذبح سے بغیر اذن کے اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوتے ہیں وہ غنیمت کے بعد قسمت کرنے ان کے اور یہ اس واسطے کہ یہ قصہ دارالاسلام میں واقع ہوا واسطے قول ان کے کہ ذوالحلیفہ میں اور ابن نمیر نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ کہتے ہیں کہ جب ہو ذبح اوپر طریقے تعدی کے تو ہوتا ہے مذبوح مردار اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے مدد کی ہے واسطے اس مذہب کے یا حمل کیا ہے اٹانے کو عقوبت بالمال پر اگرچہ نہ خاص ہو یہ مال ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے ذبح کیا تھا لیکن چونکہ ان کا طمع ان کے ساتھ متعلق تھا تو ان کے واسطے عبرت حاصل ہوگی اور جب اس قسم کی محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عقوبت کو جائز رکھیں تو عقوبت صاحب مال کی اس مال میں اولیٰ ہے اور اسی واسطے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ گرایا جائے دودھ مشوش اور چھوڑا جائے واسطے مالک اس کے کے اگر چہ وہ گمان کرے کہ وہ نفع اٹھائے گا ساتھ اس کے بیچ کے واسطے ادب دینے اس کے اور قرطبی نے کہا کہ مامور ساتھ لٹانے کے شور بہ تھا واسطے عقوبت ان لوگوں کے جنہوں نے جلدی کی تھی اور اپہر نفس گوشت پس تلف نہیں ہوا پس وہ محمول ہے اس پر کہ وہ جمع کر کے مال غنیمت میں پھر داخل کیا گیا اس واسطے کہ مال کا ضائع کرنا منع ہے کما تقدم اور قصور ساتھ پکانے اس کے نہیں واقع ہوا انعام لوگوں سے اس واسطے کہ ان میں بعض اصحاب فہم ہیں اور غنیمت لانے والوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کے ساتھ مباشر نہیں ہوتے اور جب یہ منقول نہیں ہوا کہ انہوں نے اس کو جلا دیا یا تلف کیا تو اس کی تاویل متعین ہوئی موافق قواعد شرعیہ کے اسی واسطے گھر کے پلے ہوئے گدن میں کہا جبکہ ان کے گرانے کا حکم کیا کہ وہ گندگی ہیں اور اس قصہ میں یہ نہیں فرمایا پس معلوم ہوا کہ ان کا گوشت چھوڑا نہیں گیا اور جو چیز کہ غازی کو غنیمت میں سے کھانی جائز ہے اس کا بیان آئندہ آئے گا۔ (فتح)

باب ہے فتوحات میں بشارت دینے کا۔

بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفَتْوحِ.

۲۸۴۷- جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذوالخصلہ کے دہانے سے اور وہ ایک گھر تھا قوم نضعم میں کعبہ یمانیہ تھا سو میں ڈیڑھ سو سوار میں چلا جو اجمس کے قبیلے سے تھے اور وہ لوگ گھوڑے رکھا کرتے تھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کا نشان دیکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الہی ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب تو جریر اس کی طرف چلا اور اس کو توڑ ڈالا اور جلا دیا تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بشارت دے بھیجی تو جریر کے اہلی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو جیسے کہ وہ اونٹ

۲۸۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلْصَةِ وَكَانَ بَيْنًا فِيهِ خَنَعَمُ يُسْمَى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَأَنْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَتُبْتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ اللَّهُمَّ بِنْتُهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَأَنْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَقَهَا فَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ لِرَسُولِ



خارش دار ہے تو حضرت ﷺ نے احس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں برکت کی دعا کی۔

اللَّهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَلَكَ بِالْحَقِّ مَا جَنَّكَ حَتَّى تَرَ كَتَمَهَا كَانَهَا جَمَلٌ أُجْرُبُ فَبَارَكَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرَجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ. قَالَ مُسَدَّدٌ بَيَّتُ فِي خَضَمَةٍ.

فائدہ: اور مراد یہاں پر قول ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ نے کسی کو آپ ﷺ کے پاس بشارت دینے کے لیے بھیجا۔ (فتح)

باب ما يُعْطَى الْبَشِيرُ وَأَعْطَى كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ثَوْبَيْنِ حِينَ بُشِّرَ بِالتَّوْبَةِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ خوشخبری دینے والے کو دی جائے اور جب کعب کو توبہ قبول ہونے کی خوشخبری پہنچی تو انہوں نے اس کے شکر یہ میں دو کپڑے دیے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو دراز ہے سچ بیان پیچھے رہنے اس کے جنگ تبوک سے اور مغازی میں اس کا بیان آئے گا اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

باب لَا هَجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

باب ہے اس بیان میں کہ نہیں ہجرت ہے پیچھے فتح کے۔

فائدہ: یعنی بعد فتح مکہ کے یا مراد عام تر ہے اس واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ حکم غیر کے کا فتح اس کے مانند حکم کے کی ہے پس نہیں واجب ہے ہجرت اس شہر سے جس کو مسلمان فتح کریں اور اپہر پہلے فتح کے پس جو مسلمان کہ اس میں رہتے ہیں وہ تین حال سے خالی نہیں۔ اول وہ ہے جو اس سے ہجرت کرنے پر قادر ہو اور وہ اپنا دین وہاں ظاہر نہ کر سکے اور نہ دین کے واجبات ادا کر سکے پس ہجرت کرنی اس پر اس شہر سے واجب ہے، دوسرا وہ جو قادر ہے لیکن وہ اپنا دین ظاہر کر سکتا ہے اور اس کے فرائض ظاہر کر سکتا ہے تو اس کے حق میں ہجرت مستحب ہے واسطے زیادہ کرنے مسلمانوں کے اور مدد کرنے ان کی اور جہاد کفار کے اور امن کے دعا بازی سے اور راحت دیکھنے بری چیز کے سے درمیان ان کے اور تیسرا عاجزی ہے ساتھ عذر کے قید ہونے سے یا بیماری سے یا اس کے غیر سے پس جائز ہے واسطے اس کے اقامت اس شہر میں پس اگر تکلیف اٹھا کر وہاں سے نکلے تو اس پر اجر دیا جائے گا۔ (فتح)

۲۸۴۸۔ حَدَّثَنَا إِدْمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هَجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَفْرَغْتُمْ فَأَنْفِرُوا.

۲۸۴۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے اور لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم جہاد کے واسطے بلائے جاؤ تو نکلو۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔

۲۸۴۹۔ مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ مجالد آپ سے ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح مکہ کے لیکن میں اس سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔

۲۸۴۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عُمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ مُجَاشِعٌ بِأَخِيهِ مُجَالِدِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذَا مُجَالِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهَجْرَةِ فَقَالَ لَا هَجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلَكِنْ أَبَايَعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ.

فائدہ: یہ حدیث بھی پہلے گزر چکی ہے۔

۲۸۵۰۔ عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور وہ پہاڑ شمیر میں تھیں تو انہوں نے ہم سے کہا کہ موقوف ہوئی ہجرت جب سے اللہ نے اپنے پیغمبر پر مکے کو فتح کیا۔

۲۸۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرُو وَابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ ذَهَبَتْ مَعَ عَبِيدِ بْنِ عُمَيْرٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةٌ بِبَيْرٍ فَقَالَتْ لَنَا انْقَطَعَتِ الْهَجْرَةُ مِنْذُ فَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

جب ناچار ہو مرد طرف دیکھنے کی بیچ بالوں اہل ذمہ کے اور مسلمان عورتوں کے جبکہ اللہ کی نافرمانی کریں اور ننگا کرنا ان کا۔

بَابُ إِذَا اضْطُرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُورِ أَهْلِ الدِّمَةِ وَالْمُؤْمِنَاتِ إِذَا حَصَيْنَ اللَّهُ وَتَجَرَّيْدَهُنَّ.

۲۸۵۱۔ ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ مقدم جانتے تھے عثمان رضی اللہ عنہ کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر فضیلت میں تو انہوں نے ابن عطیہ سے کہا اور وہ مقدم جانتے تھے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فضیلت میں کہ البتہ میں جانتا ہوں کس چیز نے جرات دی ہے تیرے یار کو یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اوپر خوزیری لوگوں کے میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں باغ میں کہ وہاں

۲۸۵۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشِبِ بْنِ الطَّائِفِيِّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عُثْمَانِيًّا فَقَالَ لِابْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيًّا إِنِّي لَا أَعْلَمُ مَا الَّذِي جَرَأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ فَقَالَ

تم ایک عورت پاؤ گے جس کو حاطب نے ایک خط دیا ہے تو ہم اس باغ میں گئے سو ہم نے کہا کہ ہم کو خط دے تو اس عورت نے کہا کہ مجھ کو کسی نے خط نہیں دیا تو ہم نے کہا کہ خط نکال اور یا میں تجھ کو ننگا کروں گا تو اس نے اپنا ازار باندھنے کی جگہ سے خط نکالا تو حضرت ﷺ نے حاطب کو بلا بھیجا تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ شتابی نہ کیجئے قسم ہے اللہ کی میں کافر نہیں ہوا اور نہیں زیادتی کی میں نے واسطے اسلام کے مگر دوستی میں اور نہیں کوئی آپ ﷺ کے اصحاب سے مگر کہ واسطے اس کے کئے میں وہ شخص ہے یعنی قرابتی کو دور کرے اللہ دشمن کو ساتھ اس کے اہل اس کے سے اور مال اس کے سے اور میرا وہاں کوئی بھائی بند نہیں تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان رکھوں تاکہ میرے لڑکے بالوں کو نہ ستائیں تو حضرت ﷺ نے اس کو سچا جانا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن کاٹوں کہ بیشک منافق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے پس اس چیز نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم نے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے دلیر کیا ہے علی کو خوزیری پر چونکہ علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہے کہ اللہ ان کو بخش چکا ہے تو اس لیے انہوں نے خوزیری پر دلیری کی کہ اگر اس میں کچھ قصور ہوگا تو اللہ بخش دے گیا۔

اتُّوْا رَوْضَةً كَذَا وَتَجِدُوْنَ بِهَا امْرَأَةً  
أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا فَاتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَلَقْنَا  
الْكِتَابَ قَالَتْ لَمْ يُعْطِنِي فَلَقْنَا لَتُخْرِجَنَّ أَوْ  
لَا جَرِيْدَكَ فَأَخْرَجَتْ مِنْ حُجْرَتِهَا فَأَرْسَلَتْ  
إِلَى حَاطِبٍ فَقَالَ لَا تَعَجَلْ وَاللَّهِ مَا  
كَفَرْتُ وَلَا أَرَدْتُ لِلْإِسْلَامِ إِلَّا حُبًّا وَلَمْ  
يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا وَلَهُ بِمَكَّةَ مَنْ  
يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِي  
أَحَدٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا  
لِفَصْدَقِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
عَمْرُ دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ  
فَقَالَ مَا يَدْرِيكَ لَقَلَّ اللَّهُ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ  
بَدْرٍ فَقَالَ أَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَهَذَا الَّذِي  
جَرَّاهُ.

فائدہ: ابن منیر نے کہا نہیں حدیث میں بیان کہ وہ عورت مسلمان تھی یا ذمیہ تھی لیکن جبکہ برابر ہے حکم اس کا بیچ حرام ہونے نظر کے بغیر حاجت کے تو شامل ہوئے دونوں کو دلیل اور ابن تین نے کہا کہ اگر مشرک ہو تو ترجمہ کے موافق نہ ہو گی اور جواب دیا گیا کہ وہ صاحب عہد تھی پس حکم اس کا مانند حکم اہل ذمہ کے ہے اور اس جگہ ہے کہ اس نے خط کو اپنے ازار باندھنی کی جگہ سے نکالا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے اس کو اپنے بالوں کے جوڑے سے نکالا تو ان کے درمیان تطبیق اس طور سے ہے کہ اس کو ازار باندھنے کی جگہ سے نکال کر اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپایا تھا پھر ناچار ہوئے محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طرف نکالنے کے اس کے کی یا بالعکس یہاں کہ اس کا بالوں کا جوڑ اور از تھا بایں طور کہ اس کے کولے تک پہنچتا تھا اس نے اس کو اپنے جوڑ میں باندھا پھر اس کو اپنے ازار باندھنے کی جگہ میں چھپایا اور ایہ احتمال راجح تر ہے۔ (فتح)

غازیوں کا استقبال کرنا یعنی وقت پلٹنے ان کے کی۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغَزَاةِ.

۲۸۵۲۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو یاد رکھتا ہے جبکہ میں اور تو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بڑھ کر جا لے تھے اس نے کہا ہاں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سوار کیا اور تجھ کو چھوڑ دیا۔

۲۸۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَحَمِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمُ أَتَدُكُرُ إِذْ تَلَقَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلْنَا وَتَرَكَكَ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ قائل فَحَمَلْنَا کا وہ عبداللہ بن جعفر ہے اور متروک وہ ابن زبیر ہے اور حج میں گزر چکا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آئے تو بنی عبدالمطلب کے چند لڑکے آپ کی پیشوائی کو گئے تو ایک کو آپ نے آگے چڑھایا اور ایک کو اپنے پیچھے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قائل حَمَلْنَا کا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہے اس لیے کہ وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہے بخالف ابن زبیر کے ابن تین نے کہا کہ اس حدیث میں کئی فائدے ہیں حفظ یتیم کا ہے یعنی ابن جعفر کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے آگے چڑھایا اور نیز اس میں جواز فخر کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا کرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور ثبوت صحیح کا اس کے لیے اور ابن زبیر کے اور وہ عمر میں قریب ہیں۔ (فتح)

۲۸۵۳۔ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لڑکوں کے ساتھ شیعۃ الوداع تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوائی کو گئے۔

۲۸۵۳۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَهَبْنَا نَتَلَقَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصَّبِيَّانِ إِلَى نَبِيَةِ الْوَدَاعِ.

جب جہاد سے پلٹے تو کیا کہے؟

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ.

۲۸۵۴۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر سے پلٹتے تھے تین بار اللہ اکبر کہتے تھے کہ ہم سفر سے پھرے ان شاء اللہ تو یہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے

۲۸۵۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تھا اس نے۔

إِذَا قَفَلَ كَبَّرَ ثَلَاثًا قَالَ أَيُّونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَأْيُونَ عَابِدُونَ حَامِدُونَ لِرَبِّنَا سَاجِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحَدَّثَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۲۸۵۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ عسفان سے پلٹتے وقت اور حضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اپنے پیچھے صفیہ کو چڑھائے ہوئے تھے تو آپ کی اونٹنی پھسل گئی تو دونوں گر پڑے تو ابو طلحہ نے اپنے تئیں اونٹ سے ڈالا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے آپ کا کیا حال ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لازم پکڑا اپنے اوپر عورت کو یعنی اس کی خبر لے تو ابو طلحہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا یعنی تاکہ صفیہ کا منہ نہ دیکھیں اور صفیہ کے پاس آیا پھر وہ کپڑا اس پر ڈالا اور ان کی سواری ان کے لیے درست کی اور ہم حضرت ﷺ کے گرد جمع ہوئے سو جب حضرت ﷺ نے بلندی سے مدینے کو دیکھا تو فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بندگی کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں تو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک مدینے میں داخل ہوئے۔

۲۸۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَةً مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَقَدْ أُرِدَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُحَيْبٍ لَعَنَتْ نَاقَتَهُ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَأَفْتَحَهُمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْأَةُ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلَى وَجْهِهِ وَأَنَامَهَا فَأَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَأَصْلَحَ لَهْمَا مَرْكَبُهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَسَفْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ تَائِيُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی اور میاطی نے کہا یہ وہم ہے اس لیے کہ جہاد عسفان کا چھٹے سال تھا اور ارداف صفیہ کا ساتویں سال تھا جنگ خیبر میں تو ظاہر یہ ہے کہ راوی نے منسو کیا ہے پلٹنے کو طرف عسفان کی اس لیے کہ جنگ خیبر کا اس کے پیچھے تھا اور شاید کہ نہیں اعتبار کیا اس نے ساتھ اقامت کے جو واقع ہوئے درمیان دونوں جنگوں کے لیے قریب قریب ہونے ان کے کے آپ میں اور یہ مثل اس کی ہے جو کہا گیا ہے۔ صحیح حدیث سلمہ بن اکوع کے جو آتی ہے صحیح حرام ہونے نکاح متعہ کے جنگ اوطاس میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ تو محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صرف مکہ میں حرام ہوا تھا پس منسوب کیا اس کو طرف او طاس کے لیے قریب ہونے ان کے کے آپس میں اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔ (فتح)

۲۸۵۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے ساتھ آئے اور حضرت ﷺ کے ساتھ صفیہ تھیں اس حال میں کہ ان کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے سو جب بعض راہ میں پہنچی تو اونٹنی پھسل گئی تو حضرت ﷺ ام المؤمنین دونوں گر پڑے اور تحقیق ابو طلحہ نے اپنے آپ کو اونٹ پر ڈالا اور حضرت ﷺ کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرنے کیا آپ کو تکلیف پہنچی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں لیکن لازم پکڑو اور اپنے عورت کو تو ابو طلحہ نے اپنا کپڑا اپنے منہ پر ڈالا اور صفیہ کی طرف گیا اور اپنا کپڑا صفیہ پر ڈالا تو صفیہ کھڑی ہوئیں اور ابو طلحہ نے ان کے لیے ان کی سواری پر پالان باندھا تو دونوں اس پر سوار ہو کر چلے یہاں تک کہ جب مدینے کی پشت پر پہنچے یا یوں کہا کہ مدینے کی اونچان پر پہنچے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بہ بندگی کرے ہم اپنے رب کی شکر گزار ہیں سو ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ اس میں داخل ہوئے۔

۲۸۵۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ مُرَدِّفَهَا عَلِيٌّ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ قَالَ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهُ جَعَلَنِي اللَّهُ لِفِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَالْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَالْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَفَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهَا عَلِيٌّ رَاحِلَتَهُمَا فَرَكِبَا فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُؤْنَ تَأْتِيُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ فَلَمَّا يَزُولُ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

جب سفر سے آئے تو نماز پڑھے۔

۲۸۵۷۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو جب ہم مدینے میں آئے تو

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ.  
۲۸۵۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

مجھ کو فرمایا کہ مسجد میں داخل ہو اور دو رکعتیں نماز پڑھ۔

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِي ادْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكَعَتَيْنِ.

فائدہ: یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اسی طرح وہ حدیث جو اس کے بعد ہے۔

۲۸۵۸- کعب بن عتبہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب چاشت کے وقت سفر سے آتے تھے تو مسجد میں داخل ہوتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے بیٹھنے سے پہلے۔

۲۸۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضَحَى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.

کھانا دینا وقت آنے کے سفر سے اور تھے ابن عمر روزہ کھولنے واسطے خاطر اس شخص کے کہ ان کے پاس مہمان آتا۔

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْطِرُ لِمَنْ يَغْشَاهُ.

فائدہ: اور اصل اس میں یہ ہے کہ ابن عمرؓ سفر میں روزہ نہیں رکھا کرتے تھے نہ فرضی اور نہ نفلی اور حضر میں نفلی روزے بہت رکھا کرتے تھے اور جب سفر کرتے تھے تو روزہ نہیں رکھتے تھے اور جب سفر سے آتے تھے تو روزہ رکھتے تھے یا تو قضا اگر رمضان میں سفر کیا ہوتا اور یا بطور نفل کے اگر اس کے غیر میں ہوتے لیکن آنے کی ابتداء میں چند روز روزہ نہ رکھتے تھے واسطے خاطر ان لوگوں کے جو آتے ان کے پاس سلام کرنے کے لیے اوپر ان کے اور مبارکباد دینے کے ساتھ آنے کی پھر روزے رکھتے اور ایک روایت میں نافع سے ہے کہ تھے ابن عمر روزہ رکھتے جبکہ ہوتے مقيم اور تھے روزہ کھولتے جبکہ ہوتے مسافر اور جب سفر سے آتے تو کئی دن روزہ نہ رکھتے تھے واسطے آمدورفت ملاقات کرنے والوں کے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس میں کھانا امام اور رئیس کا ہے اپنے یاروں کو وقت آنے کے سفر سے اور یہ مستحب ہے نزدیک سلف کے اور اس کھانے کا نام نقیعہ ہے۔ (فتح)

۲۸۵۹- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارَبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

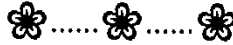
روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ دو اوقیے اور ایک درہم یا دو درہم سے خریدا سو جب مرار (ایک جگہ کا نام ہے تین میل مدینے سے باہر) تو گائے کے ذبح کرنے کا حکم کیا پس ذبح کی گئی تو لوگوں نے اس کا گوشت کھایا یا پھر جب حضرت ﷺ مدینے میں آئے تو مجھ کو حکم دیا کہ میں مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اور وزن کیا واسطے میرے اونٹ کی قیمت کا۔

۲۸۶۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سفر سے آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو رکعتیں نماز پڑھ۔

عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقْرَةً زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ اشْتَرَى مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمَرَ بِبَقْرَةٍ فَذَبَحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيرِ.

۲۸۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ صِرَارٌ مَوْضِعُ نَاحِيَةِ بِالْمَدِينَةِ.

فائدہ: یہ بھی پہلی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض اس شخص کا جو کہتا ہے کہ یہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ حدیث اور پہلی دونوں ایک حدیث ہیں پس ایک راوی نے ایک ٹکڑا بیان کیا ہے اور نے ایک۔ (فتح)





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کتاب فرض الخمس

کتاب ہے بیان میں فرض خمس کے  
**فائدہ:** خمس اس چیز کو کہتے ہیں جو غنیمت میں سے لی جاتی ہے اور مراد ساتھ قول اس کے کے فرض الخمس یعنی وقت فرض ہونے اس کے کا یا کیفیت فرض ہونے اس کے کے یا ثابت ہونا فرض اس کے کا اور جمہور کا یہ مذہب کہ ابتداء فرض ہونے خمس کا تھا ساتھ اس آیت کے **وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ الْآيَةَ** یعنی جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھ چیز تو اللہ کے لے اس میں سے پانچواں حصہ ہے اور رسول ﷺ کے اخیر آیت تک اور غنیمت پانچ حصوں پر تقسیم کی جاتی تھی پس جدا کیا جاتا تھا اس کے پانچواں حصہ جو خرچ کیا جاتا تھا ان لوگوں میں جو اس آیت میں مذکور ہیں اور آئے گی بحث صحیح مستحقوں اس کے کے بعد کئی بابوں کے اور اس پانچویں حصے کا پانچواں حصہ حضرت ﷺ کے لیے تھا اور اس میں اختلاف ہے کہ حضرت ﷺ کے بعد اس خمس کے کون مستحق تھے پس شافعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ مصالح میں خرچ کیا جائے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ یہ پانچواں حصہ بھی انہیں آٹھ حصوں میں پھیرا جائے جو آیت میں مذکور ہیں اور یہی ہے قول حنفیہ کا باوجود اختلاف ان کے کے آپس میں اور بعض کہتے ہیں کہ خاص ہے ساتھ اس کے خلیفہ اور باقی چار خمس غنیمت کے غنیمت لانے والے غازیوں میں تقسیم کیے جائیں مگر سب یعنی اسباب مقتول کا کہ وہ قاتل کے لیے ہے راجح قول پر کما سیاتی۔ (فتح)

یہ باب ہے۔

بَابُ

۲۸۶۱۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک جوان اونٹنی تھی جو جنگ بدر کے دن مجھ کو غنیمت سے حصے میں آئی تھی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو ایک اونٹنی خمس سے دی تھی سو جب میں نے چاہا کہ فاطمہ حضرت ﷺ کی بیٹی کو گھر میں لاؤں اور ان کے ساتھ دخول کروں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سار سے وعدہ کیا کہ میرے ساتھ چلے تو ہم اذخرکی گھاس لائیں میں نے چاہا کہ اس کو سناروں کے ہاتھ بیچ کر اپنی شادی کھانے میں اس سے مددوں سو جس حالت میں کہ میں اپنے دونوں اونٹوں کے لیے اسباب جمع کرتا تھا پالوں اور گھاس کی

۲۸۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمْسِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتِنِي بِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعَدْتُ رَجُلًا صَوَاغًا مِنْ بَنِي قَيْنِقَاعٍ أَنْ

تھیلیوں اور رسیوں سے اور میرے دونوں اونٹ ایک انصاری مرد کے حجرے کے پاس بٹھائے ہوئے تھے سو جب میں ان کا اسباب جمع کر کے پھرا تو میں نے اچانک دیکھا کہ اونٹیوں کی کوہان کاٹی گئی ہیں اور ان کی کوکھیں چیر کر ان کے جگر لے گئے ہیں سو جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو میں اپنی آنکھوں کو نہ روک سکا یعنی بے اختیار رونے لگا تو میں نے کہا کہ یہ کام کس نے کیا ہے لوگوں نے کہا کہ حمزہ عبدالمطلب کے بیٹے نے اور وہ اس گھر میں ہے انصار کے شراب خواروں میں ہے سو میں چلا تا کہ حضرت ﷺ کو جا کر خبر دوں اور حضرت ﷺ کے پاس زید بن حارثہ تھے تو حضرت ﷺ نے میرے چہرے میں ملال پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا تو میں نے کہا کہ یا حضرت میں نے آج کے دن جیسی مصیبت کبھی نہیں دیکھی کہ حمزہ نے میرے دونوں اونٹیوں پر ظلم کیا سو ان کے کوہان کاٹی اور ان کی کوکھیں چیر ڈالیں اور خردار ہو کہ حمزہ یہ ہے اس گھر میں اس کے ساتھ شراب خوار میں تو حضرت ﷺ نے اپنی چادر منگا کر پہنی پھر چلے اور میں اور زید بن حارثہ آپ کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے جس میں حمزہ تھے تو حضرت ﷺ نے پروا لگی مانگی تو انہوں نے آپ کو پروا لگی دی تو حضرت ﷺ نے دیکھا کہ ناگہاں وہ شراب پیتے تھے تو حضرت ﷺ حمزہ کو ملامت کرنے لگے اس کام میں کہ اس نے کیا تو ناگہاں دیکھا کہ حمزہ بہت مست ہیں ان کی آنکھیں سرخ ہوئی ہیں سو حمزہ نے حضرت ﷺ کی طرف نظر کی پھر نظر اونچی کی اور آپ کے گھٹنے دیکھے پھر نظر اونچی کی سو آپ کی ناف کو دیکھا پھر نظر اونچی کی اور آپ کے منہ کو دیکھا پھر کہا نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے یعنی میں تم

يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَاتِي بِإِذْخِرٍ أَرَدْتُ أَنْ أَيْمَهُ  
الصَّوْأَعِينَ وَأَسْتَعِينُ بِهِ فِي وَلِيْمَةِ عُرْسِي  
فَبِينَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفِي مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ  
وَالْفَرَآئِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مَنَاخَتَانِ  
إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ  
رَجَعْتُ حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا  
شَارِفَايَ قَدْ اجْتَبَّ أَسْمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ  
خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمَّ  
أَمْلِكُ عَيْنِي حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ  
مِنْهُمَا فَقُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا فَقَالُوا فَعَلَ  
حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِي هَذَا  
الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانطَلَقْتُ  
حَتَّى أَدْخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِ الَّذِي  
لَقِيتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا  
لَكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ  
قَطُّ عَدَا حَمْزَةُ عَلَيَّ نَاقَتِي فَأَجَبْتُ  
أَسْمَتُهُمَا وَبُقِرَ خَوَاصِرُهُمَا وَهَذَا فِي  
بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى ثُمَّ انطَلَقَ يَمْشِي  
وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ  
الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَدْخَلُونَا  
لَهُمْ فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا

سے قریب تر ہوں ساتھ عبدالمطلب کے تو حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ حمزہ بہت مست ہیں تو حضرت ﷺ لڑکیوں پر پیچھے بٹے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے یعنی اس خوف سے کہ مبادا حمزہ کا عیب زیادہ ہو پس منتقل ہو قول سے طرف فعل کے۔

فَعَلَ فَإِذَا حَمَزَةٌ قَدْ لَمِلَ مُحَمَّرَةٌ عَيْنَاهُ  
فَنظَرَ حَمَزَةً إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنظَرَ إِلَى  
رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ صَعَدَ النَّظَرَ فَنظَرَ إِلَى سُرَّتَيْهِ ثُمَّ  
صَعَدَ النَّظَرَ فَنظَرَ إِلَى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمَزَةٌ  
هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عِبِيدٌ لِأَبِي فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَدْ لَمِلَ فَتَكْصَمُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
عَقَبِيهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اور یہ واقع شراب کی حرام ہونے سے پہلے تھا اور اس لیے نہ مواخذہ کیا حضرت ﷺ نے حمزہ کو ساتھ قول اس کے کے اور اس زیادتی میں رد ہے اس شخص پر جو حجت پکڑتا ہے ساتھ اس قصے کی اس پر کہ نشے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی پس جب معلوم ہوا کہ یہ واقع شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا تو ہوگا ترک مواخذہ کا واسطے ہونے اس کے کیے کہ نہ داخل کیا اس نے اپنے نفس پر ضرر کو اور جو کہتا ہے کہ نشے والے کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ وہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے کہ داخل کیا ہے اس نے اپنے نفس پر ضرر نشے کو اور وہ اس پر حرام ہے پس عقاب کیا گیا ساتھ جاری کرنے طلاق کے پس نہ اس حدیث میں حجت واسطے اثبات اس کے کے اور نہ واسطے نفی اس کی کے ابو داؤد نے کہا میں نے احمد بن صالح سے سنا کہ کہتا تھا کہ اس حدیث میں جو میں سنیں ہیں میں کہتا ہوں اور اس حدیث میں ہے کہ غنیمت لانے والے کو غنیمت سے دو طرح کا حصہ دیا جائے چار خسوں سے ساتھ حق غنیمت کے اور خس سے جبکہ ہو ان لوگوں سے کہ ان کے لیے اس میں حق ہو اور یہ کہ جائز ہے مالک کے لیے اونٹ کے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے بیچ بوجھ اٹھانے کے اوپر اس کے اور یہ کہ جائز ہے بٹھانا اونٹ کا اوپر دروازے غیر کے جبکہ اس کی رضامندی معلوم ہو اور وہ اس کے ساتھ ضرر نہ پائے اور یہ کہ جو روٹا غم سے پیدا ہو وہ مذموم نہیں۔ اور کہ آدمی کبھی پانی آنسو روک نہیں سکتا جبکہ اس پر غصہ غالب ہو اور یہ کہ فرمایا کرنی مظلوم کی ظالم پر اور خبر دینے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ اس پر ظلم ہوا خارج ہے غیبت اور چغلی سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا جگر کا اگرچہ خون ہے اور یہ کہ نشہ ابتدائے اسلام میں مباح تھا اور یہ رد ہے اس شخص پر کہ جو کہتا ہے کہ نشہ کبھی مباح نہیں ہوا اور ممکن ہے حمل کرنا اس کا اوپر اس نشے کے جس کے ساتھ بالکل تمیز نہ رہے اور اس میں مشروع ہونا ولیمہ شادی کا ہے اور مشروع ہونا زرگری کا اور کسب کرنا اس کے اور جواز جمع کرنا اذخرو وغیرہ کا مباحات سے اور کسب کرنا ساتھ اس

کے اور اس میں مد لینا ہے ہر کسب میں ساتھ عارف اس کے کے اور یہ کہ جائز ہے امام کو یہ کہ جائے طرف گھر اس شخص کے کہ پہنچے اس کو کہ وہ برے کام پر ہے تاکہ بدل سکے اس کو اور یہ سنت ہے دخول میں اذن لینا اور یہ کہ اذن واسطے رئیس کے شامل ہے اس کے تابعداروں کو اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اذن لیا اور زید اور علی نے اذن نہ لیا اور یہ کہ سکران کو ملامت کی جائے جبکہ علامت کو سمجھتا ہو اور یہ کہ بڑے آدمی کو اپنی چادر کار کہہ دینا جائز ہے واسطے تخفیف کے اور یہ جب وہ اپنے تابعداروں کے ملنے کا ارادہ کرے تو اپنی کامل تر شکل سے ملے کہ حضرت ﷺ نے جب حزمہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا ارادہ کیا تو اپنی چادر لی (فتح)

۲۸۶۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ کی وفات کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ یہ تقسیم کریں واسطے ان کے حصہ میراث ان کی کا حضرت ﷺ کے ترکہ سے اس قسم سے کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں اور اس کے بعد صدیق سے کلام کرنا چھوڑ دیا سو اس نے کبھی کلام نہ کیا یہاں تک کہ مر گئیں۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تمہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا مانگتی حصہ اپنا اس چیز سے کہ چھوڑی تھی حضرت ﷺ نے خیبر سے اور فدک سے اور صدقے اپنے سے جو مدینے میں تھا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر انکار کیا اور کہا کہ میں نہیں چھوڑنے والا اس چیز کو جس کے ساتھ حضرت ﷺ عمل کرتے تھے مگر یہ کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا پس تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ اگر کسی چیز کو حضرت ﷺ کے حکم سے چھوڑ دوں تو حق سے باطل کی طرف جھکوں پس لیکن صدقہ آپ ﷺ کا مدینے میں پس دفع کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی اور

۲۸۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكَنَا صَدَقَةٌ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مَهَاجِرَتَهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ قَالَتْ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرٍ وَفَدَكَ وَصَدَقَتَهُ

لیکن خیر اور فدک پس ان کو بدستور اپنے پاس رکھا اور کسی دوسرے کے سپرد نہ کیا اور کہا کہ یہ حضرت ﷺ کا صدقہ ہے کہ تھے یہ دونوں واسطے حقوق حضرت ﷺ کے کہ آپ ﷺ کو پیش آتے تھے اور واسطے حادثوں کے کہ نازل ہوتے تھے اور امر ان کا سپرد ہے طرف اس شخص کی کہ حاکم ہوا۔ راوی نے کہا کہ پس وہ اسی طرح پر ہے آج تک ابو عبد اللہ نے کہا کہ اعتراک التعلت ہے یعنی اعتراک کہ قرآن میں واقع ہوا ہے وہ باب التعلال سے مشتق ہے اور وہ مشتق ہے مجرد سے کہ عروہ ہے جس کے معنی اصبتہ ہیں یعنی پہنچا اور پانا اور اس سے باب ہے نعروہ واعتراکی کہ حدیث میں واقع ہوا ہے۔

بِالْمَدِينَةِ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ وَقَالَ لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَأَبَى أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَرْبِغَ فَأَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِينَةِ فَذَفَعَهَا عَمْرُ إِلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَأَمَّا خَيْرٌ وَفَدَكَ فَأَمْسَكَهَا عَمْرٌ وَقَالَ هُمَا صَدَقَةٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتَا لِحَقْوَقِهِ الَّتِي تَعْرُوهُ وَنَوَآئِبِهِ وَأَمْرُهُمَا إِلَيَّ مَنْ وَلِيَ الْأَمْرَ قَالَ فَهَمَّا عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْيَوْمِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ اللَّهُ اعْتَرَكَ التُّعَلَّتْ مِنْ عَرَوْتُهُ فَأَصْبَتْهُ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَائِي.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ماترک تو یہ بدل ہے قول اس کے میزائہا سے اور ایک روایت میں مِمَّا تَرَكَ ہے اور اس قصے میں رد ہے اس شخص پر جو لا یورث کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور لفظ صدقہ کہ منسوب پڑھتا ہے بنا برخواست کے اور بعض رافضیوں کا دعویٰ ہے پس دعویٰ کیا ہے اس نے کہ صواب بیچ قراءۃ حدیث کے اسی طرح ہے جس پر اہل حدیث قدیم اور نئے زمانے سے متعلق ہیں لا نُورِثُ ساتھ نون کے ہے اور صدقہ ساتھ رفع کے ہے اور یہ کلام دو جملے ہیں اور مَاتَرَ كُنْأَهُ بیچ موضع رفع کے ہے ساتھ مبتدا ہونے کے اور صدقہ اس کی خبر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو اس کے بعض طریقوں میں واقع ہوئی ہے مَاتَرَ كُنْأَهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ اور تحقیق حجت پکڑی ہے بعض محدثین نے بعض امامیہ یعنی رافضیوں پر ساتھ اس کے کہ صدیق نے حجت پکڑی ساتھ اس کلام کے اوپر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس چیز میں کہ انہوں نے صدیق سے چاہی اس چیز سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے پیچھے چھوڑی تھی زمینوں سے اور تھے دو نو زیادہ تر فصیح تھے فصحاء سے اور زیادہ تر عالم تھے ساتھ معنی الفاظ کے اور اگر ہوتا امر جیسے کہ رافضی پڑھتا ہے تو نہ ہوتے اس چیز میں کہ حجت پکڑی ساتھ اس کے صدیق نے حجت اور نہ ہوتا جواب اس کا مطابق واسطے سوال اس کے کے اور یہ بات واضح ہے واسطے مصنف کے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ نے صدیق سے مطلق کلام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بیہتی نے شععی کے طریق سے روایت کی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیمار پرسی کو گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں اس کو اجازت دوں علیؑ نے کہا ہاں تو فاطمہؑ نے اس کو اجازت دی سو ابو بکرؓ فاطمہ کے پاس گئے اور ان کو راضی کیا یہاں تک کہ راضی ہوئیں اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن سند اس کی شععی تک صحیح ہے اور ساتھ اس کے دور ہوگا اشکال بیچ جواز بدستور رہنے فاطمہؑ کے اوپر ہجرت ابو بکرؓ کے اور بعض اماموں نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ شععی ہجرت فاطمہؑ کی انقباض ملاقات ان کی سے اور اجتماع سے ساتھ ان کے اور اس قسم کی ہجرت حرام نہیں اس واسطے کہ شرط اس کی یہ ہے کہ دونوں ملیں پس ایک اس طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور گویا کہ فاطمہؑ جب غصے ہو کر صدیقؓ کے پاس پہنچیں تو بدستور ہیں بیچ اشتعال اپنے کے ساتھ غم اپنے کے پھر ساتھ بیماری اپنے کے اور لیکن سبب غصے ان کے کا ساتھ حجت پکڑنے ابو بکرؓ کے ساتھ حدیث مذکور کے پس واسطے اعتقاد کرنے ان کے کے تاویل حدیث کو اوپر خلاف اس چیز کے کہ تمسک کیا تھا ساتھ اس کے صدیقؓ نے گویا کہ اس نے اعتقاد کیا کہ لائورث کا عموم مخصوص ہے اور انہوں نے دیکھا کہ منافع اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑا ہے اس کو حضرت ﷺ نے زمین اور عقار سے انکا وارث ہونا منع نہیں اور تمسک کیا ابو بکرؓ نے ساتھ عموم کے اور دونوں مختلف ہوئے بیچ امر محتمل کے پس اس واسطے فاطمہؑ ان سے جدا ہوئیں پس اگر شععی کی حدیث ثابت ہو تو دور ہوگا اشکال اور لائق تر ہے کہ یہ امر اسی طرح ہو واسطے اس چیز کے کہ معلوم ہے کمال عقل ان کے سے اور دین ان کے سے و سیاتی فی الفرائض۔ (فتح)

**فائدہ:** لیکن خیبر پس تقسیم کیا تھا اس کو حضرت ﷺ نے یعنی بعد فتح ہونے اس کے دو حصوں پر نصف اس کا اپنی حاجتوں اور حادثوں کے واسطے رکھا تھا اور نصف اس کا مسلمانوں میں تقسیم کیا تھا اٹھارہ حصوں میں اور اپر فدک پس وہ ایک شہر ہے تین منزل مدینے سے اور اس کا بیان یوں ہے کہ وہاں کے رہنے والے یہودی لوگ تھے سو جب خیبر فتح ہوا تو اہل فدک نے حضرت ﷺ کو کہلا بھیجا کہ ہم کو امان دیجیے اور ہم شہر کو چھوڑ کر کوچ کر جاتے ہیں اور حضرت ﷺ کے واسطے خاص تھا یعنی جہاں مناسب دیکھتے تھے وہاں خرچ کرتے تھے اور اپر صدقہ آپ ﷺ کا مدینے میں پس ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ بنی نضیر کی کھجوریں خاص حضرت ﷺ کے واسطے تھیں کہ اللہ نے آپ ﷺ کو عطا کی تھیں یعنی بعد جلاوطن کرنے ان کے حضرت ﷺ کے ہاتھ آئیں تو حضرت ﷺ نے اکثر ان میں سے مہاجرین کو دیں اور باقی رہا صدقہ حضرت ﷺ جو فاطمہؑ نے اولاد کے ہاتھ میں ہے اور یہ جو صدیق اکبرؓ نے کہا کہ میں نہیں چھوڑوں گا کسی چیز کو جس کے ساتھ حضرت ﷺ عمل کرتے تھے مگر کہ میں اس کے ساتھ عمل کروں گا تو ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں بدلاؤں گا کسی چیز کو حضرت ﷺ کے صدقوں سے ان کے اس حال سے کہ اس پر حضرت ﷺ کے زمانے میں تھے اور ساتھ اس کے تمسک کیا ہے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ حصہ حضرت ﷺ کا خرچ کرے اس کو خلیفہ بعد آپ ﷺ کے اس شخص کے واسطے جس کے واسطے حضرت ﷺ

خرچ کیا کرتے تھے اور جو باقی رہے اس کو مصالح المسلمین میں خرچ کرے اور شافعی سے روایت ہے کہ خرچ کرے اس کو مصالح میں اور مالک اور ثوری نے کہا کہ اجتہاد کریں اس میں امام احمد نے کہا کہ خرچ کرے گھوڑوں اور ہتھیاروں میں اور ابن جریر نے کہا کہ پھیرا جائے طرف چار کی اور ابن منذر نے کہا کہ تھا لائق تر لوگوں میں ساتھ اس قول کے وہ شخص کہ واجب کرے تقسیم زکوٰۃ کو درمیان سب قسموں کے پس اگر ایک قسم نہ ہو تو باقیوں پر رد جائے مراد شافعی ہیں اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رد کیا جائے ساتھ حصے ذوی القربیٰ کے طرف تینوں کی اور بعض کہتے ہیں کہ رف کیا جائے خمس خمس غنیمت سے طرف غنمیں کی اور نئے سے طرف مصالح کی اور اسپر خیبر یعنی جو اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اور فدک پس پاس رکھا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے یعنی نہ دفع کیا اس کو طرف غیر اپنے کی اور بیان کیا سبب اس کا اور تحقیق ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ صدقہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص تھا ساتھ اس چیز کے کہ تھی بنی نضیر سے اور لیکن حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر اور فدک سے پس تھا حکم اس کا طرف اس شخص کی کہ حکم ہو بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو خرچ دیا کرتے تھے پس خرچ کرتے تھے اس کو خیبر اور فدک سے اور جو باقی رہتا تھا اس کو مصالح المسلمین میں خرچ کرتے تھے اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اپنی رائے کے موافق اس میں تصرف کیا پھر فدک مروان کو جاگیر دی اس واسطے کہ انہوں نے تاویل کی کہ جو چیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی وہ ان کے بعد خلیفہ کے ساتھ خاص ہوگی پس بے پرواہ ہوئے اس سے ساتھ مالوں اپنے کے پس سلوک کیا ساتھ اس کے اپنے بعض قرائتوں سے یعنی مروان سے۔

**فائدہ:** اور یہ عادت ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ کی کہ تعبیر کرتا ہے لفظ غریب کی جو حدیث میں ہے ساتھ تفسیر لفظ غریب کے قرآن سے۔ (فتح)

۲۸۶۳۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا تھا جبکہ دن بلند ہوا کہ ناگہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اچھی میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ چل امیر المؤمنین تجھ کو بلاتے ہیں سو میں چلا یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو ناگہاں وہ بیٹھنے والے تھے چٹائی پر جو چار پائی پر ڈالی ہوئی تھی نہ تھا درمیان عمر رضی اللہ عنہ کے اور چٹائی کے کچھ بچھونا نکلیے کیے ہوئے تھے اوپر نیچے چڑے کے تو میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے

۲۸۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
الْفَرَوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ  
شِهَابٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ  
وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ  
حَدِيثِهِ ذَلِكَ فَأَنْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخَلَ عَلِيَّ  
مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ  
فَقَالَ مَالِكُ بَيْنَا أَنَا جَالِسٌ لِي أَهْلِي حِينَ  
مَعَ النَّهَارِ إِذَا رَسُولُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

مالک تیری قوم سے کئی گھر والے ہمارے پاس آئے ہیں اور تحقیق میں نے حکم کیا ہے درمیان ان کے ساتھ بخشش کے جو بہت نہیں تو اس کو لے کر ان میں تقسیم کر دے تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر میرے سوا کسی اور کو اس کا حکم کرو تو بہتر ہو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد اس کو لے لے سو جس حالت میں کہ میں بیٹھا تھا کہ ان کا دربان یرفان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ کیا تم کو حاجت ہے نبی عثمان رضی اللہ عنہ کے اور عبد الرحمن بن عوف کے اور زبیر کے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے کہ تمہارے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو ان کو یرفان نے اجازت دی سو وہ اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر یرفان تھوڑی دیر بیٹھا پھر آ کر کہا کہ کیا تم کو علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی حاجت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بھی اجازت دی تو وہ بھی اندر آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان حکم کریں اور یہ جھگڑتے ہیں اس چیز میں کہ عطا کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نصیر کے مال سے تو عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ان کے درمیان حکم کریں اور ایک دوسرے سے راحت دی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہر جاؤ میں قسم دیتا ہوں تم کو اس اللہ کی جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت ﷺ کے تو کنا سے اپنی ذات مبارک ہے تو جماعت نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ

يَا بَنِي فَقَالَ أَجِبْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ  
فَانطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى أَدْخَلَ عَلَيَّ عَمْرًا فَإِذَا  
هُوَ جَالِسٌ عَلَيَّ رِمَالِ سَرِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ  
وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ مُتَكِيٌّ عَلَيَّ وَسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ  
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ يَا مَالِ إِنَّهُ  
قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ قَوْمِكَ أَهْلُ أُبَيَاتٍ وَقَدْ  
أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضِخٍ فَأَقْبِضْهُ فَأَقْسِمُ بَيْنَهُمْ  
فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَمَرْتُ بِهِ غَيْرِي  
قَالَ أَقْبِضْهُ أَيُّهَا الْمَرْءُ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ  
عِنْدَهُ أَنَا حَاجِبُهُ يَرُفَا فَقَالَ هَلْ لَكَ لِي  
عُثْمَانُ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَ الزُّبَيْرِ  
وَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ  
فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا ثُمَّ  
جَلَسَ يَرُفَا يَسِيرًا ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ لِي عَلَيَّ  
وَ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا فَسَلَّمَا  
فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْبِضْ  
بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِيمَا آفَاءَ  
اللَّهِ عَلَيَّ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ  
مَالِ بَنِي النَّصِيرِ فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ  
وَ أَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْبِضْ بَيْنَهُمَا  
وَ أَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ قَالَ عَمْرٌ  
تَيْدَكُمُ أَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِيَدِهِ تَقُومُ  
السَّمَاءُ وَ الْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ  
مَا تَرَكَنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى



میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو دونوں نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ نے فرمایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں حقیقت اس امر کی کہ تحقیق خاص کیا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اس نے میں ساتھ اس چیز کے کہ آپ ﷺ کے سوا کسی کو نہ دی پھر یہ آیت پڑھی وَمَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمُ إِلَى قَوْلِهِ قَدِيرٌ ساری آیت یعنی جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر ان میں سے پس نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ اور لیکن غالب کرتا ہے اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے پس ہوا وہ مال خاص واسطے حضرت ﷺ کے اور قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کیا ان مالوں کو حضرت ﷺ نے سوائے تمہارے اور نہیں اکیلے ہوئے ساتھ ان کے یعنی اگرچہ یہ مال حضرت ﷺ کے ساتھ خاص تھا مگر لیکن حاجت کے موافق اپنے قرابتیوں وغیرہ سے اس کے ساتھ سلوک کرتے تھے تحقیق دیا تم کو وہ مال حضرت ﷺ نے اور تقسیم کیا اس کو درمیان تمہارے یہاں تک کہ باقی رہا اس میں سے یہ مال پس تھے حضرت ﷺ خرچ کرتے اپنے گھر والوں پر خرچ برس روز کا اس مال میں سے پھر باقی کو لیتے پس گردانے اس کو بیچ جگہ گردانے مال اللہ کے یعنی خرچ کرتے اس کو مصالح مسلمین میں اور دیتے تھے جس کو چاہتے تھے محتاجوں اور مساکین سے پھر عمل کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی زندگی میں قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کہ کیا تم یہ جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کہ کیا تم دونوں اس کو جانتے ہو تو انہوں نے کہا ہاں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اللہ نے

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَسْأَلُكُمْ مَا اللَّهُ أَعْتَلَمَانِ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَا قَدْ قَالَ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي أَخْبَرْتُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿ وَمَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمُ إِلَى قَوْلِهِ قَدِيرٌ ﴾ فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ مَا اخْتَارَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ قَدْ أَعْطَاكُمْوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلِ مَا لِلَّهِ فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ حَيَاتَهُ أَسْأَلُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ أَسْأَلُكُمْ مَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَ عُمَرُ ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَبَّصَهَا أَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّ فِيهَا لَصَادِقَ بَارٍ

اپنے نبی ﷺ کی روح قبض کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خلیفہ ہوں حضرت ﷺ کا تو لیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کام میں سچے تھے نیکو کار اور راہ راست پر اور تابع حق کے تھے پھر اللہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی تو میں نے کہ میں خلیفہ ہوں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سویلیا میں نے اس مال کو دو سال اپنی خلاف سے اور عمل کیا میں اس میں موافق عمل حضرت ﷺ کے اور موافق عمل ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا نیکو کار راہ راست پر تابع حق کے ہوں پھر تم دونوں میرے پاس کلام کرتے آئے اور تم دونوں کی بات ایک تھی اور کام بھی ایک تھا اے عباس تم میرے پاس آئے اس حال میں کہ تم اپنے بھتیجے کی میراث سے یعنی حضرت ﷺ سے اپنا حصہ مانگتے تھے اور آیا میرے پاس یہ یعنی علی رضی اللہ عنہ کو اپنی عورت کا حصہ مانگتا تھا اس کے باپ کی میراث سے تو میں نے تم کو کہا تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا پھر جب میرے عقل میں آیا کہ میں وہ مال تمہارے سپرد کروں تو میں نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو تو سپرد کرتا ہوں تم کو وہ مال بایں شرط کہ لازم پکڑو اپنے اوپر قول قرار اللہ کا کہ الہتہ عمل کرو تم اس میں اس طرح کہ عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے جب سے کہ میں اس کا دالی ہوا تو تم دونوں نے کہا کہ سپرد کرو ہم کو اس شرط پر تو میں نے اس شرط سے تم کو سپرد کیا پس قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ مال ان دونوں کو اس شرط سے سپرد کیا تھا تو جماعت نے کہا کہ ہاں پھر عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما پر متوجہ ہوئے سو کہا کہ قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کیا میں نے وہ مال اس شرط سے تمہارے سپرد کیا تھا دونوں نے کہا کہ ہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پس

رَأْسِدُ تَابِعٌ لِلْحَقِّ لَمْ تَوْفَى اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ  
فَكُنْتُ أَنَا وَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ فَقَبَضْتُهَا سَتَيْنِ  
مِنْ إِمَارَتِي أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَمِلَ فِيهَا  
أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌ  
رَأْسِدُ تَابِعٌ لِلْحَقِّ لَمْ جَنَّتْ مَانِي تَكَلِّمَانِي  
وَكَلِّمْتُكُمْمَا وَاحِدَةً وَأَمْرُكُمْمَا وَاحِدٌ جَنَّتِي  
يَا عَبَّاسُ تَسْأَلْنِي نَصِيْبَكَ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ  
وَجَائِنِي هَذَا يُرِيدُ عَلِيًّا يُرِيدُ نَصِيْبَ  
أَمْرَاتِهِ مِنْ أَبِيهَا فَقُلْتُ لَكُمْمَا إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا  
تَرَكَنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَأَ لِي أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْكُمْمَا  
قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمْمَا عَلَى أَنْ  
عَلَيْكُمْمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِيقَاتِهِ لَتَعْمَلَانَ فِيهَا بِمَا  
عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا  
عَمِلْتُ فِيهَا مِنْدُ وَلَيْتَهَا فَقُلْتُمَا أَدْفَعُهَا إِلَيْنَا  
فَبِذَلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمْمَا فَاَنْشُدْكُمْ بِاللَّهِ هَلْ  
دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ لَمْ  
أَقْبَلْ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَنْشُدْكُمْمَا  
بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمْمَا بِذَلِكَ قَالَ لَا نَعَمْ  
قَالَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قِضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَوَاللَّهِ  
الَّذِي يَأْذِنُ بِتَقْوَمِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا  
أَقْضِي فِيهَا قِضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ فَإِنْ عَجَزْتُمَا  
عَنْهَا فَادْفَعَا مَا إِلَيَّ فَإِنِّي أَكْفِيكُمْمَا هَا.

تم چاہتے ہو کہ میں اس کے برخلاف حکم کروں پس قسم ہے اس اللہ کی جس کی اجازت سے آسمان اور زمین کھڑے ہیں کہ میں اس میں اس کے برخلاف حکم نہ کروں گا پس اگر تم اس سے عاجز ہوئے ہو تو اس کو میرے سپرد کرو کہ میں تم کو اس سے کفایت کروں اور مشقت کھینچوں۔

**فائدہ:** اگر کوئی کہے کہ اصل قصہ صریح ہے اس میں کہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہما کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا پس اگر دونوں نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی تھی تو پھر اس مال کو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا اور اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی یا ان کی خلافت میں ان کو اس کا علم حاصل ہوا تھا تو پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سے کیوں مانگا تو جواب اس کا یہ ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ امر اس میں محمول ہے اس پر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہما کا اعتقاد یہ تھا کہ حدیث لا نُورِثُ کا عموم خاص ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پیچھے چھوڑیں اس کو حضرت ﷺ سوائے بعض کے اسی واسطے منسوب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے طرف علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جو انکا مخالف ہے وہ ظالم ہے اور ایپر جھگڑتے آنا علی اور عباس کا بعد اس کے دوسری بار نزدیک عمر کے تو وہ میراث میں نہ تھا سوائے اس کے نہیں کہ جھگڑا کیا دونوں نے بیچ والی ہونے کے صدقہ پر اور بیچ خرچ کرنے اس کے کی کہ کس طرح خرچ کیا جائے لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے میراث کے طور پر تقسیم کرنا چاہا تھا اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مصرف لینے جگہ خرچ کرنے فنی کے پس کہا مالک نے کہ فے اور خمس کا مال برابر ہے بیت المال میں داخل کئے جائیں اور دیں امام حضرت ﷺ کے قرابت والوں کو باعتبار اجتہاد اپنے کے اور فرق کیا ہے جمہور نے درمیان خمس غنیمت کے اور درمیان فے کے پس کہا خمس رکھا جائے بیچ ان لوگوں کے کہ معین کیا ہے ان کو اللہ نے اصناف مسلمین سے بیچ آیت خمس کے سورہ انفال سے نہ تجاوز کیا جائے ساتھ اس کے طرف غیران کے اور لیکن مال فے کا یعنی جو بغیر لڑائی کے کافروں سے ہاتھ آئے تو اس کا مصرف رائے امام کے سپرد ہے باعتبار مصلحت کے یعنی جگہ جس مصلحت دیکھی وہاں خرچ کرنے اور تنہا ہوا ہے شافعی جیسے ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ فے سے بھی پانچواں حصہ نکالا جائے اور اس کے چار خمس حضرت ﷺ کے لیے ہیں اور واسطے آپ کے خمس خمس کا ہے جیسا کہ غنیمت میں ہے اور چار خمس خمس کے لیے مستحق نظیر اس کے کہ ہیں غنیمت سے اور جمہور نے کہا کہ فے کا مصرف حضرت ﷺ کے سپرد ہے یعنی جس جگہ چاہیں خرچ کریں اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قول عمر رضی اللہ عنہ کہ یہ مال حضرت ﷺ کے واسطے خاص تھا اور تاویل کیا ہے شافعی نے عمر رضی اللہ عنہ کو قول مذکور کو کہ مراد ان کی چار خمس ہیں ابن بطال نے کہا مناسبت ذکر کرنے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ قصے فاطمہ کے باب فرض الخمس میں یہ ہے کہ جس چیز کو

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مانگا تھا اس کے جملے سے ایک خیبر بھی تھا اور مراد ساتھ اس کے حصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے خیبر سے اور وہ پانچواں حصہ ہے اور مغازی میں یہ حدیث آئے گی ساتھ اس لفظ کے کہ اس قسم سے کہ عطا کیا ہے اللہ نے رسول پر مدینے میں اور فدک اور خمس خیبر سے اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ واجب ہے یہ کہ حاکم کیا جائے ہر قبیلے پر چوہدری ان کے کو اس لیے کہ وہ اعرف ہے ساتھ استحقاق ہر مرد کے ان میں سے اور یہ کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پکارے مرد شریف کبیر کو ساتھ نام اس کے کے اور ساتھ ترخیم کے جہاں تنقیص مراد نہ ہو اور اس میں استعفا چاہنا مرد کا ہے ولایت اور حکومت سے اور سوال کرنا اس کا امام سے اس کو ساتھ نرمی کے اور یہ کہ جائز ہے کہنا اور دربان کا اور بیٹھنا آگے امام کے اور سفارش کرنے نزدیک اس کے بیچ جاری کرنے حکم کے اور بیان کرنا حکام کا اپنے حکم کی وجہ کو اور یہ کہ جائز ہے امام کے لیے کھڑا کرنا اس شخص کو کہ وقف کی خبر گیری کرے بطور نیابت کے اس سے اور دو کو آپس میں شریک کرنا اور لیا جاتا ہے اس سے جواز اکثر کا دو سے باعتبار مصلحت کے اور یہ جائز ہے جمع رکھنا اور ذخیرہ کرنا اناج کا برخلاف اس شخص کے جو انکار کرتا ہے اس سے مشدد زاہدوں سے اور یہ کہ یہ توکل کے منافی نہیں اور یہ جائز ہے پکڑنا اعتقاد عقار یعنی زمین وغیرہ کا اور لینا نفع اس کے کا اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے پکڑنا اس کے سوائے اور مالوں کا کہ حاصل ہو ساتھ ان کے بڑھنا اور نفع زراعت اور تجارت وغیرہ سے اور یہ کہ امام جب اس کی پاس دلیل قائم ہو تو اس کی طرف پھرے اور اس کے موافق حکم کرے اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز حکم حاکم کا ساتھ علم اپنے کی اور یہ کہ تابع دار جب امام کو گھٹا ہوا دیکھیں (یعنی منقبض الطائر اور طول دیکھیں) تو پہلے کلام نہ کریں یہاں تک کہ وہ پہلے کلام کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مالک ہوتے تھے کسی چیز کو نے سے اور نہ خمس غنیمت سے مگر بقدر حاجت اپنی کے اور حاجت اہل عیال اپنے کے اور جو اس پر زیادہ ہوتا تھا تو تھا واسطے آپ کے اس میں تصرف ساتھ قسمت کرنے کے اور بخشش کرنے کے اور لوگوں نے کہا کہ نہیں گردانا اللہ نے واسطے نبی اپنے کی مالک ہونا گردن اس چیز کا کہ غنیمت لائیں اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک کیا ہے اس کو منافع اس کے کا اور گردانا واسطے آپ کے اس سے بقدر اپنی حاجت کے اور اسی طرح جو آپ بعد خلیفہ ہوا اور کہا باقلا نی نے بیچ رد کرنے کے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مال بھی ورثہ ہوتا ہے یعنی آپ کے وارث آپ کے بعد آپ کے مال کے وارث ہوتے ہیں کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ عموم اس آیت کے۔ **يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ**۔ کہا کہ ایہر جو کوئی عموم سے انکار کرتا ہے پس نہیں استغراق ہے یعنی نہیں عموم ہے نزدیک اس کے واسطے ہر مرنے والے کے کہ وہ وارث کیا جائے اور ایہر جو اس کو ثابت کرتا ہے پس نہیں تسلیم کرتا دخول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کو بیچ اس کے اور اگر آپ کا داخل ہونا اس میں تسلیم کیا جائے تو البتہ واجب ہوگی تخصیص کرنی اس کے واسطے صحت خبر کے اور خبر واحد تخصیص کرتی ہے اگرچہ ناسخ نہیں ہوتی پس کیا حال ہے خبر کا جبکہ آئے مثل آنے

اس خبر کے اور وہ لَا نُورِثُ ہے۔ (فتح)

بَابُ أَدَاءِ الْخُمْسِ مِنَ الدِّينِ.

۲۸۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الصُّبَيْيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَدِيمٌ وَقَدْ عَبْدَ الْقَيْسَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيُّ مِنْ رَبِيعَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌّ فَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ لَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَأَيْنَا قَالَ أَمْرُكُمْ بَارِيعٌ وَأَنْهَأَكُمْ عَنْ أَرْبَعِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَعَقْدَ بِيَدِهِ وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَصِيَامَ رَمَضَانَ وَأَنْ تُوذُوا لِلَّهِ خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَأَكُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمَزَفَةِ.

ادا کرنا خمس کا دین سے ہے یعنی دین کی ایک شاخ ہے۔ ۲۸۶۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے اچھی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت بے شک ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے واقع ہیں جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں سو ہم آپ کے پاس پہنچ نہیں سکتے مگر حرام کے مہینوں میں یعنی محرم اور رجب اور ذوالقعدہ میں کہ جاہلیت کے وقت کافر بھی ان میں لڑنا حرام جانتے تھے سو ہم کو ایسا کلام بتلائے کہ ہم اس پر عمل کریں اور اپنے پھپھلوں کو اس کی طرف بلائیں فرمایا کہ میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے پہلا حکم اللہ پر ایمان لانا ہے یعنی اس طرح گواہی دینا کہ کوئی لائق بندگی کے نہیں سوائے اللہ کے اور اپنے ہاتھ سے گرہ کی یعنی واسطے شمار ان چیزوں کے اور دوسرا حکم نماز کا قائم کرنا اور تیسرا حکم زکوٰۃ کا دینا اور چوتھا رمضان کے کا روزہ رکھنا اور یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لیے ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو کے برتن سے اور کھجور کی لکڑی سے کھدے برتن سے اور سبز مٹکے سے یعنی مرتبان وغیرہ سے اور روٹنی برتن سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور اس جگہ بخاری نے یہ باب باندھا ہے اداء الخمس

من الایمان۔ اور یہ اس کے قاعدے پر ہے کہ اسلام اور ایمان اور دین کے ایک معنی ہیں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں خرچ حضرت ﷺ کی بیبیوں کے

بعد وفات آپ کی کے۔

بَابُ نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ.

۲۸۶۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث ہونے کے دینار کے برابر

۲۸۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا

مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میرے پیسوں کے خرچ کے اور میرے کارندی کی محنت کے تو وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے۔

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَسَمُّ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكَتْ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَنُونَةٍ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

فائدہ: جو اس حدیث کی شرح کے متعلق ہے وہ ایک باب سے پہلے گزر چکا ہے اور کچھ اس کی شرح فرائض میں آئے گی اور کارندی میں اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے خلیفہ ہے جو آپ کے بعد ہو اور یہی معتمد ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے کارندہ ہے کھوروں پر اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خادم آپ کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عامل صدقہ پر اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اجرت قسام کے۔ (فتح)

۲۸۶۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ میرے گھر میں کچھ چیز نہ تھی جس کو جاندار کھائے یعنی انسان ہو یا حیوان مگر کچھ جو کہ میرے طاق میں تھے تو میں نے ان کو کھانا شروع کیا یہاں تک کہ مجھ پر مدت دراز ہوئی پھر میں نے ان کو مانپا تو تمام ہوئے اور کچھ باقی نہ رہا۔

۲۸۶۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَيْدٍ إِلَّا شَطَرُ شَعِيرٍ فِي رِقَبِ لِي فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ فَكَلَنَهُ لَفَفَنِي.

فائدہ: اور جو داخل ہونے اس حدیث کی ترجمہ میں یہ ہے کہ اگر عائشہ حضرت ﷺ کے بعد خرچ کے مستحق نہ ہوتیں تو ان سے جو لیے جاتے۔ (فتح الباری)

۲۸۶۷۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر اپنے ہتھیار اور اپنی سفید نچر اور زمین کہ چھوڑا اس کو صدقہ۔

۲۸۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَعْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةٌ.

فائدہ: اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔

باب ہے بیان میں ان حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں بیچ گھروں حضرت ﷺ کے پیسوں کے اور جو گھر کہ نسبت کے گئے ہیں طرف ہر ایک کی ان میں سے۔ یعنی اور اللہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيِّنَاتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا نِسْبَ مِنَ الْبَيِّنَاتِ إِلَيْهِنَّ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَقَرْنَ

نے فرمایا: حضرت ﷺ کی بیبیوں کو کہ قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں حضرت ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو۔

فائدہ: ابن مزیر نے کہا غرض اس کی ساتھ اس باب کے یہ ہے کہ بیان کرے کہ یہ نسبت ثابت کرتی ہے اس کو کہ وہ ہمیشہ اپنے گھروں کے مستحق ہیں جب تک کہ زندہ رہیں اس لیے کہ نفع ان کا اور ان کو رہنے کی لیے جگہ دینی حضرت ﷺ کے خصائص سے ہے اور راز اس میں بند کرنا ان کا ہے اور حضرت ﷺ کے یعنی تاکہ اور کسی سے نکاح نہ کریں۔ (نخ)

۲۸۶۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو بیماری شدت ہوئی تو اپنی بیبیوں سے اجازت چاہیے یہ کہ بیمار پرسی کی جائے میرے گھر میں تو بیبیوں نے آپ کو اجازت دی۔

۲۸۶۸۔ حَدَّثَنَا جَبَّانُ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدٌ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْتَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا تَقَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَ لَهُ.

۲۸۶۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وفات کیے گئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں اور میری گود میں اور جمع کیا اللہ نے میری اور آپ کی تھوک کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے عبدالرحمن مسواک کے ساتھ داخل ہوئے تو حضرت ﷺ اس کو چنانہ کے سو میں نے اس کو اپنے منہ میں چبایا پھر میں نے اس سے حضرت ﷺ کے دانتوں کو ملا۔

۲۸۶۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَوَفَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَفِي نَوْبَتِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بِسِوَاكِ فَضَعَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَأَخَذَتْهُ فَمَضَعَتْهُ لَمْ سَنَنْتُهُ بِهِ.

۲۸۷۰۔ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بی بی سے روایت ہے کہ

فائدہ: ان دونوں کی شرح مغازی میں آئے گی۔  
۲۸۷۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي





مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ.

فائدہ: اس کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۲- عاتشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور حالانکہ سورج کی روشنی میرے حجرے سے نہ نکلتی یعنی پہلے اس سے کہ سورج کی روشنی دیواروں پر چڑھے۔

۲۸۷۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا.

۲۸۷۳- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے پس عاتشہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا سو تین بار فرمایا کہ اس جگہ یعنی مشرق کی طرف سے فتنہ پیدا ہوگا جس جگہ شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

فائدہ: اس کی شرح مواہبت میں گزر چکی ہے۔

۲۸۷۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

فائدہ: اس کی شرح فتنے میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ عاتشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

۲۸۷۴- عاتشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اس کے پاس تھے اور تحقیق عاتشہ نے ایک آدمی کی آواز سنی کہ ہفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت چاہتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو فلانا گمان کرتا ہوں کہ ہفصہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی چچا ہے یعنی دودھ کے ناتے کا پھر فرمایا کہ حرام ہوتی ہے دودھ پینے سے وہ چیز کہ حرام ہوتی ہے جنے سے یعنی جو نسب سے حرام ہوتی ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہوتی ہے۔

۲۸۷۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَةَ ابْنَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاهُ فَلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرِّضَاعَةِ الرِّضَاعَةُ تُحْرِمُ مَا تُحْرِمُ الْوِلَادَةَ.

**فائدہ:** طبری نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے مالک کر دیا ہوا تھا ہر بی بی کو اس گھر کا جس میں وہ رہتی تھی تو آپ کے بعد وہ اس تملیک کے سبب سے اس میں رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے انہیں کہ نہ جھگڑا کیا گیا ان میں ان کے گھروں میں اس لیے کہ وہ ان کے خرچ کے جملے سے تھے جن کو حضرت ﷺ نے ان کے لیے مستثنیٰ کیا تھا اس قسم سے کہ آپ کی زندگی میں آپ کی ہاتھ میں تھا جس جگہ کہ کہا کہ میں نے اپنی عورتوں کے خرچ کے بعد کچھ نہیں چھوڑا اور یہ وجہ راجح تر ہے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ان کے بعد ان کے وارث ان کے گھروں کے وارث نہیں ہوتے اور اگر گھر ان کے مالک ہوتے تو ان کے وارثوں کی طرف پھر جاتے اور بیچ ترک کرنے وارثوں ان کے کے حق اپنے کو ان سے دلالت ہے اوپر اس کے اسی لیے ملائے گئے گھر ان کے مسجد نبوی میں بعد مرنے ان کے کے واسطے عموم نفع ان کے کے واسطے مسلمانوں کو جیسا کہ کیا گیا بیچ اس چیز کے کہ خرچ کی جاتی ہے واسطے ان کے نفقوں سے۔ (بخاری)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی گئی ہے حضرت ﷺ کی زرہ سے اور آپ کے عصا سے اور آپ کی تلوار سے اور آپ کے پیالے سے اور آپ کے انگلیوں سے اور بیان ہے اس چیز کا کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے اس سے بعد آپ کے اس چیز سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی اور وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے آپ کے بالوں سے اور آپ کی جوتی سے اور آپ کے برتنوں سے اس قسم سے کہ شریک ہوئے اس میں آپ کی اصحاب اور غیر ان کے بعد وفات آپ کی کے درود ہو اللہ کا ان پر اور سلام۔

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدْحِهِ وَخَاتَمِهِ وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ وَمِنْ شَعْرِهِ وَنَعْلِهِ وَأَنْبِتِهِ مِمَّا يَتَبَرَّكُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدُ وَفَاتِهِ.

**فائدہ:** غرض اس بات سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ حضرت ﷺ کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوا۔ اور نہ بیچا گیا موجود آپ کا بلکہ چھوڑا گیا بیچ ہاتھ اس شخص کے کہ ہاتھ اس کی طرف پھر واسطے برکت حاصل کرنے کے ساتھ اس کی اور اگر میراث ہوتی تو البتہ بیچی جاتی اور قسمت کی جاتی اور اسی لیے اس کے بعد کیا اس قسم سے کہ نہیں ذکر کی گئی قسمت اس کی پھر ذکر کیں بخاری نے حدیثیں کہ نہیں ان میں باب کی چیزوں سے مگر خاتم اور جوتی اور تلوار اور ذکر کی ان میں چادر اور ازار اور نہیں تصریح کی ساتھ ان کے ترجمہ میں پس جو چیز کہ ترجمہ میں مذکور ہے اور اس کی حدیث باب میں مذکور نہیں۔ زرہ ہے اور شامد اس نے چاہا کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لکھی کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ گروی تھی لیکن اتفاق نہ ہوا اور اسی طرح عصا کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہو

گا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اس میں ذکر کرے کہ حضرت ﷺ لاٹھی سے رکن کو یعنی حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور حج میں گزر چکی ہے اور اسی طرح بالوں کا بھی حدیثوں میں ذکر نہیں اور شاید اس نے چاہا ہوگا کہ اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرے کہ ہمارے پاس حضرت ﷺ کے بال تھے جو ہم کو انس رضی اللہ عنہ کی طرف سے پہنچے تھے اور یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور ذکر آئینہ کا بعد قد کے عطف عام کا ہے خاص پر اور نہیں مذکور ہے باب میں برتنوں سے سوائے پیالے کے اور اس میں کفایت ہے اس لیے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر ماعد اس کے کے۔ (فتح)

۲۸۷۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس کو بحرین کی طرف بھیجا اور اس کے لیے یہ حکم نامہ لکھا یعنی حکمانامہ صدقہ کا اور مہر کی اس پر ساتھ انگوٹھی حضرت ﷺ کے اور انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا محمد ایک سطر تھی اور رسول دوسری سطر تھی اور اللہ تیسری سطر تھی۔

۲۸۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثَمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولٌ سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ.

فائدہ: اور فرض اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مہر کی حکمانامہ پر ساتھ مہر حضرت ﷺ کے پس تحقیق وہ مطابق ہے واسطے قول اس کے کے ترجمہ میں کہ جو چیز کہ استعمال کی ہے خلیفوں نے بعد آپ کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تھے وہ بیچ ہاتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پھر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ (فتح)

۲۸۷۶۔ عیسیٰ بن طہمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف دو جوتے نکالے جن پر بال نہ تھے اور ان کے لیے دو تے تھے یعنی ایک تمہ تو ہوتا تھا درمیان انگوٹھے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور ایک تمہ ہوتا تھا درمیان بیچ انگلی کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور کہا کہ وہ دونوں حضرت ﷺ کے جوتے ہیں۔

۲۸۷۶۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قَبَالَانِ فَحَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَائِيُّ بَعْدَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس کی شرح لباس میں آئے گی۔

۲۸۷۷۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکالی عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف ہماری ایک چادر پیوند کی ہوئی اور کہا کہ اس چادر میں حضرت ﷺ کی روح قبض ہوئی اور ایک روایت میں اتنا



اس پر اس کی دامادی میں فرمایا کہ اس نے مجھ سے بات کی سو سچ کہا اور مجھ سے وعدہ کیا تو وعدہ پورا کیا اور تحقیق میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کر دوں اور حرام کو حلال بتلا دوں لیکن قسم ہے اللہ کی کہ پیغمبر کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی۔

النَّاسُ فِي ذَلِكَ عَلَى مَنَبْرِهِ هَذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُّحْتَلِمٌ فَقَالَ إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تَفْتَنَ فِي دِينِهَا ثُمَّ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَتَتْهُ عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ قَالَ حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي وَإِنِّي لَسْتُ أَحْرَمَ حَلَالًا وَلَا أَحِلُّ حَرَامًا وَلَكِنَّ وَاللَّهِ لَا تَجْمَعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ أَبَدًا.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نکاح میں آئے گی اور غرض اس سے وہ چیز ہے جو دائر ہے درمیان مسور اور زین العابدین کے سچ امر تلوار حضرت عائشہ کے اور مراد مسور کی یہ تھی کہ حضرت عائشہ کی تلوار کو محفوظ رکھے تاکہ نہ لے اس کو وہ شخص جو اس کی قدر نہ جانتا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ تلوار مذکور کے ذوالفقار تھی جس کو بدر کے دن غنیمت سے لیا تھا اور احد کے دن اس کے حق میں خواب دیکھا اور کرمانی نے کہا کہ وہ مناسبت ذکر کرنے مسور کی واسطے واسطے تھے مگنے بیٹی ابو جہل کے نزدیک طلب کرنے اس کے کی تلوار کو اس جہت سے ہے کہ جیسے حضرت عائشہ فاطمہ کی خوشحالی کو دوست رکھتے تھے اسی طرح میں یہی تیری خوشحالی کو دوست رکھتا ہوں اس لیے کہ تو ان کا پوتا ہے سو مجھ کو تلوار دے تاکہ میں اس کو تیرے لیے نگاہ رکھوں۔ (فتح)

۲۸۸۰۔ محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر ہوتے علی رضی اللہ عنہما ذکر کرنے والے عثمان کو ساتھ بدی کے تو ذکر کرتے ان کو اس دن جس دن لوگ ان کے پاس آئے اور عثمان کے عالموں کی شکایت کی تو علی رضی اللہ عنہما نے مجھ کو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہما کے پاس جا اور ان کو خبر دے کہ یہ حکمنامہ حضرت عائشہ کے صدقے کے بیان میں ہے سو حکم کو اپنے عالموں کو کہ اس پر عمل کریں تو میں وہ حکم نامہ ان کے پاس لایا تو عثمان رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے پرواہ کر ہم کو اس سے یعنی اس لیے کہ عثمان ان احکام کو جانتے نہیں پھر میں اس کو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس لایا اور ان کو خبر دی تو علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رکھ اس کو جس جگہ سے تو نے ان کو لیا تھا اور نیز ابن

۲۸۸۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْفَةَ عَنْ مُنْذِرٍ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ لَوْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَاكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَكَرَهُ يَوْمَ جَاءَتْهُ نَاسٌ فَشَكَّوْا سَعَاةَ عُثْمَانَ فَقَالَ لِي عَلِيٌّ اذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّهَا صَدَقَةٌ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ سَعَاتِكَ يَعْمَلُونَ فِيهَا فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَقَالَ أَغْيَبْنَا عَنْهَا فَأَتَيْتُ بِهَا عَلِيًّا فَأَخْبَرْتَهُ فَقَالَ ضَعْفًا حَيْثُ أَخَذْتَهَا. قَالَ الْحُمَيْدِيُّ

حنفیہ سے روایت ہی کہ مجھ کو میرے باپ یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھیجا کہ اس حکمنامے کو عثمان کے پاس لے جا پس تحقیق اس میں لکھا ہوا ہے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کے بیان میں مصارف زکوٰۃ اور صدقات کے۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا الْفُورِيَّ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ أُرْسَلَنِي أَبِي خَدَّ هَذَا الْكِتَابَ فَاذْهَبْ بِهِ إِلَى عُثْمَانَ فَإِنَّ فِيهِ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّدَقَةِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ منذر نے کہا کہ میں ابن حنفیہ کے پاس تھا تو بعضوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ چپ رہ سو ہم نے اس سے کہا کہ کیا تیرا باپ یعنی علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا کرتے تھے تو اس نے کہا کہ علی نے عثمان کو برا نہیں کہا اور اگر اس کو برا کہتے تو اس دن کہتے جس دن میں ان کے پاس حکمنامہ لے گیا تھا پھر ذکر کی ساری حدیث اور مستفاد ہوتا ہے اس حدیث سے خرچ کرنا نصیحت کا واسطے امیروں کے اور کھولنا احوال شخص کے کا کہ واقع ہوا اس سے فساد اتباع ان کے کے اور واسطے امام کے اس کا دریافت کرنا ہے اور احتمال ہے کہ نہ ثابت ہوئے ہوزدیک عثمان کے وہ چیز کہ طعن کیا گیا ہے اس کے عالموں پر ساتھ اس کے یا ثابت ہو لیکن تدبیر تقاضا کرتی تھی تاخیر انکار کو یا جس چیز پر انکار ہوا تھا وہ مستحبوں سے تھے نہ واجبوں سے اور اسی لیے معذور کیا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے اور ذکر کیا ان کو ساتھ بدی کے۔

باب ہے اس بیان میں کہ خمس یعنی پانچواں حصہ غنیمت کا واسطے حاجات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے یعنی واسطے ضیافت مہمانوں کے اور ہتھیار اور سواری مجاہدوں کے اور سوائے اس کے یعنی اور مقدم کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل صفہ کو اور بیوہ عورتوں کو جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سوال کیا اور آپ کے پاس چکی پینے کی تکلیف کی شکایت کی یہ کہ ان کو قیدیوں سے لونڈی خدمتگار دیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو اللہ کی طرف سپرد کیا۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَيَّ أَنَّ الْخُمْسَ لِوَأَتَبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَسَاكِينَ وَإِيَّاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الصَّفَةِ وَالْأَزَامِلَ حِينَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنُ وَالرَّحِي أَنْ يُخَدِمَهَا مِنَ السَّبِي فَوَكَّلَهَا إِلَى اللَّهِ.

۲۸۸۱۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو چکی پینے کی مشقت سے شکایت تھی سوان کو خبر معلوم ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی غلام قیدی آئے ہیں تو وہ خدمت گار مانگنے کو آئیں تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہ

۲۸۸۱۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا عَلِيُّ أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اشْتَكَتْ مَا تَلْفَى مِنَ الرَّحِي مِمَّا

ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیغام کہہ کہ آئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام آپ کو پہنچایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور حالانکہ ہم اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اٹھنے کا ارادہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں اپنی جگہ میں لیٹے رہو یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے قدموں کی سردی پائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے درمیان بیٹھے سو فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتاؤں جو تمہارے لیے خدمت گار سے بہتر ہے جو تم نے مانگا جب تم اپنے بستر پر لیٹنا کرو تو چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار سبحان اللہ کہا کرو پس تحقیق یہ تمہارے لیے بہتر ہے خدمت گار سے جو تم نے مانگا۔

تَطْحَنُ فَبَلَّغَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبِي فَأَتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَأَتَانَا وَقَدْ دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ عَلِيٌّ مَكَانِكُمْمَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَيَّ صَدْرِي فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْمَا عَلَيَّ خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبَّرَا اللَّهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبَّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَاهُ.

فائدہ: نہیں ہے اس حدیث میں ذکر اہل صفہ کا اور نہ رائیوں کا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے موافق عادت اپنی کے اور وہ حدیث وہ ہے جس کو احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے طول کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس میں یہ لفظ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیتا میں تم کو اور چھوڑوں اہل صفہ کو کہ ان کے پیٹ بھوک سے بچ کھاتے ہیں میں نہیں پاتا جو ان پر خرچ کروں لیکن قیدیوں کو بیچ کر ان کا مول ان پر خرچ کرتا ہوں اور ایک روایت میں پہلے گزر چکا ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کو یہ کہ بھیجیں غلام کو طرف بعض گھر والوں کی کہ ان کو حاجت ہے اور اسمعیل قاضی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ خرچ کرے غم سے جس جگہ مناسب دیکھے اس واسطے کہ چارٹمس کے مستحق غنیمت لانے والے ہیں یعنی غازی اور جو امام کے ساتھ خاص ہے وہ پانچواں حصہ ہے اور تحقیق منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے بیٹی کو اور حالانکہ وہ سب قرابتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھیں اور خرچ کیا ان کو طرف غیر ان کے کی اور کہا ہے مانند اس کی طبری نے اگر حصہ قرابت والوں کا فرض ہوتا تو اپنی بیٹی کو خدمت گار دیتے اور نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ چھوڑیں اس چیز کو کہ اختیار کی ہے اللہ نے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور احسان رکھیں ساتھ اس کے قرابت والوں پر اور اسی طرح کہا ہے طحاوی نے میں کہتا ہوں کہ بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس حدیث کے نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ نے سے ہو اور لیکن خمس الخمس غنیمت سے پس تحقیق روایت کی سے ابو داؤد نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا کہ یا محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت ﷺ اگر آپ مناسب دیکھیں کہ متولی کریں مجھ کو ہمارے حق پر خمس سے تو بہتر ہے پس احتمال ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا قصہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے واقع ہوا ہو اور یہ بعید ہے اس واسطے کہ آیت ﴿فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ جنگ بدر میں نازل ہوئی اور پہلے گزر چکا ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے پہلے غنیمت سے خمس نکالا جو پہلے مشرکین سے لوٹ لائے تھے پس احتمال ہے کہ حصہ خمس الخمس کا اور وہ حق قرابتیوں کا تھا نے مذکور سے نہ پہنچا تھا قدر خدمتگار کو جن کو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مانگا پس اس کا حق اس سے نہایت کم تھا اگر ان کو خدمتگار دیتے تو لازم آتا تصور بیچ حصے باقی حقداروں کے جو مذکور ہوئے ہیں اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام مقدم کرے بعض مستحق خمس کے کو اوپر بعض کے اور زیادہ تر مستحق کو پھر جو اس سے کم ہو اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے رغبت دلانا آدمی کا اپنے گھر والوں کو جس پر اپنی جان کو اٹھائے قلیل ہونے اور زہد سے دنیا میں اور قناعت کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ تیار کیا ہے اس کو اللہ نے واسطے اپنے دوستوں کے جو صبر کرنے والے ہیں آخرت میں میں کہتا ہوں کہ یہ سب مٹی ہے اس پر جس کو ظاہر ترجمہ چاہتا ہے اور لیکن ساتھ اس احتمال کے جس کو میں نے اخیر ذکر کیا ہے تو نہیں ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے ذکر ایثار سے عدم وقوع استدراک کا خیر میں پس بیچ ترک کرنے قسمت کے اور دینے کے ایک کو مستحقین سے سوائے دوسرے کے ایثار اخذ کا ہے ممنوع پر یعنی جس کو حصہ نہیں ملا پس نہیں لازم آتی اس سے نفی استحقاق کی۔ (فتح) یہ مسئلہ مفصل طور سے آئندہ آئے گا۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پس تحقیق ثابت ہے واسطے اللہ کے پانچواں حصہ اس کا اور واسطے رسول کے یعنی مراد اللہ کی یہ ہے کہ واسطے رسول کے ہے قسمت اس خمس کی جو اللہ کے واسطے ہے یعنی حضرت ﷺ اس خمس کے مالک نہیں بلکہ نسبت اس کی طرف رسول کی اس اعتبار سے ہے کہ اس کی قسمت آپ ﷺ کی سپرد ہے۔ یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو صرف قاسم یعنی بانٹنے والا ہوں اور خازن ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾ يَعْنِي لِلرَّسُولِ قَسَمَ ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ وَاللَّهُ يَعْطِي.

فائدہ: یہ اختیار کرنا امام بخاری رضی اللہ عنہ کا واسطے بعض اقوال کے جو اس کی تفسیر میں وارد ہوئے ہیں اور اکثر اس پر ہیں کہ لام للرسول میں واسطے ملک کے ہے اور یہ کہ واسطے رسول کے خمس الخمس ہے غنیمت سے برابر ہے کہ جنگ میں حاضر ہوں یا نہ ہوں اور کیا حضرت ﷺ خمس کے مالک ہوئے تھے یا نہیں یہ دو وجہیں ہیں واسطے شافعیہ کے اور مالک ہوا ہے طرف ثانی کی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یعنی مالک نہیں ہوئے اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے اور قاضی اسماعیل



نے کہا کہ نہیں حجت واسطے اس شخص کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت ﷺ خمس یعنی پانچویں حصے کے مالک ہوتے ہیں ساتھ اس آیت کے فَانَّ لِلّٰهِ حُمُسَهُ وَ لِلرَّسُوْلِ اِس واسطے کہ اللہ نے فرمایا کہ سوال کرتے ہیں تجھ کو مال غنیمت سے تو کہہ کہ غنیمت واسطے اللہ کے ہے اور رسول کے اور اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ خمس کے فرض ہونے سے پہلے غازیوں کو غنیمت دیا کرتے تھے موافق اپنے اجتہاد اور رائے کے پس جب خمس فرض ہوا تو ظاہر ہوا کہ چار خمس غنیمت کے غازیوں کے واسطے ہیں نہیں شریک ہوتا ان کو کوئی بیچ ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت خمس کی حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہوئی تو واسطے اشارت کرنے کے طرف اس کی کہ نہیں واسطے غنمین کے اس میں حق بلکہ وہ اس کی رائے کے سپرد ہے اور اسی طرح جو آپ ﷺ کے بعد امام ہوا اور اجماع ہے اس پر کہ لام اللہ میں واسطے تبرک کے ہے۔

۲۸۸۲۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے سو انصاری نے کہا کہ میں اس کو اشا کہ حضرت ﷺ کے پاس لایا اور سلیمان کی حدیث میں ہے کہ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے چاہا کہ اس کا نام محمد رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ میں قاسم ٹھہرایا گیا ہوں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور حصین راوی نے کہا کہ میں بھیجا گیا ہوں قاسم تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں اور ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس نے چاہا کہ اس کا نام قاسم رکھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

۲۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ وَقَتَادَةَ سَمِعُوا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ وَلِدٌ لِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا قَالَ شُعْبَةُ فِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ إِنَّ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ حَمَلْتُهُ عَلَىٰ عُنُقِي فَاتَّيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ وَلِدٌ لَهُ غُلَامٌ فَأَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا. قَالَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي إِنَّمَا جَعَلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. وَقَالَ حُصَيْنٌ بَعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَهُ الْقَاسِمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي.

فائدہ: بیان کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اختلاف کو شعبہ پر تو انصاری نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا تھا یا قاسم اور اشارہ

کیا طرف راجح ہونے اس بات کے کہ اس نے اس کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا ساتھ روایت سفیان ثوری کے امش سے اور اس کی بحث کتاب الادب میں آئے گی۔

۲۸۸۳۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک انصاری مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھنا چاہا تو انصار نے کہا کہ نہیں کنیت رکھتے ہم تیری ابو القاسم اور نہیں ٹھنڈا کرتے ہم آنکھ تیری کو ساتھ اس کے تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اس کا نام رکھا تو انصار نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابو القاسم نہیں رکھتے اور تیری آنکھ کو اس کے ساتھ ٹھنڈا نہیں کرتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار نے بہت اچھا کہا نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں تو بانٹنے والا ہوں۔

۲۸۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِّنَا غُلَامٌ فَسَمَاهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نَعْمُكَ عَيْنًا فَاتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتْ الْأَنْصَارُ لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نَعْمُكَ عَيْنًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنْتِ الْأَنْصَارُ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكُونُوا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ.

۲۸۸۴۔ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ اللہ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے اور اللہ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں اور ہمیشہ یہ امت غالب رہیں گے اپنے مخالفوں پر یہاں تک کہ قیامت آئے گی اور حالانکہ وہ غالب ہوں گے۔

۲۸۸۴۔ حَدَّثَنَا جِبَانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مَعَاوِيَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ وَاللَّهِ الْمَعْطَى وَأَنَا الْقَاسِمُ وَلَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ ظَاهِرِينَ عَلَيَّ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ اللہ دیتا ہے اور میں بانٹتا ہوں اور یہ مطابق ہے حدیثوں باب کے۔

۲۸۸۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو نہیں دیتا اور تم سے نہیں روکتا میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں رکھتا ہوں جہاں مجھ کو حکم ہوتا ہے یعنی نہ

۲۸۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هَلَالٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

میں کسی کو دیتا ہوں اور نہ میں کسی سے روکتا ہوں مگر ساتھ حکم اللہ کے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أُعْطِيكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ.

۲۸۸۶۔ خولہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے کہ بیشک جو لوگ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں یعنی ناحق لوٹتے کھاتے ہیں تو ان کے لیے قیامت میں آگ ہے۔

۲۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي عِيَّاشٍ وَاسْمُهُ نَعْمَانُ عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمْ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ناحق تو یہ عام تر ہے اس سے کہ ہوساتھ قسمت کے اور ساتھ غیر اس کے اور ساتھ اس وجہ سے کہ مناسب ہوگی حدیث ترجمہ کو، کرمانی نے کہا کہ مناسبت حدیث خولہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ ترجمہ کے پوشیدہ ہے اور ممکن ہے کہ لی جائے آپ ﷺ کے اس قول سے کہ گھسے پڑتے ہیں اللہ کے مال میں ناحق یعنی بغیر قسمت حق کے اور لفظ اگرچہ عام ہے لیکن خاص کیا ہے ہم نے اس کو ساتھ قسمت کے تاکہ اس سے ترجمہ سمجھا جائے میں کہتا ہوں کہ نہیں حاجت طرف قید اعتذار کے اس واسطے کہ قول آپ ﷺ کا بغیر حق کے داخل ہے اس کے عموم میں صورت مذکورہ پس صحیح ہے ساتھ اس کے حجت پکڑنی اور شرط ہونے قسمت کے بیچ اموال نے اور غنیمت کے ساتھ حکم عدل کے اور پیروی کرنی اس چیز کی کہ کتاب اور سنت میں ہے اور شاید کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ارادہ کیا ہے ساتھ لانے اس کے ڈرانا اس شخص کا جو مخالف ہو اور مستفاد ہوتا ہے ان حدیثوں سے کہ اسم اور ممکن بہ کے درمیان نسبت ہے لیکن نہیں لازم آتا اس سے پایا جانا اس کا سب صورتوں میں اور یہ کہ جو لے غنیمت کے مال سے کچھ ناحق یا منع کریں اس کو اہل اس کے سے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ تمہارے واسطے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ وعدہ دیا ہے تم کو اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے پس جلدی عطا کی تم کو، یہ آیت اخیر تک۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحِلَّتْ لَكُمْ الْغَنَائِمُ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَعَدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَذِهِ﴾.

فائدہ: یہ آیت بالاتفاق اہل حدیبیہ کے حق میں اتری اور جب حدیبیہ سے پھرے تو خیر کو فتح کیا کما سیاتی۔

پس یہ غنیمت کے مال عام مسلمانوں کے واسطے ہیں یعنی لڑنے والوں کے یہاں تک کہ بیان کریں اس کو رسول ﷺ کہ اس کا کون مستحق ہے اور کون نہیں۔

وَهِيَ لِلْعَامَّةِ حَتَّى يُبَيِّنَهُ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور تحقیق واقع ہوا ہے بیان اس کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ جان رکھو جو غنیمت لاؤ تم کچھ تو پانچواں حصہ اس کا ہے واسطے اللہ کے، آخر آیت تک۔

۲۸۸۷۔ عروہ بارتی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں پر خیر وابستہ ہے یعنی اجر اور غنیمت قیامت کے دن تک۔

۲۸۸۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ حدیث جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ اجر اور غنیمت۔

۲۸۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب فارس کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی بادشاہ وہاں نہ ہوگا اور جب روم کا بادشاہ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد وہاں کوئی بادشاہ نہ ہوگا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک ان دونوں ملکوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

۲۸۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُفَقَّنَ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوة میں آئے گی اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ان کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے اور تحقیق خرچ کیے گئے خزانے ان کے بیچ غنیمتوں کے۔ (فتح)

۲۸۸۹۔ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۲۸۸۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمِعَ جَرِيرًا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرٌ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي

نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَفَقَنَّ كَوُزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

۲۸۹۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے غنیمت کے مال حلال ہوئے۔

۲۸۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُجِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ.

فائدہ: اس کی شرح تیم میں گزر چکی ہے۔

۲۸۹۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ضامن ہو گیا ہے اس کا جس نے اس کی راہ میں جہاد کیا نہ نکالا ہو اس کو اپنے گھر سے مگر راہ اللہ میں جہاد کی نیت نے اور آیات اور حدیثوں کی تصدیق نے اللہ اس بات کا ضامن ہوا ہے کہ بہشت میں داخل کرے گا یا اس کو اس کے وطن میں پھیر لائے گا ساتھ ثواب کے یا مال غنیمت کے۔

۲۸۹۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِهِ وَتَصَدِّقُ كَلِمَاتِهِ بَأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

فائدہ: اس کی شرح اول جہاد میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہی اخیر قول ہے کہ ساتھ ثواب کے یا غنیمت کے۔ (فتح)

۲۸۹۲۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تو اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا کسی عورت سے اور وہ چاہتا ہوں کہ اس عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے اس سے صحبت نہیں کی اور نہ چلے جس نے مکان بنایا ہو اور ابھی تک اس کی چھت بلند نہ کی ہو اور نہ وہ شخص میرے ساتھ چلے جس نے بکریاں یا اونٹیاں گابھن خریدی ہوں اور وہ ان کے چننے کا امیدوار ہو پھر وہ پیغمبر جہاد کو چلا تو عصر کے وقت یا قریب عصر کے اس کے

۲۸۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّبِعُنِي رَجُلٌ مَلَكَ بَضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَّبِعَنِي بِهَا وَلَمَّا يَبِينُ بِهَا وَلَا أَحَدُ بَنِي بِيُوتَا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خِلْفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وَلَا دَهَا فَعَزَا فَدَنَا مِنَ الْقُرْبَى

گاؤں میں یعنی اریحا میں پہنچا تو پیغمبر ﷺ نے سورج سے کہا کہ تو بھی حکم بردار ہے اور میں بھی حکم بردار ہوں الہی سورج کو میرے اوپر تھوڑا سا روک رکھ تو سورج ڈوبنے سے رک گیا یہاں تک کہ لڑائی فتح ہو گئی حضرت ﷺ نے فرمایا تو لوگوں نے جمع کی جو غنیمت پائی تھی پھر آگ متوجہ ہوئی کہ غنیمت کے مال کو جلا دے تو اس نے نہ جلایا تو پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تو چاہیے کہ مجھ سے بیعت کرے ہر گروہ کا ایک آدمی سو ان لوگوں نے بیعت کی تو ایک مرد کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے چٹ گیا پیغمبر نے کہا کہ تمہارے گروہ میں چوری ہے تو چاہیے کہ تیرا تمام گروہ مجھ سے بیعت کرے تو اس گروہ نے بیعت کی تو پیغمبر کا ہاتھ دو یا تین مرد کے ہاتھ سے چٹ گیا پیغمبر نے کہا کہ تم لوگوں میں چوری ہے تم نے چرایا ہے تو انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا نکالا اور اس کو غنیمت کے مال میں رکھا اور وہ مال زمین پر رکھا تو آگ متوجہ ہوئی اور اس کو آگ جلا گئی پھر اللہ نے ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں کہ اللہ نے ہماری ضعیفی اور عاجزی دیکھی تو غنیمت کو ہمارے لیے حلال کیا۔

صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكَ مَأْمُوْرَةٌ وَأَنَا مَأْمُوْرٌ اللَّهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحَبِسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِنَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُوْلًا فَلْيَبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزَقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُوْلُ فَلْيَبَايِعْنِي قَبِيْلَتِكَ فَلَزَقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيكُمْ الْغُلُوْلُ فَجَاوَرُوا بِرَأْسِ مِثْلِ رَأْسِ بَقْرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا فَجَاءَتْ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا.

فائدہ: یہ پیغمبر یوشع بن نون ہیں جیسے کہ احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بند ہوا سورج کسی آدمی کے لیے مگر یوشع بن نون کے لیے اور ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ جائے تو ان کو حکم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کا صندوق اپنے ساتھ اٹھالے جائے تو ان کی قبر معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ صبح صادق نکلنے لگی اور انہوں نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا یہ کہ ان کے ساتھ صبح صادق کے وقت چلے گا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی یہ کہ تاخیر کرے طلوع فجر کو یہاں تک کہ فارغ ہوں یوسف علیہ السلام کے کام سے تو یہ حدیث پہلی حدیث کے حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ سوائے اس کے نہیں کہ حصر واقع ہوا ہے صبح صادق کے ساتھ سورج کے پس نہیں نفی کرتا اس کی کہ روکا جائے طلوع فجر کا واسطے غیر ان کے کے اور ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی رات کی صبح کو حضرت ﷺ نے قریش کو خبر دی کہ تمہارا قافلہ سورج ڈوبنے

سے پہلے آئے گا تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج روکا گیا یہاں تک کہ قافلہ کے میں آیا تو یہ حدیث بھی اس حصر کے معارض نہیں اس لیے کہ وہ حصر محمول ہے اس چیز پر جو گزر چکی ہے واسطے اگلے پیغمبروں کے پہلے ہمارے حضرت ﷺ سے پس نہیں روکا گیا سورج مگر یوشع کے لیے پس نہیں نئی اس میں اس کی کہ روکا جائے بعد اس کے ہمارے حضرت ﷺ کے لیے اور نیز طحاوی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر سو گئے اور عصر کی نماز علی سے فوت ہوگئی تو حضرت ﷺ نے دعا کی تو سورج پھیرا گیا یہاں تک کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی پھر غروب ہوا اور یہ بڑا عظیم معجزہ ہے اور ابن جوزی وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے لیکن یہ ابن جوزی کی خطا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ خندق کے دن حضرت ﷺ کے لیے سورج پھیرا گیا کما تقدّم۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لیے روکا گیا جبکہ وہ گھوڑوں کے دیکھنے میں مشغول رہے یہاں تک سورج غروب ہوا اور یہ کہا کہ میں بھی مامور ہوں اور تو بھی مامور ہے تو دونوں میں فرق یہ ہے کہ امر بجمادات کا امر تنخیر کا ہے اور امر عقلا کا امر تکلیف کا ہے اور خطاب ان کا واسطے سورج کے احتمال ہے کہ حقیقت پر ہے اور بے شک اللہ نے اس میں تمیز پیدا کی جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ سورج ہر دن چڑھنے کے لیے اجازت چاہتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ بطور استحصار اس کے کہ جی میں واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ نہیں ممکن ہے پھر اس کا عادت اپنی سے مگر ساتھ خرق عادت کے اور اس میں اختلاف ہے کہ سورج اس جگہ کس طرح روکا گیا پس بعض کہتے ہیں کہ اپنے درجوں پر پھیرا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ کھڑا کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی حرکت سست ہوگئی اور ان سب وجہ کا احتمال ہے لیکن تیسری وجہ ارجح ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے ہماری ضعفی اور عاجزی دیکھی تو ہمارے لیے غنیمتیں حلال کیں تو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ ظاہر کرنا عاجزی کا آگے اللہ کے واجب کرتا ہے ثبوت فضل کو اور اس میں خاص ہونا اس امت کا ہے ساتھ حلال ہونے غنیمت کے اور اس کی ابتدا جنگ بدر کے دن سے ہوئی اور اسی کے حق میں یہ آیت اتری کہ کھاؤ تم جو غنیمت لاؤ حلال پاک پس حلال کی اللہ نے اس امت کے لیے غنیمت اور بیخ تہقید کے ساتھ عدم دخول کے وہ چیز ہے کہ سمجھی جاتی ہے کہ امر بعد دخول کے بخلاف اس کے ہے پس دونوں امروں میں فرق ظاہر ہے اور اگرچہ اکثر اوقات دخول کے بعد بھی دل کا تعلق بدستور رہتا ہے لیکن نہیں وہ جیسے کہ پہلے دخول کے ہے اکثر اوقات اور دلالت کرتی ہے تعیم پر بیچ سب کاموں دنیاوی کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ایک روایت میں نہ زیادتی سے کہ واسطے اس کے حاجت ہو رجوع میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امور نہیں لائق ہیں یہ کہ سپرد کئے جائیں گے مگر واسطے فارغ البال کے اس لیے کہ جس کے لیے کچھ تعلق اکثر اوقات اس کی نیت ضعیف ہوتی ہے اور کم ہوتی ہے رغبت اس کی اطاعت میں اور دل جب متفرق ہو تو اعضا کا فعل ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور جب دل جمع تو قوی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے لوگ بھی جہاد کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کے مال لوٹ لاتے تھے لیکن اس میں دست اندازی

نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو جمع کرتے تھے اور نشانی ان کے جہاد کی قبول ہونے یہ تھی کہ آسمان سے آگ اتر کر اس کو جلا دیتی تھی اور علامت عدم قبول کی یہ ہے کہ آسمان سے آگ نہ اترتی تھی اور عدم قبول کے اسباب سے یہ ہے کہ اس میں چوری واقع ہو اور تحقیق احسان کیا ہے اللہ نے اس امت پر اور رحمت کی واسطے برزگ ہونے پیغمبر ان کے نزدیک اس کے پس حلال کیا واسطے ان غنیمت کو اور چھپایا ان کے چوری کو اور دور کی ان سے فضیحت عدم قبول کی پس اللہ کے لیے سب تعریفیں ہیں ہر نعمت پر کہ ہاتھ آئے اور اس میں معاقبہ جماعت کا ہے ساتھ فعل ان کے بے وقوفوں کے اور یہ کہ احکام پیغمبروں کے کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر باطن کے جیسا کہ اس قصے میں ہے اور کبھی ہوتے ہیں باعتبار امر ظاہر کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے **إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ** الخ اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اوپر جواز جلانے مال مشرکوں کے یعنی کافروں کے جبکہ نہ پائے یہ کہ پہلے پیغمبروں کے شرع ہمارے لیے شرع ہے جبکہ نہ وارد ہوتا رخ اس کا۔ (بخ)

غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو۔

بَابُ الْغَنِيمَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْوُقُوعَةَ.

۲۸۹۳۔ اسلم ﷺ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر نہ ہوتی رعایت پچھلے مسلمانوں کی جو ابھی پیدا نہیں ہوئی تو فتح ہوتا کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو غازیوں میں تقسیم کرتا جیسا کہ حضرت ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا۔

۲۸۹۲۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَحْمَدُ بْنُ حَبِيبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتُ قَرْيَةً إِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

فائدہ: یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اگر ایسا کیا جائے تو نہ باقی رہے گی کوئی چیز واسطے ان لوگوں کے جو اس کے پیچھے پیدا ہوں گے اور اسلام کی مدد کریں گے پس مقرر کیا ان پر خراج اور محصول زمینوں کا تاکہ اگلے پچھلے لوگ سب اس سے فائدہ پائیں اور وجہ لینے اس کے کی ترجمہ سے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں بھی تصریح کی ہے ساتھ اس چیز کے دلالت کرتا ہے اس پر یہ اثر مگر عارض ہوئے واسطے اس کے حسن نظر پچھلے مسلمانوں کے لیے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ زمین کے خاص کر پس واجب کیا اس کو مسلمانوں پر اور مقرر کیا ان پر خراج جو ان کی مصلحت جمع کرے اور عمل کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت پر **وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ** الآية اور ایک روایت میں ہے کہ ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنے زمین کا تو معاذ نے ان کو کہا کہ اگر تو اس کو تقسیم کرے گا تو سب زمین لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گی پس پھرے گی طرف ایک مرد کی اور ایک عورت کی اور ان کے بعد ایک لوگ آئیں گے جو اسلام کے خلل کو بند کریں گے



پس نہ پائیں گے کچھ چیز پس کوئی ایسا امر سوچ کہ پہلے پچھلے سب لوگ اس سے فائدہ پائیں تو عمر رضی اللہ عنہما کی رائے میں یہ بات آئی کہ زمین تقسیم نہ کریں سو مقرر کیا اس پر خراج کو غازیوں کے لیے اور جو ان کے بعد پیدا ہوں اور جو اس کے سوائے تھا وہ خاص غنیمت لانے والوں کے لیے رہا اور یہی قول ہے جمہور کا کہ اس میں اور کسی کا حق نہیں سوائے غازیوں کے جو غنیمت لادیں اور ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ جب دارالاسلام سے لشکر کی مدد کے لیے جدا ہو پس پہنچیں ان کے پاس بعد فتح ہونے کے تو وہ غازیوں کے ساتھ غنیمت میں شریک ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے اشعریوں کے جبکہ آئے ساتھ جعفر کے خیر سے اور ساتھ اس چیز کے کہ تقسیم کی حضرت ﷺ نے اس شخص کے لیے کہ نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں مانند عثمان کی پس اشعریوں کے قصے کا جواب تو آئندہ آئے گا اور ایپر جواب قصے عثمان کے سے اور جو اس کی مانند ہے تو اس سے جمہور نے کئی جواب دیے ہیں ایک یہ کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ عثمان کے نہ ساتھ اس کے جو اس کی مانند ہو دوم یہ کہ حکم اس وقت تھا جبکہ سب غنیمت حضرت ﷺ کے لیے تھی نزدیک نازل ہونے اس آیت کے۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ۔ پھر اس کے بعد یہ آیت اتری وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ۔ پس ہوئے چار خمس غنیمت کے واسطے غنیمت لانے والوں کے سوم یہ کہ یہ بر تقدیر اس کے ہوئے سو یہ واقعہ بعد فرض خمس کے پس وہ محمول ہے اس پر کر دیا اس کو خمس سے اور اس کی طرف میل کی ہے بخاری نے چہارم فرق کرنا ہے درمیان اس شخص کے کہ ہو بیچ ایسی حاجت کے کہ متعلق ہے ساتھ لشکر کے یا ساتھ اجازت امام کے پس حصہ دے اس کو برخلاف غیر اس کے کے اور یہ مشہور مذہب مالک کا ہے اور ابن بطال نے کہا کہ نہیں تقسیم کیا حضرت ﷺ نے بیچ غیر اس شخص کے کہ حاضر ہوا لڑائی میں مگر بیچ خیر کے پس وہ مستثنیٰ ہے اس سے پس نہ گردانا جائے اصل کہ قیاس کیا جائے اوپر اس کے پس تحقیق تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے کشتی والوں کے واسطے شدت حاجت ان کی کے اور محادوی نے کہا کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے جو کچھ اشعریوں کو دیا وہ اہل غنیمت کی رضامندی سے دیا ہو اور یہ سب اس غنیمت میں ہے کہ منقول ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جیسے حضرت ﷺ نے خیر کو تقسیم کیا تو مراد یہ ہے کہ بعض خیر کو نہ کل خیر کو اور یہ اشارہ ہے طرف اس روایت کی کہ حضرت ﷺ نے جب خیر کو تقسیم کیا تو جدا کیا آدھے اس کے کو واسطے حاجتوں اپنی کے اور واسطے اس چیز کے کہ آپ ﷺ کے ساتھ اتری اور تقسیم کیا نصف باقی کو درمیان مسلمانوں کے اور نہ تھے مسلمانوں کے خدمتگار اور کارندے پس وہ نصف یہودیوں کے حوالے کیا تاکہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھم آدھ بانٹ لیں اور جو نصف اپنے واسطے جدا کیا تھا وہ وہ تھا جو صلح سے فتح ہوا اور جو تقسیم کیا تھا وہ وہ تھا جو غلبے اور قہر سے فتح ہوا تھا اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، ابن نمیر نے کہا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے باب یہ باندھا ہے الْغَنِيمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقْعَةَ اور قول عمر رضی اللہ عنہما کا تقاضا کرتا ہے وقف ہونے زمین کے کو جو غنیمت لائی گئی اور یہ ضد ترجمہ کی ہے پھر جواب دیا اس نے

کہ مطابق واسطے ترجمہ کے قول عمرؓ کا کہ جس طرح تقسیم کیا حضرت ﷺ نے خیر کو پس اشارہ کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے طرف ترجیح قسمت ناجزہ کی اور حجت اس میں یہ ہے کہ آنے والا جو نہیں پایا گیا ہنوز نہیں مستحق ہے کسی چیز کو غنیمت حاضرہ سے ساتھ اس دلیل کے کہ جو جنگ سے غیر حاضر ہے وہ نہیں مستحق ہے کسی چیز کو بطریق اولیٰ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہو تطبیق کا درمیان اس چیز کے کہ عمرؓ سے آئی ہے کہ غنیمت واسطے اس شخص کے ہے کہ لڑائی میں حاضر ہو اور درمیان اس چیز کے کہ اس سے آئی ہے کہ وقف کی جائے زمین ساتھ حمل کرنے اول کے کہ اس کا عموم مخصوص ہے ساتھ غیر زمین کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ.  
جو غنیمت کے واسطے لڑے کیا اس کا ثواب کم ہوتا ہے؟

۲۸۹۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ ایک مرد غنیمت کے واسطے لڑتا ہے اور ایک مرد اس واسطے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو جس کو سمعہ کہتے ہیں اور ایک اس واسطے لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی اپنی شجاعت دکھانے کے لیے لوگوں کو جس کو ریا کہتے ہیں سوان میں سے اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس واسطے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔

۲۸۹۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَعْرَابِيٌّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذَكَّرَ وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ مَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِيَتَكُونَ كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور ابن نمیر نے کہا کہ مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ قصد غنیمت کا نہیں ہوتا منافی واسطے اجر کے اور نہ ناقص کرنے والا جبکہ قصد کرے ساتھ اس کے اعلاء کلمۃ اللہ کا اس واسطے کہ سبب نہیں مستلزم ہے حصر کو اس واسطے ثابت ہوتا ہے حکم واحد ساتھ اسباب متعدده کے اور اگر قصد غنیمت کا اعلاء کے قصد کے منافی ہوتا تو آتا جواب عام مثلاً اس طرح کہتے کہ جو غنیمت کے واسطے لڑے وہ اللہ کی راہ میں نہیں اور اس تقدیر میں بعد ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اجر کا کم ہونا نسبتی امر ہے کما تقدم پس جس کا قصد محض اعلاء کلمۃ اللہ کا ہو وہ نہیں ہے مانند اس کی جو ملائے ساتھ اس قصد کے دوسرے قصد کو غنیمت سے ہو یا غیر اس کے سے اور ابن نمیر نے اور جگہ میں کہا کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو خاص غنیمت کے واسطے لڑے پس نبی وہ اللہ کی راہ میں اور یہ کہ نہیں اجر ہے واسطے اس کے پس کس طرح ترجمہ باندھتا ہے واسطے اس کے ساتھ نقص اجر کے اور جواب اس کا وہ ہے جو اوپر گزرا۔ (فتح)

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ وَيَخْبَأُ  
لَمَنْ لَمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ.

تقسیم کرنا امام کا اس چیز کو کہ اس کے پاس آئے یعنی اہل  
حرب سے اور چھپا رکھے واسطے اس شخص کے کہ نہ حاضر  
ہو وہ اس کے پاس یعنی بیچ مجلس قسمت کے یا غائب ہو  
اس سے یعنی بیچ غیر شہر قسمت کے۔

فائدہ: ابن میر نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے چیز کے کہ مشہور ہے درمیان لوگوں کے کہ ہدیہ واسطے اس شخص کے  
ہے کہ جو حاضر ہو۔ (بیچ)

۲۸۹۵۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے  
حضرت ﷺ کو ریشمی قبائیں تحفہ بھیجیں جن کو سونے کے تکے  
لگے تھے تو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں  
تقسیم کیا اور ان میں سے ایک قبائلمرہ کے واسطے جدا کر رکھی  
سو وہ آئے اور ان کے ساتھ مسور بن مخرمہ تھے اور دروازے  
پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کو بلاؤ  
تو آپ ﷺ نے ان کی آواز سنی تو قبائے کر اس کو آگے بڑھ  
کر آئے اور آگے آئے اور اس کو ساتھ تکوں کے یعنی تاکہ اس  
کی خوبی اس کو دکھائیں تو فرمایا کہ اے مسور کے باپ یہ قبائیں  
نے تیرے واسطے چھپا رکھی اور یہ مخرمہ کی خوخت تھی۔

۲۸۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ  
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ  
اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَهْدَيْتَ لَهُ أَقْبِيَةَ مِنْ دِيْبَاجٍ مُزْرَرَةً  
بِالذَّهَبِ فَكَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ  
وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ بْنِ نَوْفَلٍ  
فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنُ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ فَقَامَ  
عَلَى الْبَابِ فَقَالَ ادْعُهُ لِي فَسَمِعَ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ فَأَخَذَ قَبَاءً  
فَلْتَقَاهُ بِهِ وَاسْتَقْبَلَهُ بِأَزْرَارِهِ فَقَالَ يَا أَبَا  
الْمِسُورِ خَبَأْتُ هَذَا لَكَ يَا أَبَا الْمِسُورِ  
خَبَأْتُ هَذَا لَكَ وَكَانَ فِي حُلُقِهِ شِدَّةٌ  
وَرَوَاهُ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ  
وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ  
عَنِ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةَ تَابَعَهُ اللَّيْثُ  
عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ.

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو  
قبائیں ہدیہ بھیجیں اور یہ قول اس کا کہ یہ قبائیں نے تیرے لیے چھپا رکھی اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے ابن بطلان

نے کہا کہ جو چیز کہ بھیجی گئی طرف حضرت ﷺ کی مشرکین کی طرف سے پس حلال ہے واسطے آپ ﷺ کے لینا اس کا اور جائز ہے آپ ﷺ کو ہبہ کرنا اس کا جس کو چاہیں اور مقدم کریں ساتھ اس کے جس کو چاہیں مانند فی کی اور اپر جو لوگ آپ ﷺ کے بعد ہیں پس نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ خاص ہوں ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہدیہ بھیجا گیا طرف آپ ﷺ کی اس واسطے آپ ﷺ اس کے امیر تھے۔ (فتح)

بَابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرِظَةَ وَالنَّضِيرَ وَمَا أُعْطِيَ مِنْ ذَلِكَ فِي نَوَائِبِهِ.

کس طرح تقسیم کیا حضرت ﷺ نے قرظہ اور نضیر کو اور جو چیز کہ دی آپ ﷺ نے اس سے اپنی حاجتوں میں؟

۲۸۹۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے انصار ٹھہراتے واسطے حضرت ﷺ کے درخت کھجوروں کے یعنی حضرت ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے یہاں تک کہ قرظہ اور نضیر کے قلعے کو فتح کیا تو فتح کے بعد حضرت ﷺ وہ درخت ان کو پھیر دیتے تھے یعنی جو درخت انصار آپ ﷺ کو ہدیہ دیتے تھے۔

۲۸۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخْلَاتِ حَتَّى افْتَسَحَ قَرِظَةَ وَالنَّضِيرَ فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمُ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مغازی میں آئے گی اور اس میں بیان ہے واسطے کیفیت ترجمہ کے اور حاصل قصہ کا یہ ہے کہ قبیلہ بنی نضیر کی زمین اس قسم سے تھی کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول پر اور وہ زمین حضرت ﷺ کے واسطے خاص تھی لیکن اختیار کیا حضرت ﷺ نے واسطے اس کے مہاجرین کو اور حکم کیا ان کو یہ کہ پھیر دیں انصار کو وہ چیز کہ تھے سلوک کرتے ان کو ساتھ اس کے جبکہ مدینے میں ان کے پاس آئے اور ان کے پاس کچھ نہ تھا تو دونوں فریق اس کے ساتھ بے پرواہ ہوئے پھر قرظہ کا قلعہ فتح ہوا جبکہ انہوں نے عہد توڑا پس محاصرہ کیے گئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اتری اور تقسیم کیا حضرت ﷺ نے ان کی زمین کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں اور دیا اپنے حصے سے اپنی حاجتوں میں یعنی اپنی بیویوں کے خرچ میں اور مہمانوں وغیرہ میں اور باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں میں خرچ کرتے تھے واسطے سامان جہاد کے۔ (فتح)

برکت غازی کی بیچ مال اس کے زندگی میں اور مرنے کی حالت میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور حاکموں کے۔

بَابُ بَرَكَةِ الْغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلَاةِ الْأَمْرِ.

۲۸۹۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أَسَامَةَ أَحَدَكُمْ هِشَامُ بْنُ

۲۸۹۷۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کھڑے ہوئے زبیر رضی اللہ عنہ دن جنگ جمل کے (مراد ساتھ اس کے قصہ

مشہور ہے جو علی مرتضیٰ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان واقع ہوا اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اس میں موجود تھے اور اس کو جنگ جمل اس واسطے کہا گیا کہ یعلیٰ بن امیہ صحابی رضی اللہ عنہ مشہور ان کے ساتھ تھے تو سوار کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اوپر بڑے اونٹ کے جس کو سواشریوں سے خریدا تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ صف میں کھڑی ہوئیں پس جو ان کے ساتھ تھے وہ ہمیشہ اونٹ کے گرد لڑتے رہے یہاں تک کہ اونٹ کی کوچیں کاٹی گئیں پس واقع ہوئی شکست اور یہ واقع جمادی الاول میں چھتیسویں سال تھا) تو میں ان کے پہلو میں کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے تحقیق شان یہ ہے کہ نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم یا مظلوم (یعنی ظالم اپنے دشمن کے نزدیک اور مظلوم اپنے نفس کے نزدیک اس واسطے کہ ہر ایک دونوں فریق سے تاویل کرتا تھا کہ وہ صواب پر ہے یا نہ مقتول ہوگا آج مگر ظالم اس معنی سے کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ جلد بھیجے گا واسطے ظالم کے ان میں سے عقوبت یا نہ مقتول ہوگا آج مگر مظلوم یعنی اس نے گمان کیا کہ اللہ اس کو جلد شہادت دے گا اور ظن کیا اس نے دونوں تقدیروں پر کہ وہ مظلوم مقتول ہوگا) اور میں نہیں گمان کرتا اپنے آپ کو مگر کہ آج مظلوم مارا جاؤں گا (اور تحقیق یہ بات ٹھیک ہوئی اس واسطے کہ وہ دھوکے سے مارے گئے بعد اس کے یاد دلایا ان کو علی رضی اللہ عنہ نے پس پھرے لڑائی سے اور ایک مکان میں سو گئے تو ناگہاں بنی تمیم کے ایک مرد نے ان کو مار ڈالا پس روایت ہے کہ جب دونوں صفیں آپس میں ملیں تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زبیر کہاں ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے پس زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ان کو حدیث یاد دلوائی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے تجھ کو فرمایا تھا کہ تو اہل بیت علی سے لڑے گا اور

عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ لَمَّا وَقَفَ الزُّبَيْرُ يَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِي فَقَمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ يَا بَنِي إِنَّهُ لَا يُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ وَإِنِّي لَا أُرَانِي إِلَّا سَاقِلُ الْيَوْمِ مَظْلُومًا وَإِنَّ مِنْ أَكْبَرِ هَمِّي لَدِينِي أَفْتَرَى يُبْقِي دِينَنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا فَقَالَ يَا بَنِي بَعِ مَالَنَا فَاقْضِ دَيْنِي وَأَرْضِي بِالثُلْثِ وَتَلْبِهِ لِبَنِيهِ يَعْنِي بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَقُولُ ثُلْثُ الثُّلْثِ فَإِنْ فَضَّلَ مِنْ مَالِنَا فَضْلٌ بَعْدَ قَضَاءِ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَتَلْبُهُ لَوْلَدِكَ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ وَارَى بَعْضُ بَنِي الزُّبَيْرِ حَبِيبٌ وَعَبَادٌ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعَةٌ بَيْنَ وَتَسْعُ بَنَاتٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَجَعَلَ يُوصِيُنِي بِدِينِهِ وَيَقُولُ يَا بَنِي إِنْ عَجَزْتَ عَنْهُ فِي شَيْءٍ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَايَ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتُ يَا أَبَتِ مَنْ مَوْلَاكَ قَالَ اللَّهُ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا وَقَعْتُ فِي كُرْبَةٍ مِنْ دِينِهِ إِلَّا قُلْتُ يَا مَوْلَى الزُّبَيْرِ اقْضِ عَنْهُ دَيْنَهُ فَيَقْضِيهِ فَقَتَلَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدْعُ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِلَّا أَرْضِيَنَّ مِنْهَا الْعَابَةَ وَإِحْدَى عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ وَدَارَيْنِ بِالْبَصْرَةِ وَدَارًا بِالْكُوفَةِ وَدَارًا بِمِصْرَ قَالَ وَإِنَّمَا كَانَ دَيْنُهُ الَّذِي عَلَيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيهِ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ فَيَقُولُ الزُّبَيْرُ لَا

حالانکہ تو ظالم ہوگا تو زبیر رضی اللہ عنہ یہ حدیث سن کر جنگ سے پھر آئے) اور مجھ کو زیادہ تر فکر اپنے قرض کی ہے کیا پس تو گمان کرتا ہے کہ ہمارا قرض ہمارے مال سے کچھ چیز باقی چھوڑے گا یعنی کیا قرض ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی رہے گا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے میرے بیٹے ہمارے مال کو بیچ کر ہمارا قرض ادا کر دینا اور وصیت کی زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ تہائی مال کے اور تہائی اس تہائی کے واسطے اولاد اسکی کے یعنی اولاد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کہا کہ تہائی کو تین حصے کر پس اگر قرض ادا کرنے کے بعد ہمارے مال سے کچھ باقی رہے تو اس کو اپنی اولاد کے واسطے تین حصے کر یعنی پس تہائی کو ان میں سے پھر تین حصے کر ایک حصہ اپنی اولاد کو دے اور باقی دو تہائیاں اللہ کی راہ میں خیرات کر اور پہلے ٹکٹ کی دو تہائیاں وارثوں کے واسطے ہیں ہشام نے کہا اور عبداللہ کی بعض اولاد زبیر رضی اللہ عنہ کی اولاد کے برابر تھی یعنی عمر میں اپنے چچوں کے برابر تھی یعنی خیب اور عباد اور اس دن زبیر رضی اللہ عنہ کی نو بیٹیاں تھیں اور نو بیٹے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو زبیر رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنے قرض کی وصیت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے میرے بیٹے اگر تو قرض کی کسی چیز کے ادا کرنے سے عاجز ہو تو مدد مانگ اس پر میرے مولا سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں نے معلوم نہ کیا کہ مولا سے ان کی کیا مراد ہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ اے ابا جان آپ کا مولیٰ کون ہے تو انہوں نے کہا کہ اللہ، سو قسم ہے اللہ کی نہیں واقع ہوا میں کسی مشکل میں ان کے قرض سے مگر کہ میں نے کہا کہ اے زبیر کے مولیٰ اس کا قرض اس کی طرف سے ادا کر دے تو اللہ نے اس کا قرض ادا کیا پس شہید ہوئے زبیر اور نہ چھوڑا انہوں نے

وَلَكِنَّهُ سَلَفٌ فَإِنِّي أَخْشَىٰ عَلَيْهِ الضَّيْعَةَ وَمَا وَلِيَّ إِمَارَةً قَطُّ وَلَا جَبَايَةَ خَرَاجٍ وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لِي غَزْوَةٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَحَسِبْتُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدِّينِ فَوَجَدْتُهُ أَلْفِي أَلْفِي وَمِائَتِي أَلْفٍ قَالَ فَلَقِي حَكِيمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي كَمْ عَلَىٰ أَحْيَىٰ مِنَ الدِّينِ فَكَنَّمَهُ فَقَالَ مِائَةُ أَلْفٍ فَقَالَ حَكِيمٌ وَاللَّهِ مَا أَرَىٰ أَمْوَالَكُمْ تَسْعُ لِهَذِهِ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَكَ إِنْ كَانَتْ أَلْفِي أَلْفِي وَمِائَتِي أَلْفٍ قَالَ مَا أُرَاكُمْ تُطِيقُونَ هَذَا فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِينُوا بِي قَالَ وَكَانَ الزُّبَيْرُ اشْتَرَى الْغَابَةَ بِسَبْعِينَ وَمِائَةَ أَلْفٍ قَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِالْفِ أَلْفٍ وَسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ حَقٌّ فَلْيُؤَاغِبْنَا بِالْغَابَةِ فَأَتَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ أَرْبَعِ مِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ إِنْ شِئْتُمْ تَرَكْنَاهَا لَكُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا قَالَ فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوهَا فِيمَا تَوَخَّرُونَ إِنْ أَخَّرْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا قَالَ قَالَ فَاقْطَعُوا لِي قِطْعَةً فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَكَ مِنْ هَاهُنَا إِلَىٰ هَاهُنَا قَالَ قَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَىٰ دَيْنَهُ فَأَوْفَاهُ وَبَقِيَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ أَسْهُمٍ

کوئی دینار اور نہ درہم مگر زمیناں بعض ان زمینوں سے غابہ ہے جو ایک بڑی زمین مشہور ہے مدینے او چانوں سے اور گیارہ گھر مدینے میں اور دو گھر بصرے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر کوفے میں اور ایک گھر مصر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو قرض ان پر تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ کوئی مرد مال لا کر اس کے پاس امانت رکھنا چاہتا تھا تو زیر کہتے تھے کہ میں امانت نہیں رکھتا لیکن یہ قرض ہے پس تحقیق میں اس کے ضائع ہونے سے ڈرتا ہوں اور نہیں متولی ہوئے زیر سرداری کے کبھی اور نہ لینے خراج کے اور نہ کسی چیز کے مگر جہاد میں ہوتے تھے ساتھ حضرت ﷺ کے یا ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے (یعنی اکثر مال ان کا نہیں حاصل ہوا ان وجہوں سے جو تقاضا کرتی ہیں بدظنی کو ساتھ اصحاب ان کے کے بلکہ تھا کسب ان کا غنیمت سے اور روایت ہے کہ ان کے ہزار غلام تھے۔ جو ان کی طرف خراج ادا کرتے تھے) عبد اللہ بن زبیر نے کہا سو میں نے حساب کیا جو ان پر قرض تھا تو میں نے اس کو بائیس لاکھ پایا سو حکیم بن حزام عبد اللہ بن زبیر سے ملے تو انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے میرے بھائی پر یعنی زبیر پر کتنا قرض ہے؟ تو عبد اللہ نے اس کو چھپایا اور کہا کہا ایک لاکھ حکیم نے کہا کہ قسم ہے اللہ میں نہیں گمان کرتا کہ تمہارے مال اتنے قرض کی گنجائش رکھیں یعنی اس قلیل مال سے اتنا قرض ادا نہیں ہو سکے گا تو عبد اللہ نے اس کو کہا کہ اگر بائیس لاکھ ہو تو پھر کیا کیا چاہیے تو حکیم نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا کہ تم اس کو ادا کر سکو پس اگر تم کچھ قرض سے عاجز ہو تو مجھ سے مدد مانگو اور زبیر نے غابہ کی زمین کو ایک لاکھ ستر ہزار سے خریدا تھا تو عبد اللہ نے اس کو سولہ لاکھ سے بیچا یعنی گویا کہ

وَرَضِفُ فَقَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ وَالْمُنْدِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ كَمْ قَوْمَتِ الْعَابَةُ قَالَ كُلُّ سَهْمٍ مِائَةَ أَلْفٍ قَالَ كَمْ بَقِيَ قَالَ أَرْبَعَةٌ أَسْهُمٌ وَرَضِفُ قَالَ الْمُنْدِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ قَدْ أَخَذْتُ سَهْمًا بِمِائَةِ أَلْفٍ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ سَهْمٌ وَرَضِفُ قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ بِخَمْسِينَ وَمِائَةِ أَلْفٍ قَالَ وَبَاعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيْبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّ مِائَةِ أَلْفٍ فَلَمَّا فَرَّغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ أَقْسَمُ بَيْنَنَا مِيرَاتِنَا قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَقْسَمُ بَيْنَكُمْ حَتَّى أَنْادِيَ بِالْمَوْسِمِ أَرْبَعِ سِنِينَ أَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا فَلْنَقْضِهِ قَالَ فَجَعَلَ كُلُّ سَنَةٍ يُنَادِي بِالْمَوْسِمِ فَلَمَّا مَضَى أَرْبَعِ سِنِينَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ قَالَ فَكَانَ لِلزُّبَيْرِ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَرَفَعَ الثَّلَاثَ فَأَصَابَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَلْفُ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ فَجَمِيعُ مَالِهِ خَمْسُونَ أَلْفَ أَلْفٍ وَمِائَتَا أَلْفٍ.

اس نے اس کو سولہ حصے کیا پھر عبد اللہ کھڑا ہوا اور کہا کہ جس کا زبیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس غار میں آئے تو عبد اللہ بن جعفر اس کے پاس آیا اور اس کا زبیر پر چار لاکھ درہم تھا تو اس نے عبد اللہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم معاف کر دوں عبد اللہ نے کہا کہ ہم معاف کرانا نہیں چاہتے پھر اس نے کہا کہ اگر تم تاخیر چاہو تو ان میں تاخیر کرو یعنی مہلت کے ساتھ دے دینا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تاخیر نہیں کرتا تو عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ ایک قطعہ زمین کا میرے لیے جدا کرو تو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے لیے اس جگہ سے اس جگہ تک ہے راوی نے کہا پس بیچا عبد اللہ نے یعنی غابہ سے اور گھروں سے نہ تھا غابہ سے یعنی اس لیے کہ ان کا قرض بائیس لاکھ تھا اور اس نے غابہ کو سولہ لاکھ سے بیچا تھا بائیس لاکھ اس سے ادا نہ ہو سکتا تھا سو عبد اللہ نے ان کو بیچ کر زبیر کا قرض ادا کیا اور سب ادا کر دیا اور باقی رہے اس سے ساڑھے چار حصے سو عبد اللہ بن زبیر معاویہ کے پاس آیا اور معاویہ کے پاس عمرو بن عثمان اور منذر بن زبیر اور ابن زمعہ تھے تو معاویہ نے عبد اللہ سے کہا کہ تو نے اپنی غابہ کی کتنی قیمت کی اس نے کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ سے معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ اس نے کہا کہ ساڑھے چار حصے تو منذر نے کہا کہ میں نے ایک حصہ لاکھ سے اور عمرو نے کہا کہ میں نے یہ ہی ایک حصہ لاکھ سے لیا اور ابن زمعہ نے کہا کہ میں نے بھی ایک حصہ لاکھ سے لیا تو معاویہ نے کہا کہ کتنے حصے باقی ہیں؟ عبد اللہ نے کہا کہ ڈیڑھ حصہ معاویہ نے کہا میں اس کو ڈیڑھ لاکھ سے لیا راوی نے کہا اور عبد اللہ بن جعفر نے اپنا حصہ (یعنی جو اس کو زبیر کے قرض میں غابہ سے ملا تھا) معاویہ کے ہاتھ چھ لاکھ کو بیچا یعنی



تو ان کو دو لاکھ نفع ہو سو جب ابن زبیر اس کے قرض کے ادا کرنے سے فارغ ہوا اور زبیر کی اولاد نے کہا کہ ہماری میراث ہمارے درمیان تقسیم کر دے تو عبد اللہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں تقسیم کروں گا میں درمیان تمہارے یہاں تک کہ موسم حج میں چار سال پکاروں کہ خبردار ہو کہ جس کا زبیر پر قرض ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے کہ ہم اس کو ادا کریں راوی نے کہا عبد اللہ نے موسم حج میں ہر سال پکارنا شروع کیا سو جب چار سال گزر چکے تو باقی مال ان کے درمیان تقسیم کیا راوی نے کہا اور زبیر کی چار بیبیاں تھیں اور تیسرا حصہ وصیت کا نکالا گیا تو ہر ایک عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا۔

**فائدہ:** یہ جو کہا کہ اس کا تمام مال پانچ کروڑ اور دو لاکھ تھا تو اس میں نظر ہے اس لیے کہ جب ہر عورت کو بارہ بارہ لاکھ پہنچا تو چاروں عورتوں کا حصہ اڑتالیس لاکھ ہو اور یہ آٹھواں حصہ کل ترکہ کا ہے اور جب اڑتالیس لاکھ کو آٹھ میں ضرب کیا تو حاصل ضرب تین کروڑ چوراسی لاکھ ہوا اور یہ دو تہائیاں کل ترکہ کی ہیں اور جب وصیت کی تہائی کو اور ایک کروڑ بیانوے لاکھ ہے اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو ہوگا تمام مال اس کا بنا بر اس کے پانچ کروڑ پچھتر لاکھ یعنی قرض کو اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو چھینوے لاکھ اصل پر (کہ وہ پانچ کروڑ دو لاکھ ہیں) زیادہ ہوگا اور اس کی اور اصل میزان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اور ابن بطلال نے اس پر تنبیہ کی ہے لیکن اس شبہ کا اس نے جواب نہیں دیا اور دمیاطی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ قول راوی کا کہ پس تمام مال زبیر کا پانچ کروڑ دو لاکھ تھا صحیح ہے اور مراد ساتھ اس کے قیمت اس چیز کی ہے کہ چھوڑا اس نے اس کو پیچھے اپنے نزدیک مرنے اپنے کے اور یہ کہ جو چیز کہ اس پر زیادہ ہے اور وہ چھینوے لاکھ ہے اس اعتبار سے کہ جب اڑتالیس لاکھ کو جو آٹھواں حصہ ہے آٹھ میں ضرب کیا جائے اور پھر تہائی وصیت کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا پھر قرض کو بھی اس کے ساتھ جمع کیا جائے تو حاصل ہوگا پانچ کروڑ اور اٹھانوے لاکھ اور حاصل ہوا یہ مال زائد منافع عقار اور زمینوں کے سے بیچ اس مدت کے کہ تاخیر کی اس میں ابن زبیر نے تقسیم ترکے کے واسطے براءت چاہنے کے قرض سے اور یہ توجیہ نہایت عمدہ ہے اور یا کہا جائے کہ راوی سے عورتوں کے حصے بیان کرنے میں وہم ہو گیا ہے کہ اصل میں ہر عورت کا حصہ دس دس لاکھ تھا اور راوی نے وہم سے اس کو بارہ بارہ لاکھ بیان کر دیا پس اندریں صورت بھی حساب اصل میزان کے مطابق ہوگا اور اس حدیث

میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا وصیت کا نزدیک حاضر ہونے اس امر کے کہ خوف کیا جائے اس سے فوت ہونے کا یہ کہ جائز ہے واسطے وصی کے تاخیر کرنا قسمت کا یہاں کہ پورا ادا کیا جائے قرض میت کا اور جاری جائیں وصیتیں اس کی اگر ہو واسطے اس کے تہائی اور یہ کہ جائز ہے واسطے اس کے برائت چاہنی قرض کے امر سے اور قرض خواہوں سے پہلے قسمت کے اور یہ کہ تاخیر کرے اس کو باعتبار اجتهاد اپنے کے اور نہیں پوشیدہ یہ کہ وارثوں کی اجازت پر موقوف ہے نہیں تو جو طلب کرے قسمت کو بعد ادا کرنے قرض کے جس کے ساتھ علم واقع ہو تو ترک تقسیم کیا جائے اور نہ انتظار کی جائے ساتھ اس کے کسی چیز متوہم کی پس اگر اس کے بعد کوئی چیز ثابت ہو تو اس سے پھیر لیا جائے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا ضعف اس شخص کا جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس قصے کے واسطے مالک کے جس جگہ کہ مالک نے کہا کہ مدت مفقود کی چار برس ہیں۔ اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تحقیق زیر نے سوائے اس کے نہیں کہ اختیار کیا تاخیر کو چار برس اس لیے کہ شہر وسیع جن کی طرف سے لوگ کے مدینے میں آتے ہیں اس وقت چار تھے یمن اور عراق اور شام اور مصر پس بنا کی اس نے اس پر کہ نہیں متاخر رہتے لوگ ہر طرف کہ اکثر اوقات میں حج سے زیادہ میں سال سے پس حاصل ہوگا استیعاب ان کا بیع مدت چار سال کے اور ان سے بیع طول مدت کے پہنچے گی خبر اس شخص کو کہ ان کے سوائے ہیں طرفوں زمین کے سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ چار سال وہ غایت ہیں آحاد میں اس باعتبار اس چیز کے کہ ممکن ہے کہ مرکب ہوں اس سے عشرات اس لیے کہ اس میں ایک ہے اور دد اور تین اور چار اور مجموع ان سب کا دس ہیں اور اختیار کیا اس نے موسم حج کو اس لیے کہ اس میں تمام ملکوں کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور یہ کہ جائز ہے دیر کرنی ساتھ ادا کرنے قرض کے جبکہ ترک نقد نہ ہو اور نہ اختیار کرے قرض خواہ مگر نقد کو اور یہ کہ جائز ہے وصیت کرنی واسطے پوتوں کے جبکہ ان کے حاجب یعنی باپ موجود ہوں اور یہ کہ قرض مانگنا مکروہ نہیں جو ادا کرنے پر قادر ہو اور یہ کہ جائز ہے خریدنا وارث کا ترکہ سے اور یہ کہ ہبہ ملک میں نہیں آتا مگر ساتھ قبض کے اور یہ کہ نہیں نکالتا یہ مال کو پہلے کے ملک سے اس لیے کہ ابن جعفر نے ابن زبیر سے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں اپنا قرض جو زبیر پر ہے تجھ کو معاف کر دوں تو ابن زبیر اس سے باز رہا اور اس میں بیان ہے ابن جعفر کی سخاوت کا واسطے آسان جاننے اس کے کی ساتھ اتنے مال عظیم کے اور یہ کہ جو شخص پیش کرے کسی پر یہ کہ ہبہ کرے اس کو کچھ چیز اور وہ باز رہے تو یہ نہیں کہا جاتا کہ ہبہ کرنے والا اپنے ہبہ میں رجوع کرتا ہے اور ایپر باز رہنا ابن زبیر کا پس وہ معمول ہے اس پر کہ باقی وارثوں نے ٹھہرایا تھا اس کو اوپر اس کے اور معلوم کیا اس نے کہ غیر بالغ نافذ کریں گے اس کو واسطے اس کے جبکہ بالغ ہوں گے اور جواب دیا ہے ابن بطلان نے بایں طور کہ نہیں یہ امر محکوم بہ سے نزدیک جھگڑے کے اور سوائے اس کے نہیں کہ حکم کیا جائے ساتھ اس کے بیع شرف نفوس کے اور محاسن اخلاق کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ابن زبیر نے اٹھایا تھا سب قرض کو اپنے ذمے میں اور لازم کیا اپنے اوپر ادا کرنے اس کے کو اور راضی ہوئے باقی ساتھ اس کے اس

لیے کہ اگر وہ راضی نہ ہوتے تو نہ فائدہ دیتا ان کو ترک کرنا بعض اصحاب قرض کا قرض اپنے کو واسطے ناقص ہونے موجود کے بیچ اس حالت کے وفا سے واسطے ظاہر ہونے قلت اس کے اور کثیر ہونے قرض کے اور اس میں مبالغہ زہیر کا ہے بیچ احسان کے لیے دوستوں اپنے کے اس لیے کہ وہ راضی ہوا ساتھ اس کے کہ محفوظ رکھی ان کے لیے ان کی امانتوں کو بیچ غیبت ان کے اور قائم ہوا ساتھ وصیتوں ان کی کے اور اولاد ان کی کے بعد مرنے ان کے کے پور نہ اکتفا کیا اس نے ساتھ اس کے یہاں تک کہ احتیاط کی واسطے اموال ان کی کے بطور امانت کے یا وصیت کے بایں طور کہ توصل کرتا تھا ساتھ کر لینے ان کے کے اپنے ذمے میں باوجود محتاج ہونے اس کے طرف ان کے غالب میں اور سوائے اس کے نہیں کہ نقل کرتا تھا ان کو ہاتھ سے اپنے ذمے میں واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ حفاظت مالوں کے ان کے لیے اور ابن بطال نے کہا کہ یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ ان کو اس مال کے منافع حاصل ہوں اور اس کے اس قول میں نظر ہے اس لیے کہ وہ موقوف ہے اس پر کہ وہ تھے تصرف کرتے بیچ اس کے ساتھ تجارت کے اور یہ کہ اس کے مال کی کثرت تو صرف تجارت سے ہوئی تھی اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ خلاف اس کا ہے اس لیے کہ اگر معاملہ اس طرح ہوتا تو البتہ ہوتا ہو مال جس کو اپنے مرنے کے وقت پیچھے چھوڑا وفا کرنے والا قرض کو اور زیادہ ہوتا اوپر اس کے اور واقع میں یہ ہے کہ وہ مال قرضوں سے بہت ہی کم تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت کر دی بایں طور کہ خریداروں کے دل میں اس کے خریدنے کی رغبت ڈال دی یہاں تک کہ اس کی قیمت کئی گنا زیادہ ہوگئی پھر سرایت کی اس برکت نے طرف عبداللہ بن جعفر کے جبکہ ظاہر ہوا اس سے اس قصے میں مکارم اخلاق سے یہاں تک کہ اس کو اپنے حصے سے دو لاکھ فائدہ ہوا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں کراہت بیچ بہت کرنے بیبیوں کے اور رکھے بہت زیادہ غلاموں کے اور اس میں برکت عقار اور زمین کے ہے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع دنیاوی اور اخروی سے بغیر مشقت کے اور داخل ہونے کے مکروہ میں مانند لہو کے کہ واقع ہوتی ہے بیچ خرید و فروخت کے اور اس میں منزلت زہیر کی ہے نزدیک نفس اپنے کے اور یہ کہ وہ اس حالت میں تھا بیچ غایت وثوق کے ساتھ اللہ کے اور متوجہ ہونے کی طرف اس کے اور راضی ہونے کے ساتھ حکم اس کے کی اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے جی میں حق پر تھا اور مصیب تھا قتال میں، اسی لیے کہا اس نے کہ مجھ کو زیادہ فکر اپنے قرض کا ہے اور اس میں شدت امر دین کی ہے اس لیے کہ مثل زہیر کے ساتھ ان لوگوں کے کہ پہلے گزری ہیں اور ثابت ہیں اس کے لیے مناقب ڈرا وجوہ مطالبہ اس شخص کے سے کہ اس کے واسطے حق ہے بعد موت کے اور یہ کہ جائز ہے استعمال کرنا مجاز کا کلام میں بہت۔ (فتح)

بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُولًا فِي حَاجَةٍ  
أَوْ أَمْرَةٍ بِالْمَقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ.  
جب امام کسی ایسی کو کسی حاجت میں بھیجے اس کو اپنے شہر  
میں ٹھہرنے کے ساتھ حکم کرے تو کیا اس کو غنیمت سے  
حصہ دیا جائے یعنی ساتھ غازیوں کے یا نہیں۔

۲۸۹۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ  
حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ مَوْهَبٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا تَغَيَّبَ عُثْمَانُ  
عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيضَةً  
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ  
لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ.

۲۸۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے نہیں  
کہ غیر حاضر رہے عثمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے پس تحقیق شان یہ  
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار  
تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تحقیق تیرے لیے  
ثواب ہے ایک مرد کا ان لوگوں میں جو جنگ بدر میں حاضر  
ہوئے اور حصہ اس کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں آئے گی اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے  
اس کو غنیمت سے حصہ دیا جائے یا نہیں۔

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے اور دلیل ہے اس  
پر کہ تحقیق پانچواں حصہ واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے۔

بَابُ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمْسَ  
لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِينَ.

فائدہ: یہ عطف ہے اس ترجمہ پر جو آٹھ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ دلیل ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے  
حاجتوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور اس جگہ کہا کہ واسطے حاجتوں مسلمانوں کے ہے اور چند بابوں کے بعد کہا کہ دلیل  
ہے اس پر کہ پانچواں حصہ واسطے امام کے ہے اور تطبیق ان ترجموں میں یہ ہے کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمانوں کے  
ہے اور طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے باوجود متولی ہونے قسمت اس کی کے ہے کہ لیس س سے بقدر حاجت اور ضرورت اپنی  
کے اور حکم بعد اس کے اسی طرح متولی ہو امام اس چیز کا کہ تھے متولی ہوتے اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کرمانی نے بھی  
اشارہ کیا ہے طرف طریق تطبیق کے درمیان ان کے پس کہا کہ نہیں تقادوت باعتبار معنی کے اس لیے کہ مسلمانوں کی  
حاجتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجتیں ہیں اور واسطے امام کے بعد آپ کے میں کہتا ہوں کہ اول یہ ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر  
لفظ تراجم کا مخالف ہے اور معنی میں توافق ہے اور حاصل مذہب علماء کے تین سے زیادہ قول ہیں ایک قول اماموں  
مخالفت کا ہے کہ لیا جائے خمس اللہ کے سہم سے پھر تقسیم کیا جائے باقی پانچ کو جیسے آیت میں ہے دوسرا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا  
ہے کہ خمس خمس کا واسطے اللہ کے ہے اور واسطے رسول کے اور چار حصے واسطے مذکورین کے اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیتے  
سہم اللہ کا اور اس کے رسول کا واسطے قرابت والوں کے اور نہ لیتے تھے واسطے اپنی جان کے کچھ۔ تیسرا قول زین  
العابدین کا ہے کہ تمام خمس واسطے قرابت والوں کے ہے اور مراد ساتھ یتامی کے یتیم قرابت والوں کے ہیں اور اسی  
طرح مساکین اور ابن سبیل۔ چوتھا قول یہ ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے پس خمس اس کا خاص آپ کے لیے  
ہے اور باقی واسطے تصرف آپ کے کے ہے۔ پانچواں قول یہ ہے کہ وہ واسطے امام کے ہے اور تصرف کرے اس میں

ساتھ مصلحت کے جیسا کہ تصرف کرتا ہے نے میں۔ چھٹا یہ کہ مصالح مسلمانوں کے واسطے رکھے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ ہوگا بعد حضرت ﷺ کے واسطے قرابت داروں کے اور جو مذکور ہیں بعد ان کے آیت میں۔

مَا سَأَلَ هُوَ اَزِنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِضَاعِهِ فِيهِمْ فَتَحَلَّلَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

یعنی دلیل اس پر کہ خمس واسطے حاجتوں مسلمان کے ہے وہ چیز ہے کہ سوال کیا قوم ہوازن نے حضرت ﷺ سے بہ سبب رضاعت حضرت ﷺ کے بیچ ان کے یعنی اس لیے کہ حلیمہ حضرت ﷺ کی رضاعی ماں انہیں میں سے تھیں پس معاف کرایا حضرت ﷺ نے مسلمانوں سے۔

فائدہ: اور تحقیق ذکر کیا بخاری نے قصہ ہوازن کا مسور کے طریق سے لیکن اس میں رضاعت کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور اس میں ہے کہ احسان کران عورتوں پر جن کا تو دودھ پیا کرتا تھا۔ (فتح)

وَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعِدُّ النَّاسَ أَنْ يُعْطِيَهُمْ مِنَ الْفَيْءِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمْسِ وَمَا أُعْطِيَ الْأَنْصَارَ وَمَا أُعْطِيَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ تَمْرَ حَبِيبٍ.

اور نیز اس کی دلیل وہ چیز ہے کہ تھے حضرت ﷺ وعدہ کرتے لوگوں سے یہ کہ دیں ان کو فے کے مال سے اور زیادہ دینا پانچویں حصے سے ہے اور جو کچھ کہ دیا حضرت ﷺ نے انصار کو اور جو دیا جابر بن عبد اللہ کو خیبر کی کھجوروں سے

فائدہ: یہ دونوں فعل حضرت ﷺ کے بھی دلیل ہیں اس پر کہ خمس مسلمانوں کی حاجتوں کے لیے ہے ایسر وعدہ کرنا فے سے پس ظاہر ہوتا ہے حدیث جابر سے اور لیکن حدیث انفال من الخمس کے پس مذکور ہے باب میں ابن عمر کی حدیث سے اور ایسر حدیث عطا انصار کی پس گزر چکی ہے حدیث انس سے قریباً اور ایسر حدیث عطا جابر رضی اللہ عنہ کی۔ خیبر سے پس وہ ابوداؤد کی حدیث میں ہے اور اس کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس کے ساتھ بخاری نے باب باندھا ہے ایک ٹکڑا ہے اس سے۔

۲۸۹۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَرَزَعَمَ عُرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ جَاءَتْهُ وَفَدُ

۲۸۹۹- مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب قوم ہوازن کے اہل بی حضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہو کے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ نہایت پسند میرے نزدیک وہ بات ہے جو بہت سچی ہو سو دونوں چیزوں

سے ایک چیز اختیار کرو یا قیدی یا مال اور میں نے تمہاری انتظار کی تھی اور حضرت ﷺ نے دس دن سے زیادہ ان کی انتظار کی تھی جبکہ طائف سے پلٹے سو جب ان کو یقین ہوا کہ نہیں پھیر دیں گے ان کو حضرت ﷺ مگر ایک چیز دونوں سے تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں یعنی ہماری بیوی بچے ہم کو پھیر دیجیے تو حضرت ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق تھی پھر فرمایا کہ حمد اور صلوة کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے یہ بھائی آئے تو بہ کر کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے مناسب جانا کہ ان کے بیوی بچے جو قیدی ہیں ان کو پھیر دوں جو جس شخص کو تم میں سے یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنے حصے پر قائم رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلا دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے یعنی غنیمت سے تو چاہے کہ اس پر عمل کرے یعنی بطور قرض کے دے تو اصحاب نے کہا یا حضرت ہم سب راضی ہیں ساتھ اس کے یعنی ساتھ پھیر دینے قیدیوں کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ تاکہ تمہارے چوہدری تمہارا حال ہم سے آکر ظاہر کریں سو لوگ لوٹ گئے اور ان کے چوہدریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کی طرف پھر آئے اور آپ کو خبر دی کہ سب لوگ راضی ہیں اور سب نے اجازت دی پس یہ ہے جو کچھ پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں سے۔

هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُرَدَّ إِلَيْهِمْ  
أَمْوَالَهُمْ وَسَبِيَّهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ  
أَصْدَقُهُ فَأَخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا  
السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ  
بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ انْتَظَرَ إِخْرَهُمْ بَضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً  
حِينَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍ  
إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوا فَإِنَّا  
نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِي الْمُسْلِمِينَ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ  
بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِ إِخْوَانُكُمْ  
هَؤُلَاءِ قَدْ جَاؤُونَا تَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ  
أَنْ أُرَدَّ إِلَيْهِمْ سَبِيَّهُمْ مِنْ أَحَبِّ أَنْ يُطِيبَ  
فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى  
حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَفِيءُ اللَّهُ  
عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَبَّيْنَا ذَلِكَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ  
أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ  
فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ  
أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ  
ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَبَّيُوا وَأَذِنُوا

فَهَذَا الَّذِي بَلَّغْنَا عَنْ سَبِي هَوَازِنَ.

فائدہ: یہ حدیث وکالت میں گزر چکی ہے۔

۲۹۰۰۔ زہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو مرغی کا ذکر آیا اور ان کے نزدیک ایک مرد بنی تمیم سے تھا جو سرخ تھا گویا کہ موالی سے تھا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں نے اس کو دیکھا کہ ایک چیز کھاتی تھی سو میں نے اس کو مکروہہ جانا سو میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سے میں حدیث بیان کروں میں تجھ کو اس کے حال سے ہم اشعری چند لوگ حضرت رضی اللہ عنہم کے پاس آئے سواری مانگنے کو تو حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تم کو سواری نہیں دوں گا اور نہیں میرے پاس وہ چیز جس پر میں تم کو سوار کروں پھر حضرت رضی اللہ عنہم کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے تو آپ نے ہمارا حال پوچھا سو فرمایا کہ کہاں ہیں اشعری لوگ تو حکم کیا واسطے ہمارے ساتھ پانچ اونٹوں سفید اور بلند کوہان والوں کے سو جب ہم چلے تو ہم نے کہا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہم کو اس میں برکت نہ ہوگی تو ہم حضرت رضی اللہ عنہم کی طرف پھر آئے تو ہم نے کہا کہ ہم نے آپ سے سوال کیا تھا کہ آپ ہم کو سواری دیں تو آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہم کو سواری نہیں دیں گے سو آپ بھول گئے جو ہم کو سواری دی فرمایا کہ میں نے تم کو سواری نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو سواری دی اور قسم ہے اللہ کی تحقیق میں ان شاء اللہ نہیں قسم کھاؤں گا کسی بات پر پھر مجھ کو اس بات کے سوائے اور کوئی بات بہتر معلوم ہو مگر کہ کروں گا وہ چیز جو بہتر ہے اور حلال کروں گا اس کو یعنی کفارہ دے کر قسم توڑ لوں گا۔

۲۹۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكَلْبِيُّ وَأَنَا لِحَدِيثِ الْقَاسِمِ أَحْفَظُ عَنْ زَهْدِمٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَأَتَانِي ذَكَرَ دَجَاجَةٌ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ أَحْمَرٌ كَانَهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَاَهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَدَرْتُهُ فَحَلَفْتُ لَا أَكُلُ فَقَالَ هَلُمَّ فَلَا حَيْدَ لَكُمْ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ وَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَهَبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا فَقَالَ أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ فَأَمَرَنَا بِخَمْسِ ذُودٍ غَرِ الدُّرَى فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا لَا يَبَارِكُ لَنَا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا أَفَسَيِّتُ قَالَ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتَهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ایمان والذود میں آئے گی اور مناسبت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ

انہوں نے حضرت ﷺ سے سوال کیا تو حضرت ﷺ نے کچھ سواری نہ پائی جس پر ان کو سوار کریں پھر آپ کے پاس کچھ غنیمت آئی تو آپ نے ان کو غنیمت کے اونٹوں پر سوار کیا اور وہ محمول ہے اس پر کہ سوار کیا حضرت ﷺ نے ان کو اس چیز پر کہ خاص تھی ساتھ پانچویں حصے کے اور چونکہ آپ کے وسطے تصرف تھا ساتھ عجیز کے بغیر تعلق کے تو اسی طرح جائز ہے واسطے آپ کے تصرف ساتھ عجیز اس چیز کے کہ معلق کی۔ (فتح)

۲۹۰۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی جانب بھیجا کہ اس میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے سو وہ بہت اونٹ غنیمت لائے تو ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے یعنی بطور انعام کے۔

۲۹۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَبْلَ نَجْدٍ لَفَعِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سِبْهَامُهُمْ اثْنِي عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ

بَعِيرًا وَنُفُلًا بَعِيرًا بَعِيرًا. www.KitaboSunnat.com

فائدہ: نفل اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو غازی کے حصے سے زیادہ دی جاتی ہے اور اختلاف کیا ہے راویوں نے کہ تقسیم اور تحفیل دونوں اس لشکر کے امیر کی طرف سے تھیں یا حضرت ﷺ کی طرف سے یا ایک ایک سے اور ایک ایک سے پس روایت ابن اسحاق کی صریح ہے اس میں کہ تحفیل یعنی حصے سے زیادہ دینا امام کی طرف سے تھا اور تقسیم حضرت ﷺ کی طرف سے تھی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تحفیل بھی امیر کی طرف سے تھی پھر حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا نووی نے کہا کہ زیادہ دیا ان کو لشکر کے سردار نے اور حضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لشکر سے کوئی جماعت جدا ہو کے کچھ غنیمت لائیں تو وہ غنیمت سب کے واسطے ہے ابن عبد البر نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے فقہا کو بیچ اس کے کہ جب سب لشکر نکلے اور ایک جماعت اس سے جدا ہو اور نہیں مراد ہے ساتھ لشکر کے جو بیٹھا ہوا ہے اسلام کے شہروں میں پس نہیں ہے وہ شریک اس لشکر کو جو دشمن کے شہروں کی طرف نکلے بلکہ کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جدا ہونے والا لشکر اس لشکر سے جس میں امام ہے جدا ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو غنیمت لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ قائل ہیں ساتھ شریک ہونے لشکر کے واسطے ان کے جبکہ ہوں قریب ان سے کہ ان کو ان کی مدد پہنچے جبکہ ان کو حاجت ہو اور یہ قید امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب میں ہے اور ابراہیم حنفی نے کہا کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ زیادہ دے چھوٹے لشکر کو جو غنیمت لایا ہو سوائے باقی لشکر کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ تھا ہے اور اس میں مشروع ہوتا تحفیل کا ہے اور معنی اس کے تخصیص اس شخص کی نہیں جس کو اثر ہے لڑائی میں ساتھ کچھ مال کے لیکن خاص کیا ہے اس کو عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے



ساتھ حضرت ﷺ کے سوائے اس کے جو آپ ﷺ کے بعد ہیں ہاں اور مکروہ رکھا ہے مالک نے یہ کہ ہوساتھ شرط کے لشکر کے امیر سے مانند اس کی کہ رغبت دلانے لڑائی کی اور وعدہ دے کہ زیادہ دے چوتھائی کو تہائی تک یعنی علاوہ حصے سے جو سارے لشکر کے ساتھ ملتا ہے اور اس نے اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ لڑائی اس وقت دنیا کے واسطے ہے پس نہیں جائز ہوگی مثل اس کی اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو حکایت کرتا ہے اجماع کو اس کے مشروع ہونے پر اور تحقیق اختلاف کیا ہے علماء نے کہ تفصیل اصل غنیمت سے ہے یا خمس سے یا خمس الخمس سے یا سوائے خمس کے یہ کئی قول ہیں اور تین قول پہلے شافعی کا مذہب ہے اور اصح ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ خمس الخمس ہے اور نقل کیا ہے اس کو سعید نے مالک سے وہ شاذ ہے نزدیک ان کے ابن بطلال نے کہا کہ حدیث باب کی رد کرتی ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ زیادہ دیے گئے نصف سدس کا اور یہ اکثر ہے خمس الخمس سے اور یہ ظاہر ہے ابن میر نے اس کو اور واضح کیا پس کہا کہ اگر ہم فرض کریں کہ وہ سو آدمی تھے تو ان کو بارہ سواونٹ حاصل ہوئے ہوں گے اور ہوگا خمس اصل سے تین سواونٹ اور پانچواں حصہ ان کا ساٹھ اونٹ ہیں اور حدیث صریح ہے کہ وہ ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے تو سب تفصیل اونٹ سو ہوں گے اور جب خمس الخمس ساٹھ اونٹ ہوئے تو سو آدمی کو ایک ایک اونٹ پورا نہ آئے گا اور اسی طرح جو عدد فرض کیا جائے کہا اس نے اور تحقیق بیقرا کیا ہے بعضوں کو اس الزام نے پس دعویٰ کیا اس نے کہ سب غنیمت بارہ اونٹ تھے پس کہا گیا واسطے اس کے کہ پس خمس اس کا تین اونٹ ہوں گے تو اس سے لازم آیا کہ سریہ کل تین آدمی تھے ابن میر نے کہا کہ یہ سہو ہے تفریع مذکور پر بلکہ لازم آتا ہے کہ ہو کم ایک مرد سے بھی بنا بر اس کے کہ زیادہ دینا خمس الخمس سے ہے اور بعض شافعیہ جو اس کے قائل ہیں کہ نفل خمس الخمس سے ہے کہتے ہیں کہ بعض لشکر کو زیادہ دیا تھا اور بعض کو نہیں دیا تھا اور تحقیق آیا ہے کہ وہ دس آدمی تھے اور یہ کہ وہ ایک سو پچاس اونٹ غنیمت لائے تھے پس نکلا ان میں سے خمس اور وہ بیس ہیں اور تقسیم کیا ان پر باقی کو پس ہوئے واسطے ہر ایک کے بارہ بارہ اونٹ پھر ایک ایک اونٹ زیادہ دیے گئے بنا بر اس کے پس زیادہ دیے گئے ملٹ خمس کا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ثابت ہو تو نہ ہوگا اس میں رد واسطے اس احتمال کے کہ اس واسطے کہ احتمال ہے کہ دس میں چھ آدمیوں کو زیادہ دیا گیا ہو اور کہا اوزاعی اور احمد اور ابو ثور وغیرہ نے کہ نفل اس غنیمت میں سے ہے اور کہا مالک اور ایک جماعت نے کہ نہیں نفل مگر خمس سے اور خطابی نے کہا کہ اکثر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نفل اصل غنیمت سے ہے اور جو چیز باب کی حدیث کے قریب ہے یہ ہے کہ وہ خمس سے ہے اس واسطے کہ منسوب کیا اس نے بارہ کو طرف حصوں ان کے کی پس گویا کہ اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ تحقیق مقرر ہو چکا تھا واسطے ان کے استحقاق ان کا چار خمسوں سے جو ان پر تقسیم ہوئے تھے پس باقی رہے گا نفل خمس سے اور تائید کرتی ہے اس کی جو مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زیادہ دیا حضرت ﷺ نے ایک لشکر کو جس کو نجد کی طرف بھیجا تھا اونٹوں سے جو غنیمت لائے تھے سوائے حصے ان کے کے غنیمت سے اور نیز تائید کرتی ہے اس کی جو مالک نے روایت

کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں واسطے میرے اس چیز سے کہ اللہ نے عنایت کی اور تمہارے مگر پانچواں حصہ اور وہ بھی پھیرا گیا ہے اور تمہارے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ خمس کے ماسوا واسطے لڑنے والوں کے ہے اور ابن مسیب سے روایت ہے کہ تھے اصحاب زیادہ دیتے خمس سے میں کہتا ہوں اور ظاہر اس کا اتفاق اصحاب کا ہے اور اس کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اگر امام بعض لشکر کو بعض پر فضیلت دینی چاہے تو یہ خمس سے ہے نہ اصل غنیمت سے اور اگر ایک جماعت جدا ہو پس ارادہ کرے امام یہ کہ زیادہ دے اس کو غنیمت سے سوائے باقی لشکر کے تو یہ سوائے خمس کے ہے بشرطیکہ تہائی سے زیادہ نہ ہو اور ساتھ اس شرط کے قائل ہیں جمہور اور شافعی نے کہا کہ کوئی چیز معین نہ کی جائے بلکہ وہ امام کی رائے کی طرف ہے باعتبار مصلحت کے اور اوزاعی نے کہا کہ نہ زیادہ دیا جائے اول غنیمت سے اور نہ زیادہ دیا جائے چاندی سونے سے اور جمہور اس کے مخالف ہیں اور حدیث باب کی ابن الحنفی کی روایت سے دلالت کرتی ہے واسطے اس چیز کے کہ انہوں نے کہا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر تعین قسمت اعیان غنیمت کے نہ منافع اس کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ بطور اتفاق کے واقع ہوا ہو یا واسطے بیان جواز کے اور مالکیہ کے نزدیک اس میں تین قول ہیں تیسرا اختیار دینا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر لشکر کا سردار کوئی مصلحت کرے تو امام اس کو توڑے نہیں۔ (فتح)

۲۹۰۲۔ ۲۹۰۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھے حضرت ﷺ زیادہ حصہ دیتے بعض ان شخصوں کو کہ بھیجتے لشکروں سے واسطے نفسوں ان کے خاص سوائے تقسیم کرنے عام لشکر کے۔

۲۹۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا  
اللَيْثُ عَنْ عُقَيْبِ بْنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ  
عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْفِلُ بَعْضَ  
مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً  
سِوَى قِسْمِ عَامَةِ الْجَيْشِ.

فائدہ: اور مسلم نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ پانچواں حصہ واجب ہے سب ان سب کے اور نہیں ہے اس میں حجت واسطے اس کے کہ نفل خمس سے ہے اور نہ غیر اس کے سے بلکہ وہ محتمل ہے واسطے ہر قول کے ہاں اس میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے تخصیص بعض لشکر کی ساتھ زیادہ دینے کے سوائے بعض کے ابن دقیق العید نے کہا کہ واسطے حدیث کے تعلق ہے ساتھ مسائل اخلاص کے سب اعمال کے اور یہ جگہ دقیق ماخذ کی ہے اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ تکفیل واقع ہوتی ہے واسطے ترغیب کے سب زیادتی عمل کے اور مخاطرہ کے جہاد میں اور لیکن یہ ان کو قطعاً مضرنہ ہوا اس واسطے کہ یہ ان کے لیے حضرت ﷺ سے صادر ہوا پس دلالت کی اس نے کہ بعض مقاصد جو خارج ہیں محض تعبد سے نہیں قدح کرتے اخلاص میں۔ (فتح)

۲۹۰۳۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے سو ہم ہجرت کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے یعنی میں اور میرے دو بھائی اور میں سب سے چھوٹا تھا اور ایک ابو بردہ اور دوسرا ابو رہم یا تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند لوگوں میں یا کہا کہ تریپن یا باون مردوں میں اپنی قوم سے سو ہم کشتی میں سوار ہوئے سو ہماری کشتی نے ہم کو حبشہ میں نجاشی کی طرف ڈالنا شروع ہوئے ہم ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھیوں کے نزدیک نجاشی کے تو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ بھیجا ہے اور حکم کیا ہے ہم کو ساتھ ٹھہرنے کے سو تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو تو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے یہاں تک کہ ہم سب آئے سو اسٹھے ہوئے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا تو ہم کو اس سے حصہ دیا اور نہ تقسیم کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کسی کے کہ فتح خیبر سے غائب ہوا اس سے کچھ چیز مگر واسطے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کے لیے ساتھ جعفر کے اور اصحاب اس کے کے تقسیم کیا واسطے ان کے ساتھ ان کے۔

۲۹۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَلَّغْنَا مَخْرَجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مَهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخْوَانٌ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْأُخْرَى أَبُو رَهْمٍ إِذَا قَالَ فِي بَضْعٍ وَإِنَّمَا قَالَ فِي ثَلَاثَةِ وَخَمْسِينَ أَوْ الثَّيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكْنَا سَفِينَةً فَالْقَيْنَا سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ وَوَالَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ فَقَالَ جَعْفَرُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا هَاهُنَا وَأَمَرَنَا بِالْإِقَامَةِ فَأَقِيمُوا مَعَنَا فَأَقِمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَالَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْأَلَهُمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابٍ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ قَسَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ.

فائدہ: اس کی پوری شرح مغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہی کلام اخیر ہے ابن مزیر نے کہا کہ باب کی حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر پس تحقیق ظاہر ہے کہ تقسیم کیا واسطے ان کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل غنیمت سے نہ جس سے اس واسطے کہ اگر یہ حصہ جس سے ہوتا تو نہ ہوتے واسطے ان کے ساتھ اس کے خصوصیت اور حدیث ناطق ہے ساتھ خصوصیت کے لیکن وجہ مطابقت کی یہ ہے کہ جب جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ اجتہاد کرے اور جاری کرے اپنے اجتہاد کو اخماس اربعہ میں جو خاص ہیں ساتھ غازیوں کے پس تقسیم کرے اس سے واسطے اس شخص کے کہ نہیں حاضر ہوا لڑائی میں تو جاری کرنا اس کا اپنے اجتہاد کو بیچ جس کے نہیں مستحق ہے اس کا کوئی

فخص معین اگرچہ مستحق ہے اس کو ایک قسم مخصوص اولیٰ ہے اور ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو ساتھ رضا مندی باقی لشکر کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں اور احتمال ہے کہ دیا ہو ان کو نفس سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور یہی موافق ہے واسطے ترجمہ بخاری کے اور لیکن قول ابن منیر کا کہ اگر یہ نفس سے ہوتا تو نہ ہوتی اس جگہ تخصیص پس ظاہر ہے لیکن احتمال ہے کہ جو نفس سے اور خاص کیا ان کو ساتھ اس کے سوائے غیر ان کے کے ان لوگوں میں سے جن کی شان سے تھا کہ نفس سے دیے جائیں اور احتمال ہے کہ دیا ان کو تمام غنیمت سے اس واسطے کہ بچے وہ تقسیم ہونے سے پہلے اور بعد جمع ہونے اس کے اور یہ ایک قول شافعی کا ہے اور یہ احتمال ترجیح پاتا ہے ساتھ قول اس کی کے کہ حصہ دیا ان کو اس واسطے کہ جو نفس سے دیا جاتا ہے نہیں کہا جاتا اس کے حق میں کہ اَسْهَمَ لَهُ یعنی حصہ دیا ان کو مگر بطور مجاز کے اور نیز اس واسطے کہ سیاق کلام کا چاہتا ہے افتخار کو اور استدجا کرتا ہے اختصاص کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی واسطے غیر ان کی کے۔ (فتح)

۲۹۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَنِي مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتَكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمْ يَجِئْ حَتَّى قَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُو بَكْرٍ مُنَادِيًا فَنَادَى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَ أَوْ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنَا فَآتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا فَحَنَّا لِي ثَلَاثًا وَجَعَلَ سُفْيَانُ يَحْتَرُ بِكَفِّهِ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ لَنَا هَكَذَا قَالَ لَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ مَرَّةً فَآتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلْتُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ آتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ آتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقُلْتُ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي

۲۹۰۴۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی تین بار دونوں ہاتھ بھر بھر کر دوں گا تو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا سو جب بحرین کے ملک سے مال آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والے کو حکم کیا تو اس نے پکارا کہ جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر قرض ہو یا جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس آئے تو میں ان کے پاس آیا سو میں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو اس طرح اس طرح فرمایا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین بار دیا اور سفیان اپنے دونوں ہاتھ بھرنے لگے پھر ہم کو کہا اسی طرح کہا ہمارے واسطے ابن منکدر نے اور جابر نے ایک بار کہا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان سے مال مانگا تو انہوں نے مجھ کو نہ دیا پھر میں ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھ کو نہ دیا پھر میں تیسری بار ان کے پاس آیا تو بھی انہوں نے مجھ کو

نہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تم سے مانگا تھا تو تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا پھر میں نے تم سے مانگا تو بھی تم نے مجھ کو نہ دیا سو یا تو مجھ کو دیتا ہے یا مجھ سے بخل کرتا ہے صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کہتا ہے کہ مجھ سے بخل کرتا ہے نہیں منع کیا میں نے تجھ کو ایک بار مگر میں نے چاہا کہ تجھ کو دوں یعنی لیکن کوئی شغل مجھ کو مانع ہوا سفیان نے کہا اور حدیث بیان کی ہم سے عمرو بن علی نے محمد بن علی سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دونوں ہاتھ بھر کر دیے اور کہا گن تو میں نے ان کو پانچ سو درہم پایا تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہزار درہم اور لے لے اور ابن منکدر نے کہا کہ کوئی بیماری بخل سے بدتر نہیں۔

نَمْ سَأَلْتِكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَأَمَّا أَنْ تُعْطِنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْعَلَ عَنِّي قَالَ قَلْتُ تَبْعَلَ عَنِّي مَا مَنَعَكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُعْطِيكَ. قَالَ سَفِيَانٌ وَحَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَتَّى لِي حَشِيَّةٌ وَقَالَ عُدَّهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ فَعُدَّ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ وَقَالَ يَعْنِي ابْنَ الْمُنْكَدِرِ وَآيٌ ذَاةٌ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ.

**فائدہ:** اور تحقیق گزر چکی ہے کفالے میں توجیہ وفا کرنے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی واسطے وعدوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا خلاف کرنا جائز نہیں پس یہ نازل ہے بجائے ضمان کے صحت میں اور بعض کہتے ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو بطور نفل کے کیا تھا اور ان پر اس کی قضا لازم نہ تھی اور جو باب انجام الوعد میں گزرا وہ اولیٰ ہے اور یہ کہ نہیں دعویٰ کیا تھا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اس کا قرض ہے پس نہ مطالبہ کیا ان سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ساتھ گواہ کے اور پورا کیا گیا یہ واسطے اس کے بیت المال سے جس کا امر امام کی رائے کے سپرد ہے اور یہی مراد ہے امام بخاری رحمہ اللہ کی اور ساتھ اسی کے باب باندھا ہے اس نے اور سوائے اس کے نہیں کہ مؤخر کیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دینا جابر رضی اللہ عنہ کو یہاں تک کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے اس کے جو کچھ کہا یا تو واسطے کسی امر اہم کے تھا یا اس واسطے کہ اس کو حرص پر باعث ہو یا شس اس کی بہت مسائل نہ ہو جائیں اور ان کی مراد مطلق منع کی نہ تھی اور ظاہر وارد کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا اس حدیث کو اس جگہ یہ ہے کہ مصرف اس کا نزدیک ان کے مصرف خمس کا ہے۔ (فتح)

۲۹۰۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرانہ میں غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ ناگہاں ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انصاف کرو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ بد بخت ہوا اگر میں نے انصاف نہ کیا۔

۲۹۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ غَنِيمَةً بِالْحِجْرَانَةِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ

اعْدِلْ فَقَالَ لَهُ لَقَدْ شَقِيتُ اِنْ لَمْ اُعْدِلْ.

**فائدہ:** اس کے معنی ظاہر ہیں اس میں کوئی اعتراض نہیں اور شرط نہیں مستلزم ہے وقوع کو اس واسطے کہ حضرت ﷺ غیر عادلوں سے نہیں تاکہ آپ ﷺ کے واسطے بدبختی حاصل ہو بلکہ آپ ﷺ عادل ہیں پس نہ بدبخت ہوں گے اور بعضوں نے کہا کہ شقیّت میں تخطاب کی ہے یعنی البتہ بدبخت ہوا تو اے تابع اس واسطے کہ تو پیروی کرتا ہے اس کی جو عدل نہیں کرتا یا اس واسطے کہ تو اعتقاد رکھتا ہے اپنے نبی کے حق میں اس قول کو جو ادنیٰ مومن سے صادر نہیں ہوتا چہ جائے کہ نبی سے اور اس کی پوری شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

**بابُ مَا مَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ.**  
بیان ہے اس چیز کا کہ احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر بغیر اس کے کہ خمس لیں۔

**فائدہ:** مراد ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے جائز تھا کہ تصرف کریں غنیمت میں ساتھ اس چیز کے کہ دیکھیں اس کو مصلحت پس زیادہ دیتے تھے اس غنیمت سے اور کبھی خمس سے اور استدلال کیا گیا ہے واسطے پہلے کے ساتھ اس کے کہ تھے حضرت ﷺ احسان کرتے قیدیوں پر اصل غنیمت سے اور کبھی خمس سے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز تھا واسطے آپ ﷺ کے یہ کہ زیادہ دیں اصل غنیمت سے۔ (فتح)

۲۹۰۶۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا تو پھر مجھ سے ان ناپاک گندوں کے حق میں سفارش کرتا تو میں ان کو چھوڑ دیتا۔

۲۹۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِي حَيًّا لَمْ كَلَّمْنِي فِي هَوْلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ.

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ وجہ احتجاج کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ نہیں جائز ہے بیچ حق حضرت ﷺ کے یہ کہ خبر دیں کسی چیز سے کہ اگر واقع ہو تو البتہ کریں اس کو اور وہ جائز نہ ہو پس دلالت کی اس نے اس پر کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ احسان کرے قیدیوں پر بغیر خدا کے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے کما تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں قرار پاتا ملک غنیمت لانے والوں کا غنائم پر مگر بعد قسمت کے اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور شافعی نے کہا کہ مالک ہوتے ہیں ساتھ نفس غنیمت کے اور جواب حدیث باب سے یہ ہے کہ یہ معمول ہے اس پر کہ وہ غنیمت لانے والوں کی رضامندی سے دیتے تھے اور نہیں حدیث میں جو اس کو منع کرے پس نہیں لائق ہے وہ حجت پکڑنے کے اور واسطے فریقین کے کئی استدلال اور جواب ہیں جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں لیکن ہم ان کو



حضرت ﷺ آپ نے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا اور حالانکہ ہم اور وہ آپ سے نسب میں برابر ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مطلب کی اولاد اور ہاشم کی تو ایک ہی چیز ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے اولاد عبد شمس کے اور نہ واسطے اولاد نوفل کے اور اسبق نے کہا کہ عبد شمس اور ہاشم اور مطلب آپس میں بھائی ہیں ماں کی طرف سے اور ان کی ماں عاتکہ بن مرہ ہے اور تھا نوفل بھائی ان کا باپ کی طرف سے۔

الْمَسْبَبُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ  
أَنَا وَهَيْمَانَ بْنِ عَفَّانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَوَكَّنَّا وَنَحْنُ  
وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا بَنُو  
الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ. قَالَ  
اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ وَزَادَ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ  
يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي  
عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِي نَوْفَلٍ وَقَالَ ابْنُ  
إِسْحَاقَ عَبْدُ شَمْسٍ وَهَاشِمٌ وَالْمُطَّلِبُ  
إِخْوَةٌ لَأُمَّ وَأُمَّهُمُ عَاتِكَةُ بِنْتُ مِرَّةَ وَكَانَ  
نَوْفَلٌ أَخَاهُمْ لِأَبِيهِمْ.

فائدہ: عبد مناف کے چار بیٹے تھے ایک ہاشم دوسرے مطلب تیسرے عبد شمس چوتھے نوفل سو جبیر نوفل سے ہیں اور عثمان عبد شمس سے سو حضرت ﷺ نے ہاشم اور مطلب کی اولاد کو دیا اور عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو نہ دیا اگرچہ نسب میں سب حضرت ﷺ کے برابر ہیں تو یہ اس واسطے ہے کہ مطلب اور ہاشم کی اولاد ایک چیز ہے یعنی ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوئے کفر اور اسلام میں ہمیشہ شریک رہے یہ سبب ہے ان کی خصوصیت کا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے شافعی کے اور جو ان کے موافق ہیں کہ حصہ ذوی القربیٰ کا یعنی جو آیت واعلموا انما غنمتمہ الآیہ میں مذکور ہے خاص ہے واسطے اولاد ہاشم اور مطلب کے سو باقی قرابتوں حضرت ﷺ کی قریش اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ وہ خاص ہاشم کی اولاد ہیں اور یہی قول ہے زید بن ارقم کا اور ایک گروہ کو فیوں کا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے واسطے لاحق کرنے بنی مطلب کے ساتھ بنی ہاشم کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سب قریش ہیں لیکن امام ان میں سے جس کو چاہے دے اور یہ قول اصح کا ہے اور یہ حدیث حجت ہے اوپر اس کے اور اس میں تو ہیں ہے اس شخص کے قول کی جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے تو صرف ان کو حاجت کے لیے دیا تھا اس لیے کہ اگر ان کو حاجت کے لیے دیتے تو نہ خاص کرتے ایک قوم کو سوائے دوسری کے اور حدیث ظاہر ہے اس میں کہہ دیا تھا ان کو بہ سبب مدد کرنے کے اور جو تکلیف کہ پہنچی ان کو بہ سبب اسلام کے اپنی باقی قوم سے جو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔



اور خلاصہ یہ ہے کہ آیت نص ہے اور مستحق ہونے حضرت ﷺ کے قرابت والوں کے اور وہ ثابت ہے عبد شمس کی اولاد میں اس لیے کہ وہ بھائی اور نوفل کی اولاد میں جبکہ نہ اعتبار کی جائے قرابت ماں کی اور اختلاف کیا ہے شافعیہ نے سبب نکالنے ان کے کے پس بعض کہتے ہیں کہ علت قرابت ہے ساتھ نصرت کے اسی لیے داخل ہوئے بنی ہاشم اور بنی مطلب اور نہ داخل ہوئے۔ بنی عبد شمس اور بنی نوفل واسطے گم ہونے جزو علت کے یا شرط اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ استحقاق بالقرابت ہے اور پایا گیا ساتھ بنی نوفل اور بنی عبد شمس کے مانع اس لیے کہ وہ بنی ہاشم سے لڑے اور تیسرا قول یہ ہے کہ قرنی عام ہی مخصوص ہے بیان کیا ہے اس کو سنت نے اور ابن بطلال نے کہا کہ اس میں رد ہے واسطے قول شافعی کے کہ خمس الخمس تقسیم کیا جائے درمیان ذوی القربی کے نہ زیادہ دیا جائے مالدار کو فقیر سے اور یہ کہ تقسیم کیا جائے درمیان ان کے اس طور سے کہ مرد کو دو حصے دے جائیں اور عورت کو ایک حصہ میں کہتا ہوں کہ نہیں حجت ہے سبب اس کے نہ بطور اثبات کے اور نہ بطور نفی کے ایچ اول پس نہیں حدیث میں مگر یہ کہ تقسیم کیا خمس الخمس کو درمیان بنی ہاشم اور مطلب کے اور نہیں تعرض کیا واسطے تجلیل کے اور نہ واسطے عدم اس کے کیے اور جب نہ تعرض کیا تو اصل قسمت میں جبکہ مطلق ہو تو یہ اور تعیم ہے پس حدیث اس وقت حجت ہے واسطے شافعی کے نہ اوپر اس کے اور ممکن ہے پہنچنا طرف تعیم کی بایں طور کہ حکم کرے امام اپنے نائبوں کو ہر ملک میں ساتھ ضبط کرنے اس شخص کے اس میں ہے اور جائز ہے نقل کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے مکان کے واسطے حاجت کے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ خاص ہے ہر طرف ساتھ اس شخص کے کہ اس میں ہے اور ایچ ثانی شق پس نہیں اس میں تعرض واسطے کیفیت قسمت کے لیکن ظاہر اس کا تو یہ ہے اور یہ قول ہے مزنی کا اور ایک گروہ کا پس جو اس کو میراث کی طرح ٹھہراتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور اکثر علماء کا یہ مذہب کہ قسمت میں سب قرابت والوں کو حصہ دیا جائے بخلاف یتیموں کے پس خاص کئے جائیں ان میں سے فقیر نزدیک شافعی اور احمد کے اور مالک سے روایت ہے کہ عام کرے ان کو دینے میں اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ خاص کیا جائے فقیروں کو دونوں قسموں سے اور شافعی کی حجت یہ ہے کہ جب وہ زکوٰۃ سے منع کئے گئے ہیں تو عام کیے جائیں ساتھ سہم کے اور نیز اس لیے کہ وہی قرابت کی جہت سے دیے گئے ہیں بخلاف یتیموں کے کہ وہ خالی جگہ کے بند کرنے یعنی ان کو دفع حاجت کے لیے دیا جاتا ہے واسطے دیئے گئے ہیں۔ (فتح)

بابُ مَنْ لَمْ يَخْمَسِ الْأَسْلَابُ. باب ہے بیان میں اس شخص جو سلب سے پانچواں حصہ

نہیں نکالتا یعنی جیسے کہ غنیمت میں سے نکالتے ہیں۔

فائدہ: سلب وہ چیز ہے جو پائی جاتی ہے ساتھ لڑنے والے کے ملبوس وغیرہ سے نزدیک جمہور کے یعنی خواہ گھوڑا وغیرہ ہو یا کوئی چیز پہننے کی ہو اور امام احمد سے روایت ہے کہ نہیں داخل ہوتا سلب میں چوپایہ اور شافعی سے روایت ہے کہ سلب خاص ہے ساتھ ہتھیاروں لڑائی کے۔



قوی کے عبداللہ بن زبیر سے کہ تھی صفیہ بیچ قلعة حسان بن ثابت کے دن خندق کے پھر ذکر کی ساری حدیث بیچ قتل اس کے کے یہودی کو اور کہنے اس کے کے واسطے حسان کے اتر اور اس کا اسباب لے تو حسان نے کہا کہ مجھ کو اس کے اسباب کی کچھ حاجت نہیں اور جیسے کہ روایت کی ہے ابن اسحاق نے مغازی میں بیچ قتل کرنے علی مرتضیٰ کے عمرو بن عبد کو دن خندق کے بھی تو عمر نے اس کو کہا کہ تو نے اس کی زرہ کیوں نہیں اتاری پس تحقیق نہیں واسطے عرب کے بہتر اس سے اور نیز حضرت ﷺ نے حنین کے دن یہ حدیث فرمائی تھی تو لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد فرمائی تھی جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں صریح موجود ہے یہاں تک کہ مالک نے کہا کہ مکروہ ہے واسطے امام کے یہ کہ کہے جو کسی کافر کو مار ڈالے تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تاکہ غازیوں کی نیت ضعیف نہ ہو جائے اور نہیں فرمایا حضرت ﷺ نے یہ مگر بعد گزرنے لڑائی کے اور حنفیہ سے روایت ہے کہ اس میں کراہت نہیں اور جب اس کو لڑائی سے پہلے کہے یا لڑائی کے درمیان کہے تو مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا۔ (فتح)

۲۹۰۸۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں صف میں کھڑا تھا جنگ بدر کے دن تو میں نے اپنی دائیں بائیں دیکھا تو ناگہان میں نے دو انصار کے لڑکے دیکھے جو نو عمر تھے سو میں نے تمنا کی کہ ہوتا میں درمیان دو شخصوں قوی تر اور دیرینہ سال کے ان دونو جوانوں سے یعنی میں نے شجاعت میں ان کو حقیر جانا کہ جوان نا آزمودہ کار ہیں مبادا بھاگ جائیں اور مجھ کو معیوب کریں تو دونوں میں سے ایک نے مجھ کو چوکا اور کہا کہ اے چچا کیا تو ابو جہل کو پہچانتا ہے کہ کون ہے میں نے کہا کہ ہاں اے میرے بھتیجے تجھ کو اس کی طرف کیا حاجت ہے اس نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ حضرت ﷺ کو گالی دیتا ہے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو نہ جدا ہوگا بدن میرا اس کے بدن سے یہاں تک کہ کہ ہم میں سے بہت جلد باز مرے یعنی جس کی موت پہلے آئی اور پہلے مرے گا سو میں نے ایک اس کے کہنے کے سبب سے تعجب کیا کہ بڑی شجاعت اور محبت حضرت ﷺ سے رکھتے ہیں عبدالرحمن نے کہا پھر

۲۹۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يُوْصُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ بَيْنَا اَنَا وَاقِفٌ لِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي فَاِذَا اَنَا بِغَلَامِيْنٍ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْقَةً اَسْنَانَهُمَا تَمَيَّنْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَصْلَعٍ مِنْهُمَا فَعَمَزَنِيْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَا حَاجَتِكَ اِلَيْهِ يَا اَبْنَ اَخِيْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنْهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَنْ رَاَيْتَهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَةً حَتّٰى يَمُوْتُ الْاَعْجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَعَمَزَنِي الْاٰخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ اَنْسَبْ اَنْ نَّظَرْتُ اِلَى اَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ قُلْتُ اَلَا اِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي

سَأَلْتُمَنِي فَأَبْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ  
حَتَّى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ  
أَيُّكُمَا قَتَلَهُ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ  
فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا قَالَا لَا فَنَظَرَ  
فِي السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهُ سَلْبُهُ  
لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْجُمُوحِ وَكَانَا مُعَاذُ  
بْنِ عَفْرَاءَ وَمُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْجُمُوحِ.  
قَالَ مُحَمَّدٌ سَمِعَ يُونُسُ صَالِحًا  
وَأَبْرَاهِيمَ أَبَاهُ.

دوسرے نے مجھ کو چوکا اور کہا مجھ کو مانند اس کی یعنی مانند قول  
پہلے کے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ لوگوں  
میں پھرتا ہے تو میں نے کہا کہ خبردار ہو کہ بے شک یہ ہے تمہارا  
ساتھی جس کا حال تم نے مجھ سے پوچھا تھا یعنی دیکھو ابو جہل یہی  
ہے تو دونوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ ابو جہل کی طرف جلدی  
کی سو اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو قتل کیا پھر وہ دونوں  
حضرت ﷺ کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ہم  
نے ابو جہل کو مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میں  
سے کس نے اس کو مارا تو ہر ایک نے کہا کہ میں نے اس کو مارا  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تلواں پونچھ ڈالیں  
دونوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے تلواروں کو دیکھا سو فرمایا کہ تم  
دونوں نے اس کو مارا اور اس کا اسباب واسطے معاذ بن عمرہ کے  
ہے اور وہ دونوں معاذ بن عمرو اور معاذ بن عمرو تھے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے قول اس کا ہے اس کے اخیر میں کہ تم دونوں نے اس کو مارا اور اسباب اس کا واسطے  
معاذ بن عمرو کے ہے پس تحقیق حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو قاتل ہے کہ مقتول کا اسباب قاتل کو دینا  
امام کی رائے کے سپرد ہے اور طحاوی وغیرہ نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ اگر اسباب قاتل کے لیے واجب ہوتا تو  
ہوتا اسباب مستحق ساتھ قتل کے اور البتہ تقسیم کرنے اس کو درمیان دونوں کے واسطے مشترک ہونے ان دونوں کے بیچ  
قتل اس کے کے پس جب ایک کو اس کے ساتھ خاص کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قتل کے سبب سے مستحق نہیں اور سوائے  
اس کے نہیں کہ مستحق ہوتا ہے ساتھ تعیین امام کے اور جواب دیا ہے جمہور نے ساتھ اس کے کہ سیاق میں دلالت ہے  
کہ اس پر کہ سلب کا مستحق وہ ہوتا ہے جو قتل میں خوزیزی کرے اگرچہ شریک ہو اس کو غیر اس کا بیچ مارنے اور زخمی  
کرنے کی مہلب نے کہا کہ دیکھنا حضرت ﷺ کا تلواروں کو اس لیے تھا کہ دیکھیں وہ چیز کہ پہنچی ہے خون کی تلواروں  
دونوں کے سے اور مقدر عرق دخول ان کے بیچ جسم مقتول کے تاکہ حکم کریں ساتھ سلب کے لیے اس شخص کے کہ ہو بیچ  
اس کے مبلغ اسی لیے پہلے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی تلواں پونچھ ڈالیں۔ اس لیے کہ اگر انہوں نے پونچھ ڈالی  
ہوتیں تو نہ ظاہر ہوتی مراد اس سے اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں نے اس کو مارا اگرچہ  
ایک نے خوزیزی کی تھی تاکہ دوسرے کے جی کو خوش کریں۔ (فتح)

۲۹۰۹- ابقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حنین کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو جب مسلمان کافروں سے ملے یعنی لڑنے لیے تو مسلمانوں کو شکست ہوئی سو میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ ایک مسلمان پر غالب ہوا تو میں اس کے گرد گھومایا یہاں تک کہ میں نے اس کی رگ گردن پر تلوار ماری تو وہ مشرک مجھ پر متوجہ ہوا اور اس نے مجھ کو بھینچنا بھینچنا یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کی بوپائی یعنی قریب المریگ ہوا پھر اس کو موت نے پایا تو اس نے مجھ کو چھوڑ دیا پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جا ملا تو میں نے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ بھاگتے ہیں اس نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے یعنی کہ تقدیر سے ہوا پھر لوگ پھرے یعنی لڑائی سے فارغ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے تو آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک مارنے والا ہے سو میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ کون شخص ایسا ہے کہ میرے لیے گواہی دیں پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مار ڈالے اور اس کے پاس اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں تو اس کے اسباب کا مالک مارنے والا ہے تو میں نے کہا کہ کوئی مرد ایسا ہے کہ میرے واسطے گواہی دے پھر میں بیٹھ گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار اسی طرح فرمایا تو میں کھڑا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے واسطے تیرے اے ابقادہ تو میں نے آپ سے قصہ بیان کیا سو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت یہ سچا ہے اور اس کا اسباب میرے پاس ہے سو اس کو میری طرف سے راضی کر دو یعنی اس کو اس اسباب کے عوض کچھ اسباب دیجیے تاکہ یہ اسباب میرے پاس رہے تو صدیق

۲۹۰۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَلْحَمٍّ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَاسْتَدْرَتُ حَتَّى آتَيْتُهُ مِنْ وَّرَائِهِ حَتَّى ضَرَبْتُهُ بِالسِّيفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ لَضْمِنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ الْمَوْتَ فَأَرْسَلَنِي فَلِحِقْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالَ النَّاسُ قَالَ أَمَرَ اللَّهُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيْتَةٌ فَلَهُ سَلْبَةٌ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيْتَةٌ فَلَهُ سَلْبَةٌ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ الثَّلَاثَةُ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَاتَّصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلْبَةٌ عِنْدِي فَأَرَضِيهِ عَنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا مَا اللَّهُ إِذَا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنَ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيكَ سَلْبَهُ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ  
فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَأَبْعْتُ بِهِ مَخْرُومًا فِي بَيْتِي  
سَلِمَةً فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأْتَلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یوں نہ چاہیے اس وقت نہ  
تصد کریں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرف ایک شیر کی اللہ کے شیروں  
سے کہ ابوقادہ ہے کہ لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی خوشی  
کے لیے پھر دیویں تجھ کو اسباب اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اسباب ابو  
قادہ کو دیا سو میں نے زرہ بیچ کر نبی سلمہ کے محلے میں ایک  
باغ خریدا پس تحقیق وہ اول مال ہے جس کو میں نے اسلام میں  
جمع کیا۔

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر داخل ہونے اس شخص کے کہ نہیں نکالا جاتا واسطے اس کے حصہ بیچ  
قول عموم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو کسی کو مار ڈالے اس کے اسباب کا مالک اس کے مارنے والا ہے اور امام  
شافعی رحمہ اللہ سے بھی ایک قول یہی ہے اور یہی قول ہے مالک کا کہ نہیں مستحق ہوتا سلب کو مگر جو شخص مستحق ہو حصے کو یعنی  
غنیمت سے اس واسطے کہ اس نے کہا ہے کہ جب سہم کا مستحق نہ ہو تو سلب کا مستحق بطریق اولیٰ نہ ہوگا اور معارضہ کیا  
گیا ہے ساتھ اس کے کہ سہم معلق ہے مظنہ پر اور حاصل ہوتا ہے استحقاق سلب کا ساتھ فعل کے پس وہ اولیٰ ہے اور یہ  
اصح ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب واسطے قاتل کے ہے ہر حال میں یہاں تک کہ کہا ابو ثور  
اور ابن منذر نے کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کا اگرچہ مقتول بھاگا جاتا ہو اور کہا احمد نے کہ نہیں مستحق ہوتا اس کا مگر  
ساتھ لڑائی کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سلب حق اس قاتل کا ہے جو خوزیری کرے اس کو  
ساتھ قتل کے سوائے اس شخص جو وقف کرے اور اس کے جیسا کہ آئے گا بیچ قصے ابن مسعود کے ساتھ ابو جہل کے بیچ  
جنگ بدر کے اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ مستحق ہوتا ہے قاتل سلب کو ہر مقتول سے یہاں تک کہ اگرچہ مقتول عورت  
ہو اور یہی قول ہے ابو ثور اور ابن منذر کا اور کہا جمہور نے کہ شرط اس کی ہے کہ ہو مقتول لڑنے والوں سے اور اتفاق  
ہے اس پر کہ نہ قبول کیا جائے دعویٰ اس شخص کا کہ دعویٰ کرے سلب کا مگر ساتھ گواہوں کے کہ گواہی دیں کہ تحقیق اس  
نے قتل کیا ہے اس کو اور حجت اس میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس حدیث میں لَعَلَّةَ بَيْنَهُنَّ مَن مِّنْهُنَّ اس کا یہ ہے کہ  
اگر اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو اس کا دعویٰ قبول نہیں اور سیاق ابوقادہ کا گواہی دیتا ہے واسطے اس کے اور اوزامی سے  
روایت ہے کہ قبول کیا جائے دعویٰ اس کا بغیر گواہ کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوقادہ کو بغیر گواہ کے دیا اور اس  
میں نظر ہے اس لیے کہ داقدی کی مغازی میں واقع ہوا ہے کہ اوس بن خولی نے ابوقادہ کے لیے گواہی دی اور  
بر تقدیر اس کے کہ صحیح نہ ہو تو حمل کیا جائے گا اس پر کہ معلوم کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہی ہے قاتل ساتھ کسی طریق

کے طریقوں سے اور بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ مراد ساتھ گواہ کے وہ شخص ہے جو اقرار کرے کہ اس کے پاس سلب ہے پس وہ شہد ہے اور شاہد ثانی وجود سلب کا ہے پس تحقیق وہ بجائے گواہ کے ہے اس پر کہ قتل کیا ہے اس کو اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق ہوا اس کو ابو قتادہ ساتھ اقرار اس شخص کے کہ سلب اس کے ہاتھ میں تھا اور یہ ضعیف ہے اس لیے کہ سوائے اس کے نہیں کہ اقرار فائدہ دیتا ہے جبکہ ہو مال منسوب واسطے اس شخص کے کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہے پس مواخذہ کیا جائے گا ساتھ اقرار اس کے کہ اور مال اس جگہ منسوب ہے واسطے تمام لشکر اور نقل کیا ہے ابن عطیہ نے اکثر فقہاء سے کہ بیہ اس جگہ گواہ ایک ہے اکتفا کیا جائے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمَوْلَةَ قُلُوبَهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنْ الْخُمْسِ وَنَحْوِهِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ حضرت ﷺ دیتے تھے مؤلفہ قلوب وغیرہ کو خمس سے اور مانند اس کے سے۔

فائدہ: آئندہ آئے گا بیان ان کا اور وہ لوگ وہ ہیں جو مسلمان ہوں اور ان کی نیت ضعیف ہو یا ان کے دینے سے اور لوگوں کے مسلمان ہونے کی امید کی جاتی ہو اور وغیرہ سے مراد وہ لوگ ہیں کہ ان کے دینے میں کوئی مصلحت ہو اور نحوہ سے مراد مال جزئیہ اور خراج اور فے کا ہے اور اسمعیل قاضی نے کہا کہ حضرت ﷺ مؤلفہ قلوب کو جو خمس سے حصہ دیتے تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ خمس امام کے اختیار میں ہے جس کو چاہے دے اور جس جگہ مصلحت دیکھے خرچ کرے اور طبری نے کہا کہ استدلال کیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے جو زعم کرتا ہے کہ تھے حضرت ﷺ دیتے واسطے غیر مقاتلین کے اصل غنیمت سے اور کہا اس نے یہ قول مردود ہے ساتھ قرآن کے اور حدیثوں ثابتہ کے اور اختلاف کیا گیا ہے بعد آپ ﷺ کے کہ مؤلفہ قلوب کو کہاں سے دیا جائے بعض کہتے ہیں کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز صریح ساتھ دینے کے نفس خمس سے۔ (فتح)

یعنی روایت کیا ہے اس کو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے

رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف حدیث اس کی کہ جو طویل ہے بیچ قصہ حنین کے اور پوری حدیث آئندہ آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ قول اس کا ہے کہ جب عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر دن جنگ حنین کے تو تقسیم کیا مؤلفہ القلوب میں۔ (فتح)

۲۹۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ

۲۹۱۰۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے کچھ مال مانگا تو آپ نے مجھے دیا پھر میں نے دوسری بار مانگا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر تیسری بار میں

نے مانگا پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے حکیم البتہ یہ مال سرسبز اور شیریں یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی ستمات یعنی بے حرص سے لیا تو اس کے واسطے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اسکا حال اس شخص کا سا حال ہوگا کہ کھاتا ہے اور س کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے حکیم کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت قسم ہے اس کی جس نے آپ کو پیغمبر کیا ہے کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑوں سو صدیق اکبر ﷺ اپنی خلافت میں حکیم ﷺ کو بلایا تاکہ بیت المال سے اس کو حصہ دیں تو حکیم نے انکار کیا یہ کہ قبول کریں اس سے کچھ پھر عمر فاروق ﷺ نے ان کو بلایا یعنی اپنی خلافت میں تاکہ ان کا حصہ ان کو دیں تو حکیم نے لینے سے انکار کیا تو فاروق نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا ہوں اس پر حق اس کا جو تقسیم کیا ہے واسطے اس کے اللہ نے اس مال فے سے تو وہ لینے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد کسی سے کچھ چیز نہ لی یہاں تک کہ مر گئے۔

حِرَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلُوٌّ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافٍ نَفْسٍ لَمْ يَبَارِكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَلَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرُزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَقْبَلَ لِقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَعْرَضُ عَلَيْهِ حَقُّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْتِيهِ أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرِزَأُ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ شَيْئًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوَفِّيَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

۲۹۱۱۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ پر ایک دن کا اعتکاف ہے جس کی میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی تو حضرت ﷺ نے ان کو حکم کیا کہ اس کو پورا کریں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں سے یعنی قوم ہوازن کی دو لونڈیاں پائیں سو ان کو مکے کے بعض

۲۹۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي يُوْبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافٌ يَوْمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَفِيَّ بِهِ قَالَ وَأَصَابَ عُمَرُ



گھروں میں رکھا کہا اس نے پس احسان کیا حضرت ﷺ نے قیدیوں پر تو وہ کوچوں میں دوڑنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبد اللہ دیکھ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے قیدیوں پر احسان کیا ہے یعنی بغیر مال لینے کے ان کو چھوڑ دیا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا اور دو لونڈیوں کو چھوڑ دے نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں عمرہ کیا حضرت ﷺ نے ہجرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو عبد اللہ رضی اللہ عنہ پر پوشیدہ نہ رہتا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ دونوں لونڈیاں خمس سے تھیں۔

جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَيِّ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بَيُوتِ مَكَّةَ قَالَ فَمَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَيِّ حُنَيْنٍ فَجَعَلُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكِّ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَبْدَ اللَّهِ انْظُرْ مَا هَذَا فَقَالَ مَنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّيِّ قَالَ أَذْهَبُ فَأَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ قَالَ نَافِعٌ وَلَمْ يَتِمَّرْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ وَلَوْ اعْتَمَرَ لَمْ يَخْفَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ. وَزَادَ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ الْخُمْسِ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ لِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ يَوْمَ.

فائدہ: ابن خزیمہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ذکر کیا گیا ہے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمرہ کرنا حضرت ﷺ کا ہجرانہ سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ہجرانہ سے عمرہ نہیں کیا اور میں نے عمرہ کے بابوں میں کئی حدیثیں بیان کی ہیں جو وارد ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے ہجرانہ سے عمرہ کیا اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی غیبت تقسیم کرنے کے باب میں گزر چکی ہے اور ذکر کیا ہے میں نے سب پوشیدہ رہنے عمرے ہجرانہ کا بہت اصحاب پر پس چاہیے کہ رجوع کیا جائے طرف اس کی۔ (فتح)

۲۹۱۲- عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بعضوں کو دیا اور بعضوں کو نہ دیا تو گویا ان لوگوں کو یعنی جن کو نہ دیا تھا حضرت ﷺ پر اعتاب کیا یعنی رنجیدہ ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں ایک قوم کو دیتا ہوں اس واسطے کہ ان کی کچی اور بے صبری سے ڈرتا ہوں اور بعض قوم کو اس پر چھوڑتا ہوں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں بے پرواہی اور خیر ڈالی ہے انہیں میں سے عمرو بن تغلب ہے عمرو بن تغلب

۲۹۱۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ فَكَانَهُمْ عَتَبُوا عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي أُعْطِي قَوْمًا أَخَافُ ظَلَمَهُمْ وَجَزَعَهُمْ وَأَكْلُ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنْ

نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ میرے واسطے حضرت ﷺ کے اس قول کے بدلے سرخ اونٹ ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس مال یا قیدی لائے گئے تو حضرت ﷺ نے ان کو تقسیم کیا۔

الْخَيْرِ وَالْفَنَى مِنْهُمْ عَمُرُو بَنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمُرُو بَنُ تَغْلِبَ مَا أَحْبَبَ أَنْ لِي بِكَلِمَةٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ. وَزَادَ أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمُرُو بَنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِمَالٍ أَوْ بَيْسِي فَقَسَمَهُ بِهَذَا.

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گزر چکی ہے۔

۲۹۱۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں قریش کو دیتا ہوں اس حال میں کہ ان سے لگاؤٹ کرتا ہوں اس واسطے کہ ان کے کفر کا زمانہ قریب ہے۔

۲۹۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشًا أَنَا لَهُمْ لِأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ.

۲۹۱۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند انصاریوں نے حضرت ﷺ سے کہا جبکہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر قوم ہوازن کے مالوں سے جو کچھ کہ عنایت کی یعنی مال اسباب بہت ہاتھ آیا تو حضرت ﷺ قریش کو سوا اونٹ دینے لگے تو انصار نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپکتے ہیں یعنی ہماری تلواروں کے زور سے وہ مسلمان ہوئے ہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو کسی نے ان کی بات حضرت ﷺ سے کہی تو حضرت ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا تو ان کو چمڑے کے ایک تہے میں جمع کیا اور کسی غیر کو ان کے ساتھ نہ چھوڑا سو جب وہ جمع ہوئے تو حضرت ﷺ ان کی طرف تشریف لائے سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی تو ان کے بوجھ

۲۹۱۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيَّ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْوَالٍ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَا غَفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدْعُبْنَا وَسَيُوفِنَا تَقَطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسُ فَحَدَّثْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قَبَةِ مِنْ أَدَمَ وَلَمْ

والوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہمارے عقلمندوں نے تو کچھ نہیں کہا اور لیکن جو لوگ ہم میں سے نوعمر ہیں سو انہوں نے یہ بات کہی کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو نہیں دیتے اور حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے نچک رہے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں چند مردوں کو دیتا ہوں جن کے کفر کا زمانہ قریب ہے یعنی نو مسلم ہیں یعنی تازہ کفر کو چھوڑا ہے کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے کر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے کر پھرو پس قسم ہے اللہ کی جس چیز کے ساتھ تم پلٹتے ہو بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ اس سے پلٹتے ہیں تو انصار نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت ﷺ تحقیق ہم راضی ہوئے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ البتہ تم میرے بعد اپنے سوا اوروں کو مقدم پاؤ گے یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ تم اللہ سے ملو اور اس کا رسول حوض کوثر پر ہو اُنس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے صبر کیا۔

يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيثُ بَلْغَنِي عَنْكُمْ قَالَ لَهُ فُقَهًا وَهُمْ أَمَا ذُووُ أَرَانَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا أَنَا مِنَّا حَدِيثٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْأَنْصَارَ وَسُوفْنَا تَقْطُرُ مِن دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوا إِلَيَّ رِجَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللَّهِ مَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ رَضِينَا فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثَرًا شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ نَصْبِرْ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح مغازی میں آئے گی۔

۲۹۱۵۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ اور بلال رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے ساتھ تھے حنین سے پلٹتے وقت کہ ناگہاں گنوار لوگ حضرت ﷺ کو لپٹے اور آپ ﷺ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو ایک کیکر کے درخت کی طرف ناچار کیا تو آپ ﷺ کی چادر درخت سے ایک گئی تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے پھر فرمایا کہ مجھ کو میری

۲۹۱۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْيسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهُ بَيْنَا هُوَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چادر دوسواگر میرے پاس اس جھگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ ہوتے تو سب میں تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامرد نہ پاتے۔

وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِنْ حُبَيْنٍ عَلِقَتْ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَعْرَابُ  
يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمْرَةَ  
فَخَطِطَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي فَلَوْ  
كَانَ عَدَدُ هَذِهِ الْعِضَاهِ نَعْمًا لَقَسَمْتُهُ  
بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا  
وَلَا جَبَانًا.

فائدہ: اس حدیث میں مذمت ہے خصال مذکورہ کی اور وہ بخل اور کذب اور نامردی ہے اور یہ کہ نہیں لائق ہے امام میں ان میں سے کوئی خصلت ہو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھی بیچ حضرت ﷺ کے علم اور حسن خلق سے اور فراخی بخشش سے اور صبر کرنے سے اور پر ظلم گنواروں کے اور اس میں جواز ہے وصف کرنا مرد کا اپنے نفس کو ساتھ نیک خصلتوں کے وقت حاجت کے مانند خوف ظن اہل جہل کے برخلاف اس کے اور نہیں ہے یہ فخر مذموم سے اور اس میں رضامندی ہے سائل حق کے ساتھ وعدے کے جبکہ تحقیق ہو وعدہ کرنے والے سے تمیز یعنی جاری کرنا وعدے کا اور یہ کہ امام کو اختیار ہے بیچ قسمت غنیمت کے اگر چاہے تو بعد فارغ ہونے کے لڑائی سے اور اگر چاہے تو بعد اس کے۔ (فتح)

۲۹۱۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ پر ایک چادر تھی نجران کی جس کا کنارہ موٹا تھا اور ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو پایا سو آپ کو سخت کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی گردن کے کنارے کو دیکھا کہ چادر کے کنارے نے اس میں اثر کیا ہے اس کے سخت کھینچنے سے پھر اس مرد نے کہا کہ حکم کریں کہ دیں مجھ کو اس بال سے کہ تمہارے پاس ہے سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف التفات کی اور ہنس پڑے پھر حضرت ﷺ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

۲۹۱۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ  
عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ  
غَلِظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَتْهُ  
جَذْبَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ  
عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُئِرْتُ  
بِهِ حَاشِيَةَ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ثُمَّ قَالَ  
مُرِّي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ  
إِلَيْهِ فَصَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

فائدہ: اور غرض اس سے بھی اخیر قول ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے واسطے عطا کا حکم کیا۔

۲۹۱۷۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دن جنگ حنین کا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو قسمت میں مقدم کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس کو سواونٹ دیے اور عیینہ کو بھی سواونٹ دیے اور دیا چند لوگوں کو عرب کے رئیسوں سے اور مقدم کیا اس دن ان کو قسمت میں ایک مرد نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ بیشک یہ قسمت اس میں انصاف نہیں ہوا اور نہ اس میں اللہ کی رضامندی مطلوب ہے تو میں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دوں گا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ انصاف کرے جبکہ اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کریں اور اللہ رحم کرے موسیٰ علیہ السلام پر کہ اس نے اس سے زیادہ ایذا پائی تو صبر کیا۔

۲۹۱۷۔ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَأَلِي الْقِسْمَةَ فَأَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى أَنَا سَأَلِي مِنْ أَشْرَافِ الْعَرَبِ فَأَتَوْهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عَدِلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدُ بِهَا وَجَهَ اللَّهُ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لِأَخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ رَحِمَهُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبِرَ.

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۹۱۸۔ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھی میں اٹھ لاتی گھٹلیوں کو زیر رضی اللہ عنہا کی زمین سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جاگیر دی تھی اپنے سر پر اور وہ زمین میرے گھر سے تین فرسخ پر تھی کہا ابو ضمہ نے ہشام سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ تحقیق جاگیر دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر کو نصیر کے مالوں سے۔

۲۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ أَنْقَلُ النَّوْمِيَّ مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثَلَاثِي فَرَسَخٍ. وَقَالَ أَبُو صَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ الزُّبَيْرَ أَرْضًا مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّصِيرِ.

فائدہ: اور عرض اس تعلق سے بیان کرنا دو فائدوں کا ہے ایک یہ کہ ابو ضمہ مخالف ہوا ہے ابو اسامہ کو بیچ موصول کرنے اس کے کے پس مرسل کیا اس کو دوم یہ کہ ابو ضمہ کی روایت میں تعیین ہے زمین مذکورہ کی اور یہ کہ تحقیق تھی وہ

اس قسم سے ہے کہ عنایت کی اللہ نے اپنے رسول پر بنی نصیر کے مالوں سے پس جاگیر دی زیر کو ان میں سے اور ساتھ اس کے دور ہوگا شبہ خطابی کا کہ میں نہیں جانتا کہ مدینے کی زمین حضرت ﷺ نے کیوں کر جاگیر دی اور حالانکہ مدینے والے دین میں رغبت کر کے مسلمان ہوئے تھے۔ (فتح)

۲۹۱۹۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقَبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ حَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلْيَهُودِ وَاللِّرَسُولِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَسَأَلَ الْيَهُودُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرُكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَأَقْبَرُوا حَتَّى أَجَلَاهُمْ عُمَرُ فِي إِمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَا.

۲۹۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہود اور نصاریٰ کو عرب کی زمین سے نکال دیا اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جب حضرت ﷺ خیبر والوں پر غالب آئے تو آپ ﷺ نے چاہا تھا کہ یہود کو خیبر سے نکال دیں اور تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے اللہ کے اور رسول کے اور مسلمانوں کے تو یہود نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ چھوڑ دیں ان کو یعنی زمینوں میں اس شرط پر کہ کفایت کریں ان پر عمل کو یعنی محنت فقط وہی کریں مسلمان نہ کریں اور ان کے واسطے آدھا میوہ ہوگا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہرا دیں گے ہم تم کو اس پر جب تک کہ ہم چاہیں گے سو ٹھہرائے گئے یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی خلافت میں طرف تیرا اور اریحا کی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ تھی زمین جبکہ غالب ہوئے اس پر واسطے یہود کے اور واسطے رسول کے اور مسلمانوں کے تو مراد یہ ہے کہ جب غالب ہوئے اس پر یعنی اوپر فتح ہونے اکثر اس کے کے پہلے اس سے کہ سوال کریں آپ ﷺ سے یہود صلح کو پس تھی واسطے یہود کے پھر جب صلح کی حضرت ﷺ نے ان سے اس شرط پر کہ زمین کو آپ کے سپرد کریں تو ہوئی زمین واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور احتمال ہے کہ مراد پھل زمین کا ہو اور احتمال ہے کہ مراد زمین سے عام زمین ہو خواہ فتح کی ہوئی ہو یا نہ فتح کی ہوئی ہو پس ہوگی اس وقت بعضی زمین واسطے یہود کے اور بعضی واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے ابن نمیر نے کہا کہ باب کی حدیثیں مطابق ہیں واسطے ترجمہ باب کے مگر یہ اخیر حدیث اس کے مطابق نہیں پس نہیں واسطے عطا کے اس میں ذکر لیکن اس میں ذکر ہے جہات کا جو

مطابق ہیں واسطے ترجمہ کے اور تحقیق معلوم ہو چکا ہے دوسری جگہ سے کہ وہ عطا کی جہتیں ہیں پس ساتھ اس طریق کے داخل ہوں گی تلے ترجمہ باب کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ  
الْحَرْبِ.  
باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ پائے اس کو غازی  
کھانے کی چیز سے بیچ زمین حرب کے۔

فائدہ: یعنی کیا واجب ہیں اس کے پانچ حصے کرنے اس کے غازیوں میں یا مباح ہے کھانا اس کا واسطے لڑنے والوں کے اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اور جمہور اوپر جواز لینے غازیوں کے ہیں کھانے کی چیز سے اور جو اس کے لائق ہو اور ہر کھانا کہ عموماً اس کے کھانے کی عادت ہو اور اسی طرح چارہ گھاس جانوروں کا برابر ہے کہ قسمت سے پہلے ہو یا قسمت سے پیچھے اور خواہ امام کی اجازت ہو یا نہ ہو اور معنی اس میں یہ ہیں کہ کھانا دار الحرب میں کم ہوتا ہے پس مباح کیا گیا ہے واسطے ضرورت کے اور جمہور بھی لینے کو جائز رکھتے ہیں اگرچہ نہ ہو ضرورت ناجزہ اور اتفاق ہے سب کا اوپر جواز سوار ہونے چوپایوں ان کی کے اور پہننے کپڑوں ان کی کے اور استعمال کرنے ہتھیاروں ان کے کے بیچ حالت لڑائی کے اور یہ کہ لڑائی کہ بعد یہ پھیر دیا جائے اور شرط کیا ہے اس میں اوزاعی نے اذن امام کا اور واجب ہے اس پر یہ کہ پھیر دے اس کو جب فارغ ہو حاجت اپنی سے اور نہ استعمال کرے اس کو بیچ غیر لڑائی کے اور نہ انتظار کرے ساتھ رد کرنے اس کی کے گزرنا لڑائی کا تاکہ نہ سامنے کرے اس کو واسطے ہلاک کے اور حجت اس کی حدیث روایت کی ہے کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو نہ لے چوپایہ غنیمت میں سے یہاں تک کہ جب اس کو دہلا کر ڈالے تو اس کو غنیمت میں پھیر دے اور ذکر کیا کپڑے میں مانند اس کی اور یہ حدیث حسن ہے روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد وغیرہ نے اور ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس نے حمل کیا ہے اس کو اس چیز پر جبکہ لینے والا محتاج نہ ہو باقی رکھے اپنے چوپائے کو اور کپڑے کو برخلاف اس کے جس کے پاس نہ کپڑا ہو اور نہ چوپایہ اور زہری نے کہا کہ نہ لے کھانے کی چیز کو اور نہ غیر اس کے سے مگر ساتھ اذن امام کے اور کہا سلیمان نے کہ جائز ہے لینا مگر یہ کہ امام نے منع کیا ہو اور ابن منذر نے کہا کہ تحقیق وارد ہوئی ہیں حدیثیں صحیح بیچ عذاب خیانت کے غنیمت میں اور اتفاق ہے علماء امصار کا اس پر کہ جائز ہے کھانا طعام کا اور حدیث اس کی مانند آئی ہے پس چاہیے کہ اقتصار کیا جائے اوپر اس کے اور ایپر گھاس پس اس کے معنی میں ہے اور کہا مالک نے کہ جائز ہے ذبح کرنا مواشی کا واسطے کھانے کے جیسا کہ جائز ہے لینا طعام کا اور قید کیا ہے اس کو شافعی نے ساتھ ضرورت کے طرف کھانے کی جس جگہ طعام نہ ہو اور گزر چکا ہے بیان اس چیز کا کہ مکروہ ہے ذبح کرنے اونٹوں کے سے۔ (فتح)

۲۹۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ  
عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ  
۲۹۲۰۔ عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے قلعے کا محاصرہ کیا تو ایک آدمی نے ایک ہتھیار پیش کیا جس میں

چربی تھی تو میں نے اس کو لینے کا قصد کیا تو میں نے ایک طرف دیکھا تو ناگہاں حضرت ﷺ تھے تو میں نے آپ ﷺ سے شرم کی۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِينَ قَصْرَ خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بَجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِأُخْذَهُ فَالْتَمَتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ہتھیلی کو چھوڑ دے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوں گے معنی قول اس کے کہ میں نے آپ ﷺ سے شرم کی اور شاید انہوں نے اپنے اس فعل سے حیا کیا اور جگہ حجت کی اس سے حضرت ﷺ کا نہ انکار کرنا ہے بلکہ مسلم کی روایت میں وہ چیز ہے جو حضرت ﷺ کی رضامندی پر دلالت کرتی ہے پس تحقیق اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ واسطے تیرے ہے اور شاید حضرت ﷺ نے معلوم کیا کہ اس کو بہت حاجت ہے اس واسطے اس کو جائز رکھا اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت ﷺ کے تو قیر کرنے سے اور یہ کہ جائز ہے کھانا اس چربی کا کہ یہود کے نزدیک پائی جائے اور وہ یہودیوں پر حرام تھی اور مالک نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور احمد سے اس کی تحریم مروی ہے۔ (فتح)

۲۹۲۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَصِيبُ فِي مَعَارِنَا الْقَسَلَ وَالْعِنَبَ فَأَكَلَهُ وَلَا نَرَفَعُهُ.

۲۹۲۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم اپنے جنگوں میں شہد اور انگور کو پاتے تھے تو ہم اس کو کھاتے تھے اور اس کو حضرت ﷺ کے پاس اٹھا کر نہ لے جاتے تھے۔

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لِيَالِي خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَّتِ الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِنُوا الْقُدُورَ فَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمْرِ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

فائدہ: یعنی نہ اٹھاتے تھے ہم اس کو طرف حضرت ﷺ کی واسطے تقسیم کے اور نہ بطور ادخال کے۔

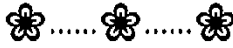
۲۹۲۲۔ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو خیبر کی راتوں میں بھوک بچنی یعنی جن میں ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تھا سو جب فتح خیبر کا دن ہوا تو ہم گھر کے پلے ہوئے گدھوں میں پڑے تو ہم نے ان کو ذبح کیا سو جب ہانڈیوں نے جوش مارا تو حضرت ﷺ کے پکارنے والے نے پکارا کہ اللہ داد ہانڈیوں کو اور نہ کھاؤ گدھوں کے گوشت سے کچھ عبد اللہ کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے کھانے سے اس واسطے منع کیا تھا کہ ان میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا گیا تھا اور لوگوں نے کہا کہ حرام کیا حضرت ﷺ نے گوشت ان کا قطعاً۔

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لِيَالِي خَيْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ فَانْتَحَرْنَاهَا فَلَمَّا غَلَّتِ الْقُدُورُ نَادَى مُنَادِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِنُوا الْقُدُورَ فَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمْرِ شَيْئًا. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقْنَا إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّهَا لَمْ تُحْمَسْ قَالَ وَقَالَ  
 آخَرُونَ حَرَمَهَا أَلْبَتَّةُ وَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ  
 جُبَيْرٍ فَقَالَ حَرَمَهَا أَلْبَتَّةُ.

**فائدہ:** اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ حدیث مشعر ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ جلدی کرنے کی طرف  
 ماکولات کے اور ڈالنے ہاتھوں کی بیچ ان کے اور اگر یہ نہ ہوتا تو جلدی نہ کرتے روبرو حضرت ﷺ کے اوپر اس کے  
 اور تحقیق ظاہر ہوا کہ نہیں حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ گرانے گوشت گدھوں کے مگر اس واسطے کہ اس میں سے  
 پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے خیبر کے دن بکریاں پائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا  
 کہ ان کی ہانڈیوں کو الٹا دو اس واسطے کہ نہہہ حلال نہیں ابن منذر نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا  
 حضرت ﷺ نے اس واسطے کہ نہہہ حلال نہیں اس واسطے کہ اہل حرب کے مواشی کو کھانا جائز نہیں اور اس باب کی  
 حدیثوں سے ایک یہ حدیث ہے جو نیز ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کے دن کھانا پایا سومرد آتا تھا  
 اور اس سے لیتا تھا بقدر اس کے کہ اس کو کفایت کرے پھر پھرتا تھا اور یہ جو کہا کہ عبد اللہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے  
 اس واسطے منع کیا تھا کہ اس سے شمس نہیں نکالا گیا تھا تو حاصل اس کا یہ ہے کہ اصحاب کو اختلاف ہے بیچ علت نبی کے  
 گدھوں کے گوشت سے کہ وہ ان کی ذات کی وجہ سے ہے یا واسطے عارض کے اور مغازی میں آئے گا قول اس شخص کا  
 جو کہتا ہے کہ اس واسطے منع کیا تھا کہ وہ گندگی کھاتے تھے۔ (بخ)



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## کِتَابُ الْجَزِيَّةِ

بَابُ الْجَزِيَّةِ وَالْمَوَادَّعَةِ مَعَ أَهْلِ  
الْحَرْبِ.

کتاب ہے جزیہ کے بیان میں

کتاب ہے بیان میں جزیہ کے اور چھوڑنا لڑائی کا اہل  
ذمہ اور اہل حرب کے۔

فائدہ: اس میں لف نشر مرتب ہے اس واسطے کہ جزیہ ساتھ اہل ذمہ کے ہے اور صلح ساتھ اہل حرب کے ہے اور مراد  
موادعے سے چھوڑنا لڑائی کا ہے ساتھ اہل حرب کے ایک مدت معین تک واسطے کسی مصلحت کے اور علماء نے کہا کہ  
حکمت جزیہ کی مقرر کرنے میں یہ ہے کہ جو ذلالت ان کو لاحق ہوتی ہے باعث ہوتی ہے ان کو اوپر داخل ہونے کے  
اسلام میں باوجود اس چیز کے کہ مخالفت میں ہے اطلاع سے اوپر محاسن اسلام کے اور بعض کہتے ہیں کہ جزیہ سن ۸ھ  
میں شروع ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ سن ۷ھ میں۔ (فتح)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لڑوان لوگوں سے جو یقین نہیں  
رکھتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ حرام جانیں جو  
حرام کیا اللہ نے اور اللہ کے رسول نے اور نہ قبول کریں  
دین سچا وہ جو کتاب والے ہیں جب تک کہ دیں جزیہ  
ایک ہاتھ سے اور وہی بے قدر ہوں یعنی سب ادنیٰ و اعلیٰ  
ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں۔

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا  
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا  
يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا  
يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا  
الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ  
وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ يَعْنِي أَذِلَّةً.

فائدہ: یہ آیت اصل ہے سچ شروع ہونے جزیہ کے اور دلالت کی آیت کی منطوق نے اوپر شروع ہونے اس کی  
کے ساتھ اہل کتاب کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ ان کے سوا اور لوگوں سے جزیہ لینا درست نہیں اور یہ جو کہا کہ ایک  
ہاتھ سے تو مراد ہے کہ دل سے خوش ہو کر اور بعض کہتے ہیں کہ عن ید کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری نعمت سے کہ ان پر ہے  
اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے دیں اور کسی کے ہاتھ سے نہ بھیجیں اور شافعی سے روایت ہے  
کہ مراد صغار سے اس جگہ التزام کرنا حکم اسلام کا ہے۔

اور لفظ وَالْمَسْكِينَةُ کہ قرآن میں واقع ہوا ہے مصدر  
مسکین کی ہے کہتے ہیں کہ فلانا مسکین تر ہے فلاں سے  
یعنی اس سے زیادہ تر محتاج ہے اور نہیں گئے امام

﴿وَالْمَسْكِينَةُ﴾ مَصْدَرُ الْمَسْكِينِ فَلَانَ  
أَسْكَنُ مِنْ فَلَانَ أَحْوَجُ مِنْهُ وَلَمْ يَذْهَبْ  
إِلَى السُّكُونِ.

بخاری رضی اللہ عنہ طرف سکون کی یعنی امام بخاری رضی اللہ عنہ کا قول  
اسکن مسکت سے مشتق ہے سکون سے مشتق نہیں  
اگرچہ مادہ ایک ہے۔

**فائدہ:** چونکہ اہل کتاب کے وصف میں مسکت کا ذکر بھی آیا ہے اس وجہ سے مناسب ہوا کہ اس کو بھی ذلت کے  
ساتھ ذکر کرے۔

وَمَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْجَزِيَّةِ مِنَ الْيَهُودِ  
وَالنَّصَارَى وَالْمَجُوسِ وَالْعَجَمِ.  
اور بیان ہے اس چیز کا کہ آئی ہے بیچ لینے جزیہ کے یہود  
اور نصاریٰ سے اور مجوس اور عجم سے۔

**فائدہ:** یہ باقی ترجمہ ہے اور لیکن یہود اور نصاریٰ پس وہی مراد ہیں ساتھ اہل کتاب کے بالاتفاق اور ایپر مجوس پس  
ذکر کیا سند اس کی کو باب میں اور فرق کیا ہے حنفیہ نے پس کہتے ہیں کہ لیا جائے جزیہ مجوس عجم کے سے سوائے مجوس  
عرب کے اور حکایت کی ہے ان سے طحاوی نے کہ قبول کیا جائے جزیہ اہل کتاب سے اور تمام کفار عجم کے سے اور نہ  
قبول کیا جائے مشرکین عرب کے سے مگر اسلام یا تلوار اور مالک سے روایت ہے کہ قبول کیا جائے تمام کافروں سے  
مگر جو مرتد ہو اور یہی قول ہے اوزاعی اور فقہاء شام کا اور ابن قاسم سے حکایت ہے کہ نہ قبول کیا جائے قریش سے  
اور حکایت کیا ہے ابن عبدالبر نے اتفاق اوپر قبول کرنے اس کے کے مجوس سے لیکن عبدالملک سے روایت ہے کہ نہ  
قبول کیا جائے مگر فقط یہود اور نصاریٰ سے اور نیز اتفاق منقول ہے کہ نہیں حلال ہے نکاح کرنا ان کی عورتوں سے اور  
نہ کھانا ذبیحہ ان کے کا لیکن ابو ثور سے اس کی حلت ٹھکی ہے اور نیز سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ وہ مجوس کے  
ساتھ کچھ ڈرنہ دیکھتے تھے جبکہ حکم کرے اس کو مسلمان ساتھ ذبح کرنے اس کے کی اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے  
اس سے اور عطا اور طاؤس سے اور عمرو بن دینار سے کہ مجوس عورت کو غلام بنانا جائز ہے اور شافعی نے کہا کہ قبول کیا  
جائے جزیہ اہل کتاب کے عرب کے ہوں یا عجم کے اور لاحق ہوتے ہیں ساتھ ان کے مجوس بیچ اس کے اور حجت  
پکڑی ہے اس نے ساتھ آیت مذکورہ کے پس تحقیق مفہوم اس کا یہ ہے کہ نہ قبول کیا جائے غیر اہل کتاب سے اور تحقیق  
لیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے مجوس سے پس دلالت کی اس نے اوپر لاحق کرنے ان کے ساتھ ان کے اور اقتصار کیا  
ہے اوپر اس کے اور ابو عبید نے کہا کہ ثابت ہوا ہے جزیہ اوپر یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کتاب کے اور اوپر مجوس کے  
ساتھ سنت کے اور حجت پکڑی ہے غیر اس کے نے ساتھ عموم قول حضرت ﷺ کے بیچ حدیث بریدہ وغیرہ کے کہ  
جب تو مشرکین سے ملے تو ان سے اسلام کی درخواست کر سوا اگر وہ اسلام قبول کریں تو فیہا اور نہیں تو جزیہ اور حجت  
پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا مجوس سے دلالت کرتا ہے اوپر ترک مفہوم آیت کے پس جب منہی  
ہوئی تخصیص اہل کتاب کی ساتھ اس کے تو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے مفہوم واسطے قول اس کے من اہل الکتاب

اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مجوس کے واسطے بھی کتاب تھی پھر اٹھائی گئی اور تعاقب کیا گیا ساتھ اس آیت کے کہ انما انزل الكتاب علی طائفتین من قبلنا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس چیز سے ہے کہ اطلاع پائی اس پر قائلوں نے اور وہ قریش ہیں اس واسطے کہ نہیں مشہور ہوئے نزدیک ان کے تمام گروہوں سے وہ لوگ کہ واسطے ان کے کتاب ہے مگر یہود اور نصاریٰ اور نہیں نفی ہے اس میں باقی کتابوں کی جو آسمان سے اتاری گئیں مانند زبور اور صحف ابراہیم وغیرہ کے۔ (تح)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ مَا شَأْنُ أَهْلِ الشَّامِ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةٌ ذَنَابِيرٌ وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِينَارٌ قَالَ جُعِلَ ذَلِكَ مِنْ قَبْلِ الْيَسَارِ.

اور ابن عیینہ نے ابن ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ میں نے مجاہد سے کہا کہ کیا حال ہے اہل شام کا کہ ان پر چار دینارنی آدمی ہیں اور یمن والوں پر ایک دینارنی آدمی ہے اس نے کہا کہ واسطے مالدار ہونے اہل شام کے۔

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اور زیادہ کیا بعد قول اس کے کہ اہل الشام من اهل الكتاب توخذ منهم الجزية یعنی اہل کتاب سے کہ لیا جاتا ہے ان سے جزیہ الخ اور اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس اثر کے طرف جواز تفاوت کی جزیہ میں اور ادنیٰ درجہ جزیہ کا نزدیک جمہور کے ایک دینار ہے واسطے ہر سال کے اور خاص کیا ہے اس کو حنفیہ نے ساتھ فقیر کے اور ایپر جو متوسط درجے کا ہو تو اس پر دو دینار ہیں اور مالدار پر چار دینار ہیں اور وہ موافق ہے واسطے اثر مجاہد کے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی اور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ ممالک سے لے ان سے اور یہی قول ہے احمد کا اور عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا انہوں نے عثمان بن حنیف کو ساتھ رکھنے جزیہ کے اوپر اہل سواد کے اڑتالیس درہم اور چوبیس درہم اور بارہ اور یہ بنا بر حساب دینار کے ہے ساتھ بارہ درہم کے اور مالک سے روایت ہے کہ نہ زیادہ کیا جائے چالیس پر اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر کم کیا جائے اور یہ محتمل ہے کہ گردانا ہو اس کو اوپر حساب دینار کے ساتھ دس درہم کے اور جس قدر سے کوئی چارہ نہیں وہ ایک دینار ہے اور اس میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب ان کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ ہر بالغ سے ایک اشرفی لے روایت کی یہ حدیث اصحاب سنن نے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ لینے اس کے لڑکے سے پس جمہور کہتے ہیں کہ لڑکے پر نہیں بنا بر مفہوم حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی اور اسی طرح نہ لیا جائے بہت بوڑھے سے زمین سے اور نہ عورت سے اور نہ مجنون سے اور نہ عاجز سے جو کسب نہ کر سکے اور نہ عمیر سے اور نہ عبادت خانوں میں رہنے والوں سے ایک قول میں اور اصح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ واجب ہے ان پر جو سب سے پیچھے مذکور ہیں۔ (تح)

۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا - ۲۹۲۳۔ بِحَالِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ تھا میں نشی واسطے جزء

بن معاویہ کے جو چچا ہے اخف کا تو آیا ہمارے پاس خط عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ان کے مرنے سے پہلے ایک سال کہ جدائی کر دو درمیان ہر ذی محرم کے مجوس سے یعنی آتش پرستوں سے کہ ان کے یہاں بہن بیٹی سے نکاح کرنا درست تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے مجوس سے جزیہ نہ لیا یہاں تک کہ گواہی دی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا ہے۔

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعُمَرُ بْنُ أَوْسٍ فَحَدَّثَهُمَا بِنَجَالَةَ سَنَةَ سَبْعِينَ عَامَ حَجَّ مُضْعَبُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ عِنْدَ دَرَجِ زَمْزَمَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِحِزْبِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمَّ الْأَحْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةِ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ.

**فائدہ:** موطا میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہیں جانتا کہ مجوس کے ساتھ کیا معاملہ کروں تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ معاملہ کرو ساتھ ان کے مانند معاملے اہل کتاب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ مجوس اہل کتاب نہیں لیکن شافعی رحمہ اللہ وغیرہ نے حضرت رضی اللہ عنہ علی سے روایت کی ہے کہ مجوس اہل کتاب تھے کہ اس کو پڑھتے تھے سوان کے سردار نے شراب پی اور اپنی بیٹی سے زنا کیا پھر جب صبح ہوئی تو طمع والے لوگوں کو بلایا اور ان کو مال دیا اور کہا کہ آدم علیہ السلام اپنی بیٹیوں کا نکاح اپنی اولاد سے کیا کرتے تھے تو لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور اپنے مخالف کو اس نے قتل کیا تو ان کی کتاب اٹھائی گئی اور نہ باقی رہی ان کے دلوں میں اس سے کچھ چیز اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اہل کتاب ہیں اور یہ حجت ہے واسطے اس کے جو کہتا ہے کہ اس کے واسطے کتاب تھی اور ابن منذر نے کہا کہ نہیں تحریم عورتوں ان کی کی اور نہ ذبیحوں ان کے کی متفق علیہ یعنی اس پر اتفاق نہیں لیکن اکثر اہل علم اسی پر ہیں اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اور یہ کہ صحابی جلیل کبھی پوشیدہ رہتا ہے اس سے علم اس چیز کا کہ مطلع ہے اس پر غیر اس کا اقوال اور احکام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور یہ کہ نہیں نقص ہے اس پر بیچ اس کے اور اس میں تمسک ہے ساتھ مفہوم کے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب سے یہ بات سمجھی کہ وہ اس کے ساتھ خاص ہیں یہاں تک کہ حدیث بیان کی ان کو عبدالرحمن نے ساتھ لاحق کرنے مجوس کے ساتھ ان کے۔ (فتح)

۲۹۲۳۔ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۲۹۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا کہ وہاں کے لوگوں سے جزیہ لائیں اور حضرت ﷺ نے بحرین والوں سے خراج اور جزیہ پر صلح کی تھی اور سردار کیا تھا ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو یعنی اور وہاں کے لوگ مجوسی تھے تو ابو عبیدہ بحرین سے مال لائے اور انصار نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی آمد سنی تو انہوں نے صبح کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی سو جب حضرت ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی تو پھرے تو انصار نے اشارے سے مال مانگا تو حضرت ﷺ مسکرائے جب ان کو دیکھا اور فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ مال لایا ہے انہوں نے کہا ہاں یا حضرت ﷺ تو فرمایا کہ خوش ہو جاؤ اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کرتا ہوں دنیا کی کشائش اور بہتات سے جیسے اگلی امتوں پر کشائش ہوئی سو تم دنیا میں حرص اور حسد کرو جیسے انہوں نے کیا اور تم کو دنیا ہلاک کرے جیسے ان کو ہلاک کیا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَو بْنَ عَرْفَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ حَلِيفُ لَيْبِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدًا بَدْرًا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجَزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالِحُ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انصَرَفَ فَتَعَرَّضُوا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَاهُمْ وَقَالَ أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ قَالُوا أَجَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَأَبْشُرُوا وَأَمْلُوا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُهَيِّطَ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ.

فائدہ: اور اس حدیث میں ہے کہ مانگنا مال کا امام سے نہیں عیب ہے بیچ اس کے اور اس میں خوشخبری ہے امام سے واسطے تابعداروں اپنے کے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے کہ حضرت ﷺ نے فتح اسلام کی خبر دی اور یہ کہ دنیا میں حرص کرنی کبھی کبھیتی ہے طرف ہلاک ہونے دین کی اور یہ کہ ہر خصلت مذکورات سے سبب ہے پہلی سے۔ (فتح)

۲۹۲۵۔ جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یعنی مسلمانوں کو تمام بڑے بڑے شہروں کے افتا میں یعنی بغیر تعیین کسی قبیلے اور قوم خاص کے کہ مشرکوں سے لڑیں یعنی اور شہر تستر میں مسلمانوں کے اور ہرمزان کے درمیان سخت لڑائی ہوئی اور ہرمزان وہاں کا سردار تھا تو بعد سخت لڑائی کے مسلمانوں نے ہرمزان کو پکڑ لیا تو ہرمزان مسلمان ہو گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں ان جنگوں میں یعنی اس طرف کے بادشاہوں کے کہ فارس اور اصہبان اور آذربائیجان ہیں کہ اول کس سے جہاد کیا جائے اس واسطے کہ ہرمزان وہاں کا رہنے والا تھا اور ان کے حالات سے خوب واقف تھا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو مشورہ دیتا ہوں مثل ان کی اور مثل ان لوگوں کی کہ ان میں ہیں مسلمانوں کے دشمنوں سے مثل جانور کی ہے کہ اس کے واسطے سر ہے اور دو بازو اور دو پاؤں پس اگر دونوں بازوؤں سے ایک توڑا جائے تو حرکت کریں گے دونوں پاؤں اور دوسرا بازو اور سر اور اگر دوسرا بازو توڑا جائے تو کھڑے ہوں گے دونوں پاؤں اور سر اور اگر سر توڑا جائے تو بیکار ہو جائیں گے دونوں پاؤں اور بازو اور سر پس سر کسری ہے اور بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس ہے پس حکم کریں مسلمانوں کو کہ پس چاہیے کہ جائیں طرف کسری کی کہا جبیر بن حیہ رضی اللہ عنہ نے سو عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو بلایا اور نعمان بن مقرن کو ہم پر سردار کیا یہاں تک کہ جب ہم دشمن کی زمین میں پہنچے یعنی نہادند میں تو کسری کا عامل ہم پر نکلا جس کا لقب ذولجناحین تھا چالیس ہزار سوار میں تو اس کا سردار یعنی دو بھانسیا کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ چاہیے کہ تمہارا کوئی آدمی مجھ سے کلام کرے تو

۲۹۲۵۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ الرَّقِيِّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرَبِّيُّ وَزِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ فِي أَفْنََاءِ الْأَمْصَارِ يُقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ فَاسْلَمَ الْهَرْمُزَانُ فَقَالَ إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَعَارِزِي هَذِهِ قَالَ نَعَمْ مَثَلَهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحَانِ وَلَهُ رَجُلَانِ فَإِنْ كُسِرَ أَحَدُ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرَّجُلَانِ الرَّجُلَانِ بِجَنَاحِ وَالرَّأْسُ فَإِنْ كُسِرَ الْجَنَاحُ الْأُخْرَى نَهَضَتِ الرَّجُلَانِ وَالرَّأْسُ وَإِنْ تَنَادَخَ الرَّأْسُ ذَهَبَتِ الرَّجُلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ فَالرَّأْسُ كِسْرَى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْأُخْرَى فَارِسُ فَمَرِ الْمُسْلِمِينَ فَلْيُفِرُّوا إِلَى كِسْرَى وَقَالَ بَكْرُ وَزِيَادُ جَمِيعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ لَدَبْنَا عُمَرَ وَاسْتَمَلَّ عَلَيْنَا النُّعْمَانُ بْنُ مَقْرِنٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعُدُوِّ وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلٌ كِسْرَى فِي أَرْبَعِينَ أَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيَكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَقَالَ الْمَغِيرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا أَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ أَنْاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شِقَاقٍ شَدِيدٍ وَبِلَآءٍ شَدِيدٍ نَمُصُّ

مغیرہ نے کہا کہ پوچھ جو چاہتا ہے اس نے کہا کہ تم کون ہو مغیرہ نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں تھے ہم سخت بدبختی میں یعنی کافر اور سخت بلا میں یعنی مسکین اور محتاج چوستے تھے ہم کھال کو اور کھجور کی گٹھلی کو بھوک سے اور پہنتے تھے ہم اون اور بالوں کو اور عبادت کرتے تھے ہم درخت اور پتھر کی سو جس حالت میں کہ ہم اسی طرح تھے کہ ناگہاں آسمانوں اور زمینوں کے رب نے ہماری طرف پیغمبر کو بھیجا ہم میں سے ہم اس کے ماں باپ کو پہچانتے ہیں سو حکم کیا ہم کو ہمارے نبی نے جو اللہ کے رسول ہیں یہ کہ ہم لڑیں تم سے یہاں تک کہ تم فقط اکیلے اللہ کی عبادت کرو یا جزیہ ادا کرو اور خبر دی ہم کو ہمارے نبی نے ہمارے رب کی طرف سے کہ جو ہم میں سے قتل ہو گا وہ بہشت میں جائے گا ان نعمتوں میں جن کی مثل کبھی کسی نے نہیں دیکھی اور جو ہم میں سے زندہ رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہو گا یعنی تم لوٹو گی غلام ہو جاؤ گے یا جزیہ ادا کرو گے تو نعمان نے مغیرہ سے کہا جبکہ انکار کیا اس پر مغیرہ نے تاخیر قتال کو یعنی اس کا بیان یوں ہے کہ مغیرہ نے قصد کیا تھا قتال کا اول دن میں بعد فارغ ہونے کے کلام سے ساتھ ترجمان کے کہ بہت وقت حاضر کیا ہے تجھ کو اللہ نے ساتھ حضرت ﷺ کے مانند اس واقعہ کی یعنی تو نے حضرت ﷺ کو بہت دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اول دین میں لڑائی کو تاخیر کیا اور سورج ڈھلنے کے بعد لڑائی کی پس نہیں شرمندہ کیا تجھ کو اور نہ ذلیل یعنی اوپر دیر اور صبر کرنے کے یہاں تک کہ آفتاب ڈھلے اور لیکن میں بہت حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی میں حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ کا دستور تھا کہ جب اول دن میں نہ لڑتے تو انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نماز میں حاضر ہوتیں۔

الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْجُوعِ وَنَلَسُ الْوَبْرَ وَالشَّعْرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِينَ تَعَالَى ذِكْرَهُ وَجَلَّتْ عَظْمَتُهُ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُولُ رَبِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَقَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ أَوْ تُوَدُّوا الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَسُولِهِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رَبَّمَا أَشْهَدَكَ اللَّهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَنْدِمَكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتظَرَ حَتَّى تَهَبَّ الْأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ.



**فائدہ:** اور لڑائی خوش ہوتی اور مدد اترتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نعمان نے کہا کہ الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری آنکھ ٹھنڈی کرے ساتھ فتح کے کہ اس میں اسلام کی عزت ہو اور کفر کی ذلت پھر مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کیا اور بعد سخت لڑائی کے کافروں کو شکست ہوئی اور ذوالجناحین اپنے سفید خنجر سے گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسلام کی فتح ہوئی اور یہ واقعہ سن ۱۹ھ یا ۲۱ھ میں تھا اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے نعمان کے اور معرفت مغیرہ کی ساتھ حرب کے اور قوت نفس اس کے کی اور فصاحت اور بلاغت اس کی اور تحقیق شامل ہے یہ کلام وجیز اس کا اور بیان حالات دنیاوی ان کے کے کھانے سے اور پہننے سے اور اوپر حالات دینی ان کے کے پہلی بار اور دوسری بار اور اوپر اعتقاد ان کے کے توحید اور رسالت اور ایمان بالمعاد سے اور اوپر بیان معجزات حضرت ﷺ کے اور خبر دینے آپ ﷺ کے کے ساتھ غیب چیزوں کے اور مطابق ہونا اس کا واسطے واقعہ کے اور اس میں فضیلت ہے مشورے کی اور یہ کہ بڑا آدمی نہیں نقص ہے اس پر بیچ مشورے کے ساتھ کم کے اپنے سے اور یہ کہ مفضل کبھی ہوتا ہے سردار افضل پر اس واسطے کہ اس لشکر میں زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ موجود تھے اور زبیر نعمان سے بالاتفاق افضل تھے اور اس میں بیان کرنا مثل کا ہے اور جودت تصور ہرمزان کی اور تشبیہ دینی غائب غیر محسوس کی ساتھ حاضر محسوس کے واسطے سمجھانے کے اور اس میں ابتداء کرنا ہے لڑائی اہم کے پھر اہم کے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر عرب جاہلیت میں فقر اور محتاجی سے اور بھیجنا طرف امام کی ساتھ بشارت کے اس واسطے کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی کو بشارت دینے کے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فضیلت لڑائی کی بعد ڈھلنے آفتاب کے لیکن صبح کے وقت لوٹ کرنی درست ہے۔ (فتح)

**بَابُ إِذَا دَاعَ الْإِمَامُ مَلَكَ الْقَرْيَةِ هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ.**  
جب مصالحت کرے امام گاؤں کے سردار سے تو کیا ہوتی ہے وہ صلح واسطے باقی لوگوں کے جو گاؤں میں رہتے ہیں۔

۲۹۲۶۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک کیا اور ایلہ کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ایک سفید خنجر تحفے میں بھیجی تو حضرت ﷺ نے اس کو چادر پہنائی اور اس کا شہر اسی کو لکھ دیا یعنی اسی کو دے دیا کہ اپنے طور پر رہیں اور جزیہ دیا کریں۔

۲۹۲۶۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ عَمْرٍو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوكَ وَأَهْدَى مَلَكَ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْلَةَ بَيْضَاءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَعْرِهِمْ.

**فائدہ:** اشارہ کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے موافق عادت اپنی کے طرف بعض طریقوں اس کے کی اور تحقیق ذکر کیا

ہے ابن اسحاق نے سیرت میں کہ جب حضرت ﷺ تبوک میں پہنچے تو نجد ایلہ کے بادشاہ کا آپ ﷺ کے پاس پہنچا اور حضرت ﷺ نے صلح کی اور آپ کو جزیہ دینا قبول کیا اور حضرت ﷺ نے ان کے واسطے نامہ لکھا جس تحقیق وہ پاس ان کے ہے اس کا مضمون یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هَذِهِ اَمْنَةٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِنَجْتِهِنَّ بِنِ رُوْبَةِ وَاہْلِ اَیْلَةٍ یعنی یہ امان ہے محمد ﷺ کی طرف سے جو اللہ کے رسول ہیں واسطے نجد کے اور اور اہل ایلہ کے ابن بطال نے کہا کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ جب گاؤں کا بادشاہ صلح کرے تو داخل ہوتے ہیں اس میں باقی لوگ گاؤں کے اور اس کے ٹکس میں اختلاف ہے اور وہ اس وقت ہے جبکہ امان چاہیں وہ واسطے ایک گروہ معین کے کہ کیا وہ بھی ان میں داخل ہوتا ہے یا نہیں تو اکثر کا یہ مذہب ہے کہ ضرور ہے معین کرنا اس کا لفظ میں اور اصح اور صحون نے کہا کہ اس کی حاجت نہیں بلکہ اکتفا کیا جائے سلتھ قرینہ کے اس واسطے کہ وہ نہیں لیتا ہے امان کو واسطے کسی کے مگر کہ وہ قصد کرتا ہے کہ اپنے آپ کو بھی اس میں داخل کرے۔ (فتح)

باب ہے بیان میں وصیت کرنے کے ساتھ اہل ذمہ حضرت ﷺ کے اور ذمہ کے معنی عہد ہیں اور ال کے معنی جو آیت الا ولا ذمۃ میں واقع ہے قرابت کے ہیں یعنی جن سے حضرت ﷺ نے عہد و پیمانہ کیا ہے اس کو قائم رکھنا۔

بَابُ الْوَصَاۃِ بِاَهْلِ ذِمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالذِّمَّةُ الْعَهْدُ وَالْاِلَ الْقَرَابَةُ۔

۲۹۲۷۔ حَدَّثَنَا اِذَا مَ بِنُ اَبِي اِيَّاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بِنَ قُدَامَةَ التَّمِيْمِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بِنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْنَا اَوْصِنَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ اَوْصِيْكُمْ بِذِمَّةِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ ذِمَّةٌ نَبِيْكُمْ وَرِزْقُ عِيَالِكُمْ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کا عہد پورا کرے اور ان کے پیچھے لڑے اور نہ تکلیف دے ان کو زیادہ طاقت ان کی سے۔

فائدہ: میں کہتا ہوں کہ اس زیادتی سے سمجھا جاتا ہے کہ نہ لیا جائے اہل جزیہ سے مگر موافق طاقت ان کی کے اور یہ جو کہا کہ تمہارے عیال کا رزق ہے یعنی جو کچھ کہ ان سے جزیہ اور خراج لیا جاتا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر پورا کرنے عہد کے اور حسن نظر کے بیچ عواقب امور کے اور اصلاح کے واسطے معافی مال کے

اور اصول اور کتاب کے۔ (بخ)

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جاگیر دی حضرت ﷺ نے بحرین سے اور جو کچھ کہ وعدہ کیا مال بحرین اور جزیرہ کے سے واسطے کس کے تقسیم کیا جائے مال نے اور جزیرہ کا۔

بَابُ مَا أَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ الْبَحْرَيْنِ وَالْجِزْيَةِ وَلِمَنْ يُقَسَّمُ الْفَيْءُ وَالْجِزْيَةُ.

فائدہ: یہ ترجمہ شامل ہے تین حکموں پر اور باب کی حدیثیں بھی تین ہیں جو با ترتیب ان پر تقسیم کی گئی ہیں۔

۲۹۲۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ ہر ایک کے واسطے بحرین سے جاگیر لکھیں تو انصار نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں لیتے یہاں تک کہ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی اتنی جاگیر دیں تو حضرت ﷺ نے ان کو کہا جو کچھ اللہ نے چاہا اور انصار مہاجرین کے واسطے کہتے تھے اس حال میں کہ ضد کرنے والے تھے اوپر اس کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میرے بعد تم پاؤ گے اپنے سوا اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوا اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہو یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر مجھ سے ملو یعنی قیامت کے دن یعنی اگر تم اب نہیں لیتے ہو تو میرے بعد بھی حکومت کا حوصلہ نہ کرنا۔

۲۹۲۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتَسِبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَكْتَسِبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أُمَّةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

فائدہ: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد کیا اور کئی بار انصار کو اس کا اشارہ کیا پھر جب انہوں نے قبول نہ کیا تو اس کو چھوڑ دیا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے بالقوة چیز کو بجائے بالفعل چیز کے اتارا اور یہ حضرت ﷺ کے حق میں واضح ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ نہیں حکم کرتے تھے مگر ساتھ اس چیز کے کہ اس کا کرنا جائز ہے اور مراد ساتھ بحرین کے شہر مشہور ہے عراق میں اور فرض شمس میں پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے وہاں کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر جزیرہ مقرر کیا تھا اور کتاب الشرب میں اس حدیث کی شرح میں گزر چکا ہے کہ مراد ساتھ جاگیر دینے کے واسطے انصار کے خاص کرنا ان کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو جزیرہ ان کے سے اور خراج ان کے سے نہ مالک کرنا گردن اس کی کا اس واسطے کہ صلح کی زمین میں نہ تقسیم کی جاتی ہے اور نہ جاگیر دی جاتی ہے۔ (بخ)

۲۹۲۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا جَاءَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتَسِبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَكْتَسِبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أُمَّةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے پاس بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح طرح اس طرح یعنی دونوں ہاتھ بھر بھر کے تین بار دوں گا سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور بحرین کے ملک سے مال آتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہے کہ میرے پاس آئے سو میں ان کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر بحرین کے ملک سے ہمارے پاس مال آئے گا تو البتہ میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اپنا لپ بھر اور گن تو میں نے لپ بھر کے ان کو گنا اچانک پانچ سو درہم تھے تو مجھ کو ایک ہزار پانچ سو درہم دیے اور کہا ابراہیم نے عبدالعزیز سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے پاس بحرین سے مال آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈالو اور تھا وہ اکثر مال کہ حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا تھا تو ناگہاں عباس رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ یا حضرت مجھ کو مال دیجیے پس تحقیق میں نے بدلا دیا تھا اپنی جان سے اور بدلہ دیا تھا عقیل سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے لو جس قدر اٹھا سکو تو عباس نے دونوں ہاتھ سے اپنے کپڑے میں مال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے تو اٹھانہ سکے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو اٹھوادے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں حکم کرتا یعنی بلکہ جتنا خود اٹھا سکے اٹھا لے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ مجھ کو اٹھوادے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں اٹھواتا تو عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال نکال ڈالا پھر اس کو اٹھانے لگے سو نہ اٹھا سکے تو کہا کہ یا حضرت ﷺ کسی کو حکم کیجیے کہ مجھ کو اٹھوادے

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنِي رَسُولُ  
بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ  
جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ لِي لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ  
أَعْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَلَمَّا قَبِضَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ  
مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَتْ لَهُ  
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنِي فَاتَيْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَانَ قَالَ لِي لَوْ  
قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَأَعْطَيْتُكَ هَكَذَا  
وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَقَالَ لِي أَخِي فَبَحَثْتُ  
حَيْثُ فَقَالَ لِي عُدَّهَا فَعَدَّذُنَّهَا إِذَا هِيَ  
خَمْسُ مِائَةٍ فَأَعْطَانِي أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ  
وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ  
بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ أَبِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ  
أَنْشُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ لَكَانَ أَكْثَرَ مَا لِي أَبِي  
بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ  
جَاءَهُ الْعَبَّاسُ لَمَّا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْطِنِي  
إِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا قَالَ خُذْ  
فَحَنَّا فِي نَوْبِهِ ثُمَّ ذَمَّ يَقْلَهُ لَمْ يَسْتَطِعْ  
فَقَالَ أَمْرُ بَعْضِهِمْ يَفْعُهُ إِلَيَّ قَالَ لَا قَالَ  
فَارْفَعُهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَتَرَّ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ

حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ہی مجھ کو اٹھوادیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ مال اور نکال ڈالا پھر اس کو اپنے موٹے پر اٹھا کر چلے سو ہمیشہ حضرت ﷺ اس کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ ہم سے چھپ گئے واسطے تعجب کرنے کے اس کی حرص سے سونہ کھڑے ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ وہاں اس سے کوئی درہم تھا۔

يُقْبَلُهُ فَلَمْ يَرْفَعَهُ فَقَالَ فَمَرُّ بَعْضِهِمْ يَرْفَعُهُ عَلَيَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعَهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ لَا فَتَرْتَمِينَهُ ثُمَّ أَحْتَمِلُهُ عَلَيَّ كَأَهْلِي ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ يُبْعِهُ بَصْرَةَ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ.

فائدہ: اور لیکن عطف جزئیہ کانے پر پس یہ عطف عام کا خاص پر اور شافعی وغیرہ نے کہا کہ فے وہ مال ہے جو حاصل ہو واسطے مسلمانوں کے اس قسم سے کہ نہیں دوڑائے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی معلق مشعر ہے ساتھ اس کے کہ راجح ہے طرف نظر امام کی جتنا چاہے زیادہ دے اور تحقیق گزر چکا ہے جس میں کہ جو مال بحرین سے آیا تھا وہ جزئیہ کا مال تھا اور یہ کہ مصرف جزئیہ کا مصرف فے کا ہے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اختلاف کا مصرف فے میں اور یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ امام کی نظر کی طرف ہے جس کو چاہے دے اور عبدالرزاق نے حدیث طویل میں روایت کی ہے کہ جب عباس اور علی رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وما اءاء الله على رسوله من اهل القرى الا ياتيه پس کہا کہ اس آیت نے سب مسلمانوں کو پورا کیا یعنی اس آیت میں سب مسلمانوں کو دینا مذکور ہے پس نہیں باقی رہا کوئی مگر کہ واسطے اس کے حق ہے بیچ اس کے مگر بعض وہ لوگ جن کے تم مالک ہو یعنی لونڈی غلام ابو عبید نے کہا کہ حکم فے کا اور خراج اور جزئیہ کا ایک ہے اور ملحق ہوتا ہے ساتھ اس کے وہ مال جو اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے عشر سے جبکہ تجارت کریں اسلام کے شہروں میں اور وہ حق ہے سارے مسلمانوں کا عام کیا جائے ساتھ اس کے فقیر اور مالدار کو اور عطا کی جائے ساتھ اس کے لڑنے والوں پر اور رزق دیا جائے بال بچوں کو اور جو حاجت کہ پیش آئے امام کو تمام اس قسم سے کہ اس میں بہتری مسلمانوں کی اور اسلام کی ہے اور اختلاف کیا ہے اصحاب نے بیچ تقسیم فے کے پس ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مذہب برابری کرنی ہے اور یہی ہے قول علی رضی اللہ عنہ کا اور عطا کا اور اختیار شافعی کا اور مذہب عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا تفصیل ہے یعنی کم و بیش دینا اور یہی ہے قول مالک کا اور کو فیوں کا مذہب یہ ہے کہ یہ امام کی رائے کے سپرد ہے اگر چاہے تو برابر دے اور اگر چاہے تو کم و بیش دے اور ابن بطال نے کہا کہ باب کی حدیثیں حجت ہیں واسطے اس کے جو قائل ہے تفصیل کا اور ظاہر یہ ہے کہ جو تفصیل کا قائل ہے وہ تعیم کو شرط کرتا ہے بخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ وہ نظر امام کی طرف ہے اور اس پر دلالت کرتی ہیں حدیثیں باب کی اور ابن منذر نے کہا کہ تنہا ہوئے ہیں شافعی ساتھ قول اپنے کے کہ فے کے مال میں بھی جس ہے

جیسے کہ غنیمت میں ہے اور نہیں محفوظ ہے یہ کسی سے اصحاب میں سے اور نہ ان سے جو ان کے بعد میں ہیں یعنی شافعی کے سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ نے میں سے پانچواں حصہ نہ نکالا جائے اس واسطے کہ جو آیتیں نے کی آیت کے بعد ہیں وہ معطوف ہیں نے کی آیت پر للفقراء والمہاجرین سے آخر تک پس تحقیق وہ مفسر ہے واسطے اس چیز کے کہ اس سے پہلے ہے قول اس کے وما افاء اللہ علی رسولہ من اهل القری سے اور شافعی نے حمل کیا ہے آیت پہلی کو اس پر کہ قسمت سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوئی ہے واسطے اس کے جو مذکور ہے بیچ اس کے فقط پھر جب اس نے دیکھا اجماع کو اوپر جواز عطا کرنے والوں کے اور روزی لڑکے بالوں کے اور سوائے اس کے نے کے مال سے تو تاویل کی اس نے کہ جو آیت میں مذکور ہے وہ غنم ہے پس گردانا اس نے غنم نے کو واجب واسطے ان کے اور مخالفت کی ہے اس کی عام اہل علم نے واسطے بیرونی عمر رضی اللہ عنہ کے اور عباس رضی اللہ عنہ کے قصہ میں دلالت ہے اس پر کہ حصہ زوال قربانی کا نے سے نہیں خاص ہوتا ساتھ فقیران کے اس واسطے کہ عباس رضی اللہ عنہ مالداروں سے تھے اور امام احمد نے کہا کہ نے واسطے مالدار اور فقیر کے ہے۔ (فتح)

بابُ اِنَّہِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ۔ باب ہے بیان میں گناہ اس شخص کے جو عہد کرنے والے کو قتل کرے بغیر جرم کے یعنی ناحق۔

فائدہ: اسی طرح مفید کیا ہے انہوں نے اس کو ترجمہ میں اور نہیں ہے تفہید حدیث میں اور لیکن وہ مستفاد ہے قواعد شرع سے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آتی ہے ساتھ لفظ بغیر حق کے اور اسی چیز میں کہ واقع ہوئی ہے نسائی وغیرہ کی حدیث میں کہ جو قتل کرے نفس معاہد کو بغیر حلال ہونے اس کے تو حرام کرتا ہے اللہ اس پر بہشت کو۔ (فتح)

۲۹۳۰۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو معاہد یعنی قول و اقرار والے کو مار ڈالے گا تو وہ بہشت کی بوند سونگھے گا اور البتہ بہشت کی خوشبو چالیس برس کی راہ سے معلوم ہوتی ہے۔

۲۹۳۰۔ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا تُوَجَّدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔

نکالنا یہود کا عرب کے ٹاپو سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو وہاں ٹھہرائے گا۔

بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَقَالَ عُمَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرِكُمْ مَا أَفْرِكُمْ اللَّهُ بِهِ۔

**فائدہ:** یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے اور اس میں یہ لفظ بھی ہے کہ نکالو مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے اور اقتصار کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اوپر ذکر یہود کے اس واسطے کہ وہ اللہ کو ایک جانتے تھے مگر تھوڑے ان میں سے اور باوجود اس کے حکم کیا ساتھ نکالنے ان کے کے تو ان کے سوائے اور کافروں کا نکالنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

۲۹۳۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا  
اللَيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ  
أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ  
فَخَرَجْنَا حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِذْرَاسِ فَقَالَ  
أَسْلِمُوا تَسْلِمُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ  
وَرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِبِكُمْ مِنْ هَذِهِ  
الْأَرْضِ لَمَنْ يَجِدُ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعَهُ  
وَالْأُخْرَى فاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ.

۲۹۳۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ناگہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نکلے سو فرمایا کہ یہود کی طرف چلو سو ہم نکلے یہاں تک کہ جب  
ہم مدرسے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام قبول  
کرو تا کہ تم دین و دنیا میں سلامت رہو اور جان لو کہ تمہاری  
زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم کو  
اس زمین یعنی عرب کی زمین سے نکال دوں سو جو شخص کہ تم  
لوگوں میں سے اپنا کچھ مال پائے تو چاہیے کہ اس کو بیچ ڈالے  
یعنی جس شخص پر تم میں سے دشوار ہو چھوڑنا کسی چیز کا جس کا  
نقل کرنا دشوار ہو تو اس کو اس کے بیچنے کی اجازت ہے نہیں تو  
جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

**فائدہ:** اور ظاہر یہ ہے کہ یہ یہود بقایا تھے یہود سے پیچھے رہے مدینے میں بعد نکال دینے بنی قینقاع اور قریظہ اور نصیر  
کے اس واسطے کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے پہلے تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو فتح خیبر کے بعد آئے تھے جیسا کہ مغازی  
میں آئے گا اور تحقیق برقرار رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر کو اس شرط پر کہ زمین میں محنت مزدوری کریں کما تقدّم اور  
وہ بدستور قائم رہے یہاں تک کہ جلاوطن کیا ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے یا احتمال ہے کہ یہود خیبر سے کچھ لوگ مدینے میں باقی  
رہے ہوں اعتماد کرنے والے اوپر رضا کے ساتھ باقی رکھنے ان کے کے واسطے محنت کے بیچ زمین خیبر کے پھر ان کو  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں رہنے سے بالکل منع کر دیا۔ (فتح)

۲۹۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ  
سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مَسْلَمَةَ الْأَحْوَلِ سَمِعَ  
سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا يَقُولُ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ  
الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَ دَمْعُهُ الْخَضَى

۲۹۳۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ  
دن جمعرات کا اور کیا تھا دن جمعرات کا پھر رونے لگے یہاں  
تک کہ ان کے آنسوؤں سے پتھر تر ہوئے میں نے کہا کہ اے  
ابو عباس کیا ہے دن جمعرات کا تو انہوں نے کہا کہ اس دن  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی نہایت شدت ہوئی اور درد غالب

ہوا تو فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے  
نوشتہ لکھ دوں تاکہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بہکو تو اصحاب کاغذ  
لانے نہ لانے میں جھگڑنے لگے اور پیغمبر کے پاس جھگڑنا جائز  
نہیں پھر اصحاب نے کہا کہ حضرت ﷺ کا کیا حال ہے کیا  
درد سے زبان قابو میں نہیں رہی اس کو حضرت ﷺ سے پھر  
تحقیق کر دیا یہ استفہام انکاری ہے گویا کہ انہوں نے انکار کر  
دیا اس شخص پر جو کہتا تھا کہ نہ لکھو یعنی نہ ٹھہراؤ اس کو مانند امر  
اس کے کی جس کی زبان قابو میں نہ ہو تو حضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ اب مجھ کو نہ چھیڑو جس میں اب میں مشغول ہوں بہتر  
ہے اس سے جس کو تم پوچھتے ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو تین  
چیز کا حکم کیا سو فرمایا کہ مشرکوں کو عرب کے جزیرہ سے نکال دینا  
اور ایلچیوں سے سلوک کیا کرنا جیسے میں کیا کرتا تھا اور تیسری  
چیز سے یا تو آپ ﷺ چپ رہے یا میں اس کو بھول گیا ہوں  
سفیان نے کہا کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔

قُلْتُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ مَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ  
اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَجَعَهُ فَقَالَ انْتَوَيْتَنِي بِكَتِفِ أَكْثَبٍ لَكُمْ  
كِتَابًا لَا تَصِلُوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَارُعُوا وَلَا  
يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيِّ تَنَارُعٍ فَقَالُوا مَا لَهُ أَهْجَرُ  
اسْتَفْهِمُوهُ فَقَالَ ذَرُونِي فَإِلْدِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ  
مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ فَأَمَرَهُمْ بِبَلَاثٍ قَالَ  
أَخْرَجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ  
وَأَجِيزُوا الْوَلَدَ بَنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ  
وَالثَّالِثَةَ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَتَ عَنْهَا وَإِمَّا أَنْ  
قَالَهَا فَسَيِّئَتُهَا قَالَ سُفْيَانٌ هَذَا مِنْ قَوْلِ  
سُلَيْمَانَ.

**فائدہ:** اور غرض اس حدیث سے یہ قول آپ ﷺ کا ہے کہ نکال دو مشرکوں کو عرب کے ٹاپو سے اور طبری نے کہا کہ  
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام پر لازم ہے نکالنا ہر اس شخص کا جو اسلام کے سوائے کوئی اور دین رکھتا ہو ہر شہر سے  
کہ اس پر مسلمان قہر سے غالب ہوئے ہوں جبکہ مسلمانوں کی ان کی ضرورت نہ ہو مانند عمل زمین کی اور مانند اس کی  
اور اسی پر ٹھہرایا عمر رضی اللہ عنہ نے جس کو ٹھہرایا سواد اور شام میں اور گمان کیا انہوں نے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ٹاپو عرب  
کی بلکہ ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شہر کے ہو اور حکم اس کے کے۔ (فتح)  
**بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ**  
جب مشرکین مسلمانوں کے ساتھ دغا کریں تو کیا ان  
سے معاف کیا جائے۔  
**هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ.**

**فائدہ:** اور نہیں جزم کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے اشارت کرنے کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی  
ہے اختلاف سے بیخ عقاب کرنے اس عورت کی جس نے زہر آلودہ بکری ہدیہ بھیجی تھی۔ (فتح)  
۲۹۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا  
۲۹۳۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو  
اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ - ایک بکری زہر آلودہ حضرت ﷺ کو تحفہ بھیجی گئی تو



حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں کہ سب یہودیوں کو میرے پاس جمع کرو تو سب یہودی آپ ﷺ کے پاس جمع کیے گئے تو فرمایا کہ میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا تم اس میں سچ بولو گے یہود نے کہا ہاں تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کون ہے باپ تمہارا انہوں نے کہا کہ فلانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلانا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ سچے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو یہود نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم اور اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ﷺ ہمارے جھوٹ کو پہچان لیں گے جیسے کہ آپ ﷺ نے اس کو ہمارے باپ کی نسبت میں پہچانا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دودخی کون ہیں تو یہود نے کہا کہ ہم تھوڑے دن دودخ میں رہیں گے پھر ہمارے پیچھے تم دودخ میں داخل ہو گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو اس میں قسم ہے اللہ کی ہم تمہارے پیچھے کبھی دودخ میں نہیں جائیں گے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس میں سچ بولو گے تو انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم تو فرمایا کہ تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا چیز تم کو اس کے باعث ہوئی یہود نے کہا کہ ہم نے چاہا تھا کہ اگر آپ معاذ اللہ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے آرام پائیں گے لیکن اگر آپ ﷺ پیغمبر ہوں گے تو آپ ﷺ کو ضرر نہ ہوگا۔

الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا لُحِثَتْ خَيْرٌ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْلَمَ أَجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ يَهُودٍ فَجُمِعُوا لَهُ فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا فَلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فَلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذَبْنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي آيِنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوا نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخَلَّفُونَا فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنُوا فِيهَا وَاللَّهِ لَا نَخَلْفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔  
بَابُ دُعَاءِ الْإِمَامِ عَلِيٍّ مِنْ نَكْتِ عَهْدِهِ.  
۲۹۳۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

بددعا کرنی امام کی اس شخص پر جو عہد کو توڑ ڈالے۔  
۲۹۳۳۔ عاصم بن النضر سے روایت ہے کہ میں نے انس بن النضر سے

رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کا حکم پوچھا تو میں نے کہا کہ فلانا گمان کرتا ہے کہ تو نے رکوع سے پیچھے کہا ہے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے پھر انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی بعد رکوع کے بددعا کرتے تھے بنی سلیم کی ایک جماعت پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چالیس یا ستر قاری کچھ مشرکوں کی طرف بھیجے پس آگے آئے ان کو یہ کافر یعنی جبکہ پہنچے ہر معونہ میں تو کافروں نے ان کو مار ڈالا اور ان کافروں کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان عہد تھا سو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دیکھا کہ کسی پر غمناک ہوئے ہوں جیسا کہ ان پر غمناک ہوئے۔

بُنْ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقَنُوتِ قَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ فَقُلْتُ إِنَّ فَلَانًا يَزْعُمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ كَذَبَ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ بَعَثَ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعِينَ يَشْكُ فِيهِ مِنَ الْقُرَاءِ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَعَرَضَ لَهُمْ هَوْلًا لَفَعَلَوْهُمْ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوتر میں گزر چکی ہے۔

باب ہے بیان میں امان دینے عورتوں کے اور پناہ دینے ان کے۔

بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجِوَارِهِنَّ.

۲۹۳۵-۱م ہانی رضی اللہ عنہا ابوطالب کی بیٹی سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی سو میں نے آپ ﷺ کو غسل کرتے پایا اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو پردہ کیے ہوئے تھیں تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ عورت کون ہے میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں ابوطالب کی بیٹی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خوش وقتی ہے ام ہانی کو پھر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے تو اپنی آٹھ رکعتیں پڑھیں یعنی چاشت کی نماز لپٹے ہوئے تھے کپڑے میں تو میں نے کہا کہ یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میری ماہ کے بیٹے علی نے کہا کہ وہ

۲۹۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مَرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيٍّ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَقَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَلِذَا فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِيٍّ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرَحَبًا بِأُمِّ هَانِيٍّ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَّ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا -

قتل کرنے والے ہیں اس شخص کو کہ میں نے اس کو پناہ دی تو فلاں بیٹا ہبیرہ کا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی۔ ام ہانی نے کہا اور یہ چاشت کی نماز تھی۔

فِي ثُوبٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيٌّ أَنَّهُ قَاتِلُ رَجُلًا قَدْ أُجْرَتْهُ فَلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُجْرْنَا مِنْ أُجْرَتِ يَا أُمَّ هَانِي قَالَتْ أُمَّ هَانِي وَذَلِكَ ضُحَى.

فائدہ: اس حدیث کی کچھ شرح نماز میں گزر چکی ہے ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اہل علم کا اوپر جائز ہونے امان عورت کے مکروہ چیز کہ ذکر کی ہے عبدالملک مالک کے مصاحب نے نہیں محفوظ رکھتا میں یہ اس کے غیر سے کہا اس نے کہا کہ بیچ قول حضرت ﷺ کے کہ سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا دلالت ہے اوپر غافل ہونے اس قاتل کے اور محزون سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے پس کہا اس نے کہ وہ امام کے سپرد ہے اگر اس کو جائز رکھے تو جائز ہے اور اگر رد کرے تو رد ہے۔ (فتح)

مسلمانوں کا عہد اور امان ایک ہے سعی کرتا ہے ساتھ عہد ان کے کے ادنیٰ ان کا یعنی اگر کوئی ادنیٰ مسلمان مانند عورت اور غلام کی کسی کافر کو امان دے تو چاہیے کہ اس کو سب مسلمان امان دیں اور اس کے عہد کو نہ توڑیں۔

بَابُ ذِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَجَوَارِهِمْ  
وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ.

۲۹۳۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَطَبْنَا عَلِيًّا فَقَالَ مَا عِدْنَا كِتَابَ نَقْرُوهُ إِلَّا كِتَابَ اللَّهِ تَعَالَى وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَقَالَ فِيهَا الْجَرَاحَاتُ وَأَسْنَانُ الْأَيْلِ وَالْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحَدَتْ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَوْى فِيهَا مُحَدَّثًا فَلَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَذِمَّةٌ

المُسْلِمِينَ وَاحِدَةً فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ  
مِثْلُ ذَلِكَ.  
اگلے سرداروں کے تو اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے اور امان  
مسلمانوں کی ایک ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو  
اس پر بھی اتنی ہی لعنت ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہی اخیر قول ہے کہ امان مسلمانوں کی ایک ہے اٹھ اور یہ ظاہر ہے بیچ اس چیز کے کہ  
متعلق ہے ساتھ ابتداء ترجمہ کے اور ایپر قول اس کا کہ کوشش کرتا ہے ساتھ عبدان کے کے ادنیٰ ان کا پس اشارہ کیا ہے  
ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا حج  
میں اور آئندہ بھی یہ حدیث آئے گی اور داخل ہوا بیچ قول اس کے کے ادناھم ہر وضع ساتھ نص کے اور ہر شریف  
ساتھ فحوی کے پس داخل ہوا ان کے ادنیٰ میں عورت اور غلام اور لڑکا اور مجنوں اور ایپر عورت پس اس کا ذکر تو پہلے باب  
میں گزر چکا ہے اور ایپر غلام پس جائز رکھا ہے اس کی امان کو جمہور نے لڑے یا نہ لڑے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر لڑے  
تو اس کی امان جائز ہے اور نہیں تو نہیں اور سمون نے کہا کہ اگر سردار اس کو لڑنے کی اجازت دے تو جائز ہے امان اس  
کی اور نہیں تو نہیں اور ایپر لڑکا پس کہا ابن منذر نے کہ اجماع ہے اہل علم کا کہ امان لڑکے کی جائز نہیں میں کہتا ہوں کہ  
اس کے غیر کا کلام مشعر ہے ساتھ اس کے کہ مراہق اور غیر مراہق میں فرق ہے اور اسی طرح ممیز جو عقل رکھتا ہو اور  
خلاف ہے مالکیہ اور حنابلہ سے اور ایپر مجنوں پس نہیں صحیح ہے امان اس کی بغیر خلاف کے مانند کافر کی اور لیکن ادزاعی  
نے کہا کہ اگر جہاد کرے ذمی کافر ہمراہ مسلمانوں کے پس کسی کو امان دی پس اگر امام چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر  
چاہے تو رد کرے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے ثوری سے کہ اس نے مستثنیٰ کیا ہے مردوں سے ان آزادوں کو جو  
دار الحرب میں قید ہیں پس کہا اس نے کہ ان کی امان جائز نہیں ہوتی اور اسی طرح مزدور کی۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالُوا صَبَّأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوا  
أَسْلَمْنَا.  
جب کہیں مشرکین وقت لڑنے کے صَبَّأْنَا یعنی ہم بے  
دین ہوئے یعنی مسلمان ہوئے اور بخوبی یہ بات نہ کہہ  
سکیں کہ ہم مسلمان ہوئے یعنی واسطے جاری ہونے کے  
اپنی زبان پر تو کیا ہوتا ہے یہ کافی بیچ دور کرنے قتال کے  
ان سے یا نہیں۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ مقصود ترجمہ کا یہ ہے کہ اعتبار کیا جاتا ہے مقاصد کا اپنی دلیلوں سے جس طرح سے کہ دلیلیں  
ہوں خواہ لفظی ہوں یا غیر لفظی جس زبان میں کہ ہوں۔

وَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو فَجَعَلَ خَالِدٌ يُقْتَلُ فَقَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْرَأُ إِلَيْكَ -  
اور کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو خالد نے ان کا قتل کرنا شروع  
کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہی میں تیرے روبرو

مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ۔ بیزاری کرتا ہوں خالد کے فعل سے۔

**فائدہ:** یہ ایک کٹڑا ہے حدیث دراز کا پوری حدیث آئندہ آئے گی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ خالد نے حضرت ﷺ کے حکم سے ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا اور ان کو اسلام کی دعوت کی تو انہوں نے کہا صَبَانًا یعنی ہم بے دین ہوئے اور مراد ان کی یہ تھی ہم اسلام لائے یعنی اس لیے کہ کافر مسلمانوں کو بے دین کہتے تھے تو خالد نے ان سے یہ بات قبول نہ کی اور ان کو قتل کیا بنا پر ظاہر لفظ کے تو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس پر انکار کیا پس دلالت کی اس نے اس پر کہ کفایت کی جائے ہر قوم سے ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جائے زبان ان کی سے اور تحقیق معذور کہا حضرت ﷺ نے خالد کو بیچ اجتہاد اس کے کے اور نہ بدلہ لیا اس سے۔ اور ابن بطلال نے کہا کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ حاکم جب حکم کرے ساتھ جور کے یا برخلاف قول اہل علم کے تو وہ مردود ہے لیکن نظر کی جائے پس اگر ہو بطور اجتہاد کے تو گناہ ساقط ہے اور اپہر ضمان یعنی بدلہ پس لازم ہے اس میں نزدیک اکثر کے اور کہا ثوری اور اہل رائے اور احمد اور اسحاق نے کہ جو چیز کہ ہو قتل میں یا زخم میں تو بیت المال میں ہے اور کہا اوزاعی اور شافعی رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ کے دونوں مصاحبوں نے کہ اس کا بدلہ عاقلہ پر ہے اور کہا ابن ماجہون نے کہ نہیں لازم آتی اس میں ضمان اور یہ ان جگہوں سے ہے جن میں تمسک کیا جاتا ہے کہ بخاری ترجمہ باندھتا ہے ساتھ بعض ان چیزوں کے کہ وارد ہوئی ہیں حدیث میں اگرچہ وارد نہیں کرتا ان کو ترجمہ میں پس تحقیق اس نے باب باندھا ہے ساتھ قول اپنے کی صَبَانًا اور اس کو وارد نہیں کیا اور اکتفا کیا ہے اس نے ساتھ کٹڑے اس حدیث کے جس میں یہ لفظ وارد ہوا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ عُمَرُ إِذَا قَالَ مَتْرَسٌ فَقَدْ آمَنَهُ إِنَّ  
اللَّهَ يَعْلَمُ الْأَلْسِنَةَ كُلَّهَا وَقَالَ تَكَلَّمُوا لَا  
بَأْسَ۔  
یعنی اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ جب کہے مسلمان عجمی  
کافر کو کہ نہ ڈر یعنی فارسی زبان میں تو اس نے اس کو امن  
دیا تحقیق اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے یعنی پس بخاری  
زبان میں بھی امان دینی جائز ہوگی۔ یعنی عمر فاروق نے  
کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں۔

**فائدہ:** انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نے تستر کو محاصرہ کیا تو اترا ہر زمان اوپر حکم عمر رضی اللہ عنہ کے سو جب اس کو عمر کے پاس لایا گیا تو صاف کلام نہ کر سکا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کلام کر کوئی ڈر نہیں اوپر تیرے اور یہ عمر رضی اللہ عنہ سے امن دینا تھا اور کہا کہ اللہ سب زبانوں کو جانتا ہے تو کہتے ہیں کہ دنیا میں کل بہتر زبانیں ہیں سولا سام کی اولاد میں اور مانند اس کی حام کی اولاد میں اور باقی یانٹ کی اولاد میں۔ (فتح)

بَابُ الْمَوَادِعَةِ وَالْمُصَالِحَةِ مَعَ  
الْمُشْرِكِينَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ وَإِنَّهُمْ مِنْ لَمَمِ  
صلح کرنی اوپر ترک کرنے لڑائی کے اور صلح کرنے ساتھ  
مشرکوں کے مال وغیرہ پر یعنی مانند قیدیوں کے اور گناہ

اس کا جو عہد کو پورا نہ کرے۔ اور اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ جھکیں صلح کو تو تو بھی جھک اسی طرف اور بھروسا کر اللہ پر بے شک وہی سنتا جانتا۔

يَفِّ بِالْعَهْدِ وَقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ الآية.

فائدہ: یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر مصالحت کے ساتھ مشرکین کے اور معنی شرط کے آیت میں یہ ہیں کہ امر ساتھ صلح کے مفید ہے ساتھ اس کے جبکہ ہونا فاعل واسطے اسلام کے مصالحت اور جبکہ اسلام کفر پر غالب ہو اور مصالحت میں کوئی مصالحت ظاہر نہ ہو تو اس وقت صلح نہیں۔ (فتح)

۲۹۳۷۔ سہل بن ابی حمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن سہل اور حبیصہ بن مسعود دونوں خیبر میں گئے اور خیبر والوں سے اس دن صلح تھی سو دونوں جدا جدا ہو گئے یعنی سیر کرتے ہوئے ایک کسی طرف چلا گیا اور ایک کسی طرف تو حبیصہ عبد اللہ کے پاس آیا اور وہ اپنے خون میں تڑپتا تھا اس حال میں کہ مارا گیا تھا تو اس نے اس کو دفنایا پھر مدینے میں آیا پھر چلا عبد الرحمن بن سہل یعنی بھائی مقتول کا اور حبیصہ اور حویصہ بیٹے مسعود کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو عبد الرحمن کلام کرنے لگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقدم کر بڑے کو بڑے کو یعنی جو تجھ سے بڑا ہے اس کو کلام کرنے دے اور وہ تینوں سے چھوٹا تھا تو عبد الرحمن چپ رہا تو کلام کیا حبیصہ اور حویصہ نے یعنی دعویٰ کیا خون کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو اور مستحق ہوتے ہو اپنے قاتل کے خون کے یا فرمایا اپنے ساتھی کے تو انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح قسم کھائیں اور حالانکہ ہم حاضر نہ تھے اور نہ ہم نے کسی کو دیکھا فرمایا کہ پاک ہوں گے یہود دعویٰ تمہارے سے ساتھ قسموں پچاس مردوں کے تو انہوں نے کہا کہ ہم کافروں کی قوم سے کس طرح قسمیں لیں یعنی ان کی قسموں کا کیا اعتبار ہے تو دیت دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اپنے پاس سے۔

۲۹۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ انْطَلَقَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلِ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودِ بْنِ زَيْدٍ إِلَى خَيْبَرَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَلْحٌ فَتَفَرَّقَا فَأَتَى مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلِ وَهُوَ يَتَشَمَطُ فِي دَمِهِ قَيْلًا لَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلِ وَمُحَيِّصَةُ وَحَوَيْصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِيرٌ كَبِيرٌ وَهُوَ أَحَدُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ تَخْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ فَأَتَاكُمُ أَوْ صَاحِبِكُمْ قَالُوا وَكَيْفَ نَخْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرِ قَالَ فَتَبَرَّيْكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ فَقَالُوا كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ لَعَلَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ.

**فائدہ:** اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ خیبر کی طرف چلے اور اس وقت ان سے صلح تھی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی تو مہلب نے اس سے سمجھا ہے کہ یہ موافق ہے قول اس کے کہ ترجمہ میں کہ صلح کر لی ساتھ مشرکوں کے مال پر پس کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ دیت دی اس کو حضرت ﷺ نے اپنے پاس سے واسطے الفت دلانے یہود کے اور واسطے امید مسلمان ہونے ان کے کے اور مہلب کے اس قول کو رد کرتی ہے وہ چیز کہ نفس حدیث میں ہے غیر اس طریق میں کہ مکروہ جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ باطل کریں خون اس کا پس تحقیق یہ مشعر ہے کہ سب دینے آپ کا دیت کو اپنے پاس سے تھا خوش کرنا واسطے دلوں اہل اس کے کے اور احتمال ہے کہ ہر ایک دونوں سے سبب واسطے اس کے اور ساتھ اس کے تمام ہوگا ترجمہ اور ایسا اصل مسئلے کا پس اختلاف کیا گیا ہے سچ اس کے پس کہا اوزاعی نے کہ صلح کرنی امام المسلمین کی ساتھ اہل حرب کے مال پر کہ ادا کرے اس کو طرف اہل حرب کی جائز نہیں مگر ضرورت سے مانند اعراض کرنے مسلمانوں کی لڑائی ان کی سے کہا اس نے اور نہیں ڈر ہے یہ کہ صلح کرے ان سے غیر شے پر یعنی بغیر کسی چیز نے کے کہ ادا کریں ان کو طرف ان کی جیسا کہ واقع ہوا حدیبیہ میں اور کہا شافعی نے کہ جب ضعیف ہوں مسلمان مشرکوں کی لڑائی تو جائز ہے صلح کرنے ان سے بغیر کسی چیز کے کہ دیں ان کو اس لیے کہ قتل واسطے مسلمانوں کے شہادت ہے اور اسلام زیادہ تر عزت والا ہے اس سے کہ دیا جائے کچھ مال مشرکوں کو اس پر کہ باز رہیں ان سے مگر سچ حالت خوف مسلمانوں کے واسطے بہت ہونے دشمنوں کے اس لیے کہ یہ ضرورتوں سے ہے اور اسی طرح جب قید کیا جائے کوئی مرد مسلمان پس نہ خلاص ہو مگر ساتھ بدلے کے تو جائز ہے اور ایسا قول بخاری رحمہ اللہ کا کہ گناہ اس شخص کا کہ نہ پورا کرے عہد کو پس نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ مشعر ہوساتھ اس کے اور قسامت کی بحث آئے گی۔ (فتح)

باب ہے بیان میں فضیلت پورا کرنے عہد کے۔

بَابُ فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ.

۲۹۳۸۔ سفیان بن حرب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے مجھ کو بلایا بھیجا معہ چند سواروں قریش کے کہ شام کے ملک میں سو اگر تھے اس مدت میں جس میں حضرت ﷺ نے ابوسفیان اور کفار قریش سے صلح کی ہوئی تھی۔

۲۹۳۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبِ بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرْقُلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوا تَجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي مَادَّ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا سُفْيَانَ فِي كُفَّارِ قُرَيْشٍ.

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے کہ دعا ہر امت کے نزدیک قبیح اور مذموم ہے اور یہ پیغمبروں کی صفتوں سے نہیں۔ (فتح)

بابُ هَلْ يُعْفَى عَنِ الدِّمِيِّ إِذَا سَحَرَ. باب ہے بیان میں اس کے کہ کیا معاف کیا جائے ذمی کافر سے جبکہ جادو کرے۔

**فائدہ:** ابن بطال نے کہا نہ قتل کیا جائے جادوگر اہل عہد کا اور لیکن عقاب کیا جائے مگر یہ کہ اپنے جادو سے قتل کرے پس قتل کیا جائے یا کوئی بدعت نکالے پس مواخذہ کیا جائے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مالک نے کہا کہ اگر داخل کرے ساتھ سحر اپنے کے ضرر کو مسلمان پر تو ٹوٹ جاتا ہے عہد اس کا ساتھ اس کے اور نیز مالک نے کہا کہ قتل کیا جائے ساحر اور نہ تو بہ کرایا جائے اور یہی قول ہے احمد رحمہ اللہ کا اور ایک جماعت کا اور وہ نزدیک ان کی مانند زندیق کی ہے۔ (فتح) [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

یونسؑ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کیا اس شخص پر کہ جادو کرے عہد والوں سے قتل ہے یعنی کیا اس کو مار ڈالنا جائز ہے ابن شہاب نے کہا پینچی ہم کو یہ خبر کہ کسی نے حضرت ﷺ کو جادو کیا تو حضرت ﷺ نے جادوگر کو قتل نہ کیا اور تھا وہ اہل کتاب سے

وَقَالَ ابْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ سُئِلَ أَعْلَى مِنْ سَحَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ قَتْلٌ قَالَ بَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَنَعَ لَهُ ذَلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مَنْ صَنَعَهُ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.

**فائدہ:** کرمانی نے کہا کہ ترجمہ باندھا بخاری نے ساتھ لفظ ذمی کے اور سوال کیا گیا زہری ساتھ لفظ اہل عہد کے اور جواب دیا ساتھ لفظ اہل کتاب کے پس دونوں پہلے متقارب ہیں اور اپر اہل کتاب پس مراد اس کی ان میں سے وہ شخص ہے جس کے ساتھ عہد ہو اور امر نفس الامر میں اس طرح تھا ابن بطال نے کہا کہ نہیں حجت ہے واسطے ابن شہاب کے بیچ تھے اس شخص کے جس نے حضرت ﷺ کو جادو کیا تھا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ اپنے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے اور نیز اس لیے کہ نہ ضرر کیا آپ کو جادو نے بیچ کسی چیز کے وحی کے امروں سے اور نہ آپ کے بدن میں اور سوائے اس کے نہیں کہ عارض ہوئی تھی آپ کو کوئی چیز خیال سے اور یہ مانند اس کی ہے کہ ایک جن نے آپ کی نماز کو توڑنا چاہا پس نہ قادر ہوا اور اس کے ادر سوا اس کے نہیں کہ پینچی آپ کو ضرر سحر سے وہ چیز کہ پینچتی ہے بیمار کو بخار سے میں کہتا ہوں کہ اسی لیے نہیں جزم کیا بخاری نے ساتھ حکم کے۔ (فتح)

۲۹۳۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۳۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ﷺ پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپس کو خیال ہوتا تھا کہ آپ ایک کام کر چکے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا تھا۔



سُجِرَ حَتَّىٰ كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا  
وَلَمْ يَصْنَعْهُ.

فائدہ: اس حدیث میں معاف کرنے کا ذکر نہیں اور اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ ترجمہ کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے بیچ باقی قصے کے کہ جب حضرت ﷺ کو صحت حاصل ہوئی تو فرمایا کہ میں مکروہ جانتا ہوں کہ لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور اس کی باقی شرح طب میں آئے گی۔

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنَ الْغَدْرِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى  
﴿وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ  
حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَبْرِهِ  
إِلَىٰ قَوْلِهِ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾.

فائدہ: اور اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ احتمال رکھنا طلب دشمن کا واسطے صلح کے دعا کو نہیں منع کرتا قبول کرنے کو جبکہ ظاہر ہو واسطے مسلمانوں کے بلکہ عزم کیا جائے اور بھروسہ کیا جائے اللہ پر۔ (فتح)

۲۹۴۰۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ  
مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَيْدٍ  
قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا  
إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ  
أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قَبَةِ مِنْ أَدَمَ لَقَالَ  
اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِي ثُمَّ فَتَحْ  
بَيْتَ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مَوْتَانُ يَأْخُذُ فِيكُمْ  
كَقَعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِيفَاضَةَ الْمَالِ حَتَّى  
يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَطْلُ سَاخِطًا ثُمَّ  
فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ  
هُدَنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ  
فَيَعْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ لِمَانَيْنِ غَايَةِ  
تَحْتَ كُلِّ غَايَةِ اثْنَا عَشَرَ الْفَا.

۲۹۴۰۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں جنگ تبوک میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ چڑے کے ایک قبے میں تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گن رکھ چھ چیزوں کو قیامت سے پہلے اول تو میری موت پر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر تم میں مری کا پڑنا جیسے بھیڑ بکری میں مری پڑتی ہے پھر مال کی کثرت ہونی یہاں تک کہ ایک مرد کو سو اشرفیاں دی جائے گی پھر بھی وہ ناخوش رہے گا یعنی کم سمجھ کر پھر فساد ہوگا عرب کا کوئی گھریاقتی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہوگا پھر تمہاری اور روم والوں کے درمیان صلح کا ہونا سو وہ دعا کریں گے تو وہ تم سے لڑنے آئے گے اسی (۸۰) علم کے نیچے ہر علم کے نیچے بارہ بارہ ہزار آدمی ہوگا یعنی نو لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر ہوگا۔

**فائدہ:** کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بیت المقدس کی فتح ہونے کے بعد عمواس میں مری پڑی کہ اس میں پڑی کہ اس میں کئی ہزار آدمی مر گئے اور مال کی کثرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی نزدیک فتوح عظیمہ کے اور فتنہ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے شروع ہوا ساتھ مقتول ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بدستور رہے فتنے بعد اس کے اور چھٹی نشانی ابھی واقع نہیں ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان میں سے تین نشانیاں واقع ہو چکی ہیں اور تین باقی ہیں اور نعیم کے فتن میں واقع ہوا ہے کہ اخیر نشانی مہدی کے وقت میں ہوگی اوپر ہاتھ ایک بادشاہ کے جو ہرقل کی اولاد سے ہوگا اور مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دغا قیامت کی نشانیوں سے ہے اور اس میں بیان ہے کئی چیزوں کا نبوت کی نشانیوں سے کہ ان میں سے اکثر ظاہر ہو چکی ہیں ابن منیر نے کہا کہ ایپر قصہ روم کا پس نہیں واقع ہوا اب تک اور نہ ہم کو یہ خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے میدان میں اس عدد کے ساتھ جہاد کیا ہو پس یہ ان امروں سے ہے کہ ابھی واقع نہیں ہوئی اور اس میں بشارت اور ندرت ہے اور یہ اس لیے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے کہ انجام واسطے مسلمانوں کے ہے باوجود کثرت اس لشکر کے اور اس میں اشارت ہے طرف اس کی کہ مسلمانوں کا لشکر کئی گنا زیادہ ہوگا۔ (فتح)

کس طرح پھیرا جائے عہد طرف اہل عہد کی اور اللہ نے فرمایا کہ اگر تجھ کو ڈر ہو ایک قوم کے دغا کا تو پھینک دے طرف ان کی عہد ان کا برابر کے برابر۔

بَابُ كَيْفَ يُبْنَدُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ وَقَوْلِ  
اللَّهِ سُبْحَانَهُ ﴿وَأَمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ  
خِيَانَةً فَاِنْبُدْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ﴾ الْآيَةَ.

**فائدہ:** اور یہ اس طور سے ہے کہ کسی کو ان کے پاس پہنچے جو ان کو خبر کر دے کہ عہد ٹوٹ گیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی مثل پر اور بعض کہتے ہیں کہ عدل پر اور بعض کہتے ہیں کہ خبر کر دے ان کو کہ تو ان سے لڑنے والا ہے یہاں تک کہ ہوں مثل تیری اس کے علم میں۔ (فتح)

۲۹۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں میں جو قربانی کے دن منا میں حکم پہنچا دیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی شریک کرنے والا اور نہ گھوسے کعبے کے گرد ننگا آدمی اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے یعنی دسویں ذی حجہ کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر اس واسطے کہ لوگ عمرے کو حج اصغر کہتے تھے پس پھینک دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کی اس سال میں عہد ان کا تو حجہ الوداع کے سال جس میں حضرت ﷺ نے حج کیا کسی کافر

۲۹۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِيمَنْ يُؤَذِّنُ يَوْمَ النَّحْرِ  
بِمَنَى لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا  
يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَيَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ  
يَوْمَ النَّحْرِ وَإِنَّمَا قِيلَ الْأَكْبَرُ مِنْ أَجْلِ  
قَوْلِ النَّاسِ الْحَجُّ الْأَصْغَرُ فَبَدَأَ أَبُو بَكْرٍ

إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ فَلَمْ يَحُجَّ عَامَ  
حَجَّةِ الْوَدَاعِ الَّذِي حُجَّ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُشْرِكًا.

نے حج نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح میں گزر چکی ہے مہلب نے کہا کہ خوف کیا حضرت ﷺ نے کافروں کے دغا سے پس  
اس واسطے منادی کو بھیجا کہ کافروں کو یہ حکم پہنچادے۔

گناہ اس شخص کا جو عہد کرے پھر دغا کرے اور اللہ نے  
فرمایا کہ ان میں سے جن کے ساتھ تو نے عہد کیا ہے پھر  
توڑتے ہیں عہد اپنا ہر بار میں الآیۃ

بَابُ إِثْمٍ مِنْ عَاهَدَةٍ ثُمَّ غَدَرَ وَقَوْلُ اللَّهِ  
«الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ  
عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ».

۲۹۴۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ چار چیزیں ہیں کہ جس میں چاروں ہوں گی وہ نرا  
منافق ہے وہ شخص کہ جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب  
وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب عہد پیمان کرے تو دغا  
کرے اور جب جھگڑے تو ناحق پر چلے جس میں ایک خصلت  
ہو ان چاروں سے تو اس میں ایک ہی نفاق کی خو ہے یہاں  
تک کہ اس کو چھوڑ دی۔

۲۹۴۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ  
عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعٌ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَتْ  
مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا  
وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ  
فَجَرَ وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ  
فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا.

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

۲۹۴۳۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں لکھا ہم نے  
حضرت ﷺ سے مگر قرآن اور جو کچھ کہ اس کاغذ میں ہے  
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ حرام ہے ان دونوں پہاڑوں  
کے درمیان کہ ایک کو عائر کہتے ہیں اور دوسرے کو کداسو جو اس  
میں کوئی بدعت نکالے یا بدعت نکالنے والے کو جگہ دے تو اس  
پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی  
جائے گی اس سے نفل عبادت اور نہ فرض عبادت اور امان

۲۹۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا  
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا  
كُتِبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا  
الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ  
عَائِرٍ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَّثَنَا أَوْ أَوْى

مسلمانوں کی ایک ہے ادنیٰ مسلمان بھی امان کی کوشش کرتا ہے سو جو شخص کہ مسلمان کی امان کو توڑے تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت اور جو کسی قوم سے دوستی کرے بغیر اجازت اپنے اگلے سرداروں کی تو اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو نہ قبول کی جائے گی اس سے فرض عبادت اور نہ نفل عبادت۔

مُحَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يُسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ وَذِمَّةُ اللَّهِ وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول آپ کا ہے کہ جو مسلمان کی امان کو توڑے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اس نے کہ کیا حال ہوگا تمہارا جبکہ خراج اور جزیہ سے تم کو کچھ نہ پہنچے گا تو کسی نے ابو ہریرہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ کس طرح گمان کرتا ہے تو اس کو ہونے والا یعنی تو کہاں سے کہتا ہے کہ یہ حال پیش آئے گا اس نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے کہ معلوم کیا ہے میں نے اس کو قول سچے کے سے جس کو سچ کیا گیا ہے یعنی جو کچھ جبرائیل نے آپ ﷺ سے کہا ہے سچ کہا ہے لوگوں نے کہا کہ اس کا کیا سبب ہے یعنی کس سبب سے یہ بات پیش آئے گی ابو ہریرہ نے کہا کہ توڑا جائے گا عہد اللہ کا اور عہد اس کے رسول کا کہ اہل ذمہ کے ساتھ تھا تو اللہ اہل ذمہ کے دل کو سخت کر دے گا تو روک رکھیں گے جو کچھ کہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی جزیہ اور خراج ادا نہ کریں گے۔

قَالَ أَبُو مُوسَى حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَبُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا فَقِيلَ لَهُ وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ كَأَنَّيَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِي وَاللَّهِ نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ قَالُوا عَمَّ ذَاكَ قَالَ تَنْتَهَكَ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَشُدُّ اللَّهُ عَزًّا وَجَلًّا قُلُوبَ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَيَمْتَنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ.

فائدہ: اور اس حدیث میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اور وصیت کرنی ہے ساتھ پورا کرنے عہد اہل ذمہ کے واسطے اس چیز کے کہ جزیہ میں ہے جو ان سے لیا جاتا ہے نفع مسلمانوں کے سے اور اس میں ڈرانا ہے ظلم ان کے سے اور یہ کہ جب یہ واقع ہوگا تو وہ عہد کو توڑ ڈالیں گے پس نہ لیں گے اس سے مسلمان کچھ پس تک ہوگا حال ان کا۔ (فتح)

یہ باب ہے۔

باب

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور یہ بجائے فصل کے ہے پہلے باب سے۔

۲۹۴۳۔ اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو وائل سے پوچھا کہ کیا تو جنگ صفین میں حاضر ہوا تھا اس نے کہا کہ ہاں تو میں نے سہل بن حنیف سے سنا کہتا تھا کہ تہمت کرو اپنی اپنی رائے کو میں نے اپنے آپ کو دیکھا دن ابو جندل کے یعنی دن صلح حدیبیہ کے پس اگر میں طاقت رکھتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو پھیروں تو البتہ میں اس کو پھیرتا اور نہیں رکھا ہم نے اپنی تلواروں کو دن صفین کے اپنے موڑھوں سے واسطے کسی امر کے ڈراوے ہم کو مگر کہ لائیں ہم کو تلواریں ہم کی طرف امر کے آسان جانتے تھے ہم انجام اس کے کو سوائے امر ہمارے کے کہ یہ ہے یعنی مسلمانوں کا آپس میں لڑنا۔

۲۹۴۴۔ بَابُ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَحْبَبَنَا أَبُو حَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِينَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُولُ أَتَهُمُوا رَأَيْكُمْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ اسْتَطِيعَ أَنْ أُرْدَأَ أَمْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْطِنُنَا إِلَّا أَسهَلَنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرِ أَمْرِنَا هَذَا.

فائدہ: سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں کسی گروہ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے لوگوں نے ان کو قصور وار ٹھہرایا تو سہل نے یہ عذر بیان کیا اور اس کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی۔

۲۹۴۵۔ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ صفین میں تھے تو سہیل بن حنیف کھڑے ہوئے پس کہا اس نے کہ اے لوگو تہمت کرو اپنی جانوں کو کہ محض اپنی رائے سے آپس میں لڑتے ہو پس تحقیق تھے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دن حدیبیہ کے اور اگر ہم لڑائی کو مناسب جانتے تو البتہ ہم لڑتے اور صلح پر راضی نہ ہوتے پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہیں ہم حق پر اور کافر باطل پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں پھر انہوں نے فرمایا کہ کیا نہیں ہمارے مقتول بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پس کس پر دین ہم خیس حالت کو اپنے دین میں یعنی مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کیوں کریں کیا ہم پھر جائیں

۲۹۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي تَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو وَائِلٍ قَالَ قَالَ كُنَّا بِصِفِينَ فَقَامَ أَنْفُسُكُمْ فَإِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَبَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ فَقَالَ بَلَى فَقَالَ أَلَيْسَ قِتَالَنَا فِي الْجَنَّةِ وَقِتَالَهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ قِتَالَمُ نُعْطَى الدِّينَةَ فِي دِينِنَا أَرْجِعْ وَلَمَّا

اور حالانکہ حکم نہ کیا ہو اللہ نے درمیان ہمارے اور درمیان ان کے ساتھ اس صلح کے یعنی اور یہ گفتگو تردد کی وجہ سے نہ تھی بلکہ واسطے طلب کشف حال اور مال کے تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے میں اللہ کا رسول ہوں اور اور اللہ مجھ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا پھر فاروق رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہا ان کو مانند اس کی کہ کہا حضرت ﷺ کو تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا تو سورہ فتح اتری تو حضرت ﷺ نے اس کو عمر رضی اللہ عنہ پر پڑھا آخر تک تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا فتح ہے یہ صلح حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔

يَحْكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا فَانْطَلَقَ عُمَرُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَزَلَّتْ سُورَةُ الْفَتْحِ فقرأها رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ عُمَرُ إِلَى أَخِيهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْفَتْحُ هُوَ قَالَ نَعَمْ.

فان ۵: مقصود سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا صلح حدیبیہ کا ذکر کرنے سے یہ تھا کہ خبر دیں اہل صفین کو کہ جو صلح حضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ میں کی تھی وہ سب مسلمانوں کی رائے کے مخالف تھی اور سب نے اس کو ناخوش جانا اور آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس میں بہت بہتری اور بہت بھلائی تھی اور ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ کی رائے صلح میں بہت پوری اور عمدہ تھی لوگوں کی رائے سے مناجزہ سے تو خلاصہ سہل کی کلام کا یہ ہے کہ جنگ صفین میں سہل نے دونوں گروہ کو صلح کی رغبت دلائی اور آخر رفتہ رفتہ مخالفت کا نتیجہ ظاہر ہوا جیسا کہ اللہ نے چاہا۔

۲۹۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ إِذْ عَاهَدُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُدَّتْهُمْ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ

۲۹۴۶- اہماء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں اپنے باپ کے ساتھ میرے پاس آئی اور حالانکہ وہ کافر تھی بیچ زمانے صلح قریش کے جبکہ عہد کیا تھا انہوں نے حضرت ﷺ سے اور مدت ان کی کے کہ صلح کے واسطے معین تھی درمیان قریش کے اور حضرت ﷺ کے تو اس نے حضرت ﷺ سے فتویٰ چاہا سو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری ماں میرے پاس آئی اور وہ اسلام سے منہ پھیرنے والی ہے یا میرے مال میں رغبت کرتی ہے سو کیا میں اس سے سلوک کروں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اس سے سلوک کر۔

أَفْصَلَهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيهَا.

**فائدہ:** اور وجہ تعلق حدیث اول کی اس چیز کی جہت سے ہے جس کی طرف رجوع کیا قریش کے امر نے سچ توڑنے ان کے کی عہد کو غالب ہونے سے اوپر ان کے اور قہران کے کے ساتھ فتح مکہ کے پس یہ ظاہر کرتا ہے کہ دغا کا انجام برا ہے اور اس کا مقابلہ ممدوح ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہوگا تعلق حدیث ثانی یعنی اسماء بنت ابیہا کا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نہ ہونا عذر کا تقاضا کرتا ہے اس کو کہ قرابتی سے سلوک کرنا جائز ہے اگرچہ ہو اور غیر دین سلوک کرنے والے کے اور اس حدیث کی شرح بہہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

صلح کرنی کافروں سے تین دن یا ایک وقت  
معلوم تک۔

بَابُ الْمُصَالِحَةِ عَلَيَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ  
وَقْتٍ مَعْلُومٍ.

**فائدہ:** یعنی مستفاد ہوتا ہے واقع ہونے صلح کے سے اوپر تین دن کے جواز اس کا وقت معلوم کے اگرچہ تین دن نہ ہوں۔ (فتح)

۲۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ  
حَكِيمٍ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا  
إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ  
حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي  
الْبَرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَغْتَمِرَ أَرْسَلَ إِلَى  
أَهْلِ مَكَّةَ يَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَدْخُلَ مَكَّةَ  
فَاسْتَرْطَوْا عَلَيْهِ أَنْ لَا يُقِيمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ  
لَيَالٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجَلْبَانَ السِّلَاحِ وَلَا  
يَدْخُو مِنْهُمْ أَحَدًا قَالَ فَأَخَذَ يَكْتُبُ  
الشَّرْطَ بَيْنَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَكَتَبَ  
هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
فَقَالُوا لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ  
نَمْنَعَكَ وَكَلْبَاعِنَاكَ وَلَكِنْ أَكْتَبَ هَذَا مَا  
قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا  
وَاللَّهُ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَنَا وَاللَّهُ

۲۹۴۷۔ براء بن العازب سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو کسی کو مکے والوں کی طرف بھیجا ان سے پردا لگی مانگنے کو کہ مکے میں داخل ہوں تو مکے والوں نے حضرت ﷺ پر شرط کی یہ کہ تین دن سے زیادہ مکے میں نہ ٹھہریں اور نہ داخل ہوں اس میں مگر اس حال میں کہ تھیلے میں ڈالے ہوئے ہوں ہتھیاروں کو اور نہ بلائیں مکے والوں میں سے کسی کو راوی نے کہا کہ سوعلی مرتضیٰ بنی اللہ ان کے درمیان شرط کو لکھنے لگے تو علی مرتضیٰ بنی اللہ نے لکھا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ اللہ کے رسول نے تو کفار قریش نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ تو رسول ہے تو ہم تجھ کو کعبے سے نہ روکتے اور البتہ تجھ سے بیعت کرتے اور لیکن لکھ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبد اللہ نے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور قسم ہے اللہ کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں راوی نے کہا اور حضرت ﷺ لکھتے نہ تھے تو آپ ﷺ نے علی مرتضیٰ بنی اللہ سے فرمایا کہ رسول کا لفظ مٹا دو تو علی بنی اللہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کو کبھی نہ مٹاؤں گا

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو دکھا تو علی رضی اللہ عنہ نے وہ لفظ آپ ﷺ کو دکھایا تو حضرت ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا سو جب حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی یعنی تین دن کہ قرار پائی تھی تو قریش علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھ سے کہہ کہ ہمارے شہر سے کوچ کرے تو علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور پھر کوچ کیا۔

رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَكَانَ لَا يَكْتُبُ قَالَ فَقَالَ لِعَلِّي أَمَحَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيُّ وَاللَّهِ لَا أَمَحَاهُ أَبَدًا قَالَ فَارْنِيهِ قَالَ فَارَاهُ إِيَّاهُ فَمَحَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَتْ الْأَيَّامُ اتَّوَأَ عَلِيًّا فَقَالُوا مَرُّ صَاحِبِكَ فَلْيَرْتَحِلْ فَذَكَرَ ذَلِكَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ فَمَا أَرْتَحِلَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح آئندہ آئے گی اور پہلے بھی صلح میں گزر چکی ہے۔

باب ہے بیان میں صلح کرنے کے بیچ غیر وقت معین کے یعنی غیر معین وقت میں صلح کرنی جائز ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم کو ٹھہرائیں گے جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا۔

بَابُ الْمُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَكُمُ عَلِيٌّ مَا أَفْرَكُمُ اللَّهُ بِهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور ایپر کہ جو کچھ متعلق ہے ساتھ جہاد کے پس صلح کرنی بیچ اس کے نہیں واسطے اس کے کوئی حد معلوم کہ اس کے سوائے اور کوئی مدت جائز نہ ہو بلکہ یہ راجح ہے طرف رائے امام کی بحسب اس چیز کے کہ دیکھے اس کو زیادہ تر نافع اور احوط واسطے مسلمانوں کے۔

ذالنا لاشوں مشرکین کا کنویں میں اور ان کا مول نہ لیا جائے۔

بَابُ طَرَحِ جَيْفِ الْمُشْرِكِينَ فِي الْبَيْتِ وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان کی قیمت نہ لی جائے تو یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ مشرکوں نے چاہا کہ ایک مرد مشرک کی لاش خریدیں تو حضرت ﷺ نے بیچنے سے انکار کیا اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے دس ہزار دینا چاہا۔

۲۹۴۸۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ سجدے میں تھے یعنی خانے کعبہ میں اور آپ کی گرد کفار قریش کے چند لوگ تھے کہ ناگہاں عتبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر حضرت ﷺ کی پیٹھ پر ڈال دی تو

۲۹۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مِمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ



حضرت ﷺ سجدے سے سر نہ اٹھا سکے یہاں تک کہ فاطمہ زہرا نے آ کر اس کو حضرت ﷺ نے فرمایا یعنی بددعا کی کہ تھی پکڑ لے قریش کی اس جماعت کو الہی پکڑ لے ابو جہل کو اور عبیدہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور امیہ بن خلف کو اور ابی ابن خلف کو سوا بہتہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سب جنگ بدر کے دن مارے گئے اور کنویں میں ڈالے گئے سوائے امیہ یا ابی کہ پس تحقیق تھا وہ آدمی موٹا سو جب لوگوں نے اس کی لاش کو کھینچا تو اس کے جوڑ جدا جدا ہو گئے پہلے اس سے کہ کنویں میں ڈالا جائے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ يَسْتَلِي جُزُورٍ فَقَدَفَهُ عَلَى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخَذَتْ مِنْ ظَهْرِهِ وَدَعَتْ عَلَى مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا جَهْلٍ بَنَ هِشَامٍ وَعُقْبَةَ بَنَ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بَنَ رَبِيعَةَ وَعُقْبَةَ بَنَ أَبِي مُعَيْطٍ وَأُمَيَّةَ بَنَ خَلْفٍ أَوْ أَبِي بَنَ خَلْفٍ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ قَتَلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَلْقُوا فِي بَيْتٍ غَيْرِ أُمَيَّةٍ أَوْ أَبِي لِإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَلَمَّا جَرَّوهُ تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي الْبَيْتِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے اور اس سے زیادہ مغازی میں آئے گی۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافروں کی لاشوں کا مول نہ لیا جائے اس واسطے کہ عادت شاہد ہے کہ بدر کے مقتولوں کے وارث اگر سمجھتے کہ قبول کیا جائے گا ان سے بدلہ ان کی لاشوں کا تو البتہ خرچ کرتے اس میں جو چاہتا اللہ پس یہ شاہد ہے واسطے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی۔ (فتح)

بَابُ إِتْمَانِ الْغَادِرِ لِلْبَيْتِ وَالْفَاجِرِ.  
نیک اور گناہگار کے۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ نیک سے واسطے گناہگار کے یا نیک کے یا گناہگار کے واسطے نیک کے یا گناہگار کے اور درمیان اس ترجمہ کے اور جو تین باب سے پہلے گزر چکا ہے عموم خصوص من وجہ ہے۔ (فتح)

۲۹۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِيِّ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۹۴۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد شکن دغا باز کا ایک جھنڈا ہو گا کھڑا کیا جائے گا یا پہچانا جائے گا ساتھ اس کے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْ آءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَحَدُهُمَا يُنْصَبُ وَقَالَ الْأُخْرُ يَوْمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْرِفُ بِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کہا جائے گا کہ یہ دعا فلانے کا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بلند کیا جائے گا بقدر اس کی دعا بازی کے اور ایک روایت میں ہے کہ کھڑا کیا جائے گا نزدیک مقعد اس کی کے ابن میر نے کہا کہ گویا کہ یہ معاملہ کیا گیا ساتھ خلاف قصد اپنے کے اس واسطے کہ عادت جھنڈے کی یہ ہے کہ یہ سر پر ہوتا ہے پس کھڑا کیا گیا نزدیک نوان یعنی مقعد اس کی کے اس واسطے زیادتی اس کی فضیحت اور رسوائی کے اس واسطے کہ آکھیں اکثر اوقات دراز ہوتی ہیں طرف جھنڈوں کی پس ہوگا یہ سبب واسطے دراز ہونے ان کے کی طرف جھنڈے کی کہ ظاہر ہوا ہے واسطے اس کے اس دن پس زیادہ ہوگی ساتھ اس کے فضیحت۔ (فتح)

۲۹۵۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ہر دعا باز کا ایک جھنڈا ہوگا کہ کھڑا کیا جائے گا بقدر اس کے دعا کے۔

۲۹۵۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْ آءَ يُنْصَبُ بِغَدْرِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ یہ خطاب ہے آپ سے واسطے عرب کے ساتھ مانند اس چیز کی کہ تھے کرتے اس واسطے کہ تھے وہ بلند کرتے واسطے پورا کرنے عہد کے جھنڈا سفید اور واسطے غدر کے جھنڈا سیاہ تاکہ علامت کریں دعا باز کو اور مذمت کریں اس کی پس تقاضا کیا حدیث نے واقع ہونے مثل اس کی کو واسطے غادر کے تاکہ مشہور ہو ساتھ صفت اپنی کے قیامت میں پس مذمت کریں اس کی اہل موقف اور ایہر وفا پس نہیں وارد ہوئی اس میں حدیث اور نہیں بعید ہے یہ کہ واقع ہو اس طرح اور تحقیق ثابت ہوا ہے لواحد کا واسطے پیغمبر ہمارے کے اور تفسیر غدر کی پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث میں شدت تحریم غدر کی ہے خاص کر صاحب ولایت عامہ یعنی سارے ملک کے بادشاہ سے اس واسطے کہ دعا اس کا بڑھاتا ہے ضرر اس کے کو طرف بہت خلقت کے کی اور نیز اس واسطے کہ وہ غدر کی طرف ناچار نہیں واسطے قادر ہونے اس کے کے پورا کرنے پر اور عیاض نے کہا کہ مشہور یہ ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے بیچ مذمت امام کی جبکہ غدر کرنے اپنے عہدوں میں واسطے رعیت اپنی کے یا لشکر اپنے کے یا واسطے امامت کے جس کو اپنی جگہ میں ڈالا ہے اور اس کے ساتھ قیام کا التزام کیا ہے پس جب اس میں خیانت کرے یا ترک کرے نرمی کو تو تحقیق غدر کیا اس نے ساتھ عہد اپنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد انہی رعیت کی ہے غدر سے ساتھ امام کے پس نہ خروج کرے اوپر اس کے

اور نہ تعرض کرے واسطے گناہ اس کے کے اس واسطے کہ اس پر فتنہ مرتب ہوتا ہے کہا اس نے اور صحیح پہلی بات ہے اور میں نہیں جانتا کہ کون چیز مانع ہے حمل کرنے حدیث کے سے عام معنی پر اور زیادہ بحث اس کی فتن میں آئے گی اور اس میں یہ ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے باپوں کے نام سے پکارے جائیں گے واسطے قول اس کے کہ یہ دعا فلانے بیٹے فلانے کا ہے جیسا کہ فتن میں آئے گا ابن دینق العید نے کہا کہ اگر ثابت ہو کہ وہ ماؤں کے نام سے پکارے جائیں گے تو تحقیق خاص کیا جائے گا یہ عموم سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے بیچ ترک جہاد کے ساتھ ظالم بادشاہوں کے جو دعا کرتے ہیں۔ (فتح)

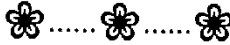
۲۹۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت اور لیکن جہاد اور نیت اور جب تم جہاد کی طرف بلائے جاؤ تو نکلو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ بیشک یہ شہر اللہ نے حرام کیا ہے جس دن سے کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا پس وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک اور بیشک مجھ سے پہلے کسی کو مکے میں لڑنا حلال نہیں ہوا اور میرے واسطے بھی صرف دن کی ایک ساعت بھر حلال ہو اسوہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت کے دن تک سو اس کا خاردار درخت نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے مگر جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے کہ جس کی کوئی چیز گم ہوئی ہو وہ آکر پتا بتائے اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مگر ازخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ وہ مکے والوں کے لوہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے کہ اپنے چھتوں پر ڈالتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مگر ازخر کا کاٹنا درست ہے۔

۲۹۵۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هَجْرَةَ وَلَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنَيْبَةٌ وَإِذَا اسْتَفْرُتُمْ فَانْفِرُوا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَمٌ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَهَوَ حَرَامٌ بِحَرَمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَجَلِّ الْقِتَالَ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَجَلِّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهَوَ حَرَامٌ بِحَرَمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنْفَرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْقَظُ لُقْظَتُهُ إِلَّا مَنْ عَرَفَهَا وَلَا يُحْتَلَى خَلَاهُ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْأَذْحِرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلْيَبُوتِهِمْ قَالَ إِلَّا الْأَذْحِرَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کچھ جہاد میں گزر چکی ہے اور کچھ حج میں اور بیچ تعلق اس کے کے ساتھ ترجمہ کے خفا ہے ابن بطلان نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ کی حرام چیزیں اس کے عہد ہیں طرف بندوں اس کی کے سو جو کسی چیز کو اس سے توڑے گا ہوگا غادر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو لوگوں کو امن دیا پھر خبر دی کہ لڑنا مکے میں حرام

ہے پس اشارہ کیا کہ وہ امن میں ہیں اس سے کہ دعا کرے ساتھ ان کے کوئی بیچ اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ان کے امان سے ابن منیر نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ نص اس پر ہے کہ مکہ خاص ہے ساتھ حرمت کے مگر ایک گھڑی مستثنیٰ میں نہیں خاص ہے ساتھ مومن نیک کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہر جگہ اسی طرح ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ خاص ہے ساتھ اس چیز کے کہ عام تر ہے اس سے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو ساتھ اس کے طرف اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے سبب فتح کے جو حدیث میں مذکور ہے اور وہ غدر کرنا قریش کا ہے ساتھ قوم خزاعہ کے جو حضرت ﷺ کے ہم قسم تھے جبکہ لڑائی کی انہوں نے ساتھ قوم بنی بکر کے جو قریش کے ہم قسم تھے تو مدد دی قریش نے بنی بکر کو خزاعہ پر اور شیخون کی ان پر پس قتل کیا انہوں نے اس سے ایک جماعت کو اور اس کی مفصل شرح مغازی میں آئے گی پس تھی عاقبت توڑنی قریش کے عہد اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ انہوں نے یہ کہ جہاد کیا ان سے مسلمانوں نے یہاں تک کہ فتح کیا مکہ کو اور ناچار ہوئے طرف طلب امان کی اور ہو گئے بعد عزت اور قوت کے نہایت ذلت میں یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوئے اور اکثر ان کے اس سے ناخوش تھے اور شاید اس نے اشارہ کیا ترجمہ میں ساتھ بر کے طرف مسلمانوں کی اور ساتھ فاجر کے طرف خزاعہ کی اس واسطے کہ اکثر ان میں سے ابھی تک اسلام نہ لائے تھے، واللہ اعلم بالصواب [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

الحمد لله کہ ترجمہ پارہ دوازدهم بخاری کا تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ آمین ثم آمین  
وآخر دعوانا الحمد لله رب العلمین و صلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابہ اجمعین۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست مضامین

- 504 ..... [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com) ..... ہے رمضان میں سفر کرنا درست ہے ❀
- 504 ..... وداع کرنا سفر کے وقت مسافر اور مقیم کا ..... ❀
- 505 ..... امام کی فرمانبرداری تب تک ہے کہ حکم بہ معصیت نہ کرے ..... ❀
- 505 ..... امام کے پیچھے اور سب سے لڑائی اور امن ہے ..... ❀
- 506 ..... بیعت اس پر کہ لڑائی سے نہ بھاگیں ..... ❀
- 510 ..... بادشاہ کی اطاعت مقدار طاقت کے واجب ہے ..... ❀
- 511 ..... جب اول روز میں نہ لڑتے تو بعد زوال کے لڑتے ..... ❀
- 512 ..... امام سے اجازت لے کر لشکر سے باہر جائے ..... ❀
- 514 ..... جہاد کرنا جس نے تازہ نکاح کیا ہو ..... ❀
- 515 ..... جہاد کرنا بعد صحبت کے اپنی بیوی سے ..... ❀
- 515 ..... جلدی کرنی امام کی خوف کے وقت ..... ❀
- 515 ..... گھبراہٹ کے وقت جلدی کرنا اور گھوڑا دوڑانا ..... ❀
- 516 ..... خوف کے وقت تہا نکلنا اس میں کوئی حدیث نہیں ..... ❀
- 516 ..... کسی کو اپنی طرف سے مزدوری دے کر جہاد کرائے اور اللہ کی راہ میں سواری دے ..... ❀
- 519 ..... مزدور رکھنا جہاد میں خدمت یا لڑائی کے لیے ..... ❀
- 520 ..... حضرت ﷺ کے جھنڈے کے بیان میں ..... ❀
- 523 ..... بیان قول حضرت ﷺ کا کہ مجھے فتح دی گئی رعب کے ساتھ مہینے بھر کے راستے سے ..... ❀
- 524 ..... جہاد میں سفر کا خرچ اٹھانا ..... ❀
- 527 ..... گردنوں پر سفر کا خرچ اٹھانا ..... ❀
- 528 ..... عورت کو اس کے بھائی کے پیچھے سوار کرنا ..... ❀

- 528 ..... جہاد اور حج میں ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا ❀
- 529 ..... گدھے پر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہونا ❀
- 530 ..... رکاب پکڑنے کے بیان میں ..... ❀
- 531 ..... کافروں کے ملک میں قرآن ساتھ لے کر سفر کرنا مکروہ ہے ..... ❀
- 532 ..... لڑائی کے وقت تکبیر کہنے کا بیان ..... ❀
- 533 ..... پکار کر تکبیر کہنے کی کراہت کے بیان میں ..... ❀
- 534 ..... پست زمین میں اترنے کے وقت سبحان اللہ کے بیان میں ..... ❀
- 534 ..... بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کا بیان ..... ❀
- 535 ..... مسافر کے لیے جو عمل حالت اقامت میں کیا کرتا ہے اور سفر میں نہ ہو سکے تو اس کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے ..... ❀
- 536 ..... تنہا چلنے کا بیان ..... ❀
- 538 ..... چلنے میں جلدی کرنے کا بیان ..... ❀
- 539 ..... جب اللہ کی راہ میں کسی کو گھوڑا دے پھر اس کو بکٹا ہوا دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ..... ❀
- 540 ..... ماں باپ کی اجازت سے جہاد کرنا ..... ❀
- 541 ..... اونٹ کی گردن میں گھنٹہ وغیرہ ڈالنے کا حکم ..... ❀
- 542 ..... جو شخص جہاد میں لکھا جائے تو اس کی بی بی حج کو جائے یا اسے کوئی عذر پیش آئے تو کیا اس کو اجازت دی جائے یا نہ؟ ..... ❀
- 544 ..... جاسوس کے بیان میں ..... ❀
- 545 ..... قیدیوں کو کپڑے پہنانے کا کیا حکم ہے ..... ❀
- 546 ..... جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو اس کی فضیلت کا بیان ..... ❀
- 547 ..... قیدیوں کو زنجیروں میں باندھ کر لانے کا بیان ..... ❀
- 548 ..... یہود و نصاریٰ میں سے جو مسلمان ہو اس کی فضیلت کا بیان ..... ❀
- 549 ..... جب کفار پر شب خون مارا جائے اور ان کے بال بچے مارے جائیں تو اس کا کیا حکم ہے ..... ❀
- 551 ..... لڑائی میں لڑکوں کے مارنے کا بیان ..... ❀
- 552 ..... لڑائی میں عورتوں کے مارنے کا حکم ..... ❀

- 552 ..... اللہ کے عذاب کے ساتھ عذاب نہ کیا جائے..... ❀
- 554 ..... آیت ﴿فاما منا بعد واما فداء﴾ الآیہ کی تفسیر..... ❀
- 556 ..... کیا قیدی کو جائز ہے کہ جن کے ہاتھوں میں قید ہے ان کو قتل کرے یا ان سے فریب کرے..... ❀
- 557 ..... مسلمان کو اگر مشرک آگ سے جلانے تو کیا مشرک کو اس کے بدلے میں جلانا چاہیے یا نہیں..... ❀
- 558 ..... باب بلا ترجمہ..... ❀
- 559 ..... گھروں اور کھجوروں اور درختوں کے جلانے کا حکم..... ❀
- 560 ..... سوتے مشرک کو قتل کرنے کا بیان..... ❀
- 562 ..... دشمن سے بھڑ جانے کی آرزو نہیں کرنی چاہیے..... ❀
- 564 ..... اس بیان میں کہ لڑائی فریب ہے..... ❀
- 565 ..... لڑائی میں جھوٹ بولنے کا حکم..... ❀
- 567 ..... حربی کافر کو ناگہان قتل کرنے کا حکم..... ❀
- 567 ..... جس کے شر کا ڈر ہو اس کے ساتھ حیلہ اور ہوشیاری کرنے کا جواز..... ❀
- 568 ..... لڑائی میں شعر پڑھنا اور خندق کے کھودنے میں آواز بلند کرنے کا بیان..... ❀
- 569 ..... جو گھوڑے پر ٹھہرنہ سکے یعنی اس کے لیے دعا کرنی چاہیے..... ❀
- 569 ..... بوریا جلا کر زخم کا علاج کرنا اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا اور ڈھال میں پانی اٹھالانا..... ❀
- 570 ..... جھگڑے اور اختلاف کا مکروہ ہونا لڑائی میں اور جو امام کی نافرمانی کرے اس کے عذاب کا بیان..... ❀
- 572 ..... جب لوگ رات کے وقت ڈریں تو اس وقت کیا کرنا چاہیے؟..... ❀
- 573 ..... جو دشمن کو دیکھے اور بلند آواز سے یا صباہاہ پکارے تاکہ لوگ سنیں اس کا بیان..... ❀
- 574 ..... بیان اس شخص کا جو کہے لے اس کو اور میں فلاں کا بیٹا ہوں..... ❀
- 576 ..... قیدی کو قتل کرنے اور نشانہ بنا کر قتل کرنے کا بیان..... ❀
- 576 ..... بیان اس شخص کا جو اپنے آپ کو کفار کے سپرد کر دے کہ وہ اسے قید کر لیں اور جو نہ سپرد کرے اور جو قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھے..... ❀
- 579 ..... قیدی کے چھڑانے کا بیان..... ❀
- 580 ..... مشرکین سے فدیہ لینے کا بیان..... ❀
- 581 ..... اگر حربی بغیر امان کے دارالاسلام میں داخل ہو تو کیا کرنا چاہیے..... ❀

- 582 ..... ذمیوں کی طرف سے لڑائی کی جائے اور ان کو غلام نہ بنایا جائے
- 583 ..... کیا طلب کی جائے شفاعت طرف اہل ذمہ کی اور ان کے معاملہ کا بیان
- 583 ..... ایچیوں کو انعام دینے کا بیان
- 585 ..... ایچیوں کی ملاقات کے لیے عمدہ لباس پہن کر زینت کرنی
- 585 ..... نابالغ لڑکے پر کس طرح اسلام پیش کیا جائے
- 589 ..... حضرت ﷺ کا یہودیوں سے کہنا کہ اسلام لاؤ تا کہ سلامت رہو
- 593 ..... لکھنا امام کا لوگوں کو یعنی جہاد میں
- 594 ..... بیان ہے اس امر کا کہ اللہ مدد کرتا ہے دین کی بدکار آدمی سے
- 595 ..... بیان ہے اس شخص کا کہ سردار بنے لڑائی میں بغیر امیر مقرر کرنے امام کے جب دشمن سے خوف ہو
- 596 ..... مدد کرنا امام کا لشکر کو ساتھ فوج کے
- 597 ..... دشمن پر غالب ہو کر تین دن ان کے میدان میں ٹھہرنا
- 597 ..... جہاد میں اور سفر میں غنیمت تقسیم کرنے کا بیان
- 598 ..... جب مشرکین مسلمان کا مال لوٹ کر لے جائے پھر مسلمان اس کو پائے تو اس کا کیا حکم ہے
- 600 ..... فارسی اور عجمی زبان میں کلام کرنے کا بیان
- 602 ..... غنیمت میں خیانت کرنے کا بیان
- 603 ..... غنیمت میں تھوڑی خیانت کرنے کا بیان
- 604 ..... غنیمت کے مال سے اونٹوں اور بکریوں کے ذبح کرنے کے مکروہ ہونے کا بیان
- 606 ..... فتح کی خوشخبری دینے کا بیان
- 607 ..... خوشخبری دینے والے کو جو چیز دی جائے اس کا بیان
- 607 ..... ہجرت نہیں بعد فتح کے
- 608 ..... ناچاری سے ذمی اور نافرمان عورتوں کے بال وغیرہ دیکھنے کا بیان
- 610 ..... غازیوں کے استقبال کا بیان
- 610 ..... جہاد سے لوٹے وقت کیا کہنا چاہیے
- 612 ..... جب سفر سے آئے تو نماز پڑھے
- 613 ..... سفر سے واپس آنے کے وقت کھانا دینا



### خمس کے فرض کے بیان میں

- 627 ..... خمس کا ادا کرنا دین میں سے ہے یعنی دین کا ایک شعبہ ہے
- 627 ..... حضرت ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کے نفقہ کا بیان
- 628 ..... حضرت ﷺ کی بیبیوں کے گھروں کا بیان
- 632 ..... حضرت ﷺ زہ و عصا وغیرہ اشیاء کا ذکر اور جو صحابہ نے آپ کے بعد استعمال کیں
- 636 ..... بیان اس امر کا کہ خمس حضرت کی حاجات کے لیے ہے اور مساکین کے لیے ہے
- 638 ..... بیان اس امر کا کہ تقسیم کرنا خمس کا حضرت ﷺ کا اختیار ہے
- 641 ..... اس امت کے لیے غنیمتوں کے حلال ہونے کا بیان
- 646 ..... غنیمت اس شخص کے لیے ہے جو لڑائی میں حاضر ہو
- 648 ..... بیان اس امر کا کہ جو شخص غنیمت کے لیے لڑائی کرے کیا اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے
- 649 ..... جو چیز امام کے پاس آئے اس کا تقسیم کرنا اور جو شخص موجود نہ یا کہیں گیا ہو اس کے لیے کچھ چھپا رکھنا ...
- 650 ..... حضرت ﷺ نے جس طرح قریظہ اور نضیر کو تقسیم کیا اور جو کچھ اپنی حاجتوں میں دیا اس کا بیان
- 650 ..... بیان برکت غازی کا اس کے مال میں زندگی میں اور مرنے کے بعد
- 650 ..... جب امام کسی کو اپنی بنا کر اپنی کسی حاجت میں بھیجے یا گھر میں رہنے کا حکم دے تو کیا اس کو غنیمت سے اس کو حصہ دیا جائے یا نہ؟
- 658 ..... جو شخص کہتا ہے کہ خمس مسلمانوں کے لیے ہے اس کی دلیل کا بیان
- 668 ..... حضرت کا قیدیوں پر احسان کرنا بغیر خمس نکالنے کے
- 669 ..... دلیل اس امر کی کہ خمس حضرت ﷺ کے لیے ہے
- 671 ..... اسلاب میں سے خمس نہ نکالنے کا بیان
- 677 ..... خمس میں سے مولاۃ القلوب وغیرہ کو دینا
- 685 ..... جو کھانے کی چیز دار حرب میں غازی کو طے

### کتاب ہے جزیہ کے بیان میں

- 688 ..... بیان جزیہ اور ترک لڑائی کا ذمیوں اور حربیوں سے
- 695 ..... جب امام گاؤں کے سردار سے صلح کرے تو کیا باقیوں کے لیے بھی یہی صلح کافی ہوتی ہے

- 696 ..... رسول اللہ ﷺ کی اہل ذمہ کے لیے وصیت کرنی
- 697 ..... رسول اللہ ﷺ کا بجزین کے مال سے جاگیریں دینا اور وعدہ کرنا اور اس شخص کا بیان جس کے لیے نے اور غنیمت تقسیم کی جائے
- 700 ..... جس شخص نے معاہدہ کو بے گناہ مار ڈالا اس کے گناہ کا بیان
- 700 ..... یہودیوں کا عرب کے جزیرہ سے نکال دینے کا بیان
- 702 ..... جب مشرک مسلمانوں کے ساتھ غدر کریں تو کیا ان سے معاف کیا جائے
- 703 ..... جو عہد کو توڑ ڈالے اس پر امام کا بددعا کرنا
- 704 ..... عورتوں کو پناہ دینے کا بیان
- 705 ..... مسلمانوں کا عہد اور ذمہ ایک ہے
- 706 ..... جب مشرکین لڑائی میں کہیں کہ ہم نے دین بدلایا اور یہ کہنا ان کو اچھی طرح سے نہ آئے کہ ہم مسلمان ہوئے تو اس کا کیا حکم ہے
- 707 ..... کافروں سے لڑائی ترک کرنی اور صلح کرنی مال وغیرہ پر اور جو عہد نہ پورا کرے اس کے گناہ کا بیان
- 709 ..... عہد پورا کرنے کی فضیلت کا بیان
- 710 ..... جب ذمی جادو کرے تو اس کے معاف کرنے کا بیان
- 711 ..... غدر سے ڈرانے کا بیان
- 712 ..... عہد کے واپس کرنے کی کیفیت کا بیان
- 713 ..... عہد کر کے غدر کرنے کے گناہ کا بیان
- 714 ..... باب بغیر ترجمہ کے
- 717 ..... تین دن یا کسی وقت مقرر پر صلح کرنے کا بیان
- 718 ..... [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com) وقت مقرر کئے بغیر لڑائی ترک کرنا جائز ہے
- 718 ..... مشرکین کے مردوں کا کنوئیں میں ڈالنے اور ان کا مولیٰ نہ لینے کا بیان
- 719 ..... نیک اور بد کے ساتھ غدر کرنے کے گناہ کا بیان

